رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۳

رسالہ

تشحیذ الاذہان

ایڈیٹر صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

فہرست مضامین

[illegible] میگزین پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا

رسیدات زر بابت ماہ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء

جناب مولوی ابوالحسن صاحب	جناب میاں نظام الدین صاحب	بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء
جناب حبیب خان صاحب	جناب منشی امام الدین	جناب گلاب خان صاحب
جناب حکیم [illegible]	جناب [illegible]	جناب حکیم محمد صالح
جناب حکیم محمد حبیب صاحب	جناب شیخ محمد [illegible]	جناب منشی [illegible]
جناب محمد اسماعیل [illegible]	جناب حیات محمد	جناب [illegible]
جناب [illegible] اسماعیل [illegible]	جناب عبدالغنی	جناب مولوی غلام رسول [illegible]
جناب سید [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible] الحسن
مولوی [illegible]	جناب [illegible] غلام محمد	جناب [illegible] عبدالمجید
جناب [illegible]	جناب نظام الدین	جناب [illegible] الدین
جناب [illegible]	جناب میاں عزیز الرحمن	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible] بخش	جناب عبدالعزیز
جناب منشی [illegible]	جناب [illegible] بخش	جناب منشی امام الدین
جناب محمد رشید صاحب	جناب منشی عبدالعزیز	جناب منشی رحیم بخش
جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب	جناب [illegible] صاحب	جناب [illegible]
جناب محمد افضل صاحب	جناب [illegible]	جناب [illegible] محمد
جناب [illegible]	جناب سید [illegible] علی	جناب [illegible] الحمید
جناب [illegible]	[illegible]	جناب محمد یوسف
جناب [illegible] اسحاق صاحب	جناب [illegible]	جناب [illegible] علی
جناب حکیم [illegible] صاحب	جناب [illegible] شاہ	جناب عبدالرحمن
جناب [illegible]	جناب [illegible]	جناب [illegible] حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء

ہم میں فقہا کی ایک جماعت ہونی چاہئے

اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے میں ایک ایسی جماعت پیدا کی ہے جو دوسرے لوگوں کی نگہبانی پر متعین اور سیدھی راہ اختیار کرنیکی ہدایت کرتی رہتی ہے جب بحر و بر میں فساد پڑ گیا اور کتابی غیر کتابی بگڑ گئے تو خدا تعالیٰ کی رحمت کا دریا جوش میں آیا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی جماعت گمراہوں کی ہدایت کے لئے مامور ہوئی اور انکو ارشاد ہوا کہ تم دوسروں کے لئے نمونہ بنو اور ایک عالم کو دکھا دو کہ خدا کے فرمانبردار یوں ہوتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے وجعلنٰکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا۔ آپکے بعد یہ امانت کسی نہ کسی پاک گروہ کے سپرد ہوتی رہی اور ہر صدی میں اپنا فرض ادا کرتے رہے یہاں تک کہ یہ امانت ہمارے سپرد کیا گیا اب یہ کہنا ضروری ہے کہ ہمارا دعویٰ کیا ہے اور اسکے مطابق ہم کہاں تک دشمن کی مدافعت

کے لیے تیار رہے ۔ واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ
عدو اللہ وعدوکم واخرین من دونھم لا تعلمونھم اللہ یعلمھم وما
تنفقوا من شیء فی سبیل اللہ یوف الیکم وانتم لا تظلمون ۔ کہ قوم کی تیاری
کی جو صورت ہوتی ہے وآخرین منھم لما یلحقوا بھم ہماری شان میں نازل ہوئے تیاری کا جو حال ہے وہ ہر ایک
بھائی جو اس جماعت آخرین کا فرد ہے۔ اپنے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر معلوم کرسکتا ہے کہ اس نے
اپنی حالت کو کس حد تک سنوارا اور اپنے تئیں کہاں تک اس قابل بنایا کہ دوسروں کے لئے واعظ بنے
اور ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر کے ارشاد کی تعمیل
کرسکے کیونکہ یہی سب سے مقدم اس آیت میں اسلام پر ہے اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ ایک اور جگہ کنتم خیر امۃ
اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ کے آگے
ولو امن اھل الکتاب لکان خیرا لھم فرمایا ہے اور نبی کریم صلعم کی شان میں ارشاد
باری تعالیٰ ہے یعلمھم الکتب والحکمۃ اور حکمت کی نسبت فرمایا ومن اوتی الحکمۃ فقد اوتی
خیراً کثیراً اور ہمارے سید و مولیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے وخیرکم من تعلم القرآن پس اشاعت
و حفاظت اسلام کیلئے ضروری ہے کہ اول ہم اسلام کا علم اور جزئیات سے پورے آگاہ ہوں۔ پھر
دوسروں کو بھی اس دین کی خبر دیں جب تک کوئی شخص خود روشن نہ ہو دوسرے کو روشنی نہیں پہنچا سکتا۔

اس امر کو مد نظر رکھ کر چند ایک تجاویز سوچی ہیں جنہیں میں اپنی قوم کے سامنے پیش کرتا
ہوں اول ہم میں سے ایک منتخب جماعت اس ارشاد ربانی کی تعمیل سے عہدہ برآ ہو جائے جو ان
الفاظ میں ہے وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم
طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون۔
یعنی یہ نہیں کہ سب کے سب مومن کوچ کر نکلیں بلکہ ایسا کیوں نہ ہو کہ ہر ایک فرقہ سے ایک گروہ
دین میں سمجھ (تفقہ فی الدین) کو پیدا کرنے کیلئے نکل کھڑا ہو اور پھر واپس جاکر اپنی قوم کو تعلیم
دین دے اور وہ گمراہی اور فساد کی راہوں میں پڑنے سے بچ جائے۔

نوٹ کے لئے تو مدرسہ احمدیہ کافی ہو۔ پس کیا ہو ہر ایک جگہ کی جماعت سے کم از کم ایک لڑکا تو ضرور
اپنا بیٹے بلکہ اگر کوئی میسر ہو سکتا ہے تو میں کہوں گا کہ ہر ایک خاندان کا فرض ہے کہ اپنا ایک لڑکا دین میں ماہر
پیدا کرنے کے لئے یہاں بھیجے تاکہ وہ صحبت صالحین میں تربیت پا کر قوم کا مصلح بنے بلکہ ہر ایک احمدی
کے لئے ضروری ہے کہ اگر اسے خدا نے بہت بچے دئے ہیں تو ایک بچہ مخلص دین کے لئے وقف کرو
اور اگر .... اپنے سارے بچے ہی کسی راہ میں یا وہ انگریزی سکول میں
پڑھانے کی استطاعت رکھنے کے لگ رہے تو یہ قابل ستائش امر ہے اور اپنے لئے اگر کسی بیکس
بچے کا خرچ مدرسہ احمدیہ پر پڑے اور اس طرح پر انتظامی رکاوٹ کا موجب ہو وے بہتر ہے کہ ہر ایک جگہ
کی جماعت اپنے ذاتی احمدی چندہ سے اس رنگ کے بچے بھیجیں کہ اس طرح پر علاوہ اجر جزیل کے
"پانچ چھ سال کے بعد اپنے لئے ایک عالم با عمل صالح کو متقی جس نے دو رحمان کی پاک تعلیم میں
حضرت خلیفۃ المسیح کے زیر سایہ پرورش پائی ہے مہیا کر لیں گے اور پھر وہ عالم انشاء اللہ تعالیٰ اس جماعت
[illegible] کے بہت سی بیہودہ رسوم [illegible] ابتریوں کا موجب ہوگا۔

مدرسہ احمدیہ کا موجودہ نصاب عرض کئے دیتا ہوں تاکہ اس سے اندازہ لگایا جا سکے کہ قابل [illegible]
دین پیدا کرنے کے لئے یہ کالج کس رنگ کا مدرسہ ہے۔ فی الحال اس میں پانچ جماعتیں ہیں اور ایک کلاس [illegible]
جس میں پانچویں پاس یا اس لیاقت کے لڑکے مدرسہ احمدیہ کی جماعت اول میں داخل ہونے کے لئے
تیار کئے جاتے ہیں۔

جماعت اول۔ قرآن کریم ترجمہ پارہ اول حفظ ربع آخر پارہ [illegible] حدیث [illegible]
دینیات کا پہلا رسالہ عربی دروس النحو حصہ اول دروس الادب حصہ اول میزان منشعب صرف [illegible]
انگریزی نیلسن ریڈر اردو [illegible] حساب [illegible] کی پیمائش تک

جماعت دوم قرآن کریم ترجمہ تا سورۃ مائدہ حفظ ربع ثالث پارہ عم مع سورۃ الاعلیٰ تا آخر
جمعہ، منافقون [illegible] حدیث عمدۃ الاحکام عربی دروس النحو حصہ دوم دروس الادب حصہ دوم
اشعار [illegible] انگریزی نیلسن ریڈر [illegible]

اردو۔ اردو کورس معہ مثل حساب مسلمات سے لیکر کسر۔ اعشاریہ ختم

جماعت سوم قرآن کریم ترجمہ تا سورۂ مریم حفظ پنج سورہ مع سورہ و یٰسٓ حدیث بلوغ المرام
عربی دروس النحو حصہ سوم علم الادب باب سوم قصص النبیین تجرید دستور المبتدی۔ ہدایۃ النحو
تعلیم الدین۔ آئینہ کمالات اسلام۔ انگریزی نیلسن ریڈر سے ریڈیل گرامر سے لیکر ری ادبی تک
(سٹی وفی عبارتیں) اردو۔ اردو کورس سوم مثل حساب سود در سود ختم فقہ۔ قدوری کتاب الحج

جماعت چہارم۔ قرآن کریم۔ ترجمہ قرآن کریم ختم۔ حفظ سورۂ ق۔ النجم۔ القمر۔ الرحمن۔ حدیث
جامع ترمذی نصف اول عربی۔ دروس النحو حصہ چہارم۔ دروس البلاغۃ۔ سبع معلقات۔ الہدی
قصص من التاریخ فصول اکبری تا بحث [illegible] رسالہ [illegible] انگریزی کنگ ریڈر [illegible] مینل گرامر ختم
فقہ کنز الدقائق ختم سراجی منطق۔ مرقات حساب۔ [illegible] ربع مشتقات

جماعت پنجم۔ تفسیر۔ [illegible] کشاف دو رکوع اول حدیث جامع ترمذی ختم عربی
فصول اکبری ختم مع مباحث [illegible] شافیہ۔ فرائد جواہر۔ خلاصۃ المطول التبلیغ قصہ [illegible]
حماسہ باب الحماسہ ختم کلام و مناظرہ تقریر [illegible] تاریخ و جغرافیہ
باب الخیار منطق قطبی فقہ و اصول فقہ شرح وقایہ نصف اول۔ اصول شاشی انگریزی
[illegible] نصف [illegible] ختم

اس کے آگے جماعت ششم و ہفتم کے لئے تفسیر بیضاوی کا کچھ حصہ ہے صحیح مسلم مثنوی [illegible]
مقامات حریری۔ رشیدیہ چشمہ معرفت۔ ہدایہ۔ صحیح بخاری۔ نور الانوار شرح ہدایت الحکمۃ۔ سامی
محمد الادب [illegible] اسلام وغیرہ کتب ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ حضرت صاحبزادہ صاحب ہیں جو اپنے
مقدس باپ کی مانند قوم کے بچوں کے لئے تڑپ تڑپ کر دعائیں کرتے اور اپنے اوقات گرامی کا بہت
سا حصہ مدرسہ کی اصلاح کے لئے خرچ کرتے ہیں اور اس مدرسہ کے سپرنٹنڈنٹ مولوی [illegible] صاحب
صاحب ایسے عالم و متقی آدمی اور متقی عالم کتاب صفت ہیں آپ مدرسہ میں ادب و تفسیر پڑھاتے
ہیں اور فاضل جلیل قاضی امیر حسین صاحب حدیث فقہ منطق اور مولوی فاضل مولوی محمد اسمٰعیل

علوم ادب تاریخ حدیث وغیرہ اور مولوی غلام نبی صاحب بیان معہ قرآن مجید اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب
مولوی علم عرب۔ انگریزی اسپر مسٹر عبدالقیوم صاحب انگریزی کا سبق دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت
خلیفۃ المسیح کے درس سے تمام طلباء بوقت عصر مستفید ہوتے ہیں۔

دو جماعتیں ابھی باقی ہیں جس میں بہت سی ترقی کی ضرورت ہے۔ [illegible] طلباء میں سے ۳ کے
قریب تو انٹرنس [illegible] ہیں اور باقی [illegible] پڑھتے ہیں اور اس سال جلسہ سالانہ کے بعد کچھ اور بھی
داخل ہوئے ہیں۔

دوسری تجویز یہ کہ کچھ مدت کے واسطے ہر جماعت سے ایک فہیم شخص جو دینی علوم کے اصول اور
اعلیٰ تحقیقات کا شوق رکھتا ہو یہاں آ جائے۔ اور اول قرآن مجید تفسیر یا سورکوع روزانہ کے حساب
اور بخاری شریف [illegible] پارہ [illegible] ختم کرے [illegible]
استاد یہاں مقرر ہو جاویں جو انہیں قرآن و حدیث پڑھاتے ہوئے اصول تفسیر و علوم
پر تنبیہ کرتے جاویں [illegible] کچھ شک نہیں کہ ایسا متقی عالم و فاضل متبحر تجربہ کار حضرت مولوی
نور الدین کے سوا کون ہو سکتا ہے لیکن اگر ان سے باقاعدہ [illegible]
ہوں تو پھر حضور ہی کے چشمے سے یہاں ایسے استاد [illegible] ہو گئے ہیں جو آپ ہی کے فیض کو
مستفیض ہیں مثلاً مولانا [illegible] صاحب ہیں شیخ [illegible] صاحب ہیں مولوی محمد [illegible]
صاحب ہیں قرآن مجید بخاری کے علاوہ [illegible] کا مطالعہ ضروری ہے [illegible]
کی چاشنی کے [illegible] پڑھائیں پھر میں [illegible] ہوں کہ [illegible] اپنے طور پر مطالعہ کرکے
ایک [illegible] بہت کچھ حاصل کر سکتا ہے

تیسری تجویز اگر کوئی یہاں آنے سے معذور ہے تو پھر وہ گھر رہ کر چاہئے کہ ہر ایک [illegible]
کسی وقت مثلاً [illegible] صبح [illegible] ہے وہ پہلے [illegible] کے درس کے
نوٹ [illegible] ہیں اور [illegible] کے تفسیری [illegible] اور اگر ان آیات کے متعلق کوئی
تفسیر حضرت مسیح موعود [illegible] اپنے فہم کے مطابق بیان کرے

پھر بخاری جو آجکل با اعراب و مترجم مل سکتی ہے اس میں سے چند احادیث سنا دے تیسرا درس حضرت
مسیح موعود کی کتب کا ہونا چاہیئے کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ اکثر احباب ان مسائل میں جنکے یا غلطیاں تو
قائم کرتے ہیں جنکے بارہ میں حضور علیہ السلام شرح و بسط سے اپنی کتب میں لکھ چکے ہیں علاوہ ازیں ان
کتابوں میں حقائق و معارف کا ایک گنجینہ ہے اور غیر مذہب کی تردید اور نیز قیام محبت کے لئے کافی
ذخیرہ ہے وہ تو عام طور پر ہے اور جو ان میں سے دین کے لئے ایک خاص وقت دینا چاہئے کم از کم
حدیث کا رسالہ عمدۃ الاحکام بلوغ المرام اور منتقی دیکھیں یہ سب مترجم مل سکتے ہیں سفر السعادۃ و زاد المعاد
بھی بہت مفید ہیں ایجاز البلاغ الطیبین اور ایک مختصر وقایہ کی شرح نور الہدایہ کے نام سے مشہور ہے
وہ دو تو ایک مختصر پڑھ جائے جس سے اسے مختلف احادیث سے فقہی مسائل مستنبط ہونیکا علم ہو گا
حجۃ اللہ البالغہ شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کی بہت عمدہ کتاب ہے وہ بھی مترجم مل سکتی ہے
عقائد و اعمال کے متعلق اسکے مطالعہ سے کافی استعداد حاصل ہو سکتی ہے اور مذاہب اربعہ میں
خوب تطبیق کی ہے تصوف بھی ہے اسکے سوا احیاء العلوم امام غزالی (اردو) میں بھی مل سکتی ہے اور
جسکی چاروں جلدوں کا مطالعہ بہت سی وسعت معلومات اور اخلاق فاضلہ کے حصول کا ذریعہ ہے نیز
علاوہ ان کتب کے جو حضور نے آریوں و عیسائیوں یہودیوں اور سکھوں شیعوں کی اصلاح کے لئے
لکھی ہیں مثلاً [illegible] معرفت نسیم دعوت، سرمہ چشم آریہ، براہین احمدیہ، سر الخلافہ حضرت خلیفۃ المسیح
کی تصانیف میں سے فصل الخطاب، نور الدین پڑھے اسلام کی پہلی کتاب ضرورت زمانہ، کفارہ
اور اس قسم کی بہت سی کتابیں ہیں جنکے پڑھنے سے معلومات میں بہت سا اضافہ ہو سکتا ہے۔ اللہ
ہمکو توفیق بخشے اب میں دیکھتا ہوں کہ ہم اس وقت اس تحریر کی جو بڑی دلسوزی سے انکی بہتری کے
لئے لکھی گئی ہے کہاں تک قدر کرتے ہیں۔

ـــ یہ دونوں [illegible] الطیبین سے مینو بہت نافع لطیف ہے گو اس میں ایک نقص ہے کہ رات کی سنتوں سے چونکہ پہلے [illegible]
نور الہدیٰ [illegible] ہو تو [illegible] کی [illegible] کی کتابیں پڑھنے کے بعد [illegible]
تالیف کی [illegible] ہر مسئلہ کے ساتھ فرض کی بیان کردہ حدیث مشکوۃ [illegible] گیا ہے +

چند خواص و قویٰ و استعدادات روح

بعض کور باطن نورِ بصیرت سے محروم ہونے کے باعث قرآن کریم جیسی نور و ہدایت سے لبریز کتاب پر جس کا کلام ہی بے عیب خدا کا کلام بصد حسن بجمیع اوصاف ہے یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اس میں روح کے خواص بیان نہیں کئے گئے حالانکہ دنیا میں قرآن کریم ہی ایک ایسی کتاب ہے جس نے حقیقت روح بیان فرمائی اور کچھ کچھ متفرق طور پر عالم علوی و سفلی میں خواص عجیبہ پائے جاتے ہیں وہ سب انسانی روح کے وجود میں جمع ہیں اسی لئے نفخت فیہ بموجب لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم روح کی حقیقت اور اس کے خواص ایسے مفصل بیان کئے گئے ہیں کہ دنیا میں کوئی کتاب نہیں جو اس بارہ میں اس کا مقابلہ کر سکے۔ اگر یہ چند قوتیں اور استعدادیں حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے اپنی کتاب سرمہ چشم آریہ میں تحریر فرما کر وعدہ فرمایا ہے کہ اگر آریہ جاہل [illegible] مشتہر کرکے اسی بارہ میں بالمقابل ایک رسالہ لکھنے کے لئے تیار ہو جائیں تو ہم بھی ایک الگ رسالہ علم روح کے متعلق ہم لکھیں اور اسی طرح آریہ صاحبان بھی کسی مضمون پر ایک الگ رسالہ لکھیں اور ہم دونوں فریق اپنی اپنی الہامی کتابوں سے [illegible] دلیل دعویٰ کے بیان کرنے میں پابند ہیں تو ہم ان سب قوتوں اور خواص کو جو از روئے آیات بینات قرآنی منقول ہیں مفصل اور مدلل طور پر اسی رسالہ میں بڑی وضاحت اور قرآن کے موعود کی غرض سے [illegible] لکھیں گے مگر افسوس کہ اس [illegible] چیلنج منظور [illegible] مقابل [illegible] رسالہ لکھا گیا اور [illegible] باقی تو اس تحریر میں [illegible] قرآن کریم کی آیات سے دئے گئے ہیں [illegible] ان چند خواص کو اپنی فہم کے مطابق ذیل میں تحریر کرتا ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

(۱) قوت اشتیاق علم و معرفت۔ والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا۔ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ۔ رب زدنی علما (۲) قوت تحصیل علم۔ علم آدم الاسماء کلہا۔ علم الانسان ما لم یعلم۔ الرحمن علم القرآن۔ علمہ شدید القویٰ (۳) قوت [illegible] علوم [illegible]۔ سنریہم آیاتنا فی الآفاق [illegible] (۴) قوت محبت الٰہی۔ والذین آمنوا اشد حبا للہ [illegible] قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (۵) قوت عشق او وصال الٰہی۔ [illegible] من کان یرجوا لقاء اللہ فان اجل اللہ لآت۔ (۶) قوت مکاشفات۔ فکشفنا عنک

مثلاً کہ۔ انی رأیت احد عشر کوکبا۔ انی ارٰیک۔ انی اعصر خمرا۔ احمل فوق راسی خبزا
(۷) قوت فعل و انفعال۔ کونوا مع الصادقین۔ یخوف اولیاءہ۔ فوکزہ موسیٰ فقضی علیہ۔
(۸) قوت تبدل و تعلق بالجسم۔ واللہ انشأکم من الارض ثم انشأناہ خلقا آخر۔ ونفس وما سوّٰہا
(۹) قوت تخلق باخلاق اللہ۔ احسن کما احسن اللہ الیک۔ بالمؤمنین رؤف رحیم۔ رسول کریم
(۱۰) قوت ہیئت اشکال مختلفہ۔ فارسلنا الیہا روحنا فتمثل لہا بشرا سویا۔ واستوی آتیناہ حکما
وعلما وکذلک نجزی المحسنین۔ کما شدہ موسیٰ ... فاوحی الی عبدہ ما اوحی۔
(۱۱) قوت حالت قبض و بسط۔ فاقبضہم ... ولما جاءت رسلنا لوطا سیٔ بہم وضاق بہم ذرعا
... قال سلام قوم منکرون۔ فاقبلت امرأتہ ... فصکت ... الآیۃ
(۱۲) قوت قبول مخالفت غیر متناہیہ۔ عطاء غیر مجذوذ۔ رب زدنی علما
(۱۳) قوت اصطباغ بصبغۃ اللہ۔ صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ۔
(۱۴) قوت تمیز حسن و قبح۔ اعطی کل شئ خلقہ ثم ہدی۔ فالہمہا فجورہا وتقوٰہا۔ افلا تعقلون
(۱۵) قوت فعل و انفعال بمقابلہ اجسام۔ یخرون للاذقان ویزیدہم خشوعا۔ یبکون ویزیدہم
خشوعا۔ ہدی ورحمۃ للمحسنین الذین یقیمون الصلٰوۃ ویؤتون الزکوٰۃ
(۱۶) قوت اقرار وجود خالق حقیقی۔ قالوا بلیٰ (۱۷) قوت اثر خواص مجردہ یا اتصال اجسام و اشکال
فاخرج لہم عجلا جسدا لہ خوار۔ اخلق لکم من الطین کہیئۃ الطیر فیکون طیرا باذن اللہ
(۱۸) قوت تجاذب یا قوت مقناطیسی۔ قال الذی عندہ علم من الکتاب انا آتیک بہ الآیۃ۔ فبما رحمۃ
من اللہ لنت لہم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک۔
(۱۹) ہر طرف کام کرنے کی قوت۔ عطاء غیر مجذوذ
(۲۰) بعد مفارقت جسم کے تعلق رکھنے کی قوت جو ارباب کشف قبور پر ظاہر ہوتی ہے۔ ...
... واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

(خاکسار محمد اسماعیل ...)

احمدی جماعت کا عقیدہ

امام مہدی کے متعلق

امام مہدی ضرور ہونے والا ہے جو شخص امام مہدی کے متعلق تمام روایات و احادیث کو غور سے دیکھے۔ وہ باوجود اختلاف اور پیشگوئیوں کے پایا جانے کے اس قدر مشترک پر ضرور ایمان لے آئیگا۔ کہ مہدی موعود آخر زمانے میں مبعوث ہونے والا ہے چنانچہ حجج الکرامہ میں نواب صدیق حسن خان (جنھوں نے بڑے تفحص سے مہدی کے متعلق روایات کو جمع کیا ہے) بھی اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ اور لکھتے ہیں: "لا شک نیست کہ مجموع اخبار و آثار کہ در باب وجود وے و وقائع و حوادث و فتن و فتوح وغیرہ وارد شدہ افادہ صحت ظہور وے می کنند کیف کان۔"

روایات کی صحت کا معیار مہدی کے متعلق جو روایات ہیں وہ پیشگوئیوں کے رنگ میں ہیں پس ان کی صحت کے متعلق راویوں پر جرح قدح کرنیکی چنداں ضرورت نہیں بلکہ وقوع ثابت کر دیگا کہ کونسی روایت صحیح اور کونسی ضعیف ہے۔

شیعہ کا عقیدہ دربارہ مہدی ہمارے شیعہ دوستوں کی روایات بے عجیب اور جدا ہے وہ نرالی۔ اس گروہ نے قوم نے مہدی کے متعلق بھی جو عقیدہ وضع کیا ہے وہ سراسر افسانہ کا رنگ اپنے اندر رکھتا ہے کئی صدیاں گذریں کہ مہدی صاحب پیدا ہو چکے۔ اور پھر ایک غار میں چھپے بیٹھے ہیں خدایاں نت ہم روز عرض کرتے ہیں عجل یا مولینا مگر آپ ہیں کہ نکلنے کا نام نہیں لیتے۔ اگلے عیسائیوں نے مسیح کو آتی صدیاں زندہ رکھنے کے لئے آسمان پر چڑھا دیا تھا کہ

کیونکہ زمین پر تو آج تک کسی کا زندہ رہنا سنت اللہ و قول رسول کے خلاف ہے مگر جاہل لوگ ان میں کہ زمین پر تو نہیں مگر زمین کی انتہا کے ستاروں میں اسے زندہ ثابت کر رہے ہیں اس عقیدہ کی غرض تو ایسی ہی ظاہر ہے کہ میرے خیال میں تو اس کی تردید کی بھی ضرورت نہیں۔

نزول مسیح .... اس عقیدہ کی تردید یونہی ہو سکتی ہے کہ مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے۔ اور وہ آخری زمانہ میں بجسدہ العنصری نازل ہو گا کیونکہ یہ مقدمہ پہلے ایک دفعہ فیصل ہو چکا ہے اور ہم اسکی نظیر سے فائدہ اٹھانیکے پورے حقدار ہیں میری مراد ایلیا کے نزول سے ہے جو اہل کتاب کے عقاید کے مطابق آسمان سے مسیح کے پہلے اترنے والا تھا اور حضرت مسیح ناصری نے فیصلہ کیا کہ وہ یوحنا ہے جو اس کی خو بو پر ہے گویا کسی کے نزول سے مراد اسکی ان صفات میں کسی دوسرے شخص کا مبعوث ہونا ہے پھر یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آتی کہ جب ان لوگوں کے عقیدے میں بموجب حدیث اماکم منکم امامت کا حق حضرت مہدی کو پہنچتا ہے۔ تو مسیح کو زندہ رکھنے اور اسکے اتنے ہزار سال خلاف کلام اللہ و کلام الرسول زندہ رہنے کا بار ثبوت اپنے ذمہ لینے کا فائدہ کیا ہے۔ امام تو وہ ہو گا نہیں پس اسکے بارے میں اتنی بحثوں کی کیا ضرورت ہو

مسیح و مہدی ایک ہی شخص ہے ایک ہی صورت ہے جس سے یہ تمام اختلافات رفع اور تمام مشکلات حل ہوتے ہیں۔ اور وہ کہ آنیوالا مسیح و مہدی ایک ہی شخص ہو اور اسکے لئے سند بھی قوی ثبوت ہیں۔

(۱) یہ بات حدیث مشکوۃ سے ثابت ہے کہ ایک وقت میں دو خلیفے دو امام نہیں ہو سکتے اگر ہوں تو ایک ان میں سے بشرط حکومت اسلام قتل کیا جائے پس امام مہدی اور عیسی ابن مریم دو علیحدہ علیحدہ وجود کر امام ہو سکتے ہیں اور اگر کہا جائے کہ مسیح تابع ہو گا۔ تو قرآن دو ز اسکے لئے "اماکم منکم" اور "امامنا عدونا منقطعا" جو آیا ہے اسکے کیا معنے ہیں یہ سوال بھی قابل ہیں ہے کہ اگر امام مہدی موعود مسیح سے پہلے فوت ہو گیا۔ تو اسکے بعد میں کون امام ہو گا کیا مسیح جس کے لئے ان کا عقیدہ ہے کہ قیامت میں ہونگی وہ بجز امت محمدیہ کے امام نہیں بن سکتا

(۲) یسلب الملک من قریش۔ ایک مسلم حدیث ہے یعنی عیسےٰ کے نزول کے وقت قریش سے ملک چھین لیا جاویگا پس جب مسیح آئیگا تو آپکی قریشی و سید مہدی کس طرح ہو سکیگا کیونکہ ان سے امارت چھین لیجاویگی بعض لوگ کہتے ہیں مسیح کے مشورے سے سب کام کریگے مگر مہدی کے لئے لکھا ہے کہ یقفو اثری ولا یخطی کہ میرے پیچھے پیچھے چلیگا۔ اور غلطی نہیں کریگا بلکہ حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۴ میں تو یہاں تک ہے کہ جو مقدمہ امام مہدی کے حضور پیش ہو اور جو فیصلہ اسنے کیا اگر وہی مقدمہ نبی کریم کے پیش کیا جاوے تو یقیناً وہی وہی فیصلہ دیں۔

(۳) مفصلہ ذیل باتیں ایسی ہیں جو مسیح اور مہدی دونوں کے متعلق بیان کی گئی ہیں

(ا) مسیح کے متعلق ہے یضع الحرب لڑائی موقوف کر دیگا۔ یضع الجزیہ اگر کسی روایت میں ہے۔ تو اسکے بھی یہی معنی ہیں کیونکہ کوئی شرع بعد شریعت محمدیہ نہیں ہو سکتی۔ پس معنی یضع الجزیہ کے حکم پر عمل نہ ہونے کے یہی معنی ہیں کہ لڑائی ہی نہ ہوگی اور جب غیر مذہب کے علاقات میں رکھیگا۔ کہ دین کے لئے کوئی جنگ پیش نہ آئے تو جزیہ کیسا۔ اسی طرح مہدی کے بارے میں حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۳ پر ہے۔ بیدار نہ کند مہدی ظالم را و نریزد خون را مہدی سوتے کو نہ جگائیگا اور نہ خون بہائیگا (ب) دونوں کے متعلق قسط و عدل سے زمین کو بھر دینے کا ذکر آیا ہے۔ یملأ ما عدلاً و حکماً مقسطاً یملأ الارض قسطاً و عدلاً۔ (ج) دونو پر علماء کی طرف سے کفر کا فتویٰ لگیگا۔ حضرت امام سرہندی اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ علماء جب اسکے نکات معرفت بوجہ سمجھ نہ سکینگے تو اسکو کافر کہینگے۔ اور نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں کہ علماء وقت اقتدائی تقلید اور اپنے مشائخ کی اقتدا کے خوگر ہو رہے ہیں یہ مہدی کو خانہ بر انداز دین و ملت کہنے میں جلدی کرینگے بلکہ حسب معمول علم بشافیہ کے فتویٰ تکفیر کا فتویٰ لگا دینگے۔ (د) مدت قیام بھی دونوں کے چالیس سال آئی ہے مہدی کے متعلق مختلف روایات میں ۵ سال۔ ۷ سال۔ ۹ سال۔ ۱۰ سال چند ۱۹ سال ۴۰ سال بعض مگر آخری روایت کو ترجیح ہے۔

(ہ) دونوں کیلئے تقسیم مال مقرر کیا ہے (مگر از حقائق و معارف قرآنیہ ہے ہی) کا ذکر ہے۔ چنانچہ ابو داؤد میں تقسیم المال مہدی کے لئے آیا ہے اور مسلم میں یفیض المال حتی لا یقبلہ احد مسیح کے بارے میں ہے جب یہ امر مسلم ہے کہ دنیاوی مال و دولت فانی ہے اور دنیا دار ابتلا ہے۔ دین کی محبت کم کرنے کے لئے آتے ہیں تو کتنا ناداں ہے وہ شخص جو ہو اپنی شدت حرص کے یہ سمجھتا ہو کہ امام مہدی آئیگا اور مال و دولت بانٹے گا۔ ایسا ہی ابو نعیم مہدی کا نشان لکھتا ہے یستخرج الکنوز ویفتح مدائن الشرک الصدیق حسن خان مسیح کے متعلق اسی کا ترجمہ کرتے ہیں یعنی ظاہر شوند کنوز و خزائن در زمان او (ق) دونوں کا حلیہ بھی ایک ہی بتایا گیا ہے دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۴۰۰ کہ مسیح نہایت خوبصورت گندم گون ہوگا ایسا ہی مہدی کے بارے میں ہے اور ضرب من الرجال (نعیم بن حماد)

(ش) ایسا ہی ابو نعیم مہدی کی دو چادریں علیہ عبایتان سے بتاتا ہے۔ اور کانہ من رجال بنی اسرائیل سے اسکی سیدھا شان کی طرف اشارہ کرتا ہے اور ادھر ترمذی میں بین مہرودتین یعنی دو زرد چادروں میں۔ یعنی دو بیماریوں سے مراد ہے جو مہدی کے بدن کے حصہ اعلیٰ و اسفل میں ہونگی۔ (ح) دونوں پر وحی کا نزول ہوگا اور یہ امر حجج الکرامہ صفحہ ۳۱ و ۲۲ و ۳۲ سے ثابت ہوگا۔ جہاں لکھا ہے۔ عیسیٰ را بعد نزول وحی می آید۔ اور مہدی کے بارے میں ہے۔ وے حکم نکند مگر بالقائے ملک مسدد کہ خدا تعالیٰ سوئے او فرستادہ باشد (ط) مسیح موعود کے متعلق لیظہرہ علی الدین کلہ آیا ہے اور حدیث میں اسی آیت قرآنی کی تشریح یہلک اللہ فی زمنہ الملل کلھا الا الاسلام سے کی گئی ہے۔ یعنی لیھلک من ھلک عن بینۃ کی رو سے تمام ملتیں سوائے اسلام اسکے زمانہ میں دلائل و براہین سے مغلوب ہو جائینگی۔ اور مہدی کے لئے بھی یہی نشان مقرر ہے (ی) اذ خلیفۃ اللہ المہدی کے لئے فبایعوہ حکم ہے کہ اسکی بیعت کرو۔ تو مسیح کے لئے بھی رسول اللہ کا سلام پہنچانے اور کیف انتم سے اسکی اطاعت کا حکم ہو

اشارہ ایک قوی دلیل مسیح و مہدی کی ایک ہونے کی یہ بھی ہے کہ بخاری و مسلم میں مسیح موعود کے نزول کا
ذکر ہے اور مہدی کا ذکر نہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انکے نزدیک مسیح و مہدی ایک شخص ہو
اور یہ امر اور بھی کھلتا ہے جب ہم امام بخاری کے اس عقیدہ پر غور کرتے ہیں کہ وہ وفات مسیح کے
قائل ہیں اور اس بات کے کہ مسیح امت محمدیہ کا ایک فرد ہوگا۔ ان مسیح کے لئے یکسر
الصلیب ویقتل الخنزیر تو مشہور ہے ہی مگر جب ہم ان علامات مہدی کو پڑھتے ہیں
جو ابن حجر نے قول المختصر میں لکھے ہیں کہ صلیب را بشکند و خوک را بکشد تو ہمکو یقین ہو جاتا
ہے کہ مسیح و مہدی ایک ہی شخص ہے دو شانوں کے اعتبار سے ہے اندرونی اصلاح مہدویت
کے لحاظ سے ہوگی اور بیرونی دشمن کا اندفاع مسیحیت کے اعتبار سے۔ اور کیف تھلک
امۃ انا اولھا وعیسیٰ بن مریم اٰخرھا۔ اس حدیث پر غور فرمائیے کہ نبی کریم صلعم
بتاتے ہیں اپنے ظہور اور اخیر میں عیسیٰ کے نزول کا ذکر کرکے ارشاد فرماتے ہیں کہ اس امت
کو ہلاکت کا کچھ خطرہ نہیں بلکہ اس امت کا سب سے بہتر حصہ یہی ہیں یعنی اول و آخر میں۔ درمیان
میں فیج اعوج ہے دیکھئے کسی تیسرے کا ذکر نہیں بلکہ جب ہم سورہ جمعہ کی پہلی آیات پر
غور کرتے ہیں تو وہاں بھی دو گروہی پائے جاتے ہیں ایک بعث فی الامیین رسولا
منھم دوم واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم ایک تو وہ جن میں رسول اللہ مبعوث
ہوئے اور ایک وہ جو ابھی تک ان میں نہیں ملے اور ان میں بھی وہی رسول مبعوث ہوگا۔ اسی
آخرین کے متعلق اگر اس حدیث کو بھی پیش نظر رکھیں جو سنی و شیعہ میں بالاتفاق مسلم ہے تو اور
بھی اس معاملہ پر روشنی پڑتی ہے کہ مسیح و مہدی ایک ہیں اور وہ مہدی اہل فارس میں سے ہوگا
اور مہدی و مسیح ایک ہی ہے۔ وہ حدیث یہ ہے کہ جب صحابہؓ نے آخرین کے بارہ میں
سوال کیا تو رسول اللہ صلعم نے سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا لو کان الایمان معلقا
بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس کہ اگر ثریا پر بھی ایمان چلا جائے تو ایک فارسی الاصل
سے نیچے اتار لائیگا۔ یہ پیشگوئی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر صادق نہیں آسکتی کیونکہ وقت

ایمان ثریا پر نہیں چلا گیا۔ غارات پھر سب سے آخری اور قطعی دلیل ہے تو ابن ماجہ و حاکم کی حدیث ہے
کہ لا مہدی الا عیسیٰ کہ مہدی عیسیٰ ابن مریم ہی ہے اور مہدی سے مراد من یہدی و
یصلح بہ الناس ہے نبی کریم صلعم نے اپنے خلفاء راشدین کو مہدیین فرمایا ہے

اب جب یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ مسیح و مہدی ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔ تو
ہم اسکے نام نسب اور مولد کے متعلق تحقیق کرینگے

مہدی کا نام نام کے متعلق روایت ہے یواطی اسمہ اسمی و اسم ابیہ اسم ابی اور اس کی وجہ
اور اسی اعتبار سے لوگوں نے اسکا نام محمد بن عبد اللہ سمجھا ہے۔ مگر تعجب ہے کہ اس نام کے بعض
مہدی ہو چکے مگر انھوں نے تسلیم نہیں کیا لیکن اسی حدیث میں یعنی و اسم نبیہ کا بھی یا
ہوا ہے سب تسلیم کرتے ہیں کہ نبی کریم کا نام احمد بھی تھا جیسا کہ حضرت عیسیٰ نے اسی نام کے متعلق
پیشگوئی فرمائی اور حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ اسی بنا پر لکھتے ہیں کہ حضرت کا نام دنیا
میں محمد اور فرشتوں میں احمد ہے (رسالہ شرح) اور پھر اقتراب الساعۃ صفحہ ۹۵ میں صاف لکھا ہے
فانہ المہدی واسمہ احمد گویا اس روایت سے احمد نام کی تصدیق ہوتی ہے اور باپ کے
نام کے متعلق اختلاف ہے بعض شیعوں کا اعتقاد ہے کہ مہدی کے باپ کا نام حسن ہوگا۔ پس قدر
مشترک اور متفق بات جس کو کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ وہ یہی ہے کہ مہدی کا نام احمد ہوگا اور
وہ اسی امت محمدیہ کا ایک فرد کامل اور آنحضرت صلعم کا ایک غلام ہوگا پس اس کا نام غلام احمد ہی
چاہیئے اور کیا ہے

نسب کے متعلق۔ ایک حدیث میں ہے المہدی من عترتی من ولد فاطمہ۔ یعنی میری عترت
سے فاطمہ کی اولاد سے ہوگا۔ اب اسکے آگے اختلاف ہے کوئی کہتا ہے امام حسنؓ کی اولاد سے
کوئی کہتا ہے امام حسینؓ کی اولاد سے اور کوئی کہتا ہے المہدی من ولد عباس۔ یعنی عباس
میں سے ہوگا۔ اور کوئی اسے حضرت علی کی اولاد سے بتاتا ہے

قدر مشترک ان حدیثوں کا یہ ہوا کہ مہدی اہل بیت میں سے ہوگا۔ اور یہ امر سنی و شیعہ دونوں کے

اتفاق سے ثابت ہے کہ سلمان کو آنحضرت صلعم نے سلمان منا اہل البیت فرمایا ہے یعنی سلمان فارسی ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔ اور یہ پہلے میں بتا چکا ہوں کہ آخری مصلح ابنائے فارس میں سے ہونا ہے اور یہ بھی کہ نزول مسیح کے وقت قریش سے ملک چھین لیا جائیگا اور یہ بھی کہ مصلح ایک ہی ہے جو مسیح کہلائیگا۔ ان تمام روایات میں تطبیق کی ایک ہی صورت ہے اور صرف ایک ہی صورت ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم اس حدیث کو صحیح سمجھیں جو ابو داؤد میں روایت ابو سعید الخدری ہے کہ یخرج رجل من امتی یقول بسنتی کہ ایک عظیم الشان شخص میری امت سے پیدا ہوگا جو میری سنت کی ترویج کریگا۔ اور دنیا کو عدل اور انصاف سے بھر دیگا۔ دوسری حدیث میں بعث فیہ رجل منی فرمایا اور منی کے معنی دین و ذلک فانہ اخوہ لیس منی ولست منہ ہم سے حل ہوتے ہیں یعنی روحانی تعلق بشدہ میرے ساتھ ہوگا۔ اور حقیقت دنیا کے رشتے روحانی تعلق کے اعتبار سے ہوتے ہیں چنانچہ حضرت نوحؑ اپنے بیٹے کے متعلق جناب باری میں عرض کرتے ہیں ان ابنی من اہلی مگر ارشاد ہوتا ہے انہ لیس من اہلک۔

پس ایک منصف مزاج خدا ترس دل لیکر غور کرے تو اسے ان احادیث مختلفۃ الالفاظ کا قدر مشترک یہی ثابت ہوگا۔ کہ مہدی اس امت میں سے ہونیوالا تھا۔ اور وہ بوجہ تعلق شدید آنحضرت صلعم سے ہوگا۔ اسی واسطے یشبہ فی الخلق فرمایا یعنی آپ صلعم کی خو بو ہوگی۔ اور نام بھی ایک ہی ہوگا بلکہ ایک ہی قبر روحانی میں داخل ہونگے۔ سو یہ ثابت ہو کہ وہ بروز محمد مصطفےٰ و احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ اور وہ ابنائے فارس میں سے ہوگا اور اہل بیت میں سے بھی ہوگا۔ اور اسکی نسبت فاطمی ہونی ایسی کہ ہمارے امام مہدی حضرت غلام احمد صاحب کی بعض دادیاں فاطمی نسل میں سے تھیں۔ اور آپکے ایک کشف صحیح سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے۔

مہدی کا مقام مولد کے متعلق بھی روایات میں اختلاف ہے کوئی مدینہ بتاتا ہے کوئی مکہ کوئی مغرب کوئی مشرق کوئی خراسان کی طرف مگر محققین نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ والی روایت کو ترجیح ہے چنانچہ صدیق حسن خان حجج الکرامہ صفحہ ۔۔ میں لکھتے ہیں۔

کہ باقی قوال مقصود خصوص شیں را اتفاق او کرہ باشد۔ مگر جس حدیث سے آپ نے استدلال کیا
ہے وہ روایت ام سلمہ رض کی ہے اور جب ہم اسے ایک طرف رکھیں اور دوسری طرف
عبداللہ بن زبیر کے تاریخی واقعہ کو پڑھیں تو اس میں کچھ شک نہیں رہتا کہ یہ حدیث اسی پر
صادق آتی ہے کیونکہ یہی وہ شخص ہے جس نے معاویہ کی وفات پر یزید کی بیعت سے انکار کیا
اور بھاگ کر مدینہ سے مکہ میں پناہ گزین ہوا اور یہاں مسلمانوں نے اسے خلیفہ مانا اور اس کی بیعت کی
اور لطف یہ کہ اس حدیث میں **مہدی** کا نام بھی نہیں بلکہ **رجل** فرمایا۔ اس بات کو مد نظر
رکھکر اور مسیح اور مہدی کے ایک ہونے اور مسیح کے آدم کے ساتھ نسبت رکھنے اور بموجب آیۂ کریمہ
ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم ارض ہند کے ساتھ ایک خاص مناسبت کے لحاظ سے
اور ان احادیث پر غور کرکے جنکی عبارات ہم درج ذیل میں ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ **مہدی**
نے مشرق میں ہی پیدا ہونا تھا۔ سمرقند اور خراسان کی روایت کی بھی تطبیق ہوتی ہے
کیونکہ حضرت مرزا صاحب کے آباؤ اجداد وہیں سے آئے تھے۔ مسجد اقصیٰ والی روایت بھی
ٹھیک ہو سکتی ہے کیونکہ خدا نے نبی کریم کے زمانی سیر کے لحاظ سے قادیان کی بڑی مسجد کو
مسجد اقصیٰ فرمایا ہے گویا تمام دنیا کو اکٹھا کیا اور اسکے قدر مشترک پر یہ بات آتی صورت
میں منحصر ہے کہ مہدی موعود کا ظہور قادیان میں مانا جائے۔ کیونکہ جیسا کہ عام علماء کا خیال ہے
کہ دمشق نام کوئی بستی ملک ہند میں نہیں مگر دمشق کے مشرق کی طرف قادیان ضرور ہے اور حدیث
میں بھی یہی الفاظ ہیں۔ دیکھو جواہر الاسرار مطبوعہ ۱۲۹۰ھ میں خروج مہدی از قریہ کدعہ باشد قال
النبی صلعم یخرج المہدی من قریۃ یقال لہ قدعہ عربی کدعہ مشرق میں ہے۔ اور
مشرق کے بارے میں دو روایات ذیل میں درج ہیں۔

۱۔ عبداللہ بن عمر سے مروی ہے۔ کہ یخرج رجل من ولد الحسن بن علی من قبل المشرق
مشرق کا لفظ تو آپ نے پڑھ لیا اور اولاد حسن سے ہونے کی حقیقت میں پہلے بیان کر چکا ہوں

؎ یہ کہ حدیث کتاب صفحہ کی روایت کے متعلق تذکرہ کر دیا ہے جو اور بھی جلد موجود ہے۔ منہ

۲۔ ابن ماجہ میں ہے يخرج ناس من المشرق فيوطئون للمهدى سلطانه کہ مشرق کے لوگ سلطان مشرق کی تائید کریں گے۔

۳۔ دجال کے ظہور کے متعلق صدیق حسن خان صفحہ ۳۰۰ حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں۔ "محل خروجش پس مشرق است جزما" پس مہدی جس نے دجال کے فتن کو دور کرنے کے لیے مبعوث ہونا ہے اس کا ظہور بھی مشرق ہی میں چاہیئے چنانچہ وہی صاحب لکھتے ہیں "مشرق چہ آنجا محل فتن است پس محل مسیح و ایمان نیز ہست"

۴۔ مسیح اور مہدی کی غرض ليظهره على الدين كله اور يضع الحرب پر جب غور کیا جائے تو صاف کھلتا ہے کہ ان کا ظہور ایسی جگہ چاہیئے جہاں تمام مذاہب باطلہ کے نمونے موجود ہوں اور پھر ایک پر امن سلطنت ہو تا کہ کسی کے ماتحت صحیح دلائل سے احقاق حق و ابطال باطل ہو سکے اور اس امر کے ماننے میں کسی کو پس و پیش نہیں ہو سکتا کہ صرف ہندوستان ہی وہ ملک ہے جس میں تمام مذاہب کے نمونے پائے جاتے ہیں اور جس پر ایک عادل اور پر امن سلطنت حکمران ہے۔

۵۔ ایسے ہی اور نشانات جو علامات ظہور مہدی ہیں وہ بھی مشرق ہی میں ظاہر ہونے بیان کئے گئے ہیں مثلاً ستارہ ذوالسنین کی نسبت يطلع من المشرق آیا ہے۔ ایک حدیث کے یہ الفاظ ہیں من قبل المشرق ہے۔ بلکہ طاعون قحط زلازل بھی مشرق ہی میں ہونگے

۶۔ کتب سابقہ میں بھی مشرق کے متعلق پیشگوئی ہے۔ چنانچہ یسعیاہ باب ۴۱ آیت ۲ کے پڑھنے سے امر واضح ہے۔

ہم اب جب ظہور کے مقام کے بارہ میں بحث کر چکے ہیں بعد اس امر پر غور کرنا باقی رہ گیا کہ وہ علامات پوری ہو گئیں یا نہیں جو ظہور مہدی کے لیے مقرر ہیں سو ان کے لیے جزئیات کا ذکر کوئی ضروری تو معلوم نہیں ہوتا کیونکہ صدیق حسن خان نے تمام روایات و علامات کو اپنی کتاب میں جمع کیا اور ان کے بارے میں لکھا کہ سب پوری ہو چکی ہیں صرف ظہور مہدی باقی ہے جیسا کہ وہ لکھتے ہیں۔

زمانہ قائمی منتظر قریب الحصول و جو اقرب است نزدیکر ...... وقوع امارات صغری دیکھیے عادہ آخیر عظیم عالم و اہل علم و ضعف اہم اسلام و رفع علم ...... امارات جلیہ و علامات بینہ قرب زمان ظہور است اور اقتراب الساعۃ کے صفحہ ۲۲۹، ۲۴۳ پر بھی یہی مضمون ہے۔

علامات ظہور مہدی اگرچہ میں نے ظہور مسیح میں یک رنگ ایسے نشانات پیش کئے تھے سو چند ایک یہاں بھی لکھے دیتا ہوں۔

(۱) خروج دجال جس کے فتنے سے بچنے کے لئے سورہ کہف کی اول و آخر دس آیات کے پڑھنے کا حکم ہے صرف انہی کے مطالعہ سے واضح ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کونسی قوم ہے اور پھر دجال کے معنوں کو اختلاف کیوافر ... المصباح کی ... دوسری طرف دجال واحد لشکر یغشون الدنیا یا الذین جمعوا ... اور لغت میں اسکے معنی طائفۃ عظیمۃ یحمل المتاع للتجارۃ ... ہونا۔ اس حقیقت کا مشعر ہے میری تشریح کی حاجت نہیں۔

(۲) خروج یاجوج ماجوج جن کی حقیقت ان قوموں سے واضح ہے جو جرمنی و برطانیہ میں اس جنگ موجود میں ہیں اور انکے لغوی معنی یعنی آگ سے کام لینے والی قومیں اور پھر حزقیل نبی کی کتاب جس میں اسے جوج و ماجوج روس و ماسک و توبال کے سردار بھی بتا دیا ہے اور پھر جنوں کو سکھ دینا اور آسمانی جرم کی تحقیقات میں کامیابی اور ہر بلندی پر چڑھنا یعنی ہر مشکل کام میں دخل اور کان ایسے لمبے ہونا کہ ہزاروں میل کی خبر سن لیں ان تمام باتوں سے واضح ہے کہ اس سے کیا مراد ہے۔

دجال یاجوج ماجوج کی حقیقت دجال اور یاجوج ماجوج کے متعلق جس قدر نشانات ہیں انکے متعلق دو باتوں کا خیال ضرور رہنا چاہئے۔ ایک یہ کہ یہ دونوں قومیں آدم کی نسل میں سے ہیں پس جو نشانات ہیں انکے ظاہری معنی اور وہی باتیں ٹھیک ہیں جو انسانی عادات کے مناسب ہے دوم یہ کہ کشفی نظارے ہیں جو کشف و خواب کی باتیں معانی کی تصاویر ہیں ان کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہی صورت نظر آئے جو خواب میں دیکھی گئی مثال کے طور ایک تو

دجال کے گدھے کی پیشگوئی پر غور کیجیے جس قدر بھی باتیں ہیں پیدا ہیں یعنی ۷۰ باع لمبا ہونا صبح و شام چھ چھ میل
ایسی تیز کر جل سکے۔ ہوا میں آگے پیچھے دھوئیں کا پہاڑ ہونا آوازیں دینا یہ سب ریل پر صادق آتے
گو سواری اور باربرداری دونوں مقاصد کو پورا کرنیوالی سواری آنحضرت کے کشف میں گدھے
کی صورت میں پیش ہوئی تو تعجب کی بات نہیں سورۂ یوسف میں جو خواب ہیں ان پر غور کرنے
سے خوابوں کا فلسفہ معلوم ہو سکتا ہے۔ دیکھو وہاں قحط کے سالوں کو گائیں اور بالوں کی صورت
میں دکھایا گیا اور بھائیوں کی فرمانبرداری کو ستاروں کے سجدہ کرنیکی شکل میں۔ روم وایران جن
پر طاعون بیماری آئی تھی کیونکہ کسی روایت میں آتا ہے کہ لگانے مصدور الناس کا نو
پایا تھا۔ یہ طاعون آنحضرت صلعم نے کشفی نظارے میں ایک عجیب مخلوق چوہوں کی صورت
میں دیکھا اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اب بھی لوگوں کو کسی بیماری کی آمد کی خبر بذریعہ کشوف
میں دی جاتی ہے کئی لوگوں کو اس بات کا تجربہ ہوگا کہ انہوں نے خنزیروں کو دیکھا یا جیسا
کوڑھ ہاتھیوں کو یا اونٹوں کو کہ وہ گاؤں میں آرہے ہیں اور بعد اسکے وہاں بیماری پھیل گئی
ایک خوش طبع لیکر میری اس تشریح پر غور کریں۔

۳۔ نصاریٰ کی حکومت کا تمام روئے زمین پر پھیلنا۔ (تاریخ انگریز صفحہ ۳۴۴)

۴۔ امت محمدیہ کے افراد کا یہودی صفت ہو جانا (صفحہ ۴۰۰) سمجھنے کے لئے بہتر طریق ہے۔ کہ
یہودیوں کے تمام حالات وصفات قرآن مجید سے الگ لکھ لیں اور پھر خود افراد امت پر غور
کریں کہ کیا یہ سب باتیں آجکل کے مسلمان کہلانیوالوں میں ہیں یا نہیں۔

۵۔ قرآن ہی کی طرف دیکھا جو اسلام کا صرف نام یعنی صرف نام کے مسلمان کا کام۔ دیکھو دو تین
مسلمانوں کے اپنی شادیوں بیاہوں موتوں ورواثتوں کے مراسم پر غور کرو۔ کوئی بھی ایسی
جو رسول اللہ صلعم یا صحابہ کرام یا ائمہ عظام سے ان دنوں میں سے کسی ہو اور علماء کوشش فقہاء
تحت نقل البتہ ہو تو آئے دن بھی میں کو فتنوں کا نکلنا اور انہیں دنوں فتنوں کا حال چھپنا رسالہ
احمدی ہی سے منگوا کر پڑھ لیجئے۔ اور ہرگز نہ مسلمیں کریں جو احمدی ہو چکے (ایڈیٹر) رحمن۔

* [illegible] سے کوئی ہے۔

نواب صدیق حسن خان اس بات کے مقر ہیں (دیکھو صفحہ ۰۰) مصداق تمام یہ ہیں حدیث زنا کی کثرت ۶۔ تجارت کا پھیلنا حتیٰ کہ عورتوں کا اس میں دلچسپی لینا۔ ۷۔ شراب خوری کی کثرت ۸۔ دنیا میں دولت کا عام ہو جانا ۹۔ ناجائز اولاد اور زنا کی کثرت ۱۰۔ جھوٹی گواہیاں ۱۱۔ مختلف خیالات و مذاہب کا ظہور حتیٰ کہ ایک ایک گھر میں کئی مذہب ۱۲۔ قطع رحم ۱۳۔ کثرت ارتداد ۱۴۔ کتابوں اور اخباروں کا پھیلنا ۱۵۔ اونٹنیوں کا بیکار ہو جانا ۱۶۔ زمین کا اپنے خزانے اگل دینا ۱۷۔ آدمیوں کی جلد جلد بڑھتا ہو جانا ۱۸۔ کاشتوں اور زمینوں کا زور ۱۹۔ دل ایسے سخت کہ ہر بات پر جم گئے ہوں اس سے نہ ہٹیں ۲۰۔ بھائیوں کا اختلاف ۲۱۔ اہل صدق کی عزت کم کرنے کیلئے دانش ور ۲۲۔ صالحین سے دشمنی فجار سے دوستی ۲۳۔ عورات میں دیانت ۲۴۔ علماء کا امراء کے تابع ہونا ۲۵۔ مسجدیں بہت مگر نمازیوں سے خالی ۲۶۔ فتنے پر فتنے مصیبت پر مصیبت ۲۷۔ دجال کا مجتہد بننا ۲۸۔ حلال و حرام کی تمیز کا اٹھنا ۲۹۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر کا ترک۔ یہ سب ہی اور کئی علامتیں ہیں۔ جن کے ظہور میں کسی کو شک نہیں۔

مہدی کے ظہور کا وقت

پھر علمائے مصر اور اہل کشف نے جو وقت مقرر کیا جس صدی کو تعیین کیا وہ بھی آ چکی یعنی چودھویں صدی جس کی طرف وہ حدیث رہنمائی کرتی ہے جس میں یہ وعدہ دیا گیا ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد ہوگا اور حق رہے گی اسے سنت کے دوسرے معنوں کے لحاظ سے یہ بھی نکلتا ہے کہ عظیم الشان مجدد اس وقت پیدا ہوگا جب ہر صدی کا سر ٹوٹ جائیگا۔ چنانچہ یہ صدی ایسی ہے جس میں تمام قوموں کے سنوں کی صدیوں کے سرے تھے جنتری نکال کر دیکھو پھر چودھویں صدی کا شروع ہو جانا۔ بلکہ ایک چوتھائی سے زیادہ عرصہ گزر جانا اور کسی مدعی مجددیت کا سوائے حضرت مرزا صاحب کے ظاہر نہ ہونا اور پھر جو فتن اس وقت نمودار ہیں ان میں سے بڑا فتنہ یہ ہے کہ صلیب اسکے رخ کی طرف سوا آپ کے کسی کا مقصود نہ ہونا اور کسر الصلیب اور قتل الخنزیر کے ادعا اور دوسری طرف غلام احمد قادیانی کے اعداد سب ایک سال کا گزر جانا یہ ہیں کہ مہدی کے ظہور کے لئے یہی صدی تھی۔ حدیث مجدد وقت

قوم احمد قادیانی ہی کے لئے مقدر تھی پیدا کر سکے۔ اس کے اندر یہ اشارہ مخفی تھا پھر اللہ نے
محمدی کا غلام دوسری کا مثیل ہوگا اور استخلاف کے اندر جس میں تمام خلافتوں کا نمونہ
جمع ہو گیا تھا اور ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ اور واللہ متم نورہ اور اسلام
کو ہلال سے ایک تعلق اور نبی کریم کے نور سے مستنیر ہونا بتلا دیا اللہ نے۔ یہ پیشگوئی صاف بتاتی ہے کہ ہلال
چودھویں صدی میں اور قانون قدرت بدر ہو سکتا ہے۔ اور اس صدی میں آپ کا ظہور مقدر تھا
ہو تو اللہ پھر بڑی بڑی نشانیوں کے آپ کے دعوی پر [illegible] چودھویں رات کے چاند کی طرح آپ کے دعوے ظاہر
ہوتا اور یہی اسکی تائید کرتا ہے

مرزا غلام احمد امام مہدی ہیں

چنانچہ سنہ [illegible] میں ذوالسنین [illegible] ظاہر ہوا [illegible] ایک ہو گئی
اور ایک ستارہ [illegible] آسمان کے افق کو سرخ بنانے والا اور صدیق حسن خان
اس کی تصدیق کرتا ہے اور پھر شیعوں کی مستند روایت کے مطابق [illegible] میں چاند کو
تیرھویں رات اور سورج کو اٹھائیسویں تاریخ کو رمضان میں غیر معمولی طور سے گرہن لگا اور اس جمع
الشمس والقمر کے بعد [illegible] طلوع [illegible] آسمان سے ندا کا آنا حق
کی [illegible] عیسیٰ [illegible] میں ہے [illegible] قمر کی پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے
جس کی حضرت مرزا صاحب نے [illegible] مرزا کی پیشگوئی
فرمائی [illegible] حضرت صلعم کو دجال کہنے سے توبہ
کی [illegible] ثابت
ہوتا ہو۔ ایک سال کے اندر ہوا [illegible] رمضان میں جمعرات کو ایک ندا [illegible] دن کے آخری حصہ
میں کسی کے قتل ہونے کی خبر [illegible] اور اسی کے متعلق حضرت مرزا صاحب کا
لیکھرام کے مقتول ہونے کی پیشگوئی کرنا اور کشف میں کسی فرشتہ کو اسکے قتل پر آمادہ دیکھنا

[illegible] حدیث میں خسوف القمر [illegible] الشمس [illegible]
نہیں آیا

پیرو پیش روئے شریعت کی سرکار ہو چکا اور قومی شیعہ کی (۲) کا بیٹا ہو گا اور اس کے بعد شور محشر بپا ہو گا
(۲) ایک شخص زکیہ کا شہید ہونا جس کو شاہ آن حسن صاحب ان کی پیشگوئی کے مطابق صاحبزادہ
عبد اللطیف رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شخص اس جرم پر سنگسار کیا گیا کہ وہ کیوں جہاد کا قائل نہیں
اور حضرت مرزا صاحب کو امام مہدی مانتا ہے (۷) اور اپنے آسمان اور بادلوں سے آواز میں آنا کہ یہ مسیح
(مہدی) ہے جو مشرق سے مغرب تک ہو گا پہنچ اور اسی فرشتے کے مطابق ہزارہا لوگوں کو خواب کا
اور اولیاء اللہ کو کشوف میں دکھایا جانا اور بعض کو الہام ہونا کہ یہی مسیح آسمانی آواز ہے جس کی
جس کی تصدیق میں کم از کم بیس ہزار احمدی کو پیش کیا جا سکتا ہے (۸) اپنے انبیاء اور [illegible] اور
ذاؤں کے ذریعہ مشرق سے مغرب تک یہ خبر پھیل جانا (۸) اور مہدی کے وقت ایک ایسا امن
سلطنت کا ہونا جس میں بکری اور شیر ایک گھاٹ پانی پئیں گے اور القت [illegible] کے
مطابق زمین کے مختلف خزانوں اور کانوں کا نکل آنا (۹) اور زلزلوں کے کثرت کے
ساتھ ہونا (دیکھو حج الکرامہ صفحہ ۳۴۷) (۱۰) اذا زلزلت الارض زلزالھا اور ترجف
الراجفۃ تتبعھا الرادفۃ کے مطابق پے در پے زلزلوں کا آنا (۱۱) اور جیسا کہ حدیث دار قطنی
صفحہ ۱۸۸ اور انجیل میں آیا ہے کہ مسیح کے نزول ثانی کے وقت چاند اپنی روشنی نہ دیگا اور سورج
اندھیرا ہو جائیگا اور بڑی بڑی زلزلے آئینگے طاعون اور موت الاحمر کا زور ہو گا (۱۲) برج کا رو کیا
جو بہت [illegible] طاعون کئی سال بند رہا (اقتراب الساعۃ صفحہ ۳) (۱۳) دنیا کی ترقی کا آباد اور آبادی
کا [illegible] (اقتراب صفحہ [illegible]) پنجاب میں مرحوموں کی آبادی اور زراعت سے کاشت [illegible] تباہی
(۱۴) اور آپ کے زمانہ میں اسلام کو اس حضرت صاحب نے [illegible] لیظہرہ
علی الدین کلہ کی پیشگوئی کے ماتحت آپ کا مضمون سب پر غالب رہا (۱۵) اور ایسے حالات میں
آپ کا ظہور کہ قوموں میں [illegible] ہو گی۔

اس بات کے ثبوت میں کہ حضرت مرزا غلام احمد ہی مہدی موعود
ہیں جیسا کہ امام [illegible] مقام مشرق یعنی قادیان [illegible] فارسی اور دیگر علامات

میں ولی اللہ دہلوی میں دیکھ چکا ہوں اور وہ حلیہ بھی آپ ہی پر صادق آتا ہے جو احادیث میں ہے کہ گندم گون سرخی مائل رنگ اکہرا بدن میانہ قد روشن پیشانی اونچی ناک کمان ابرو کلام میں زبان میں کسی قدر لکنت ریش مبارک گھنی سر کے بال کانوں تک حدیث شریف علیہ السلام اور جیسا معلوم ہوا کہ مسیح موعود آتے ہیں وہ سب علامتیں آپ میں موجود جیسا کہ حدیث میں بائیس چالیس سال کے درمیان میں خدمت دین پر کمربستہ ہوا اور چالیس سال تک رہنا جیسا کہ براہین احمدیہ پر لکھتے ہیں کہ دمشق میں امام ہوں گے جو دو زرد کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے اور شروع میں آپ کا وصال ہوا جس کے بارے میں دو تین سال پہلے آپ نے خبر دی اور مطابق آیت قرآنی الوصیت لکھ دی۔

آپ کے صدق پر حجت ناطقہ

اگر دلائل کسی کی سمجھ میں نہ آئیں تو آپ پر ایمان لانے کے لئے کافی نہ سمجھے تو ایک وہ طریق ہوا ہے کہ تمام دعاوی بلا خلاف قوی ہے کہ آپ نے خدا کا فرستادہ ہونے کا دعویٰ کیا نہیں آپ کے دعویٰ کی پڑتال ابھی ہو کر کیا جائے کسی اللہ کے بھیجے ہوئے کو شناخت کرنے کے لئے مقرر ہیں ہر ایک شخص کسی نہ کسی کو راستباز تسلیم کرتا ہے پس وہ اپنے نزدیک کے مطابق ہی شاید وہ صادق صلعم موافق آیات و احادیث نبویہ جو تحقیق کرے مختصر اتنا ہی ذکر کرتے کہ نبی کریم صلعم جیسے جلیل القدر انسان کے بارے میں فرمایا ہے لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین کہ اگر وہ تقول کریں تو ہم رگ جان کاٹ دیں اور فرمایا ہے قد خاب من افترى مگر آپ چالیس سال ارسال وحی کا دعویٰ بڑے زور شور سے دعویٰ کرتے رہے سے کرتے ہیں اور پھر عذاب الٰہی کا نزول خارق عادت ظاہر ہوتا ہے اور آپ بہ پیشگوئی انی احافظ خالصۃً محفوظ رہتے ہیں اور جو کام شروع کئے ہیں سے پورا کرتے ہیں اور اس میں کامیاب ہو کر مرتے ہیں کیا ایسا شخص مفتری ہو سکتا ہے تعجب ہے کہ دنیوی گورنمنٹ میں ایک مفتری تھا بیدار ہی نہ ہو ابھی پکڑا جائے اور خدا کی سلطنت میں یہ اندھیر کہ چالیس سال دعوے پر قائم رہے اور ایک عالم اس کا متبع ہو پھر وہ کامیابی پر کامیابی دیکھتا جائے ابتدا میں تنہا و بے کس ہو

یہ تمام نشان ہیں جو چاروں طرف شائع ہو کر ہزاروں میں کمال تحقیق اور بحث کے مطابق ثابت ہو چکے
وہ مخالفوں اور دشمنوں تک زور لگائیں اس کی طرف بہت سے تحقیق کرنے والے عالم ہو کر امریکہ تک سے لوگ
آئیں اور پھر وہ حاشیہ طور پر چند منٹ کی کوشش نہ ہو بلکہ آپ کی وفات کے بعد ابھی تک تیس چالیس
کی ایک ایسی جماعت دیکھی جائے جو ان آیات قرآنی پر چلتے ہوں اور دین خدا کی اشاعت میں لگ
اور پھر اپنے طور پر ہر ایک ان میں سے کسی نہ کسی بات میں کامل ہو اور وہ جماعت جمع بھی
ایسے گاؤں میں ہو جہاں کوئی بناوٹ نہ ہو نہ کوئی کشش زمین موجب کشش ہو بلکہ
معمولی ہو کیا تم دنیا کے کسی حصہ میں ایسے گاؤں کا پتہ دے سکتے ہو جہاں ایم اے
مولوی فاضل اور بڑے بڑے محقق عالمان سنسکرت و عبرانی کے بیٹھے ہوں اور قرآن کے
ماتحت ہیں جو اور وہ اپنی زندگی دین کے لئے وقف رکھتے ہوں میرے خیال میں یہی ایک زندہ نشان
آپ کی صداقت کے لئے کافی ہے خصوصاً ملک کی حالات کی خبر جس وقت شائع کی گئی تھی تو

آپ کی صداقت پر برہان ساطع

ایک معجزہ ہے ان کرامتوں سے جو آپ کے ہاتھوں پر ظاہر ہوئیں اگر
آپ معجزوں اور کرامتوں کو دیکھنا چاہتے ہیں تو تریاق القلوب
حقیقۃ الوحی دیکھیں فہرست طویل ہے اور کرامات الصادقین منگوائیں اور دیکھیں کہ کس قدر شہادت
کسی جھوٹے کے لئے بھی خدا کی طرف سے ظاہر ہو سکتی ہے اور اگر آپ استنباطوں کو کہ صحیح اصول
مستنبط از قرآن و حدیث دیکھنا چاہیں تو معیار الصادقین منگوائیں اور پھر ان معیاروں پر
حضرت امام کا دعویٰ جانچیں اور اگر آپ تعلیم دیکھنا چاہیں تو **تعلیم المہدی** پڑھیں اور
دیکھیں کہ ایسی پاک تعلیم کا **پیش** کرنے والا اس دل کے ہو سکتا ہے جو خدا کے ہاتھوں سے صاف
اور مطہر اور وحی الٰہی سے منور کیا گیا ہو مگر ان میں سے کچھ بھی نہیں پڑھ سکتے تو کم از کم خدا کے لئے اتنا ہی
غور کریں کہ آپ نے اگر افتراء سے دعویٰ کیا تو کیوں کر کیا آپ نعوذ باللہ مجنون تھے ۸۰ کتابوں کا
مصنف کہ ہر ایک ان میں سے معارف و حقائق کا ایک گنجینہ ہو اور تمام مذاہب باطلہ کا پردہ کرنے
والا بے مجنون ہو سکتا ہے کیا آپ کی بڑی جماعت کا امام اور ان میں وحدت کی روح پھونکنے والا

ورنہ یہ آپ جیسا زمانہ دنیا پرست تھے اگر تھے تو آخر اسکا کوئی نشان بھی چار پانچ لاکھ روپیہ اس قدر روپیہ کی آمد کا ڈاکخانہ کے رجسٹروں سے پتہ لگ سکتا ہے۔ پھر آپ نے کوئی جائداد خریدی کوئی زمین حاصل کی کوئی مکان عالیشان اپنی ذات کے لئے بنوایا اپنی اولاد کے لئے گدی نشینی کی وصیت کی یا کوشش کی جب ان میں سے کوئی بات بھی نہیں تو آپ بتائیے کہ پھر یہ دعوی کیوں کیا اور آپ کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ ساری دنیا کو اپنا دشمن بنائیں اور سخت مشکلات میں زندگی گزاریں ایسے موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ مرزا صاحب اگر دعوی مسیحائی نہ کرتے تو ہم انکی جوتیوں کو سرمہ بناتے کیا یہ صحیح نہیں کہ اگر آپ یہ دعوی نہ کرتے تو محمد حسین بٹالوی کا سا مولوی آپ کا مطیع فرمان رہتا مگر آپ نے خدا کے حکم کے سامنے مخلوق کی کچھ پروا نہ کی اور اس نے آپ کی ایسی تائید کی کہ بڑے بڑے دشمن مولوی آپ کی آنکھوں کے سامنے ذلیل ہو کر اور خود ان کی زندگی دوسروں کے لئے نمونہ عبرت بنی۔

اطمینان کی تیسری صورت

یہ طریق بھی اگر کسی کے اطمینان کے لئے کافی نہیں تو میں ایک اور صورت بتاتا ہوں وہ یہ کہ دو فریق ہیں ایک مہدی کا منکر ہے لیکن دوسرا فریق مہدی کو مانتا ہے اور اس کے ماننے پر بواسطہ نبی کریم صلعم کی پیشگوئیوں کی بھی تصدیق کرتا ہے اور ان فیوضات و انعامات کا وارث ہوتا ہے جو اس ایمان کے ساتھ مختص ہیں اب ان دونوں میں سے کونسا فریق حق پر ہے اگر بفرض محال وہ موعود مہدی نہ ہی ہوا تو حضرت مرزا صاحب کے مہدی ماننے والے فریق کا کیا نقصان ہے وہ اسکو بھی مان لینگے لیکن اگر یہی مہدی موعود ہے اور ضرور ہے تو پھر منکرین کا کیا حال ہو آپ خود ہی سمجھ لیں۔

اطمینان کا چوتھا پہلو

دوم اس وقت تمام قوموں میں ترقی کا خیال موجزن ہے اور ترقی کا دار و مدار وحدت پر ہے چنانچہ اپنی جگہ کوشش میں ہیں عیسائی اپنی جگہ مسلمان اپنی جگہ چنانچہ اس کوشش کیلئے کئی انجمنیں قائم ہو چکی ہیں مگر ان سے کہئے ان میں سے کسی کو بھی کامیابی ہوئی ہرگز نہیں مگر یہ مسئلہ ہو کہ حضرت مرزا کی جماعت میں باوجود مختلف المذاق

مختلف الطبائع مختلف الاحوال مختلف الالوان ہونگے وحدت کا نمونہ ہے، مقلد غیر مقلد شیعہ
وہابی نقشبندی قادری چشتی پرانے اور نئی روشنی کے تعلیم یافتہ غرض سب کے سب اس
جماعت میں داخل ہوتے ہی بھائی بھائی بن جاتے ہیں۔ اور ان میں کوئی اختلاف نہیں رہتا اور ایک
شخص کے اشارے پر کٹ پتلی کی طرح چلتے ہیں کیا یہ بین دلیل و انکشاف نہ ہو گا تمام مذہبی اور
دنیاوی تحریکوں کو۔ اب اس بات کی طرف دعوت دیتی ہیں کہ آپ سلسلہ احمدیہ میں منسلک ہو جائیں پھر گزشتہ
کے لیے سبق ہے۔ اس نقطہ سے جماعت احمدیہ ہی ہو سکتی ہے جو خونی مہدی کی آمد کی منتظر نہیں
جو امن کے رستہ سے بالکل منزہ ہے اور جو حضرت عیسیٰ کو تقریباً انسانوں کی زندگی سے جو تقریباً ایک
بہشتی زندگی ہے انسان کو ایسی بنی ہوئی ہے۔ اور اپنی قوم کے لئے تیار ہو رہی ہے کہنے کے لحاظ سے بہت ہی
مفید ہے۔ اور قوت سے اہل اسلام قوی و براہین کے لحاظ سے مسلح ہونے کے باعث اور اپنے طرز و نمود
و صلح حاضرہ ہے اور اس کا ثبوت اس کو نہ کر سکتے کہ جب آریہ یا عیسائیوں سے مباحثہ پیش
آتا ہے تو ہمارے مسلمانوں کی کتابیں بیکار ہو جاتی ہیں۔ اور جب کوئی اعتراض ہوتا ہے تو اس میں سے جو جاننے کے
کہ احمدی بھی احمدیوں کو کیا جانتے ہیں کوئی نہ کوئی احمدی لیکچرار ضرور طلب ہوتا ہے۔ اور جب کوئی عیسائی
سوال کرتا ہے کہ تم زندہ نبی کو مانتے ہو جو آسمان پر بیٹھا ہوا ہے یا مردہ کو مانتے ہو جو زمین میں گڑا ہے کہ پاک
ہے یا وہ جو مدینہ کی خاک میں مدفون ہے۔ اور جس نے کوئی مردہ زندہ نہیں کیا اور جس کے لئے قرآن مجید میں آیا
کہ اپنے گناہوں کی توبہ کر۔ تو ایک احمدی ہی کو جواب کے لئے کھڑا کرنا پڑتا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی حقیقی عزت اور شخصیت بھی اسی طرح قائم و ثابت ہوتی ہے کہ آپ ہی کی امت سے آپ کے
فیض سے مستفیض آپ کے اتباع میں فنا ہو کر آپ کی ہی مہر سے ایک مسیح پیدا ہو نہ کہ دوسری
امت سے ایک۔ اگر نبوت کی مہر کو توڑے تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ اسی سلسلہ میں داخل نہ ہو جائیں

اطمینان کی چوتھی صورت اس سے بھی قطع نظر اگر آپ ان اسلامی خدمات کو دیکھیں جو آپ کی
ذات ستودہ صفات نے انجام دیں۔

مثلاً (۱) تمام دنیا کو دعوت اسلام دی بڑے بڑے امراء و سلاطین کو پیغام حق پہنچا دیا اور بڑے بڑے

قریب اشتہار شائع کر چکا ہوں جو کہ قرآنی پیشگوئیوں اور خود [illegible] نزولِ قرآن [illegible] کرکے صداقت [illegible]
اور ایمان بالرسل کی راہ کھولتا ہے اور مسلمانوں کو اجماعی دلیل کی ضرورت بتاتا ہے اور آپ کے بعض نئی تصنیف
کی تصنیف ابھی آپ کے لئے سرمہ چشم [illegible] قادیان کے آریہ اور شیعہ دعوت حق [illegible] معرفت اور
سکھوں کے لئے ست بچن جو ان کے بڑے منشی سے قرآن کریم کی موجودگی کا ثبوت
اور پادریوں کے لئے انجام آتھم، تحفۂ مسیحی [illegible] کتابیں اور ان مذاہب کے لیڈروں سے فیصلہ کن
مباحثے اور وفات مسیح کا ثبوت اس شد و مد اور اس زور شور سے جو دوسرے ملکوں میں [illegible]
ہے اور پھر اسلام والی قرآنوں پر تمام حجت شیعہ پر الفاظ اور توجہ [illegible] اور سرسید احمد خان [illegible]
پر بر کات الدعا اور آئینہ کمالات سے اور رسوم و بدعات کا اپنے مریدوں میں [illegible] ستارہ
اور انہیں سنت نبوی کا صحیح طور پر شیدا اور خادم قرآن بنا دینا اور اکمل صحابہ کرام کی طرز پر ایک گروہ
مخلص کی کمر خدمات میں ہو کیا ان سے بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی عظمت اور [illegible] ہے
ایک طالب حق کو اس بات کی طرف رہنمائی نہیں ہوتی کہ علماء میں سے اگر کوئی عالم تبلیغ کا
کام کرے اور گدی نشینوں میں سے کوئی پیر سچی بیعت لے تو حضرت اور اگر لیڈروں میں سے کوئی لیڈر
سزاوار ستائش و تعظیم ہے تو حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام

اعتراضوں کا ایک ہی جواب میں جانتا ہوں کہ حضرت اقدس کی طرف بعض امور منسوب
کئے جاتے ہیں اور بعض کمزوریاں اور پیشگوئیوں [illegible] بتاتے ہیں مگر اس طرح جھگڑے بڑھانے سے
کبھی کسی بات کا فیصلہ نہیں ہوتا جب کسی ایک دلیل سے ہم ان کا مامور من اللہ ہونا
ثابت کر چکے تو سوالات از خود حل ہو جاتے ہیں۔

کیا تمام پیشگوئیوں کو بلفظہٖ پورا ہونا ضروری ہے کیا معترضین ان یک صادقاً
یصبکم بعض الذی یعدکم بھول گئے کیا فتوح الغیب میں سید عبد القادر جیلانی
کا فرشتہ نہیں پڑھتے کہ ان یعد اللہ لہ وعدہ لا یظلع العبد وفاء [illegible]
او اسی طرح [illegible] کے [illegible] اعتراض سے پھرتے ہیں اور نہیں دیکھتے کہ اس میں حضرت مرزا

کافی ہو سکتی ہے کیونکہ وہ عہدے اگر وہ ان کے حریص ہوتے تو کیا رنج تھا کہ جماعت میں سے معزز و ذات
اپنا عقیدہ توحید جیسیاں ان کو مل سکتی تھیں پھر اس نکاح پر زور دینے کی کیا وجہ بات صاف ہے کہ انہوں
نے اس لئے ان کو ان انعامات کا وارث کرنا چاہا تھا کہ وہ نبی کے ایک بھائی خدا کے برگزیدہ رسول کی بہو
بنتے ایک سیل ثانی انہوں نے اس شادی کی امید کا حکم سنا تب وہ اس انعام سے محروم
کئے گئے۔ پس یہ صاف امر ہے کہ اس میں کچھ حرج نہیں آگے پھر اتنا جھگڑا کیوں ہے
عبدالحکیم نے خود اپنی پیشگوئی کی تاریخیں بدل بدل کر آپ مجبور ہو کر ہٹنے پر مہر لگوائی شاید ان
نے خود ہی میعاد قائم کیا کہ سب میں کو بہت حقیقی ہے خدا نے اسی راہ سے اسکو پکڑ لیا جس راہ سے
اسنے بچنا چاہا۔ عمر کی نسبت آپ نے نصرۃ الحق میں کئی برس پہلے لکھ دیا کہ الہام الٰہی سے یہ
معلوم ہوتی ہے پانچ دس سال قمری حساب سے قریباً۔ غرض ایسی پیشگوئیوں کو اگر مسلسل نیت
پر رکھ لی جائے تو کوئی اعتراض نہیں رہ جاتا اور یہ اعتراضوں کے جواب الدامات مرزا کے جواب
میں میں دیکھا ہوں لیکن ایسی پیشگوئیاں بھی تو ہیں جنکے پورا ہونے میں کسی کو کوئی شک نہیں
ہو سکتا انہی پر نظر کرکے ایمان لاؤ اور متشابہات کو محکمات کے تابع کرو

غرض ماننے کے لئے تو کئی راہیں کھلی ہیں لیکن اگر کوئی باوجود طلوع آفتاب صداقت
کسی اندھیرے گوشے میں منہ سر لپیٹ کر کہتا ہے آفتاب کوئی نہیں تو میں اسکی شپرہ چشمی
پر افسوس کرتا اور اسکی بصارت کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ وله الحمد
فی الآخرۃ والاولیٰ ۔

؎ اگرچہ لیکھرام کی نسبت تو اس میں کی پیشگوئی حضرت خلیفۃ المسیح سے پہلے لکھا گیا تھا
کہ ہو چکا تھا۔

۲؎ اس میں بہت پیشگوئیاں پوری ہوئیں انہی پر نظر کرو۔ بنگالہ کی تقسیم کی منسوخی درباروں ایران کسریٰ شاہ
ایران کے متعلق (۳) غلبت الروم فی ادنی الارض وهم من بعد غلبهم سیغلبون
ترکی اور یونان کے بارے میں

سُلّم الوصول الیٰ اسرارِ اسراء الرسول

مصنفہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی پر ریویو

(گذشتہ اشاعت سے پیوستہ)

مولوی ابراہیم صاحب سلم الوصول کے صفحہ ۵۰ میں لکھتے ہیں

"اگر کوئی یہ سوال کرے کہ سورۃ بنی اسرائیل میں صرف مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کا ذکر ہے اور آسمان کا ذکر نہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ قرآن شریف میں کسی جگہ اجمال اور اختصار ہوتا ہے اور کسی جگہ اطناب و اسہاب ...... دیگر یہ کہ نزد بعض محدثین اسراءات مرد مسجد اقصیٰ تک کی سیر ہے جو اس صورت میں مذکور ہے اور معراج سے مراد سیر آسمانی ہے جو سورہ نجم میں بیان کیا گیا ہے

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورہ نجم میں فرمایا

ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ عند سدرۃ المنتہیٰ عندھا جنۃ الماویٰ اذ یغشی السدرۃ ما یغشیٰ ما زاغ البصر وما طغیٰ لقد راٰی من آیات ربہ الکبریٰ۔

ترجمہ۔ بیشک اس پیغمبر نے جبریل کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس کہ اس کے پاس جنۃ الماویٰ ہے ایک اور دفعہ بھی اس کی اپنی اصلی صورت پر دیکھا ہے

جب اس سدرہ پر چھا رہا تھا جو کچھ چھا رہا تھا یعنی انوار و تجلیات الٰہیہ سو اس وقت بھی پیغمبر کی نظر کسی طرف کو نہ بہکی اور نہ مقصود سے بڑھی کچھ شک نہیں کہ پیغمبر نے اس موقع پر اپنے رب کی قدرت کے بڑے عجائبات دیکھے"

"مفسرین علیہم الرحمۃ اس امر پر متفق ہیں کہ یہ آیتیں بھی معراج آسمانی کا قصہ ہیں۔ ان آیات معراج کے جسمانی اور آسمانی ہونے پر صاف شہادت دے رہی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اپنی اصلی صورت میں دو دفعہ دیکھا ہے ایک بار تو اول وحی میں . . . . دوسری دفعہ آسمان پر سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جس کا ذکر اس آیات میں ہے ولقد رآہ نزلۃ اخریٰ عند سدرۃ المنتہیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ کا ساتویں آسمان پر ہونا صحیح بخاری کی حدیث معراج میں ذکر ہے چنانچہ حضرت صلعم ساتویں آسمان پر پہنچنے کے ذکر کے بعد فرماتے ہیں ثم انطلق بی حتی انتہی بی الی سدرۃ المنتہیٰ و غشیہا الوان لا ادری ما ھی یعنی پھر حضرت جبریل مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے گئے تو میں نے اس سدرہ کو ایسے انوار و تجلیات نے ڈھانپے دیکھے کہ اس کی کیفیت کہنے میں نہیں آسکتی . . . پس جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبریل کے ساتھ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اور سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان کے اوپر ہے تو رسول اللہ صلعم کے معراج آسمانی و جسمانی میں کیا شک باقی رہا . . . . پھر ساتویں آسمان پر سدرۃ المنتہیٰ کے قریب رسول اللہ صلعم نے شب معراج میں جو کچھ عجائبات دیکھے حق تعالیٰ ان کی کیفیت یوں فرماتا ہے اذ یغشی السدرۃ ما یغشیٰ ما زاغ البصر وما طغیٰ لقد رایٰ من آیات ربہ الکبریٰ یعنی جب اس سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا یعنی انوار و تجلیات آپ [illegible] کی نظر [illegible] شب معراج [illegible] کی قدرت کے بڑے عجائبات دیکھے [illegible] اللہ تعالیٰ نے ان انوار تجلیات کی عظمت کو اذ یغشی سے ایسے لطیف طور پر بیان کیا [illegible] ما زاغ البصر وما طغیٰ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال [illegible] کو بیان فرمایا کہ عجائبات قدرت کے دیکھنے اور انوار و تجلیات کے مشاہدہ سے آپ کی [illegible] چشم مبارک نہ تو کسی طرف کو پھری اور نہ مقصود سے آگے بڑھی [illegible] سب عجائبات قدرت اور انوار تجلیات الٰہیہ کو بڑے ادب [illegible] سے مشاہدہ کیا [illegible] میں اللہ

نے لفظ البصر فرمایا ہے تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ رویت روح و جسم میں سے ہے جس طرح دیگر اعضائے بدن میں کہ آلات سماع ہیں ۔ اس واسطے قرآن شریف سے بھی ثابت ہوا کہ معراج جسمانی آپ کا جسم مبارک کے ساتھ کرایا گیا تھا ۔ ۔ ۔

اس نوع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سب کمالات و فتوحات کے ذکر کر بعد اللہ تعالیٰ نے اس قصہ معراج کو اس آیت پر ختم کیا ہے لقد رای من آیات ربہ الکبریٰ یعنی بیشک ہمارے پیغمبر نے بڑے بڑے عجائبات قدرت مشاہدہ کئے اور سورۂ بنی اسرائیل میں بھی اس قصہ کو ان لفظوں پر ختم کیا ہے لنریہ من آیاتنا یعنی محمد کو ہم نے اسلئے سیر کرایا کہ ان کو اپنی عجائبات قدرت مشاہدہ کرائیں ۔ سبحان اللہ کیسے عجیب طور پر دونوں سورتوں میں اس قصہ معراج جسمانی کو ایک ہی طرح ختم کیا ہے اور ظاہر کر دیا کہ ان دونوں سورتوں میں ایک ہی واقعہ کا ذکر ہے ۔ پس بیت اللہ شریف سے بیت المقدس تک کا ذکر سورۂ اسریٰ میں ہے اور پھر وہاں کو ساتویں آسمان تک کا بیان اس سورۂ نجم میں ہے ۔

معترض مذکور مولوی صاحب کی اس طول طویل عبارت سے جو ہم نے اوپر نقل کر دی ہے صاف ظاہر ہو کہ مولوی صاحب اپنے اس دعوے میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مع جسم خاکی کے آسمان پر لے جانا ثابت ہو بالکل ناکامیاب ہے ۔ مولوی صاحب نے خود تسلیم کر لیا ہے کہ بیت اللہ شریف سے بیت المقدس کا ذکر سورۂ اسرائیل میں ہے پس سورۂ اسرا سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر جانا تو خود مولوی صاحب کے مسلک پر بھی ثابت نہیں ہو سکتا ۔ رہا سورۂ نجم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بجسد عنصری آسمان پر تشریف لیجانا ثابت کرنا سو یہ امر بھی ہرگز ثابت نہیں ۔ مولوی صاحب کے استدلال کا سارا زور اسی بات پر ہے کہ سورۂ اسرا اور سورۂ نجم دونوں میں بعض ایسی باتیں بیان کی گئی ہیں جن کو معراج کا روح اور جسم دونوں کے ساتھ ہونا ثابت ہوتا ہے صرف روح کے ساتھ تو نہیں مگر وہ ثابت نہیں کر سکے کہ جسم سے مراد ضرور خاکی جسم ہے اور جب تک یہ بات ثابت نہ ہو مولوی صاحب کا دعویٰ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا ہم اس مضمون کی بابت سے قرآن و حدیث پیش کر چکے ہیں جن سے اصل

البتہ بہت سے امر تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ واقعہ معراج میں جسم سے مراد جسم مثالی ہے جسم خاکی نہیں لیکن مولوی صاحب نے جو سورۂ نجم کے لفظ البصر سے استدلال فرمایا ہے کہ البصر آلہ ذات وجسم میں ہے ذکر آلات سے جسم نہیں ہے اور اس سے معراج نبوی کا جسم خاکی ہونا ثابت ہے یہ استدلال بھی انکا نہایت ضعیف ورکیک ہے کیونکہ البصر جس طرح جسم خاکی کے اعضا میں سے ایک عضو ہے اسی طرح جسم مثالی کے اعضا میں سے بھی ایک عضو ہے پس وہ سوال کہ جسم سے مراد جسم خاکی ہے یا جسم مثالی بدستور قائم رہا۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ خود حکیم وحید نے قرآن مجید کی اسی سورۂ نجم میں ایک ایسا زبردست قرینہ قائم کر دیا ہے جس سے اول نظر کی بات کے ان لینے میں کچھ شک نہیں رہتا کہ معراج نبوی اس عالم شہادت کا واقعہ نہیں بلکہ فی الحقیقت ایک کشفی و مثالی واقعہ ہے اور وہ قرینہ جسکو مولوی ابراہیم صاحب نے قصداً مخفی رکھا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما کذب الفؤاد ما رای (النجم) یعنی کے دل نے جو کچھ دیکھا اس میں غلطی نہیں کھایا۔

پس یہ آیت باواز بلند شہادت دے رہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے متعلق جو کچھ دیکھا اس دیکھنے کا سرچشمہ دل تھا اور جب دیکھنے کا سرچشمہ دل ٹھہرا تو ظاہر ہے کہ ایسے دیکھنے کے لیے بھی مکاشفہ ہی ہونا چاہیے چنانچہ ما زاغ البصر میں ال اسی طرف اشارہ کر رہا ہے لہذا ایک فہیم اور صحت مند طبیعت اس قرینہ قویہ پر نظر ڈال کر آسانی سے یہ نتیجہ نکال سکتی ہے کہ معراج نبوی جسم خاکی کے ساتھ نہ تھا

سورۂ نجم کی روایات جو معراج کے متعلق سمجھی جاتی ہیں کی نہایت لطیف تفسیر حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ ثانی نے التصدیق براہین میں لکھی ہے ناظرین اس مضمون کو دیکھکر بصیرت حاصل کر سکتے ہیں طوالت کے خوف سے میں اس مضمون میں اسکو نقل کرنا مناسب نہیں سمجھا مختصر غرض یہ ہے کہ سورۂ النجم میں کوئی ایسا لفظ موجود نہیں جس سے معراج نبوی کا جسد عنصری سے ہونا ثابت ہوتا ہو نہ سورۂ اسراء میں کوئی ایسا لفظ ہے کیونکہ سورۂ اسراء کا تعلق حسب اقرار مولوی صاحب صرف بیت اللہ سے بیت المقدس تک ہے۔

اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ بعض مجاہد پرست مفسرین نے قرآنی الفاظ پر حاشیے چڑھا کر ایک علی وجہ کے کشفی واقعہ کو جسمانی رنگ کے ایک واقعہ سمجھکر معراج نبوی کو جسد عنصری کا

لیا ہے مگر چونکہ یہ عقیدہ اصل الاصول کا مسلم فریق کے خلاف ہے اسلئے مولوی ابراہیم سیالکوٹی اس عقیدہ کو قرآنی الفاظ سے ثابت نہیں کر سکتے چنانچہ مولوی ابراہیم صاحب بھی اس عقیدہ استدلال کے بعد جس کی حقیقت ہم ظاہر کر چکے ہیں تھک کر بیٹھ گئے ہیں۔ اور باوجود اہلحدیث بننے کے کسی حدیث سے بھی اپنے عقیدہ کو ثابت نہ کر سکے۔ (باقی آئندہ)

سید صادق حسین مختار عدالت اٹاوہ

السلمان منا اہل البیت

شیعوں کا سوال ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہونے کے باعث مہدویت کا دعویٰ کیا ہے اور السلمان منا اہل البیت کی حدیث سے اپنا اہل بیت ہونا استدلال کیا ہے اسکا ثبوت کتب معتبرہ شیعہ سے دیا جائے

واضح ہو کہ خواجہ باقر مجلسی کی کتاب حیات القلوب میں اور محقق ابن بابویہ کی کتاب اکمال الدین میں سلمان فارسی کا حال بڑے شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہوا ہے اور اسی طرح دوسری کتابوں میں بھی ہے اور امید نہیں کہ کسی عالم شیعہ کو سلمان فارسی کی بزرگی اور علو منزلت اور ان کے اہل بیت میں سے ہونے سے انکار ہو۔

اول بروایت حضرت امام موسیٰ بن جعفر محقق ابن بابویہ ان کے ایمان لانے کی کیفیت میں خود انکی زبانی لکھتے ہیں کہ وہ شیراز کے دہقان زادوں میں سے تھے اصل عبارت یہ ہے من مرد بودم از اہل شیراز و از دہقان زادہائے بزرگوں ایشان بودم (حیات القلوب باب ۵۲ صفحہ ۱۰۰۰ جلد ۲ وعدہ قول کشمہ) یہی روایت جو بہت طول طویل ہے کتاب اکمال الدین کے باب مطبوعہ ایران صفحہ ۱۹۱ میں بھی ہے صحاح ستہ میں ایک حدیث میں حضرت محمد صلعم نے ثابت بھی کیا ہے کہ وہ دہقان ہو حالت بحرث حضرت مرزا صاحب بھی بڑے بجائے زمیندار تھے

دوم رجال کشی وغیرہ امام صادق سے روایت کرتے ہیں کہ سلمان نے علم اول و آخر کو پایا اور علم

کہ وہ ایک دریا تھے جو کہ ختم ہونے میں نہ آتا تھا اور وہ ہمارے اہلبیت سے تھے اصل عبارت سلمان
علم اول و آخر را میدانست و او دریائے بود کہ تمام نمیشد و او از ما اہلبیت است حیوۃ القلوب صفحہ
سلمان درگاہ خدا است و در زمین ہر کہ او را بشناسد مومن است ہر کہ انکار او کند کافر است و بتحقیق سلمان
از ما اہلبیت است صفحہ کہ سلمان خدا کی درگاہ ہے زمین میں جو اسکو پہچانے مومن ہے اور جو اس کا انکار
کرے کافر ہے آجکل حضرت مرزا صاحب کے ماننے اور نہ ماننے پر بحث ہو رہی ہے امید
ہے کہ ناظرین اس حدیث کو بغور دیکھیں گے روایت شیعہ سے رجال کشی میں بسند ہائے
معتبر امام محمد باقر سے روایت کی گئی ہے

کشی نے بسند معتبر روایت کردہ است کہ نزد حضرت امام محمد باقر مذکور شد سلمان فارسی را حضرت
فرمود کہ سلمان محمدی است بدرستیکہ سلمان از ما اہلبیت حیوۃ القلوب جلد ۲ صفحہ

سوم دونوں امام علیہم السلام کو شہید ہونے اور قتل ہونے کی تاریخ سے پیشتر بتلا دیا ہے بھی فضیلت حاصل کی ہو
اللہ نے آپکی بابت جو کچھ فرمایا اور اصول کافی کتاب الحجۃ میں اسکا بیان ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام
محدث تھے جو رسول اور نبی سے دوسرے درجہ پر ہوتے ہیں اور کسی شیعہ کو اعتقاد ہے کہ دوازدہ امام کے
بغیر کوئی امام نہیں ہے خواہ وہ ان اماموں کے بھائی ہوں یا عزیز ہوں یا بزرگ ہوں حتی کہ ان کے
رتبہ کو حضرت سید الشہداء حمزہ و حضرت جعفر طیار بھی نہیں پہنچ سکتے حضرت عباس اور عقیل کا تو ذکر ہی
نہیں لیکن اسی کے ساتھ تعجب پر تعجب ہے کہ سلمان فارسی کو بھی محدث کہا گیا ہے چنانچہ ملا باقر مجلسی
نے لکھا ہے کہ کشی بسند معتبر از حضرت امام محمد باقر روایت کردہ است کہ علی بن ابی طالب محدث بود و سلمان
محدث بود و ملک با او سخن میگفتند دیکھو حیوۃ القلوب صفحہ ۹۶

اور سب مخالف اور موافق جانتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے بھی محدث ہونیکا ہی دعوی فرمایا اور یا
نہ کہ نبوت کا اور وہ مسلم ہے

معلوم ہوگیا کہ شیعوں سے جو امامت کا منصب صرف بارہ اماموں تک محدود رکھا ہوا ہے اور کسی
بزرگ ہستی کو امام کہنے سے باز رہتے ہیں وہ امر درست نہیں ہے

چہارم صحاح ستہ کی وہ حدیث ہے جو اصل بنا ہے کہ آنحضرت نے سلمان فارسی کی نسبت فرمایا
تھا کہ اگر ایمان ثریا کو چلا جائے جب بھی سلمان کی قوم سے ایک شخص اسے لے آئیگا اور ایمان کو پائیگا اور اس
حدیث کا مصداق حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپ کو ظاہر کیا یہی حدیث دوسری طرح سے کتب شیعہ میں بھی
موجود ہے۔ اول تفسیر عمدۃ البیان اردو مولوی سید عمار علی صاحب مجتہد کی میں زیر آیت و آخرین
منہم لما یلحقوا بہم لکھا ہے کہ رسول حضرت پر نازل ہونے اس آیت کے لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول
خدا وہ کون لوگ ہونگے حضرت نے دست مبارک پر سلمان فارسی کے کاندھے پر رکھا اور فرمایا اگر
ایمان ثریا پر بستہ ہو تو اسکو لے لیں گے اس قوم کے آدمی یعنی فارس کے باشندے مطبوعہ دہلی ص ۵۴۲
تفسیر صافی میں زیر آیت بالخصوص بزرگوں کی احادیث سے بروایت تفسیر کر کے ترجمہ کی گیا ہے
زیر آیت یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم ہو کر تفسیر مجمع البیان طبرسی لکھا ہے
کہ بعض صحابہ نے آنحضرت سے دریافت کیا کہ اس آیت سے کون لوگ مراد ہیں تو سلمان
فارسی آنحضرت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے سلمان فارسی کی ران پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ
مراد ہیں اسکی قوم قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا سے بھی
منوط ہوگا تو اسکو پالے گا ایک شخص فارسی اصل روایت یوں ہے۔ ان ناسا من اصحاب
رسول اللہ قالوا یا رسول اللہ من ھؤلاء الذین ذکر اللہ فی کتابہ وکان سلمان
الی جنب رسول اللہ فضرب یدہ علی فخذ سلمان فقال ھذا وقومہ والذی
نفسی بیدہ لو کان الایمان منوطا بالثریا لتناولہ رجل من فارس

گناہوں سے بچنے کا طریق

اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ عدل کرو، عدل تقویٰ سے قریب تر ہے

وزنوا بالقسطاس المستقیم ترازو کی ڈنڈی سیدھی رکھ کر تولا کرو

جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مختلف اقوام و مختلف ممالک میں وقتاً فوقتاً پیدا ہوتے رہیں ان سب کی بعثت کی مشترک غرض ہمیشہ یہی رہی ہے کہ اپنے اپنے مخاطبوں کو گناہ سے پاک کریں اس کا ذریعہ اور علاج صرف یہی ہے کہ ان کے دلوں میں معرفت الٰہی پیدا ہو کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کی ہستی کا یقین اس کے سمیع و بصیر اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کا یقین اور ایک روز جزا و سزا کے لئے اس کے حضور حاضر ہونے کا یقین دل میں بیٹھ جاتا ہے تو تب ہی انسان کا دل پاک ہو سکتا ہے اور تب ہی وہ گناہ سے بچ سکتا ہے کیونکہ اسکو یقین ہو کہ ہر ایک مخفی سے مخفی خیال بھی اس احکم الحاکمین کی باریک نگاہ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا اور یہ ہر ایک فعل پر جزا و سزا کا مرتب ہونا لازمی امر ابدی ہے۔

جب معرفت الٰہی کا نشہ اس طرح انسانی قلب پر مستولی ہو جائے تب تو انسان کامل طور سے گناہ سے محفوظ ہو جاتا ہے مگر اس کے دوسرے درجے ابھی باقی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی ہستی اور جزا و سزا کے برحق ہونے پر ایمان تو ہوتا ہے مگر یہ ایمان نہیں ہوتا کہ جو عین الیقین اور حق الیقین کے مرتبے پر پہنچا ہوا ہو اس ادنیٰ حالت میں انسان گناہ سے بہت کچھ بچ سکتا ہے مگر جب کبھی شیطان لعین پہلا ہے وہ مومن کو غافل پا کر اسکو گناہ کی طرف کھینچتا ہے ان خطرات سے بچنے کے لئے مضبوط ترین طریق ایک عالمگیر قاعدہ ہے کہ جو چیز تمہیں اپنے لئے ناپسند ہو اسکو دوسرے کے لئے تجویز نہ کرو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ یعنی مومن وہی ہے جو اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند کرے جو وہ خود اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

اس اصول کو زندگی کے کسی شعبہ پر لگا کر دیکھو نتیجہ صحیح نکلے گا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ دن رات تم اور ایک وقت عیاشی میں مشغول رہو مگر گوارا نہیں کرتا کہ کوئی ماں بیٹی بہن بیوی کے ساتھ کسی

غیر کا جو اپنا حق ہو خود لوگے کہ نیک دہم سوں جو مسلمان کے نزدیک یہ کیسی تماشا گاہ گر اپنی سستی تو
کو وقت پر اسمیں مصروف رکھتا ہے اسی طرح ایک ہے دوسرے لوگوں کی محنت سے کمایا ہوا روپیہ نہایت
بیدردی اور بیحیائی کے ساتھ بیچ دیتا ہے مگر اگر اسکی حیا ہنسائی میں سے کوئی اسکا ہم شہر حاضر کچھ چیز
لے تو اسے سخت گراں گذرتا ہے مگر اگر کوئی حاکم کسی وقت کے ساتھ ایک وقت اپنے ماتحتوں کے ساتھ کسی
معاملے کا فیصلہ کرتے وقت اس بات پر غور کرے کہ اگر میں بجائے حاکم ہونیکے اس وقت ملزم یا ماتحت کی
حیثیت میں ہوتا تو میں کیا چاہتا کہ میرے ساتھ کیسا سلوک کیا جاوے تو جس نتیجہ پر وہ پہنچے اسکے
ساتھ پہنچے وہی صحیح ہے اس طرح ایک بااختیار شخص ہر طرح کے ظلم اور بے انصافی سے بچ سکتا ہے
اور حقیقی سکھ اور چین حاصل کر سکتا ہے یہ ایک زبردست گر ہے اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ کوئی اسکی اور اس کی
خدمت اور عزت کرے تو اسکو چاہیے کہ وہ خود اپنے والدین کی خبرگیری اور فرمانبرداری کرے۔ اگر
تم نہیں چاہتے کہ لوگ تمہاری غیبت کریں اور تمہارے متعلق جھوٹی خبریں مشتہر کریں یا تمہارے
پردے کی باتوں کو عوام الناس میں نشر کریں تو تمہیں چاہیے کہ لوگوں کی عیب جوئی اور غیبت کو
پرہیز کرو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک غیبت ایک نہایت ہی مکروہ چیز ہے چنانچہ حضرت حق سبحانہ تعالے
فرماتا ہے۔ ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرہتموہ
واتقوا اللہ ۔ ترجمہ تم میں سے بعض بعضوں کی غیبت نہ کیا کرو بھلا کوئی تم میں سے پسند کرتا
ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے وہ تو تم یقیناً گوارا نہیں کرتے پھر غیبت کیوں گوارا
کرتے ہو کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا مردار کھانا ہے پس اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو چونکہ غیبت کا مرض ہمارے
ملک میں بہت کثرت سے پھیلا ہوا ہے اسواسطے بطور مختصر کے اس پر اس عادت بد کے متعلق کچھ لکھنا
چاہتا ہوں۔

پس واضح ہو کہ غیبت کے یہ معنی نہیں کہ کسی کے متعلق کوئی جھوٹ اور بے بنیاد خبر مشہور کیجائے
کیونکہ یہ تو بہتان کہلاتا ہے غیبت یہ ہے کہ کسی کے پس پشت اسکا عیب بیان کیا جاوے جس کی شناعت
سے اس شخص کو جس کی وہ بات متعلق کہی ہو اگر وہ سنے تو تکلیف پہنچے اس سے صرف وہ باتیں مستثنے

میں ایک تو یہ کہ مظلوم اپنی تکلیف کو اگر ظاہر بیان کر سکتا ہے۔ بحسب لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم اللہ تعالیٰ نہیں پسند فرماتا اگر کسی بات کو کوئی کسی کو بُرا کہے ہاں مظلوم ظالم کی شکایت کر سکتا ہے۔

(۳) یہ کہ کوئی شخص خیر خواہی کے طور پر کسی دوست کی کمزوری یا ضعف بیان کرے بشرطیکہ ایسا ذکر کرنے سے غائب دوست کی بھلائی مقصود ہو۔ مثلاً میرے علم میں ایک میرا دوست [illegible] کی بدعادت میں گرفتار ہے میں ایک بزرگ سے اس کا ذکر اس نیت سے کرتا ہوں کہ آپ اُس کے لئے دعا فرمائیں یا اس شخص کو کوئی بات فرمائیں شاید مؤثر ثابت ہو ایسا ذکر کرنا غیبت تو نہ ہوگا مگر بہتر ہے کہ [illegible] خاطر اس کی اصلاح ہو۔ ایسے بسا اوقات دیکھا ہے کہ کسی شخص کا ذکر ایک دوسرے شخص سے بظاہر تو ایسے انداز میں کیا جاتا ہے جس سے اس شخص کی بھلائی اور ہمدردی ٹپکتی ہے مگر دل میں مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس شخص کے متعلق مخاطب کے دل میں بدظنی اور نفرت پیدا ہو جائے اس قسم کی غیبت ظاہرین کی نظر میں تو چھپ سکتی ہے [illegible] ان دونوں قسم کی حالتوں میں امتیاز کرنا مومن کے لئے [illegible] ضروری [illegible] مگر نہایت آسان ہے جب کسی کی غیبت میں اس کا ذکر کرنے لگو تو اپنے دل سے پوچھ لیا کرو کہ میں یہ بات کس نیت سے کرنا چاہتا ہوں یہ فیصلہ تمہارا دل نیک نیتی سے دیگا تو غیبت نہ ہوگی۔

[illegible] کے متعلق اکثر شکایتیں [illegible] ریل کی سواری [illegible] اکثر یہ تجربہ ہوا ہے کہ گاڑی ایک سٹیشن پر کھڑی ہے اس کے چلنے کا وقت ہے کرتے میں ایک مسافر [illegible] آتا ہے اور ایک کمرے میں داخل ہو جاتا ہے [illegible] اور کہتے ہیں کہ کسی اور گاڑی میں جگہ تلاش کرو یہاں ہرگز گنجائش نہیں وہ نیا مسافر [illegible] کی حالت میں منت خوشامد کرتا ہے کہ مجھے بیٹھ لینے دو گاڑی چلنے والی ہے [illegible] گھنٹہ کا سفر ہے کھڑے کھڑے چلا چلوں گا تمہیں تکلیف نہ دوں گا جب [illegible] تو پھر کسی نہ کسی طرح اس کے بیٹھنے کی بھی صورت نکل آتی ہے دوسرے سٹیشن پر گاڑی جب ٹھہرتی ہے تو ایک اور مسافر [illegible] پہلے مسافر کی طرح آتا ہے [illegible] گنجائش [illegible] نہیں [illegible]

ہے کہ ان شکر گذاروں میں وہ مسافر بھی شامل ہوتا ہے جو ابھی پچھلے سٹیشن سے سوار ہوا ہے وہ اس پندرہ منٹ میں یہ بھول جاتا ہے کہ ابھی پچھلے سٹیشن پر میرے ساتھ کیا ہوا تھا اور میں کیسا مضطرب تھا کہ مجھے چڑھا لیا جاوے اگر وہ اس نقشے کو ذہن میں رکھتا جو اسکو پچھلے سٹیشن پر پیش آیا تھا تو اس نے چڑھنے والوں کا ہمدردی بلکہ اُنکے ساتھ ہمدردی کرتا پس جب کوئی سائل تمہارے پاس آئے تو اپنے تئیں اسکی جگہ میں رکھکر دیکھو اگر تو کسی کے پاس حاجت لیکر جاوے تو کیا تم نہیں چاہتے کہ تمہارا محتاج الیہ تمہاری حاجت کو پورا کر دے پس اگر خدا کسی کو محتاج بنا کر تمہارے پاس بھیجے تو چاہیئے کہ حتی الوسع اسکی حاجت روائی کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعة ان یؤتوا اولی القربیٰ والمسٰکین والمہاجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم" ترجمہ تم میں سے جو لوگ صاحب فضل وسعت ہیں نہ چاہیے کہ قرابت والوں اور محتاجوں اور اللہ کے رستے میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی قسم کھا بیٹھیں بلکہ چاہیے کہ انکے قصور بخشیں اور اس کو درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف کر دے اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تو مختلف دارالامتحان میں رکھے ہی ہوئے ہیں کہ وہ ہم حالتوں میں انسان کو آزمائے اور دیکھے کہ کون تنگی اور تکلیفوں میں اس سے منہ موڑ لیتا ہے اور کون فراخی اور آسائش میں اسکی فرمانبرداری سے الگ ہو جاتا ہے کسی کے پاس کوئی سائل آئے تو اسے خوش ہو کر خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اسکو اللہ نے ایسی حالت میں پہنچایا کہ کوئی دوسرا انسان اپنی حاجت لیکر اُس کی طرف آیا اگر تم سوال کی حاجت پورا کرنے کا ثواب نہیں چاہتے پھر بھی تمہیں مقدور رکھتا ہے حاصل کرنے میں تامل سے پہلو تہی کرو گے تو بھی ثواب کوئی دوسرا شخص لے جائیگا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ خود براہ راست اس تمہارے سائل کو غنی کر دیتا تمہیں اسکی حاجت روائی کی توفیق دیکر دیکھتا ہے کہ تم کہاں تک اسکی دی ہوئی نعمت کی قدر کرتے ہو اور اسکو کس طرح استعمال کرتے ہو۔

جب تم ایک شخص کو چند روپے ماہوار تنخواہ پر ملازم رکھتے ہو تو اس سے کس طرح سختی کے

ساتھ کام لیتے ہو اور چاہتے ہو کہ وہ اپنے فرائض منصبی کو دیانتداری کے ساتھ ادا کرے اور کسی قسم کی کوتاہی و غفلت کا مرتکب ہو پھر تم کیوں ان فرائض کی پروا نہیں کرتے جو تمہارے خالق، مالک اور رازق کی طرف سے تم پر عائد ہوتے ہیں وہ تمہاری تمام حاجتوں کا متکفل اور ہر وقت کا محافظ ہے اسکے احسانات احاطہ شمار سے باہر ہیں پھر اسکا پانچ وقت کی نماز کا حکم کیا تکلیف مالایطاق ہے رمضان کے روزے کیا بہت بھاری ہیں کیا صاحب مال لوگ اللہ کے دئے ہوئے رزق میں سے ایک خفیف حصہ کا اگر اس مولیٰ کے رستے میں دینا امکان تعمیل سے باہر ہے۔ پھر کیسا کوتاہ عقل اور کم اندیش وہ شخص ہے جو ان حکموں کی تعمیل سے پہلو تہی کرتا ہے بالخصوص جب کہ فرمانبرداری میں اپنا ہی فائدہ ہے اور نافرمانی میں اپنا ہی نقصان ہو اللہ تعالیٰ غنی حمید ہے نہ تو تمام دنیا کی عبادت سے اسکی خدائی بڑھ سکتی ہے اور نہ تمام مخلوق کی سرکشی سے اس میں کمی واقع ہوتی ہے وہ تمہارے تقویٰ کو پسند کرتا ہے اور اسپر انعامات مترتب فرماتا ہے۔ موجودہ وقت کو غنیمت سمجھو اور اللہ تعالیٰ کے وسیع خزانوں سے حصہ حاصل کر لو ورنہ جب وقت گزر گیا تو پچھتاؤ گے مگر پچھتانا کام نہ آئیگا۔ (فرزند علی سیالکوٹ کے تصوف سیگزین [illegible])

تقویٰ کے تین درجے ہیں

صابر متقی۔ جو شخص شرع سے پرہیز کرے مصیبت پڑنے تو گھبرائے نہیں تو گیا وہ میں سے پرہیز کرے نفس کو دگا و جاتے رکھے اور جو احسانات اور انعامات اللہ تعالیٰ کے اس پر ہوں اس سے بڑھکر کوئی حرص نہ کرے **شاکر متقی**۔ شاکر انسان پر جب دکھ آتا ہے تو وہ صابر کی طرح صرف اتنا ہی نہیں کہ کرتا کو مال تباہ نہیں ہوا بلکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ ہوا بہتر ہوا اور نعمت ایسی کسی کی دی ہوئی نہیں پس اسکی بجائے میں شکر کا سجدہ بجا لاتا ہے **محسن متقی**۔ محسن کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو سوائے خیال آنے کے ایسے معاملات میں اوروں کو بھی تکلیف ہوتی ہوگی میرا فرض ہے کہ انکی ہمدردی کروں پس وہ صرف اللہ کے لئے جو دوسروں پر گزرتا ہے ہمدردی [illegible] کرتا ہے (محی)

معارفِ قرآن مجید

از فیوضاتِ علامہ نور الدین [illegible]

مجددین کی بعثت

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے دین اسلام پسند فرمایا اور حضرت محمد رسول اللہ کے
لئے یہ دین کامل کیا۔ اب اس دین میں جب کوئی بے ترتیبی رسم و رواج اور
عادات یا کسی بدعت سے پہنچتی ہے تو ہر امر کو با ترتیب کرنے اور منشاء الٰہی کے لانے کے لئے کوئی نہ
کوئی اللہ کا بندہ مبعوث ہوتا ہے۔ جب بنی امیہ کی خلافت سے کچھ گڑبڑ پڑی تو عمر بن عبد العزیز کو
سلطنت ملی۔ یہ بڑے ہی نیک دل متقی خلیفہ تھے۔ [illegible] کہ شاعر ان کے دربار میں مدح و قصائد لکھ کر
لاتے اور بیت المال [illegible] آخر نصوح خلیفہ کے ایک دوست نے کہا کہ کوئی [illegible]
عمر بن عبد العزیز نے جواب دیا کہ میں نے سارے علماء و فقہاء سے استفتا کیا ہے کہ شاعروں کو کس مد سے
دیا جائے مگر کسی نے مجھے نہیں معلوم ہوتی۔ ہاں میرا ذاتی روپیہ سات سو درہم ہے وہ دے سکتا ہوں۔ [illegible]
ہے اس شاعر کو دے سکتے ہو جس نے نبی کریم صلعم کی مدح میں فلاں شعر کہا ہے۔ اسی طرح لکھا ہے کہ ایک
شخص نے ان سے کہا آپ اپنی زندگی میں اپنے بعد کے لئے [illegible]
آپ عالم الغیب ہیں [illegible] حقوق اللہ حقوق العباد [illegible]
اسکا جواب میں [illegible] اس کے بعد آپ پر خشیت اللہ غالب ہوئی اور رونے لگے اتنے روئے
اتنے روئے کہ اسی حالت میں جان نکل گئی۔

اسی طرح جب تشیع کا فتنہ بڑھنے لگا تو خدا نے [illegible] امام شافعی کو مبعوث کیا اور انہوں نے
بہت کچھ [illegible] کی تردید فرمائی پھر جب لوگ احادیث رسول صلعم کو بھول گئے اور
دین کا [illegible] اقوال پر رہ گیا تو اللہ نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجا۔ [illegible] احادیث
کی کتب و احادیث کے مسائل کا رواج دیا۔ پھر ان کے بعد لوگ [illegible] کے نام سے

واقف ہوگئے اور ایک گروہ ہندوستان میں بھی سنت نبوی کو زندہ کرنیوالا پیدا ہوگیا۔
پھر جب جیسا کہ انکے قرآن پڑھے اور ان لوگوں نے اپنے دین کو پھیلانے اور انسان کے
پیشے کو بلند ہونے گئے تو ہر ایک میں جو کسی انسانی ذہن میں آسکتی ہے کام لینا شروع کیا
کہ انکو جو جہاں ہو قریب ہو اسنا ... سب اشیا میں ... حساب ہوئے تو خدا نے پھر سب کو
کوسبوش کی اور ... انکے خدام کی ایک جماعت پیدا ہوگئی جو انکے مقاصد کو پورا کرتے
دے میں انشاءاللہ تعالیٰ۔

عباد الرحمٰن کون ہیں جو شکیبا ہوں، متمیز ہوں، سکونت اور وقار انکا شیوہ ہو، سوات
سے کام لیں، فساد و شر کسی امر کو پسند نہ کرتے ہوں، وہ لوگ ضلالت میں غرق کسی قتل کے مرتکب
نہ ہوں، ایک رات کی عبادت کرنیوالے ہوں، خرچ میں میانہ رو ہوں، لغو سے اعراض کرنیوالے ہوں
تمام عشق کی پوری تعظیم کرنے والے ہوں، اپنے لئے اپنی اولاد کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

برہمو سماج کے فتنے سے بچو یہ لوگ اگرچہ بظاہر بہت نرم گفتگو کرتے ہیں مگر اصل تمام انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ
کی جماعت کو بشری اور دروغ مصلحت آمیز بولنے والے قرار دیتے ہیں اور
لیکن یہ لوگ تمام انبیاء کے متبعین کی دل آزاری کرتے ہیں اور انکے نبی کو مجرم اور لوگوں کو دھوکا
دینے والے قرار دیتے ہیں انکے نزدیک نبوت و جنت کا ذکر گویا ایک بات سنانے کا ایک ذریعہ ہو
اور الہام تو انکے نزدیک ایک خیال ہے جو دل میں پیدا ہوئے انکی دیکھا دیکھی بعض مسلمان کہلانے والے
بھی ملائکہ کے وجود کے منکر ہیں اور ان کو مراد اچھے لوگ لیتے ہیں تو ہم ایک کتاب سے زیادہ
دین قرآن پر زیادتی کے خواہش ... گمان ... آپ سے قرآن کریم کو ... خدا ان لوگوں کو ہدایت
دے یہ لوگ دنیا کی تعلیم پانی چاہتے ہیں ... کے بے ایمان ہیں۔

قرآن مجید کی صداقت سچائی ہمیشہ اور ہر بات سے ثبوت رکھتی ہے سچائی کا ایک نشان
یہ بھی ہے کہ جہاں اصل پر اعتراض کئے جائیں اسکا صدق ہی کھلتا ہے قرآن مجید کی صداقت پر
ضمیر انسانی گواہ ہے پھر فطرت سلیمہ جواب کیسا ... قوموں کی حالت ... دیکھو تو تمام

کتاب ہٰذا کا منصہ قرآن کی چند آیات کا ترجمہ ہے پھر صحابہ کی زندگی قرآن مجید کی صداقت پر زندہ گواہ ہے حضرت ابوبکر کے اپنے کام بحیثیت تاریخی انسان ہونیکے کسی قدر تاریخ میں آئے گے مگر حضرت ابوبکر کی تو صحیح کہاں تک ہے اور دنیا کے ہر حصہ میں موجود اور معزز و محترم ہے

درد مند دل کی پکار

کل اک غریب الوطن مہاجر۔ مزار مہدی پہ رو رہا تھا

کہ اے امام زماں مسیحا پیام تیرا سنا چکے ہیں
مگر جگا کے یہ سونیوالے۔ ہیں دین و دنیا کے کھونیوالے
پڑے ہیں غفلت کا پینیوالے۔ کسی طرح سے جگا چکے ہیں
نہ مانتے ہیں کلام مولا۔ نہ جانتے ہیں نبی کو اولے
حدیث و قرآں بھلا چکے ہیں۔ لقب فقیہوں کا پا چکے ہیں
نہیں وہ پہلا سا جوش باقی نہیں وہ دل کا خروش باقی
ہوئے تو دنیا کا ہوش باقی۔ کہ دین اپنا بھلا چکے ہیں
نہ شان و شوکت نہ تمکنت ہے نہ جاہ و حشمت و سلطنت ہے
نہ کوئی عزت نہ مملکت ہے۔ نشان اپنا مٹا چکے ہیں
جو دیکھو آپس میں لڑ رہے ہیں۔ بگڑ رہے ہیں جھگڑ رہے ہیں
قدم تو ان کے اکھڑ رہے ہیں۔ حریف ان کے جما چکے ہیں
یہ اک تڑپی کو رو رہے ہیں۔ میں ساری دنیا کو رو رہا ہوں
یہ دین کو زندہ سمجھ رہے ہیں۔ جنازہ اسکا اٹھا چکے ہیں
کنارہ دوزخ کھڑے ہوئے ہیں یہ عصر پر پہلی اڑے ہوئے ہیں
صنم کدہ ان میں پڑے ہوئے ہیں تو گھر میں موت کے جا چکے ہیں

نہ پاس مذہب نہ رسم ملت نہ فکر نکہت نہ خوف ذلت

نہ شوق کثرت نہ رنج قلت یہ ایسی گردش میں آ چکے ہیں

یہ ہو دین کر خراب ہوں گے غم والم سے کباب ہوں گے

کہ ہر طرف سے عذاب ہوں گے یہ بات سچی بتا چکے ہیں

نبی تو ہی انہیں سمجھا دے مطیع ہو جائیں مرسلوں کے

یہ صلح کرلیں اسی ولی سے کہ جس کو دشمن بنا چکے ہیں

فلک سے ہو پھر نزول رحمت وہی ہو عزت وہی ہو حرمت

وہی ہو شوکت وہی ہو حشمت جو اپنے ہاتھوں گنوا چکے ہیں

وہی بہاریں ہوں پھر چمن میں وہی شعاعیں ہوں پھر وطن میں

وہی طاریں ہو انجمن میں جو قرن اول میں گا چکے ہیں

نبی مجھکو وہ دن دکھانا حبیب میرا مجھے بلانا

اور اپنے انگل کو بھی پلانا جو دوسرے پی پلا چکے ہیں

نماز با جماعت ترقی درجات و تقرب الہیہ کا ذریعہ ہے حضرت عائشہؓ بہت سی [illegible] ہو حال [illegible] ہوئے [illegible] کے بھانجے نے کہیں ذکر کیا اگر یہی حال رہا تو [illegible] آپ تک جب یہ بات پہنچی تو [illegible] اب وہ ہمارے [illegible] کچھ مدت گزر گئی [illegible] صحابی [illegible] برگزیدہ اصحاب [illegible] اس طرح سے [illegible] نماز میں کوئی حتی [illegible] ہوتے ہیں کوئی گناہ [illegible] سب ہی کے [illegible] ہوتی ہے [illegible] نہیں [illegible] افسوس مسلمانوں [illegible] جماعت کی پابندی [illegible]

"احمدیوں کیلئے نادر تحفہ"

ادعیۃ الاحادیث

ہمارے سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف اوقات وحالات کے مناسب جو دعائیں تعلیم فرمائی ہیں وہ احادیث کی معتبر کتابوں کو اس چھوٹے سے رسالہ میں با اعراب مع ترجمہ اردو جمع کر دی گئی ہیں اکثر احباب کی خواہش تھی کہ ایسی دعائیں اکٹھی جمع ہو جائیں تو بہت سہولت ہو اس خواہش کی تکمیل ہو گئی دفتر تشحیذ الاذہان سے ایک [illegible] رسالہ منگوا لیں [illegible] کاغذ عمدہ [illegible] تین سے کم رسالہ منگوانے کے لئے [illegible] ٹکٹ علاوہ محصول [illegible] بھیجے جائیں زیادہ کی وی پی ہو سکتے ہیں۔ فہرست حسب ذیل ہے۔

۱ شروع میں بولنے کی دعا ۲ الحمد [illegible] ۳ وضو کی دعا ۴ گھر سے نکلتے ۵ مسجد میں آتے جاتے وقت ۶ صبح کی نماز کو جاتے ہوئے پڑھے ۷ اذان سن کر پڑھنے کی دعا ۸ التحیات پڑھے ۹ رکوع میں ۱۰ رکوع سے جب اٹھے ۱۱ سجدہ میں کہے ۱۲ دو سجدوں کے درمیان ۱۳ تشہد کے بعد پڑھے ۱۴ التحیات کے بعد کی دعائیں ۱۵ دعاء استخارہ ۱۶ صبح [illegible] ۱۷ وتر میں قنوت ۱۸ [illegible] ۱۹ جب رات کو سونے لگے ۲۰ [illegible] ۲۱ [illegible] ۲۲ [illegible] ۲۳ لیلۃ القدر کی دعا ۲۴ نیا کپڑا پہنے ۲۵ مصیبت زدہ کو دیکھ کر ۲۶ کسی مجلس سے اٹھے ۲۷ [illegible] ۲۸ [illegible] ۲۹ [illegible] ۳۰ [illegible] ۳۱ [illegible] ۳۲ [illegible] ۳۳ [illegible] ۳۴ [illegible] ۳۵ [illegible] ۳۶ نقصان ہو جائے ۳۷ کام کے شروع کرنے کے وقت ۳۸ جب غصہ آ جائے ۳۹ کسی قوم سے ڈرے ۴۰ مقابلہ کرنے کے وقت ۴۱ دعاء استسقاء ۴۲ جب [illegible] ۴۳ [illegible]

یوں دعا کرے کہ ہم کو بھی بہت پسند ہے تو پہنچ [illegible] کی آئت ہو تو پڑھے [illegible] دیکھتے وقت پڑھے [illegible]
خطبہ [illegible] وحدات [illegible] کی سیدار کی [illegible] بیت کی دعا ۵۰ [illegible] چل کر لے تو دعا کرے ۵۱ کھانا کھانے
کی دعائیں ۵۲ گھر میں [illegible] وقت پڑھے ۵۳ گھر میں [illegible] پانی پی کے کہے ۵۴ مرکی دعا ۵۵ [illegible]
پہنچے تو کہے ۵۶ کسی کو [illegible] ۵۷ [illegible] کی دعا ۵۸ [illegible] کی دعا ۵۹
[illegible] پڑھے ۶۰ [illegible] پڑھے ۶۱ [illegible] کی دعا ۶۲ مرض سے شفا کی دعا ۶۳
اپنے [illegible] بھائی کے لئے یہ دعا [illegible] کے قریب پڑھے ۶۵ جنازہ کی دعا ۶۶ [illegible]
کے لئے ۶۷ [illegible] دعا [illegible] ۶۹ [illegible] ۷۱ جامع الدعا

محمد رسول اللہ سر [illegible] کتاب کی تلخیص [illegible] کو [illegible] عیسائی مذہب کی تردید میں سر عبد الرحمن کا
مشہور [illegible] نے لکھا ہے عیسائیوں کی تردید کے لئے [illegible] ہے اور [illegible]
کیا ہے [illegible] کمال حضرت رسول اللہ صلعم [illegible] بھی [illegible] قیمت [illegible]

اسلام کی پہلی کتاب [illegible] کا ثبوت ہے [illegible]
کے [illegible] حضرت مسیح کے دعاوی کے ثبوت [illegible]
[illegible] قیمت [illegible]

نور فرقان [illegible] کے رسالے میں [illegible]
چھپوایا گیا ہے [illegible] اسلام [illegible] ثابت کیا کہ [illegible]
کے ذرائع پر بحث کرتے ہوئے [illegible] میں حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ثبوت دیا ہے
[illegible] کیا ہے بہت پسندیدہ
رسالہ ہے ہر احمدی جوان کے پاس ہونا چاہئے قیمت [illegible] زیادہ کے لئے [illegible]

شاتمی فرار اور مباہلہ سے انکار [illegible] صاحب [illegible] احمدی [illegible]
[illegible] اپنے [illegible] بھائیوں کو
اس [illegible]

کر دیا ہے آپ ... [illegible] ... ہیں جو پچھلے سالوں میں ... اپنے ... کی بھی لکھتے ہیں ... آپ کی تحریر ... [illegible] ... کے متعلق لازم قرار دیتے ہیں اس سالہ ریویو میں آپ نے ... کتب کا حضرت ... [illegible] ... کے مقابلہ مباہلہ ... [illegible] ... ثبوت دیا ہے ... [illegible] ... کرتے ہوئے کبھی اپنی درخواست کو ... اور کبھی مباہلہ ... [illegible] ... کیا ہے ... دشمن کے ... حسب ... آخیر میں اپنی مباحثہ ... [illegible] ... کیا ہے قیمت ...

چودہویں صدی کا یہودی اس میں کتب ... حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ... [illegible] ... اور عیسائی ... [illegible] ... ہے ... مولوی ثناء اللہ صاحب ... آریوں اور عیسائیوں کے مقابل ... [illegible] ... حضرت مسیح موعود ... صداقت ... [illegible] ... دلچسپ ... [illegible] ...

میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر ... [illegible] ... سے

آریہ دھرم کا پول ... ایڈیٹر صاحب ... [illegible] ... جلسہ ... [illegible] ... اور ... [illegible] ... کا اتفاق ہوتا رہتا ہے ... بہت مفید ہوگا ... دفتر نور قادیان

میری اسلامی الفت ... [illegible] ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible] ... ہیں ... [illegible] ... کرکے ... [illegible] ...

خریدارانِ رسالہ تشحیذ توجہ فرمائیں

سنہ ۱۹۱۱ء ختم ہو چکا ہے اور جنوری سنہ کے قریب ہے دو ایسے صاحبوں نے ابھی تک چندہ نہیں دیا جنکے ذمے دو
سال کا بقایا تھا اسلئے ہم نے ان کا رسالہ بھی بھیجا گو مگر کئی جو ایسے لوگ جنکی نسبت خیال ہے کہ وہ چندہ ادا کرینگے
بھیجا گیا ہے کہ ایسے احباب کے نام رسالہ بند کر دیا جاوے اور بقایا کے لئے ان کے ذمہ ہے
کیونکر رسالہ چلایا جا سکتا ہے یہ افسوس کی بات ہے کہ آپ قومی کاموں کو بجائے مدد کے نقصان پہنچاتے ہیں
جاؤ اس کو تو بہتر ہے کہ خریداری سے انکار کر دیں جیسا ہم بار بار نوٹس لکھ چکے ہیں کہ جو صاحب نہ لینا چاہتے
ایک پیسہ کے کارڈ پر اطلاع دیدیں تاکہ ہم پریشان نہ ہوں اور تشحیذ کو اپنے سلسلہ کا رسالہ سمجھتے ہیں اگر
جنکے اس نقصان کی تلافی کرینگے سات روپیہ کی قیمت وصول کی جاوے گی خریداری کا بقایا معاف
میں وی پی ہوگا جو صاحب لینے کو تیار نہ ہوں پہلے اطلاع دیں اور اگر دیتے ہیں تو اسکی اطلاع ضرور دیں
تو ایک روز میں مصروف تھا [illegible] کی کثرت ہے اور صرف ایک ہی [illegible] انہیں وہ [illegible]
خط و کتابت میں خریداری کا نمبر ضرور دینا چاہیئے ورنہ تعمیل نہیں ہو سکتی اور سب سے بہتر کو اطلاع دیں
دوسرے دفتروں سے رسالہ جو آتا ہے اس سے فوراً مطلع کریں تاکہ جلد تعمیل ہو سکتی
چونکہ رسالہ ہر مہینے کی تاریخ کو روانہ ہوتا ہے انشاء اللہ جاری کریگا سے مضمون
کو [illegible] تاریخ تک اطلاع دیں ورنہ پھر مفت دوبارہ نہ دیا جاویگا جنوری کے رسالہ میں اعلان
کیا گیا تھا کہ [illegible] مضمون [illegible] اس رسالہ کی اشاعت خصوصیت
سے کریں [illegible] لکھ سکتے ہیں   مینیجر رسالہ تشحیذ الاذہان

کیا آپ نے اپنا فرض ادا کیا؟

یعنی رسالہ تشحیذ الاذہان کیلئے [illegible] دینے والے [illegible] خریدار مہیا کر دیئے اگر نہیں تو آپ کو ایک [illegible] اور جنکو
ذی استطاعت ہونیکے تین روپے یا پانچ روپے سالانہ چندہ دینے کی تحریک کرتے ہوں

معاونین رسالہ

جزاھم اللہ احسن الجزاء

مفصلہ ذیل اصحاب پانچ روپیہ سالانہ کا وعدہ فرماتے ہیں

(۱) مولوی خورشید حسین خان صاحب بردولی (۲) منشی غلام مجتبیٰ صاحب ہانگ کانگ

(۳) منشی نذیر احمد صاحب گرداور متعلقہ شبیہ

مفصلہ ذیل اصحاب تین روپیہ سالانہ کا وعدہ فرماتے ہیں

(۱) منشی جان محمد صاحب پٹواری کرناب (۲) جناب محمد عبد الرزاق صاحب [illegible]

(۳) جناب پیر زادہ صاحب ضلع گجرات (۴) بابو نذیر الدین صاحب رنگون

(۵) منشی کریم بخش صاحب [illegible] (۶) سیٹھ موسیٰ بھائی عثمان صاحب جام نگر

(۷) چوہدری [illegible] صاحب کوٹلی [illegible] (۸) بابو الٰہی بخش [illegible]

الاصدرۃ خریدو درستی فی العمر

مفصلہ ذیل اصحاب نے خریدار دیے

(۱) [illegible] غلام مجتبیٰ صاحب تین خریدار (۲) منشی غلام نبی صاحب [illegible] ایک خریدار (۳) بابو ظہور الحسن صاحب [illegible] تین خریدار (۴) [illegible] ایک خریدار (۵) سید [illegible] دو خریدار (۶) منشی فرزند علی صاحب [illegible] ایک خریدار (۷) میاں محمد حسین [illegible] خریدار (۸) چوہدری غلام محمد صاحب [illegible] ایک خریدار

اشتہار دینے والوں کو مژدہ ۔ جو صاحب ہمارے اس رسالہ تشحیذ میں اشتہار [illegible] دو صفحہ کی اجرت سے اجرت کا نصف لیں گے [illegible] پبلک میں خاص وقعت سے دیکھا جاتا ہے

میجر رسالہ تشحیذ الاذہان

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

اصل عرق کافور

[illegible]

عرق پودینہ

[illegible]

جلاب کی گولیان

[illegible]

درد سر ریاحی درد کی دوا

[illegible]

[illegible]

۱۹۱۲ء

بابت ماہ فروری

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون

رسالہ

تشحیذ الاذہان

ایڈیٹر صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

فہرست مضامین

[illegible]

قیمت سالانہ [illegible] طلباء سے [illegible]

غیر ممالک سے دو روپیہ آٹھ آنہ

لی جاتی ہے

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی [illegible] تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

بابت ماہ جنوری سنہ [illegible]

[illegible] جناب [illegible] غلام محی الدین صاحب [illegible]
[illegible] جناب [illegible] شیخ محمد صاحب [illegible]
[illegible] جناب عبد الشکور [illegible]
[illegible] جناب محمد یاسین [illegible]
[illegible] جناب غلام حسین [illegible]
[illegible] جناب چوہدری گوہر علی [illegible]
[illegible] چوہدری فتح محمد [illegible]
[illegible] احمد الدین [illegible]
[illegible] جلال الدین [illegible]
[illegible] جناب عبد السلام [illegible]
[illegible] محمد اسمٰعیل [illegible]
[illegible] جناب سید محمد حسین [illegible]
[illegible] منشی امام الدین [illegible]
ڈاکٹر محمد رمضان [illegible]
جناب حضرت خلیفۃ المسیح صاحب [illegible]

ماہ فروری سنہ [illegible]

[illegible] جناب سر محمد امین صاحب [illegible]
[illegible] جناب مولا بخش [illegible]
[illegible] جناب میاں فضل الرحمٰن [illegible]
[illegible] جناب [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] جناب محمد افضل صاحب [illegible]
[illegible] جناب [illegible] محمد صاحب [illegible]
[illegible] [illegible] صاحب [illegible]
[illegible] جناب سید محمد شاہ [illegible]
[illegible] جناب چوہدری [illegible]
[illegible] جناب منشی غلام محی الدین [illegible]
[illegible] جناب مولوی [illegible] الدین [illegible]
[illegible] جناب محمد رمضان [illegible]
[illegible] جناب [illegible] الدین [illegible]
[illegible] جناب منشی محمد حسین [illegible]
[illegible] جناب [illegible]
[illegible] جناب [illegible]
[illegible] جناب چوہدری [illegible]
[illegible] جناب خان [illegible]
[illegible] جناب [illegible] الدین صاحب [illegible]
[illegible] مولوی محمد علی [illegible]
[illegible] جناب مولوی محمد [illegible]
[illegible] جناب [illegible] سراج الدین [illegible]
[illegible] جناب چوہدری [illegible] حسین [illegible]
[illegible] جناب منشی [illegible]
[illegible] جناب چوہدری [illegible]

[illegible] جناب [illegible] صاحب [illegible]
[illegible] جناب [illegible] بخش [illegible]
[illegible] جناب [illegible] حسن [illegible]
[illegible] جناب حکیم عبد الرحمٰن [illegible]
[illegible] جناب [illegible] خان [illegible]
[illegible] جناب [illegible] خان [illegible]
[illegible] جناب [illegible] محمد [illegible]
[illegible] جناب محمد حسین [illegible]
[illegible] جناب مولوی محمد علی [illegible]
[illegible] جناب حکیم [illegible] الدین [illegible]
مولوی [illegible] الدین صاحب [illegible]
مولوی [illegible] اسمٰعیل صاحب [illegible]
[illegible]
[illegible] جناب [illegible] صاحب [illegible]
[illegible] جناب منشی [illegible] خان [illegible]
[illegible] جناب شیخ سلطان محمد [illegible]
[illegible] جناب [illegible] علی [illegible]
[illegible] جناب حاکم [illegible] خان [illegible]
[illegible] الاحادیث [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ضمیمہ رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ فروری ۱۹۱۲ء

احمدی خواتین توجہ فرماویں

"ایک مٹھی آٹا"

میں اپنی عزیز بہنوں کو اس امر کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ بحکم آیت من عمل صالحاً من ذکر او انثیٰ وھو مومن فاولئک یدخلون الجنۃ یرزقون فیھا بغیر حساب وہ جنت کی نعماء میں برابر کی حصہ دار ہیں اور اس دنیا میں بھی احمدی کہلا کر وہ آخرین منھم لما یلحقوا بھم کے پاک گروہ میں شامل ہیں مگر سوال یہ ہے کہ انھوں نے دین میں کونسے ایسے کارنامے کئے ہیں جو آئندہ نسلوں کے لئے اسوہ حسنہ قرار دئے جا سکیں اور جب تمہارا کوئی جانشین مسیح موعودؑ کی صحابیہ عورتوں کے حالات کا تجسس کریگا اور اپنی دوسری بہنوں کی تحریص و ترغیب و تقلید کے لئے سنانا چاہیگا تو وہ کس بات کو پیش کریں گے تم نے کونسا ایثار دکھایا اپنے محترم و محترم امام کے مقاصد کی تکمیل میں کہاں تک حصہ لیا اور ان کے گروہ میں شامل ہو کر کیا خاطر خواہ نمونہ سے کیا کچھ ترقی کیا سلسلہ احمدیہ کی موجودہ شاخیں جو ہیں انکی کیا [illegible] کی اپنی دوسری بہنوں کو [illegible]

نے احمدی ہیں کب سمجھایا اور کیا سمجھایا بلکہ میں پوچھتا ہوں خود ان کو حاصل کرنے کے لئے کبھی کوئی وقت نکال کر اپنے بچوں کی خوراک پوشاک کا [illegible] تو تم غیر احمدی ہونے کی حالت میں بھی ذوق شوق سے کیا کرتی تھیں احمدی ہو کر اپنے اندر کیا تبدیلی کی اگر کوئی تبدیلی نہیں کی اگر آپ تک غفلت میں گذری تو ابھی وقت ہے توبہ کرو اور [illegible] تم میں تبلیغ کا ایک جوش ہو [illegible] وقت [illegible] [illegible] میں لوگوں کی غیبت سننے سے دوسری بہنوں کے لباس زیور پر نکتہ چینی کیا کرتی اور لغو قصے اور کہانیوں میں خرچ ہوتا تھا اب سے اپنے امام کا پیغام سننے میں خرچ کرو باقی وقتوں میں اپنی بہنوں کو سمجھاؤ اور عاقبت کی فکر کرو اللہ کا ذکر کرو اس زمانہ کے امام کو پہچانو اسے پہچان جاؤ تب مہدی موعود مانو پھر اسے اپنے سلسلہ کی ترقی کے جو ذرائع مقرر کئے ہیں ان میں ہاتھ بٹاؤ [illegible] کر [illegible] دنیا [illegible] چند عاقبت کا زیادہ [illegible] دنیا اور [illegible] کے سامان تو چند روز کی باتیں ہیں آخر اس عالم میں جانا ہے جہاں سوائے اپنے اعمال کے کچھ کام نہیں آتا وہاں یہ نہیں پوچھا جائیگا کہ تمہیں کس کے [illegible] نے کیا لیا وہاں تو یہ سوال ہوگا کہ تم نے اپنی اس زندگی کے لئے کیا بھیجا اور جنت کی غذا تو ہمارے اعمال ہی کے [illegible] ہیں اگر یہاں سے خالی ہاتھ جائینگے تو وہاں بھی سوائے حرماں نصیبی کے اور کچھ نہ ہوگا میں ایک نہایت آسان تجویز حصول ثواب کی بتاتا ہوں اگر آپ اس پر عمل کر سکیں [illegible] کوئی مشکل بات نہیں کوئی غیر معمولی بوجھ نہیں [illegible] برداشت نہیں کرنی [illegible] نہیں بلکہ تمہاری بھلائی کے لئے ایک آسان ترکیب ہے جس میں صرف عزم اور استقلال کی ضرورت ہے جس قدر آٹا روز پکانے والی [illegible] کے لئے [illegible] [illegible] کا حکم [illegible] ہو اس میں ایک مٹھی [illegible] برتن میں رکھ دیا کرو [illegible] جمع ہو جائے تو بیچ کر پیسے رکھ لئے اور [illegible] انجمن کے سیکرٹری کو دیدو [illegible] یہ رقم لنگرخانہ میں خرچ ہو جہاں تمہارے امام کے شہر میں [illegible] مسافر کھانا کھاتے ہیں اور اس قسم کے جمع ہوتے ہیں [illegible] اہتمام پہلے ہی عورتوں کے سپرد ہے میں چاہتا ہوں یہ لنگر [illegible] میری بہنوں کے چندہ سے چلے [illegible] ثواب حاصل کریں اور لطف یہ ہے کہ

اس میں کوئی مزید خرچ بھی نہیں ایک منشی تو انکو لینے سے میں سچ کہتا ہوں اور ہر سال بعض کیسے اتفاق
ہوں کہ کوئی تمہارے گھروں سے بھوکا نہیں رہیگا اور حضرت ایک شاخ کے اخراجات کی وجہ بھی ہو
جائیگی تو انکو کسی قسم کا ہو [illegible] جیسا کہ اکثر روایات کی بنسبت [illegible] سے بتا لیا
ہے کہ ہم دیندار لوگ گیہوں تھوڑا کھاتے ہیں جو کچھ بھی ہو [illegible] بے تکلیف بے حال
ہے بڑے شکر کے لائق [illegible] حاصل ہوگا ہے تم میں سے کوئی جو میری اس تجویز پر صرف عمل کرو
بلکہ اپنے سارے محلہ سارے گاؤں سارے شہر میں سے رواج دے اور میں بھی شامل ہوں
اسکا شکریہ ادا کرسکوں ہے تم میں سے کوئی جو وہ کام کر دکھائے جو ایک مردوں سے نہیں ہو سکا
عورتوں کی طرف پوری توجہ دینے سے ہر سالانہ جلسہ پر ہوتا رہتا ہے کہ لنگر پر اتنا قرض
ہے اور یہ ہے اور وہ ہے یہ نہ ہوتا اگر یہ طریق تمام احمدی گھروں میں استقلال کے ساتھ
جاری ہو جائے تو لنگر کے اخراجات سے کوئی بے فکری ہو سکتی ہے مردوں کے نسبت سے
کام میں مدد کی بہت سی مثالیں ہیں انکو اس بارے سبکدوش کردو اور صحابیہ [illegible]
عورتوں کا نمونہ دکھلاؤ تو کیونکر نہیں تمہارا مروت اور غیرت سے [illegible] تمہاری اور پر
تمہارے گھروالے مزید محنتیں اور برکتیں نازل فرمائیگا [illegible] اپنی بہنوں کے حالات سنو جو
رسول اللہ صلعم کے پاک زمانے میں [illegible] خیر القرون میں ہو گذری ہیں تو [illegible]
سستی اور غفلت آمیز حالت پر [illegible] آنسو بہاؤ [illegible] تمہاری ہی [illegible]
واقعہ میں [illegible] شامل تھی [illegible] صحابہ کی معرکہ [illegible] جانثاری کا ثبوت
دیا [illegible] ہر موقع میں [illegible] دشمن [illegible] شامل [illegible]
واقعہ ایک بین ثبوت ہے [illegible] جسکا اصل نام [illegible] بیعۃ الرضوان
میں آنحضرت رسول [illegible] کے دست حق پرست پر [illegible] اپنی جانیں اللہ کی راہ میں دینے کے عہد کئے
تھے [illegible] آپ بھی شامل تھیں [illegible] ذکر قرآن شریف میں آیا ہے [illegible]
[illegible] حضرت [illegible]

کیا آپ کے صاحبزادے ہیں اللہ دین آپ کس حال میں ہیں فرمایا مجھے یہی حالت جس میں میرے مولیٰ
نے رکھا ہے پسند ہے میں دنیا کے متعلق پڑ چکی ہوں کہ وہ مالک ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے سوال کرتے ہوئے شرم
رکھتی ہوں تو اسکے پاس اپنی حاجت کیوں لیجانے لگی جو کسی چیز کے حقیقی مالک نہیں بلکہ کسی کی ملکیت
پر قادر بلکہ خود دوسروں کے محتاج ہیں میری عزیز بہنو یہ تھی ان عورتوں کی حالت اب اپنی حالت سے
انکا مقابلہ کرو اور سنو! قبیلہ خزرج میں سے ایک مشہور صحابیہ انس بن مالک کی ماں گزری ہیں جنکو
آپ جو واقعہ میں ابو طلحہ نے انہیں پیغام نکاح دیا کرتے تھے وہ اس وقت کافر اس دلیر عورت نے کس جرأت
سے اسکے پیغام کا جواب دیا اور کس دلیری سے تبلیغ کی کہا سن ابو طلحہ مجھے تیری حالت پر افسوس ہے
نکاح کرنے کی فکر ہے مگر اپنی عاقبت کی فکر نہیں تیری عقل پر بڑا افسوس ایسی چیزوں کی پرستش
کرتا ہے جو زمین سے پیدا ہوتی ہیں اور پھر انہیں جلا کر آگ میں پھینک دیں کیا تجھ کو اسکو اپنا معبود بناتے
میں شرم نہیں آتی جسے دوسرے وقت میں خود ہی آگ میں جلا دیتا ہے ابو طلحہ سے اسکا کچھ
جواب بن نہ آیا اور وہ خود مسلمان ہو گیا اس تمہاری بہن نے ایک مرد کو مسلمان بنایا تم نے کبھی
کسی اپنی ہم جنس عورت کو کوئی نیکی ایسے طریق سے سنایا ہے کہ وہ اسی کی ہو گئی ہو پھر تمہیں میں ام کلثوم
تھیں میری مراد اس وقت خاتون سے نہیں جس نے اپنے عزم کا نمونہ دکھلایا تاکہ تم بھی اسی کو نمونہ
بناؤ بلکہ اس طرح پر تبلیغ سلسلہ حقہ کا ایک موقعہ ملا کرتا ہے اس وقت میں عقبہ ابن ابی
معیط کی بیٹی ام کلثوم کا ذکر کرتا ہوں جو کہ مکہ میں مشرف بہ اسلام ہوئیں اور مدینہ منورہ میں ہجرت
کر کے گئیں وہ تھی ہجرت اور ان خاتون کا شوق پھر وہاں جا کر بھی دین سے غافل نہیں ہو گئیں بلکہ
علم حدیث میں ایک نمایاں تبحر حاصل کیا بہت سے تابعین ان سے روایت کرتے ہیں بیوہ کے
نکاح کے متعلق جو عملی سبق انھوں نے امت مرحومہ کو دیا ہے وہ قابل صد آفرین ہے پھر کیا تمہیں
قبیلہ غفار کی مشہور صحابیہ امیہ کا حال معلوم ہے جنکے بارے میں لکھا ہے کہ جب رسول اللہ نے
غزوہ خیبر کا ارادہ فرمایا تو یہ چند بیبیوں کو ہمراہ لیکر حضور رسالتمآب میں حاضر ہوئیں اور زخمیوں کی
مرہم پٹی اور بیمار کی خدمات کے لئے اپنے تئیں پیش کیا اور اس نیک شوق کا یہ اثر ہوا کہ کئی بیبیاں اس

کا خیر میں شریک ہوئیں اپنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کے حالات ہی سے جنکی سخاوت کا یہ حال تھا کہ جب امیر معاویہ نے ایک لاکھ درہم بھیجے آپ نے اسی وقت فقرا میں تقسیم کر دئے آپ اس دن روزے سے تھیں افطاری کے لئے کچھ نہ رکھا اور نہ کوئی چیز گھر میں تھی پتا پیراہن ابھی پرانا ہوگیا ہے کیونکہ لگ رہے ہیں ستر ہزار درہم آئے آپ نے دو سوال میں بانٹ دیئے اور اپنے تن من کے لئے تا فکر نہیں کی ایک کرتہ ہی جو اوس وقت ہماری بہنوں کا یہ حال ہے کہ جب تک ہر روز نئے نئے کپڑے نہیں بچیں تیس قسم کی ہوں ہزار پانسو کا زیور نہ ہو وہ جینا ہی دوبھر ہے جو یہ قصہ سنئے سنیا کو بعض دفعات پہنے سنا ہے کہ انکو کچھ ملتا تو کپڑے اور زیور بھی جب تک دیکھ نہ لیتا تو بہت کچھ تھا گر دنیا سے بے نیاز تھیں دنیا کو عبرت کی نظر سے دیکھتی تھیں اپنی دنیا سے اپنی حاجت کے سادہ سامان ہم پہنچاتی تھیں اس دنیا کی چند روزہ زندگی میں اپنا نمونہ ہوتی تھیں کہ خدا تک پہنچا دیں انہی میں سے ایک مشہور واعظ میمونہ گزری ہیں جو تصوف کے رنگ میں رنگین تھیں ایک روز اپنے وعظ میں فرمانے لگیں جو کپڑا حلال کی کمائی کا ہو اور پہننے والا بھی گناہوں سے بچا ہو تو کئی سال تک نہیں پھٹتا دیکھو یہ کپڑا میرے جسم پر ہے چودہ برس سے ہے اور ابھی تک ویسا ہی ہے کہ ملکی خیالات کے لوگ تو اس کی بات کو کیا سمجھتے جو اہل دل تھے انہیں سمجھ آگیا انکا مطلب اپنے دل کے کپڑے سے تھا تیسری صدی کے ابتدا میں ایک بی بی نفیسہ گزری ہیں جو اسحاق ابن جعفر صادق کی بیوی تھیں انکی حق گوئی کا یہ حال تھا کہ جب مصر کے بادشاہ کا ظلم حد سے بڑھا تو وہ شاہی سواری کی رہگذر میں کھڑی ہوگئیں اور ایک رقعہ اسے پہنچا دیا جسکے آخیر کے چند فقرے یہ ہیں اعملوا ما شئتم فانا صابرون وجوروا فانا مستجیرون واظلموا فانا متظلمون وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون بادشاہ پر اسکا ایسا اثر ہوا کہ اسنے سب ظلم چھوڑ دئے اور توبہ کی ان مختلف قصے لکھنے سے یہ مطلب تھا کہ میری بہنوں کو معلوم ہو کہ عورتوں نے دنیا میں بڑے بڑے کام کئے ہیں اور انمیں ہر قسم کی استعدادیں ہیں پس تم انکی جانشین ہو تم بھی ہمت کرو اور اپنی جانشینوں کے لئے ایسا نمونہ نہ چھوڑ دو جو انکو اور بھی سست کر دے بلکہ اپنے بزرگوں کی ایسی زندہ مثالیں قائم کرو کہ تمہارے وارث

تیسرے دو سیکنڈ میں ایک سیکنڈ آنے کی ضرورت اور اتنی ہی تہیہ حاضر ہو حکایت و راز مختصر امید ہے
میرے بھائی اپنے اپنے گھروں میں یہ مضمون سنا دیں گے اور بہنوں کو گھروں میں اس تجویز پر عمل
کرکے اجر جزیل حاصل کریں گے خدا ہمکو توفیق دے ختم آمین

طریقۂ قادریہ وسُہروردیہ

تسلسل قول مربی طریقہ فقراء کے بہت مشہور ہیں چشتی سہروردی قادری نقشبندی ہیں
سو سلسلۂ حضرت قادریہ و سہروردیہ میں جو کچھ لکھا جاتا ہے اس میں کو جو کچھ جناب مولوی امام الدین
صاحب ساکن گوالیئر ضلع گجرات نے اپنے تجربات کی بنا پر تحریر فرمایا ہے ناظرین کی اطلاع
کیلئے درج کیا جاتا ہے امید ہے یہ مضمون بھی بہت پسند کیا جاوے گا کیونکہ کسی کتاب سے نقل نہیں
کیا گیا بلکہ مولانا نے اپنے حالات لکھے ہیں جو حضرت کے پیر فقراء کے سلسلوں میں ہو گذرے
فرقۂ ثانیہ میں مراتب سبعہ کمال انسانی کے بیان کئے گئے ہیں جسم عالم شہادت عالم مثال و روح
سر خفی ان ستوں کو مراتب امکان کہتے ہیں اور وحدت و وحدت احدیت ان مراتب ثلثہ کو نام مراتب
وجوبی ہے انسان ان ساتوں مراتب کا جامع ہوتا ہے

طریقہ یہ ہے کہ ذکر و مراقبہ سے انسان عالم مثال میں سیر کرنے لگتا ہے مکاشفات حالات قبور
وغیرہ وغیرہ بھی حصول میں آتے ہیں مگر وہ حضور عنایت سے خالی نہیں ہیں سب اس مقام میں طے ہو جاتے ہیں اور
تصرفات روحانی بطرف ہمت اور مکاشفات بہ توجہ سب اس کو موجود کتے ہیں اس مشغول کو بذریعہ تصور
شیخ یا تصور محبوب طے کرنیکا طریق مشائخ میں جاری و ساری ہے اور چند مریدوں کو حبس نفس پاس انفاس
قلت طعام قلت کلام قلت صحبت مع الانام یکسوئی تام اپنانا شیخ دوام تصور دوام ذکر قلبی
ذکر قلب مع تصور دوام ذکر لطیفہ نفس زیر ناف بقدر ہم ان ہشت شغل یکجائی ذکر کی ہدایت کرتے ہیں کان
کی آواز سے بھی ذکر کیا جاتا ہے جو شغل الرجوع توجہ شیخ سے خود بخود پیدا ہوجاتا ہے میرے والد مرحوم

حضرت مولانا بدرالدین فرماتے تھے کہ جالندھر میں ایک سائیں صاحب اصولی مانے ہوئے رہتے تھے میں بھی ایک طالب علم کی حالت میں وہاں آ جاتا کبھی کبھی بیٹھ جاتا۔ لیکن مجھے فرمانے لگے کیوں میاں لڑکے کچھ نظر سکھنا اس کا کرشمہ دیکھنا چاہتے ہو میں نے عرض کیا ہاں فرمایا تو بعد غسل کر کے بیٹھ جاؤ اور آنکھیں بند کر کے توجہ کرو جب میں حسب ہدایت آگے بیٹھ گیا تو تھوڑی دیر بعد میری حالت ایسی ہو گئی کہ مجھ کو کچھ ہوش نہ رہا ایک نہایت لذیذ آواز **ھوھو** کی میرے کانوں میں آنے لگی اس میں کچھ اس غضب کا سرور تھا کہ میں مستی کے عالم میں جھومنے لگا آخر تھوڑی دیر میں صاحب نے مجھ کو بیدار کیا اور فرمایا کہو تم چاہتے ہو کہ اسی حالت میں مست رہو میں نے کہا نہیں مجھ کو پڑھنے کا شوق ہے تحصیل علم کے لیے میں نے وطن چھوڑا ہے یہاں پردیس میں بسر کرتا ہوں دعا فرمائیے کہ میں عالم متقی بن جاؤں فرمایا اچھا جاؤ جب کبھی تمہارا دل چاہے تو یہ شغل کر لیا کرو یہ حالت طاری ہو جایا کرے گی والد مرحوم فرماتے تھے اب بھی جب میں کسی گوشے میں متوجہ ہو کر بیٹھ جاتا ہوں تو وہ آواز آنے لگتی ہے اور بعض اوقات کشف کر دینے کئی امور غیبیہ بھی ظاہر ہو جاتے ہیں۔

قادریہ طریقہ میں بھی ایسے ہی مراقبات ہیں ان میں ایک طریقہ ہے آپ یہ کہتے ہیں زیادہ ہے وہ ہے کہ روبرو بیٹھا ہو کر سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی صورت کا تصور کیا جاتا ہے یہ تصور آپ کی تصویر کو بھی بندھوایا جاتا ہے جو مشائخ قادریہ کے بعض خاندانوں میں محفوظ چلی آتی ہے اس سلسلے کے ایک مشہور پیر کا ذکر ہے جو اب وفات پا چکے ہیں ہے کہ شروع صدی میں اکثر مجھے فرمایا کرتے تھے عالم بالا میں کسی وقت کوئی چھڑ جاتی ہے معلوم نہیں کون ہوا ہوا ہو گیا ہے مگر تم بھی کہ جب حضرت قدس کی خبر لکھو یہی تو خوش نہیں تھے۔

ایک طریقہ قادریہ سنی ہے جو عبدالرزاق سے منسوب ہے کہتے ہیں یہ طریقہ بھی حضرت سید عبدالقادر ہے جو سلطان باہو قدس سرہ سے زیادہ رائج ہے اس سلسلے کے پیر اسم ذات اللہ سنہری لکھا ہوا یا نورانی حروف دل پر نقش کر کے تصور کراتے ہیں کہ ہم ہی یہ بات رہتی ہے کیونکہ کوئی صاحب ذکر میرے علم میں نہیں ہے جو توجہ ایسا کر سکیں زیارت نبوی اور تصور

اسم ذات اللہ کا پہلا سبق ہے کہتے ہیں کہ سلطان باہو کے مزار مبارک سے فیض کسی کسی کو بشرط اسم ذات تک دنیا ہو جاتا ہے آپ کی کتب میں تصورات کلمات طیبات قلب بلکہ قالب پر اور تلاوت کلام اللہ کی تاکید پائی جاتی ہے

الغرض ایسے تصورات سے عالم مثال کی سیر کرانے کے بعد ترقی کا تیسرا درجہ عالم روح ہے یہی ذکر معنی اسم ذات ترقی کی دلیل ہے کیونکہ عالم شہادت میں تو ذکر لسانی اعمال بدنی موجب ترقی اور عالم مثال میں تصور کا صورت محبوب ہو خواہ مرشد ہو خواہ کوئی اسم ہی لکھا ہو کوئی ستارہ ہی ہو جس قدر ترقی ہو اور انتہا یہ کہ پیر تک پایا جاتا ہے مگر **عالم روح** جو ہے وہ صورت سے مجرد ہے غرض کی گئی ہے یہیں معانی ہی پیہم ہوتے ہیں جیسے کلام نفسی بلا تفصیل مجمل جس وقت تخیلہ میں بصورت کلام موزون یا غیر موزون آجاتا ہے اور پھر وہ کلام لفظی یا کتابت میں آجاتا ہے یہی روح عالم مثال میں آکر مجسم یا الصورۃ المثالی ہو جاتی ہے پھر وہ مجسم ہو کر بظاہر بھی دیکھی جا سکتی ہے اس عالم میں ملائکہ اور ارواح کی ملاقات ہوتی ہے اور بہت سے علوم کے مسائل حل ہو جاتے ہیں کلمہ طیبہ کے معنی کا تصور اور اسم ذات اللہ کا تصور اس عالم روح کی سیر میں بڑی ترقی کرتا ہے

اس سے آگے جو محقق ہیں وہ کہتے ہیں کہ آگے سیر قدمی نہیں صرف سیر نظری ہے کہ وحدت وجود کہتے ہیں مراتب امکانیہ کی حقیقت مراتب وجوبیہ ہے وہاں بھی سیر قدمی ہی ہو جاتی ہے خود کیفیت ما کان آگے اس سے مرتبہ **واحدیت** ہو یعنی صفات تفصیلیہ اللہ کریم رب رحمن رحیم مالک سمیع بصیر علیم ہے غیر متناہیہ کا علم حاصل کرنا عالم روح میں تو فنا فی الشیخ و فنا فی الرسول کا مرتبہ طے ہو چکا اور اس عالم میں سیر فی اللہ کو طے کرنا شروع ہوتا ہے ہر ایک اسم الٰہی کا ظہور اپنے اپنے مظاہر میں نظر آتا ہے اور بذریعہ توجہ سمجھایا جاتا ہے کہ وہ وسیع الشان الٰہی ذات احدیت جو اعلیٰ طرح ظاہر کر رہا ہے اور وہی سمیع بصیر احدیت آنکھوں و عین ذات احدیت سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے مگر وہ نہیں کہ مقید بالتصور ہو کر رہی ہے وہ تو مطلق ہے مگر صورتیں ہیں ہر ترکیب صفات محدود ہو کر آتا ہے غرض اعلیٰ پر صفات اللہ کی سیر ہوتی ہے اور اس تفصیل میں ہم اوں وحدت پیدا

ہوتی جاتی ہے عالم شہادت عالم مثال عالم ارواح اس سند کی راہیں نظر آتی ہیں اور بڑی عجیب
کیفیت قلب پر طاری ہوتی ہے بڑے بڑے علوم دل پر کھلتے ہیں پھر اس سے آگے ہے مرتبہ
وحدت جو کہ پانچواں درجہ ہے کمال انسانی کا۔ اسکے معنے ہیں حقیقت جامع جمیع کمالات مقدس از
ہر عیوب و نقائص جو معنی ہیں اسم اللہ کے لیکن بجائے صفت جامعیت اور یہی ہے حقیقت محمدی کی
جسکا مظہر سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہی ہیں صفت کمال انکی تفصیل اسماء حسنی اور صفات
غیر متناہیہ ہیں۔

اسکے آگے ہے مرتبہ احدیت جس کے معنی ہیں مطلق ذات اور ذات بحت بدون اعتبار صفات
جسکے لئے اسم ھو واسطہ بنا شیئین وجود مطلق اور یہی مطلق یعنی اسی کو اب صوفی کی اصطلاح
میں اس کو لا مرتبہ و مقام و شی کہا جاتا ہے یعنی مقصد یعنی پیدا ہوں بلکہ یہی ہے جیسا کہ حضور علیہ کے
ساتھ کسی شی کا وجود کے ہوتے ہیں کوئی مرتبہ ہر کسی کو کائنات کا وجود معدوم ہے اور تساوی ہے
یہ کہنا مطلق ہے واضح ہو کہ اس مرتبہ میں صفات سے انکار نہیں بلکہ صفات کا اعتبار ملحوظ نہیں کیا جاتا
جیسے دوسرے کسی وقت کو دیکھ کر ذات کا اشارہ کیا جاتا ہے کہ واقع میں صفات نظر تفصیلی اس میں شامل
ہیں جیسے کہ اصل میں پہل ہیں لیکن اس وقت لحاظ نہیں کیا گیا یہاں پر ہم بحث نہیں کرتے کہ
حق ہے یا نہیں کیونکہ غرض صرف بیان عادت ہے۔ سہروردی طریق جو اسی آئندہ کی ایک شاخ ہے
حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کیا جاتا ہے۔

اسکے بھی یہی اصول ہیں صرف ابتدائی اذکار اور وظائف میں فرق ہے پہلے ذکر قلبی ہے
اور اسکے ساتھ تصور شیخ جسے فنافی الشیخ کہتے ہیں پھر فنافی الرسول ہے۔ اور اسی تصور شیخ ہی کی
ایک دوسری صورت ہے کہ صورت شیخ ہی کو صورت رسول قرار دے دیتے ہیں اور اس میں
صفات رسول کا ملاحظہ کرتے ہیں بعض صاحب دل وظائف و اعمال کے ذریعے سے زیارت نبی سے
مشرف کر کے فنافی الرسول کا مراقبہ کراتے ہیں بعض تصوروں سے کام لیتے ہیں فنافی الرسول
سے ترقی کر کے آگے جس درجہ میں پہنچتے ہیں اسکا نام فنافی اللہ ہے اس میں اپنی صفات کو

رنگ ہو کر صفات باری سے متاثر ہو کر انہی صفات سے موصوف بن جانے کا خیال ہوتا ہے پھر سیر فی اللہ ہے یعنی رنگ برنگ صفات کا مطالعہ اور ان کا استغراقی مطالعہ وورہ میں سیر الی اللہ اور سیر مع اللہ یعنی عروج کر کے پھر نزول صفات وجوبیہ کے بعد صفات امکانیہ میں آجانا۔

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

اور

حضرت مسیح (علیہ السلام)

اخبار ایپی فینی کلکتہ کی ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء کی اشاعت میں کسی مسلمان نما عیسائی کی طرف سے ایک مضمون بعنوان بالا شائع ہوا ہے جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی خیالی صفات کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خیالی عیوب کے سامنے رکھ کر اول الذکر کو فوقیت دیکر قابل تقلید ٹھہرایا گیا ہے اور آخر الذکر کو نعوذ باللہ محال شریر وغیرہ وغیرہ ناموں کو یاد کیا گیا ہے چونکہ مضمون کے آخر میں راقم مضمون نے اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا ہے اور خود جو اعتقادات کو پیش نظر رکھ کر ایک منٹ کے لئے بھی صحیح تسلیم نہیں کیا جا سکتا اور دیگر مسلمانوں کو اپنے خیالات کی تردید چاہیے اس لئے ہم ذیل میں ان باتوں کا مختصر جواب دیتے ہیں جو راقم مضمون نے مسئلہ بالا نتائج کیلئے بطور دلائل پیش کی ہیں

سب سے پہلی بات جو بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان ہنوز ہو اور آخری معلم محمد صلعم کو رسول اللہ کہتے ہیں اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کو صرف نبی اللہ اور روح اللہ کا خطاب بھی دیتے ہیں اب دیکھو کہ لفظ رسول کے معنی صرف ایک پیغام لانے والا کے ہیں اور روح کے معنی پھر رسول اور روح کے ہیں یعنی روح اللہ یعنی مسیح تو خدا کے روح ہوئے اور محمد

صرف ایچ پیچ ہی ڈالا ہے۔ وہ خداوند یسوع کے مقابلہ میں کس طرح اعلیٰ ہو سکتا ہے"

ناظرین! اس مندرجہ بالا عبارت میں مضمون نگار صاحب کی مسلمانی کا راز آشکار ہوتا ہے کیا ہمارے خداوند یسوع مسیح کے لفظ سے صاف معلوم ہو گیا کہ ہمارے کے لفظ کے اندر کوئی یسوع کے چیلے صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا کوئی مسلمان کسی نبی کو ایسا کہتا ہے ورنہ مثلاً حافظ بنا شد خیر اس جملہ معترضہ سے اجتناب کر کے ہم اصل مضمون پر غور کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ راقم مضمون کو نہ قرآن کی بابت ہی واقفیت ہے اور نہ ہی دیگر اسلامی کتب سے جن میں ان اعتراضوں کے سینکڑوں دفعہ جواب دئے گئے ہیں ورنہ وہ اس لغو اعتراض کے پیش کرنے کی ہرگز جرأت نہ کرتے۔

مجھ کو یاد پڑتا ہے کہ سنہ ۱۹۰۰ء کے ایام میں بمبئی کے کسی پرچہ میں کسی ہندو کی طرف سے یہی اعتراض پیش کیا گیا تھا اور اسی طرح سے اس وقت بھی کسی ہندو یا عیسائی نے حضرت مسیح کو اُن نبیوں سے افضل ٹھہرا کر اہل اسلام کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کی کوشش کی تھی۔ اس وقت جو کچھ جواب حضرت مسیح موعود مرحوم و مغفور نے دیا تھا وہ اخبار الحکم قادیان مورخہ ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء کے صفحہ ۹ پر چھپا ہوا ہے میرے خیال میں اگر اسے یہاں پر ہو بہو نقل کر دیا جائے تو پھر اور کسی جواب کے بیان کرنے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی لہذا ہم ذیل میں اسے ہو بہو نقل کئے دیتے ہیں۔

روح منہ | اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح علیہ السلام کو روح منہ فرمانے سے اصل مطلب یہ ہے کہ ان تمام اعتراضات کا جو ولادت مسیح کے متعلق کئے جاتے ہیں رد ہو۔ کیونکہ ولادت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ ولادت تو وہ ہوتی ہے کہ اس میں روح القدس کا حصہ ہوتا ہے اور ایک وہ ہوتی ہے کہ اس میں شیطانی حصہ ہوتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں بھی آیا ہے کہ وشارکہم فی الاموال والاولاد یعنی شیطان کو شریک کر۔ غرض خدا تعالیٰ نے روح منہ فرما کر یہودیوں کے اس اعتراض کو رد کیا ہے جو وہ نعوذ باللہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت کو ناجائز ٹھہراتے تھے اور روح منہ کہکر صاف کر دیا کہ انکی ولادت پاک ہے۔

یہودی تو ایسے بیباک اور دلیر تھے کہ آگے منہ پر بھی انکی ولادت پر حملہ کرتے تھے حدیث

شریف میں آیا ہے کہ وہ مس شیطان سے پاک ہے اس میں بھی اسی کی تصدیق ہے ورنہ تمام انبیاء اور صلحاء مس شیطان سے پاک ہوتے ہیں حضرت مسیحؑ کی کوئی خصوصیت نہیں انکی صراحت اسواسطے کی ہے کہ ان پر یہ بیہودہ اعتراض ہوئے اور کسی نبی پر ایسا اعتراض نہیں ہوئے اسلئے ان کے لئے صراحت کی ضرورت بھی نہ پڑی دوسرے نبیوں یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسے الفاظ ہوتے تو یہ بھی ایک قسم کی توہین ہوتی کیونکہ اگر ایک مسلم و مقبول نیک آدمی کی نسبت کہا جاوے کہ وہ قزاق نہیں ہے تو اسکی ایک رنگ میں ہتک ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو تو وہ اعلیٰ درجہ تعلیم کرچکے ہوئے تھے کہ وہ مس شیطان سے پاک ہے تب ہی تو آپ کا نام انھوں نے امین رکھا ہوا تھا اور آپکے بڑی تحدی سے کہا فقد لبثت فیکم عمرا پھر کیا ضرورت تھی کہ آپکی نسبت بھی کہا جاتا یہ الفاظ حضرت مسیحؑ کی عزت کو بڑھانیوالے نہیں ہیں بلکہ ذلت کرتے ہیں اور ساتھ ہی ایک کلنک کا بھی پتہ دیتے ہیں کہ ان پر الزام تھا۔

یاد رکھو کہ کلمہ اور روح کا لفظ عام ہے حضرت مسیحؑ کی کوئی خصوصیت اس میں نہیں ہے نعوذ باللہ و کلماتہ اب اللہ تعالیٰ کے کلمات تو لا انتہا ہیں اور ایسا ہی صحابہ رض کی تعریف میں آیا ہے ایدھم بروح منہ پھر مسیحؑ کی کیا خصوصیت رہی۔

حضرت مسیحؑ کی ماں کی نسبت جو صدیقہ کا لفظ آیا ہے یہ بھی دراصل دفع الزام ہی کے لئے آیا ہے یہودی جو معاذ اللہ انکو فاسقہ فاجرہ ٹھیراتے تھے قرآن شریف نے صدیقہ کہکر انکے الزاموں کو دور کیا ہے کہ وہ صدیقہ تھیں اس سے کوئی خصوصیت اور فخر ثابت نہیں ہوتا اور نہ عیسائی کچھ فائدہ اٹھا سکتے ہیں بلکہ انکو یہ امر پیش ہی نہیں کرنا چاہیئے۔ انتہی بلفظہ الشریف
(از اخبار الحکم مورخہ ۳۰ راپریل سنہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۶ کالم ۲)

معزز ناظرین! ان عبارات سے حضرت روح اللہ کی تمام حقیقت کھل گئی اور حضرت مسیحؑ کی فضیلت ظاہر ہوگئی اور معلوم ہوگیا کہ یہ لفظ حضرت مسیحؑ کی فضیلت کو ظاہر کرتا ہے یا کسی کلنک کا پتہ دیتا ہے۔

اب ہم ذیل میں ان کلمات کو نقل کرتے ہیں جو قرآن کریم نے آنحضرت صلعم کی بابت استعمال کئے ہیں تاکہ روح اللہ کے مقابلہ میں ہمارے ناظرین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی جلوہ نظر آ جائے اور معلوم ہو جائے کہ سورج کے مقابلہ میں چاند کو پیش کرنا کس درجہ کی غلطی ہے

معترض صاحب نے اپنے مضمون میں زیادہ تر زور لفظ رسول اللہ پر دیا ہے کہ رسول کے معنی ایلچی کے ہیں اور یہ کوئی امتیازی تعریف نہیں ہم کہتے ہیں کہ قرآن کریم نے صرف لفظ رسول اللہ پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت ایسے ایسے کلمات استعمال کئے ہیں کہ جن کے مقابلہ میں حضرت مسیح کی خدائی تو درکنار انسان کامل ہونے کا ثبوت بھی امر محال نظر آتا ہے اور سوائے ایک معمولی نبی کے ہمیں کوئی امتیازی فضیلت دکھائی نہیں دیتی اگر ہم قرآن کریم پر غور کریں تو ہمیں ذیل کے الفاظ آنحضرت صلعم کے حق میں ملتے ہیں جو جا بجا قرآن کریم میں وارد ہوئے ہیں۔

(۱) ثم دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنیٰ - یعنے وہ حضرت نبی کریم صلعم اپنی ترقیات کامل قرب کی وجہ سے دو قوسوں میں بطور وتر کے ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ یعنی آنحضرت کو خدا اور مخلوق کے درمیان دو واسطے ہیں یک وتر کو دو قوسوں سے بلکہ وہ قوس الوہیت کی طرف اس کو بھی نزدیک تر ہے۔

(۲) وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ اور نہیں پھینکا کنکریوں کو جب تو نے پھینکا مگر خدا نے پھینکا یعنی رسول کا پھینکنا گویا خود خدا کا پھینکنا ہے۔

(۳) ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم - بیشک وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں وہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے یہاں رسول اللہ کے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ کہا گیا ہے۔

(۴) قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ ترجمہ کہو اے رسول کہ اے میرے بندو جنھوں نے اپنی

جانوں پر اسراف کیا ہو خدا کی رحمت سے نا امید مت ہو بیشک خداوند تعالیٰ سارے کے سارے گناہ بخش دیگا
(یہاں کل مخلوق کو رسول اللہ کے بندے کہا گیا ہے)

(۵) قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا کہہ دے حق آیا اور باطل بھاگ گیا بیشک باطل نے بھاگنا ہی تھا (یہاں حق سے مراد خداوند کریم قرآن کریم اور آنحضرت صلعم ہیں اور باطل سے مراد شیطان شیطانی تعلیمیں اور شیطانی گروہ ہیں پس دیکھو کس طرح سے خداوند تعالیٰ نے ہر دو ہم کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شامل کر لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور فرمانا گویا خدا کا ظہور فرمانا ہوا)

(۶) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم
کہہ دے اے رسول کہ اگر اللہ کو چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تمکو اپنا محبوب بنا لیگا اور تمہارے گناہ بخش دیگا کیونکہ اللہ غفور رحیم ہے (یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو خدا کی پیروی اور آمرزش گناہوں کا سبب قرار دیا گیا ہے۔

(۷) ولا یملک الذین یدعون من دونه الشفاعة الا من شھد بالحق وھم یعلمون (اور وہ لوگ کہ جنہیں وہ سوائے اسکے شفاعت کرنیکے لئے پکارتے ہیں کچھ اختیار نہیں رکھتے ہاں مگر وہ کہ جس نے حق کی گواہی دی اور وہ جانتے ہیں کہ وہ کون ہے (یہاں حق کی گواہی دینے والے سے مراد آنحضرت صلعم ہیں جنہوں نے سخت کفر و ضلالت کے وقت میں حق بات کہی)

(۸) وکان فضل اللہ علیک عظیما (اور اللہ کا فضل تجھ پر بڑا ہے) ذرا غور فرمائیے کہ اس مالک ملکوت ارض و سماوات کا عظیم کیا وہ کہہ رہا ہے

(۹) فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنة او یصیبھم عذاب الیم (جو لوگ اسکے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہونے یا دکھ دینے والے عذاب سے ڈریں) دیکھو نبی کریم صلعم کی شان کتنی عظیم ہے کہ آپکے حکم کی خلاف ورزی عذاب الیم لانے والی ہے۔
بتلاؤ تو مسیحی صاحبان اب بھی کچھ گنجائش باقی رہی کہ حضرت روح اللہ کی خدائی ظہور میں تشریف

ہوئی۔ انہیں متنبہ کر دیا۔ کمال شرم کے ہوتے ہیں جو حیران ہیں کہ عیسائی لوگ لفظ روح منہ پر کیوں اتنے
جوش و خروش میں آتے جاتے ہیں اور خواہ مخواہ حضرت مسیح کو خدائی کا رتبہ دے رہے ہیں کہ عیسائیوں
کے دو معانی ہو... لفظ روح منہ کے کرتے ہیں بالکل ٹھیک ہیں اور اگر وہ بھی حضرت مسیح اس لفظ
سے خدا ٹھہراتے ہیں تو پھر ہم نہیں جانتا عیسائی سند ہو لا پاک ذات کے کیا معنی کرینگے
جو قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت آئی ہیں۔ تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو بھی حضرت مسیح کا خدا ماننا پڑتا ہے۔ اور یا جیسا کہ حق ہے حضرت مسیح کو خدائی کے رتبہ سے اتار کر نیچے
کا جانا چاہیے۔ ورنہ آنحضرت صلعم کو تو کل رسل فضلنا بعضہم علی بعض کے ماتحت خدا تعالیٰ
فرما دے گے ہیں جب ان سے فضل ماننا چاہیے مگر عیسائیوں کو تو اپنے کام سے کام ہے انہیں کسی
کی فضیلت سے کیا تعلق وہ تو صرف اپنے یسوع کی خدائی ثابت کرنی چاہتے ہیں۔ کوئی فقرہ
انہیں قرآن کریم یا کسی کتاب سے حضرت مسیح کی بابت ملجائے سہی وہ دنیا کو سر پر اٹھا لیتے ہیں
وہ اس فقرہ کے موقع محل کو نہیں دیکھتے وہ نہیں دیکھتے کہ اسکا پیش کرنا ہمارے لئے عزت کا باعث
ہے یا موجب ننگ و عار یاد رکھو کہ قرآن کریم نے تو ہم پر ایک بہت بڑا احسان کیا ہے کہ حضرت مسیح
کو روح منہ فرما کر کل دنیا کے مسلمانوں کے دلوں سے اس ناپاک الزام کو دور کر دیا ہے جو یہودی
لوگ محض اپنی خباثت طبع سے آپ پر لگاتے تھے۔ ورنہ یہود کہاں مانتے تھے حضرت مسیح باوجود اپنی عجیب
قسم کی ولادت اور دیگر ایسے ہی بڑے بڑے قرآن کے جو وہ پیش کرتے ہیں پھر بھی پاک
اور ولد حلال تھے قرآن کریم کا بہت بڑا احسان ان عیسائیوں پر ہے جسنے ایک بہت بڑے
اعتراض کو کئی کروڑ مخلوق کے دلوں سے دور کر دیا۔

اس سے آگے چلکر معترض صاحب فرماتے ہیں کہ وہ (یعنی رسول کریم صلعم) اور لوگوں کی
طرح مکہ میں پیدا ہوا اور وہاں سے اپنی زندگی دوسرے لوگوں کی طرح گذر کر اور ظلم و دولت [illegible]
میں بسر کی [illegible] اور اپنے دین کو ترقی دے اور اس کی عورتیں انکے ساتھ میدان جنگ
میں جایا کرتی تھیں اور جہاد اللہ [illegible] کا منتظر رہا اسکا جواب [illegible] دوسرے لوگوں کی طرح

گھر میں پیدا نہیں ہوا اور اس نے اس دنیا میں معصومانہ زندگی بسر کی اور اسکے تمام تشابہات اور قانون پاک تھے اور اسکے تمام اعمال عجیب و دلچسپ آمیز میٹھے سادے اور طاہر زندگی تھے اس نے خدا کا استخلاص محبت کیساتھ دکھایا اور وہ اپنی بکھری ہوئی بھیڑوں کو خدا کے راستہ پر محض ہمدردی سے لایا۔ کل کشتی اور تیز خواہ کے نمونے یہ باتیں ثابت کرتی ہیں اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خود خداوند کی روح یعنی روح اللہ تھی۔"

واہ کیا عجیب منطق ہے پہلے تو معترض صاحب نے صرف قرآن کریم پر ہی اکتفا کیا تھا اور کہا تھا کہ چونکہ قرآن میں مسیح کو روح اللہ کہا گیا ہے اسلئے وہ روح اللہ ہے مگر اب آپ فرماتے ہیں کہ چونکہ یسوع کی زندگی گناہوں سے پاک تھی اور دوسرے لوگوں کی طرح گناہ میں پیدا نہیں ہوئے اسلئے وہ روح اللہ ہے۔

پادری صاحب نے کیا ہی انکشاف کی ضرورت تھی ہم تو پہلے ہی مانتے ہوئے ہیں کہ وہ معصوم تھے اور وہ صرف وہی بلکہ ہر ایک نبی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا کی اصلاح کے لئے آتے ہیں مگر آپ نے جو یہ فرمایا ہے کہ یسوع کی زندگی گناہوں سے پاک تھی کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ اسے انجیل سے ثابت کر کے دکھلاتے وہاں تو صاف صاف لکھا ہوا ہے کہ یسوع ایک انجیر کے درخت کی طرف گیا تاکہ اپنی بھوک کی تشفی کرے مگر اس پر سوائے پتوں کے کچھ نہ پا کر اسے بددعا دینی شروع کر دی دیکھو متی باب ۲۱ درحقیقت افسوس یسوع کو اتنا بھی خیال نہ آیا کہ درخت کا پھل نہ دینا اسکے اپنے اختیار میں نہیں بلکہ وہ تو اس مالک حقیقی کے بس میں ہے لیکن اس کو اتنا بھی پہچاننا نہ تھی تو چاہئے تھا کہ بجائے بددعا کرنے کے اپنی قدرت سے پھل پیدا کر لیتے کہ ہم سمجھتے کہ کیا وہ درخت جس سے آپ پھل توڑ لینے گئے یسوع کا اپنا تھا ہرگز نہیں پس اس فعل کو کیا کہیں کہ ایک شخص خواہ مخواہ کسی دوسرے آدمی کے درخت پر سے میوہ لینے کیلئے جائے اور پھر وہ کب اسپر میوے نہ پائے تو اسے بددعا دینی شروع کر دے اور طرفہ یہ کہ اس پہ ہی اکتفا نہ کرے خدائی کا دعویٰ کرے ناظرین ذرا غور کریں کہ ایک صادق انسان اور یسوع صاحب کی معصومانہ زندگی کا مقابلہ کریں

خدا آپ انجیل کے اس مضمون پر غور کریں جس سے ظاہر ہوتا ہے ... کہ ایک
فاحشہ عورت یسوع کے پاس آئی اسنے نہایت ناز و نخرے سے اسکے پاؤں پر اپنے بال ڈالے اور
حرامکاری کے عطر سے اسکے سر پر مالش کی۔ (تفصیل کے لئے دیکھو ...)

پھر ہم عیسائیوں سے پوچھتے ہیں کہ یسوع کی زندگی دوسرے نبیوں کے اصول انجیل میں
کیسے پاک طریقہ میں بیان کئے ہیں افسوس جس شخص کی زندگی عیب دار انجیل میں
دکھائی گئی ہو اور جو خود اپنے نیک نہ ہونے کا اعلان کرے اس کی زندگی تو معصومانہ زندگی
کہا جائے اور جو شخص اپنی شان رفیع میں مخالفین اور جانی دشمنوں سے مومنوں سے
زمین و آسمان پر نیک کہلائے اور سخت مخالفت کے وقت فقد لبثت فیکم عمرا کہکر اپنی تمام
زندگی کی معصومیت کا اقرار مخالفین سے کرائے اسے گنہگار تصور کیا جائے اسکا ثبوت ان
عیسی بزرگوں پر ہے جو خواہ مخواہ صرف زبانی باتوں سے ایک پاک نبی کی زندگی کو تو
الزام دیتے ہیں اور دوسرے کی زندگی کو معصوم بتاتے ہیں حالانکہ انجیل کے سراسر خلاف ہے
ہمارے نزدیک تو سب کل نبی معصوم پیدا ہوئے انہوں نے معصومانہ زندگی بسر کی اور معصوم ہی
اس دنیا سے گزر گئے اگر کسی صاحب کو حضرت مسیح کی پیدائش پر کچھ تعجب ہو اور وہ اسلئے انہیں
آسمان پر چڑھا رہے ہوں تو وہ بھی تو انجیل ہی میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت ابراہیم کے وقت ایک شخص
ملک صدق نام تھا جس کا نہ کوئی باپ تھا اور نہ ماں اور پھر قرآن کریم نے تو فیصلہ ہی کر دیا ہے کہ
ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون۔ یعنی
اے لوگو تم حضرت عیسیٰ کی پیدائش پر متعجب کیوں ہوتے ہو آخر اس سے پہلے بھی حضرت آدم
کو بھی تو پیدا کیا تھا اور انہیں بھی اسی طرح مٹی سے بنایا تھا اور پھر کن کا اشارہ کیا تھا جس سے
وہ ہو گیا خدا جانے ان لوگوں کی عقل پر کیوں پردہ پڑ گیا ہے کہ یہ خود تو ایک معمولی سی بات کو
بتنگڑ بنا لیتے ہیں کیا اس شخص کی ولادت پاکیزگی کو لئے ہوئے تھی جسنے پیدا ہوتے ہی اپنے اوپر
نعوذ باللہ ولد الحرام کا الزام لگوایا یا وہ جسنے چھوٹی ہی عمر میں امین کا معزز خطاب حاصل کیا۔

معترضو! کچھ تو شرم کرو اور خدا کے نیک بندوں پر جھوٹے الزام نہ لگاؤ۔ آخر تم نے بھی ایک دن مرنا ہے اور اس احکم الحاکمین کے سامنے جواب دینا ہے۔ ہائے افسوس! یہ لوگ کس قدر بیباک ہوتے جاتے ہیں ان باتوں کو جنکے جواب سینکڑوں دفعہ اہل اسلام کی طرف سے دیئے جا چکے ہیں بار بار دہرائے چلے جاتے ہیں حالانکہ یہ بات پورے دلائل سے ثابت کی جا چکی ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنی زندگی میں کبھی ظلم روا نہیں رکھا۔ آپ نے خون بہانے کی بجائے اپنے وطن مالوف کو چھوڑا۔ آپ نے ہر طرح کی مصائب اپنے اوپر برداشت کیں مگر کبھی دشمنوں کے مقابلہ کے لئے پیش دستی نہ کی ہاں اس وقت ہاتھ اٹھایا کہ جب بات حد سے گزر گئی اور کوئی بھی تدبیر ایسی نہ رہی کہ جس سے امن اور صلح ہونے سے کام چل جائے۔ آپ نے ہر طرح سے تنگ آکر کفار کا مقابلہ کیا۔ اور آپ کے تمام جنگ دفاعی تھے نہ کہ آنحضرت صلعم جبر و

مسیحی دوست یہ ہیں کہ ایک ہی بات کو دہرائے چلے جاتے ہیں اور خواہ مخواہ ظلم اور شر کے الزام آنحضرت صلعم کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ ذیل میں ہم چند ایک آیات قرآنی اس غرض سے نقل کرتے ہیں کہ تا معترض صاحب کو معلوم ہو کہ قرآن کریم نے اشاعت اسلام کے بارے میں کس قدر نرمی روا رکھی ہے اگر ہمارے مخاطب مسیحی معترض کو اس کی تفصیل کی ضرورت ہو اور ان آیات قرآنی پر آنحضرت صلعم اور نیز صحابہ کرام کا عمل دیکھنا چاہتے ہوں تو انہیں چاہیئے کہ ریویو آف ریلیجنز بابت [illegible] کی جلد میں مکرم مولوی شیر علی صاحب بی اے کا مضمون طریق اشاعت اسلام بڑے غور سے پڑھیں اور راہ ہدایت اختیار کریں۔ بہر حال قرآن کریم کی تعلیم اس بارے میں حسب ذیل ہے

(۱) وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ اور خدا کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں مگر زیادتی نہ کرو خدا زیادتی کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا (یہ حکم اسی کا ہے)

(۲) ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم ان استطاعوا۔ اور ہمیشہ وہ لوگ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے مرتد کر دیں گے اگر طاقت رکھیں (کیا ایسی ان کی بات کا جواب دینا ظلم یا حق ہے)

(۳) ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ (نحل ع ۱۶) اور اگر وہ تمہیں تکلیف دیں تو تم بھی انہیں تکلیف دو اتنی ہی جتنی انہوں نے تمہیں تکلیف دی ہے (کیا اسی کا نام زیادتی ہے)

(۴) لا اکراہ فی الدین (بقرہ ع) دین میں کوئی زبردستی نہیں۔ (کیا اسی کا نام جبر ہے)

(۵) فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم (بقرہ) اگر کوئی زیادتی کرے تم پر تم زیادتی کرو اس پر اتنی ہی جتنی اس نے تم پر زیادتی کی (کیا اسی کا نام جبر ہے)

(۶) ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق (بنی اسرائیل) اور نہ قتل کرو کسی جان کو جسکا قتل کرنا خدا نے حرام کر دیا ہے مگر ساتھ حق کے (کیا اسی کا نام خونریزی ہے) ایسی ہی اور بہت سی آیات ہیں جنکو ہم بخوف طوالت نظر انداز کرتے ہیں اور ناظرین سے پوچھتے ہیں کیا کوئی منصف ایسے صریح احکام قرآنی کے ہوتے ہوئے یہ کہہ سکتا ہے کہ اسلام نے جبر تعدی اور ظلم سکھایا ہے۔ آنحضرت صلعم کے عمل پر بھی جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو وہ صاف لفظوں میں پکار پکار کر اسلام کے نام پر احادیث میں منع ہے جس میں آپ نہیں رہے اور وہ لفظوں میں اصحاب کو تاکید فرماتے ہیں کہ عورتوں بچوں اور بوڑھوں پر ہرگز ہاتھ نہ اٹھایا جائے مگر دوسری طرف جب ہم مسیحی اقوام پر نظر ڈالتے ہیں تو تعدی ظلم لوٹ اور غضب اور بیشتر قتل عام کا مادہ ہی دکھائی دیتا ہے یہاں تک کہ ضعیف مخلوق بھی جس پر کبھی کسی مذہب نے ہاتھ نہیں اٹھایا ان خطرناک دنوں میں ترقی ہوتی نظر آتی ہے حال ہی میں جنگ ترکی کے موقعہ پر اٹلی نے جو سلوک اہالیان طرابلس کے ساتھ کیا ہے وہ اسکا شاہد ہے حق ہوئی کا یہ سلوک شاید حضرت مسیح کے خیال میں بھی نہ ہوگا ہو مگر دوسری طرف یورپ کے انہی اقوام نے متفق اللسان ہو کر ایک فاصلہ ... قرار دیا ہے پھر مسیحی نے یہی دنوں پہلے ایک دث پادری کو ہم علم باب ... ایسی ... افریقہ میں وحشیوں کو ضرور حلقہ بگوش مذہب مسیحیت ہونا چاہئے اور یہ نہایت ضروری ہے اسلام کا مقابلہ کریں ... اس حکم کو بھی ... نے ... گر شاید ... مخاطب

مسیحی معترض کی ڈکشنری میں جیسے ظلم دونوں کے ایک ہی معنی لکھے ہوئے ہیں کیا یہی ظلم جسکا اظہار آجکل بعض مسیحی سلطنتوں کی طرف سے ہو رہا ہے یسوع صاحب نے بھی برتا تھا اور ایسے ہی ظلم کی تعلیم اپنے پیروؤں کو دی تھی کیا یسوع کے احکام ایسے ہی اعلیٰ محبت آمیز میٹھے سادے اور ظاہر ہیں۔ کیا انہوں نے ایسی ہی خالص محبت کیساتھ خدا کا راستہ دکھایا اور وہ ایسی ہی ہمدردی سے اپنی بکھری ہوئی بھیڑوں کو خدا کے راستے پر لایا انجیل پر بھی جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں صاف لفظوں میں دکھائی دیتا ہے کہ کہیں تو یسوع صاحب فرماتے ہیں کہ یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا ہوں صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں (متی ۱۰۔ ۳۴) اور کہیں آپ بچشم تر یوں ذکر فرماتے ہیں کہ

... کیا تم گمان

کرتے ہو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا ہوں نہیں میں تمہیں کہتا ہوں بلکہ جدائی کیونکہ اب سے ایک گھر کے پانچ آدمی تین دو کے برخلاف ہونگے اور دو تین کے۔ اور باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے اور ماں بیٹی سے اور بیٹی ماں سے اور ساس بہو سے اور بہو ساس سے برخلاف ہوگی (لوقا ۱۲۔ ۵۱ تا ۵۳) ایک اور موقع پر آپ اپنے حواریوں کو یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنے کپڑے بیچکر بھی تلواریں خریدو۔ دوسری جگہ بائیبل کے خدا کا یہ جبری حکم بھی قابل فراموشی نہیں کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے فرمایا ہے کہ تم میں سے ہر مرد اپنی کمر پر تلوار باندھے اور ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک تمام لشکرگاہ میں گزرتے پھرو اور ہر مرد تم میں سے اپنے بھائی کو اور ہر ایک آدمی اپنے دوست کو اور ہر ایک آدمی اپنے قریب کو قتل کرے (خروج ۳۲۔ ۲۷) ایک اور موقعہ پر جب فقیہی اور فریسی یسوع سے معجزہ طلب کرتے ہیں تو آپ انہیں ان نرم الفاظ کیساتھ مخاطب فرماتے ہیں کہ اس زمانے کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں (متی ۱۲۔ ۳۸، ۳۹) اے ریاکار فقیہو اور فریسیو وغیرہ وغیرہ اب بتلایئے کیا یہ حلیمانہ اور انکسارانہ برتاؤ ہے اور کیا یہ اس محبت اور ہمدردی کا نتیجہ ہے جو بقول معترض صاحب یسوع صاحب مخلوق کیساتھ رکھتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ معترض کو انجیل سے بھی پورے طور سے واقفیت نہیں۔ اسی لئے تو وہ

بغیر سوچے سمجھے جو کچھ منہ میں آتا ہے کہتے چلے جاتے ہیں اور وہ یہی نہیں دیکھتے کہ اس میں کتنی ہی ذلت ہے خطا ہی نہیں سمجھتے اور انہیں انکی دیانتوں کی سزا دے۔ ایک اور اعتراض پیش کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلعم کے ساتھ انکی عورتیں بھی جنگوں میں جایا کرتی تھیں۔ جناب معترض صاحب بتلائیں کونسی قباحت دیکھی ہے کہ خواہ مخواہ اسے اعتراض کی صورت میں پیش کر دیا گیا۔ اپنی محرم یا منکوحہ بیوی کو اپنے ساتھ لڑائی میں لیجانا کونسا گناہ ہے اور جبکہ انکے فرشتے نامحرم عورتوں کو ساتھ لیکر شوقیہ میں داخل ہیں جیسا کہ فوجوں کے ساتھ رکھی جاتی ہیں۔

افسوس تو یہ ہے کہ مسیحی معترض جو نظر کرتے تو دیکھتے نہیں اور خواہ مخواہ دوسروں کے جھاڑ باتوں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ آنحضرت صلعم کے ساتھ انکی عورتیں مردوں کی خبرگیری اور دیگر ضروریات بہم پہنچانے کے لئے جایا کرتی تھیں اور یہ کوئی اسلام ہی میں خصوصیت نہیں حال ہی میں جنگ ٹرانسوال کے موقعہ پر [illegible] ایک مسیحی تھی تو ایک جہاز پر سوار ہو کر جو شفاخانہ کا کام دیتا تھا ٹرانسوال کو روانہ ہوئی تھیں پھر نہ جانے مسیحی لوگ کیوں خواہ مخواہ مسلمانوں کے منہ آتے ہیں اور اپنے گھر کو نہیں دیکھتے۔

آخر میں مسیحی معترض نے ایک ایسی عجیب بات لکھی ہے جسے پڑھکر ہمیں بے اختیار ہنسی آتی ہے اور معترض صاحب کی قرآن دانی کا ثبوت ملتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں "اور گو مسلمان کہتے ہیں کہ محمد صلعم ایک براق پر سوار ہو کر خداوند تعالیٰ کے حضور آسمانی بادشاہت میں گئے اور وہ خدا سے براہ راست ہمکلام ہوا لیکن عجیب بات ہے کہ انکا چہرہ کبھی بھی روشن نہیں ہوا۔ موسیٰ نے خدا تعالیٰ سے گفتگو کی اور انکا چہرہ روشن ہو گیا اور اسلئے وہ جب اپنے مریدوں کے سامنے آتے تھے تو برقع پہن لیتے تھے کیونکہ وہ اس کی روشنی کو سہار نہ سکتے تھے (خطابات [illegible]) دنیا میں برقع کی ضرورت تو نہ ہی ہوگی اسلئے وہ اپنا چہرہ ایک برقعہ سے ڈھانپنے پر مجبور تھے اسکا ذکر قرآن شریف میں بھی ہے [illegible] آپکے کس سے ہو [illegible] ثابت

ے ٭ برکت ہمارے اپنے ہیں۔

کرتا ہے کہ موسیٰ نے خدا سے ہو بہو گفتگو کی وہ یعنی مسلمان اس فرق کی بابت کیا خیال کرتے ہیں
(آپ کیا چاہتے ہیں الوہیت مسیح یہ تو اس سے ثابت نہیں ہوتی اسے خوب غور سے سمجھو اور غور
نہ جو ہم یا آپ اگر تم اپنی نجات کے خواہشمند ہو اور اپنے خالق کو راضی کرنا چاہتے ہو اور ابدی
زندگی کی خواہش رکھتے ہو تو یسوع کی طرف آؤ اور یہ مسلمان کب مانتے اب تک ہم سمجھ سکتے ہیں کہ
یہ بندگی مسلمان کس جون میں ہیں کیونکہ خدا اور انسان کے درمیان الوہیت واسطے کے درجے
ہاں کیوں نہ ہو مثل مشہور ہے روپیہ بادشاہ کے خزانے میں ہو اگر کہتے اور بیا جھوٹے کی آواز میں
میں مسلمان ہوں ابھی آپ بجا طور پر تقلید کیوں کرتے ہیں ہمیں پہلے ہی معلوم ہو گیا ہے کہ آپ
کون ہیں اور میں اپنے مسلمان بھائیوں سے التجا کرتا ہوں کہ وہ آگے بڑھتے ان باتوں کو میری
تسلی کے لیے آشکارا کریں اب تو شاید آپ کی تسلی ہو گئی ہوگی اگر ابھی کچھ باقی ہے تو لیجئے
ہم آپ کی خاطر اور بھی کچھ لکھ دیتے ہیں)

پادری صاحب الزامی اور گزاف سے کچھ نہیں بنا کرتا آپ نے مرقومۃ الصدر عبارت
میں جو کچھ لکھا ہے اور اسے قرآن کی طرف منسوب کیا ہے وہ باتیں تو قرآن کریم میں لغو اور بیہودہ
باتیں کہیں بھی دکھائی نہیں دیتیں قرآن ایسی مزخرفات سے پاک ہے ایسی بیہودہ باتیں تو
انجیل میں ہی پائی جاتی ہیں اسلئے ہم مذکورہ بالا اعتراض کا کچھ بھی جواب نہیں دے سکتے جب تک معترض
صاحب قرآن کی کوئی آیت پیش نہ کریں۔

آخر میں ہم بڑے ادب و انکسار سے سائل صاحب سے التجا کرتے ہیں کہ خود بخود اور ضد کی بنا
شریک نہیں گروہ اپنی نجات کے خواہشمند ہیں اور اپنے خالق کو راضی کرنا چاہتے ہیں اور ابدی
زندگی کی خواہش رکھتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ آنحضرت صلعم کی متابعت اختیار کریں کیونکہ خدا نے فرمایا
ہے کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اے رسول کہہ دے کہ اگر تم اللہ
کو چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کریگا ہاں وہی ایک رسول ہے جو کہ ان قاب
قوسین او ادنیٰ کے ماتحت خدا اور مخلوق کے درمیان بطور واسطے کے ہے اور اسی کی اتباع کر

انسان نجات پا سکتے ہیں پس آؤ اور سچی نجات اور خوشی حاصل کرو۔ ایسا کی عاجز مخلوق کو خدائی لباس پہنانا شرک ہیں اور یہ میں ہی نہیں کہتا بلکہ آپ کے بھائی کونٹ ٹالسٹائے صاحب بھی اس بات میں میرے ہم آواز ہیں اگر آپ اس کا ثبوت چاہیں تو برٹش انسائیکلو پیڈیا جلد ۲۴ کو بڑے غور سے پڑھیں اس میں لکھا ہوا ہے کہ مسیح ایک روحانی معلم تھے اور اسے خدا یا خدا سمجھ کر پرستش کرنا سب سے بڑا کفر ہے۔ پس اگر سچی نجات چاہتے ہیں تو اس کفر کو چھوڑیں اور اسلام کی طرف آئیں۔ وما علینا الا البلاغ خاکسار دوست محمد از لاہور کوچہ چابکسواران

سُلَّمُ الوُصُولِ اِلٰی اَسْرَارِ اِسْرَاءِ الرَّسُول

مصنفہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی پر ریویو

گذشتہ سے پیوستہ

آگے چل کر مولوی صاحب نے بعض مفسرین و محدثین کی رائیں صفحہ ۲۰ و ۲۱ میں پیش کی ہیں ظاہر ہے کہ مفسرین و محدثین کی ذاتی رائیں شرعاً حجت نہیں ہو سکتیں اور اسے پیش کرنا محض ایک فضول امر ہے علاوہ ازیں جب الفاظ قرآنیہ و احادیث صحیحہ مرفوعہ سے ثابت ہو گیا کہ معراج بجسد مثالی تھا تو اس کے مقابلہ میں غیر نبی کے قول کو پیش کرنا سراسر نبوت کی ناقدر شناسی ہے لیس بعض مفسرین و محدثین کے اقوال پیش کر کے معراج بجسد مثالی کا انکار ہرگز جائز نہیں مگر ہم اتمام حجت کیلئے مولوی صاحب کے اس حصہ مضمون پر بھی جس کا عنوان "مفسرین و محدثین کی معتقدہ عبارتیں" قائم کیا گیا ہے ہم ایک مختصر ریمارک کئے دیتے ہیں۔

عنوان مذکورہ بالا کے نیچے مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ

جمہور سلف و خلف اہل سنت اسی معراج جسمانی ہی کے قائل ہیں اور متقدمین اسلام کیا متقدمین اور کیا متاخرین سب کے سب بالاتفاق اسی معراج جسمانی ہی کو ثابت کرتے چلے آئے ہیں اور اہل سنت کی کوئی معتبر کتاب ایسی نہیں جس میں معراج کشفی و روحانی یا منامی کو صحیح و ثابت قرار دیا ہو بلکہ معراج کو کا قرار دہ ضال اور مبتدع کہتے ہیں۔"

عبارت مذکورہ بالا کے بعد مولوی صاحب نے تفسیر فتح البیان اور تفسیر ابن کثیر شرح صحیح مسلم شفا کبیر شرح عقائد نسفی اور علاوہ ازیں بیان کی عبارتیں نقل کی ہیں۔

ہم پہلے مولوی صاحب کی خاص تحریر کا مصدق و مکذب ہونا ظاہر کرکے پھر تفسیر فتح البیان وغیرہ کی نسبت اپنی رائے کا اظہار کریں گے اہل علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ اہل اسلام میں معراج نبوی صلعم کی کیفیت کے متعلق صدر اسلام سے برابر اختلاف چلا آتا ہے مگر تعجب اور سخت تعجب ہے کہ مولوی صاحب کمال جرأت کے ساتھ اس اختلاف پر پردہ ڈال کر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ متقدمین و متاخرین سب کے سب بالاتفاق معراج نبوی کو جسمانی اور وہ بھی بحالت بیداری مانتے چلے آئے ہیں اس مختصر مضمون میں بہت سی کتابوں کی عبارتیں نقل کرکے ناظرین کا بیش قیمت وقت لینا نہیں چاہتا ۱۳۱۸ھ سنہ میں جناب مخدوم مولوی محمد فضل صاحب چنگوی نے اپنی کتاب نصرۃ الحق میں (جو بطور ضمیمہ اخبار الحکم میں شائع ہوئی تھی) معراج نبوی کے متعلق ایک نوٹ لکھا تھا افادۃً للناظرین یہاں نقل کئے دیتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

"اتفاق ہے کہ صحابہ کرام و اسلاف بر ہمیں است کہ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روحانی بود چنانچہ حضرت شیخ احمد سرہندی امام الربانی مجدد الف ثانی در مکتوبات خود تحریر فرمودہ اند کہ معراج پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم روحانی بود و حضرت امام غزالی ہم قائل معراج روحانی است و در شفائے قاضی عیاض مسطور است فذهب طائفة الى انه اسرى بالروح وانه رؤيا منام مع اتفاقهم ان رؤيا الانبياء حق ووحى والى هذا ذهب معاوية واليه اشار محمد ابن اسحاق و در تفسیر کبیر و حکی عن محمد بن جرير الطبري عن حذيفة انه قال فی ذلک

روایة انه ما فقد جسد رسول الله صلعم وانما اسری بروحه وحکی هذا القول ایضاً عن عائشة وعن معاویة"

اس نوٹ سے ظاہر ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت معاویہ حضرت حذیفہؓ محمد بن جریر طبری محمد ابن اسحاق امام غزالی امام ربانی مجدد الف ثانی اور ان کے علاوہ مسلمانوں کا ایک گروہ ہمیشہ سے یہی اعتقاد رکھتا چلا آیا ہے کہ معراج نبوی جسم خاکی کیساتھ نہیں تھا لیکن ایسا اعتقاد رکھنے والا گروہ اگر منکر معراج سمجھا جا کر کافر اور ضال اور مبتدع کہا جا سکتا ہے تو نعوذ باللہ اس علامہ فتوے کا نشانہ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت امیر معاویہ حضرت حذیفہ وغیرہم صحابہ کرام و علمائے عظام بھی قرار پاتے ہیں مگر ایسی جرأت کسی متقی مسلمان اور ذی علم باایمان کا کام نہیں اسلئے مولوی ابراہیم کی تحریر بالکل خلاف واقعہ اور سراسر فضول و نامعقول ہے

فاضل چکڑالوی کے نوٹ کے علاوہ میں ایک تصوف کی طرف سے بھی یہاں لکھ دینا مناسب سمجھتا ہوں شاید کوئی سعید روح اس سے فائدہ اٹھائے

حضرت خواجہ سلطان نظام الدین اولیاء دہلوی زری بخش قدس اللہ سرہ کے ملفوظ مبارک موسومہ بہ فوائد الفواد (اردو ترجمہ) مطبوعہ مسلم پریس دہلی کے صـ۲۲ میں لکھا ہے۔

"ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ کا مقولہ ہے کہ معلوم شب معراج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں پر لیگئے تھے کہ عرش و کرسی بہشت و دوزخ وغیرہ آپ کے ملاحظہ فرمائیں وہاں سب چیزوں کو اسی دنیا میں آپ کے حضور میں لائے تھے یہ فرماکر آپ نے ارشاد فرمایا کہ گو یہ سب چیزیں یہاں ہی لائی گئی ہوں لیکن یہ معراج اور بزرگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دال ہے کہ آپکا رتبہ ان سب سے بالا ہے"

اب ہم مولوی صاحب کی پیش کردہ عبارات کی ذرا جانچ پڑتال کرتے ہیں۔

(۱) صاحب تفسیر فتح البیان لکھتے ہیں "والذی دلت علیه الاحادیث الکثیرة هو ما ذهب الیه معظم السلف والخلف من الاسراء بجسده وروحه یقظة الی بیت المقدس

ثم الی السمٰوات۔ یعنی وہ امر جس پر احادیث کثیرہ دلالت کرتی ہیں اور جس کی طرف سلف وخلف کا ایک بڑا گروہ گیا ہے یہ ہے کہ اسرار نبوی جسد اور روح کیساتھ بیداری میں بیت المقدس تک پھر آسمانوں تک تھا۔

صاحب تفسیر البیان اس عبارت میں دو باتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں ایک تو یہ کہ اسرا جسد و روح دونوں کیساتھ تھا دوسرے یہ کہ بڑا گروہ سلف وخلف کا اسی طرف گیا ہے۔

مگر ناظرین کیا ان دونوں باتوں سے معراج نبوی کا بجسم عنصری ہونا ثابت ہوجاتا ہے ہرگز نہیں ہم مانتے ہیں کہ اسرا نبوی روح اور جسد مثالی کے ساتھ تھا جیسا کہ ہم اوپر ثابت کرچکے ہیں پس یہ دلیل صاحب فتح البیان یا مولوی ابراہیم کے لئے کچھ مفید نہیں۔

یہ دوسری دلیل کہ سلف وخلف کا ایک بڑا گروہ معتقد گیا ہے کہ اسرار نبوی روح اور جسم عنصری دونوں کیساتھ تھا کچھ دلیل نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون۔ سورہ انعام رکوع ۱۴ پھر فرماتا ہے فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ذلک خیر واحسن تاویلا۔ سورہ النساء رکوع ۸ یعنی اے مومنو! اگر باہم تمہارے کسی مسئلہ پر تنازع ہو تو اللہ اور رسول اور قرآن اور حدیث کی طرف رجوع کرو اگر فیصلہ لگتے ہو اور اپنے قیاسات پر ہی نہیں اڑتے اور بہتر تحقیق ہے ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوگیا کہ دنیا میں اکثر لوگ گمراہ ہوتے ہیں۔ انکی پیروی نہیں کرنا چاہئیے بلکہ مومنین کو اللہ اور رسول کی پیروی کرنا چاہئیے۔

بعض مفسرین نے آیت ان تطع اکثر من فی الارض یضلوک کی تفسیر میں کہا ہے کہ فیھا دلالۃ علی ان لا عبرۃ فی دین اللہ ومعرفۃ الحق بالقلۃ والکثرۃ یجوز ان یکون الحق مع الاقل۔ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ کچھ اعتبار نہیں ہے خدا کے دین میں اور حق کے پہچاننے میں قلت اور کثرت کا اسلئے کہ جائز ہے کہ حق وہی ہو جس طرف تھوڑے لوگ ہیں۔ ابن جوزی نے

تلبیس ابلیس میں لکھا ہے کہ سلیمان حضرت علیہ نے یوسف ابن اسباط سے کہا کہ اذا بلغك عن احد
بالمشرق انه صاحب سنة فابعث اليه بالسلام واذا بلغك عن آخر بالمغرب
انه صاحب سنة فابعث اليه بالسلام فقد قل اهل السنة۔ اگر مشرق میں ایک مغرب
میں دوسرا پابند سنت کا ہو تو اسکو سلام بھیجو اسلئے کہ سنت پر چلنے والے بہت ہی کم ہیں امام فخر الدین
رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ سواد اعظم وہی ہے جو تابع کتاب یعنی قرآن اور سنت کا ہو وان عا
سواها لا يلتفت اليهم وان امتلاوا الدنيا منه جو کتاب و سنت کے سوا ہو پھر التفات
نکرنا چاہیے گرچہ ان سے میدان بھر جاوے ہو اور جماعت کے معنی میں ایک بزرگ نے کہا ہے کہ الجما
والذى يجمعه اهل الحق وان قل کہ جماعت نام ہے اہل حق کے جمع ہونیکا ایک حق
بات پر گرچہ وہ بہت ہی کم ہوں سواد اعظم کے معنی میں ملا علی قاری شرح نخبۃ الفکر میں لکھتے
ہیں کہ ان فيهم من الصفات الوجيهة فقبول ما القوم مقام العدد الكثير من جاهلهم ولذا
سميت مثل هذا لاماء امة قال الله تعالى ان ابراهيم كان امة مما لم تكلمهم فيه
من الصفات ما لا يوجد متفرقة الا في جماعة ولذا قال الشاعر ليس من الله بمستنكر
ان يجمع العالم في واحد وقد قيل في حديث المشهور عليكم بالسواد الاعظم اي
الاورع والاعلم پس جب کہ ایک شخص پر اطلاق امت کا خدا کے کلام سے ثابت ہوا اسلئے
کہ وہ ایک ان باتوں کا جامع تھا کہ جو متفرق گروہوں میں علیحدہ پائی جاتی ہیں اور خدا کا ایک شخص کو
بمنزلہ ایک جہان کے بنا دینا عجیب نہیں اور سواد اعظم سے مراد زیادہ پرہیزگار ہے لیکن ہوتا ہم
کثرت عوام کو کسی مسئلہ کی صحت پر دلیل لانا پکا جاہلپنا اور عوام کو خوش کرنا ہے گرچہ فاضل ہر
بالا طل میں ہوں حدیث لا يزال طائفة من امتي منصورين لا يضرهم من
خذلهم حتى تقوم الساعة کا ذکر کیا لکھتے ہیں في فاصل الحديث لا يزال الطائفة قليلة من
امتي منصورين بالحجة والبرهان پس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ ایک جماعت قلیل دلیل اور حجت
کے ساتھ غالب اور کامیاب ہو ہمیشہ رہیگی پس معلوم ہوا کہ وہ گروہ جو ہمیشہ غالب رہیگا وہ ہی قلیل

آدمیوں کا گروہ ہے کہ اپنی حجت شرعی سے اوروں پر غالب ہوگا اور کوئی اسکو مغلوب نہ کر سکیگا اور یہ گروہ وہی ہے جو کتاب اللہ کتاب و سنت کہ انکے سامنے رسم و رواج کی سند پیش جاتی ہے نہ بعضوں کے پیچ اور بیہودہ دلیلیں چل سکتی ہیں نہ علما دنیا طلب کی چکنی چپڑی باتوں کی ہیبت اثر کرتی ہے نہ تو مولوی کثرت اور عوام کی جمعیت اور ہیبت اسکو روک سکتی ہے خدا کی کتاب اور رسول کی حدیث کے سامنے سب کو مغلوبیت ہوجاتی ہے . . . . .

ابو محمد علی ابن احمد بن سعید بن حزم بن غالب اندلسی اپنی کتاب محلی کی کتاب الاشربہ میں بہ نسبت دعوی اجماع کے لکھتا ہے (ترجمہ) کہ اجماع کا دعوے کرنا ایک ایسا قول ہے جسکا فساد ظاہر ہے اسلیے کہ اس سے سارے اقوال باطل ہوتے ہیں اور ایسے دعوے کرنے والو پر لازم آتا ہے کہ وہ زکوۃ کو واجب جانیں نہ حج و نماز کی فرضیت کے قائل ہوں اور نہ زنا کی برائی پر اعتقاد رکھیں مگر سوچے کہ اسپر اجماع ہے اور جو ایسا کرے وہ دین اسلام سے خارج ہے دو وجہ سے اول یہ کہ یہ بتایا ہوا مذہب ہے نہ خدا نے حکم دیا ہے کہ سوائے اجماع کے اور کسی کا اتباع نہ کرنا اور نہ رسول نے فرمایا ہے بلکہ خدا نے تو قرآن و سنت اور اولوالامر کے اتباع کا حکم دیا ہے یہی خدا نے انھیں کہا کہ جب کسی امر میں اختلاف ہو تو وہی بات ماننا جسپر اجماع ہو جو ایسا دعوے کرے وہ خدا پر تہمت کرتا ہے اور نیا دین بنانا چاہتا ہے اسلیے کہ خدا نے صاف صاف کہدیا ہے کہ جو تمہارے رب نے بھیجا اسکی اتباع کرو اور پھر فرمایا ہے کہ جو رسول کہے اسے لو اور جس سے منع کرے اسے چھوڑو اور پھر ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کسی بات میں جھگڑا ہو تو خدا رسول کو رجوع کرو اسلیے ہم اس امر میں اجماع کا اتباع کرتے ہیں جس میں یہ ثابت ہو کہ سب اسپر متفق ہیں اور انکا اجماع کتاب و سنت کے مخالف نہیں ہے اور اگر آپس میں اختلاف ہو تو ہم قرآن و حدیث پر رجوع کرتے ہیں جسکو اسکے مطابق پاتے ہیں اسپر عمل کرتے ہیں لو اسپر اجماع نہ ہو اور بس یہی وہ طریقہ ہے جسکا حکم خدا و رسول نے دیا ہے دوسرے یہ کہ اجماع کے دعوے سے ثابت ہوتا ہے کہ حالت اختلاف میں انکو قرآن و حدیث پر رجوع نہ کرنا چاہیے بلکہ اجماع پر

کر بیٹھنے کی رائے کیا ہے تو حقیقت میں یہ بات دین کی نہیں ہے۔

اقتباس از رسالہ تقلید و عمل بالحدیث مصنفہ نواب محسن الملک مرحوم جسکو مولانا کریم الدین صاحب مرحوم پانی پتی اہلحدیث امرتسر نے چھپوایا) پھر صاحب تفسیر البیان لکھتے ہیں (۷) قد تقتضی ذالک الحکمۃ بحجرہ الاستبعاد وتحکیم محض العقول القاصرۃ عن ما هو معلوم ان لا یستحیل علیه سبحانه شیئ۔ اور یہ بالطرف استبعاد اور عقل قاصر الفہم کو حکم بنا لینے کا نتیجہ ہے اور یہ سب کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی شے محال نہیں ہے۔

صاحب تفسیر فتح البیان کی اس تحریر سے بھی احمدیوں پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا کیونکہ احمدیوں کے نزدیک کسی شخص کا جسم خاکی آسمان پر جانا محض عقلاً مستبعد نہیں بلکہ ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ چونکہ خداوند تعالیٰ نے قرآن کریم میں بطور سنت اللہ یہ بات بیان فرمائی ہے کہ کوئی بشر رسول آسمان پر نہیں جا سکتا اور سنت اللہ میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اس لئے جسم خاکی آسمان پر نہیں جا سکتا پس احمدیوں کے مقابلہ میں یہ محض استبعاد پیش کر دینا اور اس کا ذکر چھیڑنا سنت اللہ کو نظر انداز کر کے محض قدرت ہی کی بحث لے بیٹھنا سراسر ناانصافی ہے۔

اتنی دلائل جو صاحب تفسیر فتح البیان نے پیش کئے ہیں وہ وہی ہیں جو مولوی ابراہیم نے پیش کئے ہیں اور جنکا جواب ہم مفصل لکھ چکے ہیں ہمیں اعادہ کی حاجت نہیں ہاں ایک بات کا ذکر ہم ضروری سمجھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ صاحب تفسیر فتح البیان اس گروہ کے مقابلہ میں جو معراج کو صرف روحی یا منامی مانتا ہے اپنے دلائل پیش کر کے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔

فالاولی ما ذهب الیه الجمهور۔ پس جمہور کا مذہب اولیٰ ہے

میرا مطلب اس ذکر سے یہ ہے کہ صاحب تفسیر فتح البیان اپنے مذہب کو بالمقابل فریق ثانی اولیٰ بتاتے ہیں مولوی ابراہیم وغیرہ کی طرح فریق ثانی کو فرقہ ضال اور مبتدع نہیں ٹھہراتے پس احمدی لوگ جو معراج نبوی کو روح اور جسم مثالی دونوں کیساتھ مانتے ہیں انکو ضال کا فرقہ اور مبتدع ٹھہرانا ظلم عظیم ہے۔

(۲) آگے چلکر تفسیر ابن کثیر کی عبارت شروع ہوتی ہے صاحب تفسیر مذکور نے مجوزین رؤیا کے
جن پر اس مضمون میں مکمل بحث ہو چکی ہے کوئی دلیل پیش نہیں کی اسلئے ہم انکی تحریر کے متعلق صرف
اسقدر عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ صاحب تفسیر مذکور شروع عبارت میں لکھتے ہیں

فالاکثرون من العلماء علی انه اسری ببدنه و روحه یقظة لا مناما و لا
ینکرون ان یکون رسول الله صلی الله علیه وسلم رأی قبل ذلک مناما ثم راٰه بعد
یقظة۔ اکثر علماء اس بات پر ہیں کہ سیر معراج آپکو عالم بیداری میں کرایا گیا نہ کہ خواب میں اور اگر
پہلے کبھی بطور خواب دیکھا اور اسکے بعد بیداری میں اسکے مطابق سیر کیا ہو تو کچھ تعجب نہیں۔

اس عبارت سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ مفسر کی رائے جیسی معراج بالجسد
بیداری کی طرف جھکی ہوئی ہے ویسی ہی اسکے قریب قریب معراج بالروح و منامی کی طرف بھی
جھکی ہوئی ہے دوسرے یہ کہ علمائے اسلام میں اس بات پر کہ معراج نبوی خواب میں تھا یا بیداری میں
اور صرف روحی تھا یا روح اور جسم دونوں کیساتھ ہمیشہ سے اختلاف چلا آیا ہے۔

(۳) تیسرے نمبر پر مولانا صاحب نے امام نووی کی تحریر پیش کی ہے وہ لکھتے ہیں والحق الذی علیه
الاکثرون من معظم السلف و عامة المتاخرین من الفقهاء والمحدثین والمتکلمین انه اسری
بجسده صلی الله علیه وسلم والآثار تدل علیه لمن طالعها وبحث عنها ولا یعدل
عن ظاهرها الا بدلیل ولا استحالة فی حملها علیه فیحتاج الی تاویل۔ حق بات جس پر
اکثر لوگ اور سلف کا بڑا گروہ اور عامہ متاخرین فقہاء و محدثین و متکلمین گئے ہیں یہ ہے کہ رسولنا
صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج جسم کیساتھ ہوا اور آثار اسی پر دلالت کرتے ہیں ظاہر سے عدول نہیں ہو
سکتا مگر دلیل کے ساتھ اور اسپر کوئی استحالہ نہیں جس سے تاویل کی احتیاج ہو۔

معزز ناظرین! ظاہر ہے کہ امام نووی صاحب کی یہ ذاتی رائے حجت شرعی نہیں ہوسکتی یہ امر مسلم
ہے کہ اخیر لوگ اسرا ایسے ہے کہ آپ ... میں بحث تو جسد کے عنصری اور مثالی ہونے میں ہے سو
اسرا بجسد عنصری کا ثبوت امام نووی صاحب بھی نہیں پیش کر سکے انہوں نے صرف دو باتیں لکھی

ہیں ایک تو یہ کہ جا بہ سے عدول کیلئے کوئی دلیل چاہئے مگر ہم بفضلہ تعالیٰ ایک دلیل کیا کئی دلیلیں لکھ چکے ہیں دوسری بات انھوں نے یہ پیش کی ہے کہ کوئی استحالہ پیش نہیں تو تا جس سے تاویل کی احتیاج ہو اسکے متعلق ہم سنت اللہ دکھلا چکے ہیں کہ کوئی بشر رسول آسمان پر نہیں جا سکتا و لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ایک مسلمہ امر ہے پس امام نووی کی تحریر سے بھی مولوی ابراہیم صاحب اور انکے ہم خیالوں کو کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

آگے بڑھکر اہلحدیث مولوی صاحب اجماع کے مقابلہ میں یوں فرماتے ہیں۔

"فقہ اکبر میں امام اول امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں و خبر المعراج حق و من ردہ فہو مبتدع ضال اور ملا علی قاری حنفی اسکی شرح میں فرماتے ہیں فمن رد ذلک الخبر و لم یؤمن بمقتضی ذلک الاثر فھو ضال مبتدع ای جامع بین الضلالۃ والبدعۃ"

ناظرین اہلحدیث مولوی نے حنفیوں کو خوش کرنیکے لئے حضرت امام ابو حنیفہ کو امام اول تو لکھ دیا مگر معراج کے مقابلہ میں مولوی صاحب کی بات جتنی پہلے بھی نظر نہیں آئی کیونکہ احمدی لوگ معراج کو حق جانتے اور اسکے مقتضا پر تحقیقی اور قائمی طور پر ایمان رکھتے ہیں پس مولوی صاحب کی یہ مطلب نیز روایت کشی بھی محض تضیع اوقات اور فعل عبث ہے

اور مولوی صاحب نے اسکے بعد شرح عقائد نسفی کی ایک عبارت پیش کی ہے جس میں ایسی ہی باتیں لکھی ہیں جو تفسیر ابن کثیر وغیرہ کی عبارتوں میں اوپر نقل ہو چکی ہیں یعنی اسبات پر زیادہ زور دیا ہے کہ آسمان کا خرق و التیام بھی ممکن ہے جائز اور ممکن ہے ہم بھی کہتے ہیں بیشک درست ہے مگر کیا اس جواز و امکان سے ہر امر ممکن الوقوع کو واقع ہونا مان لیا جا سکتا ہے یا علاوہ امکان کے وقوع کا ثبوت بھی ضروری ہے مثلاً ممکن ہے کہ صاحب شرح عقائد یا مولوی ابراہیم مسئلہ زیر بحث میں خطا پر ہوں تو کیا اس امکان پر جائز ہے کہ ہم صاحب شرح عقائد یا مولوی ابراہیم کو محض امکان خطا کی بناپر خطی مان لیں۔

شرح عقائد کی ایسی عبارتوں میں سے ایک عبارت جو مولوی ابراہیم صاحب کی تنبیہ کیلئے

آئینہ کارگر ہوگی ہم یہاں نقل کر دیتے ہیں۔ (اور وہ یہ ہے

فی الیقظة اشارة الی الرد علی من زعم ان المعراج کان فی المنام علی ما روی عن معاویة انه سئل عن المعراج فقال کانت رؤیا صالحة وروی عن عائشة انها قالت ما فقد جسد محمد لیلة المعراج وقد قال الله تعالی وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنة للناس۔ فی الیقظہ میں اس شخص کے رد کی طرف اشارہ ہے جو کہتا ہے کہ معراج خواب میں تھا جیسا کہ روایت کیا گیا ہے معاویہؓ سے کہ ان سے کسی نے معراج کے بارہ میں سوال کیا تو معاویہؓ نے کہا کہ معراج رویائے صالحہ تھا اور عائشہؓ سے روایت کیا گیا کہ انھوں نے کہا کہ شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک غائب نہیں ہوا۔ اور بالتحقیق اللہ تعالے فرماتا ہے کہ ہم نے جو رویا تجھے دکھائی وہ لوگوں کے لیے آزمائش ہے۔ اس عبارت کے بعد شرح عقائد میں ان دونوں کے جواب بھی دیئے گئے ہیں کہ امیر معاویہؓ کے قول رویائے صالحہ سے رویا بالعین یعنی آنکھ سے دیکھنا مراد ہے اور حضرت عائشہؓ کے قول سے یہ مراد ہے کہ شب معراج میں آنحضرت کا جسم روح سے غائب نہیں ہوا۔ بلکہ روح کے ساتھ تھا۔ یہ تو دونوں کس قدر بیہودہ دلیلیں ہیں مجھے اسکے متعلق کچھ خامہ فرسائی کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی مگر میں اس مقام پر ناظرین کی توجہ صرف اس بات کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ معراج نبوی خواب کا واقعہ تھا یا بیداری کا واقعہ اور جسم عنصری کیساتھ تھا یا نہیں اس معاملہ میں صحابہؓ سے لیکر اب تک بڑا اختلاف چلا آیا ہے اور مولوی ابراہیم صاحب جو عوام الناس کے دلوں میں یہ بات جمانا چاہتے ہیں کہ معراج نبوی کا جسد عنصری ہونا ایک ایسا مسئلہ ہے کہ ہمیشہ سے اہل اسلام میں اسپر اتفاق چلا آیا ہے اور صرف احمدیوں نے اب اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے یہ بات محض دروغ بے فروغ اور سراسر دھوکا اور چالبازی پر مبنی ہے

(۵) آخر مولوی ابراہیم صاحب کی روایت کشی امام ابن قیم کی زاد المعاد اور تبیان پر ختم ہوئی ہے زاد المعاد کی عبارت زیر بحث معراج کا قصہ اور کتابوں کی طرح اعتقادی رنگ میں بیان کیا گیا ہے استدلالی رنگ میں ایک حرف بھی نہیں لکھا گیا تبیان کی عبارت سے صرف دکھائے

گیا ہے کہ بیت المعمور آسمان پر ایک محل ہے جو شب معراج میں حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا
پس یہی دو الہامات ہیں جو مولوی ابراہیم صاحب نے اپنے مقابلہ میں نہایت طمطراق کے ساتھ پیش کئے ہیں اور بزعم خود سمجھ لیا ہے کہ میدان مار لیا اور جوش مسرت میں از خود رفتہ ہو کر صفحہ ۵ پر یہ دعویٰ بھی کر دیا ہے کہ اس معراج جسمانی پر چاروں مذاہب کا اجماع ہے۔ شرم! شرم!!

اجماع کی حقیقت ہم پہلے مکمل لکھ چکے ہیں اور مولوی صاحب کے تمام دلائل کا ضعیف و نادرست ہونا بخوبی ظاہر ہو چکا ہے۔ اسلئے ہم اب اس اجماع کے متعلق کچھ اور لکھنا نہیں چاہتے۔ البتہ مولوی ابراہیم صاحب چونکہ علامہ ابن قیم کی قرآن دانی پر نہایت فریفتہ نظر آتے ہیں اسلئے ہم علامہ موصوف کا ایک عقیدہ نقل [illegible] کے متعلق پیش کرکے پھر ناظرین کی خدمت میں وہ [illegible] کی لکھی ہوئی ایک عرضداشت پیش کرینگے۔

علامہ ابن قیم کا قول۔ لکن لما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مقام خرق العوائد حتی شق بطنہ وھو حی لا یتألم بذلک عرج بذات روحہ المقدسۃ حقیقۃ من غیر اماتۃ ومن سواہ لا ینال بذات روحہ الصعود الی السماء الا بعد الموت والمفارقۃ فالانبیاء انما استقرت ارواحہم ھناک بعد مفارقۃ الابدان (زاد المعاد جلد اول صفحہ ۳۰۰) مشتمل ترجمہ یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر خرق عادت میں دیکھا کہ خلاف عادت تو رسول یہاں تک کہ آپکا شکم بھی شق ہو گیا اور وہ زندہ ہی رہے۔ اور کوئی درد بھی محسوس نہ ہوا روح پاک کے ساتھ فی الحقیقت معراج میں گئے اور زندہ ہی تھے اور انکے سوائے کسی شخص کی روح آسمان پر موت سے پہلے نہیں جا سکتی اور تمام انبیاء کی روحیں بھی آسمان پر بعد موت و مفارقت بدن پہنچی ہیں۔

امام ابن قیم کی اس قول سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) ایک تو یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں جسم خاکی کیساتھ آسمان پر تشریف نہیں لیگئے بلکہ حالت کشفی میں آپ کی روح پاک آسمان پر گئی۔

اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے کسی نبی کی روح ممکی زندگی میں آسمان پر نہیں گئی یعنی مولوی ابراہیم صاحب کا عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ بجسم عنصری آسمان پر تشریف لے گئے بالکل غلط ہو گر مولوی ابراہیم صاحب امام ابن تیمیہ کی اس شہادت پر ایمان لے آئیں تو سبحان اللہ جزاہم اللہ ورنہ وہ خود اشت جسکا جینے اپنے پر رد کر دیا ہے اور جو لفظ بلفظ مولوی صاحب ہی کی لکھی ہوئی ہے۔

ہم ناظرین کی خدمت میں انصاف طلبی کے لیے پیش کرتے ہیں۔

ناظرین ایک طرف قرآن شریف میں آٹھویں سورہ کو تفہیم لگا کر سامنے رکھیں اور دوسری طرف امام تیمیہ کی اس تحریر کو پیش نظر کر کے بغور مطالعہ فرماویں تو اگر قرآن شریف کی فصاحت اور خوبی بیان اور رسول اللہ صلعم کی جلالت قدر اور عظمت شان کے گرویدہ ہو کر اس امام ہمام کی قرآن دانی پر فریفتہ نہ ہوں تو کہنے والا! افسوس ان خفافیش بے بصیرت پر جنکی آنکھیں اس آفتاب علم و ہدایت کے سامنے نہیں کھلتیں۔ انہی کے مناسب حال شیخ سعدی نے کیا اچھا کہا ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

سلم الوصول یعنی رسالہ معین صفحہ ۲۰۰ (باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

معارف قرآن مجید

(منتخبہ از انوار افاضات حضرت نور الدین ایدہ اللہ رب العالمین)

مذاہب عالم پر سرسری نظر

سناتن دھرم تو کوئی مذہب نہیں جیسا کہ اس کا ثبوت ہے کہ ہندوؤں کے تمام [illegible] چھوڑ کر ہندو کی کوئی جامع مانع تعریف نہیں کر سکے [illegible] ان کا متمایز [illegible] ہر شعبہ [illegible] لانہ وید کے [illegible] مرے ہوئے جانوروں کا [illegible] گوشت [illegible] اور اپنی [illegible] میں جو مرگھٹ میں آگ جلا کر انسان کی کھوپڑی میں کھانا پکا کر کھاتے ہیں اور انسانی [illegible] کی [illegible] [illegible] کھتے ہیں۔

عیسائی مذہب

بھی کوئی مذہب نہیں اس میں شریعت و مذہب کے دستور العمل کا نام ہے لعنت قرار دیتی ہے سارا دارومدار کفارہ پر ہے معلوم نہیں کفارے نے انکو کیا فائدہ دیا اور کس طرح سب کی نجات کا موجب ہو گیا اس میں گناہ کی جو دلی [illegible] سمجھی جاتی ہے [illegible] کو [illegible] ہو گا اور آدمی اپنے بیٹیاں کے پیٹنے سے [illegible] ہے۔ [illegible] کی سزا [illegible] میں [illegible] کفارہ پر ایمان [illegible] تک بھی [illegible] کف [illegible] انکو کیا فائدہ دیا۔

آریہ دھرم

سناتن دھرم والے تو بت پرست ہیں انکے بتوں کی تعداد تھوڑی ہے مگر [illegible] کائنات [illegible] کہتے ہیں کہ مادہ اور روح خدا کے برابر انادی ہیں کہتے ہیں کہ ایک ساتھ تھا اور اس [illegible] انادی ہونا لازم آتا ہے اس [illegible] اور اسکے [illegible] کی مقصدی کیا ہوگی کہ وہ چیزیں جانتے ہیں اور وہ چیزوں کا محتاج ہے اور [illegible] ہوگئی [illegible] انکے [illegible] آریوں [illegible] کوئی حق نہیں [illegible] یہ لوگ ابھی نجات کے قائل نہیں تو اس صورت میں ایک مسلمان اور آریہ میں کیا فرق [illegible] مسلمان [illegible]

نزدیک کمتی نہیں پہنچا تو یک آریہ بھی آزادی کمتی سے محروم ہے۔

سکھ ازم

یہ لوگ بھی دوسروں کے مذہب پر چلنے والے ہیں۔ اول تو سنگھ کہتے ہی سپاہی کو ہیں پھر ان کی اپنی شریعت کوئی نہیں کچھ مسلمانوں کے طریق میں کچھ ہندوؤں کے۔

برہمو سماج

یہ لوگ بھی عجیب مذہب رکھتے ہیں۔ مثلاً قول ہو کہ ہم یونیورسل بات اور کانشنس کی ہدایت پر چلتے ہیں مگر اس کانشنس پر بڑا افسوس ہے جو تعلیم دے کہ تمام دنیا جھوٹے اور دروغ مصلحت آمیز کے پابند تھے ساری دنیا کے مذاہب کے پیغمبروں کو مانا اور انکو راستباز جانا مگر ان کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں اور عجیب دعویٰ ہو کہ ہم تو یونیورسل بات ضرور مانتے ہیں اور تجربہ و مشاہدہ کو صحیح جانتے ہیں لیکن یہ بات کہ تجربہ [illegible] کہ جیسے بیٹے کو ہم بھی اس کی تحریک ہوتی ہے جب ہر شخص کو ایک تحریک ہے تو کیا وجہ اس یونیورسل بات کی کہ لوگ مسلمان ہو کر ایمان نہیں لاتے

معیار صداقت مذاہب

مختلف مذاہب کا یہ حال ہے اب یہ سوال کہ سچا مذہب کونسا ہے بہت آسانی سے حل ہو سکتا ہے وہی جو فطرت سلیمہ کے مطابق انسان کو وہی فطری ترغیبات دلانے والا ہو اور ہر زمانے میں اسکے نمونے خلقت کے سامنے پیش ہوتے رہیں ایک پیر نے مجھے کہا کہ پرانا مذہب سچا ہو سکتا ہے (اسکا مطلب تھا کہ اسلام تو تیرہ سو برس سے ہے وہ سچا نہیں ہو سکتا) میں نے کہا بہت ٹھیک ہے اسلام بھی پرانا دین ہی ہے کیونکہ جب نبی کریم صلعم کو ارشاد ہوتا ہے فبھداھم اقتدہ تو وہ کہنے لگا۔ رامچندر جی بہت پہلے ہوئے ہیں میں نے کہا وہ کس کی پرستش کرتے تھے کہا وشنو کی میں نے کہا وشنو کس کی کہا شیو جی کی میں نے کہا شیو کس کی کہا برہما کی میں نے کہا برہما کس کی کہا پرمیشور کی میں نے کہا بس لا الہ الا اللہ کے قائل تھے جو ہمارے مذہب اسلام کا خلاصہ ہے اور یہی پرانا مذہب ہے۔

انبیاء کسقدر محتاط ہوتے ہیں

ابن صیاد کی بعض علامات مشابہ دجال تھیں۔ بدیں خیال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آئے آپ اسکے پاس تشریف لیگئے اور اس سے پوچھا اتشھد انی رسول اللہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اس نے

جواب دیا آپ انہیں کے رسول ہیں پھر اس نے اپنی نسبت سوال کیا تو آپ نے جواب دیا کہ میں سب کے
سب رسولوں کو مانتا ہوں اس سے اس حقیقت کا پتہ چلتا ہے جو انبیاء کرتے ہیں وہ انکے بعد وہ لوگ
کبھی تکذیب کی راہ اختیار نہیں کرتے پھر آپ نے پوچھا کہ میرے دل میں سوچ کیا ہے تو اس نے
دخ کہا روایات میں آیا ہے کہ نبی کریم صلعم نے سورۃ یوم تاتی السماء بدخان مبین کا خیال
فرمایا تھا ابن عربی نے اپنا ایک ذوقی لطیفہ اس روایت کے متعلق لکھا ہے وہ کہتے ہیں ابن صیاد کو
دخ بھی معلوم نہ ہوا مگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے طور پر بغیر صریح اور بغیر آشکار کیے گئے
تھے جیسے اس حکایت سے یہ فائدہ اٹھایا ہے کہ مباحثہ کبھی اپنی خواہش سے نہیں کرنا چاہیے کبھی
پہل نہ کرو چنانچہ میرا معمول ہو کہ جب بات مجھ پر آ جائے تو پھر میں اس سے دعا مانگتا ہوں اور خدا
کے فضل سے ہمیشہ کامیاب ہوتا ہوں اور مجھے کوئی ایسا واقعہ یاد نہیں کہ مجھے کسی مباحثہ میں
زک اٹھانی پڑی ہو اس سے کی بات ہے نہیں تو ان کے علم سے بعض تو ہیچ تلخ کرنا پڑتا ہے
گرفت دیکھا جائے تو ابتدا انکی طرف سے کبھی نہیں ہوتی۔

ایک علمی لطیفہ

بعض لوگوں نے قرآن مجید کی زبان پر اعتراض کیا کہ ان ھذا لشیئ
عجاب کیا ہے اور ھزو خلاف محاورہ و غیر فصیح الفاظ ہیں آپ نے فرمایا
کہ اپنے کسی بادیہ نشین بوڑھے کو بلاؤ چنانچہ ایک کو مجلس میں لائے آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ
جب بیٹھا تو فرمایا اٹھ اٹھا پھر بیٹھا تو پھر فرمایا آپ اٹھو اس طرف تشریف رکھیں جب وہ
اس طرف بیٹھا تو پھر آپ نے فرمایا آپ ذرا یہاں آ اٹھئے اور ادھر آ جائیے تو وہ جھنجھلا کر بول اٹھا
یا محمد اتتخذنی ھزوا وانا شیخ کبیر ان ھذا لشیئ عجاب۔ اے محمد کیا تو مجھے
خفیف بنانا چاہتا ہے حالانکہ میں ایک بڑھا بڑی عمر کا آدمی ہوں یہ بڑی عجیب بات ہے اس طرح
وہ یہی الفاظ اس بادیہ نشین بوڑھے کو فصیح و بلیغ بوڑھے کے منہ سے نکلوائے اور معترضین نادم
ہو کر دم بخود ہو گئے

لوگ کیوں غافل ہیں

ایک بچہ بھی اس شکل میں فرق سمجھتا ہے آپ اسے ایک چیز دکھ کر پھر

اس سے آدمی کی روزی تو وہ قوت پیدا کر دیتی کا اظہار کر دیا جس کو ثابت ہوگا، جزوکل میں خرق
عادت ہے یعنی یہ بھی جانتا ہے کہ کسی چیز کے حصول کے لئے ذرائع کی ضرورت ہوتی ہے مگر کوئی چیز کے
دست قدرت سے اوپر اور پیدا ہوئی تو وہ آپ اس سے شادی کیا کرو مجبوراً دیا ہی میں نہ
ہوں کہ بالکل سچی ہی ہے میں نے وہ دیکھا ہے میں پچاس سال سے طب کا پیشہ کرتا ہوں میں نے کوئی کینچن
ایسا نہیں دیکھا جو کھانا کھاتے ہوئے منہ کی بجائے کسی اور جگہ ڈالتا ہے ایک زمیندار بھی
اس نکتہ کو خوب سمجھتا ہے کہ غلے کے حصول کے لئے زمین کی کاشت اور پھر اس میں تخم ریزی اور پانی
کی ضرورت ہے اور وہ اسی وجہ سے حق تعالیٰ کو خیر الرازقین جانتے اور ما من دابۃ الا علی اللہ رزقہا
کو کوئی جاہل نہیں مگر رزق ملنے کے ذرائع ہی پر ایمان رکھتے ہوئے ترک اور ان اسباب کا مرتبہ
ہے ایک بیوقوف سے بیوقوف شخص بھی جانتا ہے کہ آنکھیں بند کر لیں تو زبان سے نہیں دیکھ سکتے
اور منہ کا منہ اگر کھولیں تو ضرور ہے کہ پانی سے خالی ہو جائے غرض یہ تو سب جانتے ہیں کہ
سلسلہ اسباب و مسببات سے وابستہ ہے اور ہر ایک شخص کو ایک نتیجہ ہے اور خدا تعالیٰ کے قواعد و
ضوابط ازل میں گزرے تعجب کی بات ہے کہ بہت سے لوگ دین میں بد اعمالی و نیک اعمالی کے
نتائج سے غافل ہیں اور جنت کو بغیر کسی عمل صالح اور ایمان صحیح کے حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کے
بارے میں ان اللہ غفور رحیم ان کا نعرہ ہے، ان اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر اللہ ہر
چیز پر قادر ہے ان کے نعرے میں بہت دلیر ہیں۔

قصہ داؤد و سلیمان علیہم السلام کی نسبت

سورہ ص میں چند آیات کے معانی نہ سمجھنے کی وجہ سے حضرت داؤد پر
تہمت لگا دی ہے کہ انھوں نے ایک بی بی کے خاوند کو جنگ میں بھیج کر
مروا دیا اور اس کی بی بی سے خود نکاح کر لیا اور فرشتے انہیں سمجھانے آئے
حالانکہ یہ بات ہے کہ وہ فرشتہ نہ تھے بلکہ دشمن تھے کہ دیواریں پھاند کر آپ کے مکان میں گھس آئے
آپ بہت گھبرائے کہ دیکھیں ان سرکشوں کا مطلب ہے اور وہ بہانہ کیسے گئے ہیں کہ شاہی
نیموں میں کو وہ کرتے ہیں تامل نہیں کرتے۔

گو ساتھ ہی رعب پھر غالب آیا اور انھوں نے ایک جھوٹی بات بنالی آپ نے نہایت تمکنت سے انہیں جواب دیا اور ظن داؤد انما فتنٰہ فاستغفر ربہ کے یہ معنی ہیں کہ جب داؤد نے یقین کیا کہ رعایا میں بغاوت اور بداستی کا زور ہے تو سمجھا کہ آخر کوئی کمزوری اور نقص ہے جس کی وجہ سے حکومت کے رعب و جلال میں فرق آ رہا ہے اسلئے خدا سے حفاظت طلب کی اور خدا کے حضور گر پڑے تو خدا نے آپ کی حفاظت کی اور اپنے تسلی بخش کلام سے ممتاز فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ خلیفہ تو میں نے تجھے بنایا ان لوگوں کی شرارتوں کا کیا خوف اور کیوں پریشان ہوتے ہو تم حق حق فیصلہ کرتے جاؤ اور عدل و انصاف پر قائم ہو تمہاری ہی فتح ہوگی۔

حضرت سلیمان کی نسبت بعض لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ آپ کی عصر کی نماز قضا ہو گئی گھوڑوں کی پنڈلیں اور گردنیں کاٹ دیں۔ یہ سمجھنا بالکل ایک نبی کی شان سے بعید ہے۔ بات یہ ہے کہ آپ گھوڑ دوڑ ملاحظہ فرما رہے تھے آپ نے فرمایا کہ جب بھی ہر قسم کے بعض چیزیں ذکر کا موجب ہوتی ہیں جیسے مشق گھوڑسواری یہ سب جو ان گھوڑوں سے ہے پسندیدہ و حب ہے کیونکر ان سے میں اپنے مولیٰ کو یاد کرتا ہوں حدیث شریف میں آیا ہے "الخیل معقود فی نواصیها الخیر الی یوم القیامة"۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل و احسان بیان کرنے میں مشغول تھے کہ گھوڑے سامنے سے گزر گئے توارت بالحجاب۔ آپ نے فرمایا انہیں پھر واپس لاؤ جب پھر گزرنے لگے تو آپ ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرنے لگے گھوڑوں کو پیار کرنیکا یہی طریق ہے اگر مسح کے معنی تلوار سے ہی کے ہوں تو پھر مسح بالسوق سے ہی پنڈلی گردن کاٹ لیا کریں۔

آپ ہی کے متعلق القینا علی کرسیہ جسدا ثم اناب آیا جس سے مراد یہ ہے کہ ان کا بیٹا نالائق تھا اور ھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی سے مراد رضاء و قرب الٰہی کا مقام ہے۔

ایوب صابر

دوسری کتابوں کے قصے اور خدا کی کتاب میں جو واقعہ گزشتہ بیان ہو اس میں فرق ہے۔ خدا کی کتاب میں صرف قصہ نہیں ہوتا بلکہ بتایا جاتا ہے کہ جو ایسا کریگا وہ بھی

انہی انعامات سے سرفراز ہوگا چنانچہ و ذکریٰ لاولی الالباب اور کذٰلک نجزی المحسنین میں پاک کلمات سے اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

حضرت ایوب کے صبر کا بیان کہ انبیاء علیہم السلام خدا کے حضور رہتے اور اسکا کام لیتے ہیں وہ کسی دکھ کو اسکی طرف منسوب نہیں کرتے جب وہ خدا کے حضور اپنی تکالیف کے متعلق گڑگڑاتے تو ارشاد ہوا ارکض برجلک اپنی سواری کو اس سرزمین کی طرف لے چل جہاں آپکے لئے آرام کے سامان مہیا ہیں اور وہاں اہل وعیال اور اسباب اسکی مثل دیے جائینگے اور اپنی سواری کو درخت کی ایسی شاخوں سے جسکے ساتھ پتے بھی ہوں چلائے جاؤ اس سے ضرر نہ پہنچاؤ۔ دراصل ایک پیشگوئی تھی نبی کریم صلعم سے بھی ویسا ہی معاملہ پیش آنیوالا تھا چنانچہ آپ نے بھی مکے سے ہجرت فرمائی اور مدینہ منورہ تشریف لیگئے جہاں آپکو بہت سے اہل اور وفادار احباب ملے۔ اب بھی جو خدا کی راہ میں ہجرت کرے اسکے لئے امن و آسائش ہو جیسے وعدہ آتی ہے یجد فی الارض مراغماً کثیرا وسعۃ موجود ہے اور ہرگز خیال نہ کرے کہ اگر میں اپنا گھر یا اپنے رشتہ دار چھوڑ کر جاؤنگا تو نقصان اٹھاؤنگا خدا تعالیٰ ایسے شخص کو بہتر سے بہتر احباب اصحاب اور رشتہ دار دیگا۔

راستباز کی پہچان کسی نبی کسی مومن کے دل میں کبھی یہ خواہش پیدا نہیں ہوتی کہ میں لوگوں کا حاکم بنوں اور بڑا آدمی کہلاؤں وہ مخلوق سے کنارہ کش اور گوشہ نشین ہوتے ہیں پھر خدا تعالیٰ انہیں اپنے حکم سے نکالتا ہے تو وہ مجبور ہو کر پبلک میں آتے ہیں حضرت موسیٰ کو دیکھو آپ کے دل میں ہرگز یہ بات نہ تھی کہ میں قوم کا امام بنجاؤں چنانچہ ارشاد ہونے پر عذر و معذرت کرتے اور اپنے بھائی کو اپنی نسبت سے پیش کرتے ہیں۔

اسی طرح نبی کریم صلعم فرماتے ہیں ما کان لی من علم بالملاء الاعلیٰ اذ یختصمون مجھے کیا علم تھا کہ ملاء اعلیٰ میں میری نبوت کی نسبت کیسا مباحثہ ہو رہا ہے میں کیا کہ ہر مامور کی بعثت پر آسمانوں میں بڑی بحث ہوتی ہے۔

پھر ہر نبی کے لئے ایک بڑا دشمن ہوتا ہے جسے ایک وقت مقرر تک مہلت دیجاتی ہے

اگر پیہ زور لگائے اور اپنے تمام قومی اور زور شور کے ساتھ اس کام پر ثابت کرے کہ یہ امور واقعی اللہ کا برگزیدہ ہے۔

اسی نبی کے ہر ایک قول و فعل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بناوٹ اس میں بالکل نہیں اس کی کوئی بات بناوٹ سے نہیں ہوتی اور نہ اس کا کوئی فعل تکلف سے ہوتا ہے اور نہ وہ خلقت کو نصیحت دنیوی فائدہ اٹھانے کی امید وابستہ پر کرتے ہیں بلکہ وہ بار بار اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا اجر اللہ پر ہے چنانچہ سید المرسلین حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ ان لوگوں سے کہہ دے ما اسئلکم علیہ من اجر وما انا من المتکلفین اسی معیار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے آپ اپنے بارے میں لکھتے ہیں ؎

[illegible]

اور آپ میں تکلف اور بناوٹ نام کو بھی نہ تھی اس کی شہادت ہزاروں آدمی دیتے ہیں نہ تقریر میں کوئی بناوٹ تھی نہ تحریر میں نہ لباس میں اور اب ایسی حالت اللہ پر توکل فرمایا وہ آپ ہی کا ہے کیونکہ خاص اپنے لئے باوجود اس قدر روپے کے آنے کے کوئی جائداد نہیں خریدی اور نہ کوئی شے اپنی ذات کے لئے مخصوص کیا اللھم صل علی محمد وعلی عبدک المسیح الموعود

رسالہ گوشت خوری | گوشت کھانا کیا ہے عقلی و نقلی ثبوت آریوں کے مقابلہ پر جواز ثابت کیا گیا ہے مصنفہ منشی برکت علی قیمت اصل لاگت ۲ آنہ فی جلد

تشحیذ الاذہان کے پچھلے فائل | معارف و حقائق کا مجموعہ فی سال ۱ روپیہ

تصحیح | ماہ جنوری کے پرچہ میں صحیح البخاری کا اعراب مترجم کی طرف سے [illegible] اس کی تردید جو اس شخص نے بابت حاشیہ حضرت قدس کے [illegible] کی ہوا ہے تبلیغ الیسیر میں بھی [illegible] کے نزدیک مفید نہیں کیونکہ امام صاحب ایک بڑے عظیم الشان انسان امت محمدیہ میں ہو گذرے ہیں ان کی مخالفت نیک نتیجہ نہیں رکھتی۔

نکات حدیث

مکتوبہ از افادات مولانا نورالدین امام المسجد

اسلام حقیقت پر مبنی ہے

اسوقت دنیا میں جتنے مذاہب موجود ہیں یا دنیا پر کسی وقت موجود تھے ان تمام کی یہی قدر بھی مذہبی عبادت میں بعض لوگوں کو شامل کرنے اور عبادت کیوقت لوگوں کو جمع کرنے کے لئے باجے کی قسم کی اشیاء سے کام لیا جاتا ہے کوئی قوم تو جرس سے کام لیتی ہے کوئی ناقوس بجا کر کوئی مزامیر کے ذریعہ سے لیکن صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو ان تمام بے حقیقت اشیاء سے پاک وصاف ہے اور ان تمام فضولیات کی بجائے وہ ایسی چیز سے اپنے متبعین کو عبادت کے لئے بلاتا ہے جو خود عبادت میں داخل ہے بلکہ تمام اسلام کی تعلیم کا ایک مختصر مگر جامع نقشہ ہے جو عابد کو مسجد میں جانے سے پہلے دکھایا جاتا ہے وہ کیا ہے؟ وہ اذان ہے جو تمام تعلیم اسلام کا نچوڑ ہے جس میں عابد کے ذہن نشین کر دیا جاتا ہے کہ تو جس ذات کی عبادت کو جاتا ہے وہ ان تمام صفات و محامد سے موصوف ہے جو اس اذان میں بیان کی گئی ہیں لیکن برخلاف ان کے دوسرے مذہبوں کی آوازیں صرف ایک بے معنی اور بیکار غفلت میں ڈالنے والی آوازیں ہیں جو گھنٹے اور گھڑیال کی بے معنی اور کریہہ آواز سے زیادہ خوشنما نہیں میرے دل میں یہ بات آیا کرتی ہے کہ اگر منصف مزاج انسان تمام مذاہب کے ناقوسوں کی بھوں بھوں کو ایکطرف سنے اور اسلام کی آواز کے پہلے کلمہ اللہ اکبر کو دوسری طرف سنے تو سنتے ہی اسکے دل میں یہ کلمہ گھر کر جائیگا کہ اللہ اکبر کا کلمہ ہی ابدی ہے میرے اعتقاد میں سب سے بڑی تبلیغ جو اسلام کی طرف سے غیر مذہب والوں کو ہوتی ہے وہ یہ اذان ہی ہے جو تیرہ سو برس سے کوٹھوں پر چڑھ چڑھ کر روزانہ پانچ مرتبہ شب و روز میں لوگوں کے کانوں تک پہنچائی جاتی ہے ہر ایک شخص ایسے ملینگے جنہیں صرف اسی کی دلربائی اور حقیقت سے پر آواز اسلام میں لائی ہے

اسکے بعد منا سوال پیدا ہوتا ہے کہ اور مذاہب میں جو ناقوس وغیرہ مستعمل ہیں انکی کیا وجہ ہے کیونکہ جس مذہب کو دیکھو اسی قسم کی آوازوں سے لبریز ہے تو ضرور ان اشیاء میں کوئی بات ایسی ہونی چاہئے جس کیوجہ سے تمام مذہبوں نے انکو اختیار کیا اور کوئی مذہب بھی ان سے خالی نہ رہا۔ اس سوال کا جواب دینے سے کہ تمام مذاہب عاری ہیں اور کوئی بھی اسکی حقیقت سے آشنا نہیں لیکن اسلام جسطرح اپنی ذات میں کامل ہے اسی طرح دوسرے مذہب کی آوازوں کے وجوہات سے بھی واقف ہے یہ بات میں بے دلیل نہیں کہتا بلکہ اسکا ثبوت پیش کرتا ہوں چنانچہ صحیح بخاری جلد اول باب اول کی دوسری ہی حدیث میں ہے کہ عن عائشۃ ام المومنین رضی اللہ عنہا ان الحارث بن ہشام سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ کیف یاتیک الوحی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احیانا یاتینی مثل صلصلۃ الجرس وھو اشدہ علی فیفصم عنی وقد وعیت عنہ ما قال واحیانا یتمثل لی الملک رجلا فیکلمنی فاعی ما یقول یعنی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حارث بن ہشام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ آپ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے آنحضرت نے فرمایا کبھی ایسی آتی ہے جیسی گھنٹے کی جھنکار اور یہ وحی مجھ پر سخت گزرتی ہے پھر وہ موقوف ہو جاتی ہے اور مجھے وحی کے الفاظ ہوتے ہیں وہ حفظ کر چکے ہوتے ہیں اور بعض دفعہ فرشتہ مرد انسان کی صورت بنکر میرے پاس آتا ہے اور وحی کے الفاظ مجھے کہتا ہے پس میں اسکا کہا یاد کر لیتا ہوں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات انبیاء کو وحی ہوتے وقت اور وحی کے الفاظ سنتے وقت جرس کی آواز کے مشابہ ایک آواز ساتھ ساتھ سنائی دیتی ہے تو جب ان انبیاء نے عبادت کو اپنی قوم میں قائم کیا تو خدا تعالیٰ کے اس تعلق کو جو بندوں سے بذریعہ وحی ہوتا ہے قائم رکھنے کے لئے اس جرس کی آواز کو مقرر کر دیا تاکہ ہمیشہ انکے متبعین خدا کیساتھ رشتہ محبت کو مضبوط رکھیں و جرس اور ناقوس وغیرہ کی آواز سن کر اسی تعلق کو اور پھر اس تعلق کو یاد کرکے خود بھی خدا سے تعلق رکھنے میں کوشاں رہیں اور اس تعلق کو جو خدا نے انکے باپ دادوں سے کیا ہمیشہ تازہ کرتے رہیں

سو وجہ یہ ہے کہ ناقوس اور جرس وغیرہ کی آواز اس بات کو عبادات کے اور نمازوں کے وقت اسلئے مقرر فرمایا
کہ تاکہ وہ لوگ اس آواز سے اپنے پروردگار سے تعلق کو پیدا کرکے اس وقت کی نمازوں اور عبادتوں میں خضوع
اور خشوع سے دعا و ذکر میں مصروف ہوں کیونکہ خدا کے ساتھ تعلق صرف عبادت کے ذریعہ سے ہوتا ہے
اور دعا کے ذریعے جو مخ العبادات ہے اسلئے اس جرس اور ناقوس کو جو تعلق کو پیدا کرنیوالے ہیں
نماز اور عبادت کے وقت مقرر فرمایا تاکہ ان آوازوں سے متاثر ہو کر ان نمازوں میں اس تعلق کو قائم
کرنیکے لئے دعائیں اور خدا سے استقامت طلب فرمائیں مگر یہ بات کچھ عرصہ کے لئے مفقود ہوگئی
اور وہی جرس اور ناقوس جو عابدوں کو اس اعلیٰ درجے ربانی تعلق کو پیدا کرتے تھے اب صرف ایک
دل کو غافل کر دینے والی اور ہیجان انگیز کانوں کو بجائے متنبہ کرنیکے مکروہ معلوم ہونے والی بے ہنگم
آوازیں بن گئیں جو بجائے عاقلوں کو ہوشیار کرنیکے صرف چھوٹے بچوں کو اپنے اندر لطف کا تماشا
کھلا رکھنے میں کارآمد ثابت ہوئیں لیکن اسلام چونکہ گذشتہ تمام مذاہب سے زیادہ کامل بلکہ اکمل ہے
اسلئے اسنے ایسی بات اختیار کی جس کا انجام کسی صورت سے برا نہیں کیونکہ اس نے حقیقت کو لیا
اور بجائے اسکے کہ دوسرے مذاہب کی طرح وہی بے وقت ٹن ٹن کو لیتا خود وحی کے الفاظ کو اسکے بجائے
اور عبادت گذاروں کے لئے انہیں اذان بنایا تاکہ کوئی وقت بھی ایسا نہ آوے جس میں اسکے سننے والے
اسکی اذان کی حقیقت کو بھول جائیں اسلئے اس نے بجائے کسی بے معنی آواز کے ایک بامعنی والی آواز کو
مقرر فرمایا جو ایک زندہ زبان کے الفاظ ہیں اسلئے ہمیشہ اور ہر ملک میں عابدوں کو انکی عبادت
کی حقیقت سمجھاتی ہے اور دیگر مذہب کی طرح کسی ناقوس یا جرس کو لازم نہیں کیا کہ کچھ مدت
کے بعد وہ صرف ایک بے معنی آواز رہ جائے جس سے سوائے غفلت کے اور کچھ حاصل نہ ہو۔
بلکہ اسلام نے سب مذاہب سے بڑھ کر کام کیا کہ بجائے حق کے لوازمات کے خود حق کو اپنایا اور بجائے
چھلکے کے مغز کو اختیار کر لیا اور یہ خصوصیت اسلام کو ایسی حاصل ہے جس سے اسلام کی صداقت
روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتی ہے پھر میں خلاصہ کے طور پر بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ
اسلام کے سوا جتنے مذاہب ہیں ان سب میں عبادات کے وقت ناقوس جرس مزامیر باجوں وغیرہ

بہیمی آواز دینے کا رواج ہے لیکن اسلام میں جو اذان ہے وہ ان تمام باتوں سے پاک ہے۔ اور
اس میں ایسے معنی الفاظ ہیں جو اسلام کے خدا کی عظمت سے پر ہیں۔ ان دونوں باتوں کی وجہ
یہ ہے کہ وحی کی قوت ایک حصہ تو وحی کے الفاظ کا ہوتا ہے اور ایک حصہ کچھ ترنم کا ہوتا ہے
جو الفاظ کے ساتھ ساتھ سنائی دیتا ہے چونکہ اور مذاہب کامل نہیں اسلئے انکی عبادتوں میں
وحی کا وہ حصہ رکھا گیا جو بہیمی اور وحی کے مقدس الفاظ سے خالی تھا لیکن اسلام چونکہ حقیقت سے
پر اور کامل مذہب ہے اسلئے اسنے اپنی عبادت کیوقت وحی کا وہ حصہ لیا جو اصل مقصود اور غرض حقیقی ہے

مخمس بر نظم حضرت اقدسؑ

بروز حشر اے غافل تجھے اٹھنا جائے گا * خدا کے روبرو اس روز تو کس منہ سے آئے گا
کرے گا یونہی کب تک کب تک یہ باتیں بنائے گا * نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا

ارے اک دن تو بھولوں پہ قیامت آنے والی ہے

مرے احساس کیا ہیں کیوں تو اتنا خوف کھاتا ہے * [illegible] بڑھکے پاتا ہے
کہ جس کے خوف سے تو حق کو باطل سے ملاتا ہے * یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چھپاتا ہے

تری اک روز اے گستاخ شامت آنے والی ہے

تری پاکیزہ [illegible] سو کوئی آساں نہیں ہرگز * سبھال [illegible] کبھی شیطاں نہیں ہرگز
ہوئے چھڑوں سے شعلے نور کے [illegible] نہیں ہرگز * تیرے [illegible] نقصاں نہیں ہرگز

کرے جاں [illegible] کر سلامت آنیوالی ہے

[illegible] مصیبت آتی رہتا ہوں * خدا کے آستانے پر مثال آب بہتا ہوں
تری ہی [illegible] کی فکر میں دن رات رہتا ہوں * اگر تیرا بھی کچھ دین ہے بدل دو جو میں کہتا ہوں

کہ عزت مجھکو اور تجھکو ملامت آنیوالی ہے

تجھے ہر روز ہر صورت میں ہے پیش سنایا حق ٭ کتاب حق نے بھی اچھی طرح تجھ کو بتایا حق
لگایا تو نے باطل کو گلے سے اور بھلایا حق ٭ بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کیں ہی تو نے چھپایا حق
مگر یہ یاد رکھ اک دن ندامت آنیوالی ہے

نہیں دنیا سے ڈرتا ہوں نہ اسکا خوف کھاؤنگا ٭ میں بڑھ کر تارک دنیا خدا سے اجر پاؤنگا
ترا پیغام پہنچایا خدا سے کہ سناؤں گا ٭ خدا رسوا کریگا تجھ کو میں اعزاز پاؤں گا
سنو اے منکرو اب یہ کرامت آنیوالی ہے

شہادت دے رہی ہے بعد مردن بھی مری تربت ٭ خدا کا جو مقرب ہے وہی پاتا ہے ہر عزت
سنبھل جاؤ ابھی پیارو نہ پاؤ کہیں ذلت ٭ خدا ظاہر کریگا اک نشاں پر رعب و پر ہیبت
دلوں میں اس نشاں سے استقامت آنیوالی ہے

نہ بڑھتا سلسلہ حقہ نہ دشمن اس طرح غالب ٭ نہ ہوتا گر خدا یاور نہ ہوتے احمدی جالب
صدائے میرزا آتی ہے ہر سو سے یہی غالب ٭ خدا کے پاک بندے دوسروں پر ہوتے ہیں غالب
میری خاطر خدا سے یہ علامت آنیوالی ہے

(احمد بخش گجراتی طالبعلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

ریویوز

جہاد وید مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث امرتسر نے ایک رسالہ جہاد وید نام حال میں لکھا ہے جس میں جہاد کا ثبوت ویدوں اور دیگر ہندو شاستروں کے حوالہ سے دیکر ان آریہ معترضین پر حجت قائم کی ہے جو اسلامی جہاد پر بیجا اعتراض کرتے ہیں اور جہاد کے معنے یہ سمجھتے ہیں کہ بزور شمشیر اپنا دین منوایا جاوے حالانکہ اس قسم کا جہاد اسلام میں قطعاً نہیں چنانچہ امام الزمان مجدد الاسلام حضرت میرزا نے اپنی مختلف تصانیف و تقاریر میں یہ امر روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جس قدر جنگ کئے وہ بطور مدافعت اور امن و دین اللہ کے لئے تھے جبکہ حق

یہ ہیں کہ ہر ایک فریق نے اپنے مذہب پر امن و آشتی سے دوسرے کے حقوق میں خلل اندازی کئے بغیر عمل کرے کے بعض نہایت ہی مستند کتابوں میں جہاد کا ثبوت ملتا ہے اس کو وہ غرض بھی نہیں پائی جاتی بلکہ اپنے مذہبی دشمنوں کو قتل اور نیست کر دینے کی غرض ہی پائی جاتی ہے

یہ رسالہ اپنے موضوع خاص میں عمدہ و ناظرین کے لئے مفید ہوگا حجم ۹۰ صفحے قیمت ۴ر

ملنے کا پتہ: دفتر اہلحدیث امرتسر

دی ٹیچنگز آف اسلام

تمام مذہبی دنیا کو سلام ہو گا کہ لیظہرہ علی الدین کلہ کی پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست حق پرست سے پوری ہونی تھی اس کا ظہور ایک شان میں جلسہ مذاہب اعظم پر ہوا وہ تقریر بے نظیر جس میں پانچ اہم سوالوں کا جواب نہایت دلاویز طریقے سے اسلام کی طرف سے دیا ہے۔ سلام اسلام کی فضیلت ہے اس رسالہ پر میں کیا ریویو کر سکتا ہوں صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ چودھویں صدی کے عظیم الشان مجدد کی تصنیف ہے جس کا کلام معجز نظام تمام اقوام عالم پر حجت تسلیم کر لیا گیا آپ نے اس میں اسلام کی اخلاقی اور روحانی ترقیات کے ذرائع بتاتے ہوئے اسلام کی تعلیم کا خلاصہ دکھایا ہے اور بہشت و دوزخ کی حقیقت ایسے طریق پر واضح کی ہے کہ معجز تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں اس رسالہ کو انگریزی میں ترجمہ کر کے ولایت سے چھپوایا گیا ہے۔ اور مجلد پر مجلد دفتر ریویو قادیان سے مل سکتا ہے ہمارا ذاتی تعلق دوست اس رسالہ کو منگوا کر انگریزی جانتے ہیں تو خود بھی پڑھیں ورنہ اپنے غیر مسلم اور غیر احمدی دوستوں میں مفت تقسیم کریں کیونکہ اس کے کو پڑھنے والا سلسلہ عالیہ احمدیہ کے امام کی قدر معلوم کر کے امید واثق ہے کہ اس حق کو پا لیگا جو خدا کا برگزیدہ نبی اس چودھویں صدی کے سر پر لایا

اشتہار قابل توجہ مبایعین مخلصین

حضرت اقدس مغفور مرحوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ضمیمہ متعلق رسالہ الوصیت صفحہ ۲۰،۲۱ میں بیعت کنندوں کو وصیت کے لئے نہ ایک ہی حکم التزام فرماتے ہیں ہر بیعت کرنیوالا کچھ نہ کچھ ماہوار مقرر

بغیر استقلال ممکن ہے کہ موت کے کم سے کم دین حاصل کی شیلا ہمیشہ ضروری ہے کہ اس ابتلا ازلی میں اصل کلام نظیر
یہ لوگ اپنی جان کو ہاتھ سے بتوں میں اور انجیل کریں اور الحمد للہ احسن اللہ اس امر کو ان کی یاد
اسنا دھر یا یقین ہوتا ہے اور تم کو خدا تعالیٰ کے کام میں دیوانہ ہو کر آئے ہیں شبہات اور کیا ہے کہ
اس انتظام سے منافق اور وہ جس کی نیت میں فتنہ ہو علم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پا
کر تو قف اس کے میں پڑتے ہیں کہ وہ اس مسئلہ کا مذاق اڑاتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اپنا جوش
دکھلاتے ہیں ہم ان کو ڈرانے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امتحان تو کچھ بھی نہیں ہے اس کا امتحان جانوں کے
مطابق ہو گیا اور انھوں نے اپنے صدق کی راہ میں دکھلایا ہے ایک زمانہ میں امتحان کی بنیاد تھی
سے بڑھ کر شوق اور طلب میں ترقی کر کے دکھلا دیں گے اب بھی ایسا ہی کیا اور اس وقت کے اخلاص
سے بھی اعلیٰ درجہ کے مخلص جنھوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جائیں گے
اور ثابت ہو جائیگا کہ بیعت کا اقرار انھوں نے سچا کر کے دکھلا دیا ہے اور صدق ظاہر کر دیا ہے بیشک یہ
انتظام منافقوں پر بہت گراں گزریگا اور اس سے ان کی پردہ دری ہوگی اور بعد موت وہ مرد ہوں یا عورت
اس قبرستان میں ہرگز دفن نہیں ہو سکیں گے فی الحال ہم مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ لیکن اس کام میں
سبقت دکھلانے والے راستبازوں میں شمار کئے جائیں گے اور ہمیشہ خدا تعالیٰ کی ان پر رحمتیں ہوں گی میں
سچ سچ کہتا ہوں جنھوں نے میرے حکم کی تعمیل کی خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں اور ان کے نام
میں سابقین اولین لکھے جائیں گے اور نہایت مبارک وہ ایک شخص جس نے دنیا سے محبت کر کے اس حکم کو ٹال دیا
وہ تو خدا کو ناراض کر کے گا مگر میں تمہیں کہتا ہوں کیا استقلال اور کیا بغیر استقلال خدا کی راہ میں دے دیا اب جو کچھ
ہوا میں بہت قریب ہوں پھر کہ اس کی تشریح ہو رہا ہوں اپنے نفس سے جلد ترجیح کرو کہ کام آوے
میں وہ نہیں چاہتا کہ قسمت کوئی مال ہوں اور اپنے قبضہ میں کروں بلکہ اشاعت دین کے لئے ایک
انجمن کے حوالہ اپنا مال کریں گے وہ بہشتی زندگی پائیں گے بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے
حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے تب آخری وقت میں روئیں گے ھٰذا ما وعد الرحمٰن
وصدق المرسلون والسلام علی من اتبع الھدیٰ آپ کو زیادہ استحکام ایمان ہو یہاں تک کہ اس کی دانائی

المشتہر

مژدہ مدیہ غمبری یعنی تفسیر مظہری مصنفہ حافظ قاضی محمد ثناء اللہ صاحب پانی پتی

یہ امر تو مسلم ہو کہ بہترین تفسیر معانی اسرار قرآنی ہی علم میں ہے کہ اس تفسیر میں ہر آیت کی تفسیر آیات و احادیث و آثار سے کی گئی ہو اور بہترین تفسیر ہے قاضی صاحب موصوف کے کمال [illegible] پیر صاحب بلقب علم الہدی اور شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی بلقب بیہقی ثانی فرمایا کرتے تھے [illegible] میں کوئی کن [illegible] ہے چار سورتیں چھپ کر [illegible] اور [illegible] چھپ کر [illegible] و [illegible] مسلسل چھپ کر انشاء اللہ چار سورتیں ابھی چھپ کر [illegible] کا [illegible] ہوا کہ اسکے صرف پانچ ہی نسخہ جات قلمی ہند میں [illegible] تفسیر [illegible] آیات تفسیر ہر آیت با حادیث [illegible] تحقیق لغات [illegible] بیان ناسخ منسوخ [illegible] صحابہ کرام [illegible] قصص [illegible] انبیاء کرام [illegible] مسائل عبادات و معاملات [illegible] آیات و احادیث بیان [illegible] فضائل [illegible] و ذکر [illegible] و حدت [illegible] آیات و احادیث [illegible] و نحوی و تحقیق [illegible] ہے۔ قیمت [illegible] و خواص و عوام [illegible] ہے منگانے کا پتہ سید محمد یاسین [illegible] میرٹھ

شرح اجرت اشتہارات

فی صفحہ	سال	چھ ماہ	تین ماہ
نصف صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
تہائی صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible] رسالہ کی تقطیع پر [illegible] اسکی [illegible] فی صدی [illegible]
[illegible] سے زیادہ [illegible] فیصدی [illegible]

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئیں مشہور دوائیں

اصل عرق کافور

[illegible] ڈاکٹر ایس کے برمن [illegible]
[illegible] دست پیٹ کا درد [illegible]
[illegible] ہمیشہ ایک شیشی اپنے پاس رکھو قیمت فی شیشی [illegible] محصول ڈاک [illegible]

عرق پودینہ

[illegible] رنگ [illegible]
[illegible] عرق ڈاکٹر برمن کی [illegible] جلاب [illegible]
[illegible] پیٹ میں [illegible]
[illegible] قیمت فی شیشی [illegible] محصول ڈاک [illegible]

جلاب کی گولیاں

[illegible] پیٹ میں [illegible]
[illegible] ڈاکٹر برمن [illegible]
گولیاں [illegible]
[illegible] محصول ڈاک [illegible]

درد سر یا آدھی درد کی دوا

[illegible]
[illegible] آرام ہو جاتا ہے [illegible]
[illegible] قیمت [illegible] فی شیشی [illegible] محصول ڈاک [illegible]

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر [illegible] تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

۱۹۱۳ء

بابت ماہ مارچ

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف
و ینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون

رسالہ

تشحیذ الاذہان

ایڈیٹر صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

فہرست مضامین

قیمت سالانہ ۔ عہ ۱ سے بجائے دو روپے

طلباء سے [illegible] لیجاتی ہے

[illegible]

[illegible]

کچھ تشحیذ کی نسبت

ظہور مہدی | اخبار بین حضرات سے مخفی نہیں کہ آجکل غیر احمدی مسلمانوں میں امام مہدی کے ظہور کی نسبت بہت کچھ ذکر اذکار ہو رہا ہے اور اسکی وجہ وہ دردناک تنزل کی گھٹائیں ہیں جو اسلامی مطلع پر مختلف مہیب اور خوفناک صورتوں میں چھا رہی ہیں ان تمام مشکلات کا حل ایک ہی امر میں سمجھا گیا ہے وہ آفتاب ہدایت یعنی مہدی امت کا ظہور ہے چنانچہ ۱۰ مارچ کے روزنامہ میں ایک ولی اللہ کے ایک قصیدہ سے چند اشعار نقل کئے گئے ہیں جو سنہ ۱۳۰۰ھ میں اس بزرگ نے خدا سے خبر پاکر رقم فرمائے تھے پہلے اسی طرح جس میں جنگ کا ذکر ہے پھر اخیر میں یہ دو مصرعے ہیں ؎

تا اربعہ سلیم مہدی خروج سازند و دو سال کشت کنند زاں پس ہمیں بیاید

اس آخری مصرعہ میں جس حدیث کنت کنزاً مخفیاً کی طرف اشارہ ہے کہ اور سنہ ۱۳۰۶ھ میں دو سال ظہور مہدی سے بات تو صاف ہو گئی مگر جو مسلمان کہلانے والے ابھی انتظار میں ہیں اب ہمارا فرض ہو کر انہیں یہ مژدہ جانفزا سنائیں کہ تم آرام کرو کہ وہ موعود آ گئے ہیں پیارے احمدی برادران طریقت ارباب مشکلات میں بہت سی روحیں حسرت زدہ پریشان ہیں اور شدت تشنگی سے بیقرار ہو رہی ہیں اور سرگردان ہیں انہیں اس چشمۂ آب حیات پر پہنچاؤ اور اسلئے ہم نے ایک تعلیمیافتہ احباب میں تقسیم کرو جن میں مہدی کے بارے میں صحیح معلومات مندرج ہو جو مہدی کے تشخیص میں ایک نظیر جامع اور مدلل مضمون سیدنا حضرت غلام احمد علیہ السلام کے بارے میں چھاپا گیا ہے ذی استطاعت احباب اسکی کاپیاں ۔۔ فی جلد کے حساب سے خرید کر تقسیم کریں۔

۲۔ کاپیاں اور پروف بڑی احتیاط سے پڑھے جاتے ہیں پھر بھی انسان میں سہو و نسیان ہے اگر کوئی عبارت یا آیت غلط چھپے تو ضرور اطلاع دیں تاکہ اس سے زیادہ تصحیح کا انتظام ہو سکے رسالہ لاہور چھپتا ہے پروف دوبارہ نہیں دیکھ سکتا اسلئے حسب منشا صحت نہیں ہو سکتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

ہم میں حفاظ قرآن ہوں

اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت ہدایت کے تقاضے سے قرآن مجید نازل کیا اور اسکے جمع و بیان کو ذمہ لیا جیسا کہ فرمایا ہے۔ ان علینا جمعہ و قرآنہ۔ پھر اسکی حفاظت کا وعدہ بھی فرمایا چنانچہ یہ آیت انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ اسکی مشعر ہے۔ یہ بات اچھی کر پڑھی جائیگی کہ ہمارے خدا کا نام السلام ہے اور ہمارے دین کا نام اسلام ہے اور ہمارا قبلہ بھی سلامتی کا گھر ہے چنانچہ اسکی نسبت پیشگوئی ہے کہ کوئی غیر قوم اس پر مسلط نہ ہوگی بلکہ من دخلہ کان آمنا یعنی جو اس میں داخل ہوا وہ امن پا گیا اسی طرح ہماری کتاب جو خدا کی طرف سے ہمارے لئے نازل ہوئی وہ بھی ہر قسم کے نقصوں عیبوں اور باطل کے حملوں سے محفوظ ہے فانہ یسلک من بین یدیہ و من خلفہ رصدا۔ اور اسی سے ہی یہ بات مترشح

ہو سکتی ہو کہ جس قوم میں رب اللہ کا کلام ہو گا وہ بھی منحوس نہیں ہو گی بلکہ میرا تو یہاں تک اعتقاد ہے کہ جس سینے میں قرآن مجید ہو گا اُسے اللہ تعالیٰ ان وساوس شیطانی وہوس نفسانی سے محفوظ رکھے گا جو انسان کو جہنم میں لیجاتے اور دنیا میں نافرمانی کی راہ دکھاتے ہیں شیطان کا اس سینے میں کس طرح دخل ہو سکتا ہے جس میں کہ اللہ کا نور بھرا ہو ہو کیونکہ شیطان تو اسی جگہ حملہ کر سکتا ہو جس میں تاریکی ظلمت ہو کلام الٰہی ایک نور ہے اسکی روشنی میں کوئی تاریکی کا فرزند نہیں ٹھہر سکتا یہی وجہ ہے کہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب فرمایا ہے کہ ذکر قرآن مجید ہے اور دل کی بے اطمینانی پریشانی اعمال شیطانی سے پیدا ہوتی ہے وہ کلام یزدانی سے دور ہو جاتی ہے۔

پس میرے بھائی پیارے بھائی اگر برکات سماوی ارضی سے حصہ لینا چاہتے ہیں اور انکی کوشش ہو کہ ان کی زندگانی بے اطمینانی سے خالی ہو اور خدا کی نازل کردہ برکات نبوت سے حصہ لیں تو وہ ضرور جس طرح بن پڑے جتنا ہو سکے کلام الٰہی یاد کریں حتیٰ کہ قرآن کمل ہیں گو قرآن کے حافظ حقیقی معنی کے رو سے نہیں صرف الفاظ ہی کے حافظ ہوں بلکہ ان الفاظ پر عمل بھی ہو پھر اسی قرآن مجید کو اس دنیائے دنی کے چند روزہ فوائد کے حصول کا ذریعہ نہ بنائیں اور ان پیشوں میں سے ایک پیشہ نہ گردانیں جو حصول معاش کے لئے اختیار کئے جاتے ہیں ہمارے نبی کریم صلعم کو اس امر کا بڑا اہتمام تھا مشیت ایزدی نے آپکو اُمّی رکھا تا کہ قرآن مجید قبول کرنے کے لئے میں آئے آپ کا سینہ پاک صاف ہو پھر صحابہ میں سے ایک ایسا گروہ تھا جن کا کام ہی یہی تھا کہ صبح سے شام تک اور پھر وہ تہائی آدھی بلکہ دو تہائی رات اسی قرآن مجید کے پڑھنے میں گزاریں اور اس ارشاد ربانی کی تعمیل ہو جو یہ ہے قم اللیل الا قلیلا نصفہ او انقص منہ قلیلا او زد علیہ ورتل القرآن ترتیلا صحابہ کرام نے اپنی زندگی کا مقصد ہی یہی سمجھ لیا کہ قرآن حفظ کریں قرآن پر عمل کریں قرآن کی اشاعت کریں ان میں سے کئی ایسے تھے جو باہم مل کر درس کرتے اور قرآن کے حصے آپس میں تقسیم کر لیتے ایک بھائی اگر سورہ بقر یاد رکھتا ہے تو دوسرے کو آل عمران ازبر ہے اور تیسرے کو سورہ نساء ازبر ہے اس طرح پر ایک جماعت حفظ قرآن مجید کو

اپنے سینوں میں محفوظ رکھتی ہے مت سمجھو کہ اسباب کتابت نہ موجود ہونیکی وجہ سے ایسا کرنا پڑا
اب کیا ضرورت ہے کیا قسم قسم کے چھاپے خانے نکل آئے ہیں اور قرآن مجید کی یہ کثرت
ہے کہ اسکا پیدا ہونا محال ہے محال تو یقیناً پہلے بھی نہ تھا جبکہ ابھی کوئی چھاپنے کی کل ایجاد نہ ہوئی تھی
خداوند عزوجل اسکا محافظ تھا۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کو دیکھئے کہ اسکو محفوظ رکھنے کے لئے کیا کیا
اہتمام فرمایا جب کوئی آیت نازل ہوتی فوراً لکھا لیجاتی اور حفاظ بھی ایسے لوگوں سے یاد کی جاتی
تعریف میں کرام بررۃ آیا ہے اور پھر کل صحابہ میں پھیلائی جاتی اور وہ اسے حفظ کر لیتے نمازوں میں اسکا
کا حق اسے دیا ہو اور یہ حکم آپ نے ہو پھر نمازوں میں اسی کا کچھ نہ کچھ حصہ پڑھا جانا واجب
قرار دیا اور ہر رکعت میں گر [illegible] سورۃ پڑھائی جائے تو دن رات کی فرض رکعتوں کے
آپ خیال فرماویں کہ کسقدر قرآن مجید یاد کرنا پڑا بعض قرآن مجید تھا جسکا کچھ حصہ [illegible] پڑھا
جاتا جہاں کہ نماز کے وقت پڑھا جاتا پھر رمضان شریف میں کم از کم ایک ختم [illegible] غرض یہ تھی
کہ قرآن مجید مسلمانوں کے ارواح کی غذا [illegible] السابقون الاولون [illegible] صحابہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین پر [illegible] رحمتیں نازل کرے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے منشاء کو خوب سمجھا اور اس قرآن مجید کے محفوظ رکھنے میں کوئی طریق فروگذاشت نہ کیا [illegible] کے
حفظ کے لئے باقاعدہ مدرسے قائم کئے جن میں بڑے بڑے حفاظ [illegible]
حفاظ قرآن تیار ہوتے لیکن متاخرین میں یہ بات صرف رہ گئی کہ کسی قرآن مجید کے معنی سمجھنے
یا اس پر عمل کرنے سے کوئی ذوق نہ رہا محض حروف کے مخارج پر بحث ہو رہی ہے اور نبی کریم
اس پیشگوئی پر صاد کر رہے ہیں جو ان الفاظ میں ہے کہ یقرؤن القرآن لا یجاوز
حلاقیمہم پھر اسی قرآن مجید کو ذریعہ معاش بنا رہے ہیں اور کچھ عرصہ کے بعد [illegible]
ہوگی کہ جیسے دیکھا [illegible] اندیشہ ہے کہ [illegible] اسکی تربیت [illegible]
قرآن مجید کے حفظ میں لگا دیا گیا قرآن یاد کرنا صرف ان لوگوں کا کام رہ گیا جو [illegible] بھیک مانگے جائے

یہ ٹھیک ہے کہ ماشاء اللہ اور بہت سے حفاظ ہو گئے مگر پھر بھی میرے نزدیک یہ دستور بہت مبارک تھا۔ آج قوم کی بدقسمتی سے ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی ہے اور حالات بھی کچھ ایسے پیدا ہو گئے کہ جو قرآن مجید کو یاد کرنا ایک فضول کام سمجھتے ہیں۔ یاد کرنا تو کجا بچپن میں پڑھانا بھی محض تضییع اوقات خیال کیا جاتا ہے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمانوں میں عمل بالقرآن تو پہلے ہی سے اٹھ گیا ہے الا ماشاء اللہ اور علم القرآن بھی بہت کم ہے صرف قرآن مجید کے الفاظ کو پڑھنا پڑھانا جو رہ گیا ہے یہ بھی جاتا رہیگا اور قال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا کا آنکھوں کے سامنے رونما ہو جائیگا۔

پس

واقعات کی موجودہ صورت میں وہ قوم جو ایک پر جوش قوم ہو روح القدس سے مؤید ہو جو امت قائمہ ہو جو شہداء علی الناس ہو جو اس بحر ضلالت میں اپنا بیڑا غرق کرنیوالوں کے لئے لائف بوٹ ہو جو گم گشتگان راہ ہدایت کے لئے نجم الہدیٰ ہو اٹھے اور قرآن اپنے پیارے محسن کے قرآن کی حفاظت کا فرض ادا کرے اس دنیا میں سلسلہ اسباب کا مسببات سے وابستہ ہے پس وہ خدا تو انا لہ لحافظون کے وعدہ کو جو پورا کریگا تو آخر انسانوں کے ذریعہ سے ہی کریگا۔ میرے دل اخلاص سے معمور دل کی آرزو ہے کہ وہ انسان وہ پاک انسان وہ مطیع فرمان یزدان ہستیاں ہم ہی ہوں اور کیوں نہ ہوں جب کہ خدا نے اپنے دین کی خدمت کے لئے ہمیں چن لیا اپنے برگزیدہ نبی کی شناخت کی توفیق عطا کی جہاں ستاری بندہ نوازیاں بہم فرمائیں ہیں اسکی رحمت نوازش کے بھروسے پر کہہ سکتا ہوں کہ یہ خدمت بھی ہم ہی سے لیگا

کیوں نہ ایسا ہو کہ ہر ایک احمدی خاندان میں ایک بچہ حافظ قرآن ہو پیارے بھائیو یہ کوئی بڑی بات نہیں صرف عزم و ہمت درکار ہے آؤ ہم اپنے اپنے دلوں میں یہ عہد کریں کہ ہم دو تین آیات کم از کم یاد کر لیا کریں گے انشاء اللہ یہ بہت معمولی بات معلوم ہوتی ہے مگر ایک دن آئیگا کہ ہم میں سے ایک بہت بڑی جماعت قرآن مجید کے حفاظ کی پیدا ہو جائیگی میرے مخاطب صرف تعلیم یافتہ بھائی ہی نہیں بلکہ وہ عزیز بھی اس خطاب میں شامل ہیں جو خواندہ نہیں کیونکہ وہ کسی

پڑھتے ہوئے بھائی سی ایک زینت اعلیٰ ہے جو صبح سبق لیکر یاد کر سکتے ہیں اور یہ یاد کرنا انکے کسی کام میں ایسا حارج نہیں ہو سکتا ایک زمیندار ہل جوت رہا ہے جوتے گدی پر بیٹھا کنواں چلا رہا ہے جلاہا کوئی جوتے بنا رہا ہے درزی کپڑے سی رہا ہے انکے فرض میں قرآن مجید کا حفظ حارج نہیں ہو سکتا بلکہ بعض اوقات دیکھا ہے کہ ایسے پیشہ ور لوگ دل بہلانے وقت گذارنے تنہائی کی وحشت دور کرنے کیلئے بیہودہ اور لغو گیت گاتے ہیں کیا اچھا ہو کہ کم از کم ہمارے احمدی زمیندار اور دوسرے اہل حرفہ ایسے اوقات میں قرآن مجید یاد کر لیا کریں زیادہ نہیں تو تھوڑا تھوڑا ہی سہی بلکہ میں کہتا ہوں کہ وہ کم از کم آخری سورتیں تو یاد کریں جو نماز کی ہر ایک رکعت میں قل ھو اللہ ہی پڑھ پڑھ لیتے ہیں بلکہ وہ ہر رکعت میں نئی نئی سورۃ پڑھ سکیں اور نماز پڑھنے میں ذوق شوق سے حصہ لے سکیں میں خیال کرتا ہوں کہ یہ خلاف سنت ہے اور یہ عادت مسلمانوں میں پہلے نہ تھی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ قرآن مجید کی طرف توجہ کم تھی دل میں شوق ہے اخلاص ہے دینی جوش ہے خدا کی محبت ہو تہجد کے لئے اٹھے ہیں اب سوائے ایک سورۃ کے اور کچھ یاد نہیں اور جنہیں چند منٹوں میں ختم ہو گئیں اب بیٹھے سوچ رہے ہیں کیا کریں کوئی بزرگ مل گئے انہوں نے کہہ دیا کہ بعد ... کی تسبیح آٹھ ہزار بار پڑھا کرو بس وہ شروع کر دی اور نہ جانا کہ دین و دنیا کو تباہ کر رہے ہیں کیا اچھا ہوتا کہ وہ صاحب اس فرصت میں قرآن مجید یاد کرتے رہیں العشاء سے جو وقت ملتا ہے صبح کی نماز کے بعد دن چڑھنے تک جو فرصت بعض احباب کو ملتی ہے نماز کے انتظار میں جو وقت رہتا ہے اگر ان میں ہی یہ عزم کر لیا جاوے کہ قرآن مجید یاد کریں تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔

پھر ایک اور تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن مجید حفظ کرنے کا عہد کریں جیسا کہ یہاں بھی دیکھا حضرت خلیفۃ المسیح نے بارہا دوستوں کو ہدایت کی کہ اعادہ المعانی پڑھ دیا کریں۔ اگر ہر جگہ کی احمدی جماعت انتظام کرے تو بھی قرآن مجید حفاظ کی ایک جماعت تیار ہو سکتی ہے اسی حفظ کے اہتمام کے ساتھ ہی میں علم تجوید و ترتیل و قرأت کی طرف بھی اپنے احباب کو توجہ دلاتا ہوں کیونکہ اس علم کے لئے ایک قوت فطری اور اختیار کی تو دوسری نے تقریباً کی ایک گرہ ... تو حرف

کے مخارج کی بحث میں بیادینے منہمک ہو کر اس قدر تحقیق کی [illegible]
میں ایک آیت پڑھنی بھی دوبھر معلوم ہونے لگی بلکہ ہوتے رہے ہیں جس وقت آیت پڑھنے کا
موقعہ آیا تو سر کھجانے لگے اور کہا صاحبان! میں کلام اللہ کی دو آیت اس وقت کہ آپ بے وضو
ہو گئے پڑھکر اس کی بے ادبی نہیں کر سکتا۔ ان کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر دو آیت کی اور پڑھ بھی دی
تو آگے پیچھے سے کاٹ کر یا غلط ہی پڑھ دی۔ ایسی کمزوریوں سے بچنے کے لئے بہت ضروری ہے
کہ قرآن مجید کی اکثر تلاوت کیجاتی اور کم از کم یہ نقص و عیب ہماری جماعت کے افراد میں نہ ہو پھر جو
پڑھیں صحیح پڑھیں اور اپنے بچوں کے لئے خصوصیت سے یہ فکر کریں کہ وہ قرآن مجید صحیح پڑھنا
سیکھیں کیونکہ بچپن میں جن لوگوں نے قرآن نہیں پڑھا وہ خواہ کیسے ہوشیار ہوں پھر بھی پڑھنے
میں غلطی کر جاتے ہیں غلطی نہ کریں تو ایسا تو ضرور پڑھیں گے الا ماشاء اللہ جیسے کوئی نو مسلم غیر زبان
میں اپنے دوستوں کو ایک خط پڑھ کر سنا رہا ہو۔ خداوند علیم کی بارگاہ میں اپنے سر عجز رکھکر دعا کرتے ہیں کہ وہ
ان مخلصانہ کلمات میں تاثیر کی روح ڈالے اور عنقریب سب ملکوں کی مختلف علاقوں مختلف
جماعتوں میں اس پر عمل شروع ہو گیا۔ واللہ الموفق

شیعہ مذہب

ناظرین کو معلوم ہے کہ تشحیذ میں ایک سلسلہ مضامین مذاہب دنیا کی تحقیق کے متعلق شروع ہے اسی سلسلہ میں یہ مضمون ہمارے دوست منشی غلام حسین صاحب نے لکھا ہے ہم امید ناظرین کی بابت امید ہے کہ دلچسپی سے پڑھا جائیگا اگر ہمارے شیعہ بھائی اس میں کوئی غلطی پائیں تو کافی ثبوت دینے پر ہم اسکی اصلاح کو تیار ہیں۔

تعریف۔ شیعہ عربی لفظ ہے جس کے معنی گروہ اور مددگار کے ہیں اصطلاح میں وہ گروہ جو اپنے آپکو حضرت علی اور دوسرے گیارہ اماموں کے ہوا خواہ اور انکی احادیث اور تعلیموں کا رواج دینے کا مدعی ہے شیعوں کو رافضی بھی کہتے ہیں گو یہ نام سے شیعہ برا مناتے ہیں حالانکہ ائمہ کی احادیث میں آیا ہے کہ جب شکایت کیگئی تو انہوں نے فرمایا لوگ تمکو نہیں کہتے بلکہ خدا نے یہ تمہارا نام رکھا ہے واللہ ما هم سموکم بل اللہ سماکم (فروع کافی کتاب الروضہ صـ)

اصول دین

شیعہ کا اصل اصول دین تو تقیہ ہے اور کتمان چھپانا اپنے مذہب کا لا ایمان لمن لا تقیۃ لہ۔ ان تسعۃ اعشار الدین فی التقیۃ و لا دین لمن لا تقیۃ لہ (اصول کافی باب التقیہ) یعنی کوئی ایمان نہیں اس شخص کا جو تقیہ نہ کرے اور دین کے نو حصے تقیہ میں ہے اسی طرح ان اکرمکم عند اللہ اتقکم کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اعملکم بالتقیۃ یعنی اکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ تقیہ پر عامل ہو تاہم شیعوں کے ہاں عام طور پر پانچ اصول دین ہیں اول توحید دوم عدل سوم نبوت چہارم امامت پنجم قیامت (حق الیقین) عدل اور امامت کے دو اصول قابل غور ہیں عدل کا استدلال آیت ان اللہ یامر بالعدل سے کرتے ہیں خدا جانے عدل کو جو صفات

آیۂ میں شیعوں نے خاص طور پر علیحدہ جتلا کر داخل اصول دین کیا ہے، اسکا کیا باعث ہے اگر یہ صحیح تعلیم ہے تو پھر خلافت و امامت کے شیعہ کیا معنی رکھتے ہیں اگر اسکا تعلق جمعیت و اجتماعیت سے ہے تو بجائے عدل کے جمعیت ہوتی تو بہتر تھا یا قیامت ہی کافی تھی۔ اور پھر اس آیت کے باقی جوہر بالعدل والاحسان وایتائی ذی القربیٰ ہے تعجب ہے کہ ایسی عالمگیر صفات اور احکام کو کیوں چھوڑ دیا گیا۔

امامت کا استدلال اولی الامر منکم سے کیا جاتا ہے لیکن وہاں تنازعتم سے بھی متنازعہ ہوجاتا ہے غرض ایمان بالملائکہ اور ایمان بالکتب کے اصول کی جگہ عدل اور امامت کو داخل کرنے میں مشتاق اصول نے دوراندیشی نہیں لی ہے۔ **فروع دین** علاوہ اصول خمسہ مذکورہ بالا کے فروع دین دس ہیں جن میں اول نماز دوم روزہ ماہ رمضان سوم زکوٰۃ چہارم خمس پنجم حج ششم جہاد۔

تحفۃ العوام میں لکھا ہے کہ دراصل تو فروع دین چھ ہی تھے لیکن ایک مجتہد عراق سرکار مرزا محمد حسین صاحب شیرازی نے چار فروع اور بھی اضافہ فرمائے ہیں امر بالمعروف نہی عن المنکر تولا (دوستی اہلبیت و دوستان اہلبیت) اور تبرا (بیزاری دشمنان اہلبیت اور ان کے دوستوں کی)

تشریح شیعوں کی کتابوں میں سوائے فرائض کے سنت و نوافل و نماز تہجد کی بھی سخت تاکید لکھی ہے لیکن افسوس ہے کہ ہمارے ملک کے شیعہ صرف فرائض پر ہی اکتفا کرتے ہیں بلکہ عام طور پر کہتے ہیں نماز خدا کی ہے اصل کی نہیں پھر سنت و نفل نماز کی کیا ضرورت ہے اسی طرح پنجوقتوں کی پابندی کے احکام موجود ہیں لیکن شیعہ ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو ہمیشہ ہر حالت میں بلا عذر جمع کرکے پڑھتے ہیں اور خدا نے فرمایا ہے کہ میری عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا دوسری جگہ فرمایا ہے مخلصین لہ الدین لیکن خاک شفا کی ٹکیہ کے بغیر سجدہ نہیں کرتے پھر شیعہ کی مساجد اول تو کم ہیں جو ہیں وہ بھی اکثر غیر آباد ہیں البتہ امام باڑوں میں خوب چہل پہل رہتی ہے نماز باجماعت اور نماز جمعہ کی سعادت سے بھی عام شیعہ محروم ہیں حالانکہ وارکعوا مع الراکعین اور سورہ جمعہ میں فاسعوا الی ذکر اللہ قرآن میں موجود ہے۔ اسی طرح روزہ اور زکوٰۃ دینے کی بھی ان کی

تذکروں میں خوب ہوگیا ہے لیکن انکی بجائے اس کے کہ حضرت محمود کے تواتر اور اہلبیتؑ میں بیچاروں
اور پیاروں اللہ تعالیٰ کی درگہوں سے ان کو کی ہیں خمس بھی پڑے نام سے جنکی صورتیں اسلام آخر شاہ اللہ
میں محبت اہلبیت شریف کے اشتیاق کو دامن کے ذریعات کی کشش نے ابھرا کر دیا ہے اس
کشش کا باعث وہ روایات ہیں جو فضائل زیارات نجف اشرف و کربلائے معلیٰ میں ایسے
منقول ہیں مثال کے طور پر زیارت کربلا کی ایک حدیث ہے من زار قبر الحسین علیہ السلام
بشط الفرات کان کمن زار اللہ فوق عرشہ ۔ تاریخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم
صفحہ ۹۴۔

جہاد کے فضائل کے متعلق بھی حدیثوں کی کتابیں بھری پڑی ہیں لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ نعمت ابھی شیعوں کو کبھی نصیب نہیں ہوئی زیادہ سے زیادہ جنگ جمل صفین کی جو معرکوں کو پیش کیا جاتا ہے لیکن کہاں رسول صلعم کے خلفائے راشدین کے جہاد جو کفار اور مشرکین عظیم کے مقابلہ میں ہوتے تھے اور کہاں یہ مسلمانوں کے باہمی منازعات اور فسادات جنگیں

پھر جس حال میں کہ بکثرت لوگ اور دین کو تعبیر اپنے کی خواہشات اور ثواب بیشمار بتلایا گیا ہو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تکمیل بھی ہوئے تو ہم ہے یا ان دو امور پر وجہ یہ ہے کہ میں شیعوں نے بیچارا ترک فرمایا ہے کہ جیسا کہ میں بات کر دیا ورنہ شیعہ خوب جانتے ہیں کہ کسی مسلمان کو اہلبیت رسول صلعم کیساتھ سوائے خوارج کے جو شیعوں سے ہی نکلے ہوئے ہیں بغض و عداوت نہیں۔

یہ دوسری بات ہے کہ جس طرح عیسائی سب مسلمانوں کو حضرت مسیح کا محب نہیں ہونے تو اور مذہبہ کرتے ہیں اسی طرح شیعہ صاحبان بھی دوسرے مسلمانوں کے محب اہلبیت رسول ہونے پر اشتباہ کریں یا محبت علی میں اعتدال کو قائم رکھنا اس میں غلو کرنے کے متعلق آنحضرت صلعم کی ایک حدیث خوب فیصلہ کرتی ہے جو کتاب حیاۃ القلوب کی جلد اول میں اور اسی طرح تفسیر صافی میں میری نظر سے گزری اس میں آنحضرت نے حضرت علی کو مثیل مسیح قرار صاف طور پر فرمایا ہو

کر ان دونوں کی محبت میں غلو کرنیوالے ہلاک ہونے اور اسی طرح ان سے بغض رکھنے میں غلو کرنے
والے بھی لیکن ایک تیسرا گروہ ہے جو اعتدال و اقتصاد کو قائم رکھنے والا ہے پس وہی جنتی ہے

تبرا سے مراد دشمنان اہلبیت سے بیزاری ہے اور اس میں دوسرے مسلمان بھی شامل
ہیں لیکن اسکا پہلے فیصلہ ہونا ضروری ہے کہ دراصل دشمنان اہلبیت کون ہیں معترض کا دعوی
ہے کہ یہی تبرا ہی ہے جس کے باعث شیعہ سب مسلمانوں میں انگشت نما ہو رہے ہیں وہ اصل
نہ داخل اصول ہے نہ داخل فروع صرف ایک مجتہد صاحب شیعہ نے اسکو اپنی رائے سے داخل
فروع دین کر دیا ہے اور اسی پر شیعہ صاحبان زیادہ تر عامل ہیں جس طریق سے شیعہ تبرا کی
کرتے ہیں اول تو اسکا جواز کتب شیعہ سے ثابت ہی نہیں کیونکہ تبرا کا تعلق دل سے ہے دوسرے
زبان سے اسکا استعمال کرنا تقیہ اور کتمان کی پابندی کے بھی خلاف ہے قاضی نور اللہ صاحب
شوستری فرماتے ہیں "منظوم تشیع نیست کہ در عہد صفویہ معلوم شدہ سب و لعن در او معتبر نیست بیشتر
کہ نام خلفائے ثلث مطلقاً بر زبان شیعہ جاری نشود لعن ایشان واجب نیست اگر جاہلان
شیعہ بگویند وجوب لعن گشتہ سخن ایشان معتبر نیست چنانچہ جاہلان اہلسنت حکم بہ وجوب کنند
شیعہ میگفتند" اسکے بعد حضرت عائشہ پر بوجہ جنگ کرنیکے ساتھ حضرت علی کے لعن کرنے
کے بارہ میں لکھا ہے "لعن او از برائے محاربہ باید کرد" مجالس المؤمنین مطبوعہ ایران ص۴۵

دوازدہ امام کے نام حضرت علی، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین، حضرت امام زین العابدین
حضرت امام محمد باقر، حضرت امام جعفر صادق، حضرت امام موسیٰ کاظم، حضرت امام رضا، حضرت امام
محمد تقی، حضرت امام علی نقی، حضرت امام حسن عسکری، حضرت امام محمد مہدی جنکی پیدائش ۲۵۵ھ
یا ۲۵۶ھ میں ہوئی یہی ۱۲ امام ہیں جنکی محبت میں شیعوں نے بیحد افراط و تفریط کی ہے
اور انہی اماموں کا ایک خاص مذہب قرار دیکر اسکی پابندی کا دعوی کرتے ہیں انکا دعوی ہے
کہ خداوند کریم نے حضرت علی اور دوسرے اماموں کے نور کو دوسرے مخلوق سے ہزاروں برس
پہلے پیدا کیا تھا اور عالم ارواح میں انکی امامت کا اقرار لیا تھا کوئی بھی ثبوت نہیں ہے۔ مگر

انکی امامت کی تعلیم بھی نہ کی اور نیز قتی تمام گزشتہ اور آئندہ کے واقعات کا انکو علم ہوتا ہے تمام انبیاء کے تبرکات مثل عصائے موسیٰ تابوت سکینہ انگشتری سلیمان اور حضرت شعیب کی ترازو انکے پاس ہو انکو اسم اعظم یاد ہے جس کے ۷۳ حروف ہیں تمام انبیاء کے معجزات انہی حروف کی برکت سے ہوتے تھے تو جیسے حضرت عیسیٰ کو ایک حرف معلوم تھے اور وہ کرتے تھے جو کرتے تھے تمام صحف انبیاء انکو تمام اور فضائل مندرج تھے تمام زمین انکی ملکیت ہے تمام موجودات پر انکا تصرف ہے موت پر بھی انکو اختیار ہے جب چاہیں مرتے ہیں جب چاہیں نہیں مرتے ہیں زمین کا قیام ان ہی کے دم قدم سے ہے اور ابر پر بھی انکا تصرف ہے اس پر سوار ہو کر جہاں چاہیں زمین و آسمان اور ہوا میں سیر کر سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ جنکی تفصیل موجب طوالت ہے لیکن چونکہ یہ سب عقائد اختراعی ہیں اور قرآن و سنت سے اسکا پتہ لگانا مشکل ہے اس واسطے شیعوں نے ان ہی کی تعلیموں کے ساتھ بھی دیگر بیان فرماتے ہیں مثلاً اول قرآن اصول کافی باب فضل القرآن میں لکھا ہے کہ وہ قرآن جو محمد صلعم پر جبرئیل لائے تھے اسکی سترہ ہزار آیتیں تھیں صافی شرح کافی میں اسکی تائید میں لکھا ہے کہ شیعوں کے نزدیک یہ جو صحابہ نے قرآن سے کچھ عجب نہیں کہ انہوں نے بہت سا حصہ قرآن کا ساقط کر دیا ہو۔

دوم کتاب علی ہے جو ایک صحیفہ ہے ستر گز کا ہے مطابق رسول صلعم کے لکھے کے حضرت صلعم کے املا سے اسکو حضرت علی نے اپنے قلم سے لکھا

سوم۔ جفر جو ایک چمڑے کا صندوق تھا اور اس میں تمام انبیائے سابق کے صحیفے توریت انجیل زبور وغیرہ اصلی زبانوں میں محفوظ ہیں اور امام چونکہ سب زبانوں سے واقف ہوتے ہیں اس واسطے سب کتابوں کو ہر وقت پڑھ سکتے تھے

چہارم مصحف فاطمہ جو وحی جبرئیل بعد وفات آنحضرت صلعم کے حضرت فاطمہ پر نازل کرتے تھے وہ حضرت علی لکھتے رہتے تھے قرآن سے تین گنا اسکی ضخامت ہے اور اس میں قرآن کا اس میں ایک حرف بھی نہیں ہے مگر چونکہ گذشتہ کتابوں اور صحیفوں کا بھی کچھ ذکر کیا ہے کسی نے

دکھایا امام اللہ کی حصول کی فرقوں میں ایک مستقل راہ میں منہج ہے

شیعوں کے فرقے عام لوگوں کا خیال ہے کہ شیعہ صرف ایک گروہ ہے لیکن ایسا نہیں ہو شیعوں کے بہت سے فرقے ہیں جن میں سے چند ایک کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

اوّل غلاۃ یعنی غالی شیعہ جنہوں نے حضرت علی کو خدا بنایا اس گروہ کا بانی عبد اللہ بن سبا ہے اسی گروہ کا دوسرا نام نصیری بھی ہے (دیکھو رسالہ شرح اعتقادیہ)

دوم مفوضہ اسکا بانی ابن سبا کا بیٹا ہے انکا اعتقاد یہ تھا کہ حضرت علی خود تو خدا نہیں لیکن خدا کی خدائی کا منتظم ضرور ہے تمام کی ہی انتظامات تو کیا کی آج بجائے برائی شیعہ غلاۃ و مفوضہ نہیں ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ انکی تعلیم کا اثر بہت عالمگیر ہے عام شیعوں کے زبان زد ہے (دیکھو شرح)

سوم کیسانیہ اسکا سرگروہ مختار ثقفی ہے جس نے حضرت امام حسین کا انتقام ابن زیاد وغیرہ سے لیا تھا اور ابراہیم بن مالک اشتر اسکا نائب تھا انھوں نے حضرت محمد بن حنفیہ کو جو حضرت علی کے صاحبزادے اور بعد شہادت امام حسین زندہ تھے امام زین العابدین کی امامت کی پرواہ نہ کر کے امام بنایا انتقام حضرت علی و حسین کی وفات کے بعد جلد ہی اس گروہ کا پیدا ہو چکا تھا امام زین العابدین علیہ السلام کو امام مفترض الطاعۃ نہ ماننا اثنا عشری شیعوں کے عقائد متعلقہ نص امامت دوازدہ امام پر بہت کچھ روشنی ڈالتا ہے۔

محمد حنفیہ کے متعلق کیسانیوں کا اعتقاد ہے کہ وہ کوہ رضوی میں غائب ہو گئے اور وہی مہدی موعود ہیں اور قیامت سے پہلے کسی وقت خروج کریں گے (مجالس المومنین صفحہ ۳۲)

چہارم زیدیہ جو حضرت امام زین العابدین کے صاحبزادے زید سے منسوب ہوئے انھوں نے اپنے بھائی امام محمد باقر کو امام مفترض الطاعۃ نہ مانا اور بر خلاف بنی امیہ کے خروج فرمایا انکا اعتقاد ہے کہ امام بنی فاطمہ سے ہونا چاہئے اور وہ صاحب شمشیر و جہاد ہو اس وقت بھی ملک یمن و عرب میں ہزاروں زیدیہ شیعہ موجود ہیں اور امام یحییٰ کو امام زمان مانتے ہیں جو ایسے بہادر اور دلاور ہیں کہ کئی سالوں تک ترکوں سے مقابلہ کرتے رہے ہیں لیکن قومی ہمدردی ہیں اب بھی مستعد ہیں آجکل

بیکار جنگ طرابلس برخلاف اطالیہ چھڑی ہوئی ہے آغا خان نے اپنے مریدوں کی بڑی باقاعدہ فوج ترکوں کی امداد کے لیے مسلح کر کے حاضر کر دی ہے

اسمعیلیہ جنکا دوسرا نام شش امامیہ بھی ہے اسمٰعیل بن امام جعفر صادق کو آخری امام جانتے تھے اور حضرت صادق کے بعد کسی کو امام نہیں جانتے تھے خلفائے اسمعیلیہ نے مصر میں سیکڑوں برس حکمرانی کی ہے۔ الغرض یہی گروہ کی ایک شاخ ہو سر آغا خان صاحب الملقب مشہور ہیں وہ قوم بھی اسی سے تعلق رکھتے ہیں

باقی فرقوں کا حال بخوف طوالت نہیں لکھا جا مختصر یہ ہے کہ تقریباً ہر ایک امام کے ساتھ ایک ایک گروہ منسوب ہوا اور ہر ایک اپنے ہی امام کو مہدی موعود اور سب کے قبل از قیامت ظہور فرمانیوالا مانتی ہے

اثنا عشریہ۔ عام شیعہ جو ہندو پنجاب و ایران میں پائے جاتے ہیں اثنا عشریہ کہلاتے ہیں انکا اعتقاد ہے کہ در حقیقت بارھویں امام محمد بن حسن عسکری ہی مہدی موعود تھے جو سنہ ۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے اور جلد پانچ سال کی عمر میں ہی غائب ہو گئے اور اب تک کہ سنہ ۱۳۳۲ھ شروع ہوا ہے بدستور زندہ و غائب ہیں وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ دشمنوں کے خوف سے اور شیعوں کی عدم نصرت کے باعث غائب ہیں اور وہی امام آخر الزمان ہیں۔ شیعہ اپنے آپکو امامیہ بھی کہتے ہیں کیونکہ بارہ کے بارہ امام مانتے ہیں اور جعفری بھی کہلاتے ہیں کیونکہ امام جعفر صادق نے ہی خاص طور پر احادیث اور تعلیم انکو پہنچائی یہی وجہ ہے کہ شیعہ کی احادیث کی کتابوں میں سے کوئی بھی تیسری صدی سے پہلے کی نہیں بلکہ حدیث کی کتب بیشتر چوتھی صدی کی ہیں جیسے اوپر گذر چکا تاریخ احادیث کے لئے اسقدر طول مدت اور کافی مہلت کے بعد بھی افسوس ہے کہ نہیں سینکڑوں اختلاف باقی رہ گئے ہیں اور انکی اصل تعلیم کو بہت سے عجائب و غرائب افکار کی رنگ آمیزی سے بالکل خلط ملط کر دیا گیا صحابہ کرام کے تشیعہ ۔ مطاعن کا سوال پڑ گیا کہ اہل بیت کی امامت بھی دب دبا میں پڑ گئی۔

شیعہ اثنا عشریہ کے نزدیک نہ صرف اہلسنت ہی گمراہ اور اہل دوزخ ہیں بلکہ سوائے اپنے گروہ
کے دوسرے تمام شیعہ فرقوں کو بھی ان سے بڑھ کر گمراہ بلکہ کافر جانتے ہیں ۔

تا نگردد ز رقیبان حسن کشتی را بشکستی کہ گذشت زنگی نام بر باد رفتہ باشد

ان کا اعتقاد ہے کہ حضرت مہدی قیامت سے پہلے ظہور فرماویں گے مگر آجکل کے شیعہ کا یہ عقیدہ
کہ قاضی نور اللہ شوستری اور ملا باقر مجلسی کے زمانہ میں شیعوں کا اعتقاد تھا کہ امام ایک مستقل خطہ میں مع
اولاد و اصحاب و ازواج سکونت پذیر ہیں اس خطہ کا نام جزیرہ خضرا ہے بعد ظہور امام کو رجعت کا زمانہ
کہتے ہیں رجعت کی بابت لکھا ہے کہ مہدی کے ساتھ حضور رسول صلعم و جناب علی اور امام حسین اور اصحاب
کہف اور دیگر انبیاء اور امام دوبارہ پیدا ہونگے اور امام کے زیر رکاب ہونگے بلکہ ملا باقر مجلسی نے حق الیقین
میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے حضرت محمد کی مہدی کے ہاتھ پر بیعت کرینگے دوسری روایت میں ہے کہ
جبرئیل اول السابقین ہونگے تاریخ التواریخ میں بھی دیکھو جہاں مترجم موصوف لکھتے ہیں کہ

شیعہ کا مسلہ عقیدہ ہے کہ ائمہ اہلبیت اولوالعزم پیغمبروں سے بھی افضل ہیں جیسا کہ اصل اخبار مطلب

مذکورہ کے ہیں تیز کر علماء نے امامیہ اثنا عشریہ پیغمبران اولی العزم و حضرت ائمہ اثنا عشر
کتاب دوم صفحہ تو مجھے تعجب کیا تھا کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے کہ امام جو نائب انبیاء ہوتے ہیں
وہ ان سے کس طرح افضل ہو سکتے ہیں مگر جب حق الیقین میں یہ دیکھا کہ حضرت صلعم سب سے پہلے مہدی
کی بیعت کرینگے تو پھر میرا وہ تعجب جاتا رہا رجعت کا عقیدہ ایسا ضروری ہے کہ جو شیعہ اسکو برحق نہ مانے
وہ شیعہ ہو ہی نہیں سکتا اور اسی طرح متعہ پر ایمان نہ لانے سے بھی وہ مورد عتاب ہوتا ہے
چنانچہ مشہور حدیث ہے لیس منا من لم یومن برجعتنا حق الیقین رجعت کے وقت حضرت مہدی
مشارق و مغارب عالم کو فتح کرینگے جناب علی کا جمع کیا ہوا قرآن جو انکے پاس دست بدست پہنچا اور
محفوظ ہے اسکو شائع کرینگے کعبہ بھی موجودہ بنیادوں سے گرا کر اصل ابراہیمی بنیاد پر تعمیر کرینگے
صحیفہ جفر مصحف فاطمہ کے علاوہ تبرکات انبیاء عصائے موسیٰ انگشتر سلیمان اور حضرت صلعم کے
سلاح و ہتھیار بلکہ آنحضرت صلعم کے جانور دلدل اونٹنی گدھا وغیرہ سب انکے پاس ہونگے اور

یہی نکے مہدی موعود ہونیکی دلیل ہوئی (غایت المقصود، علامہ حائری لاہوری وغیرہ) آل محمد اتنی مدت درسال
تک دنیا میں سلطنت کرینگے حضرت علی ۴۴ ہزار سال سلطنت کرینگے حضرت امام حسین مقدار عمر دنیا تک سلطنت کرینگے
کیونکہ ان کا کمال ہے کہ پہنچے اور حق الیقین اب ایمان محبت امام حسینؑ کو انسان کہاں لے گئے ہیں اور
انکی شہادت کو کفارہ ذنوب سمجھکر اب اصول و فروع سے زیادہ تعزیہ داری امام حسینؑ پر زیادہ زور دیا
جاتا ہے غم حسینؑ میں ایک آنسو بہانا بھی موجب نجات مانا جاتا ہے لیکن مرثیہ خوانوں نے اس میں وہ
وہ بدعات پیدا کر دی ہیں کہ ایران کے ایک شیعہ عالم کو ایک خاص کتاب لکھنی پڑی جسکا نام لولوء والمرجان ہے

کتب احادیث شیعہ - حدیث شیعہ کی کتابیں چار ہیں اول اصول کافی و فروع کافی از شیخ محمد
بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۹ھ اس کتاب کو حضرت مہدی کے واسطہ کا شرف بھی حاصل
ہو چکا ہے دوم من لا یحضرہ الفقیہ از شیخ ابو جعفر ابن بابویہ قمی متوفی ۳۸۱ھ سوم تہذیب الاحکام
چہارم استبصار ہر دو از شیخ محمد بن ابو جعفر طوسی صاحب کتاب الفہرست طوسی متوفی ۴۶۰ھ ہے تہذیب کی
بڑی کتابیں لکھنؤ سے ہی مل سکتی ہیں

تفاسیر - تفسیر امام حسن عسکری جو گو امام کی تفسیر ہے لیکن محققین کو اس سے بھی
اطمینان نہیں تفسیر علی بن ابراہیم قمی، ستا کلینی، تفسیر مجمع البیان طبرسی تفسیر صافی وغیرہ مشہور ہیں آجکل
مجمع البیان کے دلی ذہن تفاسیر کو دیکھنے سے چیدہ چیدہ مقامات سے مطالعہ کیا ہوا ہو۔

نہج البلاغہ - نہایت مشہور کتاب ہے سید شریف رضی متوفی ۴۰۶ھ نے ترتیب کی اس میں حضرت
کے خطبات و مراسلات ہیں جو حضرت علیؑ سے منسوب ہیں۔

مشہور علمائے شیعہ اور مصنفین - علاوہ جامعان کتب احادیث کے جنکا نام اوپر لکھا گیا ہے
اور جنکی تصانیف کا عام چرچا ہے - شیخ مفید صاحب اور شیخ طبرسی سید شریف المرتضی علم الہدی
و سید رضی تینوں صاحبان شاگردان رشید شیخ مفید سے ہیں۔ خواجہ نصیر الدین طوسی علامہ حلی سید ابن
طاؤس قاضی نور اللہ شوستری ملا عبد الرزاق لاہیجی ملا محمد باقر مجلسی ایران و ہندوستان میں سب سے
زیادہ ملا باقر مجلسی کی تصانیف عام ہیں اور مشہور نزدیک و دور ہیں سوائے تاریخ اسلام کے دیگر

علوم میں شیعوں کی تصانیف بکثرت ہیں۔

دیگر حالات۔ تمام شیعیان اثناعشریہ پر اپنے اپنے علاقہ کے مجتہد کی تقلید لازمی ہے سب سے بڑے مجتہد نجف اشرف میں رہتے ہیں لکھنؤ کے مجتہدوں میں سے قبلہ سید ناصر حسین و قبلہ سید نجم الحسن صاحب اور پنجاب میں سید علی حائری صاحب مشہور ہیں۔ جب کوئی مجتہد فوت ہو جاتا ہے تو اسکے فتاویٰ کا اثر بھی مفقود ہو جاتا ہے اور نئے مجتہد کی تقلید لازمی ہو جاتی ہے سب مجتہد اپنے آپکو حضرت امام غائب مہدی کے نائب اور بعض اپنے تو بمقام ہوتے ہیں۔ اثنا عشریوں میں دو اور فرقے بھی ہیں ایک اخباری جو مقلد ہیں اپنے مجتہدوں کے ہر قسم کی روایت و احادیث کو قابل مانتے ہیں دوسرا فرقہ اصولی جو پابند اجتہاد مجتہدین نہیں ہیں ہمارے ملک کے شیعہ عام طور پر تو اخباری نہیں لیکن بحث کے وقت اعتراضات سے بچنے کے لئے اصولی بن جاتے ہیں ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ ایران کے شیعوں سے ایک جدید فرقہ پیدا ہوا ہے جسکو بہائی یا بابی کہتے ہیں انکے بانی بہاء صاحب اور محمد علی بابی ہوئے ہیں انھوں نے رسول صلعم کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کر کے بانی فرقہ کو خاتم مانا ہے اور اسی طرح قرآن مجید کو بھی منسوخ قرار دیکر ایک کتاب البیان کی ترتیب دی ہے جو تسلیم کر لیا ہے۔ چونکہ مضمون ہذا اصل اندازہ سے زیادہ ہو گیا ہے اسواسطے سر دست اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ (خاکسار غلام حسین خادم بھیروی)

تنبیہ السفیہ

فاضل اجل مکرم مولوی سید محمد احسن صاحب حضرت مسیح موعود کے ان برگزیدہ اصحاب میں سے ہیں جنہوں نے حضور کے
زمانہ میں نصرت کی وجہ اپنی علمی تصانیف سے جو قابل قدر ہیں سلسلہ عالیہ
احمدیہ کی کرتے رہے وہ اظہر من الشمس ہے اب بوجہ ضعف پیری اور بیماری کے حالات کے
آپ بہت کم لکھ پڑھ سکتے ہیں مگر تاہم اس جوان بخت بزرگ نے پیرانہ سالی میں فرمایا کہ دین
حق کی خدمت سے اپنے آرام کو ہیچ خیال کیا ہے اس لئے جب کبھی موقعہ ملتا ہے آپ اپنی نکات
معرفت سے تشنگان رشد و روحانی کے لئے تقویٰ روح مہیا کرتے رہتے ہیں چنانچہ
حال ہی میں آپ نے حضرت کے اس کشف کی تعبیر [illegible] جو براہین احمدیہ میں درج ہے
اور جس میں ایک شخص ستارہ [illegible] علمی [illegible] کے اظہار کیا گیا ہے اس مضمون کو آپ نے
ایک مستفسر قاضی سید آل محمد صاحب کے [illegible] ناظرین الحکم کی [illegible] بھیجا ہے

بخدمت مولوی عبد اللہ صاحب تیماپوری ہداکم اللہ تعالیٰ الی الصراط المستقیم
والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ آپ کا تیسرا رسالہ بنام جناب مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل
آنے مولوی صاحب موصوف نے فرمایا کہ اگرچہ ان توہمات پریشان و مکاشفات [illegible] کے جواب
دینے کی ضرورت نہیں ہو سکتی [illegible] لیکن بسبب [illegible] تاہم مجمل تحریر کر کے مولوی
عبد اللہ کو روانہ کر دو میں تضیع اوقات نہیں کرتا ناچار فدوی نے جواب آپ کا ہر سہ رسالہ کا
نمبر وار مختصر تحریر کر کے خدمت میں ارسال کیا ہے مولوی صاحب عرض رہے کہ آپکا رسالہ جو نمبر ۳ کا
ہے اس میں تو آپ نے حضرت اقدس کے دعاوی [illegible] مکمل طور پر قلب سے قبول [illegible]
فرمایا ہے مگر بعض مضامین میں سخت غلطی کی ہے لیکن جو رسالے [illegible] آپ نے [illegible] میں [illegible]
دعویٰ مہدویت و مسیحیت و قدرت ثانی کا [illegible] فرمایا ہے کوئی ثبوت اور دلیل اپنی دعاوی پر قائم نہیں کی

سوا یہ صاحب اگر دعویٰ مہدویت کا صحیح ہوتا تو جس وقت حضرت اقدس نے دعویٰ کیا تھا اسی وقت آپ کو
مناسب تھا کہ آپ بھی دعویٰ مہدویت کرتے تو فیصلہ قطعی ہو جاتا کہ کون مہدی وقت ہے جیسا کہ
چراغ الدین جمونی اور جھائے موسیٰ اور چراغ الدین مراسی اور فقیر مرزا وغیرہ وغیرہ کا حضرت اقدس
کی حیات میں ہی فیصلہ ہو گیا اب جبکہ لاکھوں آدمیوں نے حضرت اقدس کو مہدی موعود قبول کر لیا
اور دلائل بینہ اور نشانات قطعیہ بھی دعویٰ کے دیکھے تو آپ کیونکر آپ کے دعویٰ قدرت ثانی اور امامت
کو بلا دلیل و بغیر ثبوت کیسے ایسے احمدی اسلام کے ذریعہ سے قبول کر سکتے ہیں کلا و حاشا خصوصاً
جبکہ آپ کے بعض عقائد بھی حضرت اقدس کے عقائد سے مخالف ہیں اور یاد رہے کہ الہام کسی
شخص کا بغیر ثبوت اس کی صداقت کے کسی پر حجت نہیں ہو سکتا دوسرے یہ کہ آپ بعد وفات حضرت
اقدس کے ایسے دعویٰ کر کے ثبوت آپ سوائے اپنی خوابہائے پریشان و مکاشفات بلا ثبوت کے
کچھ پیش نہیں کر سکتے ہیں کہ کوئی قبول کرے اب آپ کو اس مثل پر عمل کرنا چاہیے مشتے کہ بعد
از جنگ یاد آید برکلہ خود باید زد اگر آپ کو قدرت ثانی کا دعویٰ ہے تو یہ دعویٰ اعرف آپ کا کسی طرح
سرسبز نہیں ہو سکتا کیونکہ دعویٰ خصوصاً قدرت ثانی کو خاص ایک شخص کے وجود میں سمجھنا
غلط ہے کیونکہ حضرت اقدس اس قدرت ثانی کی نسبت رسالہ الوصیت میں یہ ارشاد فرماتے ہیں جیسا کہ خدا
کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے
جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا الخ
اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے پھر آگے ارشاد فرماتے ہیں۔ اور
چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں الخ
اور علاوہ اس کے حضرت اقدس کے اس الہام سے بیان کی گئی ثابت ہے کہ صرف جو لوگ پیرو کامل حضرت
اقدس کے ہونگے وہی قیامت تک مخالفین پر غالب رہینگے کما فی الالہام یا عیسیٰ انی متوفیک
ورافعک الی ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا
الی یوم القیامۃ پس صرف متبعین کاملین ہی مصداق قدرت ثانی کے ہو سکتے ہیں۔ اور

ہو کر صیغہ جمع کا ہرگز پہ ہے سے لئے قدرت ثانی کا ایک شخص واحد عبد اللہ میں کیونکر ہو سکتا ہے
خصوصاً جبکہ یہ شخص حضرت اقدس پر بھی امام ہونیکا دعوی کرتا ہے اور اپنے تئیں متبوع اور مقتدا ہونیکا
بھی ہے تو جس میں تفاوت رہ ... ساتھ ہی اگر تھوڑی دیر کے لئے انحصار قدرت ثانی کا ایک
شخص واحد عبد اللہ میں تسلیم کر لیا جاوے اور کل اعتراضات سے قطع نظر کیا جاوے تو عرض ہے
کہ اول آپ جبتک مخالفین اسلام پر اپنا ثبوت پیش کر کرا کے جماعت احمدیہ میں نہ داخل فرمائینگے اور
غیر مخالفین اندرونی سلسلہ احمدیہ کو کہ جو حضرت اقدس کی تکفیر و تذلیل میں مصروف ہو کر جماعت احمدیہ
کو ہلاک کیا رہے ہیں آپ انکو جماعت احمدیہ میں اپنی قدرت ثانی کی قوت سے داخل نہ فرماویں یا انکو
حجت قاہرہ سے ہلاک نہ فرماویں تب تک آپ قدرت ثانیہ کا بھی ثبوت نہیں دے سکتے کیونکہ آپ انکا
ساتھ دیتے ہیں کیونکہ حضرت اقدس نے تو قدرت اول کے ذریعہ کل مخالفین پر اتمام حجت فرما دی
دیا ہے کہ کوئی الہام وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین وغیرہ وغیرہ اب ایک شخص جو ہمی قدرت ثانی
سے انکار ... اسلام میں ہو ضروری ہے اس طرف آپکے دعوی کا ثبوت ہے جماعت احمدیہ میں اوم
لوگوں کے شکوک کا احتمال ہو سکتا ہے مثلاً آپکے اور آپکے حامیوں کے ایک فرقہ کا کہ تکلالات مہدی
سے لیکر جبتک وہ دعوی مجموعی کچھ پیدا نہیں ہوا ... فرقہ مذکورہ کے آپکے حضرت خلیفۃ المسیح کی لاحت
سے اپنے زمانہ خلافت میں معزول قرار دیا ہے ... اپنے دعوی مہدویت کا کوئی ثبوت نہیں دیا اور نہ کوئی
دلیل پیش کی حضرت اقدس نے اپنے صدق موعود ہونیکے ... دلائل پیش دیئے ہیں کہ ہم لوگ دعوی
کے قبول کرنے میں مجبور ہوگئے نشانات آسمانی وہ صدق کا ... ثبوت دیا کہ ہمکو قبول کرنے دعوی مہدیت
و مسیحیت کے کوئی مفر نظر نہ آیا حضرت اقدس ... مسیح و مہدی کا انحصار صرف اپنے وجود میں
ہمیشہ فرماتے رہے کبھی کسی تحریر و تقریر میں یہ نہ فرمایا کہ مسیح و مہدی دو شخص ہیں اور کا مصداق
علیحدہ ابن مریم حدیث شریف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شاہد ناطق ہے جسکے معنی آپ

سند امام احمد جلد ۲ صفحہ ... میں یہ حدیث موجود ہے عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال یوشک من عاش منکم ان یلقی عیسی ابن مریم اماما مہدیا و حکما عدلا فیکسر الصلیب

بالکل نہیں سمجھو اگر ہو تو ہم بجا سکتے ہیں علاوہ اسکے آپکے رسالہ کی عبارات جیسی ہے اور وہ بے نظیر ہے کہ فصاحت و بلاغت کو جواب صاف دے رہی ہے اور اگر شکایت فرماتے ہیں وہاں بیان حضرت اقدس حضرت اقدس کی کتابیں اردو و فارسی و عربی میں جو تحریر فرمائی گئیں ہیں انکی فصاحت و بلاغت کی نسبت مخالفین نے بھی صاف اقرار کیا ہے کہ حضرت سلطان القلم ہیں اور ہونا بھی یونہی چاہیئے کہ مامورین کے کلام میں جو کمال رسالت آبہیں میں فصاحت و بلاغت کا ہونا ضروریات سے ہے پھر کثر مقامات آپ کے رسالہ کے ایسے ہیں کہ ان کو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کچھ حصہ میں تو حضرت اقدس کے عبارات کی نقل کی ہے اور کچھ احیاء العلوم وغیرہ کتب تصوف سے منقول فرمائی ہیں اور وہ بے ربط ہیں۔ اگر مقامات میں مطلب خبط ہے کیونکہ ایسی عبارات مامورین اللہ کی ہو سکتی ہیں اگر ایسی عبارات و فصاحت و بلاغت جیسی آپکی ہے اگر حضرت اقدس کی ہوتیں تو حضرت اقدس کو کوئی مامور من اللہ قبول کرتا۔ آپ خاص یہ ہے کہ اگر آپ کو قدرت ثانی کا دعویٰ ہے تو مخالفین اسلام اور نیز حضرت اقدس کے مخالفین کو اول قبول کرائے تو ہم کو مہدی موعود و مسیح موعود یا قدرت ثانی قبول کریں جب آپ جماعت احمدیہ فرمائیں کہ دیکھو میں قدرت ثانی ہوں کہ جس کی خبر حضرت اقدس رسالہ الوصیت میں دے گئے ہیں دیکھئے ہیں وہ چند یا سرخ چند آدمی جو حضرت اقدس کی وفات کے بعد داخل اسلام کیا ہے اور اگر وجوہ شہادت آپ کے دعویٰ یہ ہے کہ مخالفین کی نظروں میں براہین احمدیہ میں تین سو دلائل موجود نہیں ہیں گو مجلد کتب و رسائل اور اشتہارات حضرت اقدس سے تین سو دلائل ماخوذ ہو سکتے ہیں آپ اتنا ہی کیجئے کہ صرف وہ تین سو دلائل جن کا کتاب اشاعۃ النبوت المحمدیہ کے لئے شہرہ حضرت اقدس نے اشتہار کر کے ہر ایک مسلمان کو علیحدہ تحریر کر کر شائع کر دیجئے بکر سلسلہ احمدیہ و طریقہ محمدیہ کا رنگ کچھ تو ظاہر ہو اور حضرت اقدس کی کتاب براہین احمدیہ حقیقت کتاب اشاعۃ النبوت المحمدیہ کا مضمون آپ کے لئے کسی قدر مصداق ہو جائیگا دوسرا اصل وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جو عبارات مخالفین کی نظروں

بقیہ حاشیہ۔ وہ کامل الفطرت وہ شیخ المریدین شیخ طریقت اور رہنما یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذاتے میں قریب کے رہتے میں کہ تصدیق کی وہ ایک ایسی پیدا ہو گی وہ مہدی کہ حل نہیں کر سکا جیسے کہ اس قتل کر لیا تھا اور پھر دیگر نہ سمجھی کہ دوائی اپنے چند روز کھیل گئے

میں پیدا نہیں ہوئے سب حق رسالت و خلیفہ ہو تو ایسا ہونا چاہیئے کہ مخالفین کو مجال انکار کی نہ ہو جس طرح
واقعہ حضرت مسیح موعود کی وفات کے وقت بڑی بھاری تھا اسلام تو بے آپ نے سیلاب بنا ہوئے قدرت ثانیہ
معلوم ہوتے ہیں جناب ظاہری مثال ہو جو دیکھا سیلاب کر اب واسطے عیسیٰ وغیرہ جو قدرت ثانی صدیق سے
ہلاک ہوتے ہم کہہ کر وہ مخالفین کو قریب تر اپنی آنکھ میں پیش رہے اور جماعت احمدیہ کو دیکھنے کی تمنا پیش ہوگی
سیلاب کر آپ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کی حیات میں ذرا کم ہوا تھا۔ حضرت صدیق اکبر کے
ذریعہ سے جو قدرت اول سو قدرت ثانی تھی ظاہر ہوئی تھا اسی طرح آپ کی قدرت ثانی سے یہ مخالفین جگہ
جو گفتگو کرتے ہیں بغیر ظاہر ہو اس قول پر کہ دعویٰ قدرت ثانی کا کرتا ہے منت آپ میاں محمود صاحب
یہ مطالبات اور موضوعات آپ کے اسلئے کے جلسے میں کرتے اپنے دعویٰ پر ثبوت کے شائع کیا
ہے اور مشہور ہوا [illegible] کے ہاتھ [illegible] اسی طرح کے دعوے کا
ثبوت از اقسام الہام یا ہونے میں دیکھئے تعریف۔ ایڈیٹر کی جو طباعت لکھی ہے اس قدر [illegible] پڑھا
گیا تو بعض مطالب مشہور ہو سکے جو متعلق تصدیق [illegible] کے ہیں وہ مرتب بترتیب حسن اپنے [illegible] میں
چنانچہ اقسام الہام [illegible] بھی ملا ہے [illegible] اور مشہور [illegible] رسالہ قدرت
ثانی کے مضامین [illegible] کے [illegible] طرح سے [illegible] مرتب [illegible] عرض و شرح بھی
از اقسام الہام [illegible] ہے چنانچہ [illegible] کے آثار میں سے [illegible] ہے [illegible]
انکار [illegible] مجبور ہے جسمی [illegible] صاحب بصیرت رسالہ قدرت ثانی کے
مضامین کو [illegible] دیکھئے یہ سب امور اس میں موجود ہیں [illegible] کسی عبارت میں تو نہاں ہو
کہیں پر [illegible] کسی جگہ [illegible] حضرت اقدس کے [illegible]
[illegible] رسالہ [illegible] ایک الہام سے
[illegible] کو افضل قرار دیکر حضرت اقدس کو [illegible] حضرت اقدس [illegible] سے
[illegible] تو [illegible] ہے [illegible]
[illegible] عبارات میں [illegible] ہو کر [illegible] ہوگی

ہوا تو تمام الہامیہ میں سی ہی لکھا ہے کہ اصحاب جیش یعنی ہمن گردیہ سامع اور عقب گذری وشور و شر و غوغا کی
وحی نے قدس اور بحقیقت وحی اور سلسلہ سوم کو مطالعہ کیا گیا تو اسکے مضامین کچھ تو الہامی حروف
سے ماخوذ ہیں اور اکثر حضرت اقدس کی کتابوں سے کسی قدر متغیر کر کے لکھے گئے ہیں اور بعض مضامین
شامیں حدیث سی ہی لئے گئے ہیں مگر آپکے دعوی سے تو کچھ بھی مس نہیں اور بہ نسبت آپکے
دعووں کے ہیں جیسا کہ مثل مشہور ہے سا چہ خوش گفت سعدی در زلیخا الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا
یہ عوض بھی تمام الہامیہ کے خزانہ السلوک وغیرہ میں لکھ رہے ہیں نیز جواب مطابق سوال لکھ دیا
فرماتے شکار شور و عشق در رعونت بھی تمام الہامیہ میں سے ہیں اور آپکے تینوں رسائل میں وہ تعداد
میں موجود ہے منجملہ اس عشق و رعونت کے حضرت خلیفۃ المسیح کی معزولی خلافت کا حکم ہے جیسے علم
یا تنبیہ کی نسبت بہ نسبت حضرت اقدس کے الہامات اور دعاؤں کے مستجاب ہونے اور دیگر نیز کرامات
وغیرہ وہ تمام سلسلہ احمدیہ اور آنکے اہل حل و عقد نے انکی خلافت راشدہ کو تسلیم کر لیا ہے اور حضرت
اقدس ایک نظم میں فرماتے ہیں شعر چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دین بودے ہمیں بودے
اگر ہر یک پر از نور یقین بودے تو انکی نسبت معزولی خلافت کا حکم دینا اگر عشق و رعونت نہیں تو اور
کیا ہے تنبیہ میں یہاں نیز مولوی عبداللہ صاحب کے اس استدلال کی حقیقت کو احباب کے
روبرو پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جسکو انہوں نے اپنے دعویکا ادعا اور نیز دلیل اور گل اسکو سبب قرار
دیا ہے حالانکہ واقعات نیز شہادات دے رہے ہیں کہ حضرت اقدس کا وہ مکاشفہ مشترک ہے جسکو
عبداللہ نے منافع ثبوت اپنے دعویکا گردانا ہے اور وہ یہ کہ وہ حضرت اقدس اور حضرت خلیفۃ المسیح پر
پورے طور پر اسے واضح ہو گیا ہے کہ اب سکے پورے ہونیکا کوئی انتظار باقی نہیں رہا گو دیگر سلسلہ
احمدیہ کی ذات یا برکات بھی سب یا بعضہ اسکی مصداق ہو جاویں مگر یہ ممکن نہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح
یا خاندان نبوت کے ہیں دیگر ہی نظروں کو معطل من الخلافت کر کر وہ حضرت اقدس کو اپنے تئیں ملہم
کر اور مخالف ہو کر حضرت اقدس کے اس مکاشفہ مشترک بہا کا اپنے تئیں کوئی شخص مصداق
گردانے یہ تو محض ادعا ہے چنانچہ مختصر بیان اسکا یہ ہے حضرت اقدس اس مکاشفہ کی نسبت

براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۸ میں یہ تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۸۶۴ء یا ۱۸۶۵ء میں یعنی جبکہ ابھی حضور ہنوز تحصیل علم
میں مشغول تھا آنحضرت علیہ السلام ... قابل ظاہر ہو کہ یہ مکاشفہ ۲۷ برس کا ہوا خود حضرت اقدس
اس مکاشفہ کی نسبت بوقت تحریر حصہ سوم براہین احمدیہ کے تحریر فرماتے ہیں کہ مکاشفہ کی سچائی ابھی ان
مخالفین اسلام کے روبرو بھی ظاہر ہو گئی تھی ... اور بیان کیا گیا تھا بعض کو یہ مکاشفہ اور کئی مولوی
عبد اللہ کو یہ الہامی روئت کلی جو اسوقت سے ۲۵ برس میں کیا گیا ہے براہین تفاوت ... ہے
تا یکی ہے کہ حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ... شرف حضوری حاصل ہوا
جو کتاب دینی میری تالیف میرے ہاتھ میں تھی اسکا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا
تو میں نے عرض کیا کہ اسکا نام قطبی ہے آگے فرماتے ہیں کہ اسکی تعبیر یہ کھلی کہ وہ ایسی کتاب ہے
کہ قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے جسکے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا
ہو چنانچہ اب مولوی عبد اللہ صاحب فرماویں کہ انھوں نے کونسی کتاب قطبی تصنیف کی ہے کہ جو خدا و
رسول کے ہاں مقبول ہوئی ہو اور مخالفین اسلام اسکو دیکھ کر ... ظاہر ہو گئے ہوں یہ تو حضرت
اقدس ہی کی تصویر ثابت ہو گئی ہے عقلمند کو . . . . پکا ستم

کی جو شمع الہام انکی تھی ... اب آگے حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں کہ جب وہ کتاب حضرت مقدس
نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی
کہ امرود سے مشابہ تھا مگر بقدر تربوز تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کیلئے
قاش قاش کرنا چاہا تو اسقدر اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب کا ہاتھ شہد سے بھر گیا تب ایک
مردہ کہ جو دروازہ سے باہر پڑا تھا آنحضرت کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آ کھڑا ہوا
اس کی تعبیر علیہ السلام ... یہ ہے کہ ایک قاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو اس غرض سے دی
تا میں اس شخص کو دوں جو نئے سرے سے زندہ ہوا اور باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں
اور وہ ایک قاش میں نے اس نئے زندہ کو دے دی اور اس نے وہیں کھا لی ... علیہ السلام اقول
یہ تو ظاہر ہے کہ وہ امرود جسمانی کتاب قطبی یعنی براہین احمدیہ تھی جو حقائق و معارف قرآنی سے بھری ہوئی

ہو اور پانچواں حصہ براہین کے معہ دوسری کتابوں کے اور رسالوں مصنفہ حضرت اقدس کے
جو تتمات اس کتاب قطعی کے ہیں اور اسکی توضیحیں ہیں جو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اقدس
کے دامن میں ڈالیں ہیں جو بطور وحی کے حضرت اقدس پر پورا ہو گیا لیکن آپ کہتے ہیں کہ یہ کتاب
مجھکو بھی دی گئی ہے مگر یہ دعوی آپکا واقعات کے خلاف ہے کیونکہ وہ تو اس حضرت خلیفۃ المسیح کو دی گئی ہے
ثبوت کامل اسکا یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایک کتاب بنام تصدیق براہین احمدیہ بمقابلہ اشد
اور مخالف دین اسلام کے تصنیف فرما چکے ہیں وہ کتاب ایسی لاجواب ہے کہ سوائے ایک معجزہ کے
تو ہو نہیں سکتا اور تکذیب براہین احمدیہ کا لیکھرام جو قائل ہے کہ اسکا جواب کوئی نہیں ہے وہ جبکہ کذب
اپنی تکذیب کو دیکھ تصدیق براہین احمدیہ کے ترک دنیا کو چل دیا ہے کہ اسکا انجام کیا ہوا یہ
وہ قصیدہ حضرت اقدس کا اسکا شعر ہے کہ اے دشمن نادان ترے بر ترس از تیغ بران محمد
کرامت گرچہ بے نام و نشان است بیا بنگر ز غلمان محمد بروئے کاش جو حضرت خلیفۃ المسیح کوئی اور
اب آپ فرمائیں کہ آپنے کونسی کتاب ایسی لکھی ہے جو براہین احمدیہ کی تصدیق آئینہ میں بمقابلہ اشد
کذب کے بےنظیر کتاب ہو جب تک ایسی معجزہ کا نمونہ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح کی ذات میں کتاب نہ بیجی ہو
ہوگی وہ یہ کہ تمام خزائن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اقدس کے دامن میں ڈالی ہیں تو
انکی تقسیم صاف یہ ہے کہ خاندان نبوت کے سعید فطرت صاحبان کو ترکہ میں ملا یہ بیج ہی ہیں اس سے تفصیل
کما قال اللہ تعالی وورث سلیمن داؤد ویتمہ علی ھذا آپکے تمام خواب و خیالات کو جو
مثل تار عنکبوت کے تنا ہوا لیکن اب کو ان واقعات حقیقی نے توڑ پھوڑ کر پھینک دیا اور
تمام حروف کے شغف کے واقعی طور پر پورے ہو گئے اور مجھکو بڑا افسوس رہ جائیگا آپکے زعم خاصہ کو
تھوڑی دیر کے لئے تسلیم کر لیا جاوے تو عرض ہے کہ یا جو حضرت اقدس نے آپکو یہ اقتضاء
شان کبریائی ایک قاش عنایت فرمائی ہے اور بقیہ تمام خزائن حضرت اقدس کے دامن میں آنجناب
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈالی گئی ہیں اور نہ ختمت کو ان نعمت سے دعوی امامت کے آپ جو
دعوی کرتے ہیں کہ میں مسیح موعود کا بھی امام ہوں اور خلیفۃ المسیح کی معزولی خلافت کا حکم صادر کرتا ہے

اور یہ بھی یاد نہیں آ سکتا ہے آگے سلسلہ بروز محمدی سے موعود کا زمانہ بھی سوچیں جو پورا ہوا اول حضرت خلیفۃ المسیح کی ذات بابرکات سے پورا واضح ہو چکا اگر روحانی طور پر بھی دیکھیں تو بھی حضرت خلیفۃ المسیح کی ذات بابرکات سے واضح ہو چکا کیونکہ سب سے اول بیعت حضرت اقدس کے ہاتھ پر حضرت خلیفۃ المسیح نے ہی کی ہے اور حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب نے بھی بذریعہ کتاب [illegible] کے حضرت اقدس کی سب سے اول تشریح کی ہے گو خلیفۃ المسیح سب پر مقدم ہیں اور اسلئے وہ خلیفۃ المسیح ہوئے پس یہ کاشف بھی حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی ذات بابرکات سے پورا ہو گیا کہ قال اللہ تعالیٰ لیعلمن من حولك من یعبد [illegible] اگر آپ جسمانی طور پر پورا کرنا چاہیں تو بھی سب پورا ہو چکا ہے [illegible] میں حضرت خلیفۃ المسیح سخت بیمار ہو گئے تھے ایسا حیات باقی نہیں تھی لیکن [illegible] ایک رشتہ [illegible] آپکو علاوہ حیات روحانیہ حیات جسمانی بھی ملگئی اور مخالف [illegible] بے غرض اس [illegible] کا اب کوئی جز باقی نہیں رہا جسکا انتظار کیا جائے وتمت کلمۃ ربك صدقا وعدلا لا مبدل لکلمتہ [illegible] یہ ہوا ثبوت [illegible] اور [illegible] کا جو بیان ہے اگر آپ ایسا ہی کوئی ثبوت دکھلا دیجئے تو ہم اسمیں غور اور فکر کریں گے اور آپ اس بات [illegible] کریں کہ [illegible] عبد اللہ کاتب وحی کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں فتبارک اللہ احسن الخالقین الہام ہوا تھا وہ بھی مرتد ہو گیا تھا مگر اسکا [illegible] دین محمدی کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکا [illegible] سلسلہ احمدیہ بروز سلسلہ محمدیہ کو کیا نقصان پہنچا سکے گا دیکھو تفسیر کبیر کو روی الکلبی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما خلقا آخر عجب من ذلك فقال فتبارك الله احسن الخالقين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اكتب هكذا نزلت فشك عبد الله فقال ان كان محمد صادقا فيما يقول فانه يوحى الى كما يوحى اليه وان كان كاذبا فلا خير في دينه فهرب الى مكة فقيل انه مات على الكفر وقيل انه اسلم يوم الفتح [illegible] اللہ تعالیٰ کی طرف سے عجیب ثبوت بروز محمدی کا ثابت ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الہام میں ایک شک کرنیوالا مرتد ہو گیا ایک شخص ہی کی [illegible]

ہی تھا اسی طرح بروز محمدی کے عہد میں مرتد ہونیوالا صاحب انہی ہی ہے کہ انکال شاعرت مضمون کیگئے
معشوق و عاشق وردی دوسرا ہ لگے ہے بر برطولی وبرگ خشک دم ہو واضح ہو کہ حضرت سید محمد حسن صاحب
نے جو امد حکمی اوسی کی مشابہت بھی جو سوقت کا دجال ہے ساتھ محمد اسا ابن صیاد کے جو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کیوقت میں ایک قسم کا دجال تھا بہت متعدد وجوہ سے ثابت کی ہے واضح ہو کہ ہر ایک
اہل بصیرت کو ذرک غور کرنیسے بخوبی ثابت ہوگیا ہوگا کہ اس مکاشفہ کے آخری اجزا بھی حضرت خلیفۃ المسیح
علیہ السلام پر جیسا کہ چاہیے ویسے ہی پورے ہوئے ہیں کیونکہ مفہوم حضرت خلیفۃ المسیح کو انکے معنی
پیچھے مسیح کے کھڑے ہونیوالے کے ہیں واقع ہوگیا اور ہزاروں غیر احمدیوں نے بھی آپکے ہاتھ پر
بیعت کرلی یہ امر بھی منجانب اللہ واقع ہوگیا اور اتباع کامل حضرت اقدس کا بھی انکو حاصل ہے بخلاف
آپکے کیونکہ آپ تو ان سے آگے کھڑے ہونیکے مدعی ہیں اب پیچھے کھڑے ہونیکے معنی کیونکر صادق
آسکتے ہیں سالہا برس تفاوت رہ از کجاست تا بکجا پھر تو اپنا امام ہونیکا دعوی کرتے ہیں اور اگر کوئی کہو
کہ خلیفۃ المسیح کو الہامات کثرت سے نہیں ہوتے تو یہ اعتراض معترض کی سوفہمی سے ہے کیونکہ حضرت
اقدس کو جو الہامات کثرت سے ہوئے اس میں ایک سر یہ بھی تھا کہ تمام دنیا ابتدائی الہام سے منکر ہوگئی
تھی جبکا ثبوت حضرت اقدس کی ذات بابرکات سے بخوبی واقع ہوگیا اب چنداں ضرورت الہامات کی بھی
باقی نہیں رہی اور نزول الہامات بضرورت منجانب اللہ ہے کما قال اللہ تعالی وبالحق انزلناہ وبالحق
نزل۔ ہر صفت صدیق کیطرح اس کثرت الہامات کب ہوئی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئے
تھے علی ہذا القیاس یہ الہام بھی وہی مناط نبوت ہو ضروری تھا پس اب واضح ہو کہ آپکے خیالات
فاسدہ کی اقسام دیکھو لیا میں اس واسطے حصر کیا ہے کہ ایسے خیالات وہم سودائے کلام شعرا
کے امور من اللہ کے کلام میں ہرگز ہرگز نہیں پائے جا سکتے قال اللہ تعالی وما ھو بقول شاعر
قلیلا ما تذکرون لیکن افسوس تو یہ ہے کہ آپکے مضامین خیالیہ شعرا کے سے بھی نہیں کیونکہ
شعرا کے مضامین میں بھی دعاوی نبوت کے لیے ایک سلسلہ خیالی رکھتے ہیں مگر آپکے مضامین آپکے
دعوی نبی اللہ کے لیے مستلزم ایسا سلسلہ خیالی بھی ہرگز نہیں ہو سکتے پس آپکے مضامین شاعرانہ

بھی نہیں میں نے بیان پر طور مثال کے ایک شعر لکھتا ہوں جس میں موارد ثبوت بطور استعارہ خیالی پایا جاتا
ہے قال الشاعر سے حسن سبزی بخط سبز مرا کرد اسیر ۔ دام ہمرنگ زمیں بود گرفتار شدم ۔ اس شعر میں
شاعر اپنے اسیر ہونیکا کسی حسین کی محبت میں دعوی کرتا ہے اور اسکا ثبوت یوں دیتا ہے کہ جہاں پر سبزہ
زار بھی موجود ہے یعنی میرے محبوب میں حسن سبز موجود ہے اور سبزہ خط کا بھی ہے بطور سبزہ دام سبز کے جو
وقت صیاد لگاتا ہے کہ زمین سبزہ زار میں دام سبز کو بچھا رکھتے ہیں تاکہ صید مطلوب دھوکے میں آ
کر اس کو دام نہ سمجھے اور گرفتار ہو جاوے پس میں بھی اسی طرح پر فریب کھا کر اسیر محبت ہو گیا گو یہاں
پر کوئی سبزہ زار ہے اور نہ کوئی دام سبز موجود ہے لیکن ایک خیالی مضمون سے خیالی اسیر ہو شاعر کا
ثابت ہو گیا جو اسکا دعوی تھا لیکن آپکے مضامین اثبات دعوی میں شاعرانہ بھی نہیں ہو سکتے

پس اس بیان سے ثابت ہوا کہ حضرت آپکے مضامین شاعرانہ بھی نہیں آپ تو قسم
ہذیانیہ ہی میں سے ہیں کما مر بیانہ بالحجۃ والبرہان میں آپکو نصیحتہً عرض کرتا ہوں کہ اس حمق و رعونت
اور تخیل کو دکان کا آدابان میں عاجز ہو کر پھر خود حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کی خدمت والا میں
حاضر باادب ہو کر علاج و معالجہ کرائے کیونکہ حضرت موصوف طبیب روحانی و جسمانی ہیں سنا ہے
ایں حس بجو بدیار طبیب بدست آنکس گوید از حبیب بادرد آپکی نسبت عزیز الملک وغیرہ سے
یقینی ہو چکا ہے کہ صاحب نخوت و رعونت مقید و تخیل و تخیل کو دکان ہو والمرام علیکم
ہمارا تینوں سالوں کی نسبت کی طرح ہے اسلئے ان چند سطروں میں اس امر کی بحث نہیں کرتے کہ فلاں
مضمون حق ہے یا فلاں مضمون سرقہ ہے یا ابراہیم صاحب کا طبعزاد ہے بلکہ یہاں تک ہم نے ثابت
کیا ہے کہ کوئی مضمون کیسا ہی لطیف ہو یا رک ہو کیا کوئی الہام بھی ہو یا ہو نا ہو۔ شبث داری
مولوی عبد اللہ صاحب کا نہیں ہو سکتا جیسا کہ حضرت مرزے کا قال الشاعر

معارف گر ہمہ سر ۔ بابیک باشد ۔ درچہ حاصل زان دل تاریک باشد

قال اللہ تعالی ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیوۃ الدنیا ویشہد اللہ علی ما فی قلبہ
وہو الد الخصام　（کتبہ خاکسار سید آل محمد (امروہہ)

چند ضروری نوٹ

تقسیم بنگال

۱۹۰۵ء میں تقسیم کیا ہوئی ایک آفت برپا ہو گئی تمام بنگالیوں میں ایک ہیجان مچ گیا۔ اس وقت حضرت مرزا صاحب نے خدا سے خبر پاکر یہ اعلان شائع کیا کہ بنگالہ کی نسبت پہلے جو حکم جاری کیا گیا اب ان کی دلجوئی ہوگی۔ یہ الہام تھی۔ دلجوئی کا لفظ بے شک منسوخ نہیں لیکن عام توقعات اس کے برخلاف تھیں۔ ایک طرف گورنمنٹ کے ذمہ دار عہدہ داروں نے بارہا اسے طے شدہ امر قرار دے دیا تھا جو پارلیمنٹ میں بار بار سوال کرنے پر بھی جواب ملا دوسری طرف بعض [illegible] یقین کہ تقسیم بنگالہ بنگالیوں کی ایجی ٹیشن سے منسوخ ہو جائیگی لیکن خدا تعالیٰ جو عالم الغیب ہے وہ فرماتا ہے دلجوئی ہوگی آخر وہی ہوا جو خدا نے فرمایا یعنی بنگالیوں کی دلجوئی شروع ہوئی اور مختلف اوقات سے اس کی تکمیل شہنشاہ معظم کی زبان مبارک سے ہندوستان کے تاجپوشی دربار میں ہوئی جبکہ تقسیم بنگالہ میں ایک غیر متوقع ترمیم کی گئی تمام اخبارات تمام اہل الرائے اصحاب نے یہ تسلیم ہوئی صداقت قبول کی کہ یہ ترمیم کچھ بھی کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آتا تھا اور گورنمنٹ کے خاص خاص عہدہ داروں کو بھی یہ معلوم نہ تھا۔ اب اس عظیم الشان اعجاز آسمانی پر بجز شرارت اور [illegible] کی [illegible] زرد مسافر اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود اپنی کتاب حقیقۃ الوحی اور ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر صاحب اپنے مضمون میں لکھ چکے ہیں کہ سر فلر کے استعفا کی منظوری سے یہ پیشگوئی پوری ہوگئی پھر اب نہ ہوا۔ کوئی حق نہیں کہ تم تقسیم بنگالہ کی ترمیم کو دلجوئی کی پیشگوئی کا مصداق کرو۔

ہم کہتے ہیں [illegible] تو آشنا [illegible] رسول [illegible] پڑھتے رہے ہیں جب استعفا منظور ہوا تو دلجوئی کا لفظ اسی وقت صادق آیا [illegible] بنگالی اخبارات نے بھی اس کا اقرار کیا [illegible] تب ترمیم بنگالہ کی ترمیم سے تمام بنگالی مطمئن ہو

ہو دنیا سے تمہارا کبھی کہ بجلیوں کی روشنی پائی گئی تو اس وقت یہی کہا جاتا ہو گا یعنی بجلے گھر میں پہنچا ہوں تو کیا تمہارے گھر میں اُنکا روشنی آیا ہے اور کم کتنا ہے تمہاری قسمت میں کتنی لکھا ہے اگر اس وقت کوئی ہو گئی تھی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بیان فرمایا اگر اس وقت بجلی کی روشنی پائی نہیں ہوتی تو کیا اب بھی تم کیا ان لوگوں سے کوئی یہ جرأت کر سکتا ہے کہ خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں حضرت اقدس نے انکار نہیں کیا پہلے ہی ایک مجلس میں یہ کہا ہے کہ بجلیوں کی روشنی نہیں ملے گی تو قوم کو خبر دینا مقصود ہے روشنی کا علوم تو کسی وقت پر ہو گئی تھی اور حضرت سے دوسوں سے اس وقت ان پر لیکن ضد ہی اور عداوت سے لوگ غیرت قوم کرینگے اس خوف سے اپنی غیرت کے باوجود وہ لوگ اگر دشمن سے دشمن کو بھی مجال انکار نہ ہے اب تمہاری زبانیں بند ہو گئیں اور تم نہیں کہہ سکتے کہ بجلیوں کی روشنی نہیں ہوئی۔

پہلی رات کے چاند کو بھی چاند ہی کہتے ہیں اور جس کی نظر تیز ہوتی ہے وہ خوب دیکھ لیتے ہیں اور تیسری رات کے چاند کو بھی چاند ہی کہتے ہیں اور دسویں کے چاند کو بھی چاند ہی کہیں گے اور چودھویں کا بھی چاند ہی کہا جائیگا ایک تیز نظر پہلی رات جسے چاند کہتا ہے ایک موٹی نظر والا لے یہ یوں کو اسے دیکھے گا۔ اور چودھویں رات کے چاند کو تو ایک اندھا بھی جو بصیرت سے دیکھ لیتا ہے سر خطر کے منتظر یہ وقت روشنی ہو گی مومنوں نے جو بات اس وقت دیکھی اور پیرایہ بیان والے کو شاید اسی روشنی کے پہلو وہ تمام کی صورت میں دیکھنگے یہاں ہوتے ایک اور مثال کے ذریعہ سے میں اسے واضح کرتا ہوں۔

ایک شخص ایک ایک کمرہ کی نسبت اطلاع دیتا ہے یہاں روشنی ہو گی جو میں ایک چراغ رکھدیا گیا تو اس کی بات تو پوری ہو گئی لیکن پھر اسی چراغ کو لیمپ سے تبدیل کر دیا جاوے پھر دس بیس کی بتی کی بجائے سو کینڈل پاور لگا دی جاوے تو یہاں روشنی ہو گی اس فقرے کی زیادہ صداقت کھلتی جاتی ہی آگ اور معروف ہے وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ پہلے ایک چراغ کے جلنے کے وقت جو تو کہہ سکتا ہے کہ روشنی ہو گئی اور میری بات پوری ہو گئی پوری ہو گئی اب لیکن اب روشن لیمپ اور زیادہ ہو نیکے وقت کہتا ہے کہ میری بات پوری ہوتی ہے اب اسی قدر

کہ جو کسی کو اعتراض کی گنجائش نہ رہے بشرطیکہ خدا ترس دل لیکر سوچے وہ شیوہ اتقا اختیار کرے تقسیم کے منسوخ ہونیکے الفاظ اسمیں ہرگز نہیں اور پھر ہم کہتے ہیں کہ منسوخ ہوئی ہی نہیں بلکہ ترمیم ہوئی ہے۔

گوروکل اور ہمارا تعلیم الاسلام و مدرسہ احمدیہ [illegible]

آجکل ایک طرف آریہ سماج کا نونہال گوروکل کے پوست کندہ حالات شائع کرتا ہے اور دوسری طرف ہمارے بعض مسلمان اخبار نویس ایک شخص کے مضمون کا ترجمہ شائع کر رہے ہیں جس میں گوروکل ایک بینظیر انسٹیٹیوٹ ظاہر کیا گیا ہے پھر یہیں تک بس نہیں اب وہ اسلامیات کے آثار و سماجی بھی کہ ہم تو ہمارے میں یہاں تک کوئی مضائقہ نہ تھا اگر کوئی تعلیمی انسٹیٹیوشن اچھا انتظام کر رہی ہے تو بڑی خوشی کی بات ہے مگر وہ کہتے ہیں کہ افسوس کسی اسلامی کالج کے طلبہ اعلیٰ ایسے نہیں جیسے گوروکل میں پائے جاتے ہیں میرے خیال میں یہ علیگڑھ والوں پر تو بجا ہو مگر ہم بیشک زیادہ وقادیان کے تعلیم الاسلام کی بابت ہے جو خوبیاں وہ گوروکل کے طلباء میں بیان کرتے ہیں اس سے کئی گنا بڑھکر اچھی مثالیں خدا کے فضل سے ہمارا مدرسہ احمدیہ و تعلیم الاسلام پیش کر سکتا ہے اگر گوروکل کے طلباء اسلئے قابل ستائش ہیں کہ نفسانی خواہشوں پر ایسی روک لگاتے ہیں کہ بڑے بڑے ہوشیار زمانے ہوئے طلبا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو میں اپنے سکول کے ایسے طلباء کو دیکھ چکا ہوں جو اس محکمہ پر رضا مندی ثابت ہوئے اور اگر گوروکل کے طلبا کی اسلئے تعریف کیجاتی ہے کہ وہ ۲۲۔۲۴ میل روزانہ پیدل چل سکتے ہیں تو میں سکتا ہوں کہ لیتے ہیں کی صورت میں یہاں تبدیل پاتا ہوں یہاں خدا کے فضل سے ایسے طالبعلم موجود ہیں جو شام کو دوڑتے ہوئے روانہ ہوئے اور بٹالہ سے چند مہمانوں کو یکہ پر سوار کرکے ان کے ساتھ دوڑتے ہوئے واپس قادیان ۲ گھنٹے کے اندر پہنچ گئے اور دم تک نہیں لیا اور پھر سکول میں حاضر ہوگئے اور ہرگز کسل مند نہیں ہوئے اگر گوروکل کے طلبا کی یہ تعریف ہے کہ وہ بھی نوع انسان ہونکال سکتے ہیں کہیں آگ لگے تو دوڑے جاتے ہیں کوئی خطرہ میں ہو تو اس کو بچانے کے لئے بڑے جوش سے پہنچتے ہیں تو ایسی مثالیں بھی خدا کے فضل سے پیش کیجا سکتی ہیں

کچھ عرصہ کی بات ہے کہ مسجد اقصیٰ میں جو لبرٹی بڑی ہوئی ہے اسے کھود کر ایک مینار وغیرہ بنانے کی ضرورت تھی مگر مزدور یہ کام کرتے تو ادھر ایک خرچ ہوتا مگر سکول کے طلباء نے اس جوش سے اس کام میں اپنی مرضی سے حصہ لیا کہ تین دن کے اندر وہ کمرہ بھگیا اگر گورنر سکول کے طلباء اپنے چلار پانی کی تیاری کرتے ہوئے شام سے صبح کر دیتے ہیں تو یہاں کی اتنی نظیریں ہیں کہ انکے بیان کے لئے ایک مستقل رسالہ کی ضرورت ہے ابھی پچھلے دنوں ایک طالب علم ذات الجنب سے بیمار ہوا چار چار پانچ پانچ لڑکے انکے پاس بیٹھے رات کو صبح کر دیتے اور ان عزیزوں نے اسکی تیمارداری اور خبر گیری میں وہ نمونہ دکھایا کہ کوئی بھائی اپنے کسی بھائی کے لئے کیا دکھا سکتا ہے اور اس بات کا زندہ گواہ ہے کہ اگر وہ گھر میں بیمار ہوتا تو اسکے رشتہ دار اس سے بڑھکر شاید اسکی ہمدردی نہ دکھا سکتے انکے ساتھ والوں نے نماز پنجگانہ کے علاوہ تہجد کی نماز میں اسکی صحت کے لئے دعائیں کی ہیں۔

یہ اخوت یہ محبت یہ ایثار دیکھکر ہیں بے اختیار اپنے امام اپنے مسیح اپنے مہدی کی یاد ... جب دیکھتا ہوں کہ گول کے طلباء گورنر کے سامنے حاضر ہو کر اپنے قصور کا علانیہ اقرار کرتے ہیں تو اس مدرسہ کے طلباء اپنے پیر و مرشد اپنے مربی اپنے محسن کے حضور اپنے گناہوں کا اقرار و عہد کرتے ہیں تم نے دیکھا کہ بعض بیرونی لڑکوں میں سیگرٹ پینے کی عادت پھیل گئی جب یہ معلوم ہوا تو اپنے درس میں فرمایا کہ میں تمہارے بھلے کے لئے کہتا ہوں کہ سیگرٹ پینے کا تجربہ اچھا نہیں آپکو ہم سب ایسی عادت رکھنے والوں نے عہد کیا کہ ہم اس خبیث چیز کو کبھی منہ نہ لگائیں گے اور پھر اس عہد پر استوار رہکر اپنی سعادت و اطاعت کا ثبوت دیا۔

اگر وہ طلباء اپنے گورنر سے خوف نہیں کرتے بلکہ عشق کرتے ہیں تو آپ یہاں آکر دیکھو کہ ہمارے ننھے ننھے بچے کس طرح پر اس سراپا نور کے ... پروانہ وار گرتے ہیں اور اسے اپنا محبوب مربی یقین کرتے اور اسکے اشارے پر قربان ہونے کو تیار ہیں۔

میں جناب آزاد سبحانی اور انکے ہمنواؤں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ یہاں تشریف

کا بہر حال قول کی تصدیق کریں اور اپنے اسی قول کو واپس لیں کہ ہندوستان کا کوئی مذہبی درسگاہ بھی اس سے آگے نہیں جا سکتا۔ اگر کوئی کہے طلبہ سیکڑوں اقوال متوجہ یاد رکھتے ہیں۔ تو میں ایسے شخص کو دکھا دوں کہ آپ یہاں کے طلبہ کی طرح ہزاروں ایسے نمونے تیار کر سکتے ہیں اگر وہ یہاں رہتے یا یہاں کی ادام میں خوش عقیدت رکھتے ہیں تو یہاں ہر دن کچھ دکھا سکتا ہوں کہ جو مدرسے کے وقت انگریزی پڑھائی میں منہمک نظر آتے ہیں وہ پانچ وقت کی نماز با جماعت خضوع و خشوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں علاوہ آدھی رات کے بعد اٹھ کر تہجد پڑھتے اور اپنے مولیٰ کے حضور گڑ گڑاتے ہیں اور سوتے وقت دیکھنے والے مشکل سے یہ تصور کر سکتے ہیں کہ دنیا بھی ان کے مقاصد زندگی میں شامل ہے۔ ایک پیاری پیاری صورتیں ابھی تک میری آنکھوں میں پھر رہی ہیں کہ سالانہ امتحان نزدیک ہو چکا ہے سعید بچہ دن کو علی ... مگر اپنے وظائف میں کچھ فرق نہیں آنے دیتا اور رات کے بارہ بجے تک وہ اپنی پڑھائی میں مشغول ہے اور پھر تین بجنے کے قریب وہ تہجد میں مشغول ہو گیا ہے۔ دو گھنٹے کے بعد وہ نماز صبح میں شامل ہو گیا ہے اور پھر قرآن مجید کی تلاوت اس ذوق شوق سے کر رہا ہے کہ گویا آج اسکول میں جانا ہی نہیں لیکن جب گھنٹی ہوتی ہے تو سب سے پہلے مستعدی سے مدرسہ میں پہنچے۔ اور یہی تو ہر ان کو وہ لطف ہے کہ ان کی کلاس میں کچھ فرق نہیں؟ کہ کیا ان کو روحانی غذا کافی ملتی ہے

حضرت مرزا صاحب اور ان کے بھائی اور ان کے ہم خیال میرے مخاطب ہیں بہتر تھا کہ آپ وہ بچے مسلمانوں کے بچے جو ... ادھر سال کے اندر کی ... ہے دیکھتے ... اگر یہ زندگی کی کشش ... پر کسی اسلامی جماعت میں موجود ہیں کر سکیں تو پیش کریں۔ اسے آپ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ کوئی جماعت میری تصویر کی آگ ... دے ... کام ... میں خود ... جماعت ... جو قادیان میں ہے آپ یقیناً یقیناً یہاں ... کی روح پائیں گے ... میں ... آتش ... جیسا کہ ... ہی کی جماعت ... کے مقدس سینوں میں جو آگ دبی ہوئی ہے وہ روشن ہو کر اس ظلمت کو ... روشن کر دے ...

سُلّم الوصول الیٰ اَسرارِ اسراء الرسول

مصنفہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی پر ریویو

گذشتہ سے پیوستہ

مولوی ابراہیم صاحب سلم الوصول کے صفحہ ۳۰، ۳۱ میں بعنوان **حکمت معراج جسمانی** لکھتے ہیں کہ اگر سیر معراج کی حکمت اور مقصد پر نظر کیجائے تو سوائے معراج جسمانی کے سب کچھ باطل نظر آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ شوریٰ

وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء انہ علی حکیم۔ اللہ تعالیٰ جو بہت بلند اور بڑی حکمت والا ہے کسی بشر کے ساتھ کلام نہیں کرتا مگر اس طور پر کہ یا تو بذریعہ وحی کے ذریعہ کچھ بتا دے یا پس پردہ کوئی بات سناوے یا کوئی فرشتہ بھیجے جو اس کے اذن سے اس بشر کو پیغام پہنچا دے

اور چونکہ یہ امر ثابت و مسلم ہے کہ رسول اللہ صلعم سید المرسلین و خاتم النبیین ہیں یعنی آپ کی نبوت درجہ کمال کے اوپر کے نقطہ پر ہے اور اس کے اوپر بشر کے لئے کوئی رتبہ نہیں ہے اسلئے ضروری ہوا کہ آپ میں تینوں طور ثابت ہونے چاہئیں صورت اولیٰ یعنی بحجر وحی سے اکثر احادیث نبویہ ہیں اور صورت سوم ہے یعنی بواسطہ جبرئیل کے یہ کلام معجز نظام قرآن مجید نازل ہوا اور صورت دوم سے یعنی جب اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان صرف ایک پردہ سا ہو نبی صلعم اللہ تعالیٰ سے سوائے شب معراج کے کبھی ہمکلام نہیں ہوئے پس یہ درجہ حاصل ہونیکے لئے ضروری ہے کہ معراج جسمانی ہو ...... اور چونکہ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے کوہ طور پر ہمکلام ہونا بنص صریح وکلم اللہ موسیٰ تکلیما اسکا مدلل ثابت ہے اور رفع بھی حضرت مسیح علیہ السلام کا آیت بل رفعہ اللہ الیہ سے محقق ہے تو

حکمت آپ اس امر کی مقتضی ہوئی کہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دونوں کمال بوجہ اتم واحسن ایک وقت میں عطا کرے پس یہ کمالات اسی شب معراج کو حاصل ہوئے . . . . . . ان کمالات کا حصول بغیر عروج جسمی کے نہیں ہو سکتا۔"

معترض مذکور نے جو نکتہ اس بات کو بزعم خود حکمت آمیز سمجھ رکھا ہے وہ درحقیقت حکمت آمیز نہیں بلکہ خود مولوی صاحب کی کھلی ہوئی حماقت اور صریح جہالت ہے اور ایسی حماقت کا سبب یہ ہے کہ مولوی صاحب اپنی شامت اعمال کے سبب قرآن دانی سے بے نصیب اور آیت کریمہ لا یمسہ الا المطہرون کی نفی کی تحت میں داخل ہیں۔ ماشاء اللہ آپ آیت کریمہ ستر ہزار حجاب والی اور من وراء حجاب کے معنی یہ سمجھے ہیں کہ خدا تعالیٰ کسی بندہ کو آسمان و عرش کرسی سے اوپر لامکان کو اپنے پاس بلائے اور اسقدر قریب ٹھہرائے کہ خدا اور اس بندہ کے درمیان صرف ایک پردہ حائل ہو رہے اور خدا اس وقت اس بندہ سے پس پردہ ہمکلام ہو تو آیت من وراء حجاب کا مطلب پورا ہو۔ سبحان اللہ و بحمدہ ایسے ہی مولویوں کے لئے کسی نے خوب کہا ہے ع

گر تو قرآں بریں نمط خوانی ؛ ببری رونق مسلمانی

طرفہ تر بات یہ ہے کہ آپ اعتقاد رکھتے ہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے موسیٰ سے کوہ طور پر کلام کیا ہے کہ یہ ہمکلامی مولوی صاحب کی بیان کردہ تین صورتوں میں سے پہلی اور تیسری صورت میں تو داخل نہیں ہوتی البتہ صرف دوسری صورت پائی جاتی ہے اور تیسری صورت کی ہمکلامی جب کوہ طور پر بھی حاصل ہو سکتی ہے تو منتہائے آسمان پر جانے کی ضرورت ہی نہیں آتی ہے مولوی صاحب کے عقیدہ کے موافق تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے موسیٰ علیہ السلام ہی اچھے رہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اُن سے ہمکلامی کے لئے لامکان پر آنے کی تکلیف نہیں دی [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس غرض کیلئے سات آسمانوں کے اوپر کا سفر طے کرنا پڑا [illegible]

افسوس ہے کہ اس پاک [illegible] لطیف [illegible] کی ذات صفات کی طرف ان لوگوں نے کیسی کیسی کثافتیں منسوب کی ہیں حالانکہ اس کی تعریف قرآن کریم میں یہ بیان ہوئی ہے کہ

وہ انسان کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہے اور ہم چھپا کہیں نہیں ہوں وہ ہمارے ساتھ ہر جگہ موجود ہے کوئی چیز اسکے احاطہ علمی سے باہر نہیں کسی نسبت بعض نادان مولوی یہ بہتان تراشی کرتے ہیں کہ وہ کسی سے کلام بھی ہی کرسکتا ہے جب کوئی سات آسمانوں کا سفر طے کرکے اسکے آستانہ پر پہنچے اور اس آستانہ پر جو ہو تو ہوتا ہے اس سے کلام کر لیجئے۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

اصل بات یہ ہے کہ مولوی ابراہیم صاحب حقیقت شناسی سے بالکل بے خبر ہیں اور کلام حق علیم ربانی کے اصل مفہوم تک پہنچنے سے نہایت قاصر ہے اسکا بڑا سبب یہ ہے کہ نہ وہ خدا تعالیٰ کی برتر شان کا خیال رکھتے ہیں نہ سلسلہ کلام و سیاق و سباق پر کچھ غور و فکر کرتے ہیں بلکہ بے تکی ذاتی رائے کے دلدادہ ہیں اور قسمتی سے یہ بھی معلوم نہیں کرسکتے کہ جادہ اعتدال سے گستہ ہو رہے ہیں۔

ہاں جن آیت کریمہ زیر بحث میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کی یہ تو ہستی نہیں کہ خدا اس سے روبرو کلام کرے مگر ہاں خدا انسان سے تین طرح پر کلام کرتا ہے ایک تو بذریعہ وحی دوسرے پس پردہ تیسرے بذریعہ فرشتہ۔

اگر مولوی ابراہیم صاحب اس آیت کی تفسیر دو تفسیروں میں بھی ملاحظہ کر لیتے تو وہ غلطی ان سے سرزد ہوئی ہرگز اسکے مرتکب نہ ہوتے

نواب قطب الدین خان صاحب جامع المتقایہ کے صفحہ ۴۳۲ و ۴۳۳ میں تفسیر مدارک اور معالم کے حوالے سے لکھتے ہیں الا وحیا سے الہام مراد ہے جیسا کہ روایت کیا گیا ہے نفث فی روعی یعنی پھونکا دل میں میرے یا خواب ہو جیسے یہ حدیث فرماتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رؤیا الانبیاء وحی یعنی خواب انبیاء کا وحی ہے جیسے کہ حضرت ابراہیم نے دیکھا فرزند کو ذبح کرتے یا من وراء حجاب یعنی پیچھے سے پردے کے سنتے کلام اللہ تعالیٰ سے بغیر دیکھنے کے جیسے سنا موسیٰ نے کلام کو اس سے جیسا کہ سنا تھا فرشتوں نے اور مراد اس کی کہ پردہ سے اللہ تعالیٰ کا نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے حق میں نہیں ہے جو ہوا کرتا ہے اجسام کے حق میں کہ پردہ ہوتا ہے ولیکن مراد اس سے یہ ہے کہ سننے والا

میں جو دیکھنے سے رہتا میں فرشتے کو جیسے جبریل تھے وحی لیکر آتا ہے کہ یہ صورت آنحضرت کو کہا
کرکسو سنے تیرا خدا تجھ سے بالواسطہ کلام نہیں کرتا اگر تو پیغمبر ہے تو جیسا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ
کلام کرتا تھا رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ موسیٰ کیساتھ بھی بلا واسطہ نہ تھا پیچھے حجاب و پردے تھا واسطے
تصدیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ آیت اتری کہ کسی بشر کے ساتھ کلام بالواسطہ نہیں ہوتا۔

اس تفسیر سے یہ بات ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ ایسا نہیں جو سات آسمانوں کے اوپر کسی جگہ پر
بیٹھا ہوا ہو بلکہ پردہ سے صرف یہ مراد ہے کہ سننے والا اپنی [illegible] میں جو علاوہ بریں جس طرح اور نبیوں پر خدا
نے وحی نازل کی اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم نازل ہوا پس نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ
مولوی ابراہیم صاحب نے خدا تعالیٰ کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ کسی طرح اس کے شان عالی کے شایان نہیں۔

بخلاف آیت مذکورہ بالا کی جو تفسیر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بطفیل حضرت مسیح
موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم کو سمجھائی ہے وہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ وحی کے معنی قاموس میں یوں لکھے ہیں
الوحی الاشارۃ والکتابۃ والمکتوب والرسالۃ والالہام والکلام الخفی وکل ما القیتہ
الی غیرک وحی کے معنی ہیں اشارہ اور کتابت اور مکتوب اور رسالت اور الہام اور کلام خفی اور ہر ایک
جو ڈالے تو دوسرے کی طرف غیر اپنے کے۔

پس لغت کے اعتبار سے خدا تعالیٰ کی وہ آواز جو رسول یا واسطے سننے اور وہ بات جو پردہ
میں چھپی ہوئی ہو اور وہ جو کسی کے ذریعہ سے کہلائی جاوے سب وحی ہے۔

مگر چونکہ خدا تعالیٰ کا کلام بذریعہ وحی دو طرح پر ہوتا ہے ایک بلاواسطہ اور دوسرا بالواسطہ
یعنی بذریعہ فرشتہ اسلئے آیت کریمہ میں وحی کی دو قسمیں بیان کی گئیں پھر جو وحی آتی بلاواسطہ ہوتی
ہے اسکی بھی دو قسمیں ہیں ایک لفظی جو صوتی یا حرف معنوی جسکو بالفاظ دیگر یوں کہہ سکتے ہیں (۱)
دل کے اندر آواز سنتا ہو یا باہر سے ہو کر سنتا جسکو وحی متلو غیر متلو یا جلی خفی سے تعبیر کرتے ہیں

دوسرے کشفی صورتوں میں خواہ مثال منفصل ہو یا متصل جیسے کشف و رویا یعنی وحی
مثال کے پردہ میں چھپی ہوئی ہے اور استعارات کا غلبہ پایا جاتا ہے برعکس وحی متلو و غیر متلو کے

یہی وجہ ہے کہ رسالہ اور تمام دوسری مستورات کے پردہ کے متعلق ہے ایک جگہ تو تم ظاہری طور قرآن کریم
میں وحی کی تین صورتیں بیان ہوئی ہیں۔ وحی اور من وراء حجاب اور یا رسل رسولا یعنی فرشتہ خود وہ
فرشتہ کلام الٰہی کو اصل صورت میں دکھلائی یا تشبیہ ہیں کر دے پس یہ تینوں صورتیں فی الحقیقت وحی کی تعریف
میں داخل ہیں جیسے وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا میں تینوں صورتوں کو ایک ہی جگہ میں کہا اور سورۃ نساء
رکوع ۲۳ میں ارشاد ہے انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ یعنی ہم نے
تیری طرف ویسے وحی کی جیسے نوح کو اور اور نبیوں کو اسکے بعد۔

اس نکتہ کے سمجھ لینے کے بعد ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
ان تینوں صورتوں میں جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں اسی طرح کلام کیا جس طرح وہ اور سب نبیوں سے کلام کرتا
آیا ہے فرق صرف یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی ان تینوں صورتوں کے ساتھ اعلیٰ اور نسبت
اور نبیوں کے اکمل اور اتم طور پر ہوئی۔

نتیجہ یہ ہے کہ اگر وحی کی تینوں قسم کی وحی اصلی میں من وراء حجاب اس میں پردہ کیلئے جسم خاکی آسمان پر جانا ضروری
ہے تو پھر اس وحی کی دوسری قسم کیلئے جسم خاکی کا آسمان پر جانا ضروری ہے گو حضرت مولوی ابراہیم صاحب اور دوسرے کل
حضرات کے نزدیک بھی اور نبیوں کا پس پردہ وحی کے لئے آسمان پر جسم خاکی کا جانا ضروری نہیں تو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی جو غرض مذکورہ آسمان پر جانا ضروری نہیں

لہٰذا یہ کہ حکمت اور ضرورت معراج نبوی کی بجسد عنصری ہو جیسا کہ مولوی ابراہیم صاحب نے بیان
کی تھی اسکی حقیقت تو ظاہر ہو گئی دوسری حکمت اور ضرورت آپ نے یہ بیان کی ہے کہ حضرت مسیح کا جسم
عنصری آسمان پر جانا اسلئے اس کمال کے حاصل کرنے کیلئے شب معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بجسم خاکی آسمان پر جانا ضروری ہے کہ تا فرق نہ ہو سکتے ہیں کہ مولوی صاحب کی یہ تحریر کسقدر مضحکہ خیز ہے
بھلا کس عقلمند نے مان لیا ہے کہ حضرت عیسیٰ کا رفع بحالت حیات جسم عنصری ہوا جس کی بنا پر جناب محمد
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کا جسم عنصری پر ہونا ضروری قرار پائے۔

علامہ ابن قیم جیکی قرآن دانی پر مولوی ابراہیم صاحب اپنے رسالہ میں فخر کرتے ہیں وہ تو یہی

قرار دیتے ہیں کہ کسی نبی کی روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کے سوائے زندگی میں آسمان پر نہیں گئی۔ پس مولوی ابراہیم صاحب کا خیال پر حسال ختم تعلیق المحال بالمحال ہے۔ وکر حسیم۔

مولوی صاحب نے جو حکمت و ضرورت معراج نبوی کے بجسم عنصری ہونے کی بیان کی تھی جب وہ غلط بے بنیاد نکلی تو معراج نبوی کا بجسم عنصری ہونا بھی ثابت نہ ہوا۔ اسلئے اب ہم معراج نبوی کے کشفی ہونے کی حکمت و ضرورت بیان کرتے ہیں۔ (باقی آئندہ) صادق حسین اٹاوہ

معارف قرآن مجید

مستنبط از ارشادات حضرت مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح

انہ لعلم للساعۃ

سورہ زخرف کو اگر غور سے مطالعہ کیا جاوے تو صاف کھلتا ہے کہ انہ کی ضمیر قرآن مجید کی طرف راجع ہے۔ چنانچہ شروع سورۃ میں ہے انا جعلناہ قرآنا عربیا لعلکم تعقلون۔ وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم۔ انہ قرآن مجید ہے۔ پھر اس سے آگے اسی سورۃ میں دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے وانہ لذکر لک ولقومک وسوف تسئلون۔ یہاں بھی انہ قرآن مجید ہے۔ آگے چل کر تیسرے مقام پر فرمایا وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بہا واتبعون ھذا صراط مستقیم۔ یہاں بھی قرآن مجید مراد ہے اسکا مطلب ہے کہ قرآن مجید میں انسان کے تنزل و ترقی کی گھڑی کا علم ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ قومیں کیونکر ترقی اور گرتی ہیں پس تو سے قرآن پڑھنے والے اس میں شک نہ کرو کیونکہ یہ بہت سی قسم کی صحیح اور سچی باتیں ہیں

اگر ضمیر عیسیٰ کی طرف پھیری جائے تو یہ خرابی پڑتی ہے کہ علم صفت ہے اور عیسیٰ کی جو صفت نہیں ہوسکتی پھر اسکا یہی وعندہ علم الساعۃ۔ اس ترجمہ آگیا فیصلہ ہوگیا کہ عیسیٰ علیہ السلام علم عندہ علم الساعۃ کے پاس ہے اور تم بھی نے مخاطبو اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے ترجعون۔ انا للہ وانا الیہ راجعون سے ظاہر ہے کہ اللہ کے پاس زندہ بجسم عنصری موجود نہیں بلکہ جس طرح ہمارا باپ دادا مر کر جاتے ہیں اسی طرح وہ بھی چلا گیا۔

سیدنا محمد خاتم النبیین ہیں

مشرق میں ایرانیوں کا زور تھا اور مغرب میں عیسائیوں کا تمام یورپ اور کچھ افریقہ کے
کناروں اور مصر پر قبضہ تھا ایران اور اسکے قریب و جوار ہندوستان
تک ایرانیوں کی حکومتوں کا زور تھا مال عرب پر کسی کا اثر نہ تھا ان میں بت پرستی تھی اور یک ملک تھا
ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب پہلے وہ مرکز فتح کیا جس پر کوئی مغرب یا مشرق کا بادشاہ
کامیاب نہیں ہوا حضرت ابوبکر کے زمانے میں پہلا حملہ ایران کی طرف ہوا اور پھر اسلامی تسلط ہوا
اور ادھر شام کے ملک کو فتح کر لیا تو نتیجہ حضرت عمرؓ کو ملی اس طرح پر تمام دنیا پر حجت قائم ہو گئی کہ حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں کیونکہ جب تینوں مشہور مذہبوں کے مرکز ہماری شریعت
نے فتح کر لئے تو اب کسی ہادی کے لئے کونسا عظیم الشان کام باقی رہ گیا جسکو کرنے کے لئے اس کی بعثت
ہو ضروری تھا اور اب بھی باوجودیکہ اسلام کی حالت نازک ہے اس خصوص میں اسلام کا کوئی مقابلہ
نہیں کر سکتا کہ کسی مذہب کا مرکز اسکے اپنے قبضے میں ہو بلکہ دوسری قوموں کے مذہبی مرکز بھی اسلام
ہی کے قبضے میں ہیں اور یہ بے نظیر فتح ہے اور روز روشن کی طرح ایک تو ختم نبوت کی دلیل ہو
دوم ایک دعوی ہوتا ہے ایک دلیل۔ اس کتابوں میں دعوے تو بیشک بہت ہیں مگر دونوں کو قرآن
مجید نے دونوں کو ملحوظ رکھا ہے دعاوی اور دعاوی کے ساتھ دلائل بھی دیئے ہیں دوسرا انہیں کوئی بنیادی
طاقت حاصل نہیں کر سکتی مثلاً وحدانیت پرستی سے منع فرمایا اور بہت سی دلیلوں میں کہ ایک
دلیل یہ بھی دی حضور فضلکم علی العالمین یعنی انسان غور کرے تو دنیا کی تمام چیزیں اسی کی خدمت
میں لگی ہوئی ہیں پس وہ چیزیں جو مخدوم ہونگی بھی صلاحیت نہیں رکھتیں معبود کس طرح ہو سکتی ہیں۔
یہ بھی ختم نبوت کی ایک دلیل ہے کہ جو دعوی کیا ہے اسکی دلیل بھی دی ہے اور یہ بات اور کسی الہامی
کتاب میں نہیں اور آئندہ اس سے بڑھکر کیا کوئی دلیل دیگا۔

سوم تمام مذاہب جو خدا کی طرف سے ہونیکے مدعی ہیں ان میں ایک امر مشترک پایا جاتا ہے کہ وہ دعا
کے قائل ہیں الفاظ دعا میں خواہ اختلاف ہو مگر اصل دعا میں کسی کو اختلاف نہیں اور یہ بات بھی
دنیا میں نبی کریم صلعم ہی صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ ان کے متبعین اسکے لئے دن

ذات کے ہر ایک حصے میں جا کے ترقی درجات مانگتے ہیں کسی مذہب کا ہرگز ہرگز کوئی مقتدا نہیں جس کے لئے اُس کے مقتدیوں نے اس قدر دعا کی ہو اس کی تفصیل یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود وسلم از کم نماز میں پڑھا جاتا ہے اور زمین گول ہے پس دنیا میں ہر ایک وقت کسی نہ کسی نماز کا وقت موجود رہتا ہے اور نماز میں ضرور پڑھا جاتا ہے جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ترقی درجات وازدیاد برکات کے لئے خلوص بھرے دل سے دعا کی جاتی ہے عیسائی مسیح کے لئے دعا ہی نہیں کرتے اور ایسے ہی ہندو سری رامچندر و کرشن جی کے لئے اس کی ضرورت نہیں سمجھتے ہاں مسلمان ہیں جو اپنے محسن نبی کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور تیرہ سو برس سے اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد پڑھ رہے ہیں ساری دنیا میں مومن مسلمان جو نیک کام آپ کی تحریک و ارشاد کے ماتحت کرتا ہے اس کا ثواب بھی آپ کو ملتا ہے پس اس لحاظ سے بھی آپ ہی کی ذات بابرکات خاتم النبیین ٹھہرتی ہے۔

شفاعۃ النبی بعض لوگ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے شافع ہونے کا ثبوت قرآن مجید سے طلب کرتے ہیں انکے لئے یہ آیت حجت قاطع ہے ولا یملک الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ الا من شہد بالحق وھم یعلمون (زخرف) کے سوا کچھ نہیں وہ شفاعت کے مالک نہیں اللہ یا ثابت ہے کہ ایک شافع ہے جس نے حق کی گواہی دی اور وہ لوگ سب خوب جانتے ہیں یعنی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اسی طرح ایک اور آیت ہے پارہ ۵ رکوع ۶ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما اگر ان لوگوں نے اپنی جان پر کوئی ظلم کیا تو وہ تیرے پاس آتے اور اللہ سے مغفرت مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے مغفرت مانگتا تو اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان پاتے۔

شفاعت کی حقیقت سمجھنے کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ یہ لفظ شفع سے نکلا ہے اور مندرجہ ذیل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلعم کی اتباع انسان کے گناہوں کی مغفرت کا موجب ہے حضور انور کی ذات ستودہ صفات ایک نور ہے جو اس نور سے تعلق پیدا کرتا ہے اس سے ظلمات دور ہوتی ہیں

یہ شفاعت ہے جو حضور کی جگہ [illegible] باری کا نام شفاعت نہیں جیسا کہ بعض نادانوں نے غلطی سے سمجھا ہوا ہے
اور اس پر اعتراض کرتے ہیں

حل مشکل جب کوئی ایسا مسئلہ تمہارے سامنے پیش ہو جس کا جواب تمہیں نہ آتا ہو تو خصم کو بعض اوقات
جواب دینا ضروری نہیں کیونکہ جس بات پر خود تم کو یقین نہیں اسے دوسرے کو منوا دینا ماننے کے لئے
کہنا دیانتداری کے خلاف ہے چاہئے کہ اس آیت یا سوال کو لکھ کر یا دیوار پر کسی نمایاں جگہ جہاں ہر
وقت تمہاری نظر پڑتی ہے آویزاں کر دو اور دعا صدقہ و خیرات کرو استغفار بہت پڑھو یہاں تک کہ
کے رنگ میں اللہ تعالیٰ سے بہت بہت دعائیں کرو یقیناً یقیناً تم کو سچائی کی راہ نظر آجائیگی قرآن
کریم کے ابتدا میں ہی اس نکتہ کو بیان کیا گیا ہے فرماتا ہے ھدی للمتقین الذین یؤمنون
بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون ہدایت ان لوگوں کا حصہ ہے جو گناہ کی
زندگی سے بچنے والے ہوں ایمان بالغیب رکھیں دعاؤں میں لگے رہیں اور کچھ صدقہ و خیرات
بھی کریں حضرت امام شافعی کا ایک شعر ہے فان العلم نور من الٰہ و نور اللہ لا یعطی لعاصی
یہ اصل تفسیر ہے لا یمسہ الا المطھرون کی یعنی قرآن مجید کے مطالب کی تہ کو پہنچنے اور
معضلات [illegible] مسائل کے حل کے لئے پاک زندگی اور طہارت قلب ہونا چاہئے ایک معمولی مہمان
کے لئے مکان صاف کیا جاتا ہے اور حتی الوسع کوئی ناپاکی و گندگی نہیں رہنے دی جاتی تو خدا کے
کلام کے معانی کے نزول کے لئے ایک مصفیٰ دل کی کیوں ضرورت نہ ہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے معاملہ میں اگر لوگ اس اصل پر چلتے تو کبھی اعتراض نہ کرتے اور دستور جب وہ حیران ہوتے چاہئے
تھا کہ وہ خدا کے حضور رو رو کر عرض کرتے کہ الٰہی ہم پر حق کھول دے استغفار کرتے صدقہ خیرات دیتے
اور پاک زندگی اختیار کرتے انسان جو بڑے کام کرتا ہے انکی ابتدا ان وسوسوں سے ہوتی ہے جو
سینہ میں اٹھتے ہیں ان کا علاج یہ ہے کہ جب ایسے خیالات کا سلسلہ اٹھنے لگے تو اس جگہ کو بدل دو
باہر چلا جائے کسی سے باتوں میں لگ جائے اور بات کو بدل دے ایک شغل میں لگ جاوے اگر وہ سلسلہ نہ ٹوٹے تو دوسرا
مشغلہ اختیار کرے [illegible] قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دے علم طب [illegible]

[illegible]

الحمد پر ہے استغفار کرنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا ورد کرنے
اختلافات سے گھبرا جانا مسلم کا کام نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اختلاف کے رفع کیلئے ہدایت فرمائی ہے۔
لقد ارسلنا رسلنا بالبینٰت وانزلنا معھم الکتٰب والمیزان لیقوم الناس بالقسط
وانزلنا الحدید فیہ باس شدید ومنافع للناس یعنی اختلاف رفع ہوتے ہیں کتاب سے
اور میزان سے جس میں علم مناظرہ شامل ہو پھر بھی فیصلہ کرتا ہے جو پچھلے زمانہ میں گر بصورت
تلوار فیصلہ کن تھا تو اس زمانے میں بصورت قلم غرض اسلام نے ہر مشکل کے حل کرنے کے لئے طریق رکھا
ہے مبارک وہ جو قرآن شریف پر عمل کرتے ہیں۔

نکات حدیث

نواس بن سمعان کی حدیث

(مکتوب ارشادات سیدنا نور الدین امام جماعت [illegible])

قرآن مجید ایسے وقت نازل ہو کر دنیا میں ایک اندھیرا چھا رہا تھا اور رکھ حقیقی ماوے اور پڑے
ہوئے تھے کل دنیا کی تعلیم کا حسین قرآن مجید سے ہے ضروری ہوا کہ عربوں کو سمجھنے کے لئے زبان کو
وسعت دی جائے مثلاً صلوٰۃ حج زکوٰۃ صوم الفاظ عربی الفاظ ہیں مگر نبی کریم صلعم نے اپنے عمل سے
واضح کر دیا کہ اسلام میں یہ صلوٰۃ کسے کہتے ہیں اور زکوٰۃ کس کو صوم کس کو اور حج کس طرح کی عبادت کا
نام ہے ورنہ لغت کا مفہوم کیا ہے حقیقی معنی کیا ہیں اسے کوئی نہیں سمجھیگا اس سے ثابت ہوا
کہ قرآن مجید کے معنوں کا ایک حصہ ہم رسول کریم صلعم کے تعامل سے لے سکتے ہیں

۲- ایک حصہ قرآن مجید کے معانی کا ہم لغت کے ذریعہ حل کرینگے جس قدر لغت پرانی ہوگی
وہ زیادہ مفید ہوگی۔

۳- ایک حصہ عقل مشاہدہ تجربہ صحیحہ اور پیش نظر رکھنے سے حل ہوگا تیسرے ذریعے تو پھر اقوال
رسول کریم صلعم لغت صحیحہ مشاہدات تجارب صحیحہ پھر تھا ذریعہ علم التعبیر والرؤیا ہے جس میں ہم تاویل

دقت کہ اسے پایا نہیں گئے معانی اس علم کے ذریعے سے حل ہوتے ہیں اور سب صوفیائے کرام نے خوب سمجھا ہے سورۂ یوسف پڑھ کر دیکھئے یہ بات خوب حل ہوتی ہے اس میں رؤیا [illegible] دیا ہے لیکن سب کو سنایا ہے گویا سورۂ کا [illegible] اس پر ختم ہے کہ انسانوں کے رؤیا ہیں اعلیٰ امر جو قابل توجہ ہے کہ فی المنام کوئی بھی نہیں اعلیٰ امر جو مسلم ہے کہ نبی کا خواب بھی [illegible] میں ہوتا ہے دیکھو حضرت ابراہیم کا خواب

اگر ہم اس اصول کو مدنظر رکھکر ابن صیاد کی حدیث پر غور کریں تو اس میں کوئی مشکل نہیں رہتی کوئی تبدیل کرنی پڑتی اگر مجازی معنی لینے پڑتے ہیں ہاں اس سے پہلے اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ بعض علماء کو وہم ہو گیا ہے [illegible] حقیقت مجازی معنی لینے کا الزام دیتے رہتے ہیں دجال کے متعلق بہت سی مشکلیں پیش آئی ہیں ان سے نکلنے کے لئے مخرج ہو [illegible] ان کا علم ہو جائیے مثلاً دجال کی نسبت ہے کان فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حدیث میں بڑا دجال کو کسی آدمی نے [illegible] ایک جزیرہ میں قید دیکھا دوسری طرف [illegible] حضرت عمر حضور نبوی میں قسم کھاتے ہیں کہ ابن صیاد ہی دجال ہے اور آپ کی تردید نہیں فرماتے انی سمعت عمر یحلف علی ذلک عند النبی صلعم فلم ینکرہ النبی صلعم متفق علیہ بخاری کی حدیث ہے کہ جو لوگ اس وقت دنیا میں موجود ہیں سو برس کے بعد ان میں سے کوئی بھی نہ ہوگا اس حدیث صحیح سے ابن صیاد دجال تھا تو وہ [illegible] دونوں [illegible] ہیں کہ دجال چالیس دن رہیگا یوم کسنۃ و یوم کشہر و یوم کجمعۃ [illegible] دوسری طرف حدیث میں ہے [illegible] سنۃ یعنی چالیس سال ایک حدیث میں ہے کہ دجال جوان ہے [illegible] جزیرہ میں [illegible] دیکھا [illegible] زمانہ نبوی میں موجود تھا تو [illegible] بوڑھا ہو گیا ہوگا ایک حدیث میں ہے کہ جنت اسکے ساتھ ہیں دوسری میں [illegible] ایک [illegible] کعبہ کا طواف کرتے دیکھا دوسری میں ہے کہ وہ مکہ مدینہ کے سوا سب جگہ پھر جائیگا ایک میں [illegible] ہوگا اور ہے دوسری میں [illegible] کے کھانے ہونگے [illegible] غرض اس قسم کے [illegible] علیحدہ [illegible] نازل ہوئے جاتے ہیں

جو طریق ہم نے اختیار کیا ہے اس سے ایسی تمام مشکلات حل ہو جاتی ہیں کلام دو قسم ہیں متشابہات
محکمات اگر متشابہ کو محکمات کے تابع کر لیا جاوے اور ان چاروں چیزوں سے کام لیا جائے تو اصلی صورت
ہو جاتی ہیں مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ حدیث شریف میں دجال کے فتنے سے محفوظ رہنے کے لئے سورۂ کہف
کی دس پہلی اور پچھلی آیات پڑھ لی جائیں سو جب انکو دیکھیں تو اس میں یہ آیت ہے وینذر الذین
قالوا اتخذ اللہ ولدا اس سے ایک صفت کا پتہ لگ گیا ایسا ہی آخری دس آیات میں ایک آیت
ہے الذین ضل سعیہم فی الحیوۃ الدنیا وہم یحسبون انہم یحسنون صنعا یہ دوسری
صفت ہے اور ان دونوں صفتوں میں قرآن و حدیث متفق ہیں ایک تو مذہبی عقیدہ کی نسبت فرمایا اور
ایک دنیاوی ترقی کے بارے میں بتلایا۔

پھر ہم لغت عرب کو دیکھیں تو اس میں لکھا ہے الدجال ہو الکذاب اور ساتھ ہی قرآن
مجید میں ان یقولون الا کذبا اور حدیث میں کذب آیا ہے گویا اس نشان کا قرآن و حدیث و لغت متفق
ہیں پھر لغت میں لکھا ہے دیکھو تاج العروس الدجال من الدجالۃ طائفۃ عظیمۃ
تحمل متاع التجارۃ یعنی وہ نشان ہے تجارت کے اعتبار سے کہ وہ لوگ تمام روئے زمین پر
پھیل جاویں گے اور زمین کی ہر شئ کو پیدا کریں گے پھر لغت میں الدجال کی وجہ بتائی گئی ہے لضربہ
فی الارض و قطعہ اکثر نواحیہا زمین میں سفر کرنے اور اکثر علاقوں کو طے کر لینے کی وجہ
اسی طرح لغت میں ہے الدجل ہو الکذب والتمویہ و خلط الحق بالباطل اور یہ امر بھی
مسلم ہے کہ النساء حبائل الشیطان اور الخمر جماع الاثم یہ دو اخیر چیزیں بھی دجل کرتے
یاجوج ماجوج اجت النار اجیجا التہبت آگ بھڑک اٹھی اور اجاج الماء اجوجا
پانی موج زن ہوا ان دونوں لفظوں سے صاف ظاہر ہے کہ آگ اور پانی سے غیر معمولی کام لینے
والی قوموں کی طرف اشارہ ہے اور بائبل میں حزقی ایل باب ۳۸ آیت ۳ اے جوج
روس اور مسک اور توبال کے سردار دوسری طرف انگلستان کے گلڈ ہال میں دونوں قوموں کے
مورتان اعظم کے اشبہ موجود ہیں چنانچہ اگلے زمانے میں لارڈ میئر کی نمائش کے دن انکو

باہر رکھا ہوا تھا کہتے ہیں کہ یہ بت اسلئے بنائے گئے کہ زمانہ قدیم کے یاجوج ماجوج اور گاگ میگاگ کی یادگار
رہیں جو اس جزیرہ انگلستان پر قدیم باشندوں سے جنگ کیا کرتے تھے اور ہمارے شہر لنڈن کی
بنیاد اسی قسم یا جوج ماجوج نے ڈالی تھی دونوں بت جو گلڈ ہال کے دروازے میں رکھے ہیں
ہر ایک ۱۴ فٹ بلند ہے یاجوج جو بائیں پہلو ہے اسکے ہاتھ ایک لمبا عصا ہے جس کیساتھ زنجیر
سے ایک گول ڈنڈا جڑا ہے اور یاجوج کی پشت پر ایک کمان و ترکش ہے جو تیروں سے بھرا ہے دائیں طرف
دوسرا بت ماجوج کا ہے جو ڈھال اور برچھی سے مسلح ہے (دیکھو ...) رسالہ گلڈ ہال
گلڈ ہال لنڈن (انوار الدین صفحہ ...)

اور تمام لغت طب ہیئت جغرافیہ تاریخ کی کتابیں بالاتفاق یہی بتاتی ہیں کہ یاجوج ماجوج
چوتھی ولایت سے شمال کی طرف ہیں قرآن سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان پہاڑوں کے حملوں کی روک کے
لئے ذوالقرنین نے سد چار دی تھی مگر آخری زمانے میں اس سد کو توڑ دیں گے اور ان الفاظ میں ہے کہ
ان کا مسکن جبل قوقاز یا کاک ہے اور اس پہاڑ کو جبل یاجوج ماجوج کہتے ہیں۔

ماحصل کلام یاجوج ماجوج کی حقیقت بغیر کسی بحث اور لمبے دلائل کے کھل گئی اب
حدیث صاف ہے جو کچھ واقع ہونا تھا وہ دیکھ لو ہو چکا یہ درست ہیں اور ... لکھے گئے ہیں
اسلئے اسی طرح اسکے معنی سمجھے جائینگے اور ... باتوں کے متعلق ... موضوع ہے جیسے علم تعبیر
وغیرہ نمونہ کے طور پر دیکھو اسی حدیث میں ایک شاب کے قتل کا ذکر ہے علامہ زرقانی شرح ... دیکھئے
سے لکھتے ہیں کہ حسن ساعی (الا یقتل فالقتیل حیوۃ وان المقتول یصیب خیراً)
جو دیکھے کہ وہ مقتول ہے اس کی حیات لمبی ہوگی اور مقتول کو بھلائی پہنچیگی مطلب یہ کہ اسلام پھر
ہوگا اور ظاہری نظر سے یہ دکھائی دیگا کہ اب کوئی دم میں فنا ہو گا مگر پھر وہ زندہ ہو جائیگا اور اس
میں خیر و برکت ہوگی اور بڑی ترقی ہوتی رہیگی۔

جنگ بدر سے جنگ یرموک تک

مصنفہ ... تاریخ اسلام کے ...
میں ... شائع ہو ... قیمت ...

بگذشت و رفت

جناب محمود طرزی مدیر سراج الاخبار کابل کے مندرجہ ذیل اشعار میں افغانی ترقیات موجودہ و حالات کا منظر دکھاتے ہیں۔

وقت شورہ شاعری بگذشت و رفت — وقت سحر و ساحری بگذشت و رفت
وقت اقدام است و سعی و جستجو — غفلت و تن پروری بگذشت و رفت
عصر عصر موٹر و ریل است و برق — کاروانہائے اشتری بگذشت و رفت
کیمیا از جملہ اشیاء زر کشد — وقت اکسیر آوری بگذشت و رفت
علم و فن حیرت رسید صنعت پری — قصۂ دیو و پری بگذشت و رفت
تلگراف آورد خبر از مشرق از — قاصد و نامہ بری بگذشت و رفت
سیم آہن در سخن آمد ز برق — تیلفون بشنو کری بگذشت و رفت
کوہ ہا سوراخ و برہا بحر شد — جانشینی راہ گزری بگذشت و رفت
شد ہوا جولانگہ نوع بشر — رشک جنیال و پری بگذشت و رفت
گفت محمود این سخن را و برفت — سستی کم ہمتی بگذشت و رفت

اس پر ہمارے دوست غلام سرور [illegible] اشعار ذیل میں ترقیات کا ذکر کرتے ہیں

فتنۂ دجال عالمگیر شد — فکر دین پروری بگذشت و رفت
آتش از جوش و ز دود جہاں — عیش [illegible] بگذشت و رفت
برزمین [illegible] — ترکی ترک جبری بگذشت و رفت
حال ایران زار شد از دست [illegible] — نعرہ ہائے حیدری بگذشت و رفت
شامت [illegible] — عز و جاہ نادری بگذشت و رفت
نور دین [illegible] — عہد [illegible] بگذشت و رفت
[illegible] مہدی و مسیح احمدی است — آن مسیح احمدی بگذشت و رفت
[illegible] — از فلک چوں عیسوی بگذشت و رفت

تحفہ بنارس مخدوم مکرم مفتی صاحب شاہ جہانپوری کے ان چنے ہوئے اصحاب میں سے ہیں جو تحریر و تقریر دونوں میں ایک خاص ملکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے عطا فرمایا ہے آپ کو بنارس کا سفر پیش آیا تو اپنے بھائیوں کے لئے کسی سوغات کی فکر ہوئی اور تحفہ جیسی چیز کا پیش کرنا پسند ہوا کہ اس علاقہ میں کم مستی ہو کاشی کے لئے تو یہ سے بڑھکر تحفہ ہو سکتا ہے آپ نے اسلام کی کشتی میں لگا کر اپنی نصرت البشریکہ اس علاقہ کے بعض مفتی نے جو اس ملاقاتی سے ہوا کر دیکھئے تو حید کو دیکھ کر بمشکل بہت اس میں ہیں ان غلامیں سب سے توحید کا مقصد ختم کرنے والے لوگوں میں وحدت کی روح پھونکنے والے لئے گئے ہیں کہ حسب کلام سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے حضرت صاحب تحفہ کی نگہ میں بہ مرسل یزدانی حضرت مسیح الموعود قادیانی کا ذکر ہوا

مسئلہ عبرانی و کلدانی کے فاضل مصنف جس دانشمندی سے مسئلہ توحید کے ساتھ مسئلہ رسالت و بھولنے نبی محمد مصطفےٰ اور اپنے آقا محمد مجتبیٰ کی صداقت پیش کی ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے اس رسالہ کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے جس کے متعلق میں تبلیغ کرنی چاہیئے ایک ایسے مجمع میں جہاں مخالفین کی کثرت ہو جس جرأت سے آپ نے سلام کہکر وقف اللہ صداقت ہے کی تبلیغ کھول کھول کی ہے وہ نہ صرف ہندوؤں اور عیسائیوں کو بلکہ ہندو مسلمان کہلانے والے بھائیوں کو بھی اپنی علمی مسلکت کے حوالے سے [illegible] کر دیکھا ہے کہ وہ ایک سب اور ایک دین حق [illegible] اس دین کی اشاعت کر رہا ہے [illegible] اس [illegible] کی [illegible] کر کے [illegible] جو [illegible] کس طرح ہم جہاں تک سکتے ہیں اور باوجود اس بات کے کہ کوئی ایک بات نہیں سنا پھر بھی آپ باتوں اتنی ہی کو حق کس [illegible] ہے کہ [illegible] میں بیچا ایک [illegible] کر دیا ہے [illegible] آرزو گھٹ [illegible] مجلس [illegible] حضرت مسیح موعود [illegible] استقرار کی شان ہے [illegible] سے [illegible] ہم [illegible] کے واسطے قیمت صرف [illegible] روپی مستطاعت کے نسخے خرید کر مفت تقسیم کریں

البشارت | یہ ریویو ایک اخبار ہے جو ہفتہ وار ہے۔ [illegible] ہے ایک شہر سیالکوٹ سے شائع
ہونے لگا ہے اس کے ایڈیٹر صاحب اسی طرز پر آگئے جیسے عموماً آریہ اخبار آجکل ہو رہے ہیں سلسلہ احمدیہ کے امام
کی پیشگوئی پر بھی متانت سے تشریح کرتے ہوئے الفاظ میں حملہ کیا ہے ہم کسی طرح سے اختلاف رائے سے
کسی مسئلہ پر سنجیدہ تنقید کرنا نہیں روکتے مگر کسی [illegible] کے [illegible] صحیح ہو [illegible] انسان
کے مذہب [illegible] امام کی نیت پر حملہ کرنا [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible]
کی شوخ چشمی [illegible] ہے گو ہم دوست سمجھ کر [illegible] یہاں لکھا جاتا ہے [illegible]

الحق | ہمارے احمدی بھائیوں میں [illegible] کے ایڈیٹر [illegible] مشہور [illegible] میں [illegible]
کے مضمون [illegible] اسلام کی خوبیاں [illegible] بیان کرتا ہے [illegible] قابل قدر ہے [illegible]
جن کی مشکلات [illegible] ہیں وہ قابل [illegible] ہے [illegible]
ہے کہ کچھ مدد کریں [illegible] نقصان [illegible] برداشت کر رہے ہیں [illegible]
[illegible] بھی ہو سکتی ہے آجکل بعض اخبارات اپنے [illegible] کی تحریر کر رہے ہیں [illegible]
دارالسلطنت [illegible] بہت خوشی کی بات ہے کہ [illegible] ایک اخبار بھی
دارالسلطنت میں [illegible] ترقی کیا ہے ہیں [illegible] کوشش کر رہا ہے۔

الحکم قادیان | [illegible] میں اخبار [illegible] پیدا کر [illegible] مشکلات میں ہو
[illegible] اشاعت [illegible] فرق [illegible] شروع سال سے ہفتہ [illegible]
شائع ہوتا ہے [illegible] ہے [illegible]
[illegible] قابل [illegible] ہے [illegible]
[illegible] کوشش ہونی چاہیئے [illegible] اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے [illegible]
بھی اسے مفید بنانے میں [illegible] ہے لیکن [illegible]
[illegible] کے فضل [illegible] ہے [illegible] ایک [illegible]
پیدا کرے [illegible] مضامین [illegible] ایڈیٹر کی [illegible]
تحریروں کے [illegible] ہے

تاہم اپنی طرف سے بہت کوشش کی جاتی ہے۔

۳۔ مضامین کی موجودہ ترتیب میں اگر کوئی نقص ہو یا کسی خاص قسم کے مضامین ضروری ہوں تو مطلع فرمایا جاوے تاکہ اس پر غور کر کے تعمیل ارشاد کر سکوں حجم و صفحے بڑھا دیا گیا ہے چندہ سالانہ وہی ہے۔

تشحیذ بک ایجنسی | مینیجر تشحیذ کیساتھ بک ایجنسی بھی کھولی ہے احباب ہر ایک قسم کی کتاب جو سلسلہ احمدیہ کے متعلق ہو منگوا سکتے ہیں اسکے علاوہ اور اسلامی کتابوں کا اسٹاک مہیا کرنے کی بھی تجویز ہو رہی ہے۔

عمدۃ الاحکام۔ حدیث کی نہایت معتبر و مستند کتاب جو با اعراب مع ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح کو بہت پسند ہے جو مدرسہ احمدیہ میں پڑھائی جاتی ہے اور عورتوں میں بھی اسکا درس ہوتا ہے تشحیذ سے قیمت ۱۲ علاوہ محصول ڈاک منگوائیں تعداد کتابت بہت تھوڑی ہے مینیجر تشحیذ الاذہان کے پتہ سے بھی ہو سکتی ہے لیکن ناممکن ہو تو حضرت صاحبزادہ صاحب کو تکلیف دیا کرے۔

ڈاکٹر الیس کے برمن کا اشتہار سلک کے ساتھ بطور ضمیمہ رسالہ ہذا ڈاکٹر صاحب کے مشتہر کثیر اخباروں اور رسالوں میں ہوتے ہیں اور وہ لیکن تمام معاملے کے صاف ستھرے ہیں ناظرین تشحیذ اپنی مہتمانہ مزاج و احتیاط کے ساتھ انکی مشتہرہ ادویہ سے فائدہ اٹھائیں۔

مسلم نور کشمیر | اخبار کشمیری ہے ملی اور قومی حقوق کا محافظ انکی تمدنی پولیٹیکل اصلاح انکی تعلیم کا حامی ان میں اتحادی زندگی اور مکمل اخلاقی مذہبی اور روحانی مذاق پیدا کرنیوالا ماہوار ہر ہفتہ دو بار شائع ہوتا ہے قیمت صرف تین روپے سالانہ المعلن مینیجر اخبار المشیر مراد آباد

ضیاء الاسلام | مراد آباد سے ایک طرز کا واحد علمی و مذہبی ماہوار رسالہ ہے جس میں علمی تمدنی اخلاقی تاریخی مضامین اور نیز مخالفین اسلام کے اعتراضات کے متین اور دندان شکن جواب ہوتے ہیں قیمت سالانہ عہ روپیہ تھا لیکن آخر فروری ۱۹۱۲ء تک نصف قیمت عہ کا اعلان کیا جاتا ہے **المشتہر** مینیجر ضیاء الاسلام مراد آباد

وی پی واپس کرنیوالے حضرات!

جن اصحاب کے نام سالِ گذشتہ کے بقایا کے لئے ماہ جنوری میں وی پی کئے گئے تھے ان میں سے بعض احباب نے باوجود پہلے اطلاع دینے کے وی پی واپس کر دیئے وہ اپنی مرضی سے اطلاع دیں کہ آیا ان کے ذمہ سالِ گذشتہ کا بقایا ہے اور وہ رسالہ آئندہ جاری رکھنا چاہتے ہیں یا بند کر دیا جائے کیونکہ خواہ مخواہ رسالہ کو زیر بار کرنا ٹھیک نہیں ہے کہ ایک کارڈ پر اپنی مرضی سے اطلاع دی جائے۔

دوم - سالِ رواں کا چندہ بھی بذریعہ وی پی وصول کرینگے ہم ان اصحاب کے نام ماہ فروری کا رسالہ وی پی کریں گے اور بار بار وی پی بھیجنے کی بجائے اطلاع کے شائع کرنیکے بعد جن اصحاب نے وی پی واپس کر دیا ہے وہ براہ مہربانی اطلاع دیں کہ کس مہینے میں چندہ ادا فرمائیں گے۔ دونوں قسم کے حضرات اگر ماہ جنوری یا فروری کا وی پی واپس شدہ رسالہ دیکھنا چاہتے ہیں تو ٹکٹ بھیج کر مطابق وی پی رجسٹر منگوالیں ۔ ان کی تعمیل کی جائیگی۔

شرح اجرت اشتہارات

	فی سال	چھ ماہ	تین ماہ
فی صفحہ			عہ
نصف صفحہ		عہ	۸؎
چوتھائی صفحہ	۳	۳	۱۲؎

ادارہ ایسے اشتہار کو جو شرائط کے مطابق نہ ہو شائع کرنے کا مجاز ہوگا۔ تمام اشتہارات پیشگی اجرت ادا ہونے پر شائع کئے جائیں گے۔ نوٹ - اشتہار کا مضمون صاف لکھ کر بھیجیں۔ [illegible]

۱۹۱۳ء

بابت ماہ اپریل

[illegible]

[illegible]

رسالہ

تشحیذ الاذہان

ایڈیٹر صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

فہرست مضامین

[illegible]

دفتر تشحیذ کی موجودہ کتابیں

ضرورت زمانہ۔ ایک سو سوال جو اسلام پر کئے گئے ان کے نہایت مدلل جواب حجم قریباً دو سو صفحہ قیمت [illegible]

اسلام کی پہلی کتاب۔ حضرت مسیح موعود کے دعاوی کے متعلق یہ درکتب نہایت مدلل اور کامل ثبوت بچوں کے پڑھانے کے لئے حجم [illegible] صفحے قیمت [illegible]

چولہ بابا نانک — گرو نانک صاحب کے سچے مسلمان ہونیکا ثبوت۔ اور اعتراضوں کے جواب

لیکچر لاہور کا جواب

معیار حق۔ سچے مذہب کی شناخت

تعلیم الاسلام معہ ضمیمہ۔ دہرسال کی تہذیب الاسلام حصہ اول کا جواب [illegible]

میں مسلمان ہو گیا حصہ دوم و سوم۔ اسلام کی حقانیت اور آریوں کے اعتراضوں کا جواب [illegible]

ترجمۃ القرآن پارہ نمبر [illegible] — یہ تفسیر شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم نے نہایت قابلیت سے لکھی ہے۔ ربط اور دلائل کا خوب لحاظ رکھا ہے

مکتوبات احمدیہ۔ حضرت اقدس کے پرانے خطوط معارف و حقائق کے خزانے۔ قیمت [illegible]

اربعین۔ میں حلف کر کے ذکر کرتا ہوں کہ ان دستی میں حضرت اقدس نے اپنی صداقت کا

اسماء الحسنیٰ۔ اسماء الٰہی کی تشریح بچوں کے پڑھانے کے لئے نہایت مفید رسالہ

خطبات کریمیہ۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے چند خطبات کا مجموعہ قیمت [illegible]

پرانی تحریریں۔ حضرت اقدس کی بعض نایاب تحریریں جو اب کہیں نہیں ملتیں قیمت [illegible]

الموعظۃ الحسنۃ۔ سود تحریت کی رشنی تفسیر مصنفہ حضرت مولانا احسن قیمت [illegible]

سلاک مروارید حصہ اول [illegible] مصنفہ شیخ یعقوب علی صاحب ناول کے پیرایہ میں اور تو نکتے اسلام و احمدی
دوم [illegible] سلسلہ کے مسائل کی دلچسپ تشریح

مجربات حصہ اول [illegible] حضرت مولوی حکیم نور الدین کے طبی مجربات کا مجموعہ [illegible]
دوم [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان قادیان

بابت ماہ اپریل ۱۹۱۲ء

سچائی کی فتح

ف

اگرچہ باطل کی طرف سے پہلے پہلے سچائی کی سخت مخالفت ہوتی ہے مگر سچائی آخر سچائی ہی ہے انجام کار کامیابی اور فتح اسی کا سہرا صداقت کے سر پر باندھا جاتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اس سچائی کا اظہار کیا کہ مسلمان اب مسلمان نہیں ہے اسلئے ضروری ہے کہ مسلماں را مسلماں باز کردند کے الہام ہدایت التیام کے ماتحت انہیں پھر مسلمان بنایا جائے تو ایک طوفان بے تمیزی برپا ہو گیا۔ اور حاسدان شوخ و گستاخ بچوں کی طرح یہ لوگ دشمنیں اور پتھر اٹھا کر اپنے ہادی اپنے محسن اپنے خیر خواہ اپنے ہی خواہ کی طرف لپکے۔ اس نے نہایت محبت اور پیار سے انکو سمجھایا کہ خلاف اسوہ کیوں ہے

تمہارا وظیفہ بگڑ چکا ہے۔ اسلئے تم حسل کر زہر پیالی پی رہے ہو پھر اپنا دست مسیحائی اُن کے سروں پر پھیرا اور ان بھری ۱۱۱ آل اللہ کہتے ہوئے انکا علاج کیا۔ آخر بیمار جب کسی قدر سنبھلے تو انہیں معلوم ہوا کہ ہم ہی غلطی پر تھے۔ اب یکجگم دیگر زبان ہو کر تقریریں کر رہے ہیں۔ اور اخباروں اور رسالوں میں مضمون لکھ رہے ہیں کہ ہم مسلمان نہیں ہے چنانچہ ڈکسن لکھتا ہے کہ جو لوگ قرآن پاک یا تاریخ کے ذریعہ سے حقیقی اسلام سے روشناس ہو جاتے ہیں کہ موجودہ مسلمان اسلام کی مسخ شدہ صورت میں تو ہیں پر اسلام کے امتیازی خدوخال کا نشان تک باقی نہیں۔ سنجیدہ عقائد کے بجائے باطل توہمات پیدا ہو گئے ہیں۔ اعمال حسنہ کی جگہ بدعات سیئہ نے لے لی ہے نماز جس کا وصف تنہی عن الفحشاء والمنکر تھا صرف ایک حس خشک ہیئت کذائی کا نام ہے صوم جسکا منشا تزکیہ نفس غربا و فقراء کی کشش کی ہمدردی و اعانت کے جذبات پیدا کرنا تھا وہ صرف اوقات غذا کے تغیر سے عبارت ہے زکوۃ جس کی غرض تمام قومی ضروریات کی کفالت تھی اسکا کوئی نظام نہیں عام مسلمانوں میں مذہب سے سرد مہری اور بے اعتنائی بڑھتی جاتی ہے جدید تعلیم یافتہ جماعت مذہبی توہمات کی وجہ سے مذہب سے متنفر اور برگشتہ ہوتی جاتی ہے۔ یورپ کے فلسفہ اور الحاد کا ریلا ہے اچھا اور اگر مذہبی ہلاکت کے لئے کافی ہوتا ہے ہندوستان میں بعض مقامات ایسے ہیں۔ جہاں کے مسلمان ہندوؤں کے مراسم مذہبی سے آلودہ ہیں ان کے نام ہندوانہ ہوتے ہیں؟ اور یہ کہ اب مسلمان کیا کریں۔ اس سوال کا جواب یہی ہے کہ مسلمان بنیں۔ اور قرآن مجید کی روحانی حکومت کا جوا اپنے کندھوں پر رکھکر مزرعۃ الآخرۃ کی کاشت کریں۔ اور گلشن وحدت کے پھل چنیں۔ اخبار دین حضرت سے امر پوشیدہ مخفی نہیں کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے

پھر اس روحانی معالج مسیح الزمان نے فرمایا کہ مسلمانوں کی دینی و دنیاوی ترقی کے لئے وحدت کی ضرورت ہے۔ اور وحدت قائم نہیں ہو سکتی اور نہ ہو سکتی جب تک کہ سب

کے سب ایک امام کے جھنڈے کے نیچے جمع نہ ہوں اور اپنی خواہشوں اپنی اناؤں اپنی آسودگیوں کو اسکے ارشاد کے مقابل پر قربان نہ کریں اسوقت تو یہ بات تلخ معلوم ہوتی اور اسے مستبعد سمجھا گیا مگر جب ایک قوم کو اس وحدت کے ثمرہ سے متمتع ہوتے دیکھا تو اب ان کا بھی کھل گیا ہے لیکن یاد رکھو کہ یہ وحدت ہرگز ہرگز انجمنوں کے انعقاد سے حاصل نہیں ہو سکتی جیسا کہ پچھلا تجربہ اسکا گواہ ہے۔ شکر ہے اب یہ نکتہ قوم کے فہیم طبقوں کا روگ مانتے چلے جاتے ہیں اور وہ وقت قریب ہے کہ اس سچائی کا اظہار جو دبی زبان سے کیا جاتا ہے کھلی زبان سے ہونے لگے چنانچہ حسن نظامی کا رسالہ ظہور مہدی بڑی دلچسپی سے مسلمانوں میں دیکھا جاتا ہے اور سب یہ کہتے ہیں کہ اب موجودہ مشکلات کا حل نہ تو انجمنوں سے ہو سکتا ہے نہ کسی دنیاوی خطاب یافتہ لیڈر یا ایسے لیڈروں کی جماعت سے بلکہ اب تو یہ کشتی وقت ہے کہ مردے از غیب بروں آید و کارے بکند یعنی مسلمانوں کی اصلاح و فلاح کا دار و مدار کسی روحانی بزرگ کے دست حق پرست پر ہو سکتا ہے جو بارگاہ ایزدی سے مہدی کے خطاب سے ممتاز ہو مسلمانوں کی نہ دینی حالت اچھی ہے نہ دنیاوی نہ انکے علماء و فقراء میں روحانیت باقی ہے نہ انکے امراء میں کچھ طاقت ہے نہ اب انکی کوئی سلطنت ہے جو ایک دو باقی ہیں وہ بھی یوں سمجھو کہ دم توڑ رہی ہیں ایسے وقت میں کسی آسمانی ہتھیار سے مسلح مہدی کے مسیحانہ اعجاز نمائی کی ضرورت ہے۔ اب زمینی ہتھیاروں زمینی طاقتوں سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ یہ بات تو بالکل صحیح ہے مگر کے ظہور کے لئے جو شرائط تم نے مقرر کیا ہے اسکی نسبت میں بڑے یقین اور زور کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ [illegible] ہرگز نہ جائیگا۔ تمہارا مزعومہ مہدی نہ آئیگا یہاں تک کہ یہ صدی گزر جائیگی۔ اور تمہاری آنکھیں یونہی کھلی کی کھلی رہ جائینگی مسیح آسمان سے نازل نہیں ہوگا اور تمہارے سر اسی طرح اٹھنے کے اٹھے رہ جائینگے۔ آخر ہار کر تھک کر تم جب اپنے گریبان میں سر ڈال کر سوچوگے تو یہ سچائی روز روشن کی طرح کھل جائیگی کہ تمہارا آنے والا آچکا مگر تم نے اسے نہ دیکھا نہ پہچانا۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ

خدا نے تمہیں آنکھیں تو دی ہیں۔ ان میں بصارت پیدا کرے۔ اور وہ حق کی بینا ہوں۔ کان تو عطا فرمائے ہیں ان میں شنوائی بخشے۔ اور وہ حق کے شنوا ہوں۔ دل تو دئے ہیں ان میں فہم دے۔ اور حق کے سمجھنے والے ہوں۔

پھر اسی محبوب رب العالمین نے تمام مذاہب عالم کو بزرگانہ مشورہ دیا کہ ایک دوسری کی عیب چینی چھوڑ دو۔ اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرو۔ سو کو اس نیک صلاح کی قدر نہیں کی گئی۔ لیکن ایک طرف پریس ایکٹ نے انہیں مجبور کیا کہ وہ اپنے قلم و زبان کو قبضے میں رکھیں۔ اور دوسری طرف خود ان میں ایسا سنجیدہ گروہ پیدا ہو جاتا ہے جو اس صداقت کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کرنے کو تیار ہے۔ اور تو اور خود وہ سماج جو پاک اسلام پر حملہ کرنے میں خصوصیت سے مشہور تھی۔ اسی کا ونہاق دھرم پال اپنے ہم مذہبوں کو ایک پرتگیا پتر پر دستخط کرنے کی تحریک کر رہا ہے۔ جس میں آریہ سماج کے ہر ممبر کو یہ اقرار کرنا پڑے کہ وہ دوسرے مذاہب کی عیب چینی سے کچھ سروکار نہیں رکھیگا۔ چنانچہ اسکے اپنے الفاظ یہ ہیں۔ کہ ہم پرتگیا پتر میں کچھ ایزادی بھی کرنا چاہتے ہیں جس سے آریہ سماج کی پوزیشن دیگر مذاہب کیساتھ مسالمت کی پوزیشن ہو۔ بلکہ اسکے افراد دیگر مذاہب کا کھنڈن چھوڑ کر ویدوں کے پرچار پر محو رہنے جائیں۔ پھر ۲۳ فروری کے اندر میں لکھا ہے کہ آریہ تو کھنڈن کے سوا کچھ بالکل ادھورا رہ جائیگا۔ یا اس میں کسی غیر معمولی اصلاح کرنی پڑیگی جس سے موجودہ ستیارتھ پرکاش کا وہ نامرغوب حصہ جو کہ دیگر مذاہب کی سخت دل شکنی کا باعث ہو رہا ہے اپنی مخرج سے اصولیا جا کر مناسب نکتہ چینی کی حد پر آ جائیگا۔ اسی عہد نامہ میں گورنمنٹ کی وفاداری کا اقرار بھی ہے یہ بھی حضور مسیح موعود کی شرائط بیعت میں سے ایک شرط ہے۔ الغرض دنیا کے فرقے اگرچہ مسیح کی بیعت نہیں کرتے لیکن اسکے پیش کردہ اصول پر آہستہ آہستہ ایمان لا رہے ہیں۔ یہ پانچ باتوں کا ذکر میں کر چکا ہوں (۱) مسلمان مسلمان نہیں رہے۔ پھر دوسری اسلام لائیں (۲) وحدت بذریعہ ایک امام کے قائم کریں (۳) تمام مشکلات دینی و دنیاوی کا حل

اس کا علم مہدی پر موقوف ہے (۴) گورنمنٹ کی وفاداری اطاعت ضروری ہے۔ (۵) سچا مذہب
وہ ہے جو اپنی خوبیوں کے اظہار سے دوسروں پر فتح پالے۔ اب چھٹی بات بتانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ
حضرت امام الاسلام علیہ السلام نے فرمایا کہ سچا مذہب وہ ہے جس کے پیرو اس پر عمل کر کے اسی دنیا
میں وہ نتائج پالیں جو النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین کے لئے مقرر ہیں۔ ان
انعامات میں سے سب سے بڑا انعام الہام ہے اور الہام کا سلسلہ بند نہیں ہو گیا بلکہ الی یوم القیامۃ
جاری ہے۔ اس صداقت کا بھی تقریباً تمام ہی مذاہب نے انکار کیا لیکن اب یہ سچائی بھی اپنا
کام کر رہی ہے چنانچہ الہامات الٰہی کی سب سے بڑی منکر قوم یہودیوں کے بعد نہ الہام کی ضرورت
سمجھتی رہی ہے نہ الہام کی قائل ہے آریہ ہے انہی میں سے اب ایسے افراد پیدا ہو گئے جو یہ
مانتے ہیں کہ سلسلہ الہام بند نہیں ہو گیا۔ بھارت جالندھر سے ایک اخبار نکلتا ہے اس میں بہ
زور سے یہ لکھا گیا ہے کہ گو ہمارا خیال ہے کہ رشی دیانند ان دو ریاستوں جو لوگ وید کا نزول ختم شدہ
سے قائل تھے۔ مکالمہ الٰہی کا قائل نہیں میں کہتا ہوں اگر رشی دیانند مکالمہ الٰہی کا قائل نہ تھا تو ہم
لوگ دیانند کس مرض کی دوا ہے۔ ساتویں بات آپ نے یہ کلام کی کہ سکھ ہندو نہیں بلکہ جب تسلیم
گرونانک سچے مسلمان اور ولی اللہ تھے اب شاہ صاحب سکھ خود اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ ہم ہندو نہیں
چنانچہ پچھلے دنوں قصور میں اسی مضمون پر ایک بڑا بھاری مباحثہ ہوا۔ ایک قدم تو ہمارے بچھڑے
ہوئے بھائیوں نے اٹھایا ہے۔ دوسرا اٹھا اور ہمارے گلے ملے۔

آخری بات سنئے یورپ کے مشہور و معروف رسالہ ریویو آف ریویوز میں تمام بڑے بڑے اہل الرائے
و اہل علم اصحاب کے سامنے یہ سوال پیش کیا گیا کہ دنیا کے سب سے بڑے بیس آدمی کون ہیں۔ آپ تعجب
و حیرت مگر مسرت سے سنیں گے کہ انکی مجلس رائے سے جو فہرست شائع ہوئی ہے اس میں یسوع
کا نام نہیں بلکہ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ اب وہ لوگ جسے خدا کہتے تھے اسے انسان کامل
کا درجہ دینے کو بھی تیار نہیں۔ یہ بھی ہماری ہی فتح ہے کیونکہ ہمارے امام نے عمر بھر اسی پر زور
لگایا کہ یسوع ایک انسان تھا خدا نہ تھا۔ اب خود انہی لوگوں میں سے ایک گروہ پیدا ہو رہا ہے

جو اس صداقت کو مان گیا۔

غرض دنیا آہستہ آہستہ ہمارے اصول طوعاً و کرہاً ماننے میں اپنی نجات سمجھتی ہے۔ وہ جس کا فرض ہے کہ ہم اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں اور تمام مذاہب عالم کو یہ مژدہ سنائیں کہ تمہارا مصلح ربانی تمہارا موعود آچکا ہے۔ وہ مہدی تھا مسیح تھا کرشن اور دھر گوپال تھا جیسا کہ اسکی زندگی کے واقعات اسکے مثیل ہونے پر شاہد عادل ہیں جیسے کرشن ایک بیر قوم زمیندار سے پیدا ہوا ایسے ہی یہ موعود اور جیسے کرشن کی ایک دھرمی بہن تھی۔ اور یہ بہن بھائی ایک ہی وقت پیدا ہوئے اور پھر بھائی پر بہن نثار ہوئی ایسے ہی اس موعود کی پیدائش توام تھی۔ بہن فوت ہو گئی اور بھائی دنیا کا ہادی بنا۔ جیسے تھانیسر کی لڑائی پانڈوؤں اور کوروؤں میں اٹھارہ روز تک رہی ایسے ہی امرتسر میں [illegible] والے سے ایک دینی مباحثہ ہندو قوم کے پیشوا سے مباحثہ ہوا اور یہ جنگ مقدس اٹھارہ روز تک رہی اور جیسے جنگ مہابھارت میں [illegible] بچ گیا تھا اور بعد میں کرشن کے ہاتھوں سے مارا گیا ایسا ہی آتھم رجوع الی الحق کے سبب بچ گیا مگر قسم سے انکار کرنے پر فوراً ماخوذ ہوا۔ اور آپکی دعا سے ہلاک ہو گیا۔ دوست

رحمت کی ہوائیں چاروں سوئے عالم میں چل رہی ہیں تم ہوشیار رہو اور اپنا پیام ان ہواؤں کے ذریعے سے اکناف عالم میں پہنچا دو۔

---

* کرشن جس رات پیدا ہوا اسکو ایک گوالے کے ہاں پہنچا دیا گیا [illegible] اسی طرح حضرت مسیح موعود [illegible] تا کہ [illegible] ہو جائے [illegible] کے ظلم کا شکار ہو۔

طریقہ نقشبندیہ

ماہ فروری کے رسالہ میں طریقہ قادریہ و سہروردیہ کے مراقبات و تعلیمات درج ہو چکے ہیں۔ اب طریقہ نقشبندیہ کے مراقبات سے مختصر اطلاع دیجاتی ہے جو امید ہے ناظرین توجہ سے پڑھینگے گو آجکل تصوف کی طرف سے توجہ ہٹ جانیکے سبب یہ مضمون کچھ بیجا معلوم ہو اور ممکن ہے کہ بعض نئی روشنی کے اصحاب اسے پڑھنا بھی گوارا نہ کریں۔ مگر اس میں شک نہیں کہ یہی راہیں ہیں جنکے حصول کے لئے وہ جنکو معلوم کرنیکے لئے لوگوں نے اپنے گھر بار لٹا دیئے۔ لہذا ہم جناب مولوی امام الدین صاحب کی حسن تحریک کا شکریہ ادا کرکے اس جگہ افادہ عام کے لئے یہ مضمون لکھا

حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ نے جو دس مراقبے انسان کی تکمیل کے لئے وضع فرمائے ہیں قلبی۔ روحی۔ سری۔ خفی۔ اخفی۔ نفس۔ قالب (ہیئت وحدانی یا مجموعہ عناصر) آپ فرماتے ہیں کہ انسان دس لطائف سے مرکب ہے۔ پانچ لطائف عالم امر سے ہیں۔ یعنی جن کو بے مادہ امر کن سے پیدا کیا۔ تدریجی طور پر نہیں۔

اخفی۔ جو مظہر ذات بحت ہے۔ اسکا تعلق صدر کے درمیان ہے۔ یہ لطیفہ سبز رنگ ہے۔

خفی۔ جو مظہر شیون ذاتیہ ہے یعنی وہ صفات جو مشیر ولا یتعلق بکائنات نہیں۔ مثلاً حیات قدرت علم وغیرہ۔ اسکا تعلق پستان چپ کے اوپر جو ہے۔ یہ لطیفہ سیاہ رنگ ہے۔

سر۔ جو مظہر صفات سلبیہ ہے۔ جیسے لاشریک لہ۔ لاشبیہ لہ۔ سبحانہ۔ اسکا تعلق پستان راست کے اوپر ہے۔ یہ لطیفہ سپید رنگ ہے۔

روح۔ جو مظہر صفات ثبوتیہ ہے۔ جیسے سمیع بصیر علیم۔ اسکا تعلق زیر پستان راست ہے

قلب۔ جو مظہر تجلی فعلیہ ہے۔ جیسے خلق صناع۔ اسکا تعلق زیر پستان چپ ہے۔ اور

پانچ لطائف عالم خلق سے ہیں جن کی پیدائش تدریجی ہے۔ وہ یہ ہیں **نفس** جو کہ خون اور اخلاط اربعہ یعنی تجسمی کے ابخرہ لطیفہ سے پیدا کیا گیا ہے۔ قوتی اور حواس خمسہ کا تعلق اسی سے ہے اسکا اور قلب کا اصل ایک ہی ہوتے ہیں اور اصل قلب کا فوق العرش ہوتے ہیں۔ اسکا تعلق بین الحاجبین سر یعنی دماغ سے ہے جو قوت نفسانی کا منبع ہے پھر نار۔ ہوا۔ ماء۔ تراب جن کی اصلیت روح۔ سر۔ خفی۔ اخفیٰ بتائی جاتی ہے یہ سارے بدن میں مشترک طور پر موجود ہے۔ اس مجموعہ کا نام لطیفہ قالب ہے جس کو جاری کرنے کیلئے بدن کی ہیئت مجموعہ پر توجہ کیجاتی ہے۔ الغرض سات مراقبے تو یہ ہوئے۔

ان سے آگے مراقبہ حضور و مراقبہ معیت ہے۔ جو بخیال کلمہ شریفہ حاضری و ناظری و اللہ معی کے کیا جاتا ہے۔ اس میں حالات وحدت وجود قلب پر طاری ہوتے ہیں۔ اور شوق و ذوق میں ایک خاص جوش پیدا ہوجاتا ہے کشف اور تصرفات بھی اس مراقبہ میں ظاہر ہوتے ہیں اور صبر۔ رضا۔ تسلیم۔ توکل۔ قناعت۔ شکر۔ اخلاص۔ رضا سب صفات حسنہ اس میں حاصل ہو جاتی ہیں۔ پھر اسی مراقبہ کے ذریعہ سالک ولایت۔ ابدالیت۔ قطبیت۔ غوثیت کے درجات حاصل کرنیکی استعداد پیدا کرلیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں اور اسکی معیت میں تقوی و احسان لازم ہے۔ وجہ یہ کہ حاکم کے حضور میں کوئی گناہ اور بیفرمانی نہیں کیجا سکتی۔ اور اس کی معیت میں خدمت اور بندگی حسن نیت اور خوبی آداب سے ہوتی ہے یہی احسان ہے۔ مراقبہ کا اثر لطائف عشرہ پر عموماً اور قالب پر خصوصاً وارد ہوتا ہے سیر عالم مثال اور عالم روح اور عالم صفات یعنی ملکوت ان ہر دو مراقبوں کے ثمرے کو **ولایت صغریٰ** کہتے ہیں۔

اس سے آگے مراقبہ اقربیت اور محبت خاصہ ہے۔ جو مضمون آیت نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ ویحبّہم ویحبّونہ پر تدبر کا نام ہے۔ یہ مراقبہ لطیفہ نفس پر کیا جاتا ہے جس سے اس لطیفہ نفس کی امارگی اور انانیت فنا ہوجاتی ہے۔ یہاں پہنچکر خیالات کا وجود صرف ذہن کی توجہ سے وابستہ ہے۔ انکی بیخ صرف توجہ و قوت حافظہ ہے۔ اسکے نہ ہونے

دیکھ رہیں ایسا ہی نفس بلکہ تمام مخلوق خالق کی طرف توجہ قیومیت سے موجود ہے۔ ورنہ مخلوقات معدوم محض ہیں۔ اور قیومیت کے یہی معنی ہیں۔ وحدت شہودی کا مسئلہ اس میں حل ہو جاتا ہے۔ نفس نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ مراقبہ کا مشاہدہ معرفت نہ ہو تو یہی ہو۔ عالیشان کا وجود زوالی ہی ہے۔ کل شیٔ ھالک الا وجھہ کا انکشاف یہاں کرلی ہوگا ہے۔ وحدت وجود کے معنی الموجود ھوالوجود الاحد ھو الحی القیوم یا حسن الوجود واضح ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کہ انا الحق اس وجود بے بود پر اطلاق کیا جاوے۔ بلکہ انا کا منظر وہی اصلی وجود جو ان مظاہر کے وجودوں سے الگ ہے۔ معلوم ہوتا ہے وہ اول الحق پھر محبت ہو اصل کو فرع سے اور فرع کو اصل سے ہونی چاہئے۔ وہی ظاہر ہوتی ہے۔ اور ان ہر دو مراقبات کے ثمرہ کا **ولایت کبریٰ** نام رکھتے ہیں۔

اس سے آگے **ولایت علیا** کا مراقبہ ہے۔ اور اسکا نام ہے مسمیٰ اسم الباطن۔ اس کا تعلق آب و آتش و ہوا یعنے سوائے عنصر خاک بقیہ عناصر سے ہے۔ چونکہ بقیہ ہر سہ عنصر عنصر خاک کی نسبت لطیف اور پوشیدہ ہیں۔ اسلئے مسمیٰ الباطن کے مناسب حال رکھکر فیضان مقرر کردئے گئے ہیں۔ ولایت جو کہ او قرب نوافل سے ہے اور بحکم اللہ ولی الذین امنوا وھو یتولی الصالحین ان اولیاءہ الا المتقون۔ ایمان اتقا و صلاح کا ثمرہ ہے۔ اور محبت احسانی پر مرتب ہے۔ اسکا اعلیٰ درجہ یہی ولایت علیا ہے۔ جو کہ مسمیٰ الباطن کے کمال درجہ کے مشاہدہ پر حاصل ہوتی ہے۔ اور یہی فنافی الشیخ کی تکمیل ہے۔ وہی کہ جس سے حدیث لا یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتیٰ اکون سمعہ الذی یسمع بہ۔ اس کا انجام قرب ہے

اور محبت خاصہ پھر یہ قرب باطن محبت عامہ سے بڑھکر ہے۔ اس میں ملائکہ سے بھی میل جول ہوتا ہے کیونکہ وہ مسمیٰ الباطن ہی کے مظہر ہیں۔ اور اس قرب میں سب سے بے تعلقی ہوتی ہے جیسے ملائکہ دنیا کے کھانے پینے اور دنیاوی تعلقات سے بیخبر ہیں۔ اور ساتھ ہی استقامت کا بڑا اعلیٰ درجہ ہے۔

اور اسکا ثبوت تنزل ملائکہ ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم
الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون

اس سے آگے مراقبہ **کمالات نبوت** ہے۔ اس مراقبہ کا تعلق تو عنصر خاک ہے جس طرح عنصر خاک باقی عناصر کا قیوم ہے بلکہ تمام لطائف کا مقام اور مستند ہے۔ اسی طرح نبوت اصل ہے ولایت کا۔ نبوت میں محبت ذاتیہ ہوتی ہے۔ جیسے والدہ کا تعلق بچے سے بلا غرض بے غایت ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اولئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین میں النبیین منعم علیہم میں مقدم ہیں کیونکہ ان پر انعام بواسطہ محبت ذاتیہ ہوتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو مصطفیٰ حق کے مہبط اور مکالمات سے مشرف ہوتے ہیں۔ اس مقام کی سیر اولیاء امت کو بتبعیت نصیب ہوتی ہے۔ ذکر نفی اس مقام پر پہنچ کر ولی اللہ بہم ہو جاتا ہے۔ اور انبیاء کا بروز یعنی نمونہ کمالات نبوت بن جاتا ہے۔ عبادات جو پہلے مراتب ولایت میں تقلیدی ہوتے ہیں نبی کے تحقیقی ہوتے ہیں۔ اور بغیر واسطہ محض ذاتی محبت سے۔ اور عرفان بھی اصلی ہوتا ہے۔ ذکر نفسی اور قربی عنصر خاک کی نسبت خمرت طینۃ آدم بیدی کی اربعین صباحا آیا ہے۔ اور ولقد کرمنا بنی آدم اسی کی شان میں وارد ہوا۔ اور انی جاعل فی الارض خلیفۃ اور واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم سب عنصر خاک کی خاطر ہے۔ اصل استقامت اسی کا حق ہے۔ اور نزول ملائکہ بھی اسی کیلئے مختص ہے۔

پھر مراقبہ **کمالات رسالت** ہے یعنی کمال کے حامل وجود جو ولایت پر پہنچ کر مہبط وحی ہو کر پیغام رسانی اور تبلیغ احکام کا کام بامر الٰہی کرتا۔ ولی اللہ جب اس مقام پر مشرف ہوتا ہے اتفاق رسالت کی تعبیر بامر اللہ کرتا ہے۔ اور مجدد ہو کر تجدید لہا دینہا کی شان رکھتا ہے اہل نظر بعض اس مقام بطور سیر دیکھتا ہے۔ ذکر بطور قیام اس مراقبہ کے فیض کا مورد ہیئت وحدانی یعنی تمام لطائف عشرہ کا مجموعہ بحیثیت ایک ہونگے ہے۔

اس سے آگے مرتبہ کمالاتِ اولوالعزم ہے۔ نبی رسالت کا کام کرتے ہوئے ہیجانوں میں
ڈالا جاتا ہے۔ بلاؤں میں صبر، مجاہدہ، رضا، تسلیم، توکل اور انعام میں قناعت، شکر، رضوان۔ پھر پھر
وہ حالات فنا و بقا کا رنگ دکھاتا ہے۔ غرض خارقِ عادت معجزات اس سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ولی اللہ
کبھی اس مقام پر آجاتے اور اس کے کمال بڑھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ فنا فی الرسول کا درجہ ملتے
اب اس سے آگے اتقا کا رنگ ہے یعنی ان مدارج کے حقائق ظاہر ہوتے ہیں۔ اللہ ہی کی یہ نصیب
ہوتی ہے۔ حقائق دو قسم ہیں۔ حقائق انبیاء اور حقائق غیر۔

حقائق انبیاء میں سے پہلی **حقیقتِ ابراہیمی** ہے جسے خلت۔ اللہ والی دوستی اور محبت
سے تعبیر فرماتے ہیں۔ اس مرتبہ میں اعراض عن الاغنیاء اور توحید اور پاک دل ستھین کا اصل اور
بت شکنی کا اعلیٰ درجہ حاصل ہوتا ہے۔

پھر **حقیقتِ موسوی** ہے جسے محبتِ ذات اگرچہ کامل سب ہو۔ اللہ تعالیٰ کا بیان کرتے
ہیں۔ اس میں رب ارنی والی حالت جو نہایت درجہ کا شوقِ حقیقی ذات ہی سے ہے۔ اظہار آتی
ہے۔ اور محبوب حقیقی کی اطاعت میں فراعنہ و شیاطین سے مقابلہ کرنا اور ہر امر دین میں اعلیٰ درجہ
کی عملی ہمت دکھانا مقصود ہے۔ ذکر صرف رونا دھونا اور کانپنا جو ابتدائی حالات میں ہوتا ہے۔

پھر **حقیقتِ محمدی** ہے جسے محبوبیت و محبت مرتبہ عینی کامل درجہ کی ہوتی اور محبتی
سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس میں موسوی حالات کیساتھ محبوبی بھی ہوتی ہے۔ یعنی رحمتِ الٰہی
ہر قسم کے سامان مرادات دینی و دنیوی کا مہیا کر دینا۔ اور امور مقصود میں آسانیاں دکھانا۔ لیکن
تراش و سیلہ اب یہاں نہیں ملتے۔ اور نہ ہیبت ناک نظارے دکھائے جاتے ہیں۔ ولی کو
اس درجہ میں سیر و قیام عارضی یا استطرادی ہوتا ہے۔ اور ویسے ہی حالات طفیلی طور پر پیش آتے
ہیں۔

پھر **حقیقتِ احمدی** ہے جسکو محبوبیت کاملہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس میں اسکا کوئی نمونہ
بلکہ دین و دنیا کی سہولتیں اور علو درجات اور مقام محمود اور القاب و تحسین وغیرہ کرامات بخشے جاتے

اور اولیاء اللہ کو اس مقام میں محبوب بھی کہا جاتا ہے۔ واللہ اعلم باحوالہم وھو علیٰ
کل شیٔ قدیر وھو ارحم الراحمین۔

اس سے آگے حقائق الٰہیہ کے مراقبے ہیں۔

پہلا مراقبہ حقیقت کعبۃ اللہ ہے۔ اس سے مراد ہے کبریا اور علو شان الٰہی اس میں اللہ تعالیٰ
کی مسجودیت اور بندگی اور اللہ اکبر کے معنے اور تکبیر کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔ اور صاحب مراقبہ پر
ظاہر ہو جاتا ہے کہ اصل مسجود کعبہ نہیں۔ بلکہ اللہ اکبر ذو صفت التکبر والتعالی۔ قبلہ صرف آلۂ توجہ الی
کبریاء اللہ تعالیٰ ہے۔ اسکے آثار سے ولی اللہ کی زندگی اور علو شان اور مرجع انام ہوتا ہے۔

پھر حقیقت القرآن ہے۔ اس سے مراد وسعت ذات اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کلام الٰہی خصوصاً
قرآن کریم میں جو وسعت نظر آتی ہے۔ وہ کسی دوسری صفت میں نہیں۔ علم الٰہی آئینہ ہے۔ تمام اسماء و
صفات و ذات باری عز اسمہ کا اور قرآن کریم آئینہ ہے علم باری جل شانہ کا۔ اور علم کی وسعت گو
کلام سے بڑھکر ہے۔ مگر اسکا مستوجب کوئی خارج میں موجود نہیں۔ اسلئے حقیقت القرآن کو درمیان
میں لیا گیا ہے۔ اور انسانی کمال بھی اسکے احاطے میں ہے۔ اس میں متشابہات مقطعات کے
حقائق کھلنے لگتے ہیں۔

پھر حقیقت الصلوٰۃ ہے جس کی تعبیر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی کامل وسعت ذاتی سے۔ اسکی
وسعت حقیقت القرآن سے بڑھکر ہے کیونکہ قرآن اسکا ایک رکن ہے۔ اور اس میں عبودیت کے
سب درجات ہیں اور یہ معبودیت کا پورا آئینہ ہے۔ گویا معبودیت مطلقہ کی ساری حقیقت اجمالی
صورت میں پیش نظر ہوتی ہے۔ واسجد واقترب۔ قد افلح المؤمنون
الذین ھم فی صلاتہم خاشعون اور الذین ھم علیٰ صلاتہم یحافظون۔
سب کچھ نماز ہی کی شان میں ہے۔

پھر حب صرفہ جس سے مراد محبت ہے۔ بغیر تعلق محب ہونے اور محبوب ہونے کے یہ
ایک مقام ہے۔ کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف کا اور یہ ایک خاص صفت ہے

فوات ذات البرکات آپ کی بوحنتا ہے تمام ظہور کا بلکہ خود اپنی ذات کی محبت ذاتیہ بھی اسی میں مخفی ہے۔ وھو العالم بحقیقۃ الامر

پھر معبودیّتِ مطلقہ کا مراقبہ ہے ہر ایک شے کا معبود ہو جیسے یہ مراقبہ جھکنے کے ہے بھی زیادہ وسیع ہے یسبح للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض کا بھی جمع ہے۔

ایک مراقبہ قیومیت کا ہے۔ یہ ہے مقام خلافت۔ اس خلافت کا تعلق تصوف ذاکرون غوثیت الکون والمکان کی طرح مخلوق سے نہیں بلکہ اس سے مراد اپنے طریقہ نقشبندیہ کے قائم رکھنے اور اسکی اشاعت کی طرف توجہ بہمت باطنی اور دعائیں کرنے سے ہے اپنے اسکا نام انہوں نے قیومیت رکھدیا کچھ وظیفے بھی ہیں۔ جو متفرق اوقات میں معین کئے ہیں۔ مثلاً استغفار ۵۰۰ بار۔ درود شریف۔ اللھم صل علی سیدنا محمد وعترتہ بعدد کل معلوم لک ۱۱۱ بار۔ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ ۱۱۱ بار وغیر ذلک اس طریقہ میں توجہ القاء حال کا اصل ہے۔ کہ مرید پر جب یہ حالت طاری ہوتی ہے۔ تو وہ سمجھتا ہے۔ کہ میں صاحب حال ہو گیا ہوں۔ حالانکہ وہ صرف توجہ سے طاری شدہ حال ہے۔ یا مشق اور کثرت توجہ سے پختہ ہو کر ایک خیال حاوی ہو گیا ہے۔ اسکا کیا ثبوت ان حالات کے اثر بہت کم دیکھنے میں آتے ہیں مگر ہمارا ارادہ اسوقت اسپر کوئی تنقیدی نظر ڈالنے کا نہیں

عُمدۃ الاحکام بخاری و مسلم کی فقہی احادیث کا مجموعہ جس میں کل احکام طہارت نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج بیع۔ نکاح۔ طلاق۔ رضاع۔ قصاص حدود۔ کھانے پینے کے مسائل قریباً آگئے ہیں با اعراب تحت اللفظ ترجمہ۔ معتبر حاشیے خوشخط قیمت اصل ۵؎ رعایتی ۴؎ بپسندیدہ حضرت خلیفۃ المسیح چنانچہ آپ نے اسے مستورات کے درس میں بھی شامل کیا ہے۔

بقایا داران } جن صاحبان نے تمام ۱۳۲۱ء کا چندہ سالانہ تشحیذ عنایت نہیں فرمایا۔ وہ
توجہ فرماویں } بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیں۔

مینیجر

بدوں اتباع محمد رسول اللہ نجات نہیں

تہذیب الاخلاق مرتبہ سید احمد خان صاحب کی یادگار میں اکثر دفتر وکیل سے لاہور شائع ہوتا ہے اسکو اپنی اسلامی خدمات پر بہت گھمنڈ ہے مگر مجھ کو افسوس ہے کہ اس میں بعض مضامین ایسے بھی شائع ہو جاتے ہیں جو اسلام کی تعلیم کے صریح خلاف ہیں۔ ازانجملہ ایک یہ مضمون ہے جس پر جلسہ عالیہ احمدیہ کے رکن خصوصی فاضل مولوی حافظ روشن علی صاحب کی عالمانہ تنقید فرمودہ تحقیق ہوگی۔ مسئلہ وہ ابھی میرے زیر نظر ہے جس کا بہت غلط فیصلہ اس رسالہ نے کیا ہے اور مسیح کی آمد ثانی کے متعلق بھی جو خیالات ظاہر کئے گئے ہیں وہ جمہور علماء کے خلاف اور پایہ تحقیق سے گرے ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ بہت جلد اس کے متعلق میں بھی کچھ لکھ سکونگا۔

رسالہ تہذیب الاخلاق نمبر ۱۰ بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ میں زیر عنوان تعلیم القرآن ایک مضمون نکلا ہے جس کا مدعا یہ ہے کہ بدوں اتباع محمد رسول اللہ کے نجات ہوسکتی ہے گو کسی کتاب پر چلے۔ ہاں اتنا خیال رکھے کہ محمد رسول اللہ بھی ایک نبی ہیں۔ اور اس امر کے ثبات کے لئے کچھ آیتیں پیش کی ہیں کلمۃ الحق ارید بہا الباطل۔ اسلئے ہم نے ارادہ کیا ہے جسکو اللہ تعالیٰ ہی پورا کرنیوالا ہے۔ کہ اسکے مقابل میں ایک مضمون لکھیں جس کے دو حصے ہوں۔ اول کا عنوان تو یہ ہو کہ بدوں اتباع محمد رسول اللہ کے نجات نہیں۔ اور دوسرے میں اسکے دلائل کا جواب ہو۔

حافظ روشن علی

قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۔

انسانی تاریخ کا جب پتہ چلتا ہے انسان کی ہدایت کے لئے اور اسکو مہذب بنانے کے لئے

ہمیشہ ہمیشہ شمس رسالت کی روشنی سے جدا ہو کر عقل نے بدوں نور رسالت کبھی کسی منزل پر واز ہی
نہیں دکھلائی کہ محبوب حقیقی کو اسنے پالیا ہو عقل نور رسالت کے بغیر ایسی ہی ہے جیسے
آفتاب کے بغیر آنکھ جیسے آنکھ بڑی ضروری چیز ہے۔ اور تمام کاروبار اسی سے چلتے ہیں۔ اسکے
بغیر گذارہ نہیں۔ اسی طرح عقل بھی ہے۔ مگر جیسے آنکھ بیرونی روشنی کے بغیر کام نہیں دے سکتی۔ اور
کان بیرونی ہوا کے بغیر کام نہیں دے سکتے۔ اسی طرح عقل بھی تہذیب کی راہوں میں روشنی کی محتاج
ہے۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کو اپنی راہ دکھانے کیلئے مختلف وقتوں میں اور مختلف ممالک میں
اپنے رسول بھیجے۔ اور رسالت کو اس پانی کے ساتھ تشبیہ دی جسکے بغیر زیست محال ہے۔ اگر
بارش رک جائے۔ تو تھوڑے ہی وقت کے بعد زمین کی رونق اور روئیدگی جاتی رہتی ہے
اسی طرح اگر ابر رحمت رسول کا سایہ انسان سے الگ ہو جاوے۔ تو دل کی زمین بالکل مردہ
ہو جاتی ہے۔ ہر ایک قوم میں اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجا۔ کما قال تعالیٰ وَلَقَدْ بَعَثْنَا
فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ
هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ
فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۔ ترجمہ۔ ہم نے ہر ایک امت میں ایک
رسول مبعوث کیا۔ کہ اللہ کی عبادت کرو۔ اور شیطان سے پرہیز کرو۔ سو ہم نے رسول کے ذریعہ کسی
کو ہدایت کر دی۔ اور کسی پر گمراہی ہی جمی رہی۔ زمین کی سیاحت میں اسپر بھی غور کیا کرو جھٹلانے
والوں کا انجام کیا ہوا۔ یعنی جن لوگوں نے اپنی ہوا ہی پرستی کی۔ اور اس نور سے آنکھیں
بند کیں۔ کیا ان میں تہذیب کا نام و نشان بھی رہا۔ کیا وہ ہلاک نہ ہوئے۔ یا باوجود انسانی صورت
کے وحشی بندروں اور سؤروں کی طرح نہ بنے۔ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ
اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۔ ترجمہ کیا منکرین رسالت پر یہ عیاں نہیں کہ آسمان بند ہوتا۔ اور
زمین بند ہوتی۔ ہم ہی کھولتے ہیں جبکہ ہر ایک چیز کی زیست پانی سے ہی ہے پھر انکاری کیوں

کیا وہ ایمان لانے پر مجبور نہیں ہوتے وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنبَتَتْ مِن كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ۔ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً ۗ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۔ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ۚ وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۚ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۖ وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ ۔ ترجمہ: تو دیکھتا ہے کہ زمین خشک ہوتی ہے جب ہم پانی اس پر نازل کرتے ہیں کیسی جلدی لہلہاتی اور بڑھتی ہے۔ اور ہر ایک قسم کے خوبصورت نفیس درخت اس میں اگ آتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ہی بادل سے پانی لاتا ہے۔ پھر زمین سرسبز ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم نہایت عمیق ہے۔ بادل سے پانی آتا ہے پھر ہر ایک وادی اپنے اندازے کے موافق چلتی ہے پھر وہ سیلاب ایک جھاگ کو بھی اپنے اوپر اٹھاتا ہے۔ جو کہ ابھار اس پر غالب نظر آتی ہے۔ اور اسی طرح جو سونا چاندی گرم کیا جاتا ہے۔ اسکے اوپر بھی اسی طرح جھاگ چڑھ جاتی ہے۔ آخر جھاگ خشک ہو کر زائل ہو جاتی ہے۔ اور نافع چیز زمین میں رہتی ہے۔ یہ حق اور باطل کا سمجھانا ہے۔

(ب) ان آیات سے یہ ظاہر ہے کہ منکرین رسالت کو اللہ تعالیٰ یہ امور دکھلا کر رسالت کے ماننے پر ایسی عقلوں کو مجبور کرتا ہے کہ پانی ہو کر مختلف وقتوں میں آتا ہے۔ اور مختلف زمین کے حصوں میں پہنچتا ہے۔ اسکے بغیر اگر زمین اپنا فعل چھوڑ دیتی ہے۔ تو کیا بدوں اہل رسالت والوں کی زمین کبھی اپنا فعل کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہی سنت رہی ہے کہ مختلف وقتوں میں مختلف ہو کر بہتر رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت میں یہ ارادہ ہے کہ تمام مخلوق کو ایک جھنڈے کے نیچے جمع کرے اور بچھڑے ہوؤں کو ملائے۔ اور تمام رسولوں کی تعلیمات کو اور تمام

دل نمونوں کو اس کی مکمل انسان ہونا ثابت کرے۔ آپ کو ایسے وقت میں مبعوث فرمایا کہ پہلے انبیاء
کے لیے بالکل خشک ہو چکے تھے۔ ان پہلے رسولوں کی تعلیمات اور نمونے کلاً قوموں اور علما
کرا کر مخفی تھیں۔ کچھ تو ان زمانوں کی طرح ایسے ہو گئے تھے کہ ان کے دل میں نور رسالت کا خیال
تک نہیں آتا تھا اور کچھ ایسے زندہ تھے کہ انکو خواب کی طرح کچھ یاد تھا اور بعض ایسے کہ تحقیق
رکھتے تھے مگر وہ شی نہیں تھی کہ جس سے وہ کام لیتے ظهر الفساد فی البر والبحر بما
کسبت ایدی الناس۔ پر خشکی کے رہنے والے اور جزائر کے رہنے والے انسانی ہدایت
چھوڑ کر صراط اعتدال سے نکل چکے تھے۔ یہ ظاہری آفتاب تو ساری روئے زمین پر اپنا چہرہ چھپا کر
ہر ایک رات نہیں رہ سکتا لیکن شمس رسالت نے ساری زمین سے آنکھ بند کر لی تھی۔ وہ وقت
جو پہلی شریعتیں بھول چکے تھے۔ ہم تو یہی خطاب کرتا تھا جن کے پاس پہلی شریعت آئے ہوئے
تھے وہی زمانہ گذر گیا تھا انکو بھی یوں خطاب کیا گیا۔ کہ یا اہل الکتب قد جاءکم رسولنا
یبین لکم علی فترۃ من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من بشیر ولا نذیر
فقد جاءکم بشیر ونذیر۔ ترجمہ۔ اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا بھیجا ہوا آیا ہے جو
تمہیں روشنی دے جبکہ تمام رسولوں کی روشنی منقطع ہو چکی ہے کہیں تم بھی یہ نہ کہو جو
ہاں کوئی بشیر و نذیر آیا ہی نہیں۔ اس آیت کریمہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اہل کتاب میں کیسی
اندھیر ہو گیا خیال کیا گیا ہو۔ ان پر بھی ایک وقت ایسا آسکتا ہے کہ وہ بالکل عہد رسالت کو بھول
جائیں۔ ان سے اور زمانہ کی طرح یہ کہدیں کہ کبھی کوئی روشنی ہوئی ہی نہیں۔ دوسرا یہ معلوم
ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے تمام رسولوں کا انقطاع ہو چکا تھا یعنی ان
کے روحانی اثر جس سے وہ دوسروں کو ہدایت کرتے اور انکی وہ آتش جس سے وہ نئے گند کو جلاتے
وہ بالکل بجھ چکی تھی اور وہ اتباع میں کوئی جان نہیں رہا تھا اور انکے درخت ایسے پرانے ہو
چکے تھے کہ ان میں کوئی نئی شاخ نہیں نکل سکتی تھی کیونکہ ہمیشہ پہلی نئی شاخ کو دیا کرتا ہے
ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کرکے ان مطلب

فرمایا تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعٰلمین نذیرا۔ تمام خوبیوں کی جامع
وہ ذات ہے کہ جس نے فرقان یعنی حق و باطل میں فیصلہ کر دینے والی کتاب کو اپنے بندے پر نازل کیا ہو
تاکہ وہ جہانوں کے لئے ڈرانے والا ہو۔ قل اللہ شہید بینی و بینکم و اوحی الی ھذا القرآن
لانذرکم بہ ومن بلغ۔ قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ ترجمہ کہ
کہدے۔ اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے۔ اور مجھے یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ میں تمہیں اس
اور اسکو بھی جسے یہ قرآن پہنچے۔ کہدے اے نوع انسانی میں تم سب کی طرف رسول ہوکر آیا ہوں۔ آپ
کو کیا ہی بلند مقام ہے کہ کیا ہی اللہ نے ان کو تمام جہان کے لئے رسول بنا کر بھیجا اور یوں فرمایا۔ ھو
الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ وکفی باللہ
شہیدا۔ خدا نے اپنے ایسے رسول کو سچے دین کیساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ کہ اسکو تمام دینوں
پر غالب کرے۔ اور تمام دینوں کو اسکے ماتحت کرے۔ اور اسکے ساتھ ہمیشہ آپ گواہ ہے۔ اس
سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جو دین حضرت محمد رسول اللہ صلعم لائے ہیں۔ اسکے ماتحت کل دینوں نے چلنا
ہے۔ اگر کوئی دین اسکی ماتحتی نہیں اختیار کرتا تو وہ باغی ہے۔ وہ کسی عزت کے قابل نہیں۔
وانزلنا الیک الکتٰب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتٰب ومھیمنا
علیہ فاحکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع اھواءھم عما جاءک من الحق
(۲) وقل اٰمنت بما انزل اللہ من کتٰب وامرت لاعدل بینکم (۳) وما
انزلنا علیک الکتٰب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ (۴) صحفا مطھرۃ
فیھا کتب قیمۃ۔ ترجمہ۔ ہم نے تجھ پر ایک ایسی کتاب نازل فرمائی ہے۔ کہ جو اس سے پہلے
کتابیں ہیں۔ انکی تصدیق کرے۔ اور ان پر نگہبان اور حاکم ہو۔ پس اسکی نازل کی ہوئی کے ساتھ
انکے درمیان فیصلے کرے۔ جو حق تجھے پہنچا ہے۔ اسکو چھوڑ کر انکی مرضی کے تابع نہ ہو۔ اور کہو کہ
جو اسنے کتاب نازل کی ہے میں اس پر ایمان لاتا ہوں۔ اور تم سب میں انصاف کرنے اور حد
اعتدال پر لانے کے لئے میں مامور کیا گیا ہوں۔ اور یہ کتاب تجھ پر اسلئے نازل کی گئی ہے۔ کہ ان کے

سب تحریفات کو مٹانے اور تحریک بچانے۔ ایسی کتاب ہے جو انسانی تصرفات سے بالکل محفوظ اور پاک ہو اور تمام مضبوط کتابیں اسی میں ہی آ گئی ہیں۔ ان آیات بینات سے کیا امر واضح نہیں کہ قرآن کے بغیر کوئی بھی مذہب اور کسی مذہب کا کوئی مسئلہ قابل قبول نہیں جب تک کہ یہ اسکی تصدیق نہ کرے اور اسکی مخالفت نہ کرے۔ اسکے بغیر کوئی فیصلہ شرعی فیصلہ نہ سمجھا جائے۔ اور یہی ہے جو تمام مذہب کو صداقت پر لا رہا ہے۔ نیز جس مذہب کو خدا تعالیٰ نے قیامت تک محفوظ رکھنا منظور ہے۔ اور جس کتاب کو زندہ رکھنا مقصود ہے۔ وہ انہیں صحف مطہرہ میں آ گئی ہے

یا الٰہی تیرا فرقان ہے کہ اک عالم ہے ٭ جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں ٭ مے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
مجھکو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا ٭ اب آسمان کے نیچے دین خدا یہی ہے

میں اس شخص سے پوچھتا ہوں جو اندرونی روشنی میں آنکھیں بند کرکے کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کے ہوتے کوئی اور نبی بھی ہے۔ اگر رات ہوتی تو بیشک رات میں مختلف ستارے نکلے اور روشنی دیتے ہیں لیکن سراج منیر کے ہوتے ہوئے تو کبھی دوسرا سورج نہیں ہوا کرتا کبھی دو سورج زمین کو دو سورج بھی ایک ہی وقت میں روشنی دیتے ہوئے دیکھے ہیں؟ اور سورج کے وقت میں کبھی کوئی ستارہ بھی دیکھا ہے؟ اور اگر دیکھا ہے۔ تو اسکا کیا فائدہ اور اسکی کیا روشنی۔ محمد رسول اللہ صلعم تو سورج ہے قمر منیر کے وقت میں بھی ستاروں پر شرم کی چادر پڑ جاتی ہے۔

کیا وہ شخص جو محمد رسول اللہ صلعم کے چھوڑ کے کسی اور رسول کا تابع ہوتا ہے۔ اور قرآن کے ہوتے ہوئے کسی اور کتاب کا تابع ہوتا ہے اسکی ایسی مثال نہیں کہ ایک شخص کو ایک رات میں ایک چھوٹا سا کمرہ روشن کرنے کیلئے چراغ ملا جس میں تھوڑا سا تیل اور چھوٹی سی بتی تھی۔ کچھ رات تو وہ چراغ جلا۔ اور اسنے تھوڑی روشنی دی۔ اور اسکا وہ کمرہ روشن رہا۔ پھر اسکا تیل ختم ہو گیا اور بتی جل چکی۔ تو اسنے کسی اور چراغ کی فکر نہ کی۔ بلکہ اسی چراغ کے پیچھے پڑا رہا یہاں تک کہ اسنے اپنی باقی رات اندھیرے میں کاٹی۔ جب سورج چڑھا۔ اور اسکی روشنی سے جہان کو گرمایا تو

ہٹے اپنے تمام دیگر چیزوں کو بند کریں اور کہے کہ مجھے تو یہی دیا کافی ہے۔ اور اسی کے ذریعہ میں اپنے تمام کام کروں گا یہ مثال ہے پہلے رسولوں اور شریعتوں کے مقابلہ میں محمد رسول اللہ صلعم کی تمثیل سے مراد تازہ و تابندہ وحی ہے۔ اور یہی سے مراد روشنی یا دلیل جو اسکے تابع ہے جو کہ اس تمثیل کے ذریعہ سے روشنی کر کے سورج کے چڑھنے کے وقت بھی اس دیئے پر گرا ہوا ہے کیا اسکو مجنون سمجھ کر پاگل خانہ میں نہیں بھیجا جائیگا جب اسے کہا جائے کہ سورج سے روشنی لے۔ تو وہ کہتا ہے بیشک سورج کی بڑی روشنی ہے اور بہت اچھا ہے۔ لیکن ہم اپنے گھر کا دیا کیونکر چھوڑیں۔ خواہ اب وہ کچھ بھی روشنی نہیں دیتا

قرآن شریف نے کہ بصراحت یہ بیان کیا ہوا کہ بدوں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے نجات نہیں تب تو یہ کہنے کی شاید گنجائش ہوتی کہ باقی رسولوں کی اتباع بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے لیکن جب قرآن اور محمد رسول اللہ بصراحت کہہ رہے ہیں کہ کسی ممکن کو اس خیال کو اپنے اندر جگہ دینا کیونکر ممکن ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین۔ ترجمہ جو شخص **الاسلام** کے بغیر کسی اور دین کو اختیار کرنے کی خواہش کرے سو ہرگز نہیں قبول کیا جائیگا۔ اس سے اور وہ آخرت میں ٹوٹا پانے والوں سے ہوگا۔ اس آیت سے واضح ہے۔ کہ وہ الاسلام ہی ہے۔ جسکے بغیر کسی دین کو اختیار کرنا تو درکنار اسکی خواہش کرنا بھی دربار الہی سے مردود اور آخرت میں خسارہ دیتا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ الاسلام کا لفظ قرآن شریف میں کن معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ ہم تو وہی لکھتے ہیں جو شارع علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جو اس وحی کے مبلغ اور اسکے بیان کرنے کے لئے آئے تھے جنکے حق میں یہ آیت ہے لتبین للناس ما نزل الیہم۔ ترجمہ تاکہ لوگوں کو کھول کر سنا دے جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے الاسلام ان تشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ و تقیم الصلوۃ وتوتی الزکوۃ وتحج البیت وتصوم رمضان۔ گواہی دینا کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں۔ اور محمد اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اور نمازوں کو قائم کرنا۔ اور

زکوٰۃ کا دینا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔ اور رمضان کے روزے رکھنے نیز فرمایا ہے۔ بنی الاسلام علیٰ خمس شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وصوم رمضان وحج البیت۔ اگر اسلام کے معنی صرف فرمانبرداری کے لیں۔ تو یہ اسکے معنی کے معارض نہیں۔ بلکہ یہ اس فرمانبرداری سے معین مراد ہے کیونکہ اگر فرمانبرداری سے معین مراد نہ بتائی جائے بلکہ اس مراد پر حامل کوئی نمونہ نہ ہو۔ تو اسکا کچھ مطلب سمجھ میں نہیں آتا کیونکہ مطلق فرمانبرداری کا تو دار اس دنیا وسیع ہے کہ نفس کی فرمانبرداری شیطان کی فرمانبرداری یہ بھی اسلام ہی بنتا ہے۔ اور ایسی فرمانبرداری سے یا اسلام سے کوئی فرد بشر خواہ وہ معاش سے بدمعاش ہو باہر نہیں رہ سکتا۔ پس مراد فرمانبرداری سے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے کہ جب کبھی اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم نئے سے نیا کوئی رسول لیکر آوے۔ اسکے آگے اپنی گردنیں رکھ دو۔ یہی ہے جو کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور دیگر انبیاء نے اپنی اپنی امتوں کو وصیت کی وا ہے ہے اس شخص کے حال پر اور بہتر نہیں اسکی عقل پر جو کہ بادشاہ کی طرف سے کوئی قدیم الایام میں فرمان آیا ہے اسی کو تو مانے بیٹھے لیکن جب کوئی نیا پیغام پہنچتا ہے۔ تو اسے کہتا ہے کہ آپ بیشک پیغمبر ہیں اور آپ بہت اچھے ہیں۔ اور آپکو ضرورت کے مطابق خدا نے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ لیکن میرے پاس پہلا فرمان موجود ہے میں تو اسی پر چلونگا۔ اسکو فرمانبردار کبھی نہیں سمجھا جاویگا۔ فرمانبردار کے تو یہ معنی ہیں۔ کہ جب فرمان آوے جو لیکر آوے۔ اسی کو مان لے جسکی طرف یہ آیت کریمہ اشارہ فرماتی ہے۔ ما یاتیھم من ذکر من ربھم محدث الا استمعوہ وھم یلعبون۔ ترجمہ کبھی بھی کوئی انکے پاس انکے رب کا نیا پیغام نہیں آیا۔ اسکی طرف کان تو لگاتے ہیں لیکن اسے لغو سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں فرمانبرداروں کی فرمانبرداری دیکھنے کے لیے کچھ احکام بھیجتا ہے۔ انہیں احکام پر چلنا جو کسی وقت میں آئیں۔ فرمانبرداری ہے کیونکہ اس وقت کی ضرورت ایسے ہی احکام کی مقتضی ہے پس ہم اصل آیت کے معنے کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ الا اسلام کے

بغیر کوئی بھی دین ہو اس دین کی خواہش انسان کو ہو وہ اور خاسر بنا دیتی ہے لہٰذا اسلام وہی ہے
جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعریف فرمائی ہے اور جن امور پر اسکی بنا رکھی ہے۔
آیت ثالثہ جس سے یہ پتہ لگتا ہے۔ کہ بدوں سید المرسلین کے اتباع کے نجات نہیں

قَالَ عَذَابِيٓ أُصِيبُ بِهِۦ مَنْ أَشَآءُ ۖ وَرَحْمَتِى وَسِعَتْ كُلَّ شَىْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ ٱلزَّكَوٰةَ وَٱلَّذِينَ هُم بِـَٔايَٰتِنَا يُؤْمِنُونَ ۝ ٱلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ ٱلرَّسُولَ ٱلنَّبِىَّ ٱلْأُمِّىَّ ٱلَّذِى يَجِدُونَهُۥ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِى ٱلتَّوْرَىٰةِ وَٱلْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِٱلْمَعْرُوفِ وَيَنْهَىٰهُمْ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ ٱلْخَبَٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَٱلْأَغْلَٰلَ ٱلَّتِى كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِهِۦ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَٱتَّبَعُوا۟ ٱلنُّورَ ٱلَّذِىٓ أُنزِلَ مَعَهُۥٓ ۙ أُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ۝ قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنِّى رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ٱلَّذِى لَهُۥ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْىِۦ وَيُمِيتُ ۖ فَـَٔامِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِ ٱلنَّبِىِّ ٱلْأُمِّىِّ ٱلَّذِى يُؤْمِنُ بِٱللَّهِ وَكَلِمَٰتِهِۦ وَٱتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (پ ۹، ع ۸)

(۴) قَدْ جَآءَكُم بَصَآئِرُ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَنْ عَمِىَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَآ أَنَا۠ عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ (اس آیت شریفہ کا ابتدا موسیٰ علیہ السلام کی اس دعا کا جواب ہے جو کہ انھوں نے طور پر اپنی قوم کو ہمراہ لے ہوئے کی تھی جس وقت کفار کی بجلی ہوئی اور زمین لرزی اور انکی قوم نے سنیں اور کہا کہ ہم آئندہ خدا کی آواز سننا نہیں چاہتے جبکہ سید المرسلین کے متعلق پیشگوئی موسیٰ علیہ السلام نے بیان فرمائی کہ اگر تم اس کلام کو نہیں سنتے تو میں تمہارے بھائیوں میں سے موسیٰ کی مانند ایک نبی پیدا کروں گا کتاب استثنا باب ۱۸ آیت ۱۸)
اور اعمال الحواریین باب ۳

ترجمہ آیت۔ فرمایا میں اپنا عذاب جس کو چاہوں پہنچاؤں اور میری رحمت نے ہر ایک

چیز پر گھیرا ہے۔ اس رحمت کو میں انہی لوگوں کے لئے لکھونگا جو تقویٰ کرینگے۔ اور زکوٰۃ دینگے۔ اور ہماری آیتوں کو مانیں گے جو لوگ کہ تابع ہوتے ہیں۔ اس نبی امی رسول کے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے اور طیبات کو حلال اور خبائث کو حرام ٹھہراتا ہے سو جو لوگ اسپر ایمان لائے۔ اور تعظیم و مدد کی۔ اور اس نور کے تابع ہوئے جو اسکے ساتھ اتارا گیا ہے نجات پانیوالے صرف یہی ہیں۔ کہدے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف رسول ہوں۔ اس اللہ کی طرف سے جسکا راج آسمان و زمین میں ہے۔ جس کے قبضہ قدرت میں مارنا اور جِلانا ہے۔ تم ایمان لے آؤ اس پر اور اسکے نبی امی رسول پر۔ صرف ایمان ہی نہیں بلکہ اسکے **عملی طور پر پیرو ہو جاؤ**۔ تو تم ہدایت پاؤ گے۔ یہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آنکھیں آگئی ہیں۔ سو جو بینا بنے گا۔ تو اسکا اپنا بھلا ہو گا اور جو اندھا ہی رہنا چاہے تو اسکا ہی برا ہو گا۔ میں تم پر داروغہ نہیں۔

ان آیات بینات میں کم سے کم تین امر غور کرنیکے قابل ہیں۔ ایک یہ کہ آپ ہی کے ماننے والوں کو بلکہ اس نور کے پیرو ہونیکو جو آپ پر اترا ہے۔ نجات کے لئے مخصوص فرمایا۔ اور نجات کا ان پر حصر کیا ہے جو بذریعہ ضمیر فصل اور معرف باللام سے ظاہر ہے۔ اولٰئک ہم المفلحون۔ دوم یہ کہ اس رحمۃ للعالمین اور خاتم النبیین نے سارے جہان کو خطاب کر کے فرمایا کہ اس ہی رسول کو ماننے کے یہ معنی ہیں کہ تم اسکے **تابع ہو جاؤ**۔ تب تمہیں ہدایت پانیکی امید ہے۔ تیسرا امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کچھ محمد رسول اللہ کے پاس آیا ہے۔ وہ آنکھیں ہیں اور کسی نے بینا بننا ہے۔ تو انہیں کے ذریعہ سے بنے گا۔ اسکے بغیر نہ بنے گا۔

ہم اس شخص سے جو کہ قرآن اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے کے ہوتے ہوئے کسی اور رسول کے اتباع میں برکت سمجھتا ہے اور اسے باعث نجات سمجھتا ہے ایک مطلب کرتے ہیں۔ کہ ہر ایک مؤثر کا پتہ اسکے اثر سے لگتا ہے اور ہر ایک علت یا سبب کا پتہ اسکے مسبب سے۔ پس اگر آگے انبیاء کے بھی معجزات اور فیضان اسی طرح پر جاری ہیں جیسے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ سو برس تک جس قدر ظاہر ہوئے صلحاء و اولیاء۔ اللہ کا انعام

پائیں اے ہزاروں کو اپنے نفس قدسیہ سے پاک کر دینے والے اخلاق رذائل سے لاکھوں کو مطہر بنا دینے والے تجھ پر ہزاروں اور لاکھوں کا کشف ہو رہا ہے اور دشمنوں کے مقابلہ میں نصرتیں کے ساتھ پیش ہوتے رہے بے انتہا پیدا ہوئے۔ غرض جو تاثیر ... کی ہوا کرتی ہے۔ اسی ... میں ... اور لنوت اور ... اور ... کو ہیر ... کی تکبیر دکھلاؤ۔ اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تجھنڈے کے تلے لاکھوں ... اس طرف ایک ... کی تصویر تو کیا دو۔ اگر شیر نیستان ... تو شیر ... ہی آسی ؎

عجب نوریست در جان محمد	عجب لعلیست در کان محمد
ز ظلمت ہا دلے آنگہ شود صاف	کہ گردد از محبان محمد
دگر استاد را نامے ندانم	کہ خواندم در دبستان محمد
چہ ہیبت ہا بدادند این جوان را	کہ ناید کس بمیدان محمد
کرامت گرچہ بے نام و نشان است	بیا بنگر ز غلمان محمد

اسلام کے روشن ... جو تیرہ سو برس سے مسلمان لیتے چلے آئے اتباع غیر سبیل المومنین موجب جہنم ہے۔

صادقوں کی روشنی — مصنفہ صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب حضرت اقدس کی وفات پر جس قدر اعتراض ہیں ان کے ... جواب ... کا قدر ... قیمت صرف ۴؍

[illegible] — چودھری افضل صاحب کی ... مجموعہ تائید سلسلہ ۱۲؍

نجات — اسلامی نجات کی حقیقت اور دیگر مذاہب کے طریق نجات کی تنقید صرف ۲؍

البرق — شیعہ کے بعض اعتراضوں کا جواب جو حضرت فاروق کی ذات بابرکات پر کرتے ہیں کل قیمت ۴؍ رعایتی ۲؍

سلم الوصول الی اسرار اسراء الرسول

مصنفہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی پر ریویو

گذشتہ سے پیوستہ

لیکن قبل اسکے کہ ہم وہ حکمت و ضرورت بیان کریں چند ایسی باتیں اور بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں جن سے معراج نبوی کا جسم عنصری ہونا غلط و نادرست ثابت ہو۔ وہ وہ باتیں یہ ہیں۔ (۱) خدا ہر وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ تھا جیسا کہ آیت کریمہ ھو معکم اینما کنتم سے ثابت ہے اور خدا انکے ساتھ ہم کلام ہوتا تھا جیسا کہ آیت وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی شاہد ہے (۲) جبرئیل کو آپ اول دو دفعہ صورت اصلی دیکھ چکے تھے اور تمثیلی صورت میں جبرئیل ہمیشہ آپ کے پاس آتے رہتے تھے جیسا کہ بخاری وغیرہ سے ثابت ہے (۳) عرش کوئی مستقل مخلوق شی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت کا گویا دوسرا نام ہے [illegible] ملاحظہ ہو۔ (۵) کرسی خدا کا علم ہے کہ یہ علم بخاری (۶) خدا نے حضرت موسیٰ سے من وراء حجاب زمین پر ہی کلام کیا۔ اسلئے لا نفرق بین احد من رسلہ کے مطابق معراج نبوی بجسد عنصری نہیں ہو سکتا۔ و نہ اسکے لئے کوئی موقعہ پایا جاتا ہے۔

معراج نبوی کے کشفی ہونے کی حکمت و ضرورت حسب ذیل ہے۔

صحیح بخاری پارہ ثالث میں عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہا اُنہے آفتاب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گرہن لگا۔ سو آپ نے نماز پڑھی کہا لوگوں نے یا رسول اللہ ہم نے دیکھا آپ کی جگہ پر دیکھا کہ آپ نے کچھ چیز پکڑی ہے پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹے گے پس فرمایا آپ نے بہشت کو دیکھا سو اس سے میں نے ایک خوشہ پکڑنا ارادہ کیا۔ اور اگر میں اسکو پکڑ ہی لیتا تو تم اس سے جب تک دنیا باقی رہتی کھاتے رہتے۔"

اور بخاری کے اسی پارہ میں اسماء بنت ابی بکر سے جو روایت ہے۔ اس میں یہ الفاظ

ریان ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسوف کی نماز پڑھنے کے بعد فرمایا۔ کہ نماز کی حالت میں جنت اور دوزخ میرے قریب کی گئیں یہاں تک کہ اگر میں دلیری کرتا تو جنت کے میووں میں سے کچھ میوے تمہارے لئے توڑ لیتا۔ اور دوزخ اس قدر قریب کی گئی کہ میں نے کہا کہ اے میرے رب کیا میں ان کے ساتھ ہوں اسی حالت میں ایک عورت کو دوزخ میں دیکھا جس نے بلی کو ایسا بھوکا رکھا تھا کہ وہ بھوک کی وجہ سے مر گئی تھی اس عورت کو اس وجہ سے عذاب ہو رہا تھا۔

پھر بخاری کے اسی باب میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم نے نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھے اور دونوں ہاتھوں سے مسجد کی طرف اشارہ کیا پھر فرمایا۔ البتہ میں نے اب جب سے اس وقت سے کہ میں نے تمہیں نماز پڑھائی ہے جنت اور آگ (دوزخ) کی صورت اس دیوار کے قبلہ میں دیکھی ہے۔

ان روایتوں سے ثابت ہے کہ بہشت و دوزخ اسی زمین پر نماز کی حالت میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی گئیں سدرۃ المنتہیٰ کا بہشت کے پاس ہونا مولوی ابراہیم صاحب کو مسلم ہے پس جب بہشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسی زمین پر نماز کی حالت میں پیش کی گئی۔ تو سدرۃ المنتہیٰ کا اسی طرح پیش ہو جانا کیا مشکل ہے۔

لہذا عقل اس بات پر شہادت دیتی ہے کہ شب معراج میں جو نظارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئے۔ وہ کشفی نظارے تھے۔

اب ان کشفی نظاروں کی حکمت اور ضرورت بھی سن لیجئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اسی زمین پر کشفی طور پر ملکوت السموات والارض کی سیر کرائی چنانچہ آیت کریمہ وکذلک نری ابراهیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین (سورۃ الانعام) اس پر شاہد ہے۔ اسی طرح ضروری تھا کہ ہمارے مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی زمین پر ہی ملکوت السموات والارض کی کشفی سیر کرائی جاتی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خدا تعالیٰ ہم کو تھوڑا سا یاد کرنے کے لائق ہے۔ اسی طرح اللہ تم

نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک کشفی سیر کرائی جسکے متعلق فرمایا کذالک نری ابراھیم اسی طرح
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سیر کشفی کے متعلق فرمایا لنریہ من آیاتنا۔ پس کچھ شک نہیں
کہ جس قسم کی رویت ملکوت السموات والارض کی ابراہیم کو پیش آئی اسی قسم کی رویت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی نصیب ہوئی۔ ہاں ابراہیمی معراج اور محمدی معراج میں جو فرق ہے۔ وہ کتب
کے مطالعہ کرنیوالے سے پوشیدہ نہیں لیکن ہمو نے شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم نے ترجمۃ القرآن پارہ
پانزدہم میں جو ایک تفسیری نوٹ بعنوان معراج اور اسکی حقیقت لکھا ہے۔ اس سے یہ فرق نہایت
عظیم الشان اور لطیف رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور معراج کی حکمت اور ضرورت بھی روز روشن
کی طرح ظاہر ہوجاتی ہے۔ اسلئے اسکا اقتباس درج ذیل کیا جاتا ہے۔

واقعہ معراج ایک رویا ہے۔ تو پھر رویا کے واقعات کی تفسیر علم الرویا سے کرنی چاہئے تھی مگر
ان لوگوں نے اور معترضین اسلام نے رویا پر تدبر کر کے اس سر کو نہیں دیکھا ... آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا معراج ایک کشفی نظارہ تھا جس میں آپ کی آیندہ تمام کامیابیوں کا نقشہ دکھلایا گیا تھا
اس علم کی اصطلاحیں اور لغات چونکہ اور ہیں۔ اسلئے انکے معنی اسی زبان کے محاورات پر کرنے
چاہئیں۔ اور اگر اس طریق کو مد نظر نہ رکھا جائے تو سخت غلطی کا احتمال ہے۔ پس اب میں ان
واقعات کے معانی علم الرویا کی لغات کے موافق ذیل میں ایماء کر دیتا ہوں۔ اور ناظرین کو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی کی طرف متوجہ کرتا ہوں وہ دیکھیں کہ کس طرح پورے پورے
ہوئے۔

(۱) رویا میں اگر دیکھے بیت المقدس۔ تعبیر عزت و کامیابی ہو۔ اور تمام انبیاء کے علوم اس پر
کھولے جاویں وارث انبیاء بنے (۲) براق۔ گھوڑے پر (۳) دلیل ہے اس امر کی کہ دین اور
دنیا کی زندگی حاصل کرے۔ سفر کے بعد بڑا مرتبہ حاصل ہو (۳) دنیا میں گرد دیکھے۔ جبرئیل ہمراہ
علم کے لئے سفر کرنا (۲) امن پانا اور اعداء پر مظفر و منصور ہونا (۴) میکائیل جائز کاموں کا حکم دے
اور ناجائز سے روکے اور عزت حاصل ہو (۵) آسمان اول پر چڑھنا۔ کمی عمر کی دلیل ہے (۶)

آسمان سوم پر پڑھنا دنیا میں عزت و اقبال حاصل ہو (۵) آسمان چہارم پر پڑھنا قرب سلطان اور حصول
سلطنت (۶) آسمان پنجم پر پڑھنا جزع فزع اور جنگ و مخالفت (۷) آسمان ششم میں پر پڑھنا نزول
سعادت و جاہ حاصل ہو (۸) آسمان ہفتم پر پڑھنا علو قدر میں بے نظیر و بے مثل ہو (۹) آسمان کے دروازے
کھلنا قبولیت دعا و خیر حقیقی خیر و برکت کی دلیل ہے اگر رویا میں دیکھے (۱) اللہ تعالیٰ (۲) استجابت
حصول عزت و قوت دین (۳) نزول از رب نصرت و مغفرت و توبہ (۴) اگر رویا میں دیکھے (۵) عرش
عز و جاہ مرتبہ ریاست اور نجات (۶) اگر رویا میں دیکھے کرسی۔ علم صحیح کیلئے (۷) لوح محفوظ کو
دیکھے علم صحیح اور مقبول الکلام ہونے کی دلیل ہے (۸) آدم علیہ السلام کو دیکھے بزرگی و دولت حاصل
ہو۔ آدم علیہ السلام سے کلام کرنا تحصیل علم لدنی کی دلیل ہے (۹) عیسیٰ کو دیکھنا علیم ہونے کی
علامت ہے (۱۰) یحییٰ کو دیکھنا حق تعالیٰ کی طرف سے توفیق خیر عطا ہو (۱۱) یوسف کو دیکھنا دلیل
ہے کہ قوی رشتہ دار اس پر ظلم کریں پھر تمام میں شرف و بزرگی حاصل ہو اگر بعد میں
(۱۲) ادریس کو دیکھے کامیاب اور بلند مرتبہ ہونے کی دلیل ہے (۱۳) موسیٰ علیہ السلام کو دیکھے اہل
و عیال کے ساتھ مبتلا میں پڑے مگر بعد میں حال اچھا ہو جاوے اور دشمنوں پر فتح پاوے
اور اس ملک کا بادشاہ اور سرکش سردار ہلاک ہو (۱۴) اگر فرشتے رویا میں دیکھے دلیل ہے کہ بادشاہ
با اقبال ہو دین اور با دیانت ہو اور عالم پرہیزگار (۱۵) سورۃ فاتحہ رویا میں دیکھے کل مقاصد
پورے ہو جائیں (۱۶) شراب، خوشبو، دودھ وغیرہ روزی اور شائستگی دین، علم نافع ذکر الٰہی (۱۷)
شہد علم و دانش، فراخی روزی قرآن کریم (۱۸) اور وعدہ مظفر (۱۹) مروارید علم و حکمت پہلی تعبیر
ترقی ذات و دیانت مال و دولت (۲۰) قطبیں امر حق و امر اللہ تعالیٰ (۲۱) قطب کو پیر کر
آپ نیز مدت سے رحمت ترقی جسم و عقل کی علامت ہے (۲۲) زیارت انبیاء علیہم السلام۔ اس کی امت
میں ایسے لوگ ہوں جو انبیاء کے مثیل ہیں (۲۳) جنات کی باتیں سننا دلیل ہے کہ عظیم الشان
لوگ اس کے ماتحت ہو جاویں ان واقعات کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر جب ہم
نظر کرتے ہیں۔ تو یہ تمام امور پورے ہوگئے۔ اس پر کوئی دہریہ یا طبیعت بھی اعتراض اور

انکار نہیں کر سکتا نہایت ہی اختصار کیساتھ میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ وہ فتوحات کس طرح پورے
ہوئے (۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور کامیابی میں کیا شک ہے اور آپ پر کل انبیاء کے
علوم ختم کر دیئے گئے۔ قرآن مجید کو فیہا کتب قیمۃ کا مصداق بنا دیا گیا (۲) براق کے لحاظ سے دین اور دنیا
کی دوڑ کی آپ کو جو عطا ہوئی یعنی ہجرت آپ کی تمام کامیابیوں کا پیش خیمہ ٹھیری۔ (۳) دیا۔ تو
انبیاء کی کثرت کم رہیکر واقعت علیم النفس کی کی (۴) آپ نے حسن بالی اور شرف اور برتری کی کان
فضل اللہ علیک عظیما۔ آپکی شان میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا اب اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا۔
(۵) جبرئیل کے رنگ سے آپ مکی بابت کی زندگی سے نکل کر امن میں آئے۔ اور پھر مدینہ میں
خود وہ فتوحات پیش آئے آخر تمام مصیبتیں امن سے مبدل ہو گئیں۔ اور اعدا پر بھی کامیابی
اور فتح و ظفر ملی کہ آپ کی زندگی میں آپ کے دشمن ہلاک ہو گئے۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا
اور اذا جاء نصر اللہ والفتح کی پاک صدائیں آ پہنچیں اور دنیا نے دیکھ لیا کہ
وہ فتح و ظفر آپ کو عطا ہوئی کہ دنیا میں کسی کو نہیں ملی (۶) آپ نے میکائیل کو دیکھا جسکے
معنی تھے کہ آپ جانوروں میں حکم کریں۔ اور برے کاموں سے روکیں چنانچہ امر بالمعروف و
نہی عن المنکر آپ کی شان ہے تمام برائیوں سے آپ نے روکا اور منع کیا۔ اور تمام نیکیوں کی
ہدایت کی (۷) کبھی عمر آپ کی ظاہر ہے کہ صرف تریسٹھ سال کی عمر پائی۔ جو دوسرے تمام انبیاء کے
مقابلہ اعمار میں کم ہے (۸) علم و حکمت جو قرآن کریم کے ذریعہ دیا گیا۔ اور یعلمہم الکتاب والحکمۃ آپکی
شان ہے (۹) دنیا میں عزت و اقبال حاصل ہو۔ وہ بھی ظاہر امر ہے (۱۰) سلاطین کا قرب
بھی ظاہر امر ہے۔ آپ کے اتباع یعنی صحابہ کو سلاطین تک بنا دیا (۱۱) جنگ و مخالفت آپ کی
جس قدر ہوئی ہے وہ بھی ظاہر امر ہے۔ غرض اس طرح پر جو کچھ آپ کو دکھایا گیا تھا۔ وہ اسی
طرح پر پورا ہوا۔ پس یہ تمام واقعات آپ کی آئندہ زندگی کی پیشگوئیاں تھیں۔ اور اپنے اپنے وقت
پر وہ پوری ہو گئیں۔ یہ تھا اصل معراج اس پر کسی شخص کا کوئی بھی اعتراض بحمداللہ نہیں ہو سکتا
آپکی زندگی آپ کے تمام واقعات اور حالات صحت میں ترو تازہ تھے اور وہ میں دنیا کے لئے پیش تھیں

رنگ میں مسیح کو سمجھا گیا ہے۔ وہ کوئی حجت پوری نہیں کرسکتے۔ ان حجابات میں داخل ہو سکتا ہے اور اسی وجہ سے علماء میں اختلاف پیدا ہوا۔ سر سید صاحب نے اس پر اعتراض بھی کئے لیکن جو کچھ یہاں بیان کیا گیا ہے۔ وہ ایک صاف امر ہے۔ اور آپ کی زندگی کا روشن حصہ ہے۔ جو یہی معراج اور اسکی حقیقت ہے۔ اور کوئی ہے سوچنے کو اگر دل کوئی ہے"

الرؤیا کی تعبیرات مذکورہ بالا میں اگر کسی کو تامل ہو تو وہ یاد رکھے کہ شب معراج میں آنحضرت کے روبرو جب دو برتن پیش ہوئے۔ اور آپ نے دودھ پسند فرمایا۔ تو حضرت جبرئیل نے اس کی تعبیر فطرت اسلام سے کی تھی۔ معراج کے تمام واقعات میں سے صرف ایک واقعہ کی تعبیر حضرت جبرئیل کی طرف سے ہونا العاقل یکفیہ الاشارہ کے مطابق یہ اشارہ تھا کہ اہل عقل باقی واقعات معراج کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا کے مطابق خود سمجھ لیں پس معراج نبوی کے متعلق ہر قسم کی شکوک و شبہات اب اظہر من الشمس ہو گئی۔ اور نادان علماء نے اس امر کو نہ سمجھ کر جو معراج نبوی کو جسد عنصری ٹھہرایا تھا اس کی غلطی و بطلات اور انکے اصل وہم کی حقیقت کھل گئی۔ سر مشتے سچ کہا ہے ع

داغ وہ جسد بہ فلک بر شد ٭ سرمہ گوید فلک در حسد دود شد

(رائی آئینہ - سید صادق حسین)

معارف قرآن مجید

مقتبس از افاضات مولٰنا نور الدین ادام اللہ مجدہ رب العالمین

مومن کبھی ذلیل نہیں ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں فرمایا وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنافقین لا یعلمون۔ عزت اللہ کے لئے اور اسکے رسول کے لئے اور مومنوں کے لئے منافقین ایسی باتوں سے بےعلم ہیں پس مومن اور پھر ذلیل یہ غیر ممکن ہے مومن تو اسی دنیا میں بہشت پا لیتا ہے صحابہ کرام نے جب جاہلیت کے عقائد فاسدہ سے توبہ کی اور اسلام کے پاک عقائد پاک اعمال اختیار کئے تو سب سے پہلی جنت انکے لئے یہی تھی پھر جب مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو یہ بھی انکے لئے جنت ہی تھی پھر جب مالک بہ دولت فتح کئے تو ایک دنیا کے فاتح کہلائے تو یہ بھی انکے لئے جنت تھی پھر جب دنیا سے کوچ کرتے ہیں پہلی منزل قبر وہ ہے جہاں انسان اپنے اعمال کے بدلے میں بعد الموت رہتا ہے یہی مومن کی اصل جنت ہوگی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیبیاں جنگ میں اپنے ساتھ لے گئے دراصل آپ ان لوگوں کو یہ سمجھاتے تھے کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے مجھے ذلیل نہیں کرنا وہ جنگ جیسے خطرہ کا موقعہ ہے اور دشمن کے ہاتھ سے بیبیوں کا قید میں پڑ جانا یا اسی طرح ذلیل ہونا ممکن ہے مگر اللہ تعالیٰ ایسا ہی ناصر ہے وہ مومن کے اعداء کو کوئی ایسا موقعہ نہیں دیتا۔

حضرت امام حسین کربلا میں شہید ہو گئے انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا کے خلاف نہیں موت تو سبھی کو آتی ہے دیکھنا یہ ہے کہ دنیا میں معزز و مکرم کون ہے وہ جنکی

نسل کا بچہ پیدا ہوتے ہی شیخ و سردار کا لقب پاتا ہے یا وہ جس کے نام پر کوئی اپنا نام بھی نہیں رکھتا تو نہ کوئی منسوب کرے میں اس کی نسل سے ہوں جس کے نام کا قصہ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات کے پڑھتے ہوئے بھی نظروں کے سامنے آجاتا ہے فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم (رکوع پارہ) اور پارہ دوم رکوع میں واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیها ویهلک الحرث والنسل۔

احیاء موتی سے کیا مراد ہے

قرآن مجید کو بغور مطالعہ کرنے سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے صفات و افعال میں بے مثل ہے ویسی کسی شئ کی ایک اللہ تعالیٰ کا احیاء ہے ایک نبیا کا احیاء ہے چنانچہ نبی کریم صلعم پر فرمایا یا ایها الذین آمنوا استجیبوا لله وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کا احیاء کیا ہے اور اسی سے مسیح کے احیاء کی حقیقت کھل جاتی ہے لیکن اگر کسی کی اس آیت سے تسلی نہ ہو تو اسکے لئے پارہ ہشتم سورۃ انعام رکوع ۲ کا ارشاد ہے اومن کان میتا فاحییناه وجعلنا له نورا یمشی به فی الناس کمن مثله فی الظلمت لیس بخارج منها یعنی ہدایت کی [illegible] اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا ہے کہ دنیا میں مردہ کون ہے جو ظلمات میں پڑا ہے اور زندہ وہ ہیں کہ جنکے لئے اللہ کی روشنی میں لوگوں میں چلتا ہے۔

گرمیوں کو نصیحت

مومن کو چاہیے کہ ہر ایک چیز سے کوئی نہ کوئی نصیحت حاصل کرے گرمیوں کا موسم تفریح کا ذریعہ سمجھا گیا ہے مگر ان میں غور کرے تو [illegible] جس طرح ایک شخص کی آواز اس میں بند ہوتی ہے اور پھر اسکے تمام الفاظ محفوظ ہو جاتے اور عام مجالس میں ظاہر ہوتے ہیں اسی طرح اگر انسان یقین رکھے کہ کرام کاتبین اسکا ریکارڈ بھر رہے ہیں ما یلفظ من قول الا لدیه رقیب عتید کے ماتحت پاس ہی موجود ہوتے ہیں اور اسکے اعمال و اقوال کا اثر ذرات عالم پر پڑ کر محفوظ رہتا ہے اور پھر وہ سب کچھ ظاہر ہوگا تو وہ کبھی ایسا جرات نہ کرے گا کہ کام کرے جو خلاف شریعت ہو کیا کوئی شخص جسے یقین ہو کہ میری آواز گراموفون میں بھری جا رہی ہے کوئی ایسا

نفع پہنچاتا ہے جس سے اسکا پاک اور خبیث ہونا ہرگز ظاہر نہیں۔ تو پھر یاد رہے کہ کلام الٰہی میں نص صریح ہے کہ ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید۔ وہ کیوں گندی باتیں کرے ایک دن آتا ہے کہ سب کچھ ظاہر کیا جاویگا۔ اسوقت جو ندامت و فضیحت ہوگی۔ وہ ایک شریف انسان کے لئے عذاب سے بڑھکر ہے۔ یاد رکھو کہ جو کچھ ہم منہ سے بولتے ہیں۔ اسے محفوظ کرنے والے خدا کے فرشتے موجود ہوتے ہیں۔ اور ہماری باتوں اور کاموں کا اثر ذرات عالم اور اعضاء انسانی پر پڑتا ہے قیامت کے دن گراموفون کی طرح یہ سب کچھ واپس ہوگا اور اسوقت فضیحت ہوگی۔ اگر پہلے ہی سے ہم نہ سنبھل گئے۔

تنزل کے اسباب اور اس کا علاج۔

مسلمانوں میں کسی سے خود پسندی ہے خود غرضی ہے چشم پوشی ہے تفرقہ ہے تفاوت ہے۔ وطن یکساں نہیں جھوٹ بولتے ہیں۔ تکبر اور دوسرے کی تحقیر ہے۔ اسکا علاج یہ ہے کہ دعاؤں میں لگے رہیں۔ اسباب سے کام لیں اسکے بعد نتائج کے لئے اللہ پر بھروسہ کریں۔ خود پسندی اور تکبر چھوڑ دیں۔ وحدت اختیار کریں۔ نیک نمونہ بنیں۔ نمک کھانا سنوارنے والی چیز ہے۔ لیکن اگر نمک ہی بگڑ گیا تو کھانے کو بجائے سنوارنے کے خراب کریگا۔ صدق اور راستبازی سے پیار کریں۔ اتحاد و اتفاق کی طرف مائل ہوں۔ اپنے دکھوں اپنے مرضوں کا علاج قرآن مجید سے تلاش کریں قرآن مجید کو ہر امر میں حکم اور امام بنائیں عجز و کسل کی عادت سے اسباب مہیا نہ کرنے اور مہیا شدہ سے کام نہ لینے سے اس سے بچا کریں مستعد ہو جائیں۔ کیونکہ مومن سست نہیں ہوتا۔ ایک خوفناک آواز پیش آیا صحابہ کرام میں سے ہوشیار لوگ فوراً اس طرف دوڑے گر کیا دیکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑا دوڑاتے ہوئے واپس آ رہے ہیں۔ پھر اور لوگ آئے۔ تو وہ پہنچتے تھے کہ آپ واپس پہنچے۔ اس ایک بات سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مومن کو کسقدر چست و ہوشیار رہنا چاہیئے مگر افسوس ہے کہ آجکل مومن بلکہ مومنوں کے پیشوا کہلاتے ہیں۔ وہ سب کے سب سست ہوتے ہیں۔ اپنی اولاد کا فکر کیا ہے کہ نہ پہنیگا۔ بس ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمیں دنیا سے کیا

سامان جس دنیا کی مذمت کی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ اس متاع و سامان میں انہماک سے جو خدا سے غافل کردے، اور بے حقیقت کاموں میں لگا دے جیسے لہو و لعب کا جیسا کہ فرمایا - انما الحیوۃ الدنیا لعب ولهو الخ، اچھے کپڑے اچھے کھانے اور دوسرے اسباب مہیا کرلینے، مولانا روم فرماتے ہیں ؎

چیست دنیا از خدا غافل شدن — نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم دیا جا رہا ہے، ان کا تو یہ حال تھا کہ جب ایک جنگ میں بعض صحابہ کی غلطی سے مومنوں کے پاؤں اکھڑ گئے، تو آپ تن تنہا جس طرف سے تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی بڑھے اور انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب کا نعرہ لگانا شروع کیا دیکھو صاحب لڑائی ہے، تو مجھ سے بچے میں موجود ہوں، اگر کوئی بھاگ جائے میں میدان جنگ میں موجود ہوں، یہ تھا آپکا استقلال، اور یہ تھی آپ کی ہمت، یہ تو نبوت کے وقت کا ذکر ہے اس سے پہلے بھی آپ نے نوجوانی کے عالم میں اپنے بے مثل بہادر ہونے کا ثبوت دیا، آپ نے نوجوانوں کی ایک انجمن بنائی جس کا کام تھا مظلوموں کی حمایت، ایک مظلوم آپ کے پاس آیا، جس کی شکایت سنکر، وہ ایسا آدمی تھا کوئی اسے کہنے کی جرأت نہیں کرتا تھا، آپ خود گئے اور کچھ ایسے انداز طریق سے تقریر کی کہ اسکا حق اسے دلادیا، اسی طرح قیصر روم کی طرف سے ایک شخص مقرر ہوا کہ وہ جوڑ توڑ کرکے عرب پر قیصر روم کا اثر بٹھا دے، اور مکہ اس کے قبضے میں آجائے، آپ نے فوراً اسے بھانپ لیا اور اس طرح کی سکیم کو فیل کردیا پس اے دوستو! تم اس نبی کی امت ہو تو تم اسی عزم و ہمت لا ہوت، استقلال اور محنت نہ چھوڑو، فلا تھنوا و تدعوا الی السلم وانتم الاعلون ولن یترکم اعمالکم،

الا المودة فی القربیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا لا اسئلکم علیه من اجر، کہ میں اس تبلیغ پر کوئی اجر نہیں مانگتا، ان المودة فی القربیٰ چاہتا ہوں، لوگوں نے اسکے معنے کئے ہیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرو یہ بات تو بہت اچھی ہے، مگر وہ

کی ہے۔ اور اس وقت امام حسینؓ پیدا نہیں ہوئے تھے حضرت ابن عباسؓ نے اسکے خوب معنے کئے ہیں کہ تمام عرب آپس میں خانہ جنگیاں چھوڑ کر اتحاد و مودت پیدا کرو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قوم میں رشتہ تھا پس آپ نے فرمایا ان خانہ جنگیوں کو چھوڑ کر مودت اختیار کرو کہ اس میں بھی تمہارا ہی بھلا ہے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ جو چیزیں تمہیں اللہ کے نزدیک کرتی ہیں۔ ان کی محبت پیدا کرو اور انکے حصول کی کوشش کرو۔ اور تیسرے معنی یہ ہیں کہ اللہ کی قربت حاصل کرنے کی محبت رکھو تینوں معنی صحیح اور پاکیزہ ہیں

ماکنت بدعا من الرسل جو لوگ پیچھے آتے ہیں وہ بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں کیونکہ پہلے لوگوں کے حالات ان تک پہنچ جاتے ہیں پس عقلمند ان سے فائدہ اٹھا کر خود وہ غلطیاں نہیں کرتے جن میں وہ پڑ کر ہلاک ہوئے بلکہ ان راہوں پر چلتے ہیں جن پر اگلے چل کر فائز المرام ہوئے حضرت نبی کریم صلعم نے اپنی صداقت کی دلیل پیش کی۔ اور لوگ جانتے ہیں کہ مجھ سے پہلے کئی رسول ہو چکے ہیں خصوصاً بنی اسرائیل میں سے ایک عظیم الشان اپنے مثیل ہونے کی گواہی دے چکا ہے وشہد شاہد من بنی اسرائیل علی مثلہ کے منہاج پر غور کرو۔ تو میرا صدق کھل جائیگا ہم صحابہ کرام سے بڑھ کر خوش قسمت ہیں کہ ہم میں جو ولی اللہ آیا۔ اس سے پہلے ہزاروں اولیاء اللہ گزر چکے ہیں ان کی کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ تمام دنیا کی رسالتیں کھل کر ہم تک پہنچ گئی ہیں مجوسیوں یہودیوں نصرانیوں۔ ہندوؤں کے پیغمبروں اور ان کے مذہب کی کتابیں مل سکتی ہیں پس ایسے وقت میں اگر کوئی تقویٰ سے لبریز دل لیکر غور کرتا۔ تو اس فرستادہ الٰہی کی شناخت میں اسے کیا مشکل تھی۔ آسمان سے نزول کے معنے بھی ایلیا کی پیشگوئی یوحنا میں پوری ہونے سے حل ہو چکے ہیں۔ ملاکی نبی باب ۴ آیت ۵ میں ارشاد ہوتا ہے۔ دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجونگا۔ اور وہ باپ دادوں کے دلوں کو بیٹوں کی طرف اور بیٹوں کے دلوں کو انکے باپ دادوں کی طرف مائل کریگا۔ یہ پیشگوئی ہے اسکے پورا ہونیکا حال متی باب ۱۱ آیت ۱۴ میں پڑھو ایلیاس جو آنیوالا تھا یہی ہے۔ چاہو تو قبول کرو انجیل متی

باقی وہی سورہ میں یہی مضمون ہے

پیشگوئی کا علم قبل از وقوع نہیں کھلتا

ہجرت سے چھٹے سال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک خواب ہوا کہ ہم مع صحابہؓ مکہ میں گئے ہیں اور عمرہ کے بعد حلق کرا رہے ہیں۔ اس بنا پر آپ نے چودہ سو کے ہمراہ مکہ کی طرف کوچ کیا۔ حدیبیہ کے پاس مقام فرمایا اور مکہ کے لوگ مقابلہ کو نکل آئے۔ آپؐ نے فرمایا ہم آپ سے لڑنے کے لئے نہیں آئے آپ ہم کو اجازت دیں کہ بیت اللہ کا طواف کر کے چلے جائیں۔ اس پر بڑا لمبا مباحثہ ہوا۔ آخرکار قرار پایا کہ ایک عہد نامہ لکھا جاوے۔ وہ چند شرطوں پر تھا۔ ایک یہ کہ نبی کریم صلعم اور ان قبیلوں کے نام ہوں جو انکے ساتھ ہیں اور ایک طرف مشرکین اور انکے ہمراہی قبیلوں کے نام ہوں۔ دوم یہ کہ اس سال آپ واپس تشریف لیجائیں اور آئندہ سال حج کے لئے آویں۔ آپؐ نے اسے منظور فرمایا مگر صحابہؓ سے بہت اس پر راضی نہ تھے۔ سوم یہ کہ اگر کوئی ہم (مشرکین) میں سے مسلمان ہوجائے تو وہ آپ ہمراہ نہ لیجائیں۔ وہ مدینہ میں رہتے ہیں اور اگر آپکی مسلم میں سے کوئی مرتد ہوجائے تو ہمیں واپس دیا جائے۔ اسے بھی آپؐ نے مان لیا۔ حضرت عمرؓ خصوصیت سے اس پر گھبرائے تھے۔ چہارم یہ کہ جب بسم اللہ الرحمن الرحیم اور محمد رسول اللہ لکھنے لگے تو مشرکین مانع ہوئے اور کہا کہ ہم اگر آپکو رسول مانتے تو جھگڑا ہی کیوں کرتے۔ یہ الفاظ چونکہ لکھے جا چکے تھے حضرت علیؓ کو اس کا مٹانا دشوار تھا۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خود مٹا دیا۔ یہ شرطیں ایسی تھیں کہ مسلمانوں کو نہایت قلق تھا۔ ایسی حالت میں یہ سورۃ نازل ہوئی۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا۔ یہ بہت بڑی پیشگوئی کا سمجھنا آسان تھا ہرگز نہیں مگر صحابہؓ ثابت قدم تھے وہ خدا کے وعدوں پر ایمان لائے تو سند جزیل انعامات سے سرفراز ہوئے۔

ایمان بالغیب کے انعامات

اللہ تعالیٰ راضی ہوا۔ لقد رضی اللہ عن المؤمنین کیونکر شیعہ اس مقام پر غور کریں جو صحابہؓ کو منافق قرار دیتے ہیں۔ فعلم ما فی قلوبہم سے ظاہر ہے کہ ان کے دلوں میں بھی اخلاص ہی بھرا ہوا تھا۔ اور خیبر کی فتح (و

اثابهم فتحا قریبا (۵) بہت سی غنیمتیں ہیں (مغانم کثیرۃ یاخذونہا) (۶)
سکینہ کا نزول ہوا (فانزل السکینۃ علیہم) (ھو الذی انزل السکینۃ فی
قلوب المومنین) سے (ان یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ) کے معنے حل ہوتے
ہیں۔ کہ تابوت سے مراد وہ دل ہیں۔ مطلب یہ ہے۔ کہ ان کے دلوں میں اس خدمت سے
اطمینان پیدا ہو جائیگا (۷) وکف ایدی الناس عنکم۔ لوگوں کی دست اندازی روک دی۔
(لڑائی نہ ہونے دی) (۸) صراط مستقیم کی ہدایت فرمائی (ویہدیکم صراطا مستقیما) (۹)
پھر اسی صبر والی اطاعت کی وجہ سے (واخریٰ لم تقدروا علیہا قد احاط اللہ بہا) اور فتوحات
کے جبکہ ان حالات میں وہ اندازہ نہ لگا سکتے تھے۔

دیکھی شرائط جو اس وقت نقصان دہ اور موجب ہتک معلوم ہوتی تھیں۔ اس عظیم الشان
فتح کا موجب ہوگئیں جو مسلمان مرتد ہوتا وہ آنحضرت کریم صلعم اور انکی جماعت کے کام کا نہ تھا۔ اسکے جانے
سے انہیں کیا نقصان اور جو مشرکین میں سے مسلمان ہوتا وہ مکہ میں رہتا تو دوسروں کی ہدایت کا
موجب بنتا۔ پھر وہ فائدہ ہوا کہ ابو بصیر مسلمان ہو کر مدینہ بھاگ آیا۔ دو آدمی کفار اسکو پکڑنے کو
روانہ ہوئے جب حضور رسالتمآب میں پہنچے تو آپ نے حکم دیا کہ ابو بصیر کو ان کے حوالے کیا جائے۔ اسنے عرض
کی مگر آپ نے فرمایا ہم معاہدہ کے خلاف نہیں کرینگے۔ راستے میں اسنے اپنے ساتھ
مشرکوں میں سے ایک کی تلوار لیکر ایک کو مار دیا دوسرا بھاگ کر آیا۔ ابو بصیر بھی پہنچ گیا۔ آپ نے
اسے کہا تو لڑائی کرانا چاہتا ہے۔ میں تجھے واپس دونگا۔ وہ یہ سن کر وہاں سے بھاگ گیا۔
وہ ایک جگہ پر ڈیرہ بنا لیا۔ اب جو مسلمان ہو کر مکہ سے بھاگ کر آپ کے پاس آتا۔ اس طرح رفتہ رفتہ ان کی
ایک جماعت بن گئی۔ چونکہ وہ مکہ والوں کے ستائے ہوئے تھے اسلئے انہوں نے اپنے اخراجات خوراک
وغیرہ کے لئے مکہ ہی کے قافلوں سے اپنا حصہ لینا شروع کیا۔ اس طرح یہ شرط خود مشرکین
کے لئے موجب ضرر ہوئی۔ اور وہ نبی کریم کے خدمت میں آئے کہ آپ اپنے آدمیوں کو بلا
لیجئے۔ ہم اس شرط کو توڑتے ہیں۔

دوم ان خبر سے تسکین ملی کہ فائدہ یہ ہوا کہ حضرات جو نبی کریم صلعم کے حمایت میں تھے بغیر
دل سے معلوم کیا اور مشرکین نے انکا خفیہ خفیہ ساتھ دیا۔ حضرات میں سے وہ آدمی نبی کریم صلعم کے
حضور فی الفور حاضر ہوئے۔ اور ہر گروہ ان نے بھی اپنا ایک مرد بھیجا کہ معاہدے کے سر سے
ہو کے حکم میں اس وقت موجود تھا اس طرح پر وہ معاہدہ آپ ہی انھوں نے اپنے عمل اور اپنے
قول سے توڑ دیا اور نبی کریم صلعم نے دس ہزار قدسیوں کے ساتھ مکہ پر چڑھائی کی۔ اور اس طرح پر خدا
کا کلام انا فتحنا لك فتحا مبینا پورا ہوا۔ اور اسی فتح کے ذریعہ ثابت ہوا۔ کہ نبی کریم صلعم

فتح مکہ سے مشرکین کے گناہ معاف ہوئے

کی زندگی ہر قسم کے عیبوں اور ان الزاموں سے پاک ہے جو آپ
کی ذات سے منسوب کئے جاتے تھے۔ لیغفر لك الله ما تقدم
من ذنبك وما تأخر کے یہی معنی ہیں۔ کہ تیری ذات پر جو الزام وہ مکہ کی ہجرت سے پہلے
پیچھے لگاتے تھے وہ سب دور ہو گئیں اور مرے مٹتے ہیں۔ کہ ان مشرکین نے تو تیرے گناہ
اس وقت کئے تھے۔ جب کہ تو ان سے ہی پہلے مکہ میں رہتا تھا۔ اور پھر وہ قصور جو اس وقت کئے جبکہ
تو مکہ سے چلا گیا۔ اس فتح کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے انکو معاف کر دیے۔ چنانچہ جب وہ مشرکین پکڑے
حضور رسالت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ لا تثریب علیکم الیوم یغفر الله لکم
وهو ارحم الراحمین تم پر آج کے دن کوئی الزام نہیں۔ اللہ تمہیں بخشے۔ اور وہ ارحم
کرنیوالا ہے۔

صحابہ کرام کا ذکر انجیل میں

اشداء علی الکفار رحماء بینهم تراهم رکعا سجدا
یبتغون فضلا من الله ورضوانا سیماهم فی وجوههم
من اثر السجود ذلك مثلهم فی التوراة۔ وہ بیت مقدس میں کفار کا اثر قبول
نہیں کرتے ہاں آپس میں ایک دوسرے نیک متاثر ہوتے ہیں۔ تو انکو عبادت کرو۔ اللہ کے
فضل و رضوان کا امید وار پائیگا۔ فرمانبرداری کے آثار انکے چہروں سے ظاہر ہیں۔ دیکھو ۳۳
باب استثنا آیت ۲۔ خداوند کریم سینا سے آیا۔ اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ

سے جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کیساتھ آیا اور اُسکے دہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی۔ ہاں وہ اس قوم سے بڑی محبت رکھتا ہے۔ اُسکے سارے مقدس تیرے ہاتھ میں ہیں اور وہ تیرے قدموں کے نزدیک بیٹھے ہیں اور تیری باتوں کو مانیں گے

اور ومثلهم في الانجيل كزرع اخرج شطأه فآزره فاستغلظ فاستوى على سوقه يعجب الزراع ليغيظ بهم الكفار۔ اسکے لئے دیکھو متی باب ۱۳ آیت ۳۱، ۳۲ وہ انکے واسطے ایک اور تمثیل لایا کہ **آسمان کی بادشاہت** خردل کے دانہ کی مانند ہے جسے ایک شخص نے لے کر اپنے کھیت میں بویا۔ وہ سب بیجوں سے چھوٹا ہے پر جب اُگتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا ہوتا اور ایسا پیڑ ہوتا کہ ہوا کی چڑیاں آکے اسکی ٹہنیوں پر بسیرا کریں

تصوف کیا ہے؟

اس سوال کا جواب مختلف صاحبوں نے دیا ہے۔ ان میں سے چند کے اقوال میں نقل کرتا ہوں

۱۔ تمسک بالفقر (یعنی) صاحب بذل و ایثار ہونا اور غرض و اختیار کو چھوڑ دینا

۲۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو ہو بغیر اسکے کوئی غرض متعلق ہو (جنید)

۳۔ حصول الحقائق و یاس از مال و متاع خلائق کا نام ہے (کرخی)

۴۔ حق کے سوا کسی دوسری چیز کی پروا نہ کرے یہ فقر ہے (شبلی)

۵۔ فقیر کی صفت یہ ہے کہ سکون نہ ہو نیستی کے وقت اور بذل و ایثار کرے (ابو حسین نوری)

۶۔ فقیر وہ ہے جو فنا سے ایسی خوف احتراز کرے کہ فنا اسکے فقر کو بگاڑ دیگی جیسے غنی فقر سے ڈرتا ہے

۷۔ فقر یہ ہے کہ صاحب فقر کسی کا مالک ہو نہ اسکا کوئی مالک ہو (ابو بکر مصری)

(۸)۔ ہر ایک اعلیٰ خلق میں داخل ہونا اور ہر ایک ادنیٰ خلق سے نکلنا (جریری)

۹۔ صوفی وہ ہے کہ نہ طلب اسے تھکائے، اور نہ سلب اسے جگہ سے ہلائے (ذوالنون مصری)

۱۰۔ صوفی وہ ہے کہ جب اس کے سامنے دو اچھے حال ہوں، تو وہ آسان اور بہت اچھے کے [illegible]

۱۱۔ صوفی وہ ہے جو کدورت سے صاف اور مستی و شوق سے پُر ہو، اور آدمیوں سے اللہ تعالیٰ کی طرف منقطع ہو اور سونا و مٹی اسکے نزدیک برابر ہوں۔

۱۲۔ اخلاق طبعی کی مفارقت سے دل کی صفائی اور صفات بشری سے افسردگی اور نفسانی خواہشوں سے یکسوئی اور صفات روحانی کے نزول اور علوم حقیقی سے تعلق اور شریعت میں رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام تصوف ہے۔

۱۳۔ ایک عورت نے ان کی تعریف عربی اشعار میں کی ہے جنکا ترجمہ یہ ہے

وہ ایسی قوم ہے کہ ان کے ارادے اللہ تعالیٰ کیساتھ معلق ہیں، اور ان کی ہمتیں کسی اور چیز کی طرف نہیں پہنچتیں۔ اس قوم کا مقصود انکا مولیٰ ہے کیا ہی اچھا انکا مطلب ہے۔ جو اللہ پاک یکتا کے لئے ہے۔ دنیا انکو ترغیب میں نہیں ڈالتی ہے۔ اور نہ کھانے پینے اور عمدہ کپڑے انکے لئے موجب شرف ہیں۔ نہ انہیں نفیس و عمدہ پوشاک کا خیال ہے۔ اور نہ کسی اور سرور کا جو آبادیوں میں پایا جاتا ہے۔ ہاں وہ جلدی کر رہے ہیں، ابدی دور دراز منزل کے لئے پس وہ سیلگاہوں اور جنگلوں اور پہاڑ کی چوٹیوں میں بیٹھے۔

۱۴۔ صوفی ہمیشہ اپنے اوقات کدورت سے پاک کرتا رہتا ہے یعنی قلب کو روث نفس سے ملوث نہیں ہونے دیتا۔ اسی طور کہ دائم اپنے مولیٰ کی طرف متوجہ رہتا ہے، جب کبھی اس کا نفس جنبش کرتا ہے، تو وہ اپنی مولیٰ کی طرف گریز کرتا ہے

۱۵۔ یہ بھی کہا گیا ہے، کہ صوفیہ اہل صفہ کی نسبت سے ہے۔ جو رسول اللہ صلعم کے عہد میں چار سو آدمی کے قریب تھے۔ دو انکا کوئی گھر نہ کنبہ، مسجد میں بیٹھے رہتے۔ نہ کھیتی کرتے نہ دودھ دینے والے جانور پالتے نہ بیوپاری۔ پھر بھی محنت سے بی بچ رہتے۔ ان کو لکڑیاں جمع کیں، گٹھلیاں پھوڑیں، رات کو عبادت کرتے کلام اللہ سیکھتے اور تلاوت قرآن میں مشغول رہتے۔ انہی کی شان میں

آیات (۱) ولا تطرد الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ (۲) واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی

اسبابِ تنزّل اور ان کا علاج

اک باخدا بزرگ سے میں نے کیا سوال
دس بادشاہیاں تھیں جو کھوئی گئیں تسلیم

پھر سب طرابلس پہ چڑھائی ہوئی روم کی
اسکا سبب بتایئے میں ہوں حیراں بڑا
کیا ہم سے بند ہو در پروردگار کا
یہ کیا ہوا کہ غیر کرے فتح و سبیل
مولیٰ تھا جن کا ان کا تو مولیٰ نہیں رہا
جو تھے ہمارے دست نگر اور بے وقوف
کہنے لگے حضور نہ آثار کھو جوش
ورنہ قصور ہے یہ تمہارا ہی اے عزیز
جب سے کہ تم میں کچھ بھی امانت نہیں رہی
تم ہو گئے تمہاری وہ وحدت نہیں رہی
کیونکر ہو وہ نظر کہ تمہارے وہ دل نہیں
تقویٰ کے جس سے جیتے تھے سب پاک ہو گئے

دیکھا حضور آپ نے ہم مسلموں کا حال
مال اور ملک سب گئی تنگ حالیاں ہیں تمام

وہ قوم مست رہی ہے جس کی بڑی دھوم تھی
گرداب میں پڑ کے جہاز اپنے کھو گئے
دنیا میں حال یاد ہے اسلام کا سدا
دیکھو جو صدر دہر میں سلطان ہیں ذلیل
جن کا نہیں تھا کچھ بھی کبھی نام ہو گیا
آواز ہے ہم کہتے ہیں ہم کیلئے خوف
جاتے رہے ہیں شست شہ عالم میں جوش
اے کاش میری قوم کو دی جائے تمیز
آپ کو غیر قوموں پہ سبقت نہیں رہی
صورت بگڑ گئی ہے وہ صورت نہیں رہی
شیطان کے ہیں مرید کے پیارے وہ دل نہیں
جتنے خیال ہیں تھے ناپاک ہو گئے

کچھ کچھ جو نیک تھے وہ خاک ہو گئے
تھی آپ تم نے چھوڑ دیا دین کی راہ کو
اب زندگی تمہاری تو سب فاسقانہ ہے
تب پر یہ اک بلا ہے کہ راستہ نہیں ہی
آپ تم تو خود ہی ہو رہے تشنہ ہوئے
پھر کیا تم میں خود ہی وہ ایمان نہیں رہا
ترکیب تم قوم کو تم پر سبیل ہو
اب بھی جو چل حق سے کبھی اعتصام ہو
کرتے رہو دعائیں مسلمان تم بنو
ظاہر سکھایا جانے جو باطن میں تھا
یہ چھوٹ یہ تکبر و تحقر چھوڑ دو
تو دیکھ میں کیا یہ فلک بھی تمہارا ہے
شمس و قمر نجوم مسخر تمہارے ہیں
وعدہ خدا کا ہے کہ تم ہی تو جیتے ہیں
ہر گز نہ تم وہ جنگ میں کچھ لڑائیاں
اب بھی مسیح پاک کے قدموں میں آ رہیں
مومن جو بنیں گے نیک نمونہ وہ کریں گے
پھر سلطنت ہماری ہے عزت ہماری ہے
ہم میں سے ہیں کون دیانت سے کچھ پلے
لوگوں کو وہ بتائے کہ وقت مسیح ہے
ہم اپنا فرض دوستو ہیں کر چکے ادا

باقی جو تھے وہ ظالم و سفاک ہو گئے
عادت میں اپنی کر لیا فسق و گناہ کو
مومن نہیں ہو تم کہ قدم کا فرانہ ہے
اک پھوٹ پڑ رہی ہے مودت نہیں رہی
اس پہ ہے یہ شامت عصیاں ہو رہی
وہ نور متوسلانہ وہ عرفاں نہیں رہا
اور کیوں نہ ہو ان پہ غضب خدا کی سبیل ہو
وحدت کا تقاضا ہے دین کا اہتمام ہو
علم و عمل میں ظاہر و باطن میں ایک ہو
باطن میں جو تمہارے بتلا رہی کو
یہ سستی و غفلت کی زنجیر توڑ دو
انسان کیا ہے اک ملک بھی تمہارا ہے
انجام کار جیتنے جو حق کے پیارے ہیں
سوتی تھے ابر رضا کو ٹوٹے ہیں
غیروں کی رحمتی جاسوسی ہوتی ہے پھیلایا
اکمل کو ہے امید کہ اب بھی وہ ان پھریں
شاہان روزگار مسلمان ہو جائیں گے
شان و شکوہ دولت و حشمت ہماری ہے
اب اس کا فرض ہے کہ وہ دل کھول کے ستون
اب جنگ اور جہاد حرام و قبیح ہے
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا

ریویو

اصلاح الایضاح

ابو العزیز شفیق نعیمی صاحب نے یہ رسالہ لکھا ہے جس میں غلط الفاظ کی تحقیق کے علاوہ ناسخ و آتش کے زمانے سے لیکر آج تک جتنے الفاظ متروک کئے ہیں ان سب کا بیان ہے۔ علاوہ اسکے تصحیح تلفظ گرامر کا پہلو تذکیر و تانیث وغیرہ متعلقات کے متعلق عمدہ عمدہ فوائد لکھے ہیں۔ جو لوگ چاہتے ہیں کہ ان کا کلام الفاظ نقائص سے پاک ہے۔ وہ اسے ضرور منگوا کر پڑھیں حجم ۹۰ صفحات ۲۲×۱۸ تقطیع قیمت ۸ر ملنے کا پتہ دفتر رسالہ سہیل علیگڈہ

مثالی روسیاہی

جس میں حضرت مسیح موعود کے مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ اشتہار کا بیان۔ اور تمام ان اعتراضات کا جواب ہے جو اس پر کئے گئے ہیں۔ حق یہ ہے کہ یہ سعادت اڈیٹر الحق کے حصہ میں مقدر تھی آپ نے جس دلاویز طریق سے ثابت کیا ہے کہ وہ فیصلہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے حق میں ہے۔ وہ قابل داد ہے۔ اڈیٹر صاحب نے یہ بات صاف کر دی ہے کہ حضور مغفور نے کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں کی بلکہ دعا کے ذریعہ ایک مسنونہ بارگاہ الٰہی میں دائر کیا اور یک طرفی فیصلہ پیش کر دیا۔ ثناء اللہ نے اسکے متعلق لکھا ہے کہ تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ مکذب کا صادق کی زندگی میں مرجانا مکذب کے کذب پر دلیل نہیں۔ بلکہ اوروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ کوئی ایسی نشانی دکھاؤ جو ہم بھی دیکھ کر عبرت حاصل کریں۔ مر گئے تو کیا دیکھیں گے۔ ہو کر بہتر یہ فیصلہ ہو ہے کہ برخلاف مسلمات مدعا علیہ ہونے کے خدا نے مکذب کو اسی راہ سے پکڑا۔ اور یوں صادق کا صدق ظاہر ہوا جاتی ہے۔ یہ اعتراض کہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۸ء کے بعد کی ڈائری سے ظاہر ہے کہ یہ اشتہار حضور کے حکم اور منشاء سے تھا۔ اور یہ دعا قبول بھی ہو چکی ہے۔ اور یہ کہ مکذب کے لئے

مجریہ دوسرا اپریل مجریہ کے بعد بھی احمدی جماعت اور ان کا مریدوں کا فیصلہ کن جانتا رہا ہے جیسا کہ
بقول خصم رسالہ ستمبر کے پرچہ سے ثابت ہوتا ہے۔ ان دونوں اعتراضوں کا جواب مولوی قاسم علی صاحب
نے نہایت مدلل و مسکت جواب دیکر روز روشن کی طرح یہ بتا دیا ہے کہ اس ڈائری کو اور اعلام ارجب
دفعۃ الاطلاع کو اس آخری فیصلہ والے اشتہار سے کچھ تعلق نہیں۔ اور ایسا ہی یہ جو کہا جاتا ہے
کہ خدائی حکم ثناء اللہ کے انکار سے ٹل سکتا ہے۔ اس کا جواب بھی دیا کہ خدائی حکم کہیں تھا بلکہ یہ فیصلہ
جانا گیا تھا کہ جو مسلمات خصم کی بنا پر خصم پر حجت ہو۔ وہ صفحہ ۴ پر یہ کتاب ختم ہوئی ہے۔ تین سو روپیہ انعام
مقرر ہے۔ اور اپنے پر زور دلائل و لطیف طرز بیان کی وجہ سے اس قابل ہے کہ تمام احمدی احباب
اس کو منگوا کر پڑھیں۔ بحث کا ایک پہلو ہے۔ وہ ثناء اللہ کسی دوسرے رسالہ میں بیان کریں گے۔ قیمت ۲؎
مہر سکوت | یہ رسالہ ۱۲ صفحہ کا سیکرٹری انجمن ہدایت الاسلام پانی پت نے شائع کیا ہے۔ اس
میں انجمن اور شیعہ ہدی کو اور یہ سابق غلام حیدر کی خط و کتابت درج ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے
کہ مستغیث آریہ کا دعویٰ عربی و فارسی کے انشائی فاضل ہونیکا بالکل ہیچ ہے۔ وہ اپنے دعویٰ
کا کوئی ثبوت دے سکا نہ انجمن کے کسی سوال کا جواب دینے کی جرأت ہوئی۔ اور یوں اپنے
کذب پر مہر لگا دی۔

قرآن کریم کی دعائیں | تمام دعائیں جو قرآن مجید میں درج ہیں۔ اس رسالہ میں اکٹھی ہیں۔ ترجمہ ساتھ ہے
پھر اردو نظم ہے جس سے لطف دوبالا ہوتا ہے۔ پہلے ایک جامع قصیدہ ہے۔ قصیدۂ نعتیہ
نام ہے۔ پہلا ایڈیشن ختم ہو چکا ہے۔ بار ثانی کے لئے درخواستیں آنی چاہئیں۔

فتح الرحمن | ملابار میں ایک شہر ہے جس کا نام پیگاڑی ہے۔ وہاں کے فاضل مولوی صاحب احمد
بن علی احمدی ہیں۔ وہ پچھلے دنوں قادیان بھی تشریف لائے تھے۔ حضرت مقدس سے بہت ہی
اخلاص رکھتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے یہاں حضور کی شان میں چار قصائد لکھے۔ یہ بستان
مبل قادیان۔ بستان الفرسان۔ قصیدۃ الصدقۃ۔ اور ان سے پہلے ایک نثر ہے جس کا عنوان
لسان الصبیان ہے۔ آپ نے اس میں سلسلہ احمدیہ کی حقانیت کے متعلق دلائل دئے ہیں۔

عربی اور اردو دفتر تشحیذ سے بقیمت ۱؍ مل سکتی ہے۔ اہل علم احباب منگوا کر فائدہ اٹھائیں۔

تفسیر پنجابی اس تصنیف لطیف میں مولوی محمد عبد اللہ صاحب احمدی کمال نمبر ۲ پہلا پارہ تو ختم لکھا ہوا ترجمہ تحت اللفظ اسکے بعد پنجابی نظم میں تفسیر مفسر صاحب گو پرانے وضع کے بزرگ ہیں۔ مگر میرا خیال ہے آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے پنجابی نظم میں انگریزی نظم کا رنگ پیدا کر کے اپنی جدت پسند طبیعت کا ثبوت دیا ہے نمونہ واعظ ہو پہلا مصرعہ ہے زمین وہی حضرت والی بات کوئی فرمائی دوسرا مصرعہ فرماتے ہیں تو ذکر تیسی کافی مولوی صاحب موصوف سلسلہ عالیہ سے قابل رشک اخلاص اور اپنے اندر تبلیغ حق کا جوش رکھتے ہیں۔ احباب قدر دانی فرمائیں۔ تفسیر سورہ فاتحہ قیمت ۲؍ تفسیر پارہ اول قیمت ۸؍ ملنے کا پتہ مینیجر میگزین قادیان

نظام المشائخ رسول نما نمبر یہ رسالہ خواجہ حسن نظامی کی سرپرستی میں سید محمد مرتضیٰ واحدی کی ایڈیٹری میں شائع ہوتا ہے **صفر و ربیع الاول** نمبر میں اول سے آخر تک حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر مبارک ہے مختلف اہل قلم کے مضامین ہیں جناب محمد الواحدی نے ہجرت مکہ کے واقعات لکھے ہیں اور خوب لکھے ہیں۔ ایک روایت میں تحقیق طلب ہیں انکا ایک فقرہ مجھے پسند نہیں آیا۔ فرماتے ہیں عالم ظاہر میں آتے ہی آپ کی پہلی تعلیم جو آپ کو ملی وہ اصنام پرستی کی تھی۔

رویت ہلال کا چاند دوسرے مضمون کا عنوان ہے جس کے عنوان میں امیر مطلوب احمد صاحب لکھتے ہیں۔ لوگوں کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھ رہی ہیں کہ کہیں جناب مسیح کی آمد ... دوست پر مخفی نہ ہے کہ مسیح تو آ چکا اور پہچاننے والوں نے اسے پہچان بھی لیا۔ مگر دوسروں کی نگاہیں آسمان کی طرف نہیں بلکہ زمین کی طرف گری ہوئی ہو گئیں۔ مادیات کی طرف جھکی ہوئی تھیں۔ وہ اس آسمانی نور کو نازل ہوتے نہ دیکھ سکے۔ اب بجز انتظار کے ان ... کی قسمت میں ہر برس کے حصہ دار ہیں۔ ... دنیا کو آسمان سے اترتے دیکھنے کا ارمان دل میں لئے بیٹھے ہیں۔ **امی نبی** مرزا سلطان محمد صاحب شہود فلسفیانہ مضمون ہے جس کے خروج پر قلم

سے انقلاب ہے۔ نیز میں آپ قوم کی موجودہ حالت اور موجودہ پستی کے دور ہونیکے واسطے صدق دل سے
گڑ گڑا کر دعا کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ہمارے اسلام کا یہ بہار کا موسم آ پہنچا ہے۔ مگر یہ وادی اپنے
رستوں بیابان ضلالت میں بھٹکتی پھرتی ہیں کوئی ہے جو ان کو راہ دکھائے اور گلشن محمدی پیدا دکھائے۔
عبد الرسول شیخ محمد حنیف نے اچھا مضمون لکھا ہے **حبیب و خلیل** بہت اچھا مضمون
ہے۔ اور احمد سعید صاحب نے اس میں خوب موشگافی کی ہے خلیل حضرت ابراہیم کا لقب ہے
و حبیب جناب نبی کریم آپ کا حدیث و قرآن سے استشہاد ہے۔ گو شاعرانہ رنگ غالب ہے
میاں حسن پھلواری نے کتب سابقہ کی بشارتیں عاشقانہ رنگ میں اور دلچسپ طریق پر لکھی ہیں۔ فرید احمد
عباسی نے حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو ایک مکالمہ حال کے رنگ میں لکھا ہے جس میں آپ
عربی طرز معاشرت اور اصحاب رسول کی بے تکلفی و وضع کا لحاظ رکھتے تو ہرگز ایسا نہ لکھتے۔ رسول
کا سچا ساتھی **سعید احمد مارہروی** کا مضمون ہے۔ جو بالغت مضمون ہے۔ انسان کی پیدائش
کی غرض و غایت منطقیانہ ثبوتوں کے ساتھ اچھا مضمون ہے۔ مگر آجکل کے طبائع اس قسم کے
استدلالات سے سیر نہیں ہوتیں **معراج رسول**۔ مقبول احمد نظامی نے جتنا زور معراج کے بجسدہ
العنصری ہونے پر دیا ہے۔ اگر معراج کی حقیقت اور ان ترقیات کا ذکر کرتے جن کا نظارہ
آپ کو عین بیداری میں اس عالم کشف کے ذریعہ دکھایا گیا۔ تو بہت اچھا ہوتا۔ انکے دعویٰ کی
تردید خود انہی کے مضمون میں موجود ہے۔ چنانچہ دلی کے ایک ملہم کے حوالے سے لکھتے
ہیں ولی محمد الی دیدار تعالیٰ یعنی قرب بالمنزلۃ لا بالمکان فافہم فانہ تعالیٰ منزہ است
معراج خواب ہرگز نہیں محض کشف بھی نہیں محض بیداری میں تھا اور جسم کے ساتھ تھا مگر اسی
طرح جس طرح خدا کے برگزیدہ کو ملکوت السموات والارض دکھائی جاتی ہے۔ منتظر زرقانی میں خواجہ
حسن نظامی نے ولادت الرسول کا سین خوب دکھایا ہے۔ آپ اپنی شاعرانہ رنگ میں ایک
فقرہ لکھ گئے ہیں جو آیات و احادیث کے بالکل خلاف ہے جبرئیل جانتے ہیں اب نہ
آئیں گے۔ وحی و الہام کا سلسلہ تا روز قیامت جاری ہے۔ اور اسکی شہادت خواجہ حسن کے گھر

بھی مل سکتی ہے۔ و معاً محل تشحیذ الاذہان شمارہ ایک مضمون مدینہ کا وافلہ ہے جس میں روضہ رسول کے
حالات مندرج ہیں بعض حالات کو تفاخر دہ انداز میں بیان کیا گیا ہے جنہیں پڑھ سن کر ایک
اسلام کے شیدائی کا دل کڑھتا ہے۔ نیز میں ایک دو ہے جو روضہ اقدس کی بالائی پٹی کی گئی
ہے۔ اس میں مسلمانوں کی حالت زار دردانگیز پیرائے میں دکھا کر آپ سے درخواست کرتے ہیں
یا رسول اللہ کا سلسلہ ہو چکا جلد ہی ظہور فرمائیے۔ یہ ایک حسرتناک نغمہ ہے۔ جو تمام قوم کی زبان
بنکر خواجہ حسن نے ظاہر کی ہے حقیقت میں حالات کچھ ایسے ہی پیش ہیں اور اخیر میں منقبہ
ملا ملطفا کو پہلی پیشگوئی بھی پوری بتاتی ہے۔ کہ وہ رسول آخرین میں مبعوث ہوا۔ تو آخر میں
بھی ہو میں خواجہ صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ کہ آپ کی درخواست منظور ہو چکی۔ اور ہم میں ایک
نبی آ گیا جس نے کب اور کیسے کی ہوئی پیچ ہیر ان سب کے ساتھ کیا ہے

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا ٭ منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

حسن نے اور اس نور کی روشنی میں نور السموات والارض کا جلوہ دیکھے جو موسیٰ نے طور پر دیکھا
اس سے آگے ایک نظم ہے۔ عرب وطن گار خواجہ صاحب نظم ہے۔ رعب انصاری کی تنہا پارس
اور عجیب لسانی کا نمونہ و شوخ جو کیفیت پیدا کرتا ہے وہ کچھ مجھ سے اور رسیدہ دل ہی جان سکتے
ہیں غرض نہایت دلچسپ مجموعہ ہے یہ رنگ بحث ہے کہ چپے گر وہ سیدھا تو تب حوت پسند
صاحب نے کس رنگ میں اپنی تعداد اور کتاب و سنت سے اونکی رد پیشہ کرنے کی کافی انتظام
روش کا ظہور کیا ہے۔ اس رسالہ کی سالانہ قیمت ۱ روپیہ ہے۔ پتہ دفتر نظام المشائخ دہلی

الحکم کا ندوہ نمبر شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر و مہتمم الحکم بسلسلہ وہ بولے برزول ملانغ
احمدی احباب سے خراج تحسین لینے کا بجا مستحق ہے۔ آپ نے
ندوۃ العلماء کے جلسہ پر تقسیم کرنیکے لئے الحکم کا ایک نمبر نکالا ہے جس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بارہ میں
مضمون اور مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کا وہ مکتوب درج ہے جو آپ نے ایکبار ندوۃ العلماء کو لکھا اور
جس میں خوب کھول کھول کر تبلیغ کی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ اصلاح کا صرف ایک ہی ذریعہ

وہ یہ کہ تمام فرقوں کے مسلمان مسیح موعود کے حضور ارادت و اخلاص کی نذریں لیکر حاضر ہوں۔ اور
اسلام بھی وہی اسلام ہے جو احمدیہ سلسلہ کو اسلام پیش کرتا ہے باقی سب مردہ۔ ایک خط عرش میں الشاد
کے ایڈیٹر کے نام ہے جو مولوی عطاء اللہ کی صدارت کے لئے مصر سے تشریف لائے ہیں جسمیں
حضور مقصود کی تعلیم ہے غرض وہ عجیب مجموعہ قابل دید اور قابل اشاعت ہے شیخ صاحب نے
باوجود اپنی مالی مشکلات کے چند سو کاپیاں زائد چھپوائی ہیں جو مفت تقسیم کرینگے۔ احباب کو چاہیے
کہ اس کار خیر میں شریک ہوں۔ اگرچہ شیخ صاحب نے پہلے اس بارہ میں خواہش نہیں کی اور انکا
کام کرانا ثواب میں شامل ہونا چاہے۔ تو انکو اس میں کوئی عذر نہیں کہ وہ بھائی بھی اس سعادت
حصہ لے لیں۔

سالانہ رپورٹ صدر انجمن نے اپنی پہلی سالانہ رپورٹ یکم اکتوبر ۱۹۰۸ء سے اختتام ۳۰ ستمبر
۱۹۰۹ء تک یکم اپریل ۱۹۱۰ء کو شائع کی ہے۔ ہمارے احمدی احباب کے پاس ضرور پہنچی ہوگی
ضرورت ہے کہ اسکو بنظر امعان مطالعہ کیا جاوے اور جن مدوں میں کمی ہے اور سلسلہ کی جو
ضرورتیں ہیں۔ انکو صحابہ کے رنگ میں مستعد ہو کر پورا کیا جائے۔ موقعہ ملا تو ہم بھی اس پر مفصل
ریویو کرینگے

قطعات الیس اللہ بکاف عبدہ۔ وہ مشہور الہام ہے جو نہایت ہی اعجاز کا
اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کا آفتاب سے زیادہ روشن نشان ہے نہایت خوشخط برادر
محمد یٰسین سہارنپوری قادیان نے دو روپیہ فی سو رنگ کے چھپوایا ہے۔ سنہری سیاہ۔

عسل مصفّٰی طبع ثانی احمدی لٹریچر بیان جس میں وفات مسیح اور حضرت امام مہدی کے دعاوی کے متعلق
ہر قسم کے ثبوت موجود کتب معتبرہ موجود ہیں۔ اور جس کے مصنف مشہور و معروف عالم
مرزا خدا بخش صاحب ہیں۔ اسکا پہلا ایڈیشن مدت ہوئی ختم ہو چکا ہے۔ اب لائق مؤلف نے اس پر نظر ثانی
کی ہے اور بہت سی ترمیم و اصلاح کے بعد اسے مرتب کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اسکا مسودہ پسند
فرمایا ہے۔ لکھنے کرنے کے لئے ایک خوشخط کاتب کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ بہت عمدہ ولایتی کاغذ پر

تصحیح رسالہ تشحیذ بابت ماہ ... صفحہ (۲) سطر (۲) کے بعد تحریر کی کچھ عبارت رہ گئی ہے جو یہ ہے۔ ان عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کان یکتب ہٰذہ الآیۃ لرسول اللہ صلعم فلما انتہی الی قولہ تعالیٰ خلقًا آخر۔ ناظرین اس کی تصحیح فرمالیں

شکریہ ان صاحبوں کا جنہوں نے خریدار دیئے۔ منشی غلام حسین صاحب کلکتہ ... خریدار

(۲) سید حیات علی شاہ صاحب ... (ہزارہ) تین خریدار

(۳) سیکرٹری انجمن احمدیہ کلکتہ ایک خریدار

معاونین کا شکریہ

۱۔ منشی محمد قاسم صاحب ... تین روپے سالانہ

۲۔ جناب شیخ محمد صاحب ہانگ کانگ

۳۔ خان زادہ محمد شریف خان ... چار روپے سالانہ

۴۔ چودھری غلام حسین صاحب ... بھاولپور

جزاہم اللہ احسن الجزاء

شرح اجرت اشتہارات

	سال	چھ ماہ	تین ماہ
فی صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
چوتھائی صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اور ... رسالہ کی تقطیع کے مطابق ... کی تقسیم کرائی ... فیصدی ہوگی۔ ... کا ... فیصدی ... بنائی ... رسالہ ... مضمون ... منصری ... کو اختیار ہوگا جب چاہے کوئی اشتہار بند کر کے بقیہ قیمت واپس کر دے۔

جنگ بدر سے جنگ یرموک تک ... تاریخ اسلام کے ... رسالے میں ... شائع ہوئے ہیں ... تمام دنیا ... حضرت ...

صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کی سفارش ... کر جناب ... اس سفارش کی ... قیمت ... غلام ... ایڈیٹر تاریخ اسلام ... سیالکوٹ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئیں مشہور دوائیں

اصل عرق کافور

دیکھو گرمی کا موسم آ گیا [illegible] ہیضہ [illegible] اس لئے [illegible] ڈاکٹر ایس کے برمن
کا اصل عرق کافور ہے [illegible] برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہے عرق گرمی کے دست پیٹ کا درد
متلی کے لئے [illegible] ہے [illegible] ایجنٹ [illegible] قیمت فی شیشی [illegible] محصولڈاک [illegible]

عرق کافور

[illegible] عرق [illegible] اسکا [illegible] رنگ [illegible] ہے
[illegible] عرق ڈاکٹر برمن کی [illegible] کے نام [illegible] فروخت [illegible]
[illegible] پیٹ کا [illegible] کو [illegible] پیٹ میں [illegible] اشتہا کا کم ہونا [illegible]
کی علامت [illegible] ہو جاتی ہے قیمت فی شیشی [illegible] محصولڈاک [illegible]

جلاب کی گولیاں

[illegible] پیٹ میں گرمی [illegible] ہو گی [illegible]
[illegible] کھانے پینے میں [illegible] برس سے ڈاکٹر برمن صاحب [illegible]
[illegible] گولیاں [illegible] میں گولیاں [illegible] ڈبیا
[illegible] قیمت [illegible] ایک ڈبیا [illegible] محصولڈاک [illegible]

دردِ سر بیماری کی دوا

[illegible] درد [illegible] میں [illegible] سر [illegible]
[illegible] ہو جاتا ہے [illegible] درد [illegible]
[illegible] درد ہو جاتا ہے [illegible] قیمت [illegible]
[illegible] فی شیشی [illegible] محصولڈاک [illegible] ڈاکٹر ایس کے برمن [illegible] تاراچند سٹریٹ [illegible]

بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۱۲

رسالہ

تشحیذ الاذہان

ایڈیٹر صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

فہرست مضامین

مینیجر رسالہ تشحیذ نے

قیمت سالانہ عام سے دو روپیہ [illegible]
طلباء سے ایک روپیہ آٹھ آنے
[illegible]

یہ رسالہ [illegible] قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

جناب [illegible] بخش صاحب [illegible]	جناب بی بی [illegible] صاحبہ	جناب ماسٹر [illegible]
جناب [illegible] حسین صاحب	جناب [illegible] محمد کرم صاحب	جناب [illegible]
جناب [illegible] صاحب	جناب [illegible] الدین صاحب	جناب منشی [illegible]
جناب [illegible] بخش صاحب	جناب حکیم محمد کرم صاحب	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible] صاحب	جناب [illegible]
جناب [illegible]	جناب [illegible] محمد صاحب	جناب ماسٹر [illegible]
جناب [illegible] احمد صاحب	جناب منشی کریم بخش صاحب	جناب [illegible] عبد العزیز صاحب
جناب میاں [illegible] صاحب	جناب میاں عبد الکریم صاحب	جناب [illegible] محمد [illegible] صاحب
جناب محمد [illegible] صاحب	جناب مستری [illegible] صاحب	جناب میاں محمد دین صاحب
جناب عبد العزیز صاحب	جناب [illegible] صاحب	جناب [illegible] صاحب
جناب شیخ محمد اسمٰعیل	ڈاکٹر [illegible]	محمد فضل صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب	جناب [illegible] صاحب	جناب شیخ [illegible] صاحب
جناب مولوی [illegible] صاحب	جناب محمد دین صاحب	جناب [illegible] صاحب
جناب [illegible] صاحب	جناب [illegible] دین صاحب	جناب [illegible] صاحب
جناب [illegible] محمد صاحب	جناب [illegible] محمد صاحب	جناب [illegible] صاحب
جناب محمد [illegible] خان صاحب	جناب میاں [illegible] بخش صاحب	جناب [illegible] ڈاکٹر [illegible] صاحب
جناب [illegible] فضل [illegible] صاحب	جناب میاں [illegible] صاحب	جناب [illegible] عبد الرحمٰن صاحب
جناب منشی [illegible] صاحب	جناب [illegible] اسمٰعیل صاحب	جناب منشی [illegible] صاحب
جناب [illegible] صاحب	جناب [illegible]	جناب [illegible] صاحب
جناب [illegible] صاحب	جناب [illegible] دین صاحب	جناب [illegible] بخش صاحب
جناب منشی محمد [illegible] صاحب	جناب شیخ [illegible]	جناب حکیم [illegible] الدین صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ مئی ۱۹۱۲ء

ہمیں سادہ زندگی بسر کرنی چاہیئے

ایک امت وسط، امت قائمہ، شہداء علی الناس کہلانے والی قوم، آخرین منہم لما یلحقوا بہم کی مصداق، ایک خشن پوش قوم کی جانشین بننے والی قوم کی زندگی نہایت ہی سادہ ہونی چاہیئے دنیا کی زیب و زینت گو عارضی تجمل و شان کی قدر اس کی آنکھوں میں پرکاہ کے برابر بھی ہو تو افسوس کا مقام ہے۔ دنیا فانی دنیا کے ساز و سامان اس کی نظر میں کچھ بھی جچتے ہوں تو رب الارض کے کلام رب القیام وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ان قسم قسم کی آرائش دنیا کی چیزوں کو آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھو۔ تاکہ ہم آزمائش کی کسوٹی میں ڈالیں۔ اور تیرے پروردگار کا رزق اس سے اچھا اور پائدار ہے کے مطابق دینے میں کیا کلام ہے۔ یہ دولت یہ مال و منال یہ حشمت و جاہ و جلال کچھ شک نہیں کہ اسکا حقیقی وارث اسلام ہے۔ مگر اس اقتدار تم رافت

نعیما وملکا کبیرا. پر ایمان رکھنے والے گروہ کے دل ہیں۔ اگر ذرا بھی اس کی عظمت ہو۔ اگر کچھ بھی اس کی محبت ہو۔ تو یہ حال موجب رشد و حال اور یہ نام باعث حزن و آلام ہے۔ وہ جہان کا بادشاہ جس کے نام نامی پر چودہ سو برس گزرنے پر بھی ایسی حیرت انگیز قیامت خیز ادا آتی ہے۔ کہ بڑے بڑے پر سطوت و شوکت شہنشاہان زمین اس کا نام لینے پر تختوں سے اتر کر اپنے لئے موجب فخر ومباہات بلکہ ذریعہ نجات سمجھتے ہیں اور جس کی ابدی سلطنت اور آسمانی بادشاہت کا نقارہ تمام اسلامی دنیا میں پانچ پہر بجایا جاتا ہے۔ اور جس کی شان میں لولاک لما خلقت الافلاک (کہہ) کر خالق پاک نے فیصلہ فرما دیا کہ یہ سب کچھ اسی ذات بابرکات کی طفیل منصۂ ظہور میں آیا جب اس کے تاج زریں میں الفقر فخری کا تمام جہان کی نظروں میں چمکتا ہوا نہ (ہ) وا درخشندہ ہیرا جڑا گیا ہے۔ اور جب اس کی کتاب حکمت کا دیباچہ اس دعا سے شروع ہوتا ہے اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَّ اَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنَ (اب ہم آپ کی کچھ تصویر پیش کرتے ہیں) (۱) ما اعلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای رَغِيْفًا مُّرَقَّقًا حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ وَلَا رَاٰى شَاةً سَمِيْطًا بِعَيْنِهٖ قَطُّ۔ میں نہیں جانتا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چپاتی دیکھی ہو۔ یہاں تک کہ آپ کا وصال ہوا۔ اور نہ ہی بھنی ہوئی بکری۔

(۲) مَا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم مُنْخُلًا مِّنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ فَقِيْلَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَاْكُلُوْنَ الشَّعِيْرَ غَيْرَ مَنْخُوْلٍ قَالَ كُنَّا نَطْحَنُهٗ وَنَنْفُخُهٗ فَيَطِيْرُ مَا طَارَ وَمَا بَقِيَ ثَرَّيْنَاهُ فَاَكَلْنَاهُ (رواہ البخاری) سہل کہتے ہیں رسول اللہ نے چھلنی نہیں دیکھی یہاں تک کہ وفات فرمائی۔ پوچھا گیا۔ پھر بن چھنے جو کس طرح کھاتے تھے۔ جواب دیا ہم پیستے اور پھونک دیتے جو اڑ جاتا اڑ جاتا جو باقی بچتا گوندھ لیتے۔

(۳) حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ كَانَ يَاْتِيْ عَلَيْنَا الشَّهْرُ مَا نُوْقِدُ فِيْهِ نَارًا اِنَّمَا هُوَ التَّمْرُ وَالْمَاءُ اِلَّا اَنْ نُّؤْتٰى بِاللُّحَيْمِ متفق علیہ ایک ایک مہینہ گذر جاتا تھا۔ اور ہمارے چولہے میں آگ نہیں جلتی تھی بس کھجور اور پانی۔ ہاں کسی دن گوشت آجاتا۔ تو خیر پھر کو

ما شبع آل محمد من خبز الشعیر یومین متتابعین حتی قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اہل بیت کو وفات رسول اللہ صلعم تک یہ حال تھا کہ دو دن متواتر پیٹ بھر کر جو کی روٹی بھی نہیں کھائی۔ اور نعمان بن بشیر گواہی دیتے ہیں۔ لَقَدْ رَأَیْتُ نَبِیَّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا یَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا یَمْلَأُ بَطْنَہٗ (مسلم) میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ردی کھجور اس قدر کہ پیٹ بھرے نہیں پاتے تھے۔ پھر ایک صحابی کی شہادت ہے کہ شَکَوْنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْجُوْعَ وَرَفَعْنَا عَنْ بُطُوْنِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم عَنْ بَطْنِہٖ عَنْ حَجَرَیْنِ (ترمذی) ہم نے رسول اللہ کے حضور اپنے پیٹوں پر پتھر باندھے ہوئے دکھائے اور بھوک کی شکایت کی۔ تو آپ نے اپنے پیٹ پر دو پتھر باندھے ہوئے دکھائے۔ یہ تو کھانے کے متعلق آپ نے سنا۔ اب ذرا لباس کی کیفیت سنئے۔ ابو ہریرہ راوی ہیں۔ اور بخاری و مسلم دونوں میں یہ حدیث مذکور ہے۔ اخرجت الینا عائشۃ کساء ملبدا و ازارا غلیظا فقالت قبض روح رسول اللہ صلعم فی ھذین حضرت عائشہؓ نے ایک چادر پیوند لگی ہوئی اور ایک تہ بند موٹا دکھایا کہ ان دونوں میں رسول اللہ صلعم نے وفات پائی اور دوسرے گھر کے ساز و سامان کی نسبت بھی ارشاد نبوی آویزہ گوش ہوش ہو۔ عن جابر ان رسول اللہ صلعم قال فراش للرجل وفراش لامرأتہ والثالث للضیف والرابع للشیطان (مسلم) فرمایا۔ ایک بستر مرد کا اپنا ایک بیوی کا ایک مہمان کے لئے۔ چوتھا شیطان کے لئے۔

تو پھر اے میرے دوستو! اے میرے پیارے بھائیو اور عزیز بہنو! ہم جو اس سرکار کا طوق غلامی اپنی گردنوں میں رکھنا موجب عز و شرف جانتے۔ اور اس کی پاک زندگی کو اپنے لئے اسوۂ حسنہ مانتے ہیں۔ اگر باوجود دس پندرہ روپے تنخواہ ہونے کے ہمارے ناشتہ کا خرچ نو دس آنے روز ہو۔ یا ہم اپنے لباس کو نا مکمل سمجھیں جب تک ہر موسم کے لئے دس

پہنے قمیص اور پاجامے دیکھوں۔ تو کس قدر افسوس و شرم کا مقام ہے۔ کیا اس صورت میں ہم سچے معنوں میں اس خوش وش قوم کے جانشین بن سکتے ہیں۔ جس کے افراد مقدسہ کے حالات اگر میں فرداً فرداً سناؤں۔ تو حیران رہ جاؤ۔ کیا تمہیں معلوم ہے۔ کہ نبی کریم کے حضور ایک جماعت رہتی تھی۔ جسے اصحاب الصفہ کہتے تھے۔ ابوہریرہؓ ان کی حالت کا ذکر فرماتے ہیں کہ ستر آدمی تھے مگر چادر کسی کے پاس بھی نہ تھی۔ بس یا تہبند یا کملی وہ بیچارے اسی کو بھی شکر کے ساتھ اپنے گلے میں باندھے پھرتے تھے۔ نصف پنڈلی تک یا ٹخنوں تک کپڑا پہنچتا تھا پھر اس ڈر سے کہ بے ستری نہ ہو۔ وہ اپنے ہاتھ سے سمیٹتے رہتے تھے۔ یہ حدیث بہت معتبر ہے اور بخاری میں موجود ہے۔ لَقَدْ رَأَيْتُ سَبْعِيْنَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ إِمَّا إِزَارٌ وَإِمَّا كِسَاءٌ قَدْ رَبَطُوْا فِيْ أَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهٗ بِيَدِهٖ كَرَاهِيَةَ أَنْ تُرٰى عَوْرَتُهٗ۔ الناس باللباس کو اپنی زندگی کا ماٹو بنانے والے اور بالضرورت اعلیٰ درجہ کے لباس کو اپنے لئے سرمایہ افتخار اور اعزاز سمجھنے والے ذرا غور کر لیں۔ کہ یہ ایک فقراء کا گروہ تھا جن کا کام صرف مسجد میں بیٹھ کر قرآن یاد کرنا تھا۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ فارس و روم و مصر و شام کے فاتح بھی اسی قسم کا لباس رکھتے تھے۔ اور وہ اپنے معمولی لباس کے ساتھ شاہی درباروں میں اس جرات و دلیری کے ساتھ گئے ہیں۔ کہ دیکھنے والے دنگ رہ گئے۔ سب سے بڑے فاتح تو ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں حاضر ہوا۔ آپ ایک بورئیے پر لیٹے تھے جس کے نشان آپ کے پہلوئے مبارک پر لگ رہے تھے۔ وَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى رِمَالِ حَصِيْرٍ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهٖ عرض کیا حضور دعا فرمادیں۔ کہ امت کو کشائش حاصل ہو۔ اہل فارس و روم کیسے ساز و سامان رکھتے ہیں۔ وہ خدا کے پرستار نہیں۔ تو آپ نے کیا مست کر دیے وہ لوگ [illegible]۔ اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْاٰخِرَةُ۔ کیا تو راضی نہیں

ان کے لئے دنیا ہو اور تمہارے لئے آخرت ہو راضی ہے پھر اسی پاک رسول کے غلاموں میں سے ایک غلام نیک فرجام۔ اسی حدیث کا راوی حضرت عمرؓ ہیں جب بیت المقدس کے قلعہ کی چابیاں رومی بطریق کے استدعا کے مطابق اپنے دست مبارک میں لینے کے لئے گئے۔ تو آپ جانتے ہیں کہ وہ شام اور فارس کا فاتح شاہ عرب جانشین مصطفےٰ کس ساز وسامان کیساتھ روانہ ہوا۔ سنئے ایک چھوٹی ستو کی جھولی۔ ایک کھجوروں کی اور ایک برتن لکڑی کا لے لیا۔ اور ایک مشکیزہ پانی پینے کا اپنے ہمراہ ایک غلام لیا۔ اور اونٹ پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا۔ عالم نے حفاظت کے لئے باڈی گارڈ ہمراہ لے جانے کے واسطے عرض کیا گر آپ نے لَنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ سنا کر سب کو خاموش کر دیا۔ ہر منزل کا نصف راستہ خود اونٹ پر سوار ہوتے اور نصف غلام کو چڑھاتے۔ اور اس بات کی بھی پرواہ نہ کی کہ بیت المقدس کے قریب غلام اونٹ پر سوار ہے اور آپ نکیل پکڑے جا رہے ہیں حضرت ابوعبیدہؓ نے درخواست کی کہ آپ کا لباس پھٹا ہوا ہے۔ اور پیوند لگے ہیں ذرا تبدیل فرمالیں۔ اور گھوڑے پر سوار ہوں۔ آپ نے ان کی خاطر سے منظور فرمالیا مگر تھوڑی دیر بعد پھر وہی پھٹا پرانا اور بوسیدہ پیراہن زیب تن کر لیا۔ اور فرمایا لاؤ میرا اونٹ باوجود اس سادگی کے لوگ آپ کی رعب و ہیبت سے کانپتے تھے جس سے کم از کم یہ تو واضح ہوتا ہے کہ شان و شوکت۔ رعب و ہیبت۔ کوئی زرق برق لباس پر منحصر نہیں۔ بلکہ یہ تو اللہ کا عطیہ ہے۔ جسے چاہے دے اور بخشے۔ ایرانی افواج کا سپہ سالار رستم صلح کی سلسلہ جنبانی کرتا ہے مسلمانوں کی امن پسندی وصلح جوئی کی چوٹ اور جوش آثار غلبہ وفتح کے اصلی درخواست منظور کر لیتی ہے وہ ایک شاندار دربار کا اہتمام کر کے مسلمانوں پر رعب ڈالنا چاہتا ہے چنانچہ زردوز اور مرصع قالین بچھائے جاتے ہیں۔ درمیان میں تخت رکھا ہے۔ ایرانی امراء لباس فاخرہ زیب تن کئے بڑی شان وشوکت سے اپنے اپنے درجہ و مراتب کے مطابق نیچے بیٹھے ہیں۔ ادھر سے ایک مسلمان گھوڑے پر سوار پھٹے پرانے موٹے جھوٹے کپڑے پہنے بے محابا دربار میں پہنچتا ہے۔ ایرانی کیطرف اس کی

سادہ زین۔ لکڑی کی رکابیں اور کھجور کے پتوں کا نیام اور ایسا ہی ایک ترکش دیکھتے ہیں۔ اور دوسری طرف کسریٰ کی آن بان اور ٹھاٹھ باٹھ پر نظر کرکے حیران ہو رہے ہیں۔ گھوڑے سے اتر کر وہ اپنے نیزہ کی انی سے ان کے قیمتی قالین کو چھیدتا ہوا تخت کے پاس پہنچتا ہے اور اس بیباکی سے گفتگو کرتا ہے کہ سپہ سالار افواج سے کچھ جواب بن نہیں آتا۔ پھر ایک نیک دل خلیفہ عمر بن عبد العزیز کا واقعہ آپ سن چکے ہوں گے عید کا دن ہے بیوی کہتی ہے آج تو بچوں کو نئے کپڑے پہنوا دو۔ آپ فرماتے ہیں میری تنخواہ میں گنجائش نہیں۔ اگر کل تک زندہ رہنے کی ضمانت دے سکتی ہو تو کل کا وظیفہ آج نکلوا سکتا ہوں۔ یا انہیں ان کے رعب و داب میں کوئی فرق نہیں آتا۔ سن لیا آپ نے یہ تھے آپ کے اسلاف۔ اب ہم جو ان کے اخلاف ہیں۔ ہمارے لئے خود ہی انصاف سے کہو یہ ضروری ہے یا نہیں کہ ہم اپنے نمونے سے تمام اقوام عالم کو جو زینت [illegible] پر مر رہی ہیں جس کی لعنت نمائی فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَا اَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ۔ یہ مال و اولاد دنیوی زندگی میں انہیں عذاب دینے اور ہلاکت کو [illegible] کئے گئے ہیں اور جس کا انجام ہی کلام ربِّ علام ان الفاظ میں بتا چکا ہے۔ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا۔ دکھا دیں کہ حقیقی راحت اور آرام کی کامیابی واقعی اعزاز واکرام ایمان عمل صالح پر ہے نہ کہ زرق برق لباس اور زبان کو چٹخارے دلانے والے مزے کو ضعیف کر دینے والے کھانے پر اور بقدر ضرورت حق سے زائد اسباب پر۔ اگر ہم موٹے جھوٹے کپڑوں میں اپنی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ تو کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ دس پندرہ جوڑے ہی بنائیں۔ اگر ایک معمولی درزی کی سلائی سے لباس [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد واجب الاتباع کی تعمیل ہو سکتی ہے۔ تو لندن کے کارخانہ میں آرڈر دینے سے کیا فائدہ۔ اگر ایک معمولی دام کا بوٹ ہمارے پاؤں کو بے خطر چلنے کے قابل بنا سکتا ہے۔ تو کیوں خواہ مخواہ ڈرسن کا بوٹ پہنیں جبکہ ہماری تنخواہ میں تیس روپے سے زائد نہیں ملتے تو اس انگلی

تہذیب پر حیرت آتی ہے کہ ایک شخص رومال سے پاؤں لپیٹ کر اپنے بستر پر بیٹھا ہے اور باہر
نہیں نکلتا کہتا ہے مجھے جرابیں لادو جو ہوں بھی دس آنے کی ٹکڑی پہن کر شرم آتی ہے۔ یعنی
آیت حجاب میں عورتوں کا کیا مذکور، مردوں کے پاؤں بھی ستر میں شامل ہونے چاہئیں تا
جب تک شیونگ نہ ہو لے باہر کسی سے ملاقات نہیں کر سکتے۔ نہانے کے لئے جب تک حمام
نہ ہو جہاں گرم پانی تولیہ اور ایک دو پیسے والے صابن کی ٹکی موجود ہونی چاہیئے آپ نہا
ہی نہیں سکتے۔ کھانا حلق سے نیچے ہی نہیں اترتا جب تک کسی ہوٹل میں فرو کش نہ ہوں شرم
کی بات ہے۔ اگر ہم آزاد کہلا کر اپنے تئیں اسقدر پابندیوں میں ڈال لیں۔ اور ڈوب مرنا چاہیئے
اسقدر حرکت پیدا کر لینے پر کہ ہماری حیثیت تو ہو معمولی اور آمد ہو قلیل، قوت ولایت پھر کوئی
چیز جو طاقت خود اٹھانا یا کوئی سادہ کھانا یا کوئی پیوند لگا ہوا کپڑا معمولی لباس پہننا اپنی
ہتک عزت کا موجب سمجھیں۔ کوئی نکاح ہو جس کا انصرام حسب سنت خیر الانام چند آنے کے
چھوہاروں میں ہو سکتا ہے۔ مگر ہم ہیں کہ جب تک سات آٹھ سو روپیہ خرچ نہ ہو۔ اسکا نام
نکاح نہیں بلکہ ماتم، کیسی حیرت ہے ہماری زندگی پر اگر مسلمان کہلا کر اس ہادی کی
اطاعت کا جوا اپنی گردنوں میں ڈال کر ان رسومات ناشائستہ و رواجہائے ناپائستہ کا خیر کریں
جو کفار سے مخصوص ہیں۔ ولیمہ کرنا نصیب نہ ہو۔ مگر بیاہ سے پہلے اپنی برادری کو دوام تک نہ
کھلانے میں اپنی جائداد غیر منقولہ و منقولہ کو بیچ دینے یا رہن رکھنے میں کچھ تامل نہ کریں۔ سنو!
وہ عرب و عجم کا شہنشاہ و خود مختار، وہ سرور کائنات سید الابرار جب اپنا نکاح کرتا ہے۔ تو دو
مد جو سے اپنا ولیمہ فرماتا ہے۔ اور اس میں اپنی ہتک عزت نہیں سمجھتا۔ یہ بات میں اپنی
طرف سے بنا کر نہیں کہتا بلکہ صحیح حدیث میں ذکر ہے کہ اَوْلَمَ النَّبِیُّ عَلٰی بَعْضِ
نِسَائِهِ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيْرٍ (رواہ البخاری) بلکہ یہاں تک بے تکلفی اور سادگی تھی کہ
لوگ اپنے اپنے گھروں سے کھانا لاتے ہیں۔ اور ایک جگہ بیٹھ کر کھا لیا ہے۔ اور یہ ولیمہ ہو
گیا۔ تو آپ ایسی باتوں کو فسانہ نہ سمجھیں۔ قادیان میں ایسے نظارے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں

کچھ تعجب کی بات نہیں ہے۔ اس پر عجیب عجیب فضولیاں ہیں۔ مرغی بھی کئی کئی کہیں ٹھہرا رکھی ہیں۔ ایک جوان مرتا ہے۔ تو ایک بڑا جانور بھی چھ ماہ بلکہ ایک ایک سال تک مریض رہ کر اس کی ہڈیاں بھی بوسیدہ ہو چکی ہیں۔ مگر لگے در توں کو پوچھا نہیں جھوٹا یہ تو ہوا ہے۔ یہ چیلم ہے۔ یہ سادہ ہی بے پرواہی ہے یہ برسی ہے۔ کیا آپکو معلوم ہے۔ کہ حضرت ابو بکر صدیق جو خود بعد افضل حضرت نبی اکرم وصیت فرماتے ہیں کہ میری دو مستعمل چادریں دھو کر انہی میں مجھے کفنا دینا۔ تاکہ میں تمہارا باپ ہوں۔ اگر عمدہ کپڑوں میں کفنایا تو میں کچھ برہنہ جاؤنگا۔ اور برے کپڑوں میں کفنایا۔ تو گفت نہ جاؤنگا۔ اب تو جب تک ہنگی یا ستیڑے کا دوشالہ نہ ہو جو چار پائی پر ایک قیمتی دوشالہ نہ ہو۔ مردے کو قبر تک لیجانا گناہ سمجھا جاتا ہے۔

میرے پیارے بھائیو! اپنے اسلاف کے کارنامے دیکھو۔ اور پھر ان کی سادہ زندگی پر نظر کرو۔ اور پھر خدا سے ڈرو۔ یہ تکبر یہ تفاخر یہ فضولیاں فضولخرچیاں اگر خدانخواستہ تم میں ابھی تک ہیں۔ تو چھوڑ دو۔ چند روزہ زیب و آرائش کے سامان سے منہ موڑو۔ تم اس خدائے ذوالجلال کا آخری پیام ہو۔ تم رسول اللہ صلعم کی آخری جماعت ہو۔ اگر تم نے نیک و قابل تعریف نمونہ کفایت شعاری اور سادہ زندگی بسر کرنے کا نہ دکھایا۔ تو پھر اور کون دکھائیگا۔ تم اس قصر اسلام کے لئے جو ہمارے امام مسیح الزمان علیہ السلام نے تیار کیا بمنزلہ ان اینٹوں کے ہو جو بنیادوں میں پڑی ہیں تم بہت سے بوجھوں کے نیچے دبے ہوئے ہو۔ مگر تمہاری استقامت پر تمام عمارت کی پختگی کا دارومدار ہے۔ تم گلستان احمد کے شجرۂ طیبہ کی جڑ ہو اگر یہ جڑ ہری ہے سب کچھ ہرا ہے ہستی میں زندہ تمہاری قسمت ہے۔ اگر تم اپنی پوزیشن کو چھوڑ دو گے۔ اور اپنے مرکز پر قائم نہ رہو گے۔ تو موسم پر پھل دینے والی رنگا رنگ پھولوں سے مزین ڈالیاں کسی اور باغ میں نظر آئینگی صحابہ کرام کا نمونہ اختیار کرو جن کے لئے زندہ ماہ ستو کی ایک تھیلی کافی تھی اور قیمتی لباس۔ لباس تقوٰی۔ ولباس التقوٰی ذالک خیر۔ اور جن کی غذا ذکر اللہ تھی۔ اور جن کا اوڑھنا بچھونا۔ دن رات خدا کا نام۔ اسلام اور اسکے مبلغ نبی اکرم صلعم کی

ستائش تھی میرے کان منتظر ہیں۔ ان سریلی دل بھانیوالی پاک آوازوں کے جو اس مضمون پر لبیک کہیں۔ اور اپنا طرز معاشرت بالکل سادہ بنالیں میری آنکھیں مشتاق ہیں۔ ان پاکیزہ صورتوں کے دیکھنے کی جن کی خوراک جن کی پوشاک صحابہ رضی اللہ عنہم کی یاد دلانیوالی ہو میری زبان پر ان نوجوانوں کی توصیف ہے جنکا شعار وہ تھا۔ اس مضمون میں ظاہر کردہ آرزو کے مطابق ہو میرے ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھے ہوئے ہیں۔ ان پیارے بھائیوں کے لئے جن کی روش قرون اول کے موافق ہو میرے پاؤں ان بزرگوں کی خدمت میں نیاز حاصل کرنیکے لئے تیار ہیں۔ جن کا لیشن وہی ہو جو

السابقون الاولون من المھاجرین والانصار

کا تھا۔ الٰہی میری آرزو دل سے اخلاص کیساتھ چاہی ہوئی آرزو کو پورا کر۔ اور مجھے بھی ایسا ہی بنا۔ جیسا کہ میرا سید و مولیٰ روحی فداہ مسیح موعود چاہتا تھا۔ کہ ہم بنجائیں۔ اللھم آمین

ادعیۃ الاحادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی دعائیں جو مختلف اوقات و حالات کے مناسب حال فرمائی ہیں۔ با اعراب مترجم نہایت مفید مجموعہ ہر ایک جماعت کے لئے زیر صحت کے ہمکٹ دوجلد کے لئے احمدی آنے تین جلد کے لئے ساڑھے تین آنے کے اس سے زیادہ کے لئے وی پی کی فرمائش قیمت فیجلد ار

عمدۃ الاحکام بخاری و مسلم کی فقہی احادیث کا مجموعہ جس میں کل احکام طہارت نماز۔ روزہ زکوٰۃ حج بیع نکاح۔ طلاق۔ رضاع قصاص حدود کھانے پینے کے مسائل قریباً آگئے ہیں۔ با اعراب تحت اللفظ ترجمہ معتبر حاشیہ خوشخط قیمت اصل مجرد عاقی مجرا پسندیدہ حضرت خلیفۃ المسیح چنانچہ آپنے اسے مستورات کے درس میں بھی شامل کیا ہے

صادق کی روشنی مصنفہ صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب حضرت اقدس کی وفات پر جس قدر اعتراض ہیں۔ انکے دندان شکن جواب دیئے گئے ہیں۔ کاغذ پر نہایت خوشخط قیمت صرف ۴ر

عبد اللہ ابن سبا

اس شخص کا نام تو بہت زد عوام ہے لیکن اس کے حالات سے سوائے خواص کے کم لوگ ہی واقف ہونگے۔ عام طور مشہور ہے کہ شیعہ مذہب کا بانی یہی شخص ہے جیسا کہ میں نے سید سجاد حسین مشہور شیعہ متکلم کے ایک رسالہ تصویر غالب مغلوب میں دیکھا۔ کہ شاہ عبد العزیز صاحب مرحوم دہلوی نے بھی ایسا لکھا ہے لیکن رسالہ مذکورہ میں اس نسبت کی بھی تردید کی گئی ہے اسی طرح نواب محسن الملک صاحب مرحوم نے بھی آیات بینات میں لکھا ہے کہ بانی مذہب شیعہ عبد اللہ ابن سبا ہے لیکن کچھ تفصیل نہیں کی۔

غرض یہ ہے کہ اہل سنت آج تک شیعوں کو یہ الزام دیتے آتے ہیں لیکن شیعہ صاحبان ہیں کہ عوام عبد اللہ بن سبا کے نام سے بھی واقف نہیں اور خواص ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتے۔ اور اس الزام کو محض اتہام اور افترا ظاہر کرتے ہیں۔ دوران تحقیق مسائل متنازعہ فریقین میں دو ایک معتبر کتب شیعہ سے خاکسار کو عبد اللہ بن سبا کے حالات معلوم ہوئے ہیں جنکو ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

مرزا محمد تقی لسان الملک مستوفی اول دیوان اعلی سلطان ناصر الدین شاہ قاچار نے اپنی مشہور کتاب ناسخ التواریخ فارسی میں لکھا ہے جس کا ترجمہ اردو حسب ذیل ہے

ذکر پیدا آمدن مذہب رجعت در سال سی و پنجم ہجری

عبد اللہ بن سبا ایک یہودی تھا عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کے عہد میں مسلمان ہو گیا۔ اور اگلی کتابوں اور صحیفوں سے بخوبی واقف تھا جب مسلمان ہوا، تو عثمان کی خلافت اسکو کچھ پسند نہ ہوئی۔ پس اصحاب کی مجلسوں اور محفلوں میں جا بیٹھتا۔ اور عثمان کی برائیوں کو جس قدر کہ ہو سکتا بیان کرتا۔ لوگوں نے عثمان سے کہا۔ اس نے کہا یہ یہودی ہے کون ہے؟ اور حکم دیا کہ اسکو مدینے سے نکال دیا جائے عبد اللہ مصر میں آگیا چونکہ عالم اور دانا آدمی تھا لوگ

اس کے پاس جمع ہوتے۔ اور اس کی باتوں پر یقین کرتے۔ اس نے کہا سنو بھائی لوگو تمنے کیا نہیں سنا۔ نصاریٰ کہتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام اس جہان میں لوٹ کر آئینگے چنانچہ ہماری شریعت میں بھی یہ بات یقینی ہے۔ تو جب عیسیٰ رجعت کر سکتے ہیں۔ تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جو عیسیٰ سے بھی بلاشبہ افضل ہیں کیوں رجعت نہ کرینگے۔ اور خدا بھی قرآن کریم میں فرماتا ہے ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الیٰ معاد جب اس بات کو لوگوں نے تسلیم کر دیا۔ تو کہا خدا نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر زمین میں بھیجے ہیں۔ اور ہر پیغمبر کا کوئی وزیر یا خلیفہ ہوا ہے۔ پھر کس طرح ممکن ہے۔ کہ پیغمبر دنیا سے جائے۔ خصوصاً جبکہ وہ صاحب شریعت بھی ہو۔ اور کوئی نائب یا خلیفہ مقرر نہ کرے۔ اور امت کے کام کو مہمل چھوڑ جائے۔ اصل یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے وصی اور خلیفہ علی علیہ السلام ہی تھے چنانچہ خود فرمایا تھا انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ۔ اس سے ظاہر ہے کہ علی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے خلیفے ہیں۔ اور عثمان (رضی اللہ عنہ) نے اس منصب کو غصب اور اپنے ساتھ وابستہ کر لیا عمر نے بھی ناحق اس امر کو شوریٰ میں ڈالدیا۔ اور عبد الرحمٰن بن عوف نے خواہش نفسانی کیساتھ عثمانؓ کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔ اور جو علی کا ہاتھ بیعت کرنیکے لئے پکڑا ہوا تھا۔ اسکو چھوڑ دیا۔ اب ہم لوگ جو شریعت محمدی میں ہیں۔ لازم ہے۔ کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے میں شرم نہ کریں جیسے کہ خدا نے فرمایا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر۔ پھر اپنے لوگوں کو کہا ہم کو ابھی عثمانؓ کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ اسلئے واجب ہے۔ کہ جہاں تک ہو سکے عثمان کے عاملوں گورنروں کو جو ظلم و ستم کی آگ کو بھڑکاتے ہیں کمزور بنائیں۔ اور ان کی بد اعمالیوں کو جہان میں ظاہر کریں۔ اور لوگوں کے دلوں کو عثمانؓ اور اسکے گورنروں کی طرف سے پھیر دیں۔ پس مراسلے لکھے گئے اور عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کی جو مصر کا حاکم تھا اطراف جہاں میں شکایتیں بھیجیں۔ اور لوگوں کو اس بات پر متفق کیا (مردم را یکدل و یکجہت کردند) کہ مدینہ میں جمع ہو

آئیں۔ اور عثمانؓ پر امر بالمعروف کریں اور اسکو خلافت سے دور کر دیں۔ عثمانؓ اس راز کا تجسس کرتے تھے۔ اور مروان بن الحکم نے شہروں میں جاسوس بھیجے۔ جو یہ خبر لائے کہ ہر شہر کے بڑے بڑے لوگ عثمانؓ کو خلافت سے اتارنے میں اتفاق رکھتے ہیں۔ ناچار عثمانؓ عاجز اور بے بس ہو کر رہ گئے" (ترجمہ ناسخ التواریخ جلد دوم کتاب دوم در حالات عثمانؓ ص ۴۲۲ مطبوعہ ایران)

رئیس المحدثین شیخ الطائفہ شیخ ابو جعفر قمی نے اپنے رسالہ اعتقادیہ میں اور حضرت باقر علی نے ارشاد شرح الاعتقادیہ میں بھی عبداللہ بن سبا اور اسکے اعتقاد کو ذکر کیا ہے جسکو خاکسار نے اپنے رسالہ شجیع الاولین میں مفصل لکھا ہے۔ بخوف طوالت یہاں اس کا اختصار عرض کئے دیتا ہوں۔ ارشاد میں غالی شیعوں کے متعلق لکھا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ غالی ایک فرقہ ہے شیعوں میں سے کہ جو غلو کرتے ہیں اور دین میں خصوصاً فرقہ سبائیہ کہ ان کا گرو عبداللہ بن سبا ہے۔ وہ لعین جناب امیر کو خدا جانتا ہے۔ اول یہ شخص یہودی تھا۔ پھر بظاہر اسلام لایا پھر رجوع کی اس نے طرف کفر کے اور گمان کیا کہ امیر المؤمنین خدا ہیں۔ جناب امیر جب اسکے حالات سے مطلع ہوئے تو سخت سرزنش کی لیکن نہ مانا۔ آخر آپ نے اسکو قید خانہ سے نکال کر آگ میں جلا دیا۔" ارشادیہ

لیکن افسوس ہے کہ اس فتنہ کی آگ ابھی بھی نہ بجھی کیونکہ لکھا ہے۔ کہ عبداللہ کے بعد اسکا بیٹا عبداللہ نام الغا۔ شارح اعتقادیہ تحریر فرماتے ہیں۔" اور ایک بیٹا اس کا عبداللہ بن سبا تھا۔ وہ لعین بھی فاسد العقیدہ تھا مگر اپنے باپ سے ایک درجہ کم تھا۔ کہ وہ جناب امیر کے خدا ہونے کا قائل نہ تھا۔ مگر تفویض کا قائل ہوا تھا۔ یعنی کہتا تھا کہ خدا تعالے نے اپنے سب کام پیغمبر خدا اور جناب امیر کو سپرد کر دیے ہیں۔ اور آپ معطل ہو گیا ہے۔ یہی حضرت پیدا کرتے ہیں۔ اور یہی مارتے ہیں۔ اور یہی رزق بانٹتے ہیں۔ غرض ہر کام کرتے ہیں ان کے نزدیک وہ سب کام پیغمبر خدا اور جناب علی مرتضیٰ کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کچھ نہیں کرتا۔"

(ارشادیہ)

یاد ہے کہ عقیدہ تفویض کے معتقدوں کو مفوضہ کہتے ہیں۔

شیخ ابوجعفر قمی رسالہ اعتقادیہ میں فرماتے ہیں روی عن زرارۃ انہ قال قلت للصادق ان رجلاً من ولد عبد اللہ بن سبا یقول بالتفویض الخ

دیکھو اعتقادیہ مع شرح ارشادیہ صفحہ یعنی زرارہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صادق ؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص عبد اللہ بن سبا کی اولاد سے ہے وہ کہتا ہے کہ تفویض برحق ہے

ملا باقر مجلسی فرماتے ہیں کہ حضرت علی کے بارہ میں باعتبار اعتقاد چار قسم کے لوگ ہیں اول غالی دوم خارجی سوم اثنا عشری چہارم وہ جو آنجناب کو خلافت میں چوتھے درجہ پر مانتے ہیں (یعنی اہل سنت) پھر غالیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرقہ سبائیہ کی بابت لکھتے ہیں۔

سبائیہ اصحاب عبد اللہ بن سبا اند از نصیریان۔ ودنے عبد اللہ آں حضرت علی گفت انت انت یعنی انت اللہ ترجمہ سبائیہ یا سبائیہ عبد اللہ بن سبا کے پیرو ہیں نصیریوں میں سے ایک ان عبد اللہ نے جناب علی سے کہا کہ آپ آپ ہی ہیں یعنی آپ خدا ہیں۔ دیکھو تذکرۃ الائمہ مجلسی مطبوعہ ایران صفحہ

ایک اور موقعہ پر اسی کتاب تذکرہ میں لکھا ہے۔

وبعضے گفتہ اند کہ زنادقہ قومے اند کہ در اسلام بہم رسیدند واز اصحاب عبد اللہ بن سبا اند واین عبد اللہ مردم را بطلب خون عثمان برانگیخت وجہال ایشاں یعنی شیعیاں را گمراہ ساخت وبخدائی علی قائل شدند صفحہ مطبوعہ ایران۔

یعنی زندیقوں کے بارہ میں بعضوں نے کہا ہے کہ وہ عبد اللہ بن سبا کے پیرو لوگ ہیں۔ اور یہ عبد اللہ وہ ہے کہ لوگوں کو حضرت عثمان رض کے قتل کر دینے پر ابھارتا تھا۔ اور ان کے جاہلوں کو یعنی شیعوں کو گمراہ کر ڈالا کہ وہ علی کی الوہیت کے قائل ہو گئے۔

مورخ روضۃ الصفا نے بھی عبد اللہ بن سبا کا حال لکھا ہے۔ جو تاریخ التواریخ سے ملتا جلتا ہے۔ البتہ ایک بات اس میں زائد لکھی ہے۔ وہ یہ کہ عبد اللہ بن سبا حمیری یہودی تھا

از جہد و عتاب پیغمبر آنکہ عثمان را معزول دارد بہ مدینہ آمدہ ایمان آوردہ و چوں مطلب او برنیامد
نقاب ... برگشت۔ باستحقاق عثمان اشتغال آغاز کرد الخ اور آخر میں اس کے ہمراہیوں اور
جتھوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے "در مصر و کوفہ کار اہل خلاف بالا گرفت" دیکھو روضۃ الصفا
جلد ۲ صفحہ ۲۹۲۔ ترجمہ فقرات مذکورہ کہ عبداللہ بن سبا علماء صنعاء کے یہودی فاضلوں میں سے
ایک فاضل تھا۔ اس خیال سے کہ حضرت عثمان اس پر نوازش فرمائیں۔ مدینہ میں آیا اور
ایمان لایا جب اس کا مطلب پورا نہ ہوا عثمانؓ کے مخالفوں سے ملنا جلنا شروع کر دیا اور
مصر اور کوفہ میں مخالف گروہ نے خوب زور پکڑ لیا۔

فوائد

معروضہ بالا کوائف سے کئی باتیں معلوم ہو گئیں۔ اوّل یہ کہ عبداللہ بن سبا حضرت عثمانؓ
کا غیر معمولی مخالف تھا۔ اور اس کی مخالفت کی بنا ذاتی اغراض پر مبنی تھی۔ اس نے اس
مخالفت کو صرف حضرت عثمانؓ اور اپنی ذات تک محدود نہ رکھا۔ بلکہ دیگر صحابہ و شیخین کو بھی
مطعون کیا۔ اور اہل مصر اور اہل کوفہ میں بھی مخالفت کی آگ کو مشتعل کیا۔ جس کا نتیجہ حضرت
عثمان کی شہادت ہوئی۔ دوم جس قدر اسے حضرت عثمان کی مخالفت میں تشدد کیا۔ اسی
قدر جناب علیؓ کی محبت میں غلو کیا۔ اور سب سے پہلے ان کی الوہیت کا اعلان کیا۔ سوم یہ کہ
بقول ناسخ التواریخ عبداللہ بن سبا عقیدہ رجعت یعنی حضرت رسول اور ائمہ اہل بیت
علیہم الصلوٰۃ والسلام کے دوبارہ دنیا میں لوٹ کر آنے کا بانی بھی تھا جس طرح کہ نصاریٰ حضرت
عیسیٰ کی رجعت کے قائل ہیں۔ اور آیت ان الذی فرض علیک القرآن لرادک
الیٰ معاد سے استدلال کرتا تھا۔ چہارم اس کا عقیدہ تھا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر میں سے
ہر پیغمبر کا کوئی وزیر و خلیفہ ہوا ہے۔ اسی طرح حضرت علی مطابق حدیث انت منی بمنزلۃ
ھارون من موسیٰ آنحضرت صلعم کے خلیفہ ہوئے ہیں۔ پنجم یہ کہ بقول علامہ مجلسی بعض
محققین کا خیال ہے۔ کہ زندیقوں کا گروہ جو ابتدائے اسلام میں پیدا ہوا۔ اس کا بانی بھی عبداللہ

بن سبا ہی ہے۔ مشہور ہے کہ عبداللہ بن سبا کا بیٹا عبید اللہ عقیدہ تفویض کا بانی ہوا یعنی یہ کہ خدا نے اپنے سب کام رسول صلعم اور حضرت علیؑ کے سپرد کر دیے ہیں۔ اور آپ معطل ہو بیٹھا ہے۔

مشابہت عقاید مذکورہ باعتقاد شیعہ

ابن سبا کے مخترعہ عقاید کو بہ نظر غور دیکھا جائے تو تعجب ہوتا ہے کہ وہ عام عقاید شیعہ سے کس طرح اور کیوں لگے ملتے ہیں۔ وہ عقاید ہی وہ جنکو شیعہ مذہب کا سنگ بنیاد ہی کہا جا سکتا ہے۔ ناظرین کو بخوبی ذہن نشین کرنے کے لئے بہتر ہوگا اگر نمبروار مقابلہ کرکے دکھلایا جاوے

(۱) ابن سبا اگر حضرت عثمانؓ کا ذاتی مخالف اور حاسد تھا۔ اور اسی بنا پر اس نے صحابہ اور شیخینؓ کی خلافت پر بھی طعن کیا۔ تو شیعہ بھی خلفائے ثلاثہ رض کی عیب جوئی اور سب و شتم کرنے میں ابن سبا سے دو قدم آگے نہیں تو پیچھے بھی نہیں۔ حضرت عثمانؓ کی مخالفت کا خاص طور پر بھی کتب شیعہ میں مذکور ہے کہ ایک منادی کرنیوالا آسمان سے ہر صبح ندا کرتا ہے۔ کہ جناب علیؑ اور انکے شیعہ حق پر ہیں۔ لیکن شام کے وقت منادی آواز دیتا ہے کہ عثمانؓ اور انکے شیعہ حق پر ہیں۔ دیکھو کافی اور اکمال الدین۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ جناب علیؑ کے حریف حضرت عثمانؓ ہی ہیں۔

(۲) غلو محبت مرتضوی۔ شیعہ کی روایات متعلق مسئلہ امامت و فضائل مبالغہ آمیز برخلاف قرآن و سنت اور شیعہ کا عموماً ہر اٹھتے بیٹھتے بجائے اللہ اکبر کے یا علی کہنا۔ جناب علیؑ کو مشکلکشا اور حاجت روا جاننا۔ سب ایسی باتیں ہیں۔ جن سے نمایاں طور پر ان کا غلو اور غالی ہونا ثابت ہے۔ پھر دوسرے طور پر جب ہم کتب احادیث و کتب رجال مثل منتہی المقال وغیرہ میں شیعہ فرقوں اور انکے عقاید کی تفصیل دیکھتے ہیں۔ تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ عقیدہ ہر زمانہ میں جاری و ساری رہا ہے۔ یہانتک کہ ملوک دیلم کی نسبت لکھا ہے۔ کہ وہ سب حضرت علیؑ کی صورت کو اپنی شمشیروں میں کھدواتے تھے۔ تاکہ فتح و ظفر نصیب ہو۔ "وکالبیۃ ملوک دیلم صورت آنحضرت را در شمشیرہائے خود رسم نمودہ فتح و ظفر کشیدہ اند" تذکرہ الائمہ

اسی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ عزرائیل جناب علی کے حکم سے روح قبض کرتا ہے۔ (۱۰) جب تک وہ حاضر نہ ہوں۔ فرزند پیدا نہیں ہوتا۔ (مثلہ) کیونکہ الحیاۃ مختصر ہے۔ کہ پیچ یا پیچ۔ تو تشیع کی شان ہی عجیب ہے ست یا ایہا الکفار بطورت (ل) علی اللہ وغیرہ باطل ہو کر رہ گیا)

(۳) عقیدہ رجعت۔ شیعہ مذہب میں رجعت کا عقیدہ ایسا ضروری ہے۔ کہ امام صادق نے فرمایا ہے۔ جو رجعت ہماری کا قائل نہ ہو وہ ہم میں سے ہی نہیں ہے۔ لیس منا من لم یؤمن برجعتنا۔ اور حضرت صادق کو ذہنیت کے کہ ایمان برجعت ماند و داشتہ باشد ومتعہ را حلال نداند۔ دیکھو رسالہ رجعت مجلسی اور حق الیقین مجلسی میں باب رجعت کو۔ گویا رجعت کیا ہے۔ مایوسوں کی امید اور ناامیدوں کی ڈھارس۔ رجعت کو نہ مانا جائے۔ تو تشیع قالب بیجان اور جسم بے روح اور اس کا مصداق رہ جاتا ہے۔ تمام اہلسنت خود جناب علی کو خلیفہ بلا فصل مان لیں۔ تاہم جب تک کہ رجعت اور متعہ کو حلال نہ جانیں بالکل بے سود ہے۔ کیونکہ امام صادق کی حدیث ہے لیس منا من لم یؤمن برجعتنا۔ اور رجعت کو کتاب حق الیقین وغیرہ میں آیت ان الذی فرض علیک القرآن سے استدلال کیا گیا ہے۔

(۴) خلفاء و اوصیاء کا منصوص ہونا۔ یہ عقیدہ بھی شیعوں کا اہم عقیدہ ہے۔ مسئلہ خلافت میں مابہ النزاع یہی امر ہے۔ کہ شیعہ خلافت صدیق کی نصوص پوچھتے رہتے ہیں۔ شیخ صدوق ابو جعفر قمی نے تو کمال کر دیا۔ کہ حضرت آدم سے لیکر آنحضرت صلعم تک منصوص خلفاء کی ایک فہرست بھی دیدی۔ اور علامہ مجلسی نے اسکو حیوۃ القلوب میں تبرکاً نقل فرما دیا۔ جناب علی کی خلافت بلافصل کے لئے حدیث منزلت عام طور پر مشہور ہے۔ تفصیل اس کی تحفہ میں ہے

(۵) تقیہ۔ اس بارے میں کوئی وجہ مشابہت تلاش کرکے میں اپنے شیعہ احباب کے وہ شکوہ تازہ کرنے کی جسارت نہیں کرتا۔

(۶) عقیدہ تفویض جس کا بانی عبداللہ بن عبداللہ بن سبا ہے۔ اسکا اثر بھی شیعوں میں

عام ہے جب غلو محبت ان میں عام ہے۔ تو تفویض کے عام ہونے میں کون سی کسر رہ گئی ہے کیونکہ بہرحال تفویض سے غلو ہی کی نگرانی کی گئی ہے مگر جو نگرانی کی بھی علماء نے تو کیا کہ شیعوں نے اپنے سارے کام پنجتن پاک اور امام ضامن کو سونپے ہوئے ہیں۔

خاکسار کے خیال میں شاید یہی عقائد اور اسی قسم کے دیگر معتقدات عبد اللہ ابن سبا کی طرف منسوب ہیں جن کی وجہ سے ہمارے مخلصین نے یہ فتویٰ دیا ہے۔ کہ درحقیقت عبد اللہ بن سبا ہی شیعہ مذہب کا بانی مبانی ہے۔ نہ جانے یہ فتویٰ کہاں تک درست ہے۔ جس کی تائید واقعات سے بھی ہو گئی ہے لیکن اس میں تو ہرگز شک نہیں۔ کہ عبد اللہ بن سبا اگر شیعہ مذہب کا بانی نہیں۔ وہ صحابہ رسول صلعم پر طعن اور تبرا بازی کا بانی تو یہی یہودی الاصل خالی ہو۔ ائمہ کرام کے اخلاق شیعہ سے ضائع ہو گئے۔ لیکن ابن سبا کے اخلاق کا اثر مستقل باقی رہ گیا۔ چونکہ شیعہ اگر غنشہ دل سے خالی الذہن ہو کر غور کریں۔ تو ان کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ ہمارے اصول عقائد میں عبد اللہ بن سبا کے عقائد کا بہت کچھ حصہ ملا ہوا ہے۔ ائمہ اہلبیت علیہم السلام کا اسلام عام اہل اسلام سے نرالا نہ تھا ان کی مبارک تعلیم جو بہت کچھ خلط ملط ہو گئی ہے۔ اور ان کے پاک اقوال اب بھی سعید روحوں کے واسطے مشعل ہدایت ہیں جس تعلیم کو ائمہ کی تعلیم سمجھ کر وہ اہلسنت سے برسرِ پرخاش ہیں کاش کہ وہ ائمہ کی تعلیم ہوتی۔ بھائیو! یہ خلاف قرآن و سنت عقاید جو عقل سلیم بھی تسلیم کرنے سے گھبراتی ہے۔ سب عبد اللہ بن سبا کی جدت طرازی کے کرشمے ہیں۔ ورنہ اگر شیعیت مجموعی کتب سابقہ کی سب احادیث ائمہ کی احادیث ہوتیں۔ تو ان میں وہ افسوسناک اختلاف نہ ہوتا۔ یہ تعداد کثیر فرقے نہ برآمد ہوتے جن کا مفصل ذکر میں نے منتہی المقال میں دیکھا۔ اور دوسری کتابوں میں بھی ہے۔ پس اگر غیرت اسلامی رکھتے ہو۔ تو عبد اللہ بن سبا کی تعلیم پر تبرا کہو۔ اور خالص ائمہ اہلبیت کرام کی تعلیم کو تلاش کرو۔ آئندہ اختیار ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

خاکسار خادم حسین خادم سراج بیٹنگ گنج

بدوں اتباع محمد رسول اللہ نجات نہیں

نمبر ۲

یہ اس مضمون کا دوسرا نمبر ہے جس میں فاضل مضمون نگار حافظ روشن علی صاحب نے تہذیب الاخلاق کے والی پر نظر کی ہے۔ امید ہے ناظرین اسے غور سے مطالعہ فرما کر اس نتیجہ تک پہنچ جائینگے جو اس مضمون کا عنوان ہے۔

اب ڈاکٹر صادق علی صاحب کے مضمون کا خلاصہ مطلب نقل کرکے جواب لکھنا شروع کرتے ہیں۔ ان کے مضمون میں ساری باتیں غلط نہیں۔ بعض باتیں ہیں جن میں انکو غلطی لگی ہے۔ یا شاید مغالطہ میں ڈالنا چاہا ہے۔ یغفر اللہ لنا ولہ وھدانا وایاہ الی صراط مستقیم۔ اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ آمین یارب العالمین۔

قولہ۔ قرآن شریف کوئی نئی کتاب نہیں پہلے نبیوں کی تعلیمات کا مجموعہ ہے۔ سوائے مخصوص بالزمان یا مقام احکام کے سب ہدایتیں اس میں ہیں الخ"

اقول۔ یہ دعوی کہ یہ نئی کتاب نہیں اس سے یہ غرض ہے۔ کہ یہ کتاب خواہ کسی اور زبان میں ہو . . . .

ہو۔ اور دوسرے زمانہ میں اسی جامعیت کیساتھ وہ باقی رہے تو ہرگز نہیں بلکہ مختلف نبیوں کی تعلیمات کا مجموعہ ہے۔ اس معنی کے اعتبار سے تو وہ نئی ہے کیونکہ کسی قوم کے سامنے وہ پیش ہوگی علاوہ اس قوم کے نبی کی ہدایت کے وہ بھی اگر انکو یاد ہو باقی سب نئی ہوگی۔ اور گروہ اپنے نبی کی ہدایت کو بھول چکے ہیں۔ تو سبھی انکے لئے نئی ہے۔ کیا نئے کے یہ معنی ہوتے ہیں۔ کہ ایک دوسری چیز پہلی سے اپنے مادہ اور صورت جنسیت۔ اور نوعیت ہیئت اور اغراض غرض سب میں مخالف ہو۔ نئی ہونیکے لئے اس قدر ہونا کہ کسی حصہ میں مخالف ہو کافی ہے کیا وہ پانی جو بارش کے ذریعہ آتا ہے۔ وہ باوجود اسکے کہ وہ اس پانی سے پہلے بخارات سے وہ بنا ہے مگر [illegible] ہے پھر نیا نہیں کہلاتا۔ دیکھو قرآن شریف اپنی نسبت کیا فرماتا ہے۔ سورہ انبیاء رکوع اول اقترب للناس حسابہم وہم فی غفلۃ معرضون۔ ما یاتیہم من ذکر من ربہم محدث الا استمعوہ وہم یلعبون۔ قریب قریب آگیا لوگوں کے لئے ان کا حساب اور وہ غفلت میں منہ موڑے ہوئے ہیں۔ جب کبھی انکے پروردگار کی طرف سے نیا ذکر آتا ہے۔ تو وہ اسکی طرف کھیلتے ہوئے کان لگاتے ہیں۔ ذکر قرآن شریف کا نام ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ سو یہاں بھی اول مجھے ذکر آتا ہے۔ اور ہم بھی اسکی مخالفت کرتے ہیں تو آیت مذکورہ کا یہ مطلب ہوا کہ جب کبھی قرآن شریف کا کوئی حصہ ہو کر سارا ہی نیا ہے انکے پاس آتا ہے۔ تو اسکو وہ ہنسی سے سنتے ہیں۔ پھر آپکو اسکا نیا ذکر نہ قرآن شریف کے بھی خلاف ہے۔ روزمرہ محاورہ کے بھی خلاف ہے۔ ثانیاً تمام تعلیمات کا اس کتاب مجید کو اپنے اندر جمع کرنا اور کسی ضروری کو باہر نہ چھوڑنا اس سے کیا مطلب ہے۔ یا تو یہ ہے کہ پہلی کتابوں میں کل سے پہلی تعلیمیں درکار تھیں تو تخلید الیمین کہ قول اللہ و قول العبد میں امتیاز نہیں رہتی تھی یا تو مدت کے سبب سے اتنا بھی اس ثبوت پر پہنچا کہ یہ خدا کی کتاب ہے مشکل ہو چکا تھا تب اس کتاب مجید کو نازل کیا جو کہ سب پہلی کتابوں کو یاد دلائے اور مخلوق میں امتیاز بخشے۔ اور بے ثبوت کو باثبوت بنائے۔ اور تمام مخلوقات کو ایک جھنڈے کے تلے لائے۔ یا کوئی اور غرض

اور غرض و حقیقی کی ہے پھر غرض اول ہی ثبت ہوئی کیونکہ پہلی امتوں میں کچھ تھا تو صرف اس کتاب کو ہی کہہ دینا کافی تھا کہ سب امتوں کے پاس رہی آئے اور تمہارے پاس کتابیں ہیں وہ اسی پر چلیں یہ بلکل کچھ حاجت نہیں کہ یہ کتاب جمیس ہے اور فیہا کتب قیمۃ کہ جتنے قائم رہنے والی کتابیں ہیں وہ سب اس میں ہیں۔ اس سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہلے باغوں میں جس قدر پھل تھے ان سب کے عرق کھینچ لئے ہیں اور سب قابل درخت اکھاڑ کر اپنے باغ میں لگائے ہیں ہمیں تو اسکے سوا کوئی روحانی غذا پیدا ہوتا نہیں۔

قولہ۔ کسی مسلمان کو یہ خیال کرنا جائز نہیں کہ کسی اور نبی کی اتباع نہیں کرنی چاہیے جبکہ اللہ تعالیٰ فبھداھم اقتدہ اور صراط الذین انعمت علیہم فرماتا ہے اور اللہ کہتا ہے یرید اللہ لیبین لکم ویھدیکم سنن الذین من قبلکم

اقول۔ دعویٰ سے مقصود یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کی اتباع کی کوئی ضرورت نہیں۔ خواہ کوئی وید کے تابع ہو یا کرشن کے یا کنفیوشس یا ایسے کے۔ تعجب ہے کہ کہا کہ قرآن شریف سارے نبیوں کی تعلیمات کا جامع کیے ہوئے ہے پھر قدر اس کتاب کی یہ کہ اسکو چھوڑ کر خواہ کسی کے پیچھے لگ جاؤ ہو کر اسکے پابند کی نہیں۔ اب جو شخص محمد رسول اللہ صلعم کی اتباع چھوڑ کر کسی اور نبی کی اتباع ...... کریگا وہ دو حال سے خالی نہیں ہوگا یا تو وہ رسول کریم کو مانتا ہوگا یا ان سے منکر ہوگا۔ حالت اولیٰ میں کہ باوجود نبی کریم کے ماننے کے اور کتاب جمیس پر ایمان رکھنے کے دوسری نبی کی چال اختیار کریگا سو تو اسکا وجود نہیں۔ اور یہ عقل کی طرح ہے اگر اسکا وجود بھی فرض محال ہو تو یا وہ مجنون ہے یا کم سے کم احمق ہے کہ مجنون اور احمق زمرے میں ایک میں کیا اسلئے کہ جب وہ جانتا ہے کہ میری کتاب اس کتاب کے ہم پلہ نہیں۔ اور میرا نبی اس نبی کی برابری نہیں کر سکتا۔ اور اس کتاب کے جمیس اور فیہا کتب قیمۃ ہونے کے باعث میری کتاب بھی اسی میں ہے۔ اور میرا نبی اس نبی کی تصدیق کا محتاج ہے پھر وہ کیونکر اپنی کتاب کی اتباع کریگا کیا وہ خزف کے مقابلہ میں پیسے کو ترجیح دیگا۔ اور ایک مشت ریگ کے مقابلہ میں ایک گوند آب

کو اپنا رکھا۔ بحالت موجودہ اگر وہ منکر ہے۔ تو اسکی نجات قطعاً ہو نہیں سکتی۔ نہ اسکو ڈاکٹر صادق علی صاحب
مانتے ہیں کیونکہ آخرت میں اسکے لئے جہنم لیا ہے اور دنیا میں وہ بدترین مخلوقات ہے۔ انکے
شقاوت کے برابر کسی کی شقاوت نہیں ہو سکتی۔ کما قال تعالیٰ ومن لم یؤمن باللہ و
رسولہ فانا اعتدنا للکٰفرین سعیرًا کہ جو صادق محمد رسول اللہ صلعم کو نہیں مانتا ایسے
منکر کے لئے تو جہنم میں تیار کیا ہے۔ ان الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین
فی نار جھنم خالدین فیھا اولٰئک ھم شر البریۃ جن شخصوں نے انکار کیا۔ وہ
اہل کتاب ہوں یا مشرک۔ آتش جہنم میں ہمیشہ رہینگے۔ وہ بدترین مخلوقات ہیں۔

جواب دلائل خلاصہ دلائل پہلے نبیوں کی اتباع کا حکم ہے۔ اور انکے رستے کا طلب
کرنا ملتا ہے۔ اور خدا ہمیں یہی چاہتا ہے کہ پہلوں کے طریق ہمیں سکھلائے۔

فبھدٰھم اقتدہ میں محمد رسول اللہ صلعم مامور ہیں جیسا کہ وہ خدا کی طرف کے بھیجے ہوئے اور
قل لا اسئلکم علیہ اجرًا کہتا ہے۔ اگر اتباع سے مراد انہیں امور میں اتباع ہے
جنکو قرآن شریف اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ تو وہ مسلم ہے جیسا کہ آپ بھی اوپر لکھ آئے ہیں۔ کہ
قرآن شریف انبیائے سابقین کی تمام ہدایات کا جامع ہے۔ سوائے مختص الزمان و مقام
کے کوئی امر اس سے باہر نہیں۔ تو اب یا تو انہیں امور کی اتباع مطلوب ہے جنپر قرآن شریف
محیط ہے۔ یا وہ جو مختص بالزمان و مقام تھے۔ شق اول ہے تو قرآن شریف کی اتباع میں انکی
اتباع ہے۔ اور شق ثانی سے گویا آپ کا یہ مقصود ہے۔ کہ جو انکے لئے زمانہ یا مقام کے لحاظ سے
احکام مخصوص تھے۔ ان کی اتباع کیجائے جبکہ ضروری نہ ہو تا آپ اوپر تسلیم کر آئے ہیں خود قرآن
شریف میں انہیں کی حکایت کی گئی ہو۔ اسی طرح وہ خاتم میں انکی رستہ مطلوب ہے۔ جس کو
قرآن شریف میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اور آیت یرید اللہ لیبین لکم ویھدیکم سنن
الذین من قبلکم اس آیت کا یہ مطلب ہے جسکو آپ نے تیسری دلیل بنایا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ
کا ارادہ ہے کہ تمہیں ہدایت کرے اور پہلوں کے طریق تمہیں کھول سنائے۔ اب وہ پہلوں

کے طریق اللہ تعالیٰ نے جو قرآن شریف میں بیان فرمائے ہیں۔ یا تو وہ مراد ہیں یا کوئی اور۔ اور تو مراد
ہو نہیں سکتے کیونکہ جو طریق ہدایت یا کنگ نے خصوصیت زمان و قوم تھیں وہ سب کچھ
اس میں آگئیں۔ پھر غیر کی احتیاج کیا۔ علاوہ وہ کتاب جس میں تمام کتب قدیمہ جو خدا تعالیٰ کا کلام
منقول ہے۔ آگئیں فماذا بعد الحق الا الضلال فانی تصرفون۔ پھر ہم کہتے
ہیں اور کہ آپ کی پیش کردہ شرطیں اگر قرآن شریف کی اتباع کے بغیر اور اسلام کے بغیر جو
قرآن شریف نے بیان کیا ہے۔ اگر کسی اور چیز کی اتباع مراد ہے۔ تو آپ شارع علیہ السلام
کی نسبت یہ ثابت کریں۔ کہ جب یہ آیات آپ پر نازل ہوئی تھیں تو آپ فی الفور بھاگتے ہوئے
یہود کے احبار کے پاس گئے۔ کہ آپ مہربانی کر کے مجھے تورات دکھائیں تاکہ میں اس کی اتباع
کروں۔ یا نصاریٰ کے پادریوں اور راہبوں کے پاس گئے ہونگے کہ مہربانی کر کے انجیل مجھے
سکھا دیجئے تاکہ اس کی اتباع سے ہم محروم نہ رہ جاویں۔ یا پارسیوں کے مغوں اور ان کے مذہبی علماء
کے پاس ژند اوستا کے تحائف لیکر پہنچے ہوں۔ کہ ہمیں ژند و ژند اوستا کا وعظ فرمائیے کہیں اس
ہدایت سے محروم نہ رہ جاویں۔ یا انڈیا میں کرشن جی کی تعلیم اور ویدوں کی گیا حاصل کرنیکے
لئے آپ نے ایک عمدہ ہی جماعت روانہ کی ہو کہ وہ اس تعلیم و اتحصیل کر کے وہاں سے
لوٹیں تا فبھداہم اقتدہ کی شاید تعمیل ہو جاوے۔ کیونکہ یہ امور تفسیر و حدیث اور روایات میں
پائی ہیں اور اس امر کو ثابت ہم نہیں کہتے کہ قرآن شریف سے دیں بلکہ کسی تاریخ کی کتاب سے
خواہ وہ ضعیف ترین ہی ہو۔ کسی کا ذرا بھی قول نکلتا ہو ہو شو و تمثیل کہیں بھی کہاں ہو۔ آپ
پیش کریں کہ فبھداہم اقتدہ کی تعمیل میں آپ نے اس قسم کی مشقت اٹھائی تھی کیونکر
یہ سورہ انعام کی آیت ہے اور سورہ انعام مکی ہے یہاں تو آپکو بہت ہی مشکل پیش آتی
ہوگی کیونکہ مکہ میں دیگر مذاہب والے سکونت پذیر نہیں تھے۔ شاید حبش میں ہی صحابہ اسکی
مطلب کے لئے بھیجے ہوں۔ کہ نجاشی کی سنت و شریعت سے انجیل کا علم حاصل کر کے آویں
اگر آپ اسکو ثابت نہ کر سکیں۔ اور آپ ہرگز نہ کر سکیں گے۔ تو فبھداہم اقتدہ کے معنی

وہی کریں جو آجکل مسلمان کرتے آئے اور جس پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول شاہد ہے

قولہ: جو لوگ قرآن شریف سے پہلے شریعتیں رکھتے تھے ان سے یہ مطالبہ نہیں ہوتا تھا کہ وہ اپنی شریعت کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوں بلکہ اتنا ہی کہ وہ یہ خیال کریں کہ محمد رسول بھی ایک اللہ کے رسول ہیں اور قرآن شریف بھی ایک اللہ کی کتاب ہے اور نجاشی بھی ایسے ہی لوگ میں سے تھا البتہ مشرکین یا جنکا کوئی دین نہ تھا ان سے سوائے پورا پورا اسلام میں داخل ہونے کے کوئی مصالحت قبول نہیں کیجاتی اور ثبوت یہ لیتے ہیں کہ وان من اهل الكتب لمن يؤمن بالله وما انزل اليكم وما انزل اليهم ولتجدن اقربهم مودة للذين امنوا الذين قالوا انا نصارى ان آیات میں اہل کتاب سے مراد وہی اہل کتاب ہیں جو اپنے اپنے مذہب میں تھے انتہی ملخصاً

اقول: اہل کتاب سے مراد ان دونوں آیتوں میں وہی ہیں جو بالکل اسلام میں داخل ہو گئے تھے وہ ہرگز نہیں جو محض اتنا سمجھتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم اللہ کے رسول ہیں اور قرآن شریف اللہ کی کتاب ہے اگر وہ رسول اللہ صلعم کی اتباع نہ کرے تو وہ اہل کتاب ہی نہیں رہتے تھے کیونکہ انکی کتابوں یعنی توریت و انجیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بارہ میں پیشگوئی تھی اور آپ پر ایمان لانا ان پر واجب تھا آپ اوپر دیکھ آئے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کی ایک نص کا منکر ہو وہ کافر ہے پس یہ لوگ اگر محمد رسول اللہ صلعم پر ایمان نہ لاویں تو یہ خود کافر ہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ صرف تصدیق کر لینا کہ یہ رسول ہیں اور یہ کتاب کتاب اللہ ہے۔ اور انکی اتباع نہ کرنا یہ نجات کے لئے کافی ہو یہ بالکل غلط ہے۔ اول تو آپ اسلام کے معنی مطلق فرمانبرداری کرتے ہیں او دیکھو آپ مسلمان کہتے ہیں تو آپ یہ دکھلائیں کہ رسول اللہ صلعم نے یا صحابہؓ نے کسی کو رسول اللہ صلعم کی بعثت کے بعد مسلمان کہا ہو جو دل سے کہ وہ پہلے سے اسلام پر کاربند ہو۔ وہ یہ کہ مانتا ہو ان لیتا ہو اور اسکے مطابق عمل نہ کرتا ہو بالکل فرمانبرداری نہیں اسکی مثال تو یہ ہو جاوے گی کہ

گر جہاں قیصری مضر اندر نیست ٭ زندگی بخشی بجز من درین است

کہ دل تو ایمان کے سلسلے سے پورا ہو جاتے ہیں لیکن تسلیم کرنا ان رسولوں میں الگ جیسے رسول آتے رہے ہیں اور اس قسم کا ایمان تو دنیا میں ابھی کسی نے کبھی نہیں مانا۔ رہی اب اہل کتاب کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ کتاب ہماری سب شرائع کی ہر نیک تو منشاء لئے ہوئے ہے۔ اور ہمارے رسول کی تمام طرزوں کو رسول اپنے میں جمع کئے ہوئے ہے تو پھر وہ انکی اتباع کریں پھر اس والے ایمان میں یا تو وہ مجنون ہیں یا منافق ہیں۔ دونوں امر قول مذکورہ ایمان انکا موجب نجات نہیں۔ شرائع اگر ان شریعتوں پر چلنا کوئی برکت والا ہے۔ تو پھر کیوں تیرہ سو برس سے ان میں خدا تعالیٰ سے خاص فیضان یا نبوت امید نہیں ہوگا۔ ماہیئاً۔ چونکہ کسی ایسے اہل کتاب کو ہوتا جو ہوگا۔ ہر ایک فرقہ اکے ہمارے رسول اور کتاب پر ایمان رکھ ہے جو ممکن تھا۔ اسی لئے تو اس کا وجود مشتبہ ہے مگر دنیا بھر میں کوئی ایسے عقیدہ والا ہے۔ تو اسکو پیش کرنا ہم اس سے پوچھیں۔ کہ آپ کے اوس کو کیا ہو گیا۔ کہ باوجود ریل گاڑی کے دیکھ لینے اور ان کے پھر آپ بڑے بڑے کٹھن اور لمبے راستوں میں پیدل سے یا گدھوں پر یا گھوڑوں پر جارہے ہیں۔ باوجود وہ تار کے پھر آپ جانوروں اور آدمیوں کے ہاتھ پیغام پہنچاتے ہیں۔

باقی رہا آپکا یہ کہنا کہ مشرک کو ہی اسلام میں داخل ہونا ضروری ہے۔ اہل کتاب کو نہیں۔ اول تو یہ کہ آپ نے یہ تقسیم کہاں سے نکالی۔ اور یہ آپکو کیونکر معلوم ہوا کہ دنیا میں کوئی ایسی بھی قوم ہے جس کا کوئی دین نہیں۔ دین ہر ایک کے گھروں میں ہے۔ خواہ وہ کتاب کے رنگ میں ہے یا نہیں۔ خدا تعالیٰ نے کسی امت کو بغیر دین کے نہیں چھوڑا۔ خدا تعالیٰ نے ہر ایک قوم میں الگ الگ رسول بھیجے پھر محمد رسول اللہ صلعم کو بھیجا تاکہ ان سب کو جمع کرے۔ وہ الگ الگ چراغ جلائے ہوئے تھے۔ ان سب پر آفتاب کی طرح طلوع کرے۔ جو کہ ان ننھوں سے جدا ہے۔

ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا۔ ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت
سورہ نحل رکوع ۵ وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ سورہ فاطر رکوع ۳۔ ترجمہ

شروع فرما دیتے ایک ایک امت کے تمام میں رسول بھیجے ہیں کہ اللہ کی عبادت کرو۔ اور شیطان سے
پرہیز کرو۔ اور کوئی ایک بھی امت نہیں جس میں کوئی نذیر پیدا ہو کر فوت نہ ہوا ہو۔ اب ان
آیتوں کو پڑھ کر کوئی سچا قرآن پر ایمان رکھنے والا نہیں کہہ سکتا کہ فلاں امت میں کوئی رسول نہیں آیا
یا فلاں امت دین سے خالی رہی ہے۔ جب آپ کے نزدیک قرآن کی ایک نص سے انکار کر دینا
کافر ہونا ہے۔ تو دو نصوں سے انکار کر دینے کا کیا ٹھکانا ہے۔ اگر کہو کہ انھوں نے ان
دینوں کو چھوڑ دیا تھا۔ اور عملی اور اعتقادی دونوں رنگوں میں ان دینوں کے خلاف ہو
چکے تھے۔ تو یہی حال ان اہل کتاب کا بھی تھا جن کو آپ بار بار پیش کرتے ہیں۔ پس جب
ان لوگوں کو جو مشرک ہو گئے ہیں۔ بوجہ اپنے دین کو چھوڑ دینے کے اسلام میں داخل ہونا
واجب ہوا تو اسی طرح ان اہل کتاب کو بھی پھر وہ کتاب تو بتلاؤ۔ جو کہ اسی طرح محفوظ ہے
جس طرح کہ وہ پیغمبر دئے گئے تھے۔ سب سے نئے اسلام سے پہلے نصاریٰ ہیں۔ ان کے
گھر میں کیا خاک اوڑ رہی ہوئی ہے۔ کیا مسیح کی تعلیم ان کے گھر میں کوئی ہے۔ یا وہ
مانتے ہیں۔ اور کتابوں یا کتاب والوں کے متعلق تو کیا کہنا ہے۔ باقی یہ آپ کا کہنا
کہ مشرکین سے سوائے اسلام میں داخل ہونے کے کوئی مصالحت نہیں ہوتی تھی۔ اور
اہل کتاب سے ہوتی تھی۔ اسکا کوئی ثبوت نقلی دیا ہوتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے تو ساری دنیا کو مصالحت کا اعلان کر دیا تھا۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ
مَا تَعْبُدُوْنَ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا
عَبَدْتُّمْ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۔ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ
ترجمہ۔ تمام کافروں سے تمام اپنے منکروں سے خواہ وہ اہل کتاب ہوں یا مشرک
یہ کہہ دے کہ میں وہ طریق عبادت نہیں اختیار کرتا۔ جو تم کرتے ہو۔ اور تمہارے طریق کو
نہ اختیار کر دیا ہے ہی نظر آتے ہیں۔ اور ہم سے بھی امید نہ رکھو کہ تمہاری طرز پر چلیں گے
جیسا کہ تم ہماری طرز پر نہیں چلتے۔ تمہارے لئے تمہارا دین ہے۔ اور ہمارے لئے ہمارا دین

یہاں پر تمام کافروں کو صاحب دین بتلایا ہے۔ کوئی کافر ایسا نہیں بتلایا جس کا کوئی دین نہ ہو۔

ہاں اس میں کوئی شک نہیں، کہ عرب کے مشرک ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین پر تھے کیونکہ اکثر ان میں سے اولاد اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ان کو تعلیم شریعت کر چکے ہیں۔ جو اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے۔ واذکر فی الکتاب اسمٰعیل انہ کان صادق الوعد وکان رسولا نبیا وکان یامر اھلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ وکان عند ربہ مرضیا۔ سورہ مریم، رکوع ۴۔ ترجمہ: اسمٰعیل کا بھی اس کتاب میں تذکرہ ہو۔ وہ وعدہ کا سچا اور خدا کا رسول اور نبی تھا۔ وہ اپنے لوگوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم سناتا تھا۔ اور اپنے رب کے حضور پسندیدہ تھا۔ اسمٰعیل کو اللہ تعالیٰ نے رسول بھی فرمایا۔ اور نبی بھی فرمایا۔ یہ کہنا کیونکر صحیح ہے۔ کہ عرب کے مشرک کوئی دین نہیں رکھتے تھے۔ ہاں مدت درازی زمانہ کے سبب سے انھوں نے بھی اپنے دین میں کئی کئی بدعات نکال لی تھیں۔ اور رسول اللہ صلعم کے وجود سے پہلے ان کو گذرے ہوئے چند ہی صدیاں ہوئی تھیں۔ اور یہ حالت ان کی کوئی انوکھی نہ تھی۔ یہی حالت اہل کتاب کی بھی تھی جب ان پر بھی بہت زمانہ گذر گیا۔ تو ان کے دل بھی سخت ہوگئے۔ اور کتاب ان کی بھی اصلاح طلب ہوتے گئے۔ بدعات انھوں نے نکال لئے۔ چنانچہ اسی کی تائید میں ہم شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت تفسیر فوز الکبیر سے نقل کرتے ہیں۔

اما مشرکین خود را حنفاء می گفتند۔ و دعوی تدین بملت ابراہیمی میکردند۔ وحنیف کسے را میگویند۔ کہ بملت ابراہیمی متدین باشد۔ و شعار آن ملت را لازم گیرد۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ و در اصل ملت وضوء و نماز و صوم از طلوع فجر تا غروب آفتاب و صدقہ بر یتامی و مساکین و اعانت بر نوائب حق و صلہ ارحام مشروع بود۔ و تمدح بفعل این اشیاء در میان ایشاں جاری بود۔ و اکثر مشرکین آن ترک نمودہ بودند۔ ۔ ۔ و تحریم قتل و سرقہ و زنا و ربا و غصب نیز در اصل

مت ثابت بود انکار فصل ثانی تجدید جاری اما جمہور مشرکین مرتکب آں بودند و
عقیدۂ اثبات خدا تعالیٰ و آنکہ خدا خالق آسمان و زمین است و مدبر حوادث عظام است
و قادر بر ارسال رسل و مجازی عباد بر اعمال ایشان و مقدر حوادث عظام است و قادر
قبل از وقوع آں۔

با جمہور مشرکین دریں عقائد شبہات بسیار ناشی از استبعاد آں امور و عدم الفت
ہا آں بہم رسانیدہ بودند و گمراہی ایشاں شرک بود و تشبیہ و تحریف و انکار معاد و
استبعاد رسالت آنحضرت صلعم و فاش بودن اعمال قبیحہ و مظالم درمیان ایشاں گرد ابتداع
رسوم فاسدہ و مندرس ساختن عبادات انتہی کلامہ

ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ عرب کا دین کتاب کی صورت میں ان کے پاس
نہ تھا۔ انکے حافظے تمام سورہائے قدیمہ کو یاد رکھتے تھے۔ ان کے ہاں تحریر کی کوئی بڑی عزت
یا رواج نہیں ہوتا تھا انکے قصاید فصیحہ اور کتب لطیفہ حافظہ کے صندوقوں میں محفوظ چلے
آتے تھے۔ اسی طریق کے مطابق رسول اللہ صلعم نے قرآن شریف کو کتاب کی صورت میں
لکھ کر شایع نہیں فرمایا۔ آپ کے عہد مبارک میں قراء و حفاظ ہی تبلیغ کے لیے جاتے رہے
جو خطاب اہل کتاب کو قرآن شریف میں توحید کی طرف بلانے کا کیا گیا ہے۔ وہ اس امر پر شاہد
ہے کہ وہ توحید پر قائم نہیں رہے تھے۔ ورنہ تحصیل حاصل سے کیا حاصل۔ پس جب وہ
توحید ہی کو قائم نہیں رکھ سکتے تھے۔ تو باقی امور کو قائم رکھنے کی ان سے کیا توقع ہو سکتی
ولکل امۃ جعلنا منسکا ھم ناسکوہ فلا ینازعنک۔ اس آیت سے یہ
استدلال کرنا کہ پہلی شریعتیں بھی محفوظ ہیں۔ اور ان پر بھی چلا جائے باوجود یہ عہد ہو چکے
کے اور یہ تسلیم کرنے کے کہ جو ضروری ہدایات تھے سوائے خصوصیت زمان و مکان قرآن
شریف نے اپنے اندر جمع کر لئے ہیں۔ جائے تعجب ہے۔ اس آیت کا منشاء تو مخالفین
کو الزام دیتا ہے کہ تمہیں اس رسول سے جھگڑا کرنے کا کوئی حق نہیں اور تم رسول کے

بند میں اس سے تنازع نہیں کر سکتے۔ انکو رسول سے نزاع کرنے سے روکا ہے۔ تو رسول کو دین میں ہونا چاہیے تھا۔ فلا ينازعنك في الامر۔ وہ تجھ سے جھگڑا نہ کریں۔ ورنہ تو ان کو جھگڑا کرے۔ رسول اللہ صلعم نے اپنے ان خطوں میں جو آپنے اہل کتاب وغیرہم کی طرف لکھے۔ یہ لکھا ادعوك بدعاية الاسلام اسلم تسلم يؤتك الله اجرك مرتين وان توليت فان عليك اثم الاريسيين۔ کہ میں اسلام کی تجھے دعوت کرتا ہوں اسلام میں داخل ہو جا تا سلامت رہے۔ اور اللہ سے دوہرا اجر پائے اگر منہ پھیروگے تو تمام رعایا کا بھی گناہ اپنے اوپر لوگے کیا یہ خطوط دنیا سے مٹ گئے ہیں۔ ان کے فوٹو دنیا میں شائع نہیں ہوئے پھر کس طرح کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ اہل کتاب کو اسلام کی طرف نہیں بلایا گیا۔

قولہ۔ لیکن کوئی دوسرے مذہب والا راستی پر چلتا ہو اور اللہ پر اور نبیوں پر اور کتابوں پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو۔ اور نیک عمل کرتا ہو۔ تو ہم کو قرآن کے رو سے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اس کو اللہ کی رحمت سے دور سمجھیں۔ اور کہیں۔ کہ جب تک تو پورا اسلام نہیں لیگا۔ اور اپنا دین نہیں چھوڑیگا۔ تب تک نجات نہیں پائیگا۔

اقول۔ رحمت سے محروم تو کوئی بھی اللہ کی مخلوق سے نہیں۔ رحمتی وسعت کل شیئ۔ باقی سارے نبیوں کو ماننے والے اور راستی پر چلنے والے سوائے اسلام میں پورا پورا داخل ہونیکے ہو نہیں سکتے۔ کیونکہ دوسرے مذاہب راستی اور ناراستی سے مخلوط ہیں۔ کیونکہ راستی اور ناراستی پر کھنے کا معیار قرآن شریف ہے۔ اسکے بغیر کوئی کل نہیں جس سے دونوں کو الگ الگ کیا جائے۔ پھر قرآن سے کوئی چارہ نہیں۔ تو کیونکر کوئی شخص بغیر اسلام نجات پا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل پر تو ہم قفل لگاتے نہیں۔ اسکا فضل تو بہت وسیع ہے۔ وہ جسکو چاہے بخشے خواہ وہ کوئی مذہب بھی رکھتا ہو۔ قرآن شریف کے رو سے تو قیامت پر ایمان رکھنے والا قرآن پر چلنے کے بغیر رہ نہیں سکتا۔ چنانچہ فرمایا ہے۔

(۱) وَهٰذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ
وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۔ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْخٰسِرُوْنَ

(۲) يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَ
اَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۔ وَاٰمِنُوْا
بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ وَلَا تَشْتَرُوْا
بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ (پ ۱ ع ۵) ترجمہ۔ (۱) بابرکت کتاب ہم نے نازل کی ہے۔ سچا کرنیوالی ہے اس کے جو اس کے آگے ہے۔ تاکہ تو ڈرائے ام القریٰ اور اسکے گرد والوں کو جو آخرت کو مانتے ہیں۔ وہ اسے بھی مانیں گے۔ اور نمازوں کے محافظ رہیں گے۔ جنکو ہم نے کتاب دی ہے جو اس کے پڑھنے کا حق ادا کرتے ہیں۔ وہ اسکو ضرور مانیں گے کیونکہ جو اسکا انکار کرتے ہیں وہ ٹوٹے میں رہیں گے۔ (۲) اے بنی اسرائیل میری احسان کو یاد کرو جو میں نے تم پر کیا اور میرے عہد کا ایفا کرو۔ کہ میں تمہارے عہدوں کا ایفا کروں۔ اور فقط مجھ سے ہی ڈرو۔ اور جو میں نے نازل کیا ہے۔ اسکو مان لو۔ جو تمہارے پاس ہے۔ اس کی یہ تصدیق کرتا ہے۔ اور پہلے کافر تم ہی نہ بنو اور میری آیتوں کے بدلے میں تھوڑا مول نہ لو صرف میرا ہی ڈر رکھو۔

فوائد۔ رسول عربی تمام انسانوں کے لئے مرسل ہیں۔ سب کو ان کی پیروی کرنی چاہئیے جن کے پاس کوئی کتاب ہدایت کی منجانب اللہ موجود نہیں ہے۔ ان کو لازم ہے کہ قرآن کو اپنی ہدایت مانیں اور مناسک اور شریعت اور ایمان۔ اخلاق جو کچھ اس میں موجود ہے سب پر ایمان لائیں اور عمل کریں۔ اور جو لوگ پہلے سے کتاب رکھتے ہیں۔ انکو بھی اپنی کتاب کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا قرآن سے اور رسول عربی سے سیکھنا چاہیئے کیونکہ وہ۔

مختلف کے باعث سے تمام ادیان میں غلو اور افراط اور تفریط و بدعات وغیرہ واقع ہو گئے تھے۔ اور ایسی باتوں کو لوگ اپنا دین جاننے لگ گئے تھے۔ اور چونکہ وہ لوگ نبی امی پر اور قرآن پر ایمان لاتے تو ان کی اصلاح سے کسی طرح مفید نہیں ہو سکتے۔ اس طرح رسول عربی سارے جہان کے منتظر ہیں۔

اقول۔ اس حصہ کی تردید تو ہم مضمون کے حصہ اول میں کر چکے ہیں۔ اس جگہ پر صرف اسکے کی تردید مقصود ہے۔ جو ڈاکٹر صادق علی صاحب نے اس آیت کی تفسیر بیان کی ہے۔ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ رسول اللہ صلعم سارے جہان کی طرف رسول تو ہیں۔ وہ اس طرح پر کہ جن کے پاس دین نہیں۔ انکو دین سکھلاویں۔ اور جو پہلے سے دیندار ہیں۔ انکو انہیں کے دین پر چلاتے ہیں۔ ہاں ان کی غلطیاں جو انہوں نے اپنی کتاب میں ملا رکھی ہیں۔ انکو نکالیں۔ اور ان کی کتاب کا مطلب انکو سمجھائیں۔ اور ہر ایک اہل مذہب کو لازم ہے کہ اپنی اپنی کتاب ان سے پڑھیں۔ اور سیکھیں تو اس طرح پر رسول اللہ صلعم سب کے منتظر ہیں۔ مجھے ڈاکٹر صاحب کی توجیہ کسی طرح پر کچھ نہیں آسکتی کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ رسول اللہ صلعم اپنے فرض سے کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام اہل کتاب کی کتابیں آپ کے سامنے پیش نہ ہوں۔ اور ہر ایک کے کچھ اوراق آپ نکالیں اور کچھ داخل کریں۔ اور ان پر ظاہر کریں کہ یہ باتیں تم نے اپنی کتاب میں بڑھا لی تھیں۔ اور یہ گھٹا دی تھیں۔ اور ہر ایک قوم کو اس کی زبان میں سکھایا جائے۔ پارسیوں کو پارسیوں کی زبان میں اور ہندوؤں کو ہندوؤں کی زبان میں علی ہذا القیاس ہر ایک مذہب والے کو اس کی زبان میں اور چاہئے تھا کہ رسول اللہ صلعم بعثت کے ساتھ ہی ایک عظیم الشان کالج تیار کرتے۔ اور زمین کے مشرق اور مغرب میں ہر اہل مذہب کی طرف اپنے ایلچی دوڑاتے جو کہ تمام زمین میں ان آوازوں کو پہنچا دیتے۔ اے ہندوؤ اپنے وید وغیرہ کی کتاب لاؤ۔ تاکہ مکہ اور مدینہ میں تعلیم پاؤ۔ اے آریہ ورت والو ویدوں کو لیکر دوڑو۔ ان کے معانی مکہ اور مدینہ میں تمہیں سکھائے جائینگے

اے کرشن کے ستو! اور ہندو! اے آریہ ورت کے بھروا او! اور پارسیوں کے خوا! اس فضا کی
پادریو اور راہبو! اے کنفیوشس اور بدھ کے تابعدارو! الغرض تمام جہات زمین میں اس
آواز کو پہنچتے ہی اٹھو اور اپنے سب بسترے اور کتابوں کے بستے باندھو۔

پھر تمام روئے زمین کے علما جوق در جوق مکہ یا مدینہ میں آتے اور شور مچاتا۔ ایک کہتا
کہ حضور مجھے وید کی شرتیاں سمجھا دیجئے۔ دوسرا گیتا لیکر آتے ہوتا۔ ایک چینی زبان میں پوچھتا ہے
تو دوسرا عبرانی میں۔ اس کالج میں جماعت بندی تو ممکن نہیں کیونکہ رسول اللہ
ایک کرنے کے لئے تو آئے نہیں بلکہ جیسے ان کی صفیں پہلے پراگندہ تھیں۔ اسی پراگندگی
کی حالت میں انکو جمع کرنیکے لئے آئے تھے۔ یہ طوفان بے تمیزی جو مکہ یا مدینہ کے کالج میں ہوتا
بیشک پھر سب کو پڑھا دینا یہ بھی رسول اللہ صلعم کا معجزہ بے بہا اور بے انتہا ہوتا۔ افسوس
کہ اس غرض کو جو ڈاکٹر صاحب رسول اللہ صلعم کا بیان فرماتے ہیں۔ ایک دن کو بھی ادا
کیا۔ تو آپ کے بعد آپ کے صحابہ نے سپانیہ سے چین تک حکومت کی مگر ایسا کالج
تیار نہ کیا اور نہ ایسا کبھی انکو وہم آیا۔ الغرض تیرہ سو برس میں کسی مسلمان کی عقل یہاں تک
نہیں پہنچی کہ یہ رسول اللہ صلعم کا فرض تھا وہ بے ادا کئے ہوئے چلے گئے تو ہم اس کو
پورا کریں اور اس کی قضا کریں بلکہ سمجھا اور پکا یقین ہے کہ رسول اللہ صلعم کے ذمہ جو
فرائض مقرر کئے ہیں سب کو پورا کر دیا ہے۔ وہ خدا کا بندہ کسی کام کو ادھورا چھوڑ کر نہیں گیا۔
دنیا سے ایسا کامیاب ہو کر گیا کہ کسی کے وہم میں بھی ایسی کامیابی ذاتی ہوئی ہیں۔ بیشک
آپکا فرض تھا کہ تمام مذاہب کی اصلاح کرتے۔ آپ نے اصلاح اس طرح پر کی کہ خدا تعالیٰ
نے آپکو جیسی پاک کتاب عطا فرمائی کہ فیہا کتب قیمۃ کہ اس میں تمام پکی کتابیں آگئیں
اور کہہ دیا واوحی الیّ ھذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ کہ مجھے یہ قرآن وحی
ہوا ہے کہ اس کے ساتھ میں تمہیں ڈراؤں۔ اور تمام ان لوگوں کو جہاں یہ پہنچے۔
الغرض تمام قوموں کو کہدیا کہ یہ قرآن ہے جس میں تمہاری کتابیں ہیں تمہارے

پاس ہوتی ہیں تمہیں ۔ وہ تمہاری دسترس سے محفوظ نہیں ۔ اگر گھڑے وہ دم میں قطرہ پیشاب کا پڑ جاوے ۔ تو اسکو کون پیئیگا ۔ سب کی سب کتابیں چھوڑ دو ۔ اور اس ایک کے اوپر پنجہ مارو ۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا کہ سب اسکے دین پر جم کر ہاتھ مارو ۔ اور جدا جدا نہ ہو ۔ اللہ کا احسان یاد کرو ۔ کہ تم آپس میں دشمن تھے تمہارے دلوں میں اس نے محبت ڈالی ۔ اور اسکے فضل سے تم بھائی بھائی بن گئے ۔ وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا ۔ تمام تم دوزخ کے کنارے پر تھے ۔ اس نے تمہیں اس سے نجات دی ۔ بالآخر ہم ڈاکٹر صاحب کی آخری بات کیکر مضمون کو ختم کرتے ہیں ۔ کوئی ایسا مذہب اللہ دنیا میں ہے جو مسلمان تو نہ ہو لیکن تمام رسولوں اور کتابوں اور آخرت کو مانتا ہو جسنے نئی کتاب کو رسول کریم صلعم سے یا قرآن کریم سے درست کر دیا ہو ۔ اور اسکے معانی کو سمجھا ہو ۔ پھر راستی پر چلا ہو ۔

اللھم صل علیٰ محمد

وہ دم اب ہے راست دن صلِ علیٰ محمد	صلِ علیٰ محمد ۔ صلِ علیٰ محمد
اسکی مصیبت میں ہیں سنگ و شکل [illegible]	دل ہے اس سے مطمئن صلِ علیٰ محمد
کیوں نہ کہیں [illegible]	تو ہے میں دشمن ۔ صلِ علیٰ محمد
ہند و عرب میں حق کو ہے [illegible]	تیرے جمال تیرے حسن صلِ علیٰ محمد
شان بڑے نبی کی کیا کہتے ہیں [illegible]	جوش طبیعت وانس و جن صلِ علیٰ محمد
جو ہے ہمارا شہر یار اسکے کرم میں [illegible]	تو بھی نگاہوں پر گن ۔ صلِ علیٰ محمد
ہم میں مسیح پاک تھا [illegible]	ہائے وہ دن میں [illegible] صلِ علیٰ محمد
انجیل جان نثار کی [illegible] ہزار کی	حق سے کریگا [illegible] ۔ صلِ علیٰ محمد

معارف قرآن مجید

مقتبس از افادات علامہ نور الدین ایدہ اللہ رب العالمین

ما ضل صاحبکم وما غویٰ

اللہ تعالیٰ نے ایک ہادی کی ضرورت اور پھر اس میں جو ضروری اوصاف ہونے چاہئیں پھر ان اوصاف کا اعلیٰ و اکمل و اتم طور پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات میں پایا جانا جس دلاویز و دلنشین پیرائے میں بیان کیا ہے۔ وہ قرآن مجید کی ان اعجازی خواص سے ہے۔ جو بالخصوص اسی کتاب حکیم میں پائے جاتے ہیں پہلے تو النجم اذا ھویٰ فرما کر جسمانی انتظام سے روحانی انتظام کی طرف متوجہ کیا۔ النجم کے سمت اور اس کے نیچے ہونے کی وجہ سے مغرب۔ مشرق۔ جنوب شمال کے رستوں کا علم ہوتا ہے۔ جب جسمانی بہتری و بہبودی کے لئے یہ انتظام ہے۔ تو روحانی دنیا میں صراط مستقیم کی ہدایت کے واسطے کسی النجم کی ضرورت کیوں نہ ہو۔ اسکے بعد بتایا کہ تین صفت اس رہنما میں ہونے ضروری ہیں۔ ایک تو وہ خود واقفکار ہو۔ اسے نیکی و بدی نفع و ضرر کا علم ہو۔ دوم وہ اجنبی نہ ہو۔ اس ملک کے ہم وطن رسم و مذاق عادات حالات سے آگاہ ہو۔ اور اس ملک کے باشندے بھی اسکے کیرکٹر و طرز حالت کو خوب جانتے ہوں۔ تاکہ وہ دھوکہ کھائے۔ نہ اسکے بارے میں احتمال ہو کہ یہ ہمیں دھوکہ دیگا۔ سوم عالم باعمل ہو۔ یعنی علم کو اپنی اور اپنے بھائی بندوں کی اصلاح میں خرچ کرنیوالا ہو۔ نہ یہ کہ وہ اپنے علم سے مفاسد و شرارت کو بڑھانیوالا ہو۔

یہ اوصاف حضرت محمد رسول اللہ صلعم میں اعلیٰ وجہ کے انتہائی کمال کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔ آپ کا علم ایسا کہ شدید القویٰ نے آپکو سکھایا وھو بالافق الاعلیٰ کا خطاب پاکر یعلمھم الکتاب والحکمۃ آپ کی شان میں آیا۔ پھر جو کچھ آپ نے فرمایا وہ ھویٰ

نہیں تھا بلکہ وحی یوحٰی تھا اسلئے آپ پر صاحب خوب صادق آتا ہے۔ اور اجنبی نہیں اسکے لئے صاحبکم فرمایا۔ کہ عرب کے عمائد ابتدائے زندگی سے آپکے اخلاق کے معترف تھے۔ آپ نے اپنے اعلی کیرکٹر کا دعوی بڑی تحدی سے پیش کیا اور فرمایا۔ فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔ امین کا لقب تو آپ پا ہی چکے تھے

اور یہ کہ آپ اپنے علوم سے لوگوں کو سیدھی راہ پر چلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ واقعات اسکی تصدیق کر رہے تھے۔ وہ لوگ جو رند شراب خوار تھے جیسے بدترین گناہ ہونکو اپنی مجالس میں بڑے فخر کیساتھ تذکرہ کرتے تھے۔ وہ نیکی کے پرجوش ہوئے اور شراب کے پانچ گھنٹوں کی بجائے اتنے وقتوں کی نمازیں پڑھنے لگے۔ ایسا ہی ہر بدی کو چھوڑ کر نیکی کے متلاشی ہوگئے۔ انہوں نے ایک ہی خدا کو اختیار کر لیا پس ما غوی آپ پر صادق آیا۔

الشمس والقمر بحسبان

انسان کے الفاظ میں کمزوری ہے۔ انسان کے فلسفے میں کمزوری ہے جوں جوں زمانہ نئے نئے علوم دریافت کرتا ہے۔ وہ اپنے حالات اپنی اصطلاحات کو بدلتا جاتا ہے۔ لیکن خدا کے کلام میں اس قسم کی کمزوری نہیں ہوتی۔ بلکہ جوں جوں سائنس ترقی کرتا ہے اسکی صداقت ظاہر ہوتی ہے۔ دیکھئے انسان کے جبر و اختیار پر بعض علماء نے بڑی بحث کی ہے۔ اور اس میں کوئی فیصلہ کن بات نہیں کہہ سکے قرآن مجید نے ان الفاظ کو پیش ہی نہیں کیا۔ بلکہ ان کی جگہ استطاعت۔ مقدرت اور تمکین فرمایا اور انعام دیئے جانے کے بیسے سامان و آلات رکھا۔ اسی طرح حسبان ایسا لفظ ہے کہ تمام دنیا کا فلسفہ پیچھے رہ گیا۔ اسکو نہیں ہٹا سکتے۔ ہمارے ہی لئے بنائے گئے ہیں۔ حسبان کے معنی اگر ہیں سورج اور چاند کا حساب دیکھو۔ ایک سیکنڈ کی بھی اس میں غلطی نہیں ہوتی۔ اگر ہم قطب شمالی و قطب جنوبی پر ہوں تو چاند اور سورج چکی کی طرح چلتے معلوم ہوتے ہیں۔ اور اگر ہم خط استوا پر ہوں تو فلک المعز پر رہٹ کی طرح چلتے معلوم ہونگے۔ اور حسبان ان دونوں صورتوں میں صادق آتا ہے۔

کیا بہشت آسمان پر ہے

بہشت کے متعلق عام طور سے یہ خیال ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ وہ آسمان پر ہے

لیکن وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ پر غور کریں۔ تو بالجزم ایسا نہیں کہہ سکتے کہ جب جنت کی چوڑائی زمین و آسمان کے برابر ہوتی ہے۔ تو ہم اس کا صرف آسمان پر ہونا کیونکر اس آیت کے مطابق ہو سکتا ہے

کل کی فکر آج کرو

قرآن مجید میں ایک آیت ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ اے ایماندارو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور ہر نفس کو چاہیئے کہ دیکھتا رہے کہ کل کے لئے اس نے کیا کیا۔ اور تقویٰ اپنا شعار بنائے۔ اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے خوب آگاہ ہے۔

غرض دنیا جیسی بڑی بیابانی کو ایک گڑھیا کہ انسان کل کی فکر آج کرے اور اپنے ہر آن فضل میں رو رو کے کہ خدا تعالیٰ میرے کاموں سے خبردار ہے۔ یہی تقویٰ کی جڑ ہے۔ اور یہی ہر ایک کامیابی کی کنجی دروازہ ہے۔ برخلاف اس کے انجیل کی یہ تعلیم ہے جو باب ۶ آیت ۳۴ میں مذکور ہے یعنی "کل کے لئے فکر نہ کرو کیونکہ کل کا دن اپنے لئے آپ فکر کر لیگا۔ آج کا دکھ آج کے لئے کافی ہے"

اگر ان دونوں تعلیموں پر غور کریں۔ تو صرف اسی ایک مسئلہ سے اسلام و عیسائیت کی صداقت کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ اور ایک نیکدل اور سعادت طالب نجات طالب حق خوب سمجھ لیتا ہے کہ عملی زندگی کے رو سے کونسا مذہب قابل قبول ہے۔

اگر انجیل کی اس آیت پر ہم کیا خود انجیل کے ماننے والے عیسائی بھی عمل کریں تو دنیا کی تمام ترقیاں رک جائیں۔ اور تمام کاروبار بند ہو جائیں۔ نہ تو کوئی بنک رہیں۔ نہ ان کے مطابق ٹائم ٹیبل ہو نہ ریل گاڑیوں اور جہازوں کے پروگرام پہلے شائع ہوں۔ نہ کسی تجارتی کارخانہ کو اشتہار دینے کا موقعہ ملے۔ نہ کسی گھر میں کھانے کی کوئی چیز رکھی جائے۔ اور نہ خزانہ دار دروازوں سے مل سکے

کیونکہ عمل کی تو فکر ہی نہیں۔ بلکہ فکر کرنی ہی گئی ہے۔ برخلاف اسکے

قرآن مجید کی تعلیم کیا پاک اور عملی زندگی میں کام آنیوالی ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ عیسائیوں کا اپنا عمل درآمد بھی اسی آیت پر ہے۔ وہ آج ہی سے سب کاروبار عالم چلا رہے ہیں۔ اور کوئی نظام سلطنت قائم ہے۔ قرآن پاک کی تعلیم ولتنظر نفس ما قدمت لغد پر عمل کرنے سے انسان نہ صرف دنیا میں کامران ہوتا ہے۔ بلکہ عقبیٰ میں بھی خدا کے فضل سے سرخرو ہوگا۔ ہم کبھی جنت کے لئے سرمایہ نجات جمع نہیں کرسکتے جب تک آج ہی سے اس دار القرار کے لئے تیاری نہ شروع کریں۔

تعلقات کی نگہداشت

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۚ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ۔ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں بتایا ہے۔ کہ کچھ عجب نہیں کہ تمہارے اور ان لوگوں کے درمیان جن سے تمہیں عداوت ہے ایک وقت دوستی پیدا کردے۔ اور اللہ اس بات پر قادر ہے۔ اسکے متعلق کلام نبوت میں نہایت عمدہ نصیحت فرمائی۔ احبب حبیبك هونا ما عسى ان یکون بغیضك یوما ما و ابغض بغیضك هونا ما عسى ان يكون حبيبك يوما ما۔ کسی سے دوستی کرو تو معتدل طریق سے۔ اور یہاں تک اسے اپنا رازدار نہ بناؤ کہ اگر وہ تمہارا دشمن ہو جائے۔ تو تمہیں نقصان پہنچا سکے۔ اور اگر کسی سے دشمنی کرو تو معتدل طریق سے کہ اگر وہ تمہارا دوست بن جائے۔ تو پھر تمہیں اپنی باتوں پر شرمسار ہونا پڑے۔ کیا پاک تعلیم ہے۔ دنیا میں ہزاروں مثالیں اسکی موجود ہیں۔ اظہار موجودہ صورت حالات نے یہی فتوی دیا ہے۔ کہ اب ان شخصوں میں کبھی اتحاد نہیں ہو سکتا۔ مگر خدا کچھ ایسے اوقات پیدا ہو گئے ہیں۔ کہ وہ جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ ایک دوسرے کے جاں نثار بن گئے۔ اسوقت اس کرنی و ناگفتنی سلوکوں کی یاد کیا تکلیف پہنچاتی ہے۔ پس انسان کو چاہیے کہ پہلے ہی معتدلانہ روش اختیار کرے۔ تاکہ بعد میں شرم یا ندامت پیش نہ آئے۔

لا اله الا هو | لوگ تو اسطرح کسی کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ کہ وہ پاک اور مقدس ہے

یا اسلئے کہ وہ بادشاہ ہے۔ اگر نافرمانی کرینگے۔ تو سزا دیگا۔ یا اسواسطے کہ وہ ہمارا محسن ہے ہم پر انعام کرتا ہے۔ اسلئے اس کی اطاعت ضروری ہے

اللہ تعالیٰ اپنی اطاعت کی طرف انہی تین صفتوں کا ذکر فرما کر بلاتا ہے لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ ملک بھی اسی کا اور سب خوبیوں کا سرچشمہ بھی وہی اور ہر چیز پر قادر بھی وہی۔ وہی پیدا کرنیوالا وہی نگران حال۔ پس عبادت کے لائق بھی وہی۔ اگر تم کسی کی اسلئے اطاعت کرتے ہو۔ کہ وہ حسن رکھتا ہے۔ تو یاد رکھو تمام کائنات کے حسن کا سرچشمہ تو وہی ذات بابرکات ہے۔ کوئی خوبی اگر کسی میں ہے۔ تو اسکا پیدا کرنیوالا وہی اللہ ہے۔ اسی طرح اگر تم کسی کی اسلئے اطاعت کرتے ہو۔ کہ وہ محسن ہے تو سب محسنوں سے بڑا محسن تو اللہ ہے۔ جس نے تمہارے محسن کو بھی سب سامان اپنی جناب سے دیا۔ اور پھر اس سامان سے تمتع حاصل کرنیکا موقعہ اور توفیق بھی اسی کے دیئے ہوئے ہیں۔ اگر کسی کی اطاعت اسلئے کرتے ہو۔ کہ وہ بادشاہ حکمران ہے۔ تو تم خیال کرو کہ وہ احکم الحاکمین ہے۔ جس کا احاطہ سلطنت اسقدر وسیع ہے کہ تم اس سے نکل کر کہیں بھی نہیں جاسکتے جیسا کہ فرماتا ہے۔ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ○ یہ دنیا کے حکام تو یہ شان نہیں رکھتے جب ان کی اطاعت کرتے ہو۔ تو پھر اس احکم الحاکمین کی اطاعت تو ضروری ہے۔

جن جن اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے۔ اور اس کی پیدائش نار السموم سے ہے چنانچہ قرآن مجید میں ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ○ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ○ پس اللہ تعالیٰ کی کسی ایسی مخلوق کا جسے ہم دیکھ نہ سکتے ہوں محض اس بنا پر انکار کرنا کہ وہ اگر ہے تو ہمیں نظر کیوں نہیں آتی۔ دانشمندی سے بعید ہے۔ خود جن کے لفظ میں یہ اشارہ موجود ہے۔ کہ وہ ایک

انسانی نظروں سے پوشیدہ مخلوق ہے۔ اس مادہ سے جس قدر الفاظ نکلے ہیں ان میں یہی معنے
پائے جاتے ہیں۔ مثلاً جنت۔ جنتہ جو انسان کو چھپا کر تلوار کے حملے سے محفوظ رکھتی ہے جنین
وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں پوشیدہ ہو جنون۔ عقل کو چھپانے والا مرض۔ جن کا اطلاق۔ حدیث میں
سانپ کالے کتے۔ نمی چیونٹی۔ دوالی حرمزہ۔ بکلی۔ کبوتر زہ۔ اتوم۔ بائیں ہاتھ سے کھانے
بال پراگندہ رکھنے والا۔ خراب۔ ناک یا کان کٹا۔ شیر نر۔ سردار وغیرہ پر بولا گیا ہے۔ جن لغت
میں بڑے آدمیوں پر بھی بولا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے جن الناس معظمھم۔ شاید
بڑے پیسے والے ساہوکاروں کو بھی اسی لئے مہاجن کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں بھی
یہ لفظ غریب لوگوں کے مقابل ایک گروہ پر بولا گیا ہے۔ جیسے فرمایا وَقَالَ الَّذِينَ
اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا
أَن نَّكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَندَادًا اس سے آگے فرمایا بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ
أَكْثَرُهُم بِهِم مُّؤْمِنُونَ (سبا ع) اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اصل میں مراد

فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ	پس کوئی جھگڑے کی بات نہیں ہم شہادت پیش کرتے
وَمَا لَا تُبْصِرُونَ	ان کی جن کو تم دیکھتے ہو اور جن کو ابھی تم

نہیں سکتے۔ وہ تم نہیں دیکھتے جس سے ثابت ہو جائیگا کہ یہ قرآن مجید کسی کے خیال کی پیداوار
نہیں۔ بلکہ ایک معزز پیغمبر کے ذریعہ بھیجا ہوا رب العالمین کا نازل شدہ کلام ہے

بما تبصرون کے متعلق مختصر طور پر یہ سن لو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یا محمد
وہ جو آپ نے ارشاد نبی کی اکیس برس دعوی نبوت کیا۔ اور تمام مشرکان عرب کو کھول کھول کر
سنا دیا کہ یہ تمہارے بت کسی کے کام کے نہیں۔ پرستش کے لائق صرف ایک ذات
جامع صفات ہے جس کا نام ہے اللہ۔ تو چاروں طرف سے بڑے بڑے لوگ مخالفت کے
لئے اٹھے اور ناخنوں تک زور لگایا۔ آپ ایک یتیم بے سر و سامان مقابلہ میں بڑے بڑے
کام بڑے بڑے اراکین اور دولت مند شیخ آخر سب کو مرغوب ہو کر لوٹنا پڑا اور اللہ پر کا الہام

صداقت نشان پورا ہوا۔ اور کھلا کھلا دکھلایا۔ جس قدر ایسی فائق لوگ تھے وہ سب کے سب آپ ہی کی غلامی میں آ گئے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ ایسے علم سیاست جاننے والے خالد بن ولید۔ ابوعبیدہ ایسے سپہ سالار سب آپ ہی کے حلقہ بگوش تھے۔

یہ تو سب نے اسوقت دیکھ لیا۔ پھر بعد میں جو اللہ نے اپنے دین کی نصرت فرمائی جس طرح پر مصر و شام و ایران سندھ و سندھ پر فتح حاصل ہوئی۔ وہ کچھ ایسا نظارہ نہیں کہ بھول جانے والا ہو۔ اور اس شان، شوکت، رعب و سطوت اور حیرتناک تغیر و تبدل کو دیکھ کر اور اس کے ساتھ ان کی پیشگوئیوں کو جو بحکم قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ اور جو بے بسی اور بے کسی کے عالم میں کی گئیں۔ کون خدا ترس شخص ہے۔ جو یہ نہ کہے۔ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۔ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۔ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۔ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ ذیشان۔ اللّٰهم صل علٰی محمد و علٰی آل محمد۔

دفتر تشحیذ کی موجودہ کتابیں

ضرورت زمانہ [illegible]

اسلام کی پہلی کتاب حضرت مسیح موعود کے دعاوی کے متعلق [illegible] کتاب نہایت مدلل اور کامل ثبوت بچوں کے پڑھانے کے لئے [illegible] قیمت [illegible]

چولا بابا نانک [illegible]

لیکچر نمبر ۱ [illegible] **لیکچر نمبر ۲** قیمت [illegible] **معیار حق** [illegible] مذہب کی شناخت [illegible]

تعلیم الاسلام [illegible] اسلام [illegible] کا جواب [illegible]

میں مسلمان ہو گیا حصہ دوم سوم اسلام کی حقانیت۔ اور آریوں کے اعتراضوں کا جواب [illegible]

ترجمة القرآن [illegible] شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم نے نہایت قابلیت سے [illegible] لکھی [illegible] کا خوب لکھا ہے۔

نکات حدیث

جماعت المسلمین و دعاتِ الشّیاطین

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ دُعَاةٌ عَلٰى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا قَالَ هُمْ قَوْمٌ مِنْ جِلْدَتِنَا يَتَكَلَّمُوْنَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِيْ إِنْ أَدْرَكَنِيْ ذٰلِكَ قَالَ فَالْزَمْ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ (رواہ ابن ماجہ)

حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم کے دروازے پر بلانے والے پیدا ہونگے جو کوئی ان کی طرف گیا۔ اس کو انھوں نے اٹھا کر جہنم میں ڈال دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان لوگوں کا حال مجھ سے بیان کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا وہ لوگ یعنی جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہماری طرح کے ہونگے اور ہماری زبان بولینگے میں نے عرض کیا پھر آپ مجھ کو کیا حکم فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تو لازم کرے مسلمانوں کی جماعت کو اور انکے امام کو اگر جماعت اور امام بھی نہ ہو اور مسلمانوں کے جدا جدا کئی فرقے ہو جاویں تو ان سب فرقوں سے الگ رہ اگرچہ تو جنگل میں ایک جھاڑ کی جڑ دابتا رہے یہاں تک کہ تجھ کو موت آئے اور تو اسی حال میں ہو۔ افسوس ہے آجکل کے مسلمانوں پر جو ایسی حدیثیں پڑھ کر بھی امام وقت کو شناخت نہیں کرتے معلوم ہوتا ہے ضد اور تعصب کیوجہ سے انکے دلوں اور آنکھوں پر پردے پڑ گئے۔ وہ ایک حق شناس اور منصف مزاج انسان جس کے دل میں سرور کائنات فخر موجودات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ کے فرمودوں کی قدر ہے۔ وہ تو کچھ سکتا ہے۔ کہ ہمارا زمانہ بھی وہ زمانہ ہے جس کی نسبت آپ نے پیشگوئی فرمائی تھی کیونکہ اسی زمانہ میں ان دعاۃ یعنی بلانے والوں کی

جوش اور باہر سے پیدا ہو گئے۔ وہ کثرت ہے کہ جس کی نظیر زمانہ سابقہ میں نہیں پائی جاتی۔ نیز غائب کو جانے دو۔ مذہب اسلام سے جو مرتد ہو کر گلی کوچوں میں پھر رہے ہیں۔ انہیں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھو مسلمانو کیا تم نے عربی زبان میں بول کر تم اُن کا مقابلہ نہیں کیا پھر تم کیوں اس سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر عمل نہیں کرتے جو تیرہ سو برس ہوئے تمہارے فائدہ کے لئے کی گئی یعنی فالزم جماعت المسلمین وامامہم جس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے دجال کے وقت اس جماعت میں شامل ہو جانا چاہیئے۔ جو ایک امام رکھتی ہے۔ تم لوگ ہر طرف دیکھ بھال چکے ہو بتاؤ تمہیں احمدی جماعت کے سوا کوئی ایسی جماعت نظر آتی ہے جس کا کوئی امام اپنی امامت کو منجانب اللہ سمجھے اور موجودہ ان دجالوں کے فتنوں سے بچانے کے لئے اسے دعاوی کا لشکر عطا کیا گیا ہو۔ غور کے واسطے نفس دعاوی پر غور کرو تا کہ خونی امام کا خیال تمہارے دلوں سے دور ہو۔ یہ پیشگوئی تمہارے سامنے تمہارے ملک میں پوری ہوئی تمہارے ہی بھائیوں نے زمرۂ دعاوی میں شامل ہو کر اعتراضوں کے تیروں سے تمہارے جگر چھید دیئے مگر ہائے افسوس ابھی بھی تم نے باوجود وصیت نبوی کے امام المسلمین کو قبول نہ کیا۔ بلکہ جماعت المسلمین کا نام الگ ہی رکھا پھر ترقی روز افزوں ہے۔ کیا اب بھی تم کو اس جماعت کی صداقت میں کچھ شبہ ہے جس نے تم کو ایک چھوٹا ہاتھ میں لیکر ان دجالوں سے وہ جنگ کی کہ پہلی قوموں میں اس کی مثال نہیں ملتی حتی تو خود اپنے ہاتھوں سے اس پیشگوئی کو پورا کیا۔ ذرا ابن ماجہ کی ان حدیثوں کو تو پڑھیے۔ حتی یاتی قوم من قبل المشرق معهم رایات سود فیسئلون الخیر فلا یعطونه فیقاتلون فیعطون ما سالوا فلا یقبلونه ثم تطلع الرایات من قبل المشرق فیقتلونکم قتلا لم یقتله قوم ... قال اذا رأیتموه فبایعوه ولو حبواً علی الثلج فانه خلیفة الله المهدی۔ و یخرج ناس من المشرق فیوطئون للمهدی یعنی سلطانه۔ ان احادیث سے ظاہر ہے کہ مہدی مشرق میں ہوگا اور اسکی

فوج کے ہاتھوں میں سیاہ جھنڈے ہونگے وہ نبیذ خزانہ طلب کرینگے۔ لوگ انکو دینگے وہ نہ لینگے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ دیے جائینگے آخر وہ بھی ہٹتے تھے۔ انکو دیا جائیگا ہمارے اہل قوم جاہلیت کو مبارک۔ یہ مٹی ہیا خزانہ کے حصہ میں آیا۔ مہدی کی وہ مشرقی فوج جب تم ان لوگوں پر ان سے لڑو گے تمکو بیا قتل کرینگے۔ کیا انکو کسی نے قتل نہیں کیا۔ وہ مہدی کی سلطنت کو دنیا پر چھا دینگے۔ وہ وہ انکے امام کو بھی ہے کہ جو کوئی انکا زمانہ پائے برف پر بھی ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چلکر ان میں جا شامل ہو۔ فمن ادرک ذلک منکم فلیأتہم ولو حبوا علی الثلج۔

اب میں پوچھتا ہوں۔ اگر امام مہدی نے مغرب میں آنا ہوتا۔ جدھر تمہاری آنکھیں لگی ہوئی ہیں۔ تو بھلا کیا وجہ ہے کہ مغرب کے لوگوں سے کوئی انکا مددگار نہ ہو۔ تمہارے ہی مقرر کردہ نشانوں کے ساتھ آئے۔ پھر تم کیوں اسکے ساتھ لڑوگے۔ اس میں تو سمجھایا گیا کہ اس مہدی کے وقت تم اپنی غلطی سے یہ خیال کروگے کہ ہم اس خزانہ کے مالک ہیں۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنیوالے ہیں۔ لیکن دراصل تم اسوقت صرف نام کے مالک ہوگے۔ نہ کوئی تمہارے پاس خزانہ ہوگا۔ نہ اسکے سنبھالنے کی قابلیت۔ جیسے تم مہدی اور اس کی مشرقی فوج کے ساتھ جھگڑا کرو تو ہمارے خزانہ کو برباد کرنے لگے ہیں۔ لڑائی شروع کروگے۔ پھر تم اس سلطان القلم کے ہاتھ سے ایک لشکر قلم کے سیاہ نیزے لیکر قہر جرنیلی کرینگے قتل کئے جاؤگے۔ اور وہی امام اس خزانہ کا مالک کیا جائیگا جو مشرق سے ہو کر سواد اعظم کا مال کرے گا۔ والمال یومئذ کدس فیقوم الرجل یا مہدی اعطنی فیقول خذ (ابن ماجہ) پس سے مطلب خزانہ نصب کرچکے۔ اور جماعت المسلمین سے متحد وجود و خروج دجال کے زمانہ میں جب تک تم اس امام وقت کی پیروی نہ کروگے یہ فرقہ بندی تمہارے کچھ کام نہ آئیگی۔ اس مخبر صادق صلعم کے فرمودہ پر غور کرو۔ فاعتزل تلک الفرق کلہا۔ جس سے یہی ہے کہ مہدی و مسیح موعود کے زمانہ میں مسلمانوں کے بہت سے فرقے ہونگے۔ لیکن وہ کسی ایک امام کے ماتحت نہ ہونگے

اسلئے آپؐ ان سے جدا رہنے کی ہدایت تاکید فرمائی کہ مومن کو جنگل کی جڑ کھا کر گذارہ
کرنا ان فتنوں سے بہتر ہے۔ سو میری اس نصیحت کو دل سے سنو یہ محض تمہاری خیر خواہی
کے لئے یہ چند سطریں لکھی ہیں۔ شاید تم میں سے کوئی سعید روح فائدہ اٹھا کر میرے لئے ثواب
کا موجب ہو۔ اللہ تعالیٰ تمکو امام الوقت کی شناخت عطا کرے۔ آمین۔ [illegible]

ریویو

کتاب الامر جس کا دوسرا نام امام مہدی کے انصار اور ان کے فرائض ہے خواجہ حسن نظامی
وغیرہ حلقہ نظام المشائخ دہلی نے مرتب کیا ہے۔ رسالہ [illegible] ہے۔ ان عبارات کو [illegible] آجکل عام طور
مسلمانوں میں مختلف طرح سے پائے جاتے ہیں یا پیدا کئے جا رہے ہیں جب ہر طرف سے
مصائب و مشکلات کا سامنا ہو تو سب کی نظریں ظہور مہدی کی طرف لگی ہوتی ہیں۔ اس قسم کی
باتیں خدا کے موعود مہدی مسیح موعود نے آنحضرت صلعم کی پیشگوئیوں کی نسبت فرمائیں۔ تو ان پر
ان ناعاقبت اندیش اور بے ہوش علماء نے کفر و تکفیر تک نوبت پہنچائی۔ مگر اب زمانے نے اس
میں خود اس بات پر مجبور ہیں کہ ان احادیث کی پیشگوئیوں کے کچھ [illegible] کریں۔ خواہ وہ حقیقت
سے دور ہی ہوں

(۱) تحشر الناس من المشرق الی المغرب کے متعلق تسلیم کر لیا ہے کہ وہ ریل ہے
(۲) دخان سے مراد توپ کو کی کثرت لیتے ہیں (۳) دجال سے ایک [illegible]
سے مراد صاحب [illegible] کی کتاب دیکھئے تو [illegible] طاقۃ عظیمۃ تحمل الناس [illegible]
[illegible] خرجت الامم [illegible] سے مراد [illegible] ہے کا سرچشمہ [illegible]
یعنی کلمات [illegible] ہوا ہے [illegible] الاوان [illegible]
[illegible] مسلمانوں کو جوش [illegible] کی [illegible] سے [illegible]
[illegible] خلافت اس کی توجہ [illegible] ہیں کہ [illegible] کے متعلق [illegible]

کے بعد تمام عرب والے موجودہ ترکی پارلیمنٹ کے سخت مخالف ہیں۔ اور یہی وقت ہے کہ مہدی خروج کرے۔ (۷) یخرج رجل من وراء النہر۔ یہ شاہ افغانستان ہے جو مشہد کے رستے خروج کر کے اسکو زیر نگین کرتے ہوئے حضرت مہدی کی خدمت میں حاضر ہونگے علی مقدمتہ رجل یقال لہ منصور۔ یہ منصور ظہیر (۸) و نصر اللہ خان ہے۔ (۹) انگریزی اخبار کو مسلمان ہوجا؟ ایک عنوان قائم کرتے ہیں۔ اور آپ مشورہ دیتے ہیں۔ توحید و رسالت محمدیہ کا اقرار و تصدیق سے کریں۔ سرکاری حیثیت میں باضابطہ اعلان کی ضرورت نہیں (۱۰) آپ نام لکھتے ہیں۔ حضرت مولنا علی جابر التمس (۱۱) کے جو آپ کلکی پران اور جناب ہمارے موعود کے ظہور کا یہی وقت بتاتے ہیں (۱۲) پھر توراۃ کی بشارات اور یوحنا کے مکاشفے سے کچھ اسکا پتہ دیتے ہیں کہ یاجوج ماجوج و موتخوذ دیگر **مقدسوں کی چھاونی** یعنے مدینہ منورہ اور **عزیز شہر** یعنی مکہ معظمہ پر چڑھ آئینگے (۱۳) پھر ابن عربی کی پیشگوئی سے حساب کرکے ۱۳۲۵ھ میں ظہور مہدی کی خبر دی ہے۔ آخر میں بارہ فرائض لکھے ہیں۔ جنکا خلاصہ ان کے اپنے الفاظ میں یہ ہے۔ کہ ایک جو اور نیک ہو۔

غرض اس قسم کے خوش کن مگر حقیقت سے بہت دور باتوں سے یہ رسالہ پر ہے۔ اور اس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مسلمانوں میں کام کرنیوالی روح تو اب رہی نہیں۔ وہ صرف خیالی پلاؤ پکا کر خوش ہو رہے ہیں۔ بہرحال ہماری یہی نیت ہے۔ وہ وقت قریب ہے کہ رشتہ بھی گزر جائیگا۔ اور انکا کوئی مہدی ان کے خیالات کے مطابق ظہور نہ کریگا۔ تو پھر ندامت کے ساتھ خدا کے سچے مہدی مرزا غلام احمد علیہ السلام کے آستانہ پر اپنا سر تسلیم خم کرینگے۔

اس رسالہ میں باوجود حکومت انگریزی سے وفاداری میں وہ قدم اور آگے بڑھنے کی تاکید ہے۔ یہ وہی بات ہے جو تیس سال قبل ہمارے امام علیہ السلام نے ہمیں تعلیم دی ہے بلکہ اسے اپنے شرائط بیعت میں رکھی غرض خدا اپنے صادق کا صدق ظاہر کر رہا ہے۔ رسالہ کی قیمت مع محصول ڈاک ۸ ہے۔

خطباتِ اسلام مولوی ابوالحسن یونس الطاہی رئیس آنولی ضلع علیگڑھ نے مسلمانوں کی توجہ دلائی ہے۔ کہ وہ جمعہ کے دن اتنا اہم موقعہ پر خطبہ وعظ کیا کریں۔ جو بہت عمدہ بات ہے سب سے زیادہ امر اہم تو یہ ہے۔ کہ ان لوگوں کے موجودہ زبان اردو کر کے مسلمان نہیں۔ حجم ۳۲ صفحے کاغذ ذبل

میلاد الرسول شاہ محمد حسن میاں صاحب پھلواری نے یہ رسالہ لکھا ہے۔ آنحضرت صلعم کے واقعات زندگی بطریقہ تاریخ ربیع الاول میں مسلمانوں کو سنائے جاتے ہیں۔ اور اس طرح پر انہیں اپنے مقدس نبی کی سیرت سے آگاہ کیا جائے۔ تو اس سے زیادہ مفید اور بہتر کام کیا ہو سکتا ہے مگر مسلمانوں میں جہاں اور بدعات کا رواج ہے۔ وہاں اس پاک بات میں بہت سی باتیں ایسی ملا دی گئی ہیں۔ کہ اصل مطلب فوت ہونے کے علاوہ کچھ خرابیاں بھی پڑ گئی ہیں۔ مؤلف میلاد نے اس نقص کو محسوس کیا ہے۔ مگر ان کو جرأت نہیں ہوئی۔ کہ وہ اس رسم کو قطع قمع ہی کر دیں۔ آپ نے اپنی تحقیق کے مطابق نہایت معتبر روایات سے ایک مولود نامہ تیار کیا ہے جس سے حضور انور کی سیرت پر تو کچھ روشنی نہیں پڑتی۔ مگر کتب سابقہ بالخصوص بائبل میں جو بشارات ہیں۔ ان کی تشریح خاصی کر دی گئی ہے۔ اور عبارت بھی دلچسپ و دلاویز ہے۔ آپ ہر ایک بات کی سند قرآن و حدیث سے حاشیہ پر دیتے جاتے ہیں جس نے رسالہ کو قابل قدر بنا دیا ہے۔ گو حدیثیں جو پیش کی ہیں۔ ان کا اکثر حصہ ایسا ہے جو اعلیٰ طبقے کی نہیں ختم نبوت کو بھی آپ ٹھیک نہیں سمجھے جو دلیل دی ہے۔ اس سے بھی یہی نکلتا ہے۔ کہ آئندہ بھی امت کسی نئی شریعت کی ضرورت نہیں۔ مگر وہ کہیں سے نکل آیا کہ آنحضرت صلعم کے فیض سے مستفیض اور اسی سراج منیر کے نور سے مستنیر ہو کر کوئی نبی نہیں پیدا ہو سکتا۔ بلکہ ختم کا تو تقاضا ہے کہ اب جو نبی آپ کی مہر سے مصدق ہو ہی پاک کیا جائیگا۔ کہ جسے اسے متنبی آپ رقم فرماتے ہیں۔ کہ نبوت کی صداقت کا قطعی فیصلہ ہے کیونکہ اگر معاذ اللہ آپ سچے رسول اور نبی مبشر موعود ہوتے۔ تو اسی آیت کے بموجب ضرور قتل کئے جاتے۔ حسن معاشقت

اگر اسی دلیل کو لیکر حضرت مسیح موعود کے دعویٰ میں غور کریں تو انشاء اللہ پر حق کھلے گے۔

بہر حال رسالہ قابل دید ہے۔ اور بشارات نبوی کا حصہ بہت دلچسپ ہے۔ میلاد میں جو تعظیم کے لئے اٹھتے ہیں۔ اور آپ شریعت سے کوئی اس کی دلیل نہیں اٹھتے۔ اسلئے آپ لکھتے ہیں۔ اے محبان نبی اللہ اللہ عام تصوری میں سہی۔ دربار رسول میں جبکہ ادب تعظیم سے کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کرو۔ مجموعہ وظائف باقصد رنگ در حکومت الٰہی وعجیبی کا قدر اچھا

التدوہ۔ فردی کے نمبر میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے۔ "کہ جب گنہگار جماعت پر عذاب آتا ہے تو ہمیشہ اس میں سے اسکے نیک اور پاک افراد کو اس عذاب سے نکالتا ہے۔ اور کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ وہ گناہ گنہگاروں کی مصیبت میں شریک ہو"

میرے نزدیک یہ دعویٰ صحیح نہیں۔ اور قرآن مجید و حدیث نبوی کے خلاف ہے۔ جن آیات سے ایسا استدلال کیا گیا ہے۔۔۔۔۔۔ دعویٰ مذکورہ بالا کو ثابت نہیں کرتیں۔

(۱) آیت واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ۔ اس بارے میں نص صریح ہے کہ ظالموں کے علاوہ ۔۔۔۔۔۔ دوسرے بھی عذاب میں شریک ہو سکتے ہیں۔ اسکے متعلق کسی حیثیت سے تین ترکیبیں بنا کر ترجیح ثابت کی گئی ہیں۔ یکتا ہے وہ حق ہے۔ باقی وہ مناسب نہیں کہ عرض کروں۔ ان ۔۔۔۔ سورہ شوریٰ کی اس آیت کو اس طرح بتلاتا ہے۔ دشمنی بغض کی شکل بنت کھلتی۔

(۲) وعلی الذین ھادوا حرمنا کل ذی ظفر ومن البقر والغنم حرمنا علیھم شحومھما الا ما حملت ظھورھما او الحوایا او ما اختلط بعظم ذلک جزیناھم ببغیھم وانا لصادقون۔ یہی کے ترکیب تو بچ گئی اور مگر سب ظلم نہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ کی کچی اور کی اخلاقی (۳) قال فانھا محرمۃ علیھم اربعین سنۃ یتیھون فی الارض فلا تاس علی القوم الفاسقین۔ حضرت موسیٰ کی قوم کو حکم عدولی کی یہ سزا ملی۔ مگر حضرت موسیٰ کو بھی اس سے حصہ ملا۔ اور آپ کی وفات اسی جنگل میں ہوئی۔ یہ ۔۔۔۔ کی غلطی سے جنگل میں سب

(۴) فدمدم علیھم ربھم بذنبھم فسواھا ولا یخاف عقباھا۔ گناہ کی وجہ سے ۔۔۔

نہ صرف اس قوم کو ہلاک کیا بلکہ ان کی اولاد کی بھی۔ ایسے ہی تو اللہ تعالیٰ کی قرآنی کتاب کی تعلیمات ہے۔ اس کی اصل کتاب سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے چنانچہ آپ ملاحظہ فرمائیں۔ جب کوئی عذاب بڑنگ طوفان یا وبا اس آتا ہے تو سب سے پہلے بیچارے پرندوں اور دوسرے چرند و پرند پر نازل ہوتی ہے۔ حالانکہ ان کا کچھ قصور نہیں ہوتا۔ خود انسان کے اعضاء میں دیکھا جاوے تو بعض دفعہ گناہ و ایک عضو کرتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ دوسرے اعضاء کو بھی بھگتنا پڑتا ہے۔ بلکہ گورنمنٹ کے حکم سے چوری کرنے والے بچے کو بید اور کمین پر لگتے ہیں کشتی میں ایک سوراخ کرے سب ہی ڈوب جائینگے۔

پھر میں صحیح البخاری سے ایک حدیث سناتا ہوں جو اس تنازع میں فیصلہ کن ہے۔ اور وہ یہ عن نافع بن جبیر بن مطعم قال حدثتنی عائشۃ قال قالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغزو جیش الکعبۃ فاذا کانوا ببیداء من الارض یخسف باولہم واٰخرہم قالت قلت یا رسول اللہ کیف یخسف باولہم واٰخرہم وفیہم اسواقہم ومن لیس منہم قال یخسف باولہم واٰخرہم ثم یبعثون علیٰ نیاتہم۔ بخاری کتاب البیوع باب ما ذکر فی الاسواق

اس حدیث میں من لیس منہم قابل غور ہے۔ رسول کریم صلعم کے جواب یبعثون علیٰ نیاتہم سے واضح ہے کہ اسی دنیا میں مجرم کی سزا و بے گناہ کی جزا ضرور نہیں۔ ایسا امتیاز جو ہر طرح سے واضح ہو یوم القیامت کے لئے مخصوص ہے۔ اگر فاضل مضمون نگار اپنی رائے پر اصرار فرماویں تو ہم انشاءاللہ پھر مفصل لکھ سکینگے۔

ضیاء الاسلام | اس رسالہ میں یہ رائے دی گئی ہے کہ سائنس اور مذہب کا منشا غیریت کے متعلق ہے۔ اور یہ کہ عقلی علوم مذہب پر بڑا اثر ڈالتے اور انسان کو مذہب سے بیگانہ بنا دیتے ہیں۔ ہمارے معاصر کو معلوم ہو کہ جب قرآن مجید میں بار بار افلا تعقلون آیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ عقل مذہب کی شناخت اور عقائد کی صحت کا تعین کرنے کے لئے ضروری ہے گو عقل کی مثال اس نردبان کی طرح ہے جس کا کام صرف بام مقصود تک پہنچانا ہے بعد ازاں اس کی ضرورت

نہیں۔ اور سائنس کے بارے میں ایسی مضمون لکھنے والے کو یہی چاہیے تھا۔ اگر اسلام کا تعلق صرف روحانی ترقیات سے ہوتا۔ مگر اسلام تو انسان کی جسمانی اور روحانی دونوں قسم کی ترقی کے لئے ایک ہدایت نامہ پیش کرتا ہے۔ پس سچا مذہب تو سائنس کو اپنا خادم بنا لیتا ہے۔ اور سچے مذہب کا تعلق سائنس سے نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ انسان خلیفۃ فی الارض ہو اور تمام مخلوقات بموجب آیہ والی جائے الم تروا ان اللہ سخر لکم ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض۔ انسان کی مسخر ہیں اور وہ اس بات پر مامور ہے۔ کہ ان سے حسب منشا موافق قوانین الٰہی اپنے قویٰ کے اندازے پر کام لے۔ باوجود اس آیت کے قرآن مجید میں موجود ہونے کے ایک مسلمان کیونکر کہہ سکتا ہے۔ کہ سائنس کو مذہب سے کچھ تعلق نہیں۔ یا سائنس کے دخل دینے سے مذہب کی خیر نہیں۔ ہمارا مذہب تو سائنس سے اپنی شان کمال دکھاتا ہے جوں جوں سائنس کے مسائل حل ہونگے۔ اسلام کی اور بھی صداقت ظاہر ہوگی۔ ہم اس مضمون پر کسی آئندہ اشاعت میں بشرط ضرورت ایک سیر کن بحث کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ

خریداران تشحیذ کو اطلاع

ماہ جون ۱۹۱۲ء کا پرچہ تمام ان اصحاب کے نام جنہوں نے ۱۹۱۲ء کی قیمت نہیں دی۔ وی پی کیا جائیگا۔ اگر کوئی صاحب وی پی وصول کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ تو پہلے اطلاع دیں وی پی واپس کر کے نقصان نہ پہنچائیں۔ (مینجر)

جنگ بدر سے جنگ یرموک تک

۹۰ وہ حیرتناک واقعات تاریخ اسلام کے جو رسالوں میں نہایت دلکش اور دلچسپ پیرایہ میں شائع ہوئے ہیں۔ جن کو تمام دنیا حیران و ششدر چلی آتی ہے حضرت خلیفۃ المسیح اور حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کی سفارش ہے کہ احباب اسکو خرید کریں۔ امید کہ اس سفارش کی خاطر خواہ قدر کی جاویگی [illegible] حصے قیمت [illegible] ملنے کا پتہ غلام قادر فصیح ایڈیٹر اسلام سیالکوٹ

شرح اجرت اشتہارات

[illegible]

[illegible]

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئیں مشہور دوائیں

اصل عرق کافور

دیکھو گرمی کا موسم آ گیا جہاں قے دست ہیضہ کا بھی ممکن ہے اس سے بچنے کے لئے آسان طریقہ ڈاکٹر ایس کے برمن کا اصل عرق کافور ہے یہ دوا ۵۰ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہے یہ عرق گرمی کے دست پیٹ کا درد ہیضہ کے لئے اکسیر کا کام کرتی ہے ہمیشہ ایک شیشی اپنے پاس رکھو قیمت فی شیشی ۱۰ محصول ڈاک ۵

عرق کافور

عرق پودینہ اصلی ہری پتیوں کا یہ عرق ہے اس کا رنگ پتی کے رنگ کا سا ہے اور خوشبو بھی تازہ پتیوں کی سی آتی ہے یہ عرق ڈاکٹر برمن کی اصلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے بدہضمی کے لئے نہایت مفید ہے پیٹ کا پھولنا، کھٹی ڈکار، پیٹ میں درد، بھوک کم ہونا وغیرہ بدہضمی کی علامات جلد دور ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی ۱۰ محصول ڈاک ۵

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولیاں کھا کر سو جاؤ صبح کو دست صاف ہوگا پیٹ میں گرمی ہو یا قبض ہو یا حسب معمول اجابت نہ ہو ان کے لینے سے پیٹ میں کچھ مروڑ نہیں ہوگی ڈاکٹر برمن کا اپنا نسخہ ہے یہ گولیاں کل ہندوستان میں مشہور ہیں قیمت سو گولیوں کی ایک ڈبیا ۸ محصول ڈاک ۵

درد سر و ہر قسم کے درد کی دوا

یہ دوا درد سر میں لگانے سے چند منٹ میں آرام ہو جاتا ہے اور ہر قسم کے درد میں فائدہ کرتی ہے تمام ہندوستان میں مشہور ہے قیمت فی شیشی ۵ محصول ڈاک ۵

ڈاکٹر ایس کے برمن لمیٹڈ ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۳

ولتکن منکم امۃ یدعون

الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر

واولئک ہم المفلحون

بابت ماہ جون ۱۹۱۳ء

رسالہ

تشحیذ الاذہان

[illegible]

فہرست مضامین

قیمت سالانہ

[illegible]

[illegible]

قابلِ توجہ خریداران

جن خریداروں کی قیمت جون سنہ میں ختم ہوتی ہے ان کے نام جولائی کا پرچہ وی پی بھیجا جائیگا۔ جن اصحاب نے امسال کا چندہ ابھی تک وصول نہیں کرایا ان سے درخواست ہے کہ فوراً اس کی طرف توجہ فرمائیں۔ کیونکہ رسالہ کا باقاعدہ وقت پر نکلنا بہت کچھ سالانہ چندہ کے وصول ہونے پر منحصر ہے۔

(۲) بار بار پہلے اطلاع کر دینے اور مفصل حساب سمجھا دینے کے بعد جن صاحبوں نے وی پی واپس کر کے کارخانہ کو نقصان پہنچایا ہے۔ وہ بھی اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کریں۔

(۳) اراکین انجمن تشحیذ بذریعہ کارڈوں کے ریزولیوشن ۲۳ سے اطلاع دی جا چکی ہے کہ بصرف وی پی صاحب رہینگے جنکا بقیہ چندہ ... وصول ہو جاوے ... بھی توجہ فرمائیں۔

(۴) **حضرت صاحبزادہ صاحب کی اپیل بذریعہ خطوط کی طرف صرف چالیس** اصحاب نے عمل توجہ فرمائی۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے تمام دوست جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان سے محبت و نیازمندی کا تعلق رکھتے ہیں اس کی ... کو پورا فرماوینگے۔ ... تشحیذ کے چندہ سالانہ میں منظور قبول فرماویں۔ اور ... علاوہ ... خریداروں میں سے ہر ایک کم از کم دو خریدار پیشگی قیمت دینے والے مہیا کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ ایسے تمام اصحاب کے نام انشاء اللہ رسالہ میں چھاپ دیئے جاوینگے۔

نوائے محمود ایک دلچسپ پر سوز رقت انگیز درد بھری نظم ہے جو صاحبزادہ عزیز محمود احمد صاحب نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر لکھی اور جس کی کاپیاں تھوڑی چھپی تھیں۔ ہاتھوں ہاتھ بک گئیں ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ جون ۱۹۱۲ء

در مکنون

سنہ ۹۹ء سلسلہ میں جو خطوط حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مرحوم کے نام بھیجے حسن اتفاق کو وہ مجھے مل گئے۔ ان کے مطالعہ سے جو روحانی سرور مجھے حاصل ہوا وہ تو کچھ میرا ہی دل جانتا ہے لیکن اس مائدہ آسمانی پر اپنے احباب کی دعوت بھی ضروری جان کر ان کو تشحیذ پر صلائے عام دیتا ہوں یہ مکتوبات [illegible] کے لئے مخصوص تھے۔ مگر ان جواہرات پر میرے ہزاروں لعل قربان۔

اخراجات متعلقہ | میں نے عربی میں بلاد شام اور عرب اور حرمین شریفین کے لئے کتاب لکھنی شروع کی ہے چنانچہ آج کی تاریخ تک دو سو صفحے چھپ چکے ہیں۔ ایک سو چھپ رہے ہیں دو سو پچاس روپے کے قریب اسکا ماہواری خرچ ہوتا ہے۔

(۵) ہمارے سلسلہ کے لنگرخانہ کا خرچ کچھ ایسا بڑھ گیا ہے کہ تخمینا ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار باوجود سخت کفایت شعاری کے ہو جاتا ہے کیونکہ چاروں طرف سے حق کے طالب آ رہے ہیں اور ضروری ہے بھی ہوتے ہیں۔

اللہ پر بھروسہ پھر فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کے لئے یہ سب کام ہیں کوئی نہ کوئی وقت پیدا کر دیتا ہے اور ہمیشہ کرتا ہے لیکن کوشش بھی شرط ہے۔ (۲۰ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء خط اول)

شرم حضور اہم مغفور مجھے اس بات سے بہت شرم آتی ہے کہ میں نے اپنے نفس کے لئے آپ کو تکلیف دی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر ایک خدمت کا بہت بہت بدلہ دے اور ہمیشہ کروہات زمانہ سے بچا وے آمین ثم آمین

عنبر کی پہچان عنبر میرے نزدیک وہ عمدہ ہے جس میں خوشبو زیادہ ہے۔ اور دانت کے نیچے چبانے سے موم کی طرح نرم ہو جاتا ہے۔ اور عنبر کا رنگ نیلا بھی ہوتا ہے۔ اور سفید بھی ہوتا ہے اور کسی قدر پرانا ہونے سے سیاہ بھی ہو جاتا ہے۔ بہرحال جو خوشبودار اور دانت کے نیچے چبانے کے وقت آٹے کی طرح متفرق نہ ہو جائے بلکہ موم کی طرح اکٹھا رہے۔ وہی اچھا ہوتا ہے

بیماری کا علاج کس نیت سے فرماتے ایسی چیزوں کی ضرورت مجھے پڑتی ہے۔ اور وہ بھی اس خیال سے کرتا ہوں کہ میں خدمت میں لگا ہوا ہوں اس خدمت میں باعث بیماری حرج واقعہ نہ ہو۔

فراست مومن آپ کے بھائی روشن علی صاحب چند روز سے قادیان میں آئے ہوئے ہیں۔ بباعث گذشتہ آدمیوں کے ہجوم کم دیکھنے کا اتفاق پڑا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ درویش غریب طبع آدمی ہے۔ اور نیک خیال رکھتا ہے (۲۰ مئی سنہ ۱۹۰۲ء خط ۳)

جماعت کو سند خوشنودی مجھ کو خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے بہت خوشی ہے کہ جس قسم کے اخلاص اور جوش اپنی جماعت کی طرف سے میں دیکھنا چاہتا ہوں وہ اکثر میں پائے جاتے ہیں۔ اور ترقی کر رہے ہیں خدا تعالیٰ ان ترقیات تک پہنچا دے۔ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو

(بی ٹیس۔ ۳ و ۴ دسمبر ۱۹۰۳ء خطوط)

لاغری کے اسباب اس کا علاج

لاغری بدن کی۔ اسباب کے لحاظ سے ضرور تدبیر کرنی چاہیئے۔ بسا اوقات شدت محنت وقلت غذا اور قصور ہاضمہ اور کثرت فکر وغم اور کبھی پیدائشی کمزوری یا کسی عمر کی حرارت غریبہ لاغری کا موجب ہو جاتی ہے۔ اور اگر معدہ کے افعال میں قصور نہ ہو تو عمدہ غذائیں کھانا۔ دودھ پینا۔ انڈے کی نیم برشت زردی پینا اسکاٹ ایملشن پینا اور شیرہ بادام پیتے رہنا۔ اور کوئین فوڈ تقویت معدہ کے لئے استعمال کرنا۔ اور راحت و آرام کرنا اور شبینہ کافی سونا بہت مفید ہوتا ہے۔ اور اگر میسر ہو۔ تو تبدیل آب و ہوا کرنا۔ پھر سب سے بڑھکر یہ کہ جناب الٰہی میں عافیت کے لئے دعا کرتے رہنا مفید ہے۔

ایک مقدمہ میں کامیابی کی پیشگوئی

گوڑگانوہ میں ایک نیم پاگل مولوی نے ہزار روپے کی نالش میرے پر دائر کردی ہے۔ اس بنا پر کہ مدت ہوئی کہ اس طرف سے یہ اشتہار عیسائیوں کے مقابل پر نکلا تھا کہ اگر کوئی عیسائی ہمارے نشانوں کے مقابل حضرت عیسیٰ کے معجزات کو ثبوت کے رو سے قوی ثابت کردے۔ تو اس کو مبلغ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ اب وہ مولوی کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کا صاحب معجزات ہونا ثابت ہے اور کہتا ہے کہ میں عیسائی ہوں اسلئے ہزار روپے انعام کا حقدار ہوں۔ اس کا مقدمہ ایک اکسٹرا اسسٹنٹ کے سپرد ہوا ہے۔ مگر یہ لوگ ہر ایک شرمیں آخر شرمندہ ہوتے ہیں

(۲۰ ۲۱ اپریل ۱۹۰۳ء خطوط)

دور والے زیادہ اجر کے مستحق ہیں

انسان نزدیک سے تو حضرت کو محسوس کرکے یا دیکھ کر مدد کرتا ہے مگر صدہا کوس کی دوری سے مدد کرنا بڑی قوت ایمانی کی نشانی ہے

(۱۴ اپریل ۱۹۰۳ء خطوط)

بیعت کرنیوالوں کی دو قسمیں ہیں؟

بفضل خدا تعالیٰ نے میرے دل میں یہی ڈالا ہے کہ بیعت کرنے والے دو قسم میں لکھے جاوینگے۔ ایک ہوا علیٰ اور اضافت سنہ زندگی کے

خوش ہوں اللہ تعالیٰ کے منشا کی اطاعت کے لیے حاضر ہیں۔ اور ایک وہ جو کسی قدر کمزوری ہے جیسا کہ اشتہار درسے سے ظاہر ہوگا۔

جماعت کے لوگ کیسے ہیں؟ میں خوب سمجھتا ہوں۔ کہ آپ اور آپ کے دوست جو ہماری جماعت میں ہیں ایک ذرہ فرق نہیں کرتے بلکہ اپنے نفس اور اپنے اہل و عیال پر اس سلسلہ کو مقدم رکھتے ہیں۔

تالیفات کی اشاعت ضروری ہو اگر ہماری تالیفات کو سلسلہ وار شہرت اور فخر ہماری ہو۔ تو امید کی جاتی ہے کہ انشاء اللہ جلد تر ایک دنیا اس سلسلہ میں داخل ہو جائیگی گو جو پہلے ہیں وہی پہلے ہونگے انشاء اللہ۔

میرے لئے مفید تحفہ عنبر میرے لئے بہت مفید تحفہ ہے مجھ کو ایک اعصابی بیماری ہے جو کہ رفتہ رفتہ کرتی ہے۔ اور بیماری کے دورہ کے وقت کسی قدر تکلیف زیادہ ہوتا ہوں پھر عنبر اور مشک کے استعمال سے اکثر طبیعت بحال ہو جاتی ہے۔

تریاق القلوب میں خیال کرتا ہوں کہ یہ رسالہ میری جماعت کے لئے نہایت ہی مفید ہوگا۔ اور جو دوست اس سلسلہ میں دعوت و تبلیغ کا شوق رکھتے ہیں۔ ان کو بہت مدد دیگا۔ اور اس کے دیکھنے سے ان کی معلومات بہت وسیع ہو جائینگی۔ اور وہ دوسروں کو بڑی قوت اور بصیرت سے سمجھا سکینگے (۱۰۔ اکتوبر ۹۹ سنہ خود بھی)

تعزیت بچے کے فوت ہونے کا طبعاً رنج تو ہے۔ لیکن چاہئے کہ اسی مالک کا فضل ہے جو بچہ کو دنیا میں بھیجتا ہے۔ اور رحیم و کریم ہے۔ اسلئے بات صبر ہے۔ امید ہے کہ اپنے فضل اور کرم سے کئی بچے عطا کرے کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ماہ رمضان میں دعا ماہ رمضان میں تمام دوستوں کیلئے دعا کرتا ہوں۔ اور آپ کے لئے بھی نماز اور خارج نماز میں دعا کرتا ہوں۔ ۳۰ جنوری ۱۹۰۰ سنہ ع)

مسیح کا پیغام احباب کے نام

تمام دوستوں و مخلصوں کو آپ میری طرف سے السلام علیکم پہنچا دیں اور تقویٰ و پرہیزگاری کی نصیحت کریں۔ عمر ناپائدار ہے موت سر پر کھڑی ہے عقلمندی یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہیں۔ ۲۰ اپریل ۱۹۱۳ء

امام کا ذاتی کام بھی دینی کام ہے

میرا ذاتی کام بھی بحقیقت دینی کام ہے کیونکہ وہ میری صحت کے متعلق ہے۔ اور میری زندگی محض دین کے لئے وقف ہے۔

ہمارا کام اور طریق سرانجام

ہمارا کام یہ ہے کہ اسلام کی عمارت کو نئے سرے سے درست کیا جاوے اسلئے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آدمی چندوں کی ضرورت ہوتی تھی ہمیں بھی ضرورتیں پیش آگئی ہیں۔

مصارف چونکہ امام قحط میں اور انہی دنوں ہمارے لنگرخانے کا خرچ بباعث کثرت جماعت کے جو آجکل ایک فوج کی طرح قادیان میں فروکش ہے اکثر سو روپے مہینے سے زیادہ خرچ ہو جاتا ہے۔ اور متفرق اخراجات کا کچھ ٹھکانا نہیں ہے یقین ہے کہ عنقریب سے اسباب مہیا ہو جاینگے۔ گر زیادہ تر دینی تالیفات کے خرچ کا بہت خیال ہے کہ جس کا انتظام نہیں ہے

حضور کیا چاہتے ہیں

ابھی تک بہت سی اصلاحیں ہمارے ذمے ہیں میں چاہتا ہوں کہ ہماری جماعت دیانت اور امانت اور خدا شناسی سے بھر جائے اور وہ آپس میں محبت اور صلحکاری اختیار کریں جن کے باہم دل صاف نہیں ہیں۔ بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور موت کو قریب سمجھیں۔ اور باہم کی بحث کریں اور باہم منافقانہ طریق اختیار نہ کریں۔ جو اگست ۱۹۰۶ء

خدا کرے

عورتوں کو کافی خرچ دینے کی تاکید

کوکافی خرچ نہیں دیتے کہ ایسے موقعہ پر جو لڑکا پیدا ہونے کا ہے اور اکثر دیکھا ہے عورتوں کو عمدہ خوراک کی ضرورت ہوتی ہے تا دودھ عمدہ

پیدا ہو اور نیز بچوں کے تعہد کے لئے ضروری اخراجات کی حاجت پڑتی ہے۔ مناسب ہے کہ سب باتوں اور ضرورتوں کا لحاظ کر کے اسکو مہیا کریں۔ (۸۔ مئی ۱۸۹۹ء مکتوب)

ایک تجویز میں نے اس جگہ پر ایک کتاب تالیف کرنے کا انتظام کیا ہے کہ لنڈن میں وہ کتاب چھاپی جائے کتاب جیسی ضرورت ہے جس سے عیسائی مذہب اور عیسائی اصولوں کا تحفہ اقتدا ہے۔ کتاب کیا ہے خدا تعالیٰ کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔ اور میری تجویز ہے کہ پروف دیکھنے اور انتظام چھپوائی کے لئے دو آدمی بھیجے جائیں۔ کہتے ہیں کہ اس طرح خرچ سات سو روپیہ کے قریب ہوگا۔ (۲۶۔ مئی ۱۸۹۹ء) میں نے یہ خط اس خیال سے درج کیا ہے تا ان نعمت کو حضرت اقدس کے ارادوں اور خواہشوں کا علم ہو اور کوئی سعادتمند روح آئندہ زمانے میں اسکو پورا کرے

مقدمہ فوجداری کا انجام کیا ہوگا گو مقدمہ اپنی صورت میں سخت ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ پر بھاری بھروسہ ہے وہ بہر حال بہتر ہوگا۔

ولادت فرزند میرے گھر میں ۱۴ صفر ۱۳۱۷ھ روز چار شنبہ ایک لڑکا پیدا ہوا ہے یہ پسر چہارم ہے۔ اسکا نام مبارک احمد رکھا گیا ہے۔ عرصہ دو سال کا ہوا ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اطلاع دی تھی کہ چار لڑکے پیدا ہونگے۔ اور چوتھا لڑکا ہوگا۔ اسکا عقیقہ بروز دوشنبہ ہوگا۔ سو اب یہ چوتھا لڑکا ہو گیا مجھے وہ خواب بھول گئی تھی۔ اور میں نے تجویز کی تھی کہ عقیقہ اتوار کے دن ہو لیکن خدا تعالیٰ نے ایسے اسباب کر دئیے کہ عقیقہ اتوار کو نہ ہو سکا۔ سخت روکیں پیش آگئیں۔ آخر دوشنبہ کو ہوا۔ تب وہ خواب یاد آیا۔ کہ عقیقہ پسر چہارم کا دوشنبہ کو ہوگا۔ (۲۰ جون ۱۸۹۹ء مکتوب)

دعا کو انتہائی نقطے پر پہنچا کر خدا پر چھوڑ دو میں نے آپکے منشاء کے موافق کئی دفعہ بہت بہت دعا کی ہے۔ آخر خدا تعالیٰ کی مرضی پر چھوڑ دیا انسان اپنے مصالح کو کسی طرح نہیں جانتا۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے عسیٰ ان تکرھوا شیئا و ھو خیر لکم غرض دعا بہت کی گئی ہے۔ اگر اس دعا

کے موافق نہ ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ خیر اسی میں ہے جو ظہور میں آیا (۲۲ ستمبر ۱۹۰۰ء خطوط)

منارۃ المسیح ایک خط میں منارہ کے چندے کی طرف حضرت صاحب توجہ دلاتے ہیں اور مولوی عبدالکریم رض اس کی تشریح فرماتے ہیں۔

یہ منارہ وہی ہوگا جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں مندرج ہے اس کے اسرار و حکم پر مفصل اشتہار میں بحث کی گئی ہے۔ حضرت اقدس کو بڑا جوش ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک منہ کی باتیں پوری ہو جائیں۔ اللہ احباب سوچیں کہ جنت اس میں کیسا ہی سستا سودا ہے۔

حضور کا ایک الہام اسی خط میں ایک الہام درج ہے۔ رات عشاء کی نماز میں حضرت اقدس کی زبان پر الہاماً جاری ہوا۔ واجعل افئدۃ کثیرۃ من الناس تھوی الیّ یعنی انسانوں کے بہت سے دلوں کو میری طرف جھکا دے۔ یہ ایک بشارت ہے سلسلہ کی ترقی کے متعلق آج ۱۹۱۰ء میں اس کی صداقت ملاحظہ ہو (۲۰ مئی ۱۸۹۹ء خطوط)

ایک نشان مولوی عبدالکریم صاحب حضور کی خط و کتابت کا کام بھی کرتے تھے۔ اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں۔ حضرت اقدس آپ پر اور جماعت افریقہ پر سلام بھیجتے اور اپنی خوشنودی سب کی نسبت ظاہر کرتے ہیں۔

عجیب بات یہ ہے کہ آپ کے وعدہ دو سال دینے تھے۔ ایک ہفتہ قبل حضرت اقدس کو رؤیا ہوئی کہ عبدالحق آگیا ہے کہ باہر ایک ہندو کھڑا ہے۔ وہ دعا کے لئے درخواست کرتا ہے حضرت اقدس سے۔ کہتے ہیں کہ بے شک تم نے ہم دعا کرینگے نہیں۔ پھر نا بل لوٹا واپس آگیا ہے۔ تو ایک بچہ جو بیگ اور دو چادریں ہیں۔ ان میں روپیہ بھر کر آئے

فرمایا ہندو سے مراد ایسا شخص نظر آتا ہے جو دنیا کے غم و ہم میں مبتلا ہو اور چاہے کہ کسی طرح دنیوی ابتلاؤں سے نجات ہو۔ پھر جب نام بنام فہرست چندہ پر مشتمل خط آیا تو اس رؤیا کی تصدیق واضح ہو گئی۔

چند الہام | ۲۲ جنوری ۱۹۰۳ء کو الہام ہوا سیھزم الجمع و یولون الدبر ۳۰ کو الہام ہوا۔ انی اسقط من اللّٰہ و اصیبہ اور چہار شنبہ تین بجے بعد دوپہر حضرت اقدس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کی نسبت ۱۶ اپریل کو الہام ہوا تھا۔ اصبر ملیا۔ ساھب لک غلاماً زکیا (جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۳)

ایک اور الہام | ۲۸ ستمبر ۱۹۰۲ء کو الہام ہوا۔ انا الرحمٰن ناصر وعا ... یا ابراھیم حضرت اقدس تریاق القلوب کی تالیف میں مصروف ہیں ۲۲ ستمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۸)

مومن کا ہتھیار دعا ہے | ایک خط میں ایک صادق دوست نے لکھا ہے حضرت اقدس نے ہمیشہ یہی حکم دیا ہے کہ اگر تیرے راہ میں کوئی دقت آوے۔ تو دعا کے ذریعے سے اسکو دور کر اگر دشمن کیسا ہی مقابلہ ہے تو دعا کی توپ سے اسکو کاٹ ڈال۔ اگر دوست کے ساتھ معاملہ ہے تو دعا کی مدد سے اسکو قائم رکھنے کی کوشش کر۔ اگر کسی بھائی سے تو کوئی حرکت نہ ہونا دیکھتا ہے تو دیانتداری کر جلد بازی کے ساتھ تو اس سے توڑ بیٹھے بلکہ جیسی کیسا ہی بدی میں ایسا کام دیکھا اور اسکے آگے نرمی اور عاجزی اختیار کر اور اس کی ملاقات سے پہلے اسکے حق میں بہت دعا کر تاکہ جماعت میں تفرقہ پیدا نہ ہووے۔ اور یاد رکھ کہ انسانی کمزوریوں سے کوئی خالی نہیں۔ ہر ایک خود بہت اچھے نہ کمزوریوں کا حصہ رکھتا ہے چاہیے کہ تم چشم پوشی سے کام لو۔ وہ قلعے جو توپوں اور تفنگوں سے فتح نہیں ہو سکتے۔ اسکو دعا کے ذریعے کھول سکتے ہیں۔ اور وہ شیر جو کسی کے قابو میں نہیں آتا۔ وہ دعا کے ذریعے سے قابو کیا جا سکتا ہے (۳۰ اگست ۱۹۰۲ء صفحہ ۳)

جنوری ۱۹۰۳ء کا ایک نظارہ | ایک دوست خط میں لکھتے ہیں مخالفین نے اذیت رسانی میں حد کر دی ہے۔ آپکے سامنے مکانات کا نقشہ ہوگا۔ مسجد کی سیڑھیاں اور بازار کو جو راہ جاتی تھی۔ وہ بد اندیش مخالفوں نے بند کر دی ہے جس سے تکلیف بہت بڑھ گئی ہے مسجد میں جانیکے لئے قریباً حضرت اقدس کے بیت السلام کا طواف کرنا پڑتا ہے اس تکلیف نے ایمان کو اور بھی وسعت اور ترقی دی ہے۔ اور نماز کے لئے چکر کاٹ کر جاتے ہیں

یکسر مسموم دیکھا ہے۔

(نوٹ) یہ خواب سنئے صبح کیا ہے۔ اس وقت کی حالت کا مقابلہ موجودہ حالت کے ساتھ کرکے نبی کریم صلعم پر درود پڑھا جاوے۔ ۲۳ جنوری ۱۹۰۲ء خط

دنیا کی عظیم المنفعت تجارت درحقیقت اس ناپائدار دنیا میں سے یہی بڑا بھاری فائدہ اور عظیم المنفعت تجارت ہے کہ کوئی ایسی نیکی ہو جس سے اللہ جل شانہ راضی ہوجائے ورنہ دنیا کی زندگی میں بجز کھانے پینے اور چند دنیاداری کے کاموں کے اور حاصل کیا ہے۔ (۲۴ اکتوبر ۱۹۰۳ء خط)

محبت الٰہیہ حضرت خلیفۃ المسیح اپنے ایک خط میں ۱۹۰۷ء تحریر فرماتے ہیں کہ محبت الٰہیہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کو مطالعہ کرنے قرآن کریم پر تدبر مطالعہ کرنے اور الحمد شریف کے بہت پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے۔

لذت عبادت نماز کو سمجھ سمجھ کے پڑھنے اور ہر موقع پر دعا سے کام لینے سے اور کثرت استغفار و کثرت لاحول سے دل کی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں

کلمات طیبات امام کائنات حضرت اقدس کے کلمات جو ایک دوست نے افریقہ پہنچائے۔ ان میں کو کچھ آپ تک پہنچا؟ بعض خیالی لوگوں کی فصاحت اور بلاغت الفاظ کے اتحت ہوتی ہے اور اس میں سوائے قافیہ بندی اور کچھ نہیں ہوتا۔ جیسے ایک عرب نے لکھا ہے کہ صافرت الی روم وانا علی الجمل ما قوم میں روم کو روانہ ہوا اور میں ایک ایسے اونٹ پر سوار ہوا جسکا پیشاب بند تھا۔ یہ الفاظ صرف قافیہ بندی کے واسطے لائے گئے ہیں یہ قرآن شریف کا اعجاز ہے کہ اس میں سارے الفاظ موتی کی طرح پروئے گئے ہیں۔ اور ایسے اپنے اپنے مقام پر رکھے گئے ہیں کہ کوئی ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ نہیں رکھا جاسکتا۔ لیکن باوجود اسکے قافیہ بندی اور فصاحت و بلاغت کے تمام لوازم موجود ہیں۔

لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کی تاکید کیوں ہے فرمایا یہ جو بات ہے مسلمانوں کو کلمہ طیبہ کہنے کے واسطے تاکید اور تاکید ہے

اس کی وجہ یہ ہے کہ بغیر اسکے کوئی شجاعت پیدا نہیں ہو سکتی جب آدمی لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو تمام انسانوں، پیروں اور حاکموں اور افسروں اور دشمنوں اور دوستوں کی قوت اور طاقت ہیچ ہو کر انسان صرف اللہ کو دیکھتا ہے اور اسکے سوا سب اس کی نظروں میں ہیچ ہو جاتے ہیں پس وہ شجاعت اور بہادری کیساتھ کام کرتا ہے۔ اور کوئی ڈر اور خوف اسکو ڈرا نہیں سکتا۔

حضور کی آرزو میں چاہتا ہوں ایک کتاب تعلیم لکھوں اس کتاب کے تین حصے ہوں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں ہمارے کیا فرائض ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ اپنے نفس کے کیا کیا حقوق ہم پر ہیں۔ اور تیسرے یہ کہ بنی نوع کے ہم پر کیا حقوق ہیں (اے کوئی دوست حضور کی کتابوں سے انتخاب کر کے ایسی کتاب تالیف کرے)

کشف قبور فرمایا یہ لوگ جو کشف قبور لئے پھرتے ہیں یہ سب جھوٹ اور لغو اور بیہودہ بات ہے اور شرک ہے ہم نے سنا ہے کہ اس طرف ایک شخص پھرتا ہے۔ اور اسکو بڑا دعویٰ کشف قبور کا ہے اگر اسکا علم سچا ہے تو چاہیئے کہ وہ ہمارے پاس آئے اور ہم اسکو بعض ایسی قبروں پر لیجاویں گے جن سے ہم خوب واقف ہیں۔ مگر یہ سب بیہودہ باتیں ہیں۔ انکے پیچھے پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہے سعید آدمی کو چاہیئے کہ ایسے خیالات میں اپنے اوقات کو خراب نہ کرے۔ اور اس طریق کو اختیار کرے جو اللہ کے رسول اور صحابہ نے اختیار کیا۔

موجودہ زمانے میں ہمارا فرض اس زمانہ میں جو فتنہ اسلام پر پڑا ہوا ہے۔ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اسکے دور کرنے میں کچھ نہ کچھ حصہ لے۔ بڑی عبادت یہی ہے کہ اس فتنہ کے دور کرنے میں لگ جائے۔ اس وقت جو بیباکی اور گستاخیاں پھیلی ہوئی ہیں چاہیئے کہ اپنی تقریر اور علم کے ساتھ اور ہر ایک قوت کے ساتھ جو اسکو دی گئی ہے مخلصانہ کوشش کے ساتھ ان باتوں کو دنیا سے اٹھا دے۔ ہر ایک کو خدا کی توحید و تفرید کے لئے ایسا جوش ہونا چاہیئے جیسا خود خدا کو اپنی توحید کا جوش ہے

نماز بغیر کیفیت کے کچھ نہیں نماز میں جو سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ

کہا جاتا ہے وہ بھی خدا کے کلام کے دوسرے رنگ میں تشابہ ہے۔ خدا کی ایسی عظمت ہو کر اس کی تکبیر نہ ہو جو خدا کی عظمت اور جلال اور تقدیس کیواسطے جوش نہیں رکھتے۔ ان کی نمازیں جھوٹی ہیں۔ اور ننگے بیچارے بیکار ہیں جب تک خدا کے لئے جوش نہ ہو صرف منہ سے تکبیر نکلے گی۔ یاد رکھو کوئی جسمانی بات جبکے ساتھ کیفیت نہ ہو۔ قائم نہیں ہو سکتی جیسا کہ خدا کو قربانی کے گوشت نہیں پہنچتے ایسے ہی تمہارے رکوع و سجود بھی نہیں پہنچتے جب تک ان کے ساتھ کیفیت نہ ہو۔ خدا کیفیت کو چاہتا ہے۔ خدا ان سے محبت کرتا ہے جو اس کی عظمت اور عزت کے لئے جوش رکھتے ہیں۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ ایک باریک راہ سے جاتے ہیں۔ اور کوئی دوسرا ان کے ساتھ نہیں جا سکتا۔

شہودیوں والی بات درست ہو قرآن شریف کے شروع میں جو کہا گیا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ عالمین کا لفظ تو اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رب ہر ایک عالم کا ہے۔ وہ شہودیوں والی بات صحیح ہوتی۔ تو رب الیہودین کہا جاتا۔

علامات الشیعہ

ہمارے دوست منشی غلام حسین صاحب نے قرآنی صفات شیعہ نہ ہونے کا شوق ہم کو بھیجا ہے جس اس غرض سے ہی کہ ہمارے بھائی احمدی ان پر غور فرماویں۔ اور ان کی تحقیق سے اس اہم کام کی تعلیم کے مطابق چلنے کی کوشش کریں۔

خداوند کریم نے کلام مجید میں فرقہ مومنوں و منافقوں کی علامتیں متعدد مقامات پر بیان فرمائی ہیں۔ اسی طرح احادیث شریف میں بھی مومنوں اور منافقوں کی نشانیاں مذکور ہیں انجیل میں بھی حضرت عیسیٰ نے سچے مسیحیوں کی علامت لکھی ہے۔ کہ اگر ان میں رائی بھر بھی ایمان ہے۔ تو وہ پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ٹال سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ اور تخصیص درمیان کھوٹے کھرے نیک و بد کی تمیز کے لئے نہایت ضروری تھا۔

اسی طرح کتب شیعہ میں سچے شیعوں کی بھی خاص علامتیں پائی گئیں جو بطور مشتے نمونہ

خبر و ذیل میں ہدیہ ناظرین ہیں۔

اول۔ سوید بن غفلہ سے روایت ہے۔ کہ جناب علی علیہ السلام کوفہ کی مسجد سے نکلتے تھے ایک گروہ سامنے آیا اور عرض کیا۔ السلام علیک یا امیر المومنین لیکن جناب کو ناگوار ہوا۔ انھوں نے عرض کیا۔ ہم تو آپ کے اصحاب ہیں۔ اور آپ کے شیعوں میں سے ہیں جناب نے جواب فرمایا کہ کیا سبب ہے۔ کہ وہ شیعوں کی علامتیں تم میں مجھ کو نظر نہیں پڑتیں۔ انھوں نے عرض کیا۔ کہ وہ کونسی علامتیں ہیں جناب نے فرمایا کہ جن کی آنکھیں گریہ و بکا و خوف خدا سے اندھی ہو جائیں۔ روزے رکھتے رکھتے شکم پشت کے ساتھ لگ جائیں دعا کی پیاس سے ان کے ہونٹ خشک رہیں۔ کثرت رکوع و سجود سے ان کی پیٹھ خم ہو۔ ذکر الہی کی وجہ سے ان کے منہ سے خوشبو آئے۔ ومن لم یکن کذالک فلیسوا منی وانا منہم بری۔ یہ آخری فقرہ حدیث ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو شیعہ ایسے نہ ہوں وہ مجھ سے نہیں۔ اور میں ان سے بیزار ہوں۔ (دیکھو جامع الاخبار شیخ صدوق فصل ۱۰ مطبوعہ ایران)

دوم۔ اسی باب میں کیساتھ حدیث امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے مروی ہے کہ جناب علی ایکدن کوفہ سے جنانہ کی طرف تشریف لے گئے۔ وہیں نماز پڑھ بیٹھے۔ ایک گروہ ان کے پیچھے چلا آیا۔ آنجناب نے دریافت فرمایا۔ کہ تم کون ہو۔ انہوں نے عرض کیا نحن شیعتک یا امیر المومنین۔ یعنی اے امیر المومنین ہم آپ کے شیعہ ہیں۔ جناب نے فرمایا۔ مگر کیا وجہ ہے کہ شیعوں کی علامتیں تم میں ہم نہیں دیکھتے۔ انھوں نے عرض کیا یا امیر المومنین شیعوں کی علامتیں کیا ہیں آنجناب نے فرمایا۔ ان کے چہرے زرد ہوتے ہیں۔ جاگ جاگ کر نماز شب کے لئے۔ اور رو رو کر انکی آنکھیں تقریبا اندھی ہو جاتی ہیں۔ دعائیں مانگ مانگ کرانکے ہونٹ گھس گئے ہوں۔ اور پچکے ہوگئے ہوں۔ روزوں سے پیٹ تحت ہو گئے ہوں قیام نماز کی وجہ سے پیٹھ خم ہو گئی ہو۔ خدا کے حضور میں خشوع کر نیوالے آثار ان سے نمایاں ہوتے ہیں۔ دیکھو جامع الاخبار فصل ۱۰

سوم۔ اسناد حدیث مذکورہ سے ہی ایک اور حدیث ہے۔ کہ فرمایا حضرت امیر المومنین

نے نماز کرو دیکھو میرے شیعوں کو خصلتوں سے اگر وہ ان میں ہوں تو وہ میرے شیعہ ہیں محافظتہم علی اوقات الصلوٰۃ ومواساتہم مع اخوانہم بالمال یعنی نماز کے اوقات کی حفاظت رکھتے ہیں اور مال سے اپنے بھائیوں کے ساتھ مروت کرتے ہیں۔ وان لم تکونا فیہم فاعزب ثم اعزب۔ ثم اعزب۔ یعنی اگر وہ دونوں عادتیں ان میں نہ ہوں پس ان سے دور ہی دور دور رہیں۔ جامع الاخبار فصل ۱۰

چہارم جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے جابر جعفی سے فرمایا اے جابر جو لوگ اپنے آپ کو شیعہ سمجھتے ہیں کیا ان کے لئے یہی کافی ہو سکتا ہے کہ ہماری محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ قسم بخدا ہمارا شیعہ نہیں مگر وہی شخص جو خدا کی فرمانبرداری کرے پرہیزگار و متقی ہو اے جابر ہمیشہ شیعوں کی شناخت یہ تھی کہ ان میں تواضع و انکسار ہوا کرتا تھا۔ ذکر الٰہی بہت کرتے تھے۔ روزہ نماز میں مشغول رہتے تھے فقرا و مساکین قرضداروں اور اپنے ہمسایوں سے نیک سلوک کرتے تھے۔ بات سچی کہتے تھے تلاوت قرآن بہت کرتے تھے۔ لوگوں کی بھلائی کے سوا زبان کو گفتگو سے بند رکھتے تھے تمام امور میں اپنے عزیز قریبوں کے محافظ اور امانت دار ہوتے تھے جابر نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ اس زمانہ میں ان صفات سے متصف کسی کو میں نہیں دیکھتا ہوں حضرت نے فرمایا اس خیال پر مت جاؤ کیا کب کافی ہو سکتا ہے کہ کوئی کہے میں علی کو دوست رکھتا ہوں۔ خواہ وہ یہی دعویٰ کرے۔ کہ رسول خدا صلعم کو دوست رکھتا ہوں کیونکہ آپ علیؑ سے افضل ہیں اور آنحضرت صلعم کے احکام پر عمل نہ کرے سنت پر نہ چلے یہ محبت ہرگز کام نہ آئیگی تم کو چاہیے کہ خدا سے ڈرو۔ نیک عمل کرو تاکہ ثواب حاصل کرو تحقیق خداوند تعالیٰ کی رشتہ داری و قرابت کسی کے ساتھ نہیں ہے زیادہ خدا کا دوست وہ ہے جو سب سے زیادہ .... پرہیزگار ہو اور اس کے احکام پر سب سے زیادہ عمل کرے۔ قسم بخدا خدا کا قرب حاصل نہیں ہو سکتا مگر اس کی اطاعت و فرمانبرداری سے آتش دوزخ سے چھڑانے کے لئے ہم تمہارے ذمہ دار نہیں اور نہ خدا پر کسی کو حجت ہو سکتی ہے

جو خدا کا فرمانبردار اور متشرع ہو وہ ہمارا بھی دوست ہے۔ اور جو اسکی نافرمانی کرے ہمارا دشمن ہے ہماری دوستی تو اصلاً حاصل نہیں ہوتی مگر پرہیزگاری اور نیک عمل سے" بعینہ دیکھو عین الحیات مجلسی اردو مطبوعہ ایران ۳۶۶

پنجم بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا ہمارے شیعہ وہی ہیں جو شکستہ رنگ لاغر جسم خشک لب اپنی شکم کے رنگ متغیر اور چہرے زرد ہیں۔ تاریکی شب میں زمین کو اپنا فرش بنائے ہیں۔ اور اپنی پیشانی اس پر جھکاتے ہیں سجدے بہت کرتے ہیں۔ بہت روتے ہیں۔ خوب دعا و زاری کرتے ہیں۔ لوگ خوش و خرم ہوں مگر وہ غمناک دکھائی دیتے ہیں" عین الحیات اردو ص ۳۶۶

ششم بسند امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا شیعہ جعفری وہی ہے جو اپنے شکم و فرج کو حرام سے محفوظ رکھے عبادت و ریاضت میں بہت سا ساعی ہو جو کام کرے خدا کو قبول کیونکہ ہے اسکے ثواب کا امیدوار اور عذاب کا خائف ہو۔ اگر ایسے لوگوں کو دیکھو جان لو کہ ہمارے شیعہ ہیں" بعینہ عین الحیات اردو ص ۳۶۶

ہفتم ایک حدیث عین الحیات فارسی سے بلا ترجمہ عرض کرتا ہوں مطلب اسکا تقریباً وہی ہے جو حدیث امام محمد باقر نمبر چہارم میں مذکور ہو چکا ہے۔ (دیکھو)

وحضرت صادق بہ جابر جعفی گفت۔ سلام مرا بہ شیعیان من برسان و بایشاں بگو میان ما وخدا خویشی و قرابت نیست و تقرب بخدا نیست مگر باطاعت خدا۔ اے جابر ہر کہ اطاعت خدا کند محبت ما داشتہ باشد شیعہ است و ہر کہ معصیت خدا کند محبت ما او را نفع نمی دہد

اسکے ساتھ ہی جناب علی کی زبان مبارک سے ایک بہترین نصیحت ہے جس کا مطالعہ یقین ہے کہ ناظرین کی مزید معرفت کا باعث ہوگا۔

وحضرت امیر المومنین فرمود ہر کہ میخواہد بدون عشیرہ و قوم عزیز باشد و بے سلطنت حکم صاحب مہابت باشد و بے نیاز باشد و مردم اطاعتش کنند۔ بدون آنکہ مالے باشد پس باید کہ از ذلت معصیت خدا بیرون آید و بعزت اطاعت و فرمانبرداری خدا داخل شود کہ آنہا سبب برائے او

مل حاصل است"

ہشتم ایک شخص نے جناب صادق سے عرض کیا یا حضرت آپ کے شیعوں میں ایسے بھی لوگ ہیں کہ گناہ کرتے ہیں اور خدا کی رحمت کے بھی امیدوار ہیں فرمایا وہ جھوٹے ہیں ہرگز ہمارے شیعہ نہیں اپنی خواہشات نفسانی پر مائل ہیں اسی کو امید کہتے ہیں جو کسی شے کی امید کرتا ہے لامحالہ اسکے حاصل کرنیکی کوشش کرتا ہے اور جس چیز سے ڈرتا ہے اس سے دور بھاگتا ہے "عین الحیات اردو حصہ ۲"

نہم حدیث میں وارد ہے کہ مومن کو دو خوف ہوتے ہیں ایک گذشتہ گناہوں کا کہ معلوم نہیں خدا معاف کریگا یا نہیں دوسرے یہ کہ معلوم نہیں کہ آئندہ اس سے کیسے کیسے گناہ ہونگے کسی وقت میں اسکا دل ان دو خوف سے خالی نہیں ہوتا اور اس کی اصلاح سوائے خوف اور کوئی چیز نہیں کر سکتی "عین الحیات اردو حصہ ۲"

دہم منقول ہے کہ جناب صادق نے ہیثم سے فرمایا اے ہیثم تم تمام شیعہ ہمارے ہمراہ بہشت میں ہونگے مگر برا ہو جو تم میں سے وہ شخص کہ جس کی وہاں پردہ دری کی جائے گی اور عیب تمام ظاہر ہوجائینگے ہیثم کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا حضرت کیا آپ کے شیعوں کا یہ حال ہوگا فرمایا ہاں اگر اپنے شکم و فرج کی حفاظت نہیں کی ہوگی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا اپنے بعد اپنی امت پر مجھے تین چیزوں سے زیادہ خوف ہے حرام کا مال پیٹ میں شرمگاہ کا گناہ اور سود و قرض "عین الحیات اردو حصہ ۲"

یازدہم ملا باقر مجلسی اس قسم کے علامات و فضائل مومنین کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "واضح ہو کہ احادیث مذکورہ سے کچھ ظاہر ہوتا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اعمال و کردار کو ایمان میں دخل ہے فرائض کو ترک اور کبائر کا ارتکاب انسان کو ایمان سے خارج کر دیتا ہے چنانچہ ہمیشہ عمل اسے مومنے سے خارج کر دیتا ہے بندہ فاسق کو کبھی مومن کہہ دیتے ہیں کبھی شیعہ کبھی کافی بھی کہہ دیتے ہیں اور بعض اوقات مومن اور شیعہ کے لفظ سے اسکو تعبیر کرتے ہیں۔

جس کے اعتقادات درست ہوں پس ان روایات و احادیث پر مغرور نہ ہونا چاہیئے جو مومن و شیعہ کی تعریف میں وارد ہوئی ہیں۔ اور یقین سمجھنا چاہیئے کہ "مومن بہت کمیاب ہے" (اصل عبارت کتاب فارسی مومن الصفت مومنیت بہت کم ہوا کرتے ہیں) چنانچہ جناب صادق نے فرمایا ہے کہ مومن سرخ گندھک سے بھی زیادہ نایاب ہے۔" عین الحیات اردو صفحہ ۳۶۶

چونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض سادات اور سیدزادے اکثر خوشامد پرست اور ریاکاروں کی خوشامدانہ اور چکنی چپڑی باتوں پر فریب کھا کر اعمال و عبادات سے غافل ہو جاتے ہیں۔ اور سادات کے ظلّ پروردہ نہ خود پابندی صوم و صلوٰۃ کی تکلیف گوارا فرماتے ہیں۔ اور نہ دوسرے خوشامدیوں کو ہدایت کرتے ہیں۔ اس واسطے اس جسارت کی معافی مانگتے ہوئے میں خود سادات کی خدمت میں بھی چند احادیث عرض کر دیتا ہوں

یازدہم۔ حضرت امام محمد باقر سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہ صفا پر خطبہ فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ یا بنی ہاشم یا بنی عبدالمطلب میں خدا کا رسول ہو کر تمہاری طرف آیا ہوں اور مجھکو تمہارے پر بہت شفقت ہے اور حقیقت واسطے میرے عمل میرے ہی عمل اور تم میں سے ہر ایک شخص کے لئے ہے۔ اس کا عمل پس مت کہو۔ کہ محمد ہم میں سے ہیں۔ اور ہم بھی داخل ہونگے جہاں وہ داخل ہونے۔ مگر نہیں قسم ہے خدا کی نہ تم میں سے کوئی میرا دوست ہے۔ نہ تمہارے غیر میں سے۔ اے بنی عبدالمطلب۔ مگر متقی لوگ خبردار رہو۔ قیامت کے دن میں تمکو نہ پہچانونگا اور کہو۔ اصل عبارت حدیث وان لی عمل ولکل رجل منکم عملہ لا تقولوا ان محمداً منا ولن ندخل مدخلہ فلا واللہ ما اولیائی منکم ولا من غیرکم یا بنی عبدالمطلب الا المتقون الا فلا اعرفکم یوم القیامۃ دیکھو کتاب ارشاد فروع کافی جلد ۳ صفحہ ۹

دوازدہم حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ بہشت تو واسطے متقی کے ہے۔ اگرچہ غلام حبشی ہو۔ اور دوزخ واسطے گنہگار کے ہے۔ اگرچہ سید قریشی ہو۔ دیکھو تفسیر

عمدۃ البیان اردو طبع بمبئی زیر آیت فلا انساب بینھم یومئذ ص ۱۰۳

سیزدہم۔ کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب یہ آیت اتری وجعلنٰکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم۔ یعنی خدا نے ذات اور قبیلے اس واسطے بنائے ہیں کہ تم شناخت کر سکو اور تم سے زیادہ معزز اور مکرم وہ ہے جو خدا کے نزدیک سب سے زیادہ متقی ہے۔ تو آپ نے ذات پات کی اونچ نیچ کو مٹانے اور تمام مسلمانوں میں خواہ وہ ادنیٰ ہوں خواہ اعلیٰ اخوت عامہ اور مساوات کی شمع پھر بھڑکنے کے لئے سب سے پہلے بحیثیت اسوۂ حسنہ ہونے کے زبیر بن عبدالمطلب کی بیٹی کو مقداد بن اسود سے نکاح کر دیا تاکہ تمام امت اس مثال کی تقلید کرے اور جان لیں کہ جیسے ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ہے۔ ویسے ہی عند الرسول بھی کوئی معزز ہے۔ تو متقی ہی ہو سکتا ہے دیکھو فروع کافی جلد دوم کتاب النکاح ص ۱۵۰

چہاردہم۔ امام رضا علیہ السلام نے اپنے بھائی زید یعنی زید النار سے جو ان کے کامل متقی نہ ہونے کو ظاہر کرتا ہے حسن الوشاء راوی حدیث سے یوں خطاب فرمایا تھا۔

اے حسن این آیت مبارکہ را از قرآن کریم چگونہ قرأت میکنی قال یا نوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح چوں در حضرت حق از گناہ رشد خداوند او را از پسری خلع کرد کذا من کان منا لم یطع اللہ فلیس منا وانت اذا اطعت اللہ فانت منا اھل البیت۔ ناسخ التواریخ جلد دہم کتاب ششم ص ۳۲

یعنی امام رضا علیہ السلام نے فرمایا اے حسن اس آیت مبارکہ کو قرآن مجید میں کس طرح پڑھا کرتے ہو کہ خدا نے فرمایا اے نوح یہ تیرا لڑکا تیرے اہلبیت سے نہیں ہے کیونکہ اس کے اعمال اچھے نہیں ہیں جب خدا کے نزدیک وہ گنہگار ہو گیا تو خدا نے نوح کے بیٹے ہونے سے اسکو نکال دیا۔ اسی طرح سے جو شخص ہم میں سے ہے مگر خدا کا فرمانبردار نہیں ہے وہ ہمارے اہلبیت میں سے نہیں ہے۔ اور تو اے حسن اگر تم بھی مطیع حکم خدا ہے تو ہمارے

اہلبیت میں سے ہو سکتا ہے۔

اس روایت میں امام رضا علیہ السلام نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا ایک قول یا حدیث بیان فرمائی ہے ان علی بن الحسین کان یقول لمحسننا کفلان من الاجر ولمسیئنا ضعفان من العذاب۔ مورخ شیخ "تہذیب" اسکا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ علی ابن الحسین علیہما السلام میفرمود کہ نیکوان مارا یک ثواب دو اجری دوچند و بدان را بجائے ایک بدی کے دو عذاب فرزند یعنی سادات جو ہم میں سے صالح ہوں۔ انکو ایک نیکی کا دوچند اجر دیں گے اور جو غیر صالح ہیں۔ انکو ایک نافرمانی کے بدلے دوچند عذاب دے گا۔

معزز ناظرین! ملاحظہ فرمائے آپ نے شیعوں کے علامات؟ آپکو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ائمہ اہلبیت نبوت علیہم السلام بھی اپنے اوقات میں کس پایہ کے روحانی معلم تھے میں پورے کامل یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ان بزرگان دین کا کوئی علیحدہ مشرب نہ تھا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ خود بھی قرآن اور سنت پر عامل تھے اور اپنے پیروؤں کو بھی اس پر عمل کرنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے "اللھم صل علی محمد و آل محمد"۔ اور اگر بالفرض کوئی بات ہمکو عام تعلیم اسلام سے جدید بھی معلوم ہوتی تو وہ اصل وہ جدید نہیں۔ بلکہ مجددانہ رنگ رکھتی ہے۔ ٹھیک جیسے کہ آج کل عام لوگوں کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عقائد میں بعض باتیں جدید معلوم ہوتی ہیں۔ صحابہ کرام اور ائمہ اہلبیت و دیگر بزرگان دین کی تعظیم اور ان کی پاک زندگیوں سے اخلاقی سبق حاصل کرنا اور انکے پاک ارشادوں اور ہدایتوں پر عمل کرنا تو پہلے سے ہی ہمارے سلسلہ کے اصولوں میں داخل ہے۔ لیکن خاص ائمہ اہلبیت کرام کے اصل ارشادات کو دیکھنے سننے کا ہم میں سے بعض کو کم موقعہ ملا ہوگا جس کی ذمہ وار زیادہ تر شیعہ جماعت ہے جنہوں نے بالتشبیہ نصاریٰ کی طرح صرف محبت اور عصمت اور کفارہ مسیح جیسے باطل ہر دلعزیز مسئلوں کو ہی شعار مذہب بنا رکھا ہے۔ اور اس سے زیادہ اگر کچھ ہے تو وہ خدا کے برگزیدوں کے معائب اور مطاعن تلاش کرنا ہے اور بس۔

اس قسم کے مضامین کے اجراء سے خاکسار راقم کا یہ بھی مقصد ہے کہ آپ کے توجہ جاتی میں جو قبل ازیں ائمہ اہلبیت کی تقلید ہی تعظیم ہے۔ اسکو عملی بصیرت کیا جائے۔ ساتھ ہی یہ اور بھی مد نظر ہے۔ کہ ان بھائیوں کے لئے جو میری طرح پہلے شیعہ تھے اور شیعوں میں تبلیغ کرنا چاہتے ہوں۔ انکے لئے بہترین مباحث مناظرہ اور زیادہ مفید معلومات بہم پہنچائے جائیں۔ جو عام رسمی طریق مناظرہ سے انفع ہوں۔

اس مضمون کو اپنے شیعہ احباب میں بکثرت اشاعت کرو اور ان سے باز پرس کرو کہ اے اہلبیت کی محبت کا دم بھرنیوالو اور اے مذہب شیعہ کے سرگرم حامیو اور عدل اور انصاف کو اصول دین میں داخل کرنیوالو اور اے خلافت اور فدک کی بحثوں میں ان رات سر دھننے والو اور اے رسول کریم صلعم کے عزیزوں کے جیتے اصحاب اور ازواج مطہرات کے پیار سے صحیح ہیو اور نماز و روزہ اور دیگر احکام شریعت کا استخفاف کرنیوالو مسجد کی جگہ امام باڑہ کو آباد کرنیوالو! اہلبیت کرام کی اصل تعلیم کو ضائع کر بیٹھنے والو مرثیہ خوانی کو قرآن خوانی اور گریہ حسین کو خشیت اور خوف الٰہی پر گریہ کرنے پر ترجیح دینے والو اتباع سنت رسول صلعم سے غافل۔ و گریہ جات کو شعار مذہب اسلام سمجھ بیٹھنے والو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے بے پرواہ کر چلا کو خود ساختہ عقائد پر کار بند رہنے کی تاکید کرنے والو! نور حق کے متلاشیو تم کو ظلمت کدہ کی سیر کرانے والو! خدا اور عترت آؤ تمکو خدا کی قسم۔ رسول اور علی اور حسین مظلوم کے تشنہ حلقوم کی قسم ہے۔ انصاف سے بتلاؤ۔ آپ میں سے کتنے ہیں جن میں سچے تشیع کے علامات نمودار ہیں۔

آج کس نے شیعہ اہلبیت ہونیکا سرٹیفکیٹ دیا ہے خلفائے رسول اور ازواج مطہرات کے ایمان و نفاق کی جانچ پڑتال کا اختیار؟ آج کس نے تمہاری تشیع کا امتحان تو جناب علی اور امام باقر اور امام صادق اور امام رضا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وقت ہو چکا۔ اور اس وقت شاذ و نادر ہی تھے جو کامیاب نکلے۔ پھر یہ دوبارہ امتحان کس وقت منعقد ہوگا۔

اور جس نام نے لیا ہو آپ ہزار ہزار اور کروڑوں شیعہ ہر ملک اور ہر شہر و قصبہ میں نظر آتے ہیں اور جس کو دیکھو نحن شیعۃ علی نحن شیعۃ علی اور یا علی انت وشیعتک فی الجنۃ اور انا من شیعۃ علی ابراہیم کے نعرے لگاتا اور دوسرے مسلمانوں پر آوازے کستا ہے دوسروں کے ایمان و اخلاص پر طعن کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں بھی منہ ڈال کر دیکھو

تا در عزیمت کوشی از تشیعت کوشی
لاف مشتاقی ہمی پسند عشق و مشتاقی ما است

قدر سر ہو تو آپ کی کہ شیعہ ہی کی تاریک ٹھوکر عادات اصول دین کی پابندی کی غفلت اور مبالغہ آمیز فرضی اعمال کے فضائل پر قانع ہو جانے نے آپ کے مذہب آپ کے اخلاق اور دیگر تمام صفات حسنہ مثل شجاعت حمیت غیرت کو کس قدر ناقابل تلافی نقصان عظیم پہنچایا ہے۔ اگر یقین نہ ہو تو اپنے مجتہد نجف اشرف و کربلائے معلیٰ کے اس فرمان کو بغور ملاحظہ کرو جو صلاح و حبل المتین میں شائع ہو چکا ہے۔ خود یہ خدام شیعین کا لکھا ہوا مسلم گزٹ میں عراق اور ایران کی قابل رحم حالت پر چھپ چکا ہے۔ مطالعہ کرو۔ فرمان مذکورہ نے شیعہ کے عقائد پر خود نسخ تنسیخ کر دیا ہے۔ اور لکھو مذکور کے چشم دید واقعات اہل عزہ تیز کے لیے کافی ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

خاکسار خادم حسین خادم بھیروی

سلم الوصول الیٰ اسرار اسراء الرسول

مصنفہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی پر

ریویو

(گذشتہ سے پیوستہ)

مولوی ابراہیم صاحب نے سلم الوصول کی فصل ثانی میں منکرین معراج جسمانی کے اعتراضات رفع کرنے کی کوشش کی ہے مولوی صاحب موصوف اس فصل میں صرف تین شبہات منجانب منکرین معراج عنصری جسمانی پیش کرتے ہیں مگر خود ان شبہات کو (۱) ذکر کرچکے ہیں مگر ہمارے نزدیک وہ اپنے اس ارادہ میں بھی قطعی ناکامیاب رہے بلکہ ان شبہات کو اور قوی ثابت کرگئے ہیں۔ پہلے شبہ پر انھوں نے ناخنوں تک زور لگایا ہے اور سلم الوصول کے صفحات (۳۰ تا ۴۴) کو اپنے نامۂ اعمال کی طرح بالکل فضول طور پر سیاہ کرڈالا ہے۔ باقی دو شبہوں کے متعلق صرف ۴۴ لغایت ۴۹ مختصر بحث کرکے رسالہ کو ختم کردیا ہے۔ پہلا شبہ منکرین معراج عنصری جسمانی کی طرف سے مولوی ابراہیم صاحب نے یہ پیش کرکے یوں تحلیل فرمائی ہے۔

"بعض لوگ آیت قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا کو پیش کرکے رفع عیسوی اور معراج نبوی صلعم سے انکار کی دلیل لاتے ہیں۔ یہ لوگ حقیقت شناسی سے بالکل بےخبر ہیں۔ تفصیل بیان اس اجمال کی یہ ہے کہ سوالات کفار جن کے جواب میں کلمہ سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا تعلیم کیا گیا ہے۔ یہ ہیں۔ کفار کہتے ہیں ہم تجھ پر ایمان نہیں لائینگے۔ وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لک جنۃ من نخیل و عنب فتفجر الانھار خلالھا تفجیرا او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرؤہ

قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا (بنی اسرائیل) ترجمہ: حتیٰ کہ تو ہمارے لئے زمین سے چشمے جاری کردے یا تیرے پاس کھجور اور انگور کا باغ ہو اور اسکے نیچے نہریں جاری ہوں یا تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا برساوے جیسا کہ تو کہا کرتا ہے یا اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو سامنے لے آوے یا تیرے لئے کوئی گھر سونیکا بنا ہوا ہو یا تو آسمان پر چڑھ جاوے۔ اور ہم تیرے چڑھنے کو نہیں مانیں گے جب تک کہ وہاں سے کوئی ایسی کتاب نازل کرے جسے ہم خود پڑھ لیں۔ اے پیغمبر انکو ان سوالات کے جواب میں یہی کہدو کہ میرا رب پاک ہے کہ کوئی اس پر زور و حکم کرے۔ میں تو صرف ایک فرمانبردار بندہ اور رسول ہوں۔

ان آیات میں کفار کی ان اقتراحات کا ذکر ہے۔ اول آنحضرت صلعم کا اعجاز کی قوۃ سے زمین میں چشمے جاری کرنا۔ دوم آنحضور سرور عالم کے لئے خرما و انگور کا باغ موجود ہونا اور اس میں نہروں کا بہتے ہونا۔ سوم آسمان کا اثر عذاب کے لئے گر پڑنا۔ چہارم اللہ تعالیٰ و ملائکہ کی ضمانت تصدیق یا انکو سامنے لانا۔ پنجم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سونیکا محل ہونا۔ ششم آنحضرت سید الرسل و افضل البشر کو آسمان پر چڑھ جانا اور وہاں سے کتاب کا لانا جسے کفار خود پڑھ لیں۔ یہ بالکل بدیہی اور صریح امر ہے کہ ان سب سوالات کے جواب میں ایک ہی کلمہ سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا تعلیم کیا گیا ہے۔ اگر یہ جواب امر ششم یعنی آسمان پر جانیکے محال ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ تو باقی سب امور بھی مستبعد و ناممکن ماننے پڑینگے۔ کیونکہ جملہ سوالات کو ایک ہی جواب سکھلایا گیا ہے۔

پس واضح ہو کہ ان کل امور کا ممکن اور غیر ممتنع ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اور ایسے خوارق کا ظہور بابرکات انبیاء علیہم السلام سے باذن الٰہی واقع ہونا محل استبعاد نہیں کیونکہ معجزہ یعنی خرق عادت ممکن ہے۔

الغرض یہ سب آیات طیبہ صاف بتلا رہی ہیں کہ امور مسئولہ کفار ممکن و غیر ممتنع ہیں تو پھر آیت سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا سے استحالہ کس طرح بتایا جاتا ہے۔ اس صورت میں تو

قرآن کریم میں تعارض ہوگا وہذا باطل

پھر اگر یہ سوال ہو کہ اگر سب امور مقترحہ ممکنات میں سے ہیں تو سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا کی صحیح تفسیر جس سے یہ جواب ہر امر کیساتھ منطبق ہو جائے کس طرح ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ اسکی صحیح تفسیر جس کی دوسری آیات مؤید اور مصدق ہیں۔ وہ ہے۔ جو تفسیر ابن کثیر و سراج منیر سے نقل کی جاتی ہے: اس آیت سبحان ربی کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس امر سے پاک ہے کہ کوئی شخص اس کی بادشاہی میں شریک ہو سکے یا اس سے بڑھکر بات کر سکے۔ بلکہ جس امر کو چاہتا ہے۔ کرتا ہے پس اگر وہ چاہیگا۔ تو تمہارا سوال قبول کریگا۔ ورنہ نہیں۔ اور میں تو صرف اسکے حکم کا مطیع اور اسکا ایلچی ہوں۔ میرا کام صرف تبلیغ رسالت ہے جو میں کر چکا ہوں۔ اور جو کچھ تم نے سوال کئے ہیں۔ انکا معاملہ اسکے سپرد ہے۔ اسی طرح تفسیر سراج منیر میں بھی بوضاحت اس امر کو لکھا ہے۔ اور جس وقت کفار کی سرکشی اور کج بحثی حد کو پہنچ گئی۔ تو آپ کی زبان حال اللہ تعالیٰ سے اس بات کا جواب طلب کر رہی تھی پس اللہ تعالیٰ نے جواب سکھایا۔ کہ ان بدبختوں سے کہو کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے پاک ہے کہ کوئی شخص اسپر حکم نافذ کر سکے یا قدرت میں اسکا شریک ہو سکے میں اپنے اختیار سے یہ امر نہیں کر سکتا کیونکہ میں تو ایک رسول ہوں۔ اور مجھ سے پہلے جتنے رسول ہوئے ہیں۔ اپنے اختیار سے کوئی بھی معجزہ دکھا تا تھا۔ بلکہ صرف وہی جو اللہ تعالیٰ انکے ہاتھ پر ظاہر کرے۔ اور ان کی قوم کے حال کے موافق ہوں اور معجزات کا دکھانا رسولوں کے اختیار میں نہیں ہوتا تھا۔ اور نہ انکو یہ قدرت ہوتی تھی کہ اللہ تعالیٰ پر حکم اور زور کر کے اپنی مرضی سے معجزے طلب کریں۔ اس آیت میں یہ جواب سمجھا دیا گیا ہے۔ اور تفصیل کیساتھ دیگر مقامات میں مذکور ہے۔ مثلاً آسمان سے کتاب اتارنیکا جواب سورہ انعام میں فرمایا گیا۔ کہ اگر ہم تجھ پر لکھی ہوئی کتاب بھی نازل کرتے۔ اور یہ منکر لوگ اسکو اپنے ہاتھوں سے ٹٹول بھی لیتے۔ تو بھی انہوں نے اسکو جادو کہکر انکار کر دینا تھا۔ اور آسمان پر چڑھنے کا جواب۔ سورہ حجر میں فرمایا کہ اگر ہم ان کفار کے لئے آسمان کا دروازہ

بھی لکھ دیں۔ سو یہ لوگ اس میں جو بھی چاہیں تب بھی یہ منکر کہینگے کہ یہ کسی نے جادو کر دیا ہے۔ اور اسی طرح اور سوالات کے جواب دیگر آیات میں دیے ہیں۔

تفسیر کبیر میں بھی اس جواب کی اسی طرح تقریر کی ہے۔

ان آیات سے صاف معلوم ہو گیا کہ کفار کے فرمائشی آیات کے جواب میں قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا کی تعلیم کرنا اس وجہ سے نہ تھی کہ یہ امور ناممکن تھے بلکہ یہ تعلیم کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اس امر سے پاک ہے کہ اپنی سلطنت میں کسی کی مرضی پر انتظام کرے یا کوئی شخص اس پر حکم کرے۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ جب یہ امور ممکن تھے اور نبی برحق کے معجزہ سے ہو سکتے تھے تو پھر کیوں انکو پورا نہ کر دکھایا، تو اسکا جواب وہ ہے جو اوپر گذر چکا۔ اور وہ خود قرآن شریف نے تعلیم کیا ہے کہ قرآن شریف تصدیق رسالت کے لئے کافی ثبوت ہے"

ریویور مولوی صاحب کی تحریر کا خلاصہ دو باتیں ہیں کہ (۱) مذکورہ بالا چھ مطالبات کفار ممکن الوقوع ہیں۔ اور انہیں میں سے ایک مطالبہ جسد عنصری آسمان پر چڑھنے اترنے کا بھی ہے جس پر لوگ آسمان پر جسد عنصری جانیکو قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا کے مطابق ممتنع اور غیر ممکن سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

(۲) چونکہ اقتراحی معجزات دکھانا عادت اللہ کے خلاف ہے۔ اسلئے کفار کے کل مطالبات اقتراحی ہونیکی وجہ سے نہیں دکھائے گئے اور سب کا ایک ہی جواب قل سبحان ربی دیا گیا۔

امر اول کی نسبت میری گذارش یہ ہے کہ در الواقع آسمان پر بجسم خاکی چڑھ جانیکو ہم بھی بجز قدرت الٰہیہ غیر ممکن الوقوع نہیں مانتے پس مولوی صاحب نے جو اس بارہ میں طوالت سے کام لیا ہے۔ وہ محض بیسود ہے لیکن مولوی صاحب اگر کچھ غور و فکر سے کام لیتے تو اس بات کو ضرور سمجھ سکتے تھے کہ ایک شے کا ممکن بالذات یا ممکن الوقوع ہونا امر دیگر ہے۔ اور واقع ہونا امر دیگر کسی شے کے ممکن بالذات یا ممکن الوقوع ہونے سے انکو واقعات میں شامل کر لینا جائز ہو

سکتا ہے۔ ہرگز نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ آسمان پر جسم خاکی کے چڑھ جانے کو محض ممکن الوقوع مان لینے سے امر واقع مان لیا جائے۔

رب (احمدی) حضرت یہ نہیں کہتے کہ آیت کریمہ ہل کنت الا بشرا رسولا کے مطابق بشر رسول کا آسمان پر چڑھ جانا غیر ممکن الوقوع ہے۔ بلکہ آیت مذکورہ کے مطابق یہ کہتے ہیں کہ کسی بشر رسول کا آسمان پر چڑھ جانا اس حکمت الٰہیہ کے لحاظ سے وقوع میں نہیں آسکتا جس کے لحاظ سے مطالبہ کفار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم عنصری آسمان پر تشریف لیجانا وقوع میں نہیں آیا۔ بالفاظ دیگر ہم یہ کہتے ہیں کہ آسمان پر جسم خاکی کسی بشر کا چڑھ جانا اگرچہ ممتنع بالذات نہیں ہے۔ مگر حکمت ربانی بالغیب و سنت اللہ کے لحاظ سے ممتنع بالغیر ہے لہٰذا آسمان پر جسم خاکی کا چڑھ جانا با وجود ممکن بالذات ہونیکے ہرگز وقوع میں نہیں آسکتا کیونکہ ہر ایک ممکن بالذات گو ممتنع بالغیر ہے۔ مثلاً ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ شریعت محمدیہ کو قیامت سے پہلے منسوخ کر دے۔ مگر وہ اپنے وعدہ کے مطابق ایسا نہیں کریگا۔ سو شریعت محمدیہ کا قیامت سے پہلے منسوخ ہو جانا ممکن بالذات مگر ممتنع بالغیر ہے۔ یہی حال آسمان پر جسم خاکی کے چڑھ جانے کا سمجھ لیجیئے۔

ج۔ ہم اس پرچہ میں نہایت قوی دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ بشر رسول آسمان پر جسم خاکی نہیں جا سکتا۔ مگر علاوہ ان دلائل کے بعض دلائل یہاں بھی لکھے دیتے ہیں۔ غور سے سنیئے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ قل ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان اتبع الا ما یوحی الی وما انا الا نذیر مبین ۔ پارہ ۲۶ سورہ الاحقاف۔ ترجمہ کہدو کہ میں کوئی نیا پیغمبر نہیں ہوں۔ اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا سلوک ہوگا میں تو بس اسی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی کیجاتی ہے۔ اور میں تو صرف کھول کر ڈرانیوالا ہوں پھر ارشاد ہوتا ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی ۔ تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم مگر آتا ہے مجھکو

پھر ارشاد ہوتا ہے۔ قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراہیم و

اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب و الاسباط و ما اوتی موسٰی و عیسٰی و ما اوتی النبیون من ربہم لا نفرق بین احد منہم ونحن لہ مسلمون۔ (سورۃ بقرہ)

ترجمہ: تم کہو ہم نے یقین کیا اللہ پر اور جو اترا ہم پر اور جو اترا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد پر اور جو ملا موسٰی اور عیسٰی کو اور جو ملا سب نبیوں کو اپنے رب سے ہم فرق نہیں کرتے ایک میں ان سب سے اور ہم اسی کے حکم پر ہیں۔

ان آیات کریمہ سے بخوبی وضاحت ثابت ہے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ تمام لوازم بشریت موجود تھے جو تمام بنی نوع انسان میں مشترک ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ نوع انسان کے افراد جسم خاکی آسمان پر نہیں جا سکتے۔ اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مطابق آیت کریمہ بجسم خاکی آسمان پر نہیں جا سکتے کیونکہ آپ بشریت میں اور افراد نوع انسان کی مانند ہیں فرق ہے تو صرف نزول وحی کا یہ بات بالکل سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے رسول نہیں تھے جن میں کوئی ایسی نئی اور نرالی بات پائی جاتی ہو جو اور رسولوں میں تھوڑی بہت نہ پائی گئی ہو۔ اب کون ہے جو یہ بات ثابت کر سکے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے رسولوں میں سے کوئی رسول جسم خاکی آسمان پر گیا ہو۔ پس جب یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک نئی اور نرالی بات کیونکر تسلیم کر لی جائے۔

امر دوم کی بابت میر صفدر حسین صاحب مہتمم تعمیرات سرکار نظام دکن نے اپنے رسالہ سرسری نظر میں کتاب انوار الحق پر ریویو کرتے ہوئے نہایت آزادانہ محققانہ اور دلچسپ بحث کی ہے۔ اسلئے ہم اسے یہاں نقل کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے

"منشاء سوال بقرائن حال یہ پایا جاتا ہے۔ کہ آنحضرت سے کفار کے ان مطالبات کی یہ غرض تھی کہ انہوں نے گمان کیا تھا کہ آنحضرت انکے پورا کرنے پر قادر نہ ہو سکینگے اگرچہ بظاہران مطالبات کے نسبت زمین میں چشمہ کا جاری کر دینا کھجور اور انگور کا باغ اپنے لئے مہیا کرنا اور ان میں نہریں جاری کرنا ممکن الوقوع تھا۔ اور اسکے بعد کے مطالبات کی نسبت کفار نے گمان کیا تھا کہ آنحضرت

انکے پہاڑ کرینگے مٹی میں پڑیں چنانچہ انہوں نے کہا جب کہ تیرا کلام ہے۔ ہم پر آسمان کا ایک ٹکڑا ڈالے یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے روبرو لاوے یا تیرے واسطے ایک طلائی گھر ہو جاوے۔ اس میں یہ طنز تھا کہ بہشتی جیسی طلائی گھر کی بشارت دیتا ہے۔ وہ یہیں تیرے واسطے بنجاوے۔ یا تو آسمان پر ہمارے روبرو چڑھکر دکھلا۔ شاید یہ طنز معراج کے واقعہ کی طرف ہے۔ اسواسطے انہوں نے یہ قید لگائی کہ ہمارے روبرو آسمان پر چڑھ جانا کافی نہیں۔ بلکہ ایک ایسی کتاب ہمارے روبرو لا کر ہم خود اسکو پڑھ لیں۔ اس میں یہ طنز معلوم ہوتی ہے کہ قرآن کے نزول کا محض زبانی دعویٰ ہے ان آنکھوں سے دیکھتا تو نہیں۔ پھر ایسی کتاب لکھی لکھائی لا جسکو ہم خود پڑھ لیں۔

ماحصل مفہوم اسکا یہ ہوا کہ معراج میں تو آسمانوں پر جانا نکلا آسمان سے قرآن کے نزول کا جو دعویٰ ہے ان دونوں امور کا ثبوت ہمارے روبرو عالم شہادت میں دو تا کہ ہم جسمانی آنکھوں سے دیکھکر اسکی تصدیق کریں پس اس درخواست کا یہ مطلب ہوا کہ جسم خاکی سے آسمان پر جا سکتے ہو حال ایک کتاب ورقوں میں لکھی ہوئی اپنے ساتھ لیکر آوے کیونکہ جسمانی آنکھ جسم ہی کو دیکھ سکتی ہے جس پر حق سبحانہ تعالیٰ کی یہ ارشاد ہوا کہ کہدے اے محمد اللہ میرا پاک ہے اسلئے کہ میں ان میں سے کسی ایک مطالبہ کے پورا کرنے پر بھی بذات خود قادر نہیں ہوں جیسا کہ تمہارا گمان اور امتحان مقصود ہے کیونکہ مرتبہ قرب الٰہی کے رسول کو جو وہ بشر ہے یہ طاقت و قدرت نہیں ہوتی کہ کوئی نشان از خود دکھلاوے۔ لہذا پہلے تین مطالبات جو ممکن الوقوع ہیں انکا وقوع بھی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ اور اسی کے ارادہ پر منحصر ہے۔ اور باقی تین مطالبات یعنی آسمان کا ٹوٹ پڑنا اور اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا ظاہر ہونا اور بہشتی مکان کے ملنے کا اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے موافق ایک وقت مقرر ہے جسکو اپنے مقام پر فرما چکا ہے یعنی وعدہ گاہ اسکا روز قیامت یوم آخرت ہے۔ اب بے آخری کے وہ مطالبات روحانی طور پر اسی دنیاوی زندگی میں انکا وقوع تو ہو چکا جسکو جسمانی رنگ میں جو کفار اب دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ سنت اللہ کے مخالف ہے

پس اس صورت میں مولانا کا یہ استدلال کہ جسم خاکی آسمان پر نہیں جا سکتا تو آپ

بھی نازل نہیں ہو سکتی وہ ملیکہ قرآن کا نزول آسمان ہی سے ہوتا تھا صحیح نہ ہوگا کیونکہ نزول
قرآن کی شان جسمانی نہ تھی کہ کوئی ورق قرآن کا لکھا ہوا آسمان سے اترتا ہو جیسا کہ کفار کا سوال
تھا اور اسی سوال کے مستحیل ہونے کا جواب تھا کہ آسمان پر چڑھ جانا کا مطالبہ تھا جسکو وہ جسمانی آنکھ
دیکھ سکے تو پس جبکہ آسمان سے قرآن کا نزول جسمانی شان سے خلاف سنت اللہ تھا تو اسی
نزول جسمانی کے مستحیل صعود جسمانی بھی آسمان پر خلاف سنت اللہ تھا جبکہ ایک ساتھ کفار نے
مطالبہ کیا تھا۔ اسی واسطے حق سبحانہ و تعالیٰ کی تنزیہ فرمائی گئی کہ فلن تجد لسنۃ اللہ
تبدیلا ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا (۲۳ ع ۲)

شبہ ثانی پر بحث

مولوی ابراہیم صاحب صفحہ ۴۰۰ پر لکھتے ہیں
بعض لوگ اس آیت سے تمسک کرکے سیر معراج کو ایک خواب کا معاملہ قرار دیتے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس
یعنی اسرائیل یہ جو منظر تجھ کو دکھایا تھا تو اس میں صرف لوگوں کی آزمائش تھی۔ سو اس کا جواب دو طرح
سے ہے۔ اول اس طرح کہ یہ آیت سیر معراج کے متعلق نہیں ہے۔ بلکہ صلح حدیبیہ کی خواب کی
حکایت ہے جس کی نسبت سورہ فتح میں بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جو کچھ
خواب میں دکھایا تھا، اسے سچ کر دکھایا"

لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق (فتح ع ۴)

غرض مدعا یہ ہے کہ اگر اس آیت کو سیر معراج ہی کے متعلق کریں تو پھر بھی سیر معراج خواب
نہیں رہتا۔ بلکہ جسمانی ہی ثابت رہتا ہے اس کا بیان اس طرح ہے کہ لفظ رؤیا خواب کے لیے
موضوع نہیں ہے بلکہ لغت میں رؤیا اور رؤیت دونوں کے معنی دیکھنا ہے۔ عام اس سے

کہ خواب میں ہو یا بیداری میں"

ریویو۔ مولوی ابراہیم صاحب فرماتے ہیں۔ کہ آیت کریمہ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس۔ سیر معراج کے متعلق نہیں ہے۔ اور شاہ عبدالقادر صاحب اس آیت پر یہ تفسیری نوٹ لکھتے ہیں۔ اور وہ دکھاوا معراج ہے۔ کہ لوگ جانچے گئے۔ ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے۔ کہ مولوی ابراہیم کا بیان مان لیا جائے۔ اور شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا بیان نہ مانا جائے۔

اور مولوی صاحب کی یہ دلیل کہ لفظ رؤیا کے معنی دیکھنا ہیں عام اس سے کہ خواب میں ہو یا بیداری میں۔ احمدی جماعت کو مضر نہیں کیونکہ احمدی لوگ معراج نبوی کو بیداری کا واقعہ مانتے ہیں البتہ اس موقعہ پر ایک امر کی تشریح ضروری ہے۔ کہ بیداری کے عالم میں بحالت کشفی جو نظارے دکھلائے جاتے ہیں۔ انکے لئے بھی عربی لٹریچر میں رؤیا کا لفظ ہی استعمال ہوتا ہے چنانچہ مکاشفات یوحنا کو عربی بائیبل میں رؤیا یوحنا لکھا ہے۔ اگر مولوی ابراہیم صاحب اس بات کو نہیں مانتے۔ تو براہ مہربانی بتائیں کہ حالت کشفی میں جو نظارہ دکھلایا جاتا ہے۔ اسکے لئے عربی زبان میں۔ اور کونسا لفظ خصوصیت کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

شبہ سوم پر بحث

مولوی ابراہیم صاحب علم الاصول کے آخری صفحات یعنی ۲۴۹-۲۵۰ پر لکھتے ہیں۔
"بعض لوگ معراج جسمانی کے ماننے میں یہ عذر پیش کیا کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ اور امیر معاویہؓ کا یہ مذہب ہے کہ معراج خواب میں ہوا تھا سو انکا یہ عذر صحیح اور قابل پذیرائی نہیں۔ **اول** یہ کہ جب الفاظ قرآنیہ و احادیث صحیحہ مرفوعہ سے ثابت ہو گیا کہ سیر معراج جسمانی تھا تو اسکے مقابلہ میں غیر نبی کے قول کو پیش کرنا صراحۃ نبوت کی ناقدرشناسی ہے۔۔۔۔
۔۔ **دوم** یہ کہ آپکو جس سال سیر معراج کرایا گیا اس وقت کی بابت حضرت عائشہؓ اور امیر معاویہؓ

دونوں میں سے کسی کو کچھ بھی خبر نہیں کیونکہ ایک روایت کے موجب تو حضرت عائشہؓ معراج کے سال تک ابھی پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں جیسا کہ ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے۔ اور اگر اس وقت پیدا شدہ بھی ہوں۔ تو اس قدر چھوٹی عمر کی تھیں۔ کہ ان کو اس امر کا کوئی بھی علم نہیں ہو سکتا کیونکہ چھ سال کی عمر میں آپ کی شادی ہوئی۔ اور نو سال کی عمر میں ہجرت کے بعد مدینہ شریف میں جا کر نبی صلعم کے گھر میں آباد ہوئیں جیسا کہ صحیح بخاری میں مذکور ہے۔ اور یہ امر مسلم ہے کہ معراج شریف مکہ میں ہوا۔ اور امیر معاویہ بھی سال معراج تک مومن نہیں ہوئے تھے بلکہ آپ ہجرت کے آٹھویں سال فتح مکہ کے بعد حسن اسلام سے مشرف ہوئے۔ پس حضرت عائشہؓ اور امیر معاویہ کا قول احادیث مرفوعہ کے مقابلہ میں کسی طرح پیش نہیں ہو سکتا۔ سوم ...... امیر معاویہ کے قول میں رویا کے معنی رویت چشم کے ہیں۔ اور حضرت عائشہ کے قول کے یہ معنی ہیں کہ رسول اللہ صلعم کے جسم اور روح میں جدائی نہ ہوئی تھی بلکہ آپ کا جسم روح کے ساتھ ہی تھا۔ اور معراج جسم اور روح دونوں کے ساتھ ہوا۔ پس اس وجہ سے امیر معاویہ اور حضرت عائشہ بھی مثل دیگر صحابہ کے معراج جسمانی ہی کے قائل ٹھہرے چہارم یہ کہ مقدمہ میں تفسیر ابن کثیر سے منقول ہو چکا ہے کہ اگر رسول صلعم کو اس معراج جسمانی کے پہلے روحانی یا منامی طور پر معراج کرایا گیا ہو۔ تو کچھ تعجب نہیں کیونکہ آنحضرت صلعم جو خواب دیکھتے تھے۔ وہ بعینہٖ صبح صادق کی طرح ظاہری واقعہ بھی ہو جاتا تھا۔ پس ممکن ہے کہ امیر معاویہؓ و حضرت عائشہ نے اس تمہیدی معراج کو روحانی قرار دیا ہو جیسا کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے پس منکرین معراج جسمانی کے پاس کوئی ایسی قوی دلیل نہیں ہے جس سے انکار کی گنجائش مل سکے۔"

ریویو: امر اول کی بابت یہ گذارش ہے کہ آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ سے معراج نبوی کا بجسد عنصری ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا چنانچہ اس ریویو کے ناظرین پر مخفی نہیں۔ پس حضرت عائشہ صدیقہ اور امیر معاویہ کا مذہب خلاف قرآن و حدیث نہیں۔

امر دوم کی بابت یہ گذارش ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ کو بھی یہ بات معلوم تھی کہ معراج

کب ہوا اور نہ ہی ولادت اور شادی کس زمانہ میں ہوئی۔ پس وہ معراج کے متعلق اپنے ذاتی علم یا چشم دید شہادت کی بنا پر کوئی مذہب کیسے قائم کر سکتی تھیں۔ علاوہ بریں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کی فراست و فقاہت جو مسلمہ فریقین ہے۔ ایسے احتمال کی اجازت ہی نہیں دے سکتی۔ اسلئے عقل سلیم اسبات پر قطعی واجب کرتی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے معراج نبوی کے متعلق جو اپنا مذہب ظاہر کیا ہے۔ وہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ میں صحیح تدبر و تفکر کا نتیجہ ہے۔ یہی تشریح حضرت معاویہؓ کے مذہب کی بھی اصل حقیقت ظاہر کرنے کیلئے کافی ہے۔ جو انکشاف حقیقت کیساتھ مولوی ابراہیم کے وساوس کا قطعی طور پر ازالہ کر دیتی ہے۔

افسوس! اہلحدیث کہلا کر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور خال المومنین حضرت امیر معاویہ کی نسبت بدگمانی کر کے انھوں نے باوجود اس علم کے کہ معراج نبوی کے وقت انکی یہ حالت تھی۔ نعوذ باللہ مسلمانوں کو اپنے ذاتی علم کا دھوکہ دیکر نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کے خلاف معراج نبوی کو روحانی یا منامی قرار دیا۔ مولوی صاحب کی یہ حرکت سخت شرمناک اور نہایت تعجب انگیز ہے۔

امر سوم کی بابت یہ عرض ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت امیر معاویہ کا یہ مذہب کہ معراج نبوی کا بجسم خاکی نہ تھا صدر اسلام سے لیکر اسوقت تک شہرت اور تواتر کے ساتھ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ فضول اور مضحکہ خیز تاویلات سے اسپر پردہ ڈالنے کی کوشش سراسر بیکار ہے شفائے قاضی عیاض کی عبارت ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔ ناظرین سے ملاحظہ فرما کر ہم مولوی صاحب اور انکے ہمجولیوں کی تاویل بازی کی داد دیں۔

امر چہارم کی بابت یہ گزارش ہے کہ جب مولوی ابراہیم صاحب کے نزدیک یہ امر ممکن ہے کہ امیر معاویہؓ اور حضرت عائشہؓ نے معراج نبوی کو روحانی قرار دیا ہو جیسا کہ ملا علی قاری وغیرہ نے لکھا ہے۔ اور جسم خاکی کے ساتھ معراج کا ہونا قرآن و حدیث سے پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ معراج نبوی کو ایک کشفی واقعہ مان لیا جائے۔

مولوی صاحب کا یہ خیال کہ معراج کئی مرتبہ ہوا بالکل باطل ہے کیونکہ تعدد معراج کی صورت میں حکم الٰہی متعلق فرضیت نماز متعدد کر دہ حادث معراج کی بابت تفصیل عبث اور فضول طور پر ماننا پڑتی ہے جو حکمت الٰہی کی شایان نہیں۔ لہذا معراج نبوی کا ایک ہی مرتبہ ہونا متنازعہ ہے جس کی نسبت امیر معاویہ اور حضرت عائشہ صدیقہ کا یہ مذہب ہے کہ جسم خاکی کیساتھ نہیں۔ بلکہ روحانی تھا واضح ہو کہ سیر کشفی میں چونکہ روح کو ایک جسم لطیف عطا ہوتا ہے۔ جو روح کا حکم رکھتا ہے اسلئے معراج کے معاملہ کو روحانی معاملہ قرار دیا جاتا ہے پس جن حضرات نے معراج نبوی کو روحانی معاملہ قرار دیا ہے۔ انکا بیان کشفی معاملہ کے نقیض نہیں۔ اسی طرح جن بزرگوں نے معراج کو منامی یعنی خواب کا معاملہ قرار دیا ہے۔ انکے بیان کا مآل بھی کشفی معاملہ ہی ہے کیونکہ جس طرح خوابوں میں حواس ظاہری معطل اور بیکار ہوتے ہیں۔ اسی طرح کشفی حالت میں بھی ظاہری حواس ایک حد تک معطل اور بیکار ہو جاتے ہیں پس ایسی حالت کو خواب سے تعبیر کرنا بہت کچھ صحیح و درست ہے لہذا معراج نبوی کو منامی قرار دینا بھی کشفی معاملہ کے نقیض نہیں۔ بلکہ مؤید ہے کیونکہ روحانی اور منامی دونوں صورتوں میں یہ بات صریح طور پر ماننا پڑتی ہے کہ سیر معراج بجسم خاکی نہ تھی بنا بریں منکرین معراج بجسد عنصری کے پاس کوئی ایسی قوی دلیل نہیں ہے جس سے انکو ایسے اعتقاد کی گنجائش مل سکے۔ دراصل انکے ایسے اعتقاد کی بنیاد محض توہمات پر ہے دعا ہے کہ خدا تعالیٰ انکو ایسے توہمات سے نجات دے۔ آمین۔ اب میں اس ریویو سے فارغ ہو کر ناظرین سے رخصت ہوتا ہوں۔ زندگی باقی ہے تو انشاء اللہ العزیز مولوی ابراہیم صاحب کے دوسرے رسالہ نزول ملائکہ پر بھی کسی وقت اسی طرح ریویو لکھکر پیش ناظرین کرونگا

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

راقم

سید صادق حسین مختار عدالت و سیکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ ۲۲ مارچ سنہ ۱۴ء

ایڈیٹر جزاکم اللہ احسن الجزاء

معارف قرآن مجید

(از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

روح کس طرح پیدا ہوتی ہے

یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا یعنی یہ لوگ پوچھتے ہیں کہ روح کیا چیز ہے۔ اور کیونکر پیدا ہوتی ہے۔ انکو جواب دے کہ روح میرے رب کے امر سے پیدا ہوتی ہے یعنی وہ ایک راز قدرت ہے اور تم لوگ روح کے بارے میں کچھ علم نہیں رکھتے مگر تھوڑا سا یعنی صرف اسقدر کہ تم روح کو پیدا ہوتے دیکھ سکتے ہو اس سے زیادہ نہیں۔

اور انسانی روح کے پیدا ہونے کیلئے خدا تعالیٰ کا قانون قدرت یہ ہے۔ کہ دونوں نطفوں کے ملنے کے بعد جب آہستہ آہستہ قالب تیار ہو جاتا ہے۔ تو جیسے چند ادویہ کے ملنے سے اس مجموعہ میں ایک خاص مزاج پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ جو ان دواؤں میں فرداً فرداً پیدا نہیں ہوتی۔ اسی طرح اس قالب میں جو خون اور دو نطفوں کا مجموعہ ہے ایک خاص جوہر پیدا ہو جاتا ہے اور وہ ایک فاسفرس کے رنگ میں ہوتا ہے۔ اور جب تجلی ربی کی ہوا کُن کے امر کے ساتھ اس پر چلتی ہے۔ تو یکدفعہ وہ افروختہ ہو کر اپنی تاثیر اس قالب کے تمام حصوں میں پھیلا دیتا ہے۔ تب وہ جنین زندہ ہو جاتا ہے۔ پس یہی افروختہ چیز جو جنین کے اندر تجلی ربی سے پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی کا نام روح ہے (روح ہے) گو روح کا فاسفرس اس مادہ سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ مگر وہ روحانی آگ جسکا نام روح ہے۔ وہ بجز نسیم آسمانی کے پیدا نہیں ہو سکتی۔ یہ وہ علم ہے۔ جو قرآن شریف نے ہمیں بتلایا ہے۔

روح فانی ہے اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا

فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَى إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۴۲﴾ سورۃ زمر ترجمہ: خدا جانوں کو جب ان کی موت کا وقت آتا ہے، اپنے قبضے میں کر لیتا ہے یعنی وہ جانیں پوری طرح سے ہوکر اس کے تصرف اور قبضہ میں اپنی موت کے وقت آجاتی ہیں، اور زندگی کی خود اختیاری اور خود شناسی ان سے جاتی رہتی ہے۔ اور موت ظاہر وارد ہو جاتی ہے یعنی ان کی وہ روحیں میت کی طرح ہو جاتی ہیں، اور صفات حیات زائل ہو جاتی ہیں، اور ایسی طرح جو اصل مرتی نہیں، مگر ان کے مشابہ ہوتی ہے، وہ روح کی وہ حالت ہے کہ جب انسان سوتا ہے تب وہ حالت پیدا ہوتی ہے، اور ایسی حالت میں بھی اسی طرح خدا تعالیٰ کے قبضے اور تصرف میں آجاتی ہے۔ اور ایسا تغیر اس پر وارد ہوجاتا ہے کہ کچھ بھی اس کی دنیوی شعور اور ادراک کی حالت اس کے اندر باقی نہیں رہتی، غرض موت اور خواب دونوں حالتوں میں خدا کا قبضہ اور تصرف روح پر ایسا ہو جاتا ہے کہ زندگی کی علامت جو خود اختیاری اور خود شناسی ہے بکلی جاتی رہتی ہے۔ پھر خدا ایسی روح کو جس پر درحقیقت موت وارد کر دی ہے، واپس جانے سے روک رکھتا ہے، اور وہ روح جس پر اس نے درحقیقت موت وارد نہیں کی، اس کو پھر ایک مقرر وقت تک دنیا کی طرف واپس کر دیتا ہے، اس بات کے کاروبار میں ان لوگوں کے لئے نشانات ہیں جو فکر اور سوچ کرنے والے ہیں۔ یہ ہے ترجمہ مع شرح آیت

غرض یہ آیت موصوفہ بالا دلالت کر رہی ہے کہ جیسی جسم پر موت ہے روحوں پر بھی موت ہے لیکن قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ ابرار اور انبیاء اور برگزیدوں کی روحیں چند روز کے بعد پھر زندہ کی جاتی ہیں، کوئی تین دن کے بعد کوئی ہفتے کے بعد کوئی چالیس دن کے بعد۔

اور پلید روحوں میں بھی عذاب دینے کے لئے ایک حس پیدا کی جاتی ہے۔ مگر وہ مردوں میں داخل رہتے ہیں نہ زندوں میں جیسا کہ ایک شخص جب سخت درد میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ بے ہوشی کی زندگی اس کے لئے موت کے برابر ہوتی ہے، اور زمین و آسمان اس کی نظر میں تاریک

دکھائی دیتے ہیں۔ انہیں کے بارے میں خداتعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے یعنی جو شخص اپنے رب کے پاس مجرم ہو کر آئیگا اس کے لئے جہنم ہے۔ وہ اس جہنم میں نہ مریگا اور نہ زندہ رہیگا۔ اور خود انسان جب اپنے نفس میں غور کرے کہ کیونکر اس کی روح پر بیداری اور خواب میں تغیرات آتے رہتے ہیں تو بالضرور اسکو ماننا پڑتا ہے کہ جسم کی طرح روح بھی تغیر پذیر ہے۔ اور موت صرف تغیر اور سلب صفات کا نام ہے۔ ورنہ جسم کے تغیر کے بعد بھی جسم کی مٹی تو بدستور رہتی ہے۔ لیکن اس تغیر کی وجہ سے جسم پر موت کا لفظ اطلاق کیا جاتا ہے۔

ناکردہ گناہ بھی گنہگاروں کی مصیبت میں شریک ہو سکتے ہیں

(از حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ تعالیٰ)

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً

(۱) ابو الروایة فقال ابن جریر عن ... نزلت فی علی وعثمان وطلحة والزبیر ولقد رأیت معاز مانا انهم من اهلها ولا هم معنیون بها۔

(۲) وعن السدی انها نزلت فی اهل بدر اصابتهم یوم الجمل اقتتلوا واحدا۔

(۳) ابن عباس امر الله المومنین ان لا یقروا المنکر بین اظهرهم فیعمهم الله بالعذاب۔ وقال عبد الله ان الله تعالی یقول انما اموالکم و

(۱) ابن جریر کہتا ہے کہ یہ آیت چار صحابہ حضرات (علی، عثمان، طلحہ، زبیر) کے بارے میں نازل ہوئی۔ انکو یک ... شک نہیں معلوم ہوتا کہ ہمارے ساتھ ہی ہے پس ایک وقت آگیا کہ وہ اس آیت کے مصداق ہو گئے

(۲) اور سدی سے ہے کہ یہ اہل بدر کے بارے میں نازل ہوئی جو جنگ جمل میں اس مصیبت میں پڑ گئے بر حال دونوں کا حال ایک ہی ہے

(۳) ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ برائی کو اپنے سامنے نہ ٹھہرنے دیں۔ ورنہ ان سب کا اثر عذاب ہوگا۔ اور عبد اللہ نے کہا۔ اللہ تعالیٰ

واولادکم فتنة۔ لاتصيبن
نهى بعد نهي۔
(د) وفي الخازن۔ لم تقتصر على
الظالم خاصة بل تتعدى
اليكم جميعًا وتصل الى الصالح
والطالح جلد ۲ صفحہ ۲۱
(س) ابن كثير لا يخص بها اهل
المعاصي ولا من باشر الذنب
بل يعمها وبين قصة الزبير
وهكذا في فتح البيان وابن كثير
وزاد كالقحط والغلاء وتسلط
الظلمة وكذا قال الحسن نزلت
في علي وعثمان وطلحة والزبير
وكذا في درمنثور وجمع الروايات
اما اهل الدراية فصدقوا
ما في الرواية وزادوا بقراءة ابن
مسعود لتصيبن لكن من اين لنا
قرآن ابن مسعود واُبي وبعضهم
اجترا حتى قال زائدة واما اقوام
بتاكيد النون فيرد عليهم قوله
تعالى ادخلوا مساكنكم لا يحطمنكم

فرماتا ہے کہ تمہارے مال تمہاری اولاد فتنہ ہیں
اور لاتصیبن نہی ہے بعد نہی کے
(د) خازن میں ہے۔ کہ یہ عذاب بالخصوص
ظالم پر ہی مقصور نہ رہیگا۔ بلکہ تم سب پر چھاجائیگا
اور نیک بد تمہارا گروہ گناہ دونوں پر اسکا
اثر پہنچیگا۔ جلد ۲ صفحہ ۲۱۲
(س) ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ کچھ اہل معاصی ہی سے خاص نہیں
اور نہ وہ جو گناہ سے ملوث ہو۔ بلکہ یہ عام ہے
پھر قصہ زبیر لکھا ہے **فتح البیان** میں
بھی ایسا ہی ہے۔ اور اسپر زیادہ کیا ہے کہ
فتنہ مثلاً قحط گرانی اشیاء ظالموں کا تسلط
ہوجانا اور ایسا ہی۔ حسن نے کہا کہ یہ بارہ علی
وعثمان وطلحہ والزبیر نازل ہوئی۔ اور درمنثور
میں بھی ایسا ہی ہے اس نے بہت سی
روایتیں جمع کی ہیں۔ اہل درایہ نے جو کچھ
روایت میں آیا اسکی تصدیق کی۔ اور قرأت
ابن مسعود لکھی ہے کہ لتصیبن ہے لیکن
ابن مسعود و ابی کا قرآن کہاں ہے بعض نے
جرأت کرکے کہدیا ہے۔ کہ لا زائدہ ہے
اور جنہوں نے کہا ہے کہ لا نونِ تاکید ہے
تو اسکی تردید میں یہ قول کافی ہے۔ ادخلوا:

سلیمان وجنوده
(۳) ثم تنکس العیان ذلة یهود
واترکهم ذلة اهل الاسلام
فی هذا الایام. ترک الحدود
والارث واخذ سلطتهم
الیس فیهم صالح المستقیم
نحن انا لله وانا الیه راجعون
هل العیان. ما یرشد کم
کظهنا عن اهانة الاحادیث

(۱) ایک ملک کی سلطنت کو سلیمان وجنودہ اور اسکی لشکری جنگی کو ... ہے
(۳) پھر ہم یہود کی ذلت اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ ہم کو جانے دیجئے اہل اسلام بھی آجکل ذلیل ہو رہے ہیں۔ حدیں اور میراث غیر متروک اور سلطنتیں چھن گئیں۔ کیا ان میں کوئی بھی رجل رشید نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ... اس مسئلہ میں ہدایت کے لئے کافی نہیں؟ اور احادیث رسول اللہ صلعم سے تو بات اظہر من الشمس ہے ہم انکی اہانت ... سے ...

وید قابل اتباع نہیں

(از حضرت مسیح موعود)

۱- ... اس نے پرمیشر کو خالق ہونے سے جواب دیا۔
۲- اس نے روحوں کو ان کی تمام طاقتوں اور قوتوں کے ساتھ خود بخود سمجھ لیا۔
۳- اس نے تمام ذرات عالم کو مع انکے خواص اور طاقتوں کے پرمیشر کی طرح اپنے وجود کے آپ ہی خدا مان لیا۔
۴- اس نے خدا کی صفت وحی اور الہام کو ہمیشہ کے لئے معطل قرار دیا۔
۵- اس نے ان تمام دلائل سے انکار کیا جن سے خدا کے وجود کا پتہ لگتا ہے۔
۶- اس نے پرمیشر کو ایک تنگ دل اور کشش پات اور طرفداری کرنے والا ٹھہرایا کہ جو ہمیشہ آریہ ورت سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ اور انہیں پر الہام نازل کرتا ہے۔ دوسروں پر ہمیشہ ناراض ہے

گویا اسی قوم سے اسکا رشتہ و قرابت ہے اور گویا دوسرے ملکوں کے لوگ اسکے بندے ہی نہیں ہیں یا اسکے رد ویے سے ہی بے خبر ہے۔

(۷) اسنے نیوگ کے ناپاک طریق کے لئے ایک ہی حکم دیکر مردوں اور عورتوں کی عفت میں خلل ڈالا

(۸) اسنے تناسخ کا عقیدہ پیش کر کے آریوں کو کوئی ایسا قاعدہ نہ بتلایا جس سے سمجھا جاتا کہ مسئلہ دوبارہ آنیوالی کوئی لڑکی اسی شخص کی ماں یا دادی تو نہیں جس سے وہ نکاح کرنا چاہتا ہے

(۹) اس نے یہ عقیدہ ظاہر کیا کہ گویا پرمیشر کو ایک ایسا مکر کرنے کی عادت ہے۔ جو مکتی دینے کے وقت پوشیدہ طور پر مکتی یافتہ کے ذمے ایک گناہ رکھ دیتا ہے اور اسی گناہ کا الزام دیکر مکتی خانہ سے اسکو باہر نکالتا ہے۔

(۱۰) اسنے پرمیشر پر یہ نہایت قابل شرم دھبہ لگایا کہ وہ جاودانی مکتی دینے پر قادر نہیں

واللہ یعصمک من الناس	اس پیشگوئی پر صداقت پیشگوئی کا جلوہ پانچ موقعہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہوا۔

۱۔ ایک تو وہ موقعہ تھا جب کفار قریش نے آنحضرت صلعم کے گھر کا محاصرہ کیا اور قسمیں کھالی تھیں کہ آج ہم ضرور قتل کرینگے

۲۔ دوسرا وہ موقعہ تھا جبکہ کافر لوگ اس غار پر معہ ایک گروہ کثیر کے پہنچ گئے تھے جس میں آنحضرت صلعم مع حضرت ابوبکر کے چھپے ہوئے تھے

۳۔ تیسرا وہ نازک موقعہ تھا جبکہ احد کی لڑائی میں آنحضرت صلعم اکیلے رہ گئے تھے۔ اور کافروں نے آپکے گرد محاصرہ کر لیا تھا اور آپ پر بہت سی تلواریں چلائیں۔ مگر کوئی کارگر نہ ہوئی۔ یہ ایک معجزہ تھا۔

۴۔ وہ موقعہ تھا جبکہ ایک یہودیہ نے آنجناب کو گوشت میں زہر دیدی تھی۔ اور وہ زہر بہت تیز اور مہلک تھی اور بہت وزن اسکا دیا گیا تھا۔

۵۔ پانچواں وہ نہایت خطرناک موقعہ تھا جبکہ خسرو پرویز شاہ فارس نے آنحضرت صلعم

کو قتل کے لئے مستعد کیا تھا اور گرفتار کرنے کے لئے اپنے سپاہی روانہ کئے گئے تھے

ان تمام پرخطر موقعوں سے نجات پانا اور ان تمام دشمنوں پر آخر کار کامیاب ہونا اعجاز ہے

ایسے ہی پانچ موقعے مسیح موعود پر

۱- اول وہ مقدمہ جبکہ میرے پر ڈاکٹر مارٹن کلارک نے خون کا مقدمہ کیا۔

۲- دوسرے وہ مقدمہ جبکہ پولیس نے ایک فوجداری مقدمہ مسٹر ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی کچہری میں میرے پر چلایا تھا۔

۳- تیسرے وہ فوجداری مقدمہ جو ایک شخص کرم دین نام نے بمقام جہلم میرے پر کیا تھا

۴- چوتھے وہ فوجداری مقدمہ جو اسی کرم دین نے گورداسپور میں میرے پر کیا تھا

۵- پانچویں جب لیکھرام کے مارے جانے کے وقت میرے گھر کی تلاشی کی گئی۔ اور دشمنوں نے ناخنوں تک زور لگایا تا میں قاتل قرار دیا جاؤں مگر وہ تمام مقدمات میں نامراد رہے

امت محمدیہ میں نبی اللہ کا اطلاق صرف مسیح موعود پر ہے

مسلمانوں میں کثیر گروہ تو اس عقیدے کا ہے کہ خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئیگا اور یہ بات صحیح ہے بشرطیکہ حد اعتدال پر رہے مگر انہوں نے تو اولیٰ کو ختم نبوت کے وہ معنے لئے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ ابتر بناتے ہیں۔ وہ اتنا بھی نہیں سمجھے کہ جب ما کان محمد ابا احد من رجالکم کے ماتحت آپ کا کوئی جسمانی بیٹا نہیں اور خاتم النبیین کے رو سے کوئی روحانی بیٹا جو آپ کے کمالات باطنیہ کا وارث ہو بھی نہیں۔ تو پھر آپ کی ساری تعریف کیا تھی۔ مگر ایک اور گروہ ہے وہ یہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے بعد چودھویں صدی تک کئی نبی اور رسول ہو چکے ہیں اور وہ سچے بھی تھے حضرت مسیح موعود کے کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اللہ کا خطاب صرف مسیح موعود کے لئے مخصوص ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔ میں چند حوالجات تشحیذ الاذہان کے متفرق مقالات سے پیش کر کے اس مسئلہ کو صاف کرتا ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت کے ہر فرد کا یہی عقیدہ ہوگا

اور جس قدر نبی گزرے ہیں۔ ان سب کو خدا نے براہ راست چن لیا تھا۔ حضرت موسیٰ کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں لیکن اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں۔ اور ایک مسیح موعود وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے۔ اور نبی بھی (صفحہ [illegible] حاشیہ) ۔ غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱)

نکات حدیث

(از افادات مجمع کمالات حضرت [illegible])

فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کارناموں میں دو باتیں ایسی ہیں جن کو خیال کر کے آپ کی عظمت دل میں بیٹھتی ہے۔

ایک بڑا کام تو یہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغیر کسی حفاظت کے سامان کے ہجرت کے لئے چل پڑے۔ جبکہ جانتے تھے کہ کفار تمام کے تمام صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ ایسے وقت میں آپ کے ساتھ جانا گویا موت کے منہ میں جانا تھا۔ سوائے بے حد محبت و عشق کے یہ دلیری نہیں ہو سکتی۔

دوسری بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچاس برس کی اور حضرت عائشہ کی عمر کل چھ برس کی تھی ایسی چھوٹی عمر میں پیاری بیٹی کا نکاح ایک سن رسیدہ شخص سے کر دینا سوائے خاص محبت و ایمان کے اور کیا موجب ہو سکتا ہے

حضرت ابوبکر چاہتے تھے کہ عائشہ کی بڑھتی جوانی کے قوی رسول اللہ صلی اللہ کی محبت

وکوفت کا درمان نہ جاویں۔

تیسری بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے المناک وصال نے جبکہ تمام صحابہؓ کو سخت گھبراہٹ میں ڈالدیا جبکہ وہ صدمہ کے مارے حیران و پریشان ہو رہے تھے حضرت ابوبکرؓ کا اس اطمینان اور ہمت سے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا اور تمام صحابہ کے سامنے ما محمد الا رسول والی آیت پڑھکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کی وفات پر سب کو متحد اجماع کرا دینا آپ کے بے نظیر ایمان و استقلال کا کوئی معمولی سا نمونہ نہیں چوتھی بات آپ کا قرآن مجید کو جمع کرنا ہے وہ بھی ایسی خدمت ہے کہ پھر قیامت تک کسی کو میسر نہیں آسکتی

(الف) پانچواں کام حضرت ابوبکرؓ کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جبکہ تمام مرتدین عرب مسلمانوں کی چھوٹی سی جمعیت پر چڑھ آئے تھے۔ اور قریب تھا کہ مسلمانوں کو تباہ کر دیتے ایسے وقت میں جیش اسامہ کے بیس ہزار جانفروش سپاہیوں کو ایک دور دراز ملک میں بھیجنا اور کہنا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے قول میں کوئی ترمیم نہیں کرنا چاہتا سوائے صدیقی ایمان کے اور کسی ایمان کا کام نہیں۔

(ب) چھٹی بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مکہ اور مدینہ اور جواثہ کے سوا تمام مقامات میں تمام عرب مرتد ہو گئے تھے کوئی تو خدا اور رسول ہی کا منکر ہو گیا۔ کوئی صرف رسالت کا کوئی خلافت کا کوئی صلوٰۃ و زکوٰۃ کا۔ غرض مرتدین کے پانچ گروہ بنے تھے حضرت ابوبکرؓ نے حکم دیا کہ پانچ قسم کے مرتدوں کو قتل کر دو۔ اس پر بڑے بڑے صحابہؓ اور حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ تمام عرب برخلاف ہو رہا ہے۔ ایسی سختی کا حکم نہ دینا چاہیئے جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے مرتدوں کو قتل نہ کیا جاوے۔ ورنہ مسلمانوں میں انکے مقابلہ کی طاقت نہیں لیکن حضرت ابوبکرؓ نے سخت حقارت کے ساتھ اس مشورہ کو رد کیا۔ اور کہا کہ کیا تم لوگ جاہلیت میں ایسے بہادر اور اسلام میں ایسے بزدل بننا چاہتے ہو۔ اچھا اگر تم نہ لڑو گے میں اکیلا جہاد کرونگا۔ یہ عزم ہر ایک نہ یہ ہمت مردوار

یہ اجرائے حکم رسالت و صدور سند کی اقامت سوائے نبی کے خاص الخاص فدائیوں کے اور فدائیوں میں سے بھی کسے کس پر خلعت خلافت سب سے پہلے زیب تن ہوئی اور کس میں ہو سکتی ہے۔

(۷) ساتویں بات حضرت عمرؓ کو اپنے بعد خلافت کے لئے منتخب کرنا ہے۔ جبکہ بظاہر حضرت عمرؓ کی سخت گیر طبیعت گو شاید آپ کے مستقبل کے لئے خطرناک معلوم ہوتی تھی لیکن بعد کے تجربہ نے دنیا پر ثابت کر دیا کہ اسلامی بنیاد کے مستحکم کرنے کے لئے فاروقی سطوت اور انتظام پھر کبھی نہیں دیکھا۔

(۸) آٹھویں نظیر بات یہ ہے کہ فدک کے معاملہ میں قوانین شرعی اور احکامات قرآنی پر اس استقلال کے ساتھ پہنچے [illegible] کوئی بڑی سے بڑی تحریک بھی آپ کے استقلال و متانت کو ہلا سکتی۔

(۹) نویں بات جو سب باتوں سے بڑھ کر نظر آتی ہے وہ یہ کہ [illegible] کرم و فضل اس قدر اعلیٰ پایہ پر تھا کہ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بغیر کسی جرح و قدح کے بالاتفاق آپ کو خلیفہ تسلیم کر لیا یہ بات اور کسی خلیفہ کو اسلام میں نصیب نہ ہوئی گو انصار نے دعویٰ کیا کہ ہم میں سے بھی خلیفہ ہونا چاہیئے لیکن ابوبکرؓ کی خلافت کو کسی نے رد نہیں کیا

ریویوز

خیر الماعون — یہ رسالہ دو حصوں میں مولوی محمد عبد الرحمن صاحب مبارکپوری نے اس موضوع پر لکھا ہے کہ طاعونی مقام سے بھاگ کر جانا شریعت اسلامی میں سخت منع ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ مصنف رسالہ نے اس ممانعت میں نہایت افراط کی راہ اختیار کی ہے اور اس بات پر زور دیا ہے کہ جب طاعون پھیلے تو وہیں گھسے کر رہنا چاہیئے کیونکہ طاعون رحمت ہے اور نبی کریم صلعم کی دعا اور مومنوں کے لئے شہادت ہے یہ نعمت عظمیٰ مشکل سے ملتی ہے بلکہ اخیر میں یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے کہ طاعون کے دور ہونے کیلئے دعا کرنی بھی جائز نہیں میں نے مصنف کی تمام دلائل کو بڑے غور سے پڑھا ہے مجھے تو کوئی ایسی حدیث نہیں ملی جس سے یہ استدلال ہو سکے۔ کہ بحیثیت طبیب کے طاعونی مقام سے نکلکر باہر چلے جانا ممنوع ہے کیونکہ علاج فرض عین اور لازمات نہیں یہ کہنا کہ باہر نکلنے سے بچ جانا امر یقینی نہیں ہے۔ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ کسی بیماری کا علاج کرنا فرض لموت ہے کیونکہ ہر ایک علاج یقینی نہیں ہے۔ شفا خدا کے ہاتھ میں ہے۔ فلا تخرجوا فرارا منہ میں فرارا منہ کی قید یہ سوال حل کر دیتی ہے کہ خروج مطلق منع نہیں اور فرار کو احتیاط اور پیش آمدہ حالت پر ہے۔ اور اذا سمعتم بہ بارض فلا تقدموا علیہ میں فلا تقدموا علیہ بتلا رہا ہے کہ طاعونی مقام سے کنارہ کشی عین منشاء شریعت بیضاء ہے اور مصنف بھی اس سے انکار نہیں کر سکا بلکہ شرحبیل بن حسنہ جس کے اثر پر مصنف کی تمام دلائل کا دارومدار ہے۔ وہ بھی واذا کان بارض فلا تدخلوھا فانہ محرق القلوب کہکر ہمارے قول کی تصدیق کر رہا ہے۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ یہ فیصلہ کس بناء پر کیا گیا ہے کہ شہر سے نکلکر ایک ساتھ خیمے لگا کر میدان میں ڈیرہ لگا لینا بھی فرار ہے اور جو ہول کے مریضوں کو دیکھ کر پیدا ہوتی ہے وہ بعض اوقات ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ اذا وقع الطاعون ببلد انتم فیہ فلا تخرجوا منہ فلا تخرجوا من البلدۃ اصلا کا مطلب

میں بلد سے مراد ارض سے مراد گھر کی چار دیواری کے اندر کوئی خاص مقام جس پر چلا، پائی بھی
ہوئی ہو ہرگز نہیں۔ قرآن مجید کی آیت حتیٰ اذا اقلت سحابا ثقالا سقنٰہ لبلد میت
سے ثابت ہے۔ کہ بلد کا اطلاق رنٹ دیہات کے محلات پر نہیں۔ باقی طاعون کا عذاب ہونا
سو انہی احادیث سے ظاہر ہے جو مصنف نے لکھیں۔ انہ کان عذابا یبعثہ اللہ علی
من یشاء (۲) الطاعون رجز (۳) فقال عمر و نفر من عذاب اللہ الی قدر اللہ
ہمارے امام الحکم العدل مسیح موعود علیہ السلام کا فیصلہ اس بارے میں ایسا ہے۔ کہ تمام حدیث
جمع ہو سکتی ہیں۔ وہ یہ کہ طاعون کے آثار دیکھ کر بہ نیت علاج متوکلاً علی اللہ شہر سے باہر
ڈیرہ لگا لینا یا کسی دوسرے مقام پر چلا جانا جائز ہے۔ زور ہونے پر دوسرے شہر میں جانا یا
کسی طاعون زدہ مقام میں جانا سخت منع ہے۔ اور یہی حق ہے۔

ردِ جہاد اخبار مسافر نے ۱۰ اپریل سے ۲۱ مئی کے نمبر، وہ کو کتابی صورت میں شائع کیا ہے یہ رسالہ
مولوی ثناء اللہ امرتسری کے رسالہ ردِ جہاد کے جواب میں شائع کیا جاتا ہے لیکن ایڈیٹر صاحب
نے ضعیف اور غیر معتبر روایات کی بنا پر شاہان اسلام پر زہر اگلا ہے۔ اور چند واقعات کو ہاتھ
میں لیکر بار بار کہا ہے کہ وہ پالٹکس پر عمل پیرا ہونے اور قرآنی تعلیم پر چلنے کا نتیجہ ہے
لیکن نہ تو وہ کوئی دو شرطیں دکھائی ہیں جن سے جہانبانی کی مفصل ہدایات نکلتی ہوں۔
اور نہ یہ ثابت کیا ہے کہ ان بادشاہوں کا طرز عمل ہدایت قرآنی کے ماتحت تھا۔ کیا اڈیٹر مسافر
کا اڈیٹر جو بقول خود قرآن مجید کو بغور مطالعہ کر چکا ہے۔ اس آیت سے بے خبر ہے ان اللہ
یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر
والبغی جس کے مقابلہ میں وہ چاروں وید کے مجموعے بھی اس مضمون کی جامع
ہدایت نہیں پیش کر سکتا۔ وہ کیا اس نے نہیں پڑھا من قتل نفسا بغیر نفس
او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا۔ یعنی قرآن تو فرماتا ہے کہ اگر بغیر
کسی قصاص کے یا فساد روکنے کے لئے کوئی کسی جان کو قتل کرتا ہے۔ تو گویا اس نے سارے

انسان کو قتل کر دیا۔ اور فرمایا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ تو پھر وہ کس منہ سے کہتا ہے کہ باپ کو قتل کر کے بیٹے کو تخت پر بیٹھنا قرآن مجید کے منشا کے موافق ہے۔ پھر یہ دعویٰ کہ اسلام میں جہانبانی کے طریقے نہیں بتائے گئے۔ اس قوم کے ایک فرد کے لئے جو اسلامی سلطنت و شوکت کو دیکھ چکی ہے۔ موجب شرم ہے جناب اسلام دنیا کے مشرق و مغربی حصے پر سلطنت کر کے دکھا چکا ہے کہ وہ اس مسئلہ کو کس عمدہ طریق پر چلا سکتا اور کہ دوسروں کو سکھلا سکتا ہے۔ کسی بادشاہ نے اگر غلطی کی تو وہ اس کا ذاتی فعل ہے۔ اسلام یا قرآن مجید پر اس سے کوئی حرف نہیں آ سکتا۔ پھر میں حیران ہوں کہ ایڈیٹر آریہ مسافر انصاف کو بالائے طاق رکھ کر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ قرآن میں اس امر کے لئے احکامات ہیں۔ کہ جو لوگ حضرت نبی کی اتباع نہ کریں اور ان کی باتوں پر یقین نہ کر کے ایمان نہ لاویں۔ تو ان سے جہاد کیا جاوے۔ اور جو لوگ ان کو یا تو قتل کر دیا جاوے یا حضرت کی تعلیم کے پیرو بننے پر مجبور کیا جاوے۔ میں ایڈیٹر آریہ مسافر کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر کچھ بھی اس میں غیرت اور اپنے عہدہ کا خیال ہے تو وہ اس دعوے کو قرآن مجید سے ثابت کرے کیا وہ اس دین پر اعتراض کرتا ہے جس کے احکام یہ ہیں کہ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی اور وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر یعنی ایمان لانا یا انکار کرنا اپنے اختیار کی بات ہے۔ اور دین میں کوئی زبردستی نہیں۔ یہ بھی غلط ہے کہ جنگ اسلام منوانے کے لئے کی جاتی تھی بلکہ جنگ تو ہر ایک مذہب کی آزادی کے لئے اور فتنہ و فساد کی آگ بجھانے کے لئے کی گئی تھی جیسا کہ فرمایا وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلّٰهِ دین اللہ کے لئے ہو جاوے۔ یعنی ہر شخص جس دین کا تابع ہے وہ اللہ کی خاطر اس کا تابع ہو کسی جبر و اکراہ سے نہ ہو۔ پس یہ بات ہرگز ہرگز صحیح نہیں ہے کہ قرآن نے جہاد کا حکم اس لئے دیا ہے۔ کہ جبراً لوگوں کو غیر مسلم سے مسلمان بنایا جائے۔ ایسا ہی بلا وجہ غیر مسلموں سے لڑنا بھی جائز نہیں بلکہ صرف ان سے لڑنے کی اجازت ہے جو لڑتے ہیں۔ اور فساد ڈالتے اور قتل و غارت کر کے سوسائٹی کے امن میں خلل انداز

ہو گئے ہیں۔ دیکھو فرمایا ہے وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ یعنی جنگ کرو مگر ان سے جو تم سے پہلے جنگ کریں پھر بھی زیادتی نہ کرو۔ اور یہ جنگ بھی فی سبیل اللہ ہو۔ دنیا کی طرح صرف دنیا کی ایک عارضی اور فانی سلطنت قائم کرنے کی نیت سے نہیں بلکہ اس لئے کہ خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کے لئے کوئی روک نہ رہے فتنہ کے روکنے کے لئے جنگ کی جاتی ہے۔ اس میں غیر مسلم و مسلم کی تمیز بھی نہیں بلکہ ایسی حالت میں مسلمان گروہ سے جنگ کرنیکا حکم ہے چنانچہ فرمایا ہے فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللهِ یہ ہے حکمت اور منشاء احکام کی موجودگی میں قرآن و اسلام پر اعتراض کرنا کسی خدا ترس کا کام نہیں ہو سکتا۔

تبلیغی کارڈ پہلے میں نے سادہ کارڈوں کے پتہ والی طرف آدھے حصے پر حضرت مسیح موعود کے دعاوی کا ثبوت چھپایا تھا جو بہت مقبول ہوا۔ اب برادر محمد یٰسین صاحب تاجر کتب قادیان نے دو قسم کے تبلیغی کارڈ چھپوائے ہیں۔ ان میں سے تین تو میرے لکھے ہوئے ہیں۔ وفات مسیح تنقیح مسیح خصوصیات اور ان عنوانوں کے ماتحت کافی ثبوت بہم پہنچایا گیا ہے۔ اور باقی کیا رہ میں حضرت مسیح موعود کے مختلف اشعار تبلیغ سے قرآن کریم کی عظمت، وحدت الحق ظہور مسیح الالوہیۃ تعلیم مہدی ایسے عنوانوں کے نیچے لکھے گئے ہیں۔ ہر سیکڑہ [illegible] سے منگوائیے

انمول موتی

حضرت میر [illegible] صاحب [illegible] کہ [illegible] بکثرت [illegible] کلام [illegible] ہے [illegible] ایک خاص رنگ میں لکھی ہے [illegible] کی [illegible] معرفت کا آئینہ ہے [illegible] بجھا اس کلام [illegible]

دل جو آئینہ تھا وہ بن گیا اب سل افسوس — در دلدار کی دولت کے تھا قابل افسوس

دیکھکر اسکو گیا ہاتھ سے بس دل افسوس
دعوی ضبط مرا ہو گیا باطل افسوس

مجھ کو اس در سے اٹھایا مری چالاکی نے
آئے میں دیکھوں تو نہ آوج کو کاہل افسوس

ایک دل تو مرے قابو کا کبھی رہتا آہ
نہ ہوئے سینے کے اندر مرے وہ دل افسوس

گھر کا اس یار کے احرام تو باندھا سو بار
اسکے دل میں نہ ہوئے ہم کبھی داخل افسوس

دل میں اور آنکھوں میں ہر دم جو مری پھرتا ہے
نہ ہوا گھر میں کبھی وہ مرے نازل افسوس

میں اگر زور لگاتا ہوں ثبوت حق میں
منہ سے بہتا ہے، وہ دعائی باطل افسوس

ہم نے دیکھا جو ادھر اس نے چھپایا منہ کو
اس نے اک ناز کیا ہم ہوئے بسمل افسوس

ہم اگر کعبہ کو جاتے ہیں، وہ بت خانے کو
نہ ہوا یار کسی صلح پہ مائل افسوس

میں اگر جان بھی دیدوں تو نہیں لیتا وہ
لے کے دل جس نے کیا ہے مجھے بیدل افسوس

میں نہ جیتا تو کبھی کا وہ مجھے مل جاتا
مرا ہونا ہے فقط وصل میں حائل افسوس

کیا ہوں وہ گئے تو نے جو کو وہ عصیاں ھ
کہ چلا دل سے گیا تیرے نہ اک تل افسوس

مرے مرنے کو قرآن کا مطلب سمجھا
بنگئے سود کی قرآن کے حامل افسوس

کہ لطف سے اب اسپہ لگا دو مرہم
نکہ تیرے دل ہو گیا گھائل افسوس

لب دریا سے یہ درویش پیاسا جائے
تیرے الطاف سے محروم ہو سائل افسوس

ہم جھکائے ہوئے سر بیٹھے ہیں اک مدت سے
قتل کرنیکو بھی آتا نہیں قاتل افسوس

رحم آتا ہے تمہیں بھی مری حالت پہ کبھی
کرتے بے عقل ہیں جیسے کہ عاقل افسوس

میں نے ہرچند کہ سمجھایا نہ سمجھا بیدرد
درد دکھ میں جو ہوا وہ مرے شامل افسوس

نیک معاس میں گرفتار ہیں اللہ اللہ
دکھ ملکے اس عشق کی کل کل افسوس

فکر دنیا نہ ہوئی دور کسی حالت میں
مرے سینے سے ہوئی دور نہ سل افسوس

میں تو اس قوم کے احوال پہ کڑھتا ہوں شگ
کرتے ہیں حالت عشاق پہ جاہل افسوس

جو شکار راستے شاداں وہ ہوا منت حرام
جو شراب اس نے نہ پی ہو گئی معطل افسوس

یوسف تو ہو تو ہو، ہاتھ ترے کیا آیا
بڑھ کے گھٹنے سے ترے دل مرا گھٹ جاتا ہے
کوہ غربت میں جنوں سکی نہیں کچھ حسرت
کچھ کہا تو رہا ایک طرف اے یارو
نیک کو کہتے ہیں بد، بد کو بتاتے ہیں نیک
مل کے دجال سے جینے کو لگے دینے دکھ
مجھے مرنے کی ہے حسرت خدا خیر کرے
بے وفا یار ملا ہم نے اگر یاری کی
ہم جو عاشق ہوئے بازار میں عشق کا سودا
اپنے احوال پہ گریاں ہوں گرنستا ہوں
ہائے افسوس نہیں قدر مری ان کی کچھ
دیندار کہتے ہیں یہ مبارک دنیا
انکے زلفوں میں چھپا چاہے وہ ایسا ظالم
وہ بد پھرتے ہیں دنیا میں ہزاروں عالم
چاہیئے واسطے عقبیٰ کے بھی اندیشہ و فکر
کچھ تو تھی شرم کچھ اغیار کا تھا پاس اے
جب بڑے مر گئے ہم ہو گئے چھوٹے بڑے
گل و ریحاں کی طرح سرو اے میں لکھا
جب سے اس شوخ نے ہم کو بیچ میں بہت جھگڑا
شعر تیرے سناتے مجھے صدہا ناصر
ناصر خستہ تو دنیا میں بنا کیا کیا کچھ

آنکھ پہ افسوس ہے افسوس حق اے دل افسوس
کاش ہوتا نہ کبھی تو سائل افسوس
اسکے چہرے کا بنا ہائے نہیں تل افسوس
وہ بھی کھو بیٹھے ملا تھا جو ہمیں دل افسوس
نہ رہی ہائے تمیز حق و باطل افسوس
مولوی ہو گئے کفار میں شامل افسوس
زندگی سے تو ہوا کچھ بھی نہ حاصل افسوس
ہم نے کھیلا جو جوا ہم کو ملا تل افسوس
علم کی قدر گھٹی ہم ہوئے فاضل افسوس
حسرتیں لاکھ ہیں ایک ملا دل افسوس
قتل کے پیچھے کرتا نہیں قاتل افسوس
دنیاداروں کی تو ہے عمر کا حاصل افسوس
مجھکو سودا تو بہت ہو نہ ملا دل افسوس
عقبیٰ دیکھا ہے بہتر کوئی حائل افسوس
جتنا دنیا کے لئے کرتے ہیں جاہل افسوس
نہ ہوا مرے جنازہ میں وہ شامل افسوس
کس جلدے ہم ہو گئے کامل افسوس
اسکے کوچہ کی حسرت نہ ہوئی گل افسوس
نہ رہا کوئی ملک میں عادل افسوس
تو فضیلت کا نہ مری ہوا قائل افسوس
کسی کامل کا بنا ہائے نہ تو کامل افسوس

یہ نظم بسر کاغذ پر چھپی ہے تقطیع چھاپی گئی ہے۔ قیمت - فی جلد [illegible] ذی استطاعت احباب کو
بہت سی جلدیں خرید کر مفت تقسیم کرنی چاہئیں۔ ملنے کا پتہ - تشحیذ قادیان۔

حضرت مسیح موعود کی کتابیں

حقائق و معارف آسمانیہ و معجزات جنکا انتہاء روز ازل سے خدا کے برگزیدہ نبی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مقدر تھا، کون احمدی ہے۔ جو انہیں پنہاں دل سے پڑھنا نہیں چاہتا۔ انکا ذخیرہ خدا کے فضل سے موجود ہے۔ تمام [illegible] مشتاقان حضرت اقدس قادیان ضلع گورداسپور کے نام آنی چاہئیں۔ مگر ہرگز کسی دوسرے کے نام پر درخواست نہ ہو۔ کیونکہ مہتمم [illegible] ہیں۔ [illegible] حضرت صاحبزادہ صاحب [illegible] پرائیویٹ ملازم کے سپرد ہے۔ [illegible] دوسرے احباب کے کانوں تک بھی [illegible] پہنچا دی جائے

شمسی پرنٹر پریس

اگر آپ کے چند منٹ میں [illegible] انگریزی اردو یا جس زبان میں چاہو چھاپو۔ اور چھاپنے کی ترکیب ایسی سہل کہ [illegible] اس کو بچہ بھی آسانی سے چھاپ سکے۔ قیمت کارڈ سائز [illegible] سائز [illegible]

(۱) شمسی ہیئر آئل۔ یہ خوشبودار روغن دماغ کو معطر [illegible] دل کو سرور بخشتا ہے [illegible] کو دور و دماغ کو قوت [illegible] ہے اور [illegible] قیمت [illegible]

(۲) سفوف [illegible] یہ مرض کئی سال تک لوگوں کو پریشان رکھتا ہے مگر [illegible] سفوف کے [illegible] ہے اور [illegible] ہمیشہ کے لئے [illegible] قیمت [illegible]

(۳) بال [illegible] عرق [illegible] جسم پر لگانے سے چند منٹ میں بال کو صاف کر کے جلد کو نرم کر دیتا ہے۔ کسی قسم کی تکلیف ہوتی ہے اور [illegible] قیمت [illegible]

(۴) عرق [illegible] عرق [illegible] ہوتا ہے [illegible] قیمت [illegible]

شمسی اینڈ کو عمر کھاڑی بمبئی

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

اصل عرق کافور

ڈاکٹری کو ترقی [illegible] ڈاکٹر ایس کے برمن کا اصل
عرق کافور [illegible] تمام ہندوستان میں مشہور ہے عرق کافور کے دست پیٹ [illegible]
[illegible]

عرق پودینہ

ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں کا عرق ہے اس کا رنگ [illegible]
[illegible] یہ عرق ڈاکٹر برمن کی [illegible]
[illegible] پیٹ کا پھولنا [illegible]
[illegible] قیمت [illegible]

جلاب کی گولیاں

[illegible]
[illegible] ڈاکٹر برمن [illegible]
[illegible] گولیاں [illegible]
قیمت [illegible]

درد سر دیا گی درد کی دوا

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر [illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

ولتکن منکم امۃ یدعون
الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر
واولٰئک ھم المفلحون

بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۱۲ء

رسالہ

تشحیذ الاذہان

ایڈیٹر صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد

فہرست مضامین

قیمت سالانہ

عام سے دو روپے (عہ) طلباء سے ایک روپیہ آٹھ آنہ (للعہ)
غیر ممالک سے (دو روپے آٹھ آنہ) پیشگی

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۱۴ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے۔ باہتمام مینیجر اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپا اور مینیجر رسالہ قادیان سے شائع ہوا

فہرست انصار تشحیذ

نام قیمت نام قیمت نام قیمت نام قیمت

جناب فتح محمد صاحب انسپکٹر بسوہلی ۱۲؍ ٫ منشی محمد اکبر خان صاحب ڈیرہ غازیخان ۱۲؍ ٫ جناب محمد احسان الحق صاحب مونگھیر ے ٫ جناب منشی سرفراز خان صاحب ملتان ۱۲؍

٫ بابو عبد الرحمٰن صاحب شملہ ے ٫ غلام غوث صاحب بوسن ٫ جیند آباد دکن ٫ سید علی اکبر شاہ صاحب چک ے ٫ مستری محمد حسین صاحب سیالکوٹی ۱۲؍

٫ محمد دین صاحب سارجنٹ کوئٹہ ے ٫ ڈاکٹر مفضل کریم صاحب بنوں ے ٫ جناب عبد القادر صاحب مدرس ے ٫ حافظ محمد اسحٰق صاحب بمقام سول ے

٫ محمد ابراہیم صاحب چودھری منڈی بہاؤالدین ٫ حسن محمد خان صاحب اسیواڑی ٫ منشی غلام نبی صاحب محرر نہادہ الحادہ ٫ بابو غلام محمد صاحب لاہور ۱۲؍

٫ منشی خدابخش صاحب سگنیلر ے ٫ جناب سید محمد صاحب سرائی خورد ے ٫ مرزا ولی محمد صاحب ہند جلال نگر ۱۲؍ ٫ جناب جلال الدین صاحب گوجرانوالہ ے

٫ ثناء محمد صاحب مدرس ۱۲؍ ٫ غازی الدین محمد یوسف پوسٹ ماسٹر ٫ ڈاکٹر محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن ٫ شیخ مشتاق حسین صاحب پشاور

٫ معراج الدین صاحب سب انسپکٹر ے ٫ جناب فضل الٰہی صاحب داؤد خیل ۱۲؍ ٫ خیر الدین صاحب مالیر کوٹلہ ۱۲؍ ٫ میاں تاج الدین صاحب اردو والی ۱۲؍

٫ میاں عبد المولیٰ صاحب خطیم جدید ۱۲؍ ٫ منشی امام الدین صاحب حضرت کیلیانوالہ ۱۲؍ ٫ بابو عبد الحمید صاحب لاہور ے ٫ عبد الواحد صاحب خانساماں ے

٫ میاں محمد امیر صاحب ڈیرہ گڈھ عہ ٫ مستری محمد حسین صاحب منٹگمری ۱۲؍ ٫ مولوی احمد حسین صاحب اول مدرس گھو ٫ بابو عطا محمد صاحب راولپنڈی ۱۲؍

٫ چوہدری حاکم علی صاحب چک پنیار ۱ ٫ میاں غلام رسول صاحب انسپکٹر ۳ ٫ ڈاکٹر ممتاز علی صاحب جہلم ۱+۱ ٫ مرزا مہتاب بیگ صاحب سیالکوٹی

٫ مولوی جلال الدین صاحب چاک ۱ ٫ مولوی غلام حسن صاحب اسٹیشن ماسٹر ۱ ٫ شیخ غلام حیدر صاحب انسپکٹر ۱ ٫ امام علیخان صاحب ۱

بس یہ وہ احباب ہیں جنہوں نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی اپیل پر توجہ فرمائی ہے جزاہم اللہ احسن الجزاء پچھلی دو سطروں میں ان احباب کے نام مع تعداد درج ہیں جنہوں نے خریدار دیئے ہیں۔ گویا گیارہ سو دوستوں میں سے صرف آٹھ نے ان خطوط پر توجہ فرمائی ہے۔ جو بڑے افسوس کا مقام ہے۔ امید ہے سب بھائی اپنے اپنے فرض کی طرف متوجہ ہونگے۔

شرح اجرت اشتہارات

	سال	چھ ماہ	تین ماہ
فی صفحہ	۲؍	للعہ	۱۲؍
نصف صفحہ	للعہ	۱۲؍	للعہ
تہائی صفحہ	۱۲؍	۸؍	ے

ضمیمہ جو رسالہ کی تقطیع پر مطابق قواعد ڈاکخانہ وغیرہ دو ورق تک اسکی تقسیم کروائی ۲۰ فیصدی ہوگی اور از بٹالہ تا قادیان عدد علیحدہ اور اس سے زیادہ کے لئے ۲۰ فیصدی پر دو ورقی پر ۵ اور بالمقطع ۰۰، تعداد اشاعت جب تک رسالہ ایک پیسہ کے ٹکٹ میں جاسکے

نوٹ۔ اشتہار کا مضمون پہلے دیکھ کر منظوری دیجائیگی مینجر کو اختیار ہوگا جب چاہے کوئی اشتہار بند کر کے بقیہ قیمت واپس کر دے۔

رسیدات زر۔ یکم مارچ سنہ ۱۹۱۲ء

۹۲۲ جناب میاں قدرت اللہ صاحب عا
۹۲۶ ،، ڈاکٹر کرم الٰہی ،، عا
۹۳۹ ،، منشی کرم علی خاں ،، عا
۶۶۱ ،، شیخ محمد حسین انسپکٹر ،، عا
۶۹۳ ،، محمد ظہور الدین ،، عا
۷۲۵ ،، منشی غلام حیدر ،، عا
۸۱۹ ،، شیخ عبد الحمید ،، عا
۸۵۹ ،، حافظ فضل احمد ،، عا
۸۹۲ ،، شاہزادہ سلطان ابراہیم خان ،، عا
۳۳۰ ،، شیخ رحمت اللہ ،، صہ
۹۳۶ ،، میاں عبد الرحمٰن ،، عا
۱۱۹۹ ،، عبد الصمد ،، [illegible]
۲۳۱ ،، تدبیر محمد ،، عا
۱۳۳ ،، حکیم محمد قاسم ،، ہے
۳۳۳ ،، مسٹر محمد ابراہیم ،، عہ

۲ مارچ سنہ ۱۲ء

۱۶۹ جناب ماسٹر محمد الدین صاحب چندہ مبرئی الصہ

۴ مارچ سنہ ۱۲ء

۲۲۲ جناب سید ناصر شاہ صاحب عا
۹۳۷ ،، شمس الدین سوداگر ،، عا

۹۲۵ جناب حکیم خادم علی صاحب عا
۹۲۲ ،، عبد العزیز ،، عا
۹۰۷ ،، منشی حسن علی ،، عا
۸۹۳ ،، نصر الدین ،، عا
۸۹۳ ،، چوہدری غلام حسین ،، عا
۹۳۰ ،، محمد عمر الدین ،، عا
۱۲۱۰ ،، میاں فضل دین ،، عا
۱۲۵۷ ،، عبد اللہ خان ،، عا
۳۱۳ ،، خواجہ کمال الدین ،، عا
۲۱۸ ،، منشی امیر الدین ،، عا
۵۱۶ ،، بابو برکت علی ،، عا
۱۱۲۲ ،، غلام محمد صوبیدار ،، عا
۳۲۶ ،، بابو روشن دین ،، عا
۱۱۲۲ ،، بابو عبد الرحمٰن ،، عا
۲۲۶ ،، حافظ عبد المجید ،، عا
۸۵۷ ،، چوہدری میراں بخش ،، عا
۲۱۳ ،، یعقوب خان ،، عا
۹۲۰ ،، عبد اللہ ،، عا
۳۰۷ ،، سکرٹری انجمن احمدیہ مدان ،، عا
۲۱۹ ،، مولوی غلام حسین ،، عا
۹۹۷ ،، غلام مصطفیٰ انسپکٹر ،، عا

۳۵۳ جناب خدا بخش صاحب عا
۲۸۲ ،، منشی تاج الدین ،، عا
۴۲۷ ،، چوہدری محمد خان ،، عا
۲۸۵ ،، میاں عزیز بخش ،، عا
۷۰۷ ،، مصری خان ،، عا
۵۵۳ ،، خداداد خان ،، عا
۵۶۲ ،، شیخ مشتاق حسین ،، عا
۶۶۲ ،، میاں دین محمد ،، عا
۵۹۶ ،، کریم بخش ،، عا
۶۱۹ ،، ڈاکٹر محمد حسین ،، عا
۶۹۷ ،، منشی محمد علی ،، عا
۲۳۶ ،، منشی عبد العزیز ،، عا
۱۱۵۷ ،، منشی محمد الدین ،، عا
۲۳۳ ،، شیخ عبد الحق ،، عا
۱۱۳۱ ،، منشی فضل الٰہی ،، عا
۶۵۳ ،، میاں محمد بخش ،، عا
۱۶۳ ،، شیخ غلام نبی ،، عا
۲۲۲ ،، محمد سلیمان ،، عا
۱۸۳ ،، منشی عبد الرحمٰن ،، عا
۱۹۱ ،، شیخ نور احمد ،، عا
۱۰۰۶ ،، ڈاکٹر محبوب عالم ،، عا

۱۸۱ جناب بابو غلام محمد صاحب عا/ ار	۵ ر اپریل سنہ ۱۲ ۱۲۸۰ جناب جان محمد صاحب ۸ ر	۹۲۵ جناب مولوی نور محمد صاحب عا/ ار
۲۱۵ " ماسٹر غلام محمد " عا/ ار	۹۳ " شیخ محمد حسین " صہ/ ار	۹۱۹ " بابو غلام محی الدین " عا/ ار
۹۵۳ " قاضی عبد المجید شاہ اطہر " عا/ ار	۱۱۱۸۵ " بابو نیاز محمد " ہے/ ار	۹۱۵ " چوہدری ولیداد خان " عا/ ار
۹۳ " ڈاکٹر بشارت احمد " عا/ ار	۱۱۰ " چوہدری مہر خان چندہ ممبری مع قیمت " ہے/ ار	۹۱۲ " مرزا رسول بیگ " عا/ ار
۲۳۰ " ڈاکٹر سید عبد الستار " عا/ ار	۱۵ " میاں رحمت اللہ " ہے/ ار	۹۰۳ " میاں سلیمان " عا/ ار
۱۴۵ " مستری محمد حسین " عا/ ار	۱۱۲۹ " چوہدری غلام احمد " عا/ ار	۹۰۳ " منشی احمد علی " عا/ ار
۱۳۹۶ " سردار جمیل اللہ " عا/ ار	۱۱۸۲ " میر اعجاز حسین " عا/ ار	۹۴۶ " خیر الدین خان " عا/ ار
۱۱۸ " منشی الٰہی بخش " عا/ ار	۲۲۵ " بابو عبد الغنی " عا/ ار	۹۴۱ " بابو محمد اسماعیل " عا/ ار
۹۶۷ " شیخ فضل کریم " عا/ ار	۱۱۹۰ " منشی غلام محمد " عا/ ار	[illegible] " میاں تاج الدین " عا/ ار
۹۰۰ " نظام الدین " عا/ ار	۱۲۱۷ " مفتی نور احمد " عا/ ار	۹۵۵ " شیخ فتح دین " عا/ ار
۹۵۴ " مولوی عبد القادر " عا/ ار	۱۲۳۸ " ایوب احمد " عا/ ار	۶۱۹ " سید انعام رسول " عا/ ار
۲۶۴ " عبد الغنی خان " ہے/ ار	۱۲۵۲ " سیف الدین " عا/ ار	۶۲۲ " بابو محمد رشید خان " عا/ ار
۲۷۰ " بدر الدین ولد قطب الدین " ہے/ ار	۱۲۸۰ " محمد جان " عا/ ار	۵۶۳ " منشی اکبر علی " عا/ ار
۴۱۶ " بابو دین محمد " عہ/ ار	۱۲۹۶ " چوہدری چھجو خان " عا/ ار	۲۴۷ " امیر اللہ خان " عا/ ار
۲۹۱ " سید صادق حسین " ہے/ ار	۱۳۱۰ " سندھی شاہ " عا/ ار	۲۰۳ " محمد خان " عا/ ار
۱۱۳۷ " حاجی امیر الدین محمد اسمٰعیل " عہ/ ار	۱۳۱۶ " فضل کریم " عا/ ار	۲۷۹ " قاضی عطاء الٰہی " عا/ ار
۲۶ " مولوی محمد فضل خان " عہ/ ار	۱۲۵ " سیٹھ اسماعیل آدم " عا/ ار	۲۲۸ " مرزا سلطان احمد " عا/ ار
۲۶۸ " بابو فضل الرحمٰن " عہ/ ار	۲۳۶ " بابو فخر الدین " عا/ ار	۱۲۲۹ " مفتی محمد اظہار حسین " عا/ ار
۱۱۱۳ " بابو فضل کریم " ہے/ ۲ر	۲۲۶ " محمد حسین خان " عا/ ار	۱۰۲۷ " مخدوم محمد صدیق " عا/ ار
چندہ سالانہ عہ/ امتیازی قیمت محصول ۲ر	۹۴۳ " مولوی نور حسین " عا/ ار	۹۹۴ " منشی فضل الٰہی " عا/ ار
۱۰۱ " حافظ سجادہ شاہ علی وحید شاہ علی " عا/	۹۵۲ " منشی شمس الدین " عا/ ار	۲۲۲ " نور الدین " عا/ ار

نمبر ۱۱۲ جناب محمد یوسف صاحب (پلیڈر) ا/عا
نمبر ۲۹۵ 〃 میاں محمد ابراہیم جان جی مستی صاحب ا/عا
نمبر ۲۶۲ 〃 چوہدری اللہ رکھا صاحب ا/عا
نمبر ۷۹۹ 〃 ابراہیم 〃 ا/عا
نمبر ۲۹۳ 〃 حکیم اخوند محمد رمضان 〃 ا/عہ
نمبر ۵۷۹ 〃 میاں عبدالعزیز 〃 ا/عہ
نمبر ۹۷۷ 〃 شیخ فتح محمد 〃 ا/عہ
نمبر ۹۰۵ 〃 میاں عبدالعزیز 〃 ا/عہ
نمبر ۶۶۸ 〃 سیٹھی محمد شفیع 〃 ا/مہ
نمبر ۱۲۶۹ 〃 عبدالقادر 〃 ا/مہ
نمبر ۱۲۵۳ 〃 شیخ عبدالکریم عرف چوہڑ 〃 ا/مہ
نمبر ۶۸ 〃 بابو احمد الدین 〃 ا/عا
نمبر ۶۲۲ 〃 میاں احمد الدین 〃 ا/عہ
نمبر ۱۱۱۲ 〃 سید اسد اللہ شاہ 〃 ا/ہے
چندہ ممبری [illegible]
نمبر ۱۰۳۶ 〃 اللہ بخش صاحب ا/ہے
نمبر ۳۶۲ 〃 عمر الدین ٹھیکیدار 〃 ا/عا
نمبر ۴۵۷ 〃 میاں لطف الرحمن 〃 ا/عا
نمبر ۱۲۶۶ 〃 نصیر الدین اوورسیر 〃 ا/عا
نمبر ۱۲۹۵ 〃 اکبر علی ٹھیکیدار 〃 ا/عا
نمبر ۷۷۶ 〃 گلبرگی محمد غوث 〃 ا/عا
نمبر ۸۳ 〃 بابو عبدالمجید 〃 ا/عا

نمبر ۹۰ جناب میر حامد شاہ صاحب ا/عا
نمبر ۹۲۰ 〃 میاں عبدالغنی 〃 ا/عا
نمبر ۱۲۰ 〃 میاں اللہ دتہ 〃 ا/عا
نمبر ۵۲۴ 〃 مولوی ابوالحمید 〃 ا/عا
نمبر ۳۷۱ 〃 غلام حیدر انسپکٹر 〃 ا/عا

۷ - مارچ سنہ ۱۳ء

نمبر ۵۱۸ جناب شیخ مولا بخش صاحب ا/عا
نمبر ۲۱۱ 〃 میاں چراغ الدین 〃 ا/عا
نمبر ۳۸۶ 〃 میاں عبدالعزیز 〃 ا/عا
نمبر ۵۲۵ 〃 سید محمد رضوی 〃 ا/عا
نمبر ۵۴۳ 〃 چوہدری غلام محمد 〃 ا/عا
نمبر ۵۶۶ 〃 سید دلاور شاہ 〃 ا/عا
نمبر ۶۳۸ 〃 بابو اشتیاق حسین 〃 ا/عا
نمبر ۶۷۵ 〃 غلام محمد 〃 ا/عا
نمبر ۴۳۸ 〃 بابو محمد فضل 〃 ا/عا
نمبر ۹۳۳ 〃 منشی عبدالولی 〃 ا/عا
نمبر ۹۰۶ 〃 چوہدری بڈھے خان 〃 ا/عا
نمبر ۹۶۲ 〃 بابو مظفر حسین 〃 ا/عا
نمبر ۱۳۵۶ 〃 منشی الٰہی بخش 〃 ا/عہ
نمبر ۵۹۳ 〃 ماسٹر عبدالعزیز 〃 ا/مہ
خواجہ علی صاحب مہتمم لنگر خانہ ا/۲

۳ - مارچ سنہ ۱۳ء

نمبر ۲۷۵ جناب شیخ عبدالرحمن صاحب ا/ہے
نمبر ۹۸۵ 〃 بابو جمال الدین 〃 ا/عا
نمبر ۱۳۸ 〃 ڈاکٹر رحیم بخش 〃 ا/عا
نمبر ۹۵۰ 〃 منشی امیر الدین 〃 ا/عا
نمبر ۹۰۶ 〃 مستری عبدالرحمن 〃 ا/عا
نمبر ۹۱۷ ملک حسن محمد خان 〃 ا/عا
نمبر ۶۰۲ 〃 مرزا ولی محمد بیگ 〃 ا/عا
نمبر ۱۱۹۱ 〃 مولوی محمد ابراہیم 〃 ا/عا
نمبر ۱۱۷۶ 〃 مرزا عباس علی 〃 ا/عا
نمبر ۱۲۲۱ 〃 سید حیات علی 〃 ا/عا
نمبر ۱۱۶۲ 〃 منشی غلام نبی 〃 ا/عا
نمبر ۱۰۲۴ 〃 احسان الحق 〃 ا/عا
نمبر ۹۶۹ 〃 منشی عبدالحفیظ 〃 ا/عا
نمبر ۹۹۳ 〃 مولوی محمد یعقوب 〃 ا/عا
نمبر ۳۵۶ 〃 منشی عبدالخالق 〃 ا/عا
نمبر ۳۹۴ 〃 پیر اللہ دتہ 〃 ا/عا
نمبر ۱۱۶۱ 〃 شیر محمد خان 〃 ا/عا
نمبر ۴۰۸ 〃 مفتی گلزار محمد 〃 ا/عا
نمبر ۶۲۹ 〃 بابو عطار محمد 〃 ا/عا
نمبر ۶۸۵ 〃 میاں رحمت اللہ 〃 ا/عا
نمبر ۶۹۹ 〃 میاں احمد حسین 〃 ا/عا

۱۲۴ جناب شاہ سرن صاحب عا	۱۱۵۱ جناب محمد عبد الہادی صاحب عا	۱۱۴۳ جناب ولی محمد صاحب عا
۱۴۷۷ " محمد رمضان " عا	۱۲۳۷ " میاں کرم الٰہی " عا	۱۰۶۹ " بابو محب الرحمن " عا
۸۶۶ " چوہدری فضل الٰہی " عا	۹۳۶ " سید محمد اسماعیل " عا	۲۴۸ " چوہدری حیات محمد " عا
۹۵۲ " منشی غلام رسول " عا	۳۰۲ " فضلین ولد سجاول " عا	۸۵۲ " میاں عبد الحکیم " عا
۱۰۲۹ " مولوی غلام رسول " عا	۴۲۶ " محمود خان صاحب عا	۹۲۶ " میاں محمد اکبر " عا
۹ - مارچ سنہ ۱۹۱۲ء	۳۱۶ " منشی محمد نواب خان " عا	۷۱۲ " ماسٹر محمد اشرف " عا
۸۰۷ جناب سید امیر علی صاحب صہ	۵۲۹ " چوہدری حاکم علی " عا	۳۲۱ " مرزا عنایت اللہ صاحب " عا
۲۵۸ " منشی امام الدین " پہ	۱۴۸۵ " میاں الٰہی بخش " ۹	۱۳۳۷ " پروفیسر محمد عطاء الرحمن ایم اے " عا
۱۱۲۳ " چوہدری غلام قادر " ہے	۳۰۸ " منشی نظام الدین " عہ	۱۴۳ " خانصاحب ذو الفقار علی خان " عا
۱۴۹۰ " مولوی محمد اسماعیل " عا	۴۱۲ " علی احمد " ۹	۶۸۵ " شیخ عبد الرحیم و شیخ عبد العزیز " عا ۱۲ - مارچ سنہ ۱۹۱۲ء
۱۲۴۸ " مولوی محمد حبیب اللہ " عا	۲۱۵ " چوہدری غلام احمد " عا	۱۳۶۲ " نور الٰہی صاحب عا
۴۳۶ " نواب الدین " عا	۱۱ - مارچ سنہ ۱۹۱۲ء	۵۸۵ " سید محمد " عا
۹۹۹ " چوہدری کریم بخش " عا	چندہ ممبری شیخ یعقوب علی صاحب عہ	۱۶۹ " حکیم محمد انوار حسین خان " عہ
۱۱۷۱ " چوہدری نواب علی " عا	۲۷ چوہدری عبد اللہ خان صہ	۹۴۷ " مولوی میر محمد سعید " عا
۱۳۳۵ " قاضی عطا محمد " عا	۱۱۳۶ " بابو محمد شفیع " ہے	۱۴۶۲ " مولوی محمد علی " عا
۱۴۰۰ " مولوی عزیز بخش " عا	۹۹۳ جناب چوہدری عطاء اللہ " عا	۱۰۵۶ " حافظ فتح محمد " عا
۱۳۶۴ " عبد الرحمٰن " عا	۹۴ " میاں عبد الغنی " عا	۱۱۲۴ " منشی محمد الدین " عا
۱۳۲۱ " حیات محمد " عا	۳۳۱ " کریم بخش " عا	۳۲۵ " چوہدری محمد سرفراز خان " عا
۰۰۰ " عطا محمد " عا	۴۹۱ ملک غلام احمد " عا	۱۴۲ " خانصاحب عبد الکریم خان " عا
۹۴۹ " منشی محمد اروڑ " عا	۴۴۱ " میاں نظام الدین " عا	۲۶۱ " میاں محمد الدین " عا
۹۹۳ " ملک عادل شاہ " عا	۱۱۹ شیخ محمد یوسف " عا	۲۰۴ " سلطان محمد " عا

۱۳۴۷ جناب میاں سلطان عالم صاحب ۱ر	۳۹۵ جناب منشی عبدالعظیم صاحب ۱ر	۳۸۹ جناب امام خان صاحب ۱ر
۹۳۷ ” شیخ شیرانی ” ۱ر	۳۸۳ ” کریم بخش ” ۱ر	۸۵۱ ” شیخ طاہرالدین ” ۱ر
۱۳ مارچ ۱۲ء	۸۸۳ ” میاں غلام احمد ” ۱ر	۸۸۵ ” سید غلام صمد ” ۱ر
۲۸۶ ” مرزا یعقوب بیگ صاحب ۱ر	۸۳۴ ” منشی عبداللہ ” ۱ر	۱۸ مارچ ۱۳ء
۱۲۳۵ ” خان محمد گرداور ” ۱ر	۱۳۹۳ ” الیاس الدین ” عہ	۱۸۳ ” محمد امیر ” ۱ر
۱۹۵ ” حافظ نور احمد ” ۱ر	۱۵ مارچ ۱۲ء	۷۰۰ ” چوہدری مرزا خان ” ۱ر
۹۲ ” بابو منظور الٰہی ” ۱ر	۶۵۶ ” چوہدری غلام حسین ” ۱ر	۹۰ ” چوہدری محمد حیات ” ۱ر
۱۴۹۱ ” منشی عطا محمد ” ۱ر	۵۳۶ ” مولوی برکت علی ” ۱ر	۱۰۳۵ ” سید عابد علی شاہ ” ۱ر
۱۳۹۸ ” میاں احمد حسن ” ۱ر	۲۶۴ ” ملک عبداللہ ولد نورالدین ” ۱ر	۱۰۳۵ ” میاں عبدالعزیز ” ۱ر
۲۴۰ ” منشی عبدالحق ” ۱ر	۳۹۳ ” منشی غلام احمد صاحب ۱ر	۱۴۰۶ ” اللہ دتہ عرف گلاب خان ” ۱ر
۲۴۳ ” مولوی غلام امام ” ۱ر	۹۵۸ ” منشی فضل الٰہی ” ۱ر	۲۵۳ ” سید عظیم الدین ” ۱ر
ڈاکٹر ایس کے برمن عسہ	۹۰۴ ” مولوی اختر علی ” ۱ر	۳۱۳ ” ملک عباس خان ” ۱ر
۱۴ مارچ ۱۲ء ۱۲۱ ” بابو نذیرالدین ” سے	۱۲۸۸ ” علی اکبر شاہ ” ۱ر	۹۶۷ ” شیر بہادر خان ” ۱ر
۱۱۰۶ ” شیخ خدا بخش ” سے	۳۰۶ ” محمد حسین ” ۱ر	۹۶۳ ” بابو محمد افضل ” ۱ر
۱۰۳۶ ” غلام محی الدین ” ۱ر	۱۸۸ ” منشی غلام محمد ” ۱ر	۵۸۶ ” ڈاکٹر حسن علی ” ۱ر ۱۹ مارچ ۱۲ء
۷۹ ” برکت علی ” ۱ر	۱۰۰۰ ” مولوی محمد یحییٰ ولد محمد یعقوب ۱ر	۱۲۸۷ ” بابو برکت علی ” ۱ر
۱۱۱۹ ” میاں عیسیٰ خان ” ۱ر	۱۲۶۶ ” چوہدری فتح محمد ” ۱ر	۱۳۸۹ ” چوہدری طالع محمد ” ۱ر
۳۴۰ ” منشی محمد اکبر ” ۱ر	۳۶۰ ” منشی ہاشم علی ” ۱ر	۱۲۱۴ ” محمد رفیق ” ۱ر
۱۲۹۲ ” منشی عبدالغفور ” ۱ر	۱۳۳۳ ” شیخ محمد عبداللہ ” ۱ر	۳۴۸ ” عبدالغنی ” عہ
۱۰۵۳ ” قاضی محمود عالم ” ۱ر	۱۶ مارچ ۱۲ء ۸۱۹ ” چوہدری حکم دین ” ۱ر	۲۲۰ ” عبدالرزاق ” ۱ر ۲۲ مارچ ۱۲ء
۹۲۵ ” منشی شاہ محمد ” ۱ر	۱۲۶۸ ” محمد سیف الدین ” ۱ر ۶۹۹ ” مہرالدین ” ۱ر	صوفی غلام حسن صاحب رسالہ [illegible] ۲

۱۴۳۳ جناب منشی محمد الدین صاحب ۱ر
۱۲۲۱ " منشی بوٹیخاں پٹواری " ۱ر
۵۵۷ " بابو نور محمد " عمر
۶۱۳ " عبدالقادر " ۱ر
۲۳ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء
۱۳۳ جناب منشی عبداللہ خاں صاحب ۱ر
۱۰۰۹ " شیخ فتح محمد " ۲۵/۱۲ ۱ر
۲۵۰ " حافظ احمد الدین " ۱ر
۲۷ مارچ سنہ ۱۲ء
۱۰۲۲ " میاں بشیر الدین " ۱ر
۱۳۳۷ " بابو غلام محمد " ۱ر
۲۸ مارچ سنہ ۱۲ء
رجانہ دی پی
۵۲۸ " بابو فقیر علی " ۱۰/
۳۰ مارچ سنہ ۱۲ء
۶۹۰ " منشی محمد ابراہیم " ۱ر
۱۱۸۴ " خواجہ بشیر الدین " ۱ر
۱۷۹۸ " محمد بخش اسسٹنٹ ... " ۱ر
۲ اپریل سنہ ۱۲ء
۱۴۹۵ جناب پیرزادہ حامد علی صاحب ۱ر
۱۲۶ " محمد صادق " ۱ر
۱۴۹۲ " سراج الدین " ۱ر
۱۵۰۰ " بابو چراغ دین " ۱ر

۳ اپریل سنہ ۱۲ء
۱۱۷ جناب مرزا خدا بخش صاحب للعہ
قیمت سنہ ۱۱ عا قیمت سنہ ۱۲ عا
۱۲۲۷ " مستری نور الدین " ۱ر
۵ اپریل سنہ ۱۲
۹۷۵ " منشی فرزند علی " صر
۱۴۶۹ " منشی محمد حسین خان " ۱ر
۱۵۰۳ " کرم رسول " ۱ر
۱۱۷ " چوہدری غلام حیدر " ۱ر
۱۴۹۷ " میاں اللہ جوایا " ۱ر
۱۴۹۲ " منشی محمد اسماعیل " پر
۶ اپریل سنہ ۱۲ء
۱۴۰۶ " میاں غلام حسین " ۱۰/
قیمت سنہ ۱۰ عا سنہ ۱۱ عا سنہ ۱۲ عا
چندہ ممبری سنہ ۱۰ عہ سنہ ۱۱ عہ سنہ ۱۲ عہ
۲۵ " مولوی محمد علی صاحب ۱ر
۲۵۴ " منشی رحیم الدین " ۱ر
۱۰۶۲ " بابو اقبال علی " ۱ر
۱۲۹۳ " سید شبیر شاہ " ۱ر
۸ اپریل سنہ ۱۲
۱۵۰۲ " عبداللہ " ۱ر
۱۳۳۹ " غازی الدین عمید " ۱ر
۱۲۳۸ " محمد شریف " ۱ر
۱۰ اپریل سنہ ۱۲
۱۰۶۶ " ماسٹر مہر الدین " ۴ر

۱۳۹۳ جناب قائم الدین صاحب ۱ر
۱۲ اپریل سنہ ۱۲
۱۱۳۹ " سید گلزار حسین " ۸ر
۱۳ اپریل سنہ ۱۲
۱۳۶۸ " منشی عنایت اللہ " عہ ۱ر
۱۵۰۱ " شیخ محمد " ۱ر
۱۳۶۶ " مولوی محمد تقی " ۱ر
۱۵۰۵ " محمد رئیس الدین " ۱ر
۱۵ اپریل سنہ ۱۲ء
۳۰۳ " منشی قدرت اللہ " ۱ر
۱۷ اپریل سنہ ۱۲ء
۱۵۰۷ " عظیم بخش " ۱ر
۱۹ اپریل سنہ ۱۲
۱۳۲۳ " منشی گلاب الدین " ۸ر
۲۰ اپریل سنہ ۱۲ء
عبداللہ صاحب خانسامان ۱ر
ہر چہ وی کا ...
۲۴ اپریل سنہ ۱۲
۳۳۷ / ۱۵۰۹ ڈاکٹر محمد علیخان صاحب افریقہ ۱۲ر
ہنگ کانگ
۱۳۹۸ جناب اللہ دین صاحب للعہ
قیمت سنہ ۱۱ عہ قیمت سنہ ۱۲ عا
۲۶ اپریل سنہ ۱۲
۱۵۰۶ " حافظ محمد عبد الحمید " ۱ر
۱۵۰۳ " بھائی غلام نبی " ۱ر

۲۰۸/ جناب فتح علیشاہ صاحب ۸/
(۳۰ تا ۱۲)
۱۰۰۷/ " ڈاکٹر امیر خان " ۶/ ار
۹۲۲/ " غلام احمد " ۶/

۴ - مئی سنہ ۱۲ ع

(چندہ کا سنہ)
۱۱۹۶/ " بابو دین محمد " ۱عہ/ ار
۱۵۱۲/ " چوہدری نعمت اللہ " ۶/ ار
۱۱۵۰/ " بابو یار محمد " ۶/ ار
۱۲۵۹/ " مرزا مہتاب بیگ " ۶/ ار
(۳ $\frac{5}{12}$ سنہ و سنہ ۱۲)
۹۲۰/ " سلطان محمد " عو
۱۴۷۱/ " حکیم عنایت اللہ " عہ
۱۳۰۳/ " حکیم اللہ دتہ " عہ/ ار
۷۶۵/ " منشی سربلند خان " ۶/ ار

۴ - مئی سنہ ۱۲ ع

۱۰۶۹/ " ماسٹر محمد الدین " عہ

۷ - مئی سنہ ۱۲

۱۳۰۱/ " ڈاکٹر الٰہی بخش " عہ
۱۳۰۳/ " میر بشارت علی " ۶/
۴۹۸/ " بابو فضل الرحمٰن " عہ/ ار
۱۵۱۳/ " محمد یٰسین " ۶/ ار
۱۵۱۸/ " نبی بخش " ۶/ ار
(۹ $\frac{1}{12}$)
۹۲۶/ " منشی احمد الدین " ۶/ ار

۲۹۶/ جناب رحمت اللہ خانصاحب عہ

۱۰ - مئی سنہ ۱۲ ع

۹۲۲/ " چوہدری حسین بخش سنہ ۱۱ " ۶/ ار

۱۱ - مئی سنہ ۱۲

۱۶/ " عبد الصمد " عہ/ ار
۱۳۳۶/ " مولوی فتح محمد " ۶/ ار

۱۳ - مئی سنہ ۱۲

۱۳۶۳/ " محمد زمان " سے
۱۵۱۰/ " بابو محمد اسحٰق " ۶/ ار
۱۵۱۶/ " خواجہ عبد العزیز " ۶/ ار

۱۴ - مئی سنہ ۱۲

(محمد سنہ ۱۱ تا چندہ)
۱۲۰۶/ " امام الدین زرگر " سے
(اشتہار)
ایس کے احمد بمبئی اوجرت سے

۱۵ - مئی سنہ ۱۲

۱۵۱۹/ " محمد عطاء اللہ " ۶/ ار

۱۶ - مئی سنہ ۱۲ ء

محمد اللہ خان صاحب برائے طابعلم عہ
۵۱۰/ " منشی غلام نبی " ۶/ ار

۱۸ - مئی سنہ ۱۲

۱۰۱۱/ " معراج الدین " سے
۱۵۱۲/ " غلام محمد " عہ

۲۰ - مئی سنہ ۱۲ قیمت سنہ ۱۱ چندہ ۱۲/
۱۱۲۶/ جناب محمد اسمٰعیل صاحب معتبر سے
۹۵۲/ " عبد القادر " عہ (اعانت)
۱۳۳۴/ " بابو عبد الرحمٰن " عہ ار

۲۲ - مئی سنہ ۱۲ ء

۱۵۲۳/ " سید ظہور احمد " ۶/
۱۰۰/ " ڈاکٹر محمد اسمٰعیل " ۶/
۶۵۱/ " منشی سربلند خان ۹/
۱۲۹/ " فتح محمد " ۱۰/

۲۴ - مئی سنہ ۱۲ ع

۱۵۳۳/ جناب منشی نور محمد صاحب ۶/
(۲۵ $\frac{5}{12}$)
" منشی عبد العزیز صاحب اعانت ۶/
۱۰۳۲/ " منشی محمد احسان الحق " عہ/ ار

۲۷ - مئی سنہ ۱۲

۴۲۹/ " حسن موسیٰ خان " ۶/
۲۰۵/ " تاج الدین " عہ

۲۸ - مئی سنہ ۱۲

۵۲۷/ " مولوی تصدق حسین " ۶/
۱۰۴۵/ " منشی غلام محی الدین " ۶/ ار
۱۵۲۶/ " شیخ محمد صادق " سے ار

۲۹ - مئی سنہ ۱۲

۵۷۷/ " میاں نذیر احمد سنہ ۱۱ " عہ ۱۰/
(جلد سنہ)
۱۱۹۶/ " حافظ عبد العزیز صاحب " عہ/ ار
۱۳۶۱/ " مولوی محمد رمضان سنہ ۱۱ " ۶/ ۲

۱۲۱ جناب نور محمد صاحب عا

۳۰ - مئی سنہ ۱۲ء

۱۳۹۵ " قاضی حبیب اللہ " عا

۱۱۹۷ " میاں غلام رسول " عا

۹۰۹ " ابراہیم معرفت نظام الدین " عا

۹۳۲ " سید بہادر علی شاہ " عا

۳۵۶ " بابو محبوب عالم " عا

۱۱۹۷ " حاجی عبد القدیر " عا

۱۵۳۲ " الٰہی بخش نقشہ دز " عا

۹۷۱ " میاں شیر محمد خان " عا

۹۳۹ " ڈاکٹر ممتاز علی " عا

۱۵۳۱ " حاجی محمد حنیف " عا

یکم جون سنہ ۱۲ء

۱۵۳۵ جناب منشی عبد الرحمٰن صاحب عا

۶۶۰ " قاضی سراج الدین " عا

۹۱۰ " بابو خدا بخش سگنیلر " عہ

۲ - جون سنہ ۱۲ء

۱۰۵۹ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد
قیمت رسالہ عا چندہ ممبری عا

۱۹۲ " میاں فضل الرحمٰن صاحب معرفت منشی
محمود احمد صاحب عا

۴ - جون سنہ ۱۲ء

۶۱۱ جناب میاں محمد الدین صاحب ۸/

۹۴۰ " میاں عبد اللہ " عہ

۶۱۱ " ڈاکٹر محمد حسین " عہ

۱۱۹۲ " عبد الحمید " عا

۱۳۲۳ " عبد الکریم " عا

۱۵۲۶ " قربان علی " عہ

۵۲۳ " شیخ مشتاق حسین " ۔/

۵ - جون سنہ ۱۲ء

۱۳۹۳ " عبد الرحیم خان " عہ

۱۵۱۹ " مظہر علی " عا

۱۵۳۶ " میاں نجف خان " عا

۶ - جون سنہ ۱۲ء

۲۹۵ " شیخ محمد بخش صاحب عا

۱۲۷۹ " مولاداد " عا

۱۵۰۹ " میاں عبد الرزاق " عا

۱۱۵۶ " منشی محمد الدین " عہ

۱۵۳۸ " سید محمد حسین " عا

۳۷۱ " غلام حید " عا

۱۵۳۹ " بابو مہر الٰہی " عا

۱۳۲۹ " غازی الدین " عہ

۳۹۳ " چوہدری پیر اندتہ " عہ

۱۰ - جون سنہ ۱۲ء

۹۱۳ جناب محبوب عالم صاحب عا

۲۸۹ " بابو فضل الرحمٰن " عہ

۵۸۳ " منشی عنایت علی خان " عا

۱۰۱۶ " ملک کرم الٰہی " عا

۱۵۲۸ " مستری روڑا " عا

۱۲۴۲ " چوہدری مہتاب خان " عا

۸۰۵ " بابو جمال الدین " عہ

۷۹۶ " رحمت خان " عا

۱۳۹۸ " اللہ دین " ۸/

۹۶۵ " بابو اللہ بخش " عا

۱۱۵۲ " منشی غلام نبی " عہ

۱۴ - جون سنہ ۱۲ء

۱۲۰۸ " منشی محمد بخش " عا

۱۲۷۸ " علی اکبر شاہ " عہ

۱۱۹ " مولوی سکندر علی " عا

۱۲۲ " منشی گلاب دین " ۸/

۱۵ - جون سنہ ۱۲ء

۹۹۰ " محمد ابراہیم " ۸/

۶۹۲ " محمد عمر خان " عا

۱۵۳۳ " محمد علی خان " عہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ جولائی ۱۹۱۲ء

مرزا غلام احمدؑ قادیانی

مسیح موعود مرسل یزدانی

اس بات کا ثبوت کہ ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت مرزا غلام احمدؑ خدا کے سچّے رسول اور مہدی آخر الزمان تھے۔ اور وہ مسیح تھے جنکا انتظار نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ دوسرے فرقوں کو بھی ہے۔ چند تمہیدات پر موقوف ہے۔

اول یہ کہ وہی **عیسیٰ ابن مریم** دوبارہ آسمان سے بجسدہٖ العنصری نازل ہونیوالا نہیں۔ کیونکہ وہ تو وفات پاچکا۔ اسکی وفات کا ثبوت یہ ہے۔ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ (آخیر رکوع مائدہ) یعنی جب مسیح اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگا۔ تو اپنی بریت کے لیے جناب

باری میں عرض کریگا جب تو نے مجھے وفات دی تو پھر تو ہی ان پر نگہبان تھا مجھے کچھ خبر نہیں۔ توفیتنی کے معنی خواہ اٹھا لیا" کئے جائیں تو بھی مطلب حاصل ہے۔ کیونکہ لاعلمی کا عذر جبھی صحیح ہو سکتا ہے کہ وہ دوبارہ اس دنیا میں نہ آئے ہوں۔ ورنہ یہ کہنا کہ مجھے کچھ خبر نہیں صریح جھوٹ ہے۔ جو ایک نبی سے محال ہے دوم وہ عیسائیوں کا بگڑنا اپنی وفات کے بعد ذکر کرتے ہیں۔ چونکہ عیسائیوں کے عقیدے بگڑ چکے ہیں اور وہ حضرت عیسیٰ کو خدا بنا رہے ہیں۔ اسلیئے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی۔ کہ مسیح مر چکے ہیں۔

رفعه الله الیه سے انکا زندہ آسمان پر جانا ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ کلمہ ماقتلوہ یقیناً کے مقابل میں آیا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ مسیح مقتول بالصلیب ہو کر ملعون حسب باب استثنا آیت ۲۱ نہیں بنے بلکہ خدا نے انہیں مرفوع کیا جیسا کہ اور انبیاء کو بعد از موت بہ رفع دیا کرتا ہے۔ اور جیسا کہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ کی ترتیب سے ظاہر ہے کہ یہ رفع بعد موت ہے۔ جو لوگ واو ترتیب کے لئے نہیں مانتے وہ ذرا مہربانی فرما کر بتائیں۔ کہ مُتَوَفِّیْكَ کہاں رکھا جائے آیت تو یوں ہے اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ پ ۳ ع ۱۳ اب چونکہ تطہیر بھی ہو چکی ہے اور غلبہ بھی کفار پر تابعین حضرت عیسیٰ کو ہے۔ تو کیا توفی یوم القیامت کے بعد ہوگی۔ سوچنے کا مقام ہے ایسا ہی وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ کے جو یہ معنی کئے جاتے ہیں۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام کے موت سے پہلے ہر ایک اہل کتاب ان پر ایمان لائیگا۔ یہ بھی غلط ہے۔ بایں وجوہات

(۱) رفع سے نزول تک کئی اہل کتاب مر چکے ہونگے۔ پھر کچھ یہاں میں کچھ وبا سے مرینگے۔ پس ہر ایک اہل کتاب تو کبھی ایمان نہ لایا۔ اگر وقت نزول کی تخصیص ہے۔ تو آیت سے ثبوت دو (۲) یہ خلاف ہے وَاَلْقَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ کے کیونکہ اس آیت سے یہود کا وجود تا روز قیامت بوصف عداوۃ و بغضاء ضروری ہے۔

(۳) یہی ثبوت ملتا ہے جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ سے (۴) یہ زمانہ ہے حضور نبی کریم صلعم کا پس عیسیٰؑ پر ایمان لانا کیا معنی رکھتا ہے پھر آسمان پر چڑھنا۔ فیھا تحیون وفیھا تموتون (سورہ اعراف رکوع ۲) کے خلاف ہے اور وہاں آسمان پر اس جسد عنصری کا بلا طعام ایک حالت پر رہنا خلاف ہو آیت (۱) وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ (انبیاء رکوع ۳) تجھ سے پہلے ہم نے کسی کے لئے ایک حالت پر رہنا نہیں بنایا (۲) اور مَا جَعَلْنَا هُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ (الانبیاء رکوع ۱) اور انبیاء کو ایسا وجود نہیں بنایا۔ کہ طعام نہ کھائینگے

تعجب کی بات ہے کہ لوگ قرآن میں جہاں توفی آئے اللہ فاعل ہو اور انسان مفعول اور باب تفعل۔ موت کے معنے کرتے ہیں۔ اِلّا جب قرینہ صارفہ ہو جیسے یَتَوَفّٰكُمْ بِالَّیْلِ میں ہیں۔ مگر مسیح کیوقت توفی کے معنی کچھ اور ہو جاتے ہیں۔ جنازوں میں بھی وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ پڑھکر توفی بمعنے موت لیتے ہیں۔ خود رسول کریم صلعم نے جہاں اپنے تئیں اس آیت کا مصداق فرمایا ہے۔ دیکھو بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۶۵ کہ قیامت کے دن رسول اللہ صلعم بعض اپنے صحابیوں کو ذات الشمال دیکھکر فرماوینگے۔ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ (فاقول کما قال العبد الصالح عیسیٰ بن مریم وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا الآیۃ) وہاں بھی توفیتنی کے معنی موت ہی کرتے ہیں۔ افقہ الناس حضرت ابن عباس بھی اسکے معنے موت ہی لیتے ہیں (قال ابن عباس متوفیک ممیتك) دیکھو بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۶۵ مطبع احمدی

ان آیات کا یہ مفہوم ہم ہی نہیں سمجھے حضرت نبی کریم کا بھی یہی مذہب تھا آپ نے اپنے سب سے آخری فیصلہ میں فرمایا مَا لَكُمْ تَخَافُوْنَ مِنْ مَوْتِ نَبِيِّكُمْ هَلْ خَلَدَ نَبِيٌّ قَبْلِيْ فِيْمَنْ بُعِثَ فَاَخْلُدُ فِيْكُمْ (لباب الخیار صفحہ ۳۰۰) یعنی تم اپنے نبی کی وفات سے کیوں ڈرتے ہو۔ کیا کوئی نبی مجھ سے پہلے زندہ رہا ہے۔ جو میں تم میں رہوں۔ اور آپ نے معراج کی رات حضرت عیسیٰ کی روح کو دوسرے انبیاء کی مردہ روحوں کے ساتھ شامل دیکھا۔ فَذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ فِي السَّمٰوٰتِ اٰدَمَ وَاِدْرِيْسَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَاِبْرَاهِيْمَ (رواہ مسلم) دیکھو مشکوۃ باب المعراج

وَاِذَا عِیْسٰی قَائِمٌ یُّصَلِّیْ دوسری حدیث میں ہے اور حاشیہ والے بزرگ مانتے ہیں کہ رُؤیتھم فِی السَّمَآءِ مَحْمُوْلَۃٌ عَلٰی رُؤیَۃِ اَرْوَاحِھِمْ مُتَمَثِّلَۃً جس سے ظاہر ہے۔ کہ ارواح تمام انبیاء کے آسمان پر موجود ہیں عیسیٰ کی خصوصیت نہیں پھر اسکے بعد صحابہ کرام کا سب سے پہلا اجماع ہوا۔ وہ بھی اسی بات پر ہوا کہ تمام انبیاء فوت ہو چکے ہیں در المنثور جلد ۴ ص۳۱۸ میں یہ بیان لکھا ہے۔ کہ حضرت عمر رضہ فرمارہے تھے مَا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم وَلَا یَمُوْتُ حَتّٰی یَقْتُلَ اللّٰہُ الْمُنَافِقِیْنَ لہ (رسول اللہ نہیں فوت ہوئے نہ مرینگے جب تک منافقین کو قتل نہ کرلیں) تو اسوقت حضرت ابوبکر رضی صحابہ کے مجمع میں آیت وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ پڑھکر سب کو خاموش کرادیا اور وہ مان گئے کہ اس سے پہلے بھی کوئی نبی زندہ نہیں خلت کے معنی اللہ تعالےٰ نے خود ہی فرمادیئے۔ (افان مات او قتل یعنی خلا کی دو ہی صورتیں ہیں موت یا قتل اور جبتک اسکے ساتھ صلہ الیٰ نہ آئے جاندار پر بولنے سے مراد اس کی موت ہوتی ہے۔

مُردہ دوبارہ نہیں آتے

وَمِنْ وَّرَآئِھِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ (پ۱۸ رکوع ۶) اور ان مردوں کے آگے برزخ ہے قیامت کے دن تک (۲) اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَھْلَکْنَا قَبْلَھُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّھُمْ اِلَیْھِمْ لَا یَرْجِعُوْنَ (پ۲۳ رکوع ۱) کتنے لوگوں کو ہمنے مارا۔ اور وہ ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئینگے (۳) فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْھَا الْمَوْتَ (جس نفس پر موت کا حکم صادر ہو چکتا ہے۔ اسے روک رکھتا ہے)

وہی ابن مریم آنیوالا نہیں

لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ لہ اس آیت میں بتایا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ امت محمدیہ میں سے ان لوگوں کو جو ایمان و اعمال صالحہ میں کامل و اکمل ہونگے۔ خلیفہ بنائیگا۔ جیسا کہ پہلوں کو خلیفہ بنایا۔ یعنی جیسے موسوی خلفاء کا سلسلہ تھا۔ ایسا ہی محمدی خلفاء کا سلسلہ ہوگا۔ کیونکہ آنحضرت صلعم بموجب آیت اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا لہ مزمل مثیل موسیٰ ہیں۔ پس آنیوالا عیسیٰ بھی موسوی عیسےٰ کا مثیل ہونا چاہیے۔ حرف ک جو تشبیہ کے لیئے ہے

اس بات کا ثبوت دیتا ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ جدا جدا ہوتے ہیں۔

(دوم) کَیفَ اَنتُم اِذَا نَزَلَ ابنُ مَریَمَ فِیکُم وَ اِمَامُکُم مِنکُم حدیث دیکھو مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ۔ ابن مریم کا امامکم منکم فرمانا اس بات کا مشعر ہے۔ کہ یہ ابن مریم امت محمدیہ میں سے ہمیں میں کا ایک فرد ہوگا۔ اور اس پر ابن مریم کا اطلاق بوجہ غایت مشابہت ہے جیسے مریم کو اخت ہارون کہا گیا۔ اور خوبصورت کو چاند اور بہادر کو شیر کہتے ہیں۔ اور موافق آیت قرآنی وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً لِلَّذِینَ اٰمَنُوا وَمَریَمَ ابنَتَ عِمرَانَ الَّتِی اَحصَنَت فَرجَھَا فَنَفَخنَا فِیہِ مِن رُّوحِنَا وَصَدَّقَت بِکَلِمٰتِ رَبِّھَا وَکُتُبِہٖ وَکَانَت مِنَ القٰنِتِینَ ط (آخر سورہ تحریم پ ۲۸) مومن بھی اپنی روحانی منزل میں ایک وقت مریم ہوتا ہے۔ جبکہ وہ اپنے سوراخوں کی حفاظت کرے پھر جب اس میں کلام ربانی کا نفخ ہوتا ہے۔ تو وہ ابن مریم کہلاتا ہے۔ اور نزول کے لفظ سے یہ نہ سمجھو کہ آسمان سے اترنا ضروری ہے کیونکہ یہ رسول اللہ صلعم کے لئے بھی آیا ہے۔ قَد اَنزَلَ اللّٰہُ اِلَیکُم ذِکرًا رَّسُولًا یَتلُوا عَلَیکُم اٰیَاتِ اللّٰہِ (پ ۲۸ ع ۱۸) اللہ نے تمہاری طرف یاد دلانیوالا رسول بھیجا جو تمپر آیات پڑھکر سناتا ہے۔ حالانکہ یہ مسلم ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم آسمان سے نازل نہیں ہوئے تھے۔ دراصل اسکا مطلب یہ تھا۔ کہ مسیح موعود ایسے وقت میں نازل ہوگا۔ کہ اسباب شہرت و تبلیغ بہمہ وجوہ مکمل موجود ہونگے۔ اور وہ آسمانی ہتھیاروں سے مصلح ہوگا۔

(سوم) دونوں کے حلیوں میں اختلاف ہے۔ چنانچہ مسیح ابن مریم کا حلیہ حدیث میں ہے۔ (ابن عمر) قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم رَاَیتُ عِیسٰی وَمُوسٰی وَاِبرَاھِیمَ فَاَمَّا عِیسٰی فَاَحمَرُ جَعدٌ عَرِیضُ الصَّدرِ ط (بخاری جلد مطبع احمدی ص ۴۸۹) فرمایا نبی صلعم نے میں نے عیسیٰ کو معراج کی رات دیکھا تو وہ سرخ رنگ کا تھا۔ گھنگریالے بال چوڑا سینہ اور آنیوالے مسیح کے بارے میں فرمایا۔ بَینَمَا اَنَا نَائِمٌ اَطُوفُ بِالکَعبَۃِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ سَبِطُ الشَّعرِ . . . فَقُلتُ مَن ھٰذَا قَالُوا ابنُ مَریَمَ (بخاری جلد اصفحہ ۴۸۹) کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص ہے گندم گون سیدھے بالوں والا ہے

مشکوۃ میں بھی ایک حدیث ہے فرأیت رجلاً آدم

چہارم - یہ مقدمہ پہلے فیصل ہو چکا ہے چنانچہ ملاکی نبی کی کتاب باب ۴ درس ۵ میں ہے خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں الیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجونگا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہودیوں کے اعتقاد میں الیاس جو آتشیں رتھ پر زندہ آسمان پر چڑھایا گیا تھا مسیح سے پہلے پھر دوبارہ آنیوالا تھا۔ مگر جب یہ سوال مسیح ابن مریم کے آگے پیش ہوا۔ تو اسنے جو جواب دیا۔ وہ متی باب ۱۱ درس ۱۳-۱۴ میں مذکور ہے کیونکہ سب نبی اور توریت نے یوحنا کے وقت تک آگے کی خبر دی۔ اور الیاس جو آنیوالا تھا۔ یہی ہے چاہو تو قبول کرو متی باب ۱۷ درس ۱۰-۱۳ میں بھی یہی ذکر ہے۔ یہ چار زبردست ثبوت ہیں۔ اسبات کے کہ مسیح آنیوالا وہی مسیح ابن مریم نہیں۔ بلکہ اسکی روح و قوت میں آنیوالا تھا۔ اور اس قسم کے بروزی نزول کے قائل اکثر صوفیا کرام بھی ہیں۔

امام مہدی و مسیح موعود ایک ہی ہے

مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ میں یہ حدیث ہے عن ابی ھریرۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلّم قال یُوشِکُ مَنْ عَاشَ مِنْکُمْ ان یلقی عِیْسٰی ابْنِ مَرْیَمَ اِمَامًا مَھْدِیًا وَحَکَمًا عَدَلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الخِنْزِیرَ ویضع الجزیۃ وتضع الحرب اوزارھا۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں جو تم میں سے زندہ رہیگا وہ پائیگا عیسیٰ بن مریم کو امام مہدی حکم عدل پس کسر کرے گا صلیب کو اور قتل کریگا خنزیر کو اور چھوڑ دیگا جزیہ یعنی لڑائی اپنے ہتھیار رکھدیگی۔

یہ حدیث صراحت سے بتا رہی ہے۔ کہ آنیوالا مسیح ہی امام مہدی ہے۔ اسکے علاوہ دوسری حدیث ہے جو ابن ماجہ میں ہے مطبوعہ مصر صفحہ ۲۵۷ لا مھدی الّا عیسٰے ابن مریم پھر بہت سی علامات اور نشانات ہیں۔ جو مسیح اور مہدی کے لئے ایک ہی بیان کئے گئے ہیں اور پھر یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ بخاری و مسلم میں نزول مسیح کا ذکر تو ہے۔ مگر مہدی کا مذکور نہیں۔

یہی صدی ظہور مہدی کے لئے تھی

مسیح و مہدی کا فرض منصبی ہے یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر۔ اسکا غلبہ اسی زمانہ میں ہے اور اسکے اعداد بھی ۱۸۹۷ ہیں۔ اور یہ کسر صلیب کسی جنگ و جہاد سے نہیں ہو سکتا کیونکہ جو بات عقیدہ کے متعلق ہو۔ وہ ہمیشہ دلایل سے رد کیجاتی ہے۔ اور تضع الحرب اوزارہا سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ مہدی تلوار سے جہاد نہیں کریگا۔ (۲) ہر صدی کے سر پر مجدد کا آنا اور پھر اس صدی کے لیئے ایسے مجدد کی بعثت جو فتن صلیبیہ کو دور کرنیوالا ہو ضروری ہے یہ حدیث سے ثابت ہے پڑھو یہ حدیث مشکوٰۃ کتاب العلم میں ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من تجدد لھا دینھا (رواہ ابوداؤد) اللہ تعالیٰ مبعوث کرتا ہے۔ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر جو اس کے دین کو تازہ کرے کل مائۃ سنۃ کے یہ معنی ہیں۔ کہ جسقدر سن دنیا میں رائج ہے۔ انکا سر ہو تو یہ بھی اسی چودھویں صدی سے مخصوص ہے۔ خوب غور کر کے دیکھ لو۔ اور یہ فرض ہمارا نہین کہ اس سے پہلے ہم مجددین کے نام بتائیں۔ جیسا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش رسول پر ہم ایمان لاتے ہیں۔ مگر سب کا نام بتانا ہمارا فرض نہیں۔ اور اس حدیث کی تائید سورۃ قدر سے ہوتی ہے۔ لیلۃ القدر خیر من الف شھر تنزل الملٰئکۃ والروح فیھا باذن ربھم میں بتایا گیا ہے کہ نزول ملایکہ اور کلام ہر ۸۳ سال کے بعد ہوتا ہے (۳) حضرت موسیٰ موافق تاریخ یہود ۲۳۶۸ ہبوط آدم میں پیدا ہوئے۔ اور ایک سو بیس برس کی عمر پاکر ۲۴۸۸ میں فوت ہوئے۔ اور یہودی تاریخ کے مطابق حضرت عیسیٰ کی پیدائش ۳۷۶۰ ہبوط آدم میں ہوئی یہ ۱۲۷۲ برس کا فیصلہ ہے۔ بس حضرت نبی کریم کے اتنے ہی سال بعد مسیح محمدی کا ظہور ہونیوالا تھا (۴) ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ (پارہ ۴ رکوع ۴) میں بھی یہی اشارہ ہے۔ کہ جیسے بدر کے میدان میں بحالت غربت مومنوں کی امداد فرمائی ایسے ہی جب اسلام پر فیعود غریبًا کا زمانہ آئیگا۔ تو پھر اللہ تعالےٰ انکی خاص نصرت فرمائیگا۔ ہلال کے ساتھ اسلام کو تعلق ہے۔ بلکہ یہ قومی نشان ہے۔ واللہ

متم نورہ ولو کرہ الکافرون ظنیں نور کی تکمیل مطابق قانون قدرت چودہویں صدی میں ہونی چاہیئے
(۵) یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَاۤءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (الم تنزیل السجدہ) سے یہ واضح ہے۔ کہ ہزار سال کے بعد انتظام روحانی ہوتا ہے۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَفْشُو الْكِذْب

یعنی تین سو سال خیر القرون ہے۔ اسکے بعد ہزار سال یعنی تیرہ سو گذرنے پر چودہویں صدی میں عظیم الشان مجدد کا ظہور ضروری ہے۔ مشکوٰۃ میں ایک حدیث ہے باب الانذار و التحذیر میں رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں تکون النبوۃ فیکم ما شآء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ۔ (نبوت رہیگی جب تک اللہ چاہے پھر اٹھالیگا) پھر اسکے بعد خلافت ہوگی۔ پھر قہری حکومت۔ ثم تکون خلافۃ علیٰ منھاج نبوۃ پھر منہاج نبوت پر خلافت ہوگی بس یہی وہ زمانہ ہے۔ اسکے علاوہ حافظ برخوردار نے اپنے انواع میں لکھا ع

پچھے اک ہزار دے گذرن تن سو سال ٭ عیسیٰ ظاہر ہوسیا کرسی عدل کمال

اور شاہ نعمت اللہ ولی کا جو مشہور قصیدہ ہے۔ اسنے بھی یہی صدی مقرر کی۔ چنانچہ اسکا ایک شعر یہ ہے

ناگہانی بموسم حج مہدی خروج سازند ٭ درسال کنت کنزاً باشد چنیں بیانہ

کنت کنزاً مخفیاً کے اعداد ۱۲۷۶ ہیں۔ پھر آپ حسن نظامی کا رسالہ پڑھیں۔ کہ اس میں عرب و شام کے صوفیاء و علماء کی شہادت جمع کی گئی ہے۔ جو سب کے سب متفق اللفظ اسی صدی یا ۱۳۳۰ تک ظہور مہدی بتاتے ہیں۔ اور کتاب الامر میں حسن نظامی لکھتا ہے۔ کہ حضرت امام ابن عربی نے ۱۳۳۵ھ میں ظہور مہدی کی خبر دی ہے۔

پھر نواکب دریہ میں حکیم سید محمد احسن صاحب مرحوم لکھتے ہیں۔ کہ مہدی کے ماں کے پیٹ میں آنیکی شب میرے حساب سے ہے جو عسق کے عدد تیرہ سو شمسی کرتا ہوں۔ پس ان کی تشریف آوری اکیس سال بعد ۱۳۰۰ھ میں ہونیوالی ہے (دیکھو صفحہ ۱۵۵) اور صفحہ ۱۶۱ میں لکھتے ہیں

کہ ۱۳۱۲ سے تیرہ چودہ سال بعد چار سلطنتوں نصاریٰ کا اتحاد ہوگا۔ جن میں ایک روم اٹلی ہوگا۔ تو اسوقت میں ساڑھے تین سال تک مکاشفات کے مطابق جنگ عظیم ہوگی۔ جو ملجمہ کبری کرکے ہے۔ اور نصاریٰ کی فتح ہوگی۔ تو امام ہمام مہدی علیہ السلام حسنی مکہ میں مدینہ سے تشریف لائینگے۔ یہ سب باتیں مینے اسلئے نقل کی ہیں۔ کہ دعویٰ حضرت اقدس سے پہلے بھی لوگ اسی صدی میں مسیح و مہدی کے ظہور کے منتظر تھے۔ اور ان سے بعد بھی چشم براہ ہیں۔ اور ان کے حسب حال یہ آیت ہے افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم اور وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ الایۃ

چنانچہ آجکل ملاحظہ ہو گجراتی اخبار سانجہ ورتمان کے حوالہ سے پیسہ اخبار لکھتا ہے۔ کہ یہ افواہ نہایت زور شور سے پھیل رہی ہے۔ کہ کچھ عرصہ بعد پیغمبر کا ظہور ہونیوالا ہے۔ انگلینڈ میں ایک سوسائٹی قائم کی گئی ہے۔ جس میں ۵۰۰۷ ممبر ہیں۔ اور پھر ہندوستان میں ۱۳۱۲ ممبر کل تین ہزار خیر مقدم کرنے پر آمادہ ہیں۔ اور اسکے مرید ہونے میں کچھ تامل نہیں ہے۔ پھر دیکھئے وطن ۱۳ ستمبر ۱۲ء لکھتا ہے کہ ان سب باتوں سے غور کرنے پر ایک ہی نتیجہ نکلتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اسوقت تمام عالم اسلام (خواہ وہ کسی فرقے اور حیثیت کے ہوں) ایک سچے رہبر کی ضرورت کو محسوس کرتا ہے اور اسکی تلاش میں ہے۔

سراج الاخبار کابل میں ایک نظم چھپی ہے ایک شعر ہے ؎ شد طلوع آفتاب از غرب و شد نزدیک حشر ✣ فاش میگویم ترا از رازہائے غرب و شرق ✣ گویا اسکے نزدیک طلوع شمس مغرب سے ہو چکا۔ اور علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں ایک نظم چھپی ہے۔ وہ بیقرار ہو کر لکھتا ہے ؎

یا صاحب الزمان بظہور شتاب کن ✣ عالم ز دست رفت تو پا در رکاب کن

ظلمت گرفتہ عالم و تو چوں نشستۂ ✣ ایں عرصہ را بنور خودت آفتاب کن

یا خاتم الائمہ بفریاد ما برس ✣ بہر خدا و جد کبارت صواب کن

یہانتک تو یہ دکھایا گیا ہے۔ کہ اسوقت اسلام و مسلمان سخت مشکلات میں ہیں چنانچہ رسالہ شیعہ

اپریل سنہ ۱۲ء میں نجف اشرف کربلا معلی سامرہ و کاظمین کے علماء اسلام و مجتہدین عظام نے ایک تحریر شائع کی ہو کہ کسی زمانہ میں بھی اسلام اور مسلمانوں کو ایسے روز سیاہ سے سابقہ نہیں پڑا تھا اور نہ کبھی ایسی ذلت و نکبت مسلمانوں کو پیش آئی ہے یہ اعظم حوادثات سے ہے۔ یہ ایسا صدمہ ہے کہ دین مبین کی بنیاد منہدم ہو رہی ہے۔ اور شریعت خاتم المرسلین کے آثار معرض زوال میں ہیں" انکی سلطنتوں میں تنزل اور تباہی ہے۔ ٹرکی طرابلس میں جان کنی کے عالم میں ہے مراکو فرانس کے پنجے میں ہے۔ ایران کی ویرانی ہو رہی ہے۔ کابل خوست میں اپنا وقار کھو رہا ہے۔ باقی امراء اپنے عیش و عشرت میں سرمست ہیں۔ اور علماء و فقراء انکے حالات مجھ سے نہ پوچھئے۔ خود ہی انصاف فرمایئے۔ ابھی اسی مہینے اہل فقہ نے لکھا ہے۔ کہ علماء ورثۃ الانبیاء نہیں۔ ورثۃ الشیاطین ہیں۔ پھر زیادہ تشریح منظور ہو۔ اور حدیث مشکوٰۃ جو کتاب العلم کے اخیر میں ہے ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القراٰن الا رسمہ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدیٰ علماءھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود کا نظارہ دیکھنا ہو۔ تو علمائے خلف مصنفہ میر قاسم علی صاحب دہلوی دیکھئے اور وکیل مشہور اسلامی اخبار کی یہ عبارت پڑھیئے "موجودہ مسلمان اسلام کی مسخ شدہ صورت ہیں جس پر اسلام کے امتیازی خط وخال کا نشان تک باقی نہیں۔ سنجیدہ عقاید کی بجائے اباطیل و توہمات پیدا ہو گئے ہیں۔ اعمال حسنہ کی بجائے بدعات سیئہ نے لے لی ہے۔"

فقراء و صوفیاء جو باطنی رنگ میں اسلام کے محافظ تھے۔ انہوں نے اپنی تعظیم و تکریم کے علاوہ وصول الی اللہ کے وہ وہ طریقے نکالے ہیں۔ کہ ہرگز قرآن و حدیث سے انکا ثبوت نہیں ملتا منہ پر تو خاتم النبیین ہے اور عملاً نبوت تشریعی کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ غرض ایسے حالات میں جب کہ ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس کا زمانہ ہے یعنی اہل کتاب اور غیر اہل کتاب علماء اور امی سب بگڑ چکے ہیں۔ اور امت

بر حسب پیشگوئی لتتبعن سنن من قبلکم یہودیت و عیسائیت کا زمانہ ہے اور حضرت اقدس ؑ کے یہ اشعار صادق آرہے ہیں ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید ⁂ دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین
مردم ذی مقدرت مشغول عشرتہای خویش ⁂ خورم و خنداں نشستہ با بتان نازنین
عالماں را روز و شب باہم فساد از جوش نفس ⁂ زاہداں غافل سراسر از ضرورتہائے دین

پس صراط الذین انعمت علیہم کی دعا کے ماتحت فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہدآء والصالحین پ ۵ ع ۶ میں سے کسی نبی کی بعثت ہدایت الخلق کے لئے بہت ضروری تھی۔ جو خدا سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طفیل ہدایت پاکر مہدی ہو۔

مہدی کا مقام اس مہدی کے لئے جو مسیح بھی ہے۔ مشرقی جانب مخصوص ہے۔ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل ادم میں عیسیٰ کو آدم سے تشبیہ دی گئی ہے اور آدم کا نزول ہند میں ہوا۔ پس عیسیٰ بھی ہند میں نازل ہوگا۔ (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۲ باب غزوۃ الہند میں امام نسائی نے دو گروہوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک وہ جو ہند میں جہاد کریگا وعصابۃ مع عیسیٰ ابن مریم اور ایک وہ جو ہند میں مسیح موعود کے ساتھ ہوگا۔ پھر (۲) تمام مفسرین کا اس پر اجماع ہے۔ کہ پیشگوئی لیظہرہ علی الدین کلہ کا ظہور امام مہدی مسیح موعود کے ہاتھ پر ہوگا۔ پس اسکے ظہور کے لئے وہ ملک مناسب ہے جس میں ہر مذہب کا نمونہ موجود ہو اور سب کو آزادی بھی ہو۔ اور یہ خصوصیت محض ہند کو ہے۔ اور ایک صاحب نے مہدی پنجاب ہند کے اعداد یکساں بیان کئے ہیں۔ تا کہ مناسبت ظاہر ہو۔

(۳) عبد اللہ بن عمر یخرج رجل من ولد حسن بن علی من قبل المشرق لو استقبل بہ الجبال یہدہا و تتخذ فیہا طرقاً (نجم الثاقب جلد اول صفحہ ۵۶) مشرقی طرف سے ظہور بتایا ہے۔ ایسا ہی ایک اور حدیث ہے یخرج ناس من المشرق

یوطئون للمہدی سلطانہ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۶ مشرق کے لوگ سلطان المشرق کی تائید کرینگے۔ دجّال کے ظہور کا مقام بھی مشرق ہے۔ بس اس فتنہ کا دور کرنیوالا بھی مشرق ہی میں چاہیئے چنانچہ صدیق حسن خان صفحہ ۸۰ حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں۔ اما محل خروجش بس مشرق است جزماً پھر ایک حدیث میں جو جواہر الاسرار محررہ ۸۴۰ھ میں ہے۔ اس میں صاف لکھا ہے یخرج المہدی من قریۃ یقال لہ قدعہ یعنی قادیان اور یہ دمشق کی شرق میں بھی ہے۔ اور پھر ایک اور نشان بھی ساتھ دیا ہے۔ کہ دور دور سے اسکے پاس لوگ جمع ہونگے۔ تو وہ ۳۱۳ ہونگے اور انکے نام ایک صحیفہ مختومہ چھپی ہوئی کتاب میں موجود ہونگے

مسند امام حنبل میں اذا رأیتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان فاتوھا فان فیھا خلیفۃ اللہ المہدی لکھکر اور بھی بتا دیا ہے۔ کہ وہ اہل فارس میں سمرقندی الاصل ہوگا جیسا کہ ہمارا امام تھا۔ حضرت ابن عربی لکھتے ہیں۔ ھو الخاتم من العجم لا من العرب (فصوص الحکم قلمی ص ۲۲) اور اہل فارس کے لیئے آخرین منھم لما یلحقوا بھم (سورۃ جمعہ) کی تفسیر فرماتے ہوئے کہ نبی جیسا امیین میں مبعوث ہوا۔ ویسا ہی پھر آخرین میں بھی مبعوث ہوگا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان کے کندھوں پر ہاتھ رکھکر فرمایا۔ لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجل من ابناء فارس اور رجال من ھؤلاء (دیکھو مشکوٰۃ جلد دوم ص ۸۲۴) اور سلمان منا اہل البیت (کنز العمال جلد ۶ ص ۱۷۳) سے سلمان کا اہلبیت ہونا بھی ثابت ہوگیا۔ اسواسطے اس حدیث میں بھی کوئی اشکال نہیں جس میں رجل من اہل بیتی لکھا ہے اور یہ امر بھی ثابت ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی بعض دادیاں سادات سے تھیں پھر ابو داؤد میں بروایت ابو سعید الخدری یخرج رجل من امتی۔ بقول بستی تو ان تمام نسبی جھگڑوں کو دور کر دیتا ہے۔

نام | ابو داؤد میں صاف ہے یسمی باسم نبیکم (مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ) اور حضرت شاہ رفیع الدین لکھتے ہیں حضرت کا نام دنیا میں محمد اور فرشتوں میں احمد ہے۔ دیکھو موضح القرآن و مبشّرًا

برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ یہاں یہ بتا دینا بھی بے محل نہ ہوگا۔ کہ لغت کی کتابوں میں احمدؐ بمعنی عود لکھا ہے۔ گویا مسیح کا نزول کے وقت بھی نام ہوگا۔ اور یہ پیشگوئی ہے اسکی قرآن مجید میں۔ پھر اقتراب الساعۃ صفحہ ۶۶ میں ہے فانہ المھدی و اسمہ احمدؐ

اب مقام بھی مقرر ہوگیا۔ نام بھی۔ نسب بھی۔

اسکے بعد اگر کچھ بحث طلب امر ہے۔ تو یہ کہ کسنے اس صدی کے سر پر دعویٰ کیا۔ اور کون اپنے دعوے میں کامیاب ہوا۔ اور کس پر صادقوں کے نشان پورے ہوئے۔ سو اسکی نسبت میں عرض کرتا ہوں۔

کہ اس صدی کے سر پر خدا کی طرف سے مامور ہونیکا دعویٰ کرنیوالا بزرگ ایک ہی ہے جس کا نام ہے

مرزا غلام احمد قادیانی

حلیہ اسکے اعداد ۱۳۰۳ بھی مبدء فیاض سے اس حق کو آپ ہی کے لیے مخصوص کرتے ہیں پھر آپ ہی ہند کے خط پنجاب کے قریہ کریمہ قادیان میں مبعوث ہوئے اور آپکا بعینہٖ وہی حلیہ ہے جو احادیث میں آیا ہے۔ (عبد اللہ بن عمرؓ) فرایت رجلاً آدم کاحسن ما انت راءٍ من ادم الرجال (مشکوٰۃ باب العلامات بین یدی الساعۃ) فسالت من ھٰذا فقالوا ھٰذا المسیح ابن مریم یعنی گندم گون رنگ ہوگا۔ دوم باب اشراط الساعۃ مشکوٰۃ میں المھدی منی اجلی الجبھۃ اقنی الانف۔ مہدی مجھ سے ہوگا۔ روشن پیشانی اونچی ناک۔ اسکے علاوہ حدیث النعمانیہ صفحہ ۲ میں ہے زبان میں کسی قدر ثقل ریش مبارک گھنی سر پر بال لمبے لمبے کمان ابرو کلاں جسم یہ تمام حلیہ حضور پر صادق آتا تھا۔ جسکو اعتبار نہ ہو وہ تصویر دیکھ لے

مسیح موعود کی خدمات آپنے صرف دعویٰ ہی نہیں کیا۔ بلکہ جس بات کے لئے مبعوث ہوئے اسی پورا کر کے چھوڑا۔ آپنے باوجود بہت سی مخالفتوں اور بڑے بڑے لاٹ مولویوں کی سر توڑ کوششوں اور امراء کی عداوتوں اور غیر مسلموں کی معاندانہ روکوں کے ایسی جماعت پیدا کرلی۔ جو قرآن مجید و احادیث شریف پر جان نثار کرنیوالی اور دین و دنیا میں انہیں اپنا رہبر بنانے

والی ہے۔حضور وفات پا چکے ہیں۔مگر یہ جماعت جس میں اس زمانہ کے تعلیمیافتہ لوگ گریجوایٹ ڈاکٹر وکیل اور پرانی درسگاہوں کے فاضل جلیل موجود ہیں۔اشاعت دین حقہ میں لگی ہوئی ہے۔اور قادیان میں **دو تین سو آدمی** جو کسی نہ کسی رنگ میں کامل ہیں رہتے ہیں ایک نبی کے لیئے سب سے بڑھکر یہی کامیابی ہے۔کہ وہ اپنے پیچھے ایک جماعت چھوڑ جائے۔جو اسکے مقاصد کی تکمیل کرنیوالی ہو۔آپنے وفات مسیح کو قرآن وحدیث وانجیل وتاریخ سے ثابت کرکے صلیب پر وہ کاری حربہ چلایا۔کہ اسکے کسر میں کچھ شبہ نہیں رہا۔کیونکہ صلیب پرستی کا اصل الاصول یا روح رواں تو مسیح کی زندگی ہے۔جب اسکا مردہ ہونا ثابت ہوا۔تو پھر کچھ بھی نہیں (۲) قرآن مجید کی طرف تمام دنیا کی توجہ کردی اور بتایا کہ برہان من ربکم یہی کتاب ہے۔اور اسکی تعلیم کی برکت سے آدمی صاحب الہام اور مورد وحی خداوند ذوالجلال والاکرام ہوتا ہے (۳) رسول اللہ صلعم کی ذات ستودہ صفات پر جسقدر اعتراض غیر مذاہب کی طرف سے ہوتے ہیں۔آپنے نہ صرف انکا دندان شکن جوابدیا بلکہ جن معجزات پر وہ اعتراض کرتے تھے۔آپنے نشانات صدق دکھلا کر تمام انبیاء کی عظمت دلوں میں قایم کردی اور اعلان کیا ؎

کرامت گرچہ بے نام ونشان است ❊ بیا بنگر زغلمان محمد

(۴) قرآن مجید کے وہ حقایق ومعارف بیان کئے۔کہ لا یمسہ الا المطھرون ط واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ کے مطابق آپ کا متقی ومطہر ومزکی ہونا ثابت ہوگیا (۵) مسئلہ دعا پر از سرنو دنیا کا ایمان قائم کیا۔آپکے مستجاب الدعوات ہونیکے ہزاروں آدمی گواہ ہیں۔بلکہ چار لاکھ آدمی فرداً فرداً شہادت دے سکتا ہے (۶) جہاد کے مسئلہ کو کھول کر گورنمنٹ کی وہ خدمت بجالائے۔کہ تمام مولویوں اور پیردوں کی مجموعی قوت بھی یہ کام نہ کرسکتی تھی۔

پھر اسکے علاوہ مندرجہ ذیل وہ باتیں ہیں۔جن میں آپ اپنے ہمعصر فضلا وفقرا سے ممتاز تھے۔جو آپکے امام صادق ہونیکا ناممکن التردید ثبوت ہیں۔

ثبوت صداقت | (۱) آپنے بڑی تحدی کیساتھ یہ اعلان کیا۔کہ میرے مقابلہ میں کسی کی دعا

قبول نہ ہوگی۔ جو میری ذلت کا خواہاں ہو۔ وہ خود ذلیل ہوگا۔

(۲) طاعون کی شدت میں اعلان فرمایا۔ کہ خدا نے مجھے فرمایا۔ کہ تیرے دار کا محافظ ہوں۔ اور بالخصوص تو طاعون سے محفوظ رہیگا۔ انی احافظ کل من فی الدار۔ انی احافظک خاصۃ

(۳) جو مجھ سے ان الفاظ میں مباہلہ کریگا۔ کہ جو گمراہ ہو۔ وہ پہلے مرجائے وہ ضرور پہلے مریگا۔

(۴) سو دو سو بیمار بذریعہ قرعہ اندازی تمام صوفیا میں تقسیم ہوں۔ تو میرے بیمار صحت پانے میں سب سے بڑھ جائینگے۔

(۵) میری بعض کتابوں کی مثل تمام علماء و فضلاء اپنی مجموعی طاقت سے نہیں لاسکتے۔

(۶) جو علم قرآن مجھے دیا گیا۔ وہ کسی کو نہیں۔ منکر اس معجزے کے مقابل میں تفسیر لکھے

(۷) دو سو سے زیادہ نشان آپ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔ حقیقۃ الوحی۔ کرامات المہدی۔ تریاق القلوب پڑھیے۔

(۸) آپ کی قوت قدسیہ سے جیسا کہ پہلے خدا نے اطلاع دی تھی I shall give you a large party of Islam دیکھو براہین احمدیہ چار لاکھ مسلمان ہوئے۔ جو بہیئت مجموعی تقوٰی و طہارت میں اپنی نظیر آپ ہیں

(۹) آپ نے ابتداء عہد میں خدا سے خبر پاکر اطلاع دی۔ کہ واللہ یعصمک من الناس اللہ تجھ کو لوگوں سے بچائیگا۔ یعنی میں اپنی طبعی موت سے مظفر و منصور اسّی سال سے پانچ چھ برس کم عمر پاکر (دیکھو نصرۃ الحق صـ) فوت ہونگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ پر نہ صرف کفر کے بلکہ خون مباح ہونیکے فتوے بھی دیئے گئے۔ جھوٹے خونی مقدمات بھی بنائے گئے۔ مگر کسی کا وار نہ چل سکا

(۱۰) آپ کی تعلیم جس کے لیے بطور نمونہ کشتی نوح پڑھ لینی چاہیئے۔ جو ایسی معتدل اور افراط و تفریط سے پاک ہے۔ کہ دنیا کے لوگ آہستہ آہستہ وہی مان رہے ہیں۔ اب سب نے تسلیم کر لیا۔ کہ وحدت بذریعہ امام قائم رہ سکتی ہے۔ نہ کہ انجمنوں کے ذریعے (۲) تمام مشکلات کا حل مہدی پر ایمان لانے پر موقوف ہے (۳) گورنمنٹ کی وفاداری و اطاعت ضروری ہے

(۴) سچا مذہب وہی ہے جو اپنے صدق کے نشان اپنے پیرووں ہیں دکھلائے۔ الہام کا سلسلہ تا روز قیامت جاری ہے (ب) دنیا میں ایک ہی انسان کامل تھا جس پر تمام کمالات انسانیت نبوت کا خاتمہ ہوا۔ وہ نبی اکرم تھا۔ وغیر ذالک۔

پھر راستبازوں کی پہچان کے جو اصول قرآن مجید میں مقرر ہیں۔ وہ سب آپ پر صادق آئے (۱) سچے نبی کی مخالفت بہت سخت غیر معمولی طور سے ہوتی ہے۔ اور اسکے معترضین وہی کہتے ہیں۔ جو اگلے انبیاء کے منکرین کہتے تھے۔ ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون (ب) ما یقال لك الا ما قد قیل الرسل من قبلك (۲) وہ مامور اپنے سے پہلے راستبازوں کی تصدیق کرے۔ مصدقاً لما معکم (۳) فساد عالم کیوقت ظاہر ہو ظھر الفساد فی البر والبحر (۴) تبلیغ حق میں کسی سے ڈرے نہیں۔ چنانچہ آپ نے اسکے لئے نہ صرف خویش واقربا بلکہ تمام مذاہب عالم کو اپنا جانی دشمن بنالیا۔ اور اپنی جائداد اپنا مال وغیرہ سب کچھ نثار کردیا۔ لا یخشون احداً الا اللہ۔

(۵) آپ کی پہلی زندگی پر کوئی عیب نہ لگایا جاسکے۔ فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون۔ قبل از دعوی جو حضور کی زندگی کے سال گذرے ہیں۔ ان پر کوئی حرف نہیں لگایا جاسکتا۔ اور کئی بار اعلان کیا گیا ہے۔ کوئی گناہ تو ثابت کرو

(۶) نصرت الٰہی ہر مصیبت میں انجام کار اسکے شامل حال ہو کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی جسقدر مقدمات ہوئے جسقدر مصیبتیں پڑیں۔ انجام پر فتح آپ ہی کے لئے تھی والعاقبة للمتقین (۷) اپنی موت کی تمنا مقابلہ پر کردے۔ فتمنوا الموت ان کنتم صادقین حضور فرماتے ہیں ؎

گر تو می بینی مرا پر فسق و شر :: گر تو دیدستی کہ ہستم بد گہر

پارہ پارہ کن من بدکار را :: شاد کن ایں زمرۂ اغیار را

بلکہ ایکبار مولویوں کو نام بنام مباہلہ کے لیئے بلایا۔ اور بڑی تحدی سے بلایا دیکھو انجام آتھم) کوئی مقابل پر نہ آیا پھر بھی کئی آپ کی زندگی میں سانپ کے ڈسنے اور طاعون اور دیگر غیر معمولی

مہلک بیماریوں سے مرے

پھر قرآن مجید میں نبی کریم کی صداقت کے بارے میں یہ آیت ہے۔ الحاقہ ع ۲
وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۔ کہ اگر اپنی طرف سے بات بنا کر ہمارے ذمے لگائے۔ تو ہم داہیں ہاتھ سے اسے پکڑ لیں۔ اور اسکی رگ جان کاٹ دیں۔

اب دیکھئے حضرت اقدس کا دعویٰ ہے۔ کہ میری طرف خدا کی جناب سے وحی نازل ہوتی ہے اور مجھے اس وحی کے منجانب اللہ ہونے پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم اور نبی کریمؐ کی وحی پر ایمان ہے۔ اور اپنے اس دعوے پر مؤکد قسموں کے ساتھ اپنی وفات تک بڑے استقلال سے قائم رہے۔ ۱۸۶۰ء کا الہام براہین میں مندرج ہے۔ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے ۱۹۰۸ء میں آپ فوت ہوئے۔ زمانہ نبوی یعنی ۲۳ سال سے زیادہ عرصہ تک اس دعوے پر قائم رہنا۔ اور پھر آپکا کامیاب فوت ہونا اور قطع وتین نہ ہونا اس امر کا بیّن ثبوت ہے۔ کہ آپ خدا کی طرف سے سچے مامور تھے۔ اور تاریخ کوئی مثال ایسی پیش نہیں کرتی۔ کہ جھوٹا مدعی نبوت باوجود اپنے دعویٰ نزول وحی من اللہ پر قائم رہنے کے اتنے سال زندہ رہا ہو۔ اس سلطنت دنیاوی میں کوئی جعلی حاکم زندہ نہیں رہ سکتا۔ فوراً اسے مواخذہ ہوتا ہے۔ تو کیا خدا کی سلطنت میں کوئی اس کی طرف سے جھوٹا فرستادہ بنکر سکھ پا سکتا ہے۔

(دوم) صادق رسول کا نشان ہو فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی غیب کا اظہار کسی پر نہیں کرتا۔ مگر رسولوں پر جسے پسند کرے۔ اس صفائی و کثرت کے ساتھ غیب کو رسولوں کے سوا کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ اب آپ کی مختلف پشگوئیوں کو جن کی تفصیل حقیقۃ الوحی تریاق القلوب میں مل سکتی ہے آپ ملاحظہ فرمادیں اور مجھے اس زمانے میں کوئی انکے مقابل کا شخص بتاؤ۔ جس کی پشگوئیاں اس صفائی اور اس کثرت کے ساتھ باوجود شدید مخالفتوں کے پوری ہوئی ہوں۔ اور ان پشگوئیوں کے پورا ہونمیں اعلاء کلمۃ اللہ

مقصود ہو۔

مثال کیطور پر عرض کرتا ہوں۔ براہین احمدیہ میں ایسے وقت کا الہام درج ہے جبکہ آپکو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ (۱) ۱۸۸۳ء کہ یاتون من کل فج عمیق اور یاتوک من کل فج عمیق اور ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس ط فحان ان تعان وتعرف بین الناس۔ یعنی وہ زمانہ آنیوالا ہے۔ کہ لوگ دور دور سے چل کر تیرے پاس آئینگے تحفے تحایف لائینگے۔ تو کثرت مخلوقات سے گھبرا کر ان سے منہ نہ پھیر لینا۔ وہ وقت قریب ہے۔ کہ تو لوگوں میں پہچانا جائے اور مشہور ہو۔ یہ باتیں ایسے وقت میں اعلان کی گئیں جبکہ بظاہر حالات کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ قادیان میں امریکہ افریقہ اور دور دراز علاقوں سے لوگ چل کر آئینگے۔ باوجودیکہ وہ ایک گاؤں ہے جس میں باعتبار لباس نہ باعتبار زینت گاہ باعتبار آب و ہوا۔ طرز معاشرت باشندگان تجارت کوئی خصوصیت اور دلکش چیز نہیں مگر خدا کا نشان پورا ہوا۔ اور اسوقت بھی قادیان میں اطراف واکناف عالم کابل مالابار کشمیر۔ غزنی۔ بنگال عرب و شام کے لوگ موجود ہیں۔ اور ہر ایک فرد خدا کا ایک نشان ہے۔ (۲) پھر ۶۔ فروری ۱۸۹۸ء کو اشتہار دیا۔ کہ مینے ملائکہ کو دیکھا۔ کہ وہ طاعون کے پودے لگا رہے ہیں۔ اور اب یہ مرض اگر توبہ نہ کرو گے۔ پھیلیگا۔ چنانچہ پھر اسکے بعد جو تباہی اس ملک ہند میں پڑی۔ اور جس طرح پر متفق اللفظ تسلیم کر لیا گیا۔ کہ اس بیماری کا نہ کوئی علاج ہے نہ موسم مقرر نہ کوئی قاعدہ (۳) ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو جو خوفناک زلزلہ آیا۔ اس کی نسبت پہلے بذریعہ اشتہار اطلاع دی عفت الدیار محلہا ومقامہا اور زلزلہ کا دھکا۔ غرض اس قسم کے بیسیوں نشانات ہیں۔ کس کس کو گنواؤں۔ ابھی حال ہی میں دیکھو۔ تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد کا پرانا الہام تھا۔ ایران کی بدامنی اور بادشاہ کی معزولی سے کسطرح پورا ہوا۔ (۴) امریکہ میں ڈوئی جس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور جسکے جاہ و جلال کا یہ حال تھا کہ ایک شہر کی بنیاد رکھی سپیشل ٹرینیں چلتیں کئی کروڑ روپیہ جمع تھا۔ اور جس نے اس گھمنڈ میں کہا۔ کہ میرا کام یہ ہے مشرق و مغرب اور شمال جنوب سے لوگونکو جمع کروں۔ اور مسیحیوں کو اس شہر میں آباد کروں۔ یہانتک کہ

وہ دن آئے۔ کہ مذہب محمدی دنیا سے مٹایا جاوے وہ حضور کی دعا سے بموجب پیشگوئی ہلاک ہوا۔ ۲۳۔ اگست ۱۹۰۳ء کے اشتہار میں لکھا تھا۔ اگر ڈوئی مقابلہ سے بھاگ گیا۔ تب بھی سمجھو اسکے صیحون پر آفت آنیوالی ہے (۵) پہلے بنگالہ کی نسبت جو حکم ہوا تھا اب ان کی دلجوئی کی جائیگی۔ یہ الہام ۱۱ فروری ۱۹۰۶ء کو ہوا۔ تمام اعلیٰ افیسروں اور پارلیمنٹ سے بھی یہی جواب ملا۔ کہ تقسیم بنگالہ قطعی فیصلہ ہے۔ مگر آخر ۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء کا ریشن دربار میں خود ملک معظم نے اپنی زبان مبارک سے اعلان ترمیم فرما کر دلجوئی فرمائی۔

غرض یہ وہ شاہد صادق ہیں جن سے آپکا منجانب اللہ مامور ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اب میں دکھاتا ہوں۔ کہ وہ نشانات جو مہدی سے مخصوص تھے۔ وہ بھی آپ ہی کی ذات میں پورے ہوئے (۱) لکھا تھا کہ اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا اٰیَتَیْنِ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَتَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْہُ (سنن دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۱۸۸ مطبوعہ مطبع انصاری)

یعنی ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں۔ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے۔ کسی مہدی کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے۔ ایک تو چاند کو گرہن لگیگا رمضان میں گرہن لگنے کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ میں یعنی تیرہویں کو اور پھر سورج کو گرہن لگیگا۔ گرہن لگنے کی تاریخوں کی درمیانی رات میں یہ جو مشہور ہے۔ کہ پہلی رات کو گرہن لگیگا نہیں معلوم کہ لگیگا کسکو قمر کا اطلاق تین رات کے بعد ہوتا ہے ھو بعد ثلث لیال الی اٰخر الشھر (لسان العرب) پھر نظام شمسی میں تبدیلی قبل از قیامت خلاف ہے۔ آیت لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَھَآ اَنْ تُدْرِکَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّھَارِ (سورہ یٰسین)۔ یہ حدیث سنی شیعہ میں متفق علیہ ہے دیکھو فتاویٰ حدیثیہ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۱ مولوی حافظ لکھو کے والے خوب سمجھے ہیں۔ اپنی کتاب احوال الآخرۃ میں لکھتے ہیں۔ تیرہویں چن اٹھیویں سورج گرہن ہوسی اس سالے۔ اور یہ حدیث مطابق ہے آیت فاذا برق البصر وخسف القمر وجمع الشمس والقمر یقول الانسان یومئذٍ

اینٔ المغرب کے نشان ۱۳۱۳ھ ماہ رمضان میں پورا ہوا۔

دوم ۔ اقتراب الساعۃ صفحہ ۹۵ میں حدیث درج ہے۔ کہ اذا نادی منادٍ من السمآء ان الحق فی اٰل محمد و ینادی من الارض ان الحق فی اٰل عیسیٰ ۔ یہ وہ وقت ہے ۔ جب مسلمانوں (آل محمدؐ) اور عیسائیوں (آل عیسیٰ) میں جنگ مقدس ہوئی ۔ بمقام امرتسر تو ہماری امام نے پیشگوئی کی جون ۱۸۹۳ء کہ وہ فریق جو عمداً حق سے گریز کر رہا ہے ۔ پندرہ ماہ کے اندر ہاویہ میں گرایا جائیگا ۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے ۔ چونکہ اس نے اپنے خوف سے کچھ رجوع الی الحق کیا ۔ اور آنحضرت کو دجال کہنے سے توبہ کی مہلت دیگئی لیکن پھر حق پوشی اور قسم کھانے سے انکار کرنے پر دوسرے پندرہ ماہ میں ۲۷ ۔ جولائی ۱۸۹۶ء کو مرگیا ۔

سوم ۔ مسک العارف صفحہ ۱۸۱ دیکھیے ابوجعفر باقر علیہ السلام سے روایت ہے ۔ کہ جب ماہ رمضان میں جمعرات کو آواز آوے تو اسکو سنو (رواہ نعیم بن حماد) چنانچہ ۱۴ ۔ رمضان ۱۳۱۰ھ حضرت مسیح موعود کو مکاشفہ ہوا ۔ کہ ایک ملایک شداد و غلاظ میں سے باواز بلند کہتا ہے کہ لیکھرام کہاں ہے (دیکھو برکات الدعا ٹائٹل) پھر دن کے آخر حصہ میں شیطانی آواز اٹھیگی ۔ فلاں مظلوم مارا گیا (وفی اٰخر النہار صوت ابلیس ینادی الا ان فلانًا قد قتل مظلومًا) پھر لوگوں پر بہت مشکلات پڑینگی ۔ مگر سچی آواز وہی ہے ۔ جو مہدی کے نام سے رمضان میں ہو (و علامتہ ان ینادی باسم المھدی) چنانچہ لیکھرام کی نسبت ۲۰ ۔ فروری ۱۸۹۳ء کو شایع فرمایا کہ ہیبت ناک طور پر چھ سال کے اندر ہلاک ہوگا (دیکھو برکات الدعا ۔ کرامات الصادقین) چنانچہ اسکے قتل پر ۶ ۔ مارچ ۱۸۹۷ء بہت شور و غوغا ہوا ۔ آپکی خانہ تلاشی بھی ہوئی ۔ مگر آخر وہی حق بات تھی ۔ جو مہدی پر ظاہر ہوئی ۔

چہارم دابۃ الارض کا ظہور ہوا جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں فرمایا ۔ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ ۔ (۲۰ النمل رکوع ۶) کہ جب انپر فرد جرم لگجائیگا ۔ تو ہم زمین سے ایک کیڑا

رکا لینگے جو لوگو نکو زخم کریگا۔ اس سزا میں کہ وہ ہماری آیات پر ایمان نہ لاتے تھے۔ بلا شبہ یہ اجرام طاعونی کی طرف اشارہ ہے جو سب نے مان لیا۔ کہ زمین سے ہیں اور یہ جو بعض علماء نے لکھا ہے۔ کہ وہ ایک جانور ہے طول اسکا ۶۰ گز سر گائے کی مانند آنکھ خوک کی مانند کان مانند فیل۔ گردن مانند شتر مرغ سینہ مانند شیر دم مانند دنبہ وغیرہ ذالک (معیار المسیح) یہ اس بیماری کے تمثلات ہیں جو مختلف اشخاص کو ان کی فطرت و حالات کے مطابق نظر آئے۔ اور یہ ایک مانی ہوئی بات ہے۔ کہ بیماری آنے سے پہلے اونٹ ہاتھی وغیرہ کی شکلیں خواب میں نظر آتی ہیں۔

پنجم لیظھرہ علی الدّین کلہٖ کی پیشگوئی کا ظہور جس کے معنی ابو داؤد صفحہ ۲۳۰ جلد ۲ اسکی حدیث سے حل ہوتے ہیں ویھلک اللہ فی زمانہ الملل کلھا الا الاسلام

جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں ہوا جب کہ تمام مشہور مذہبوں کے قائمقام موجود تھے۔ آپ کو ۲۱۔ دسمبر ۱۸۹۷؁ء الہام ہوا مضمون بالا رہا۔ سو اسکے مطابق ۲۷۔ دسمبر ۱۸۹۷؁ء باتفاق لوگوں نے تسلیم کیا۔ کہ یہ مضمون سب سے اعلیٰ ہے۔ پھر اسکے بعد نہ تو آپ کے دلائل کے سامنے کوئی عدو ٹھہرا نہ آپ کی دعا کے مقابلہ میں بشرط منظوری کوئی زندہ رہا اور یہ حدیث پوری ہوئی۔ فلا یحل لکافر یجد من ریح نفسہ الا مات۔ مشکوٰۃ حدیث نواس ریح نفس سے انفاس طیبہ و کلمات مقدسہ مراد ہیں۔ ورنہ مسیح کوئی سانپ نہیں۔ کہ اسکے دم میں کوئی زہریلا اثر ہو

ششم۔ خروج دجال و یاجوج ماجوج - ان دونوں کے متعلق یہ بات مدنظر رہے۔ کہ ان کے حالات و اشکال حضور نبی کریم صلعم نے خواب و کشف میں دیکھے ہیں چنانچہ جہاں دجال کا ذکر ہے وبینا انا نائم رأیتنی اطوف بالکعبۃ الیٰ اٰخر الحدیث۔ کہ میں سوتا تھا۔ تو کیا دیکھتا ہوں فاذا رجل احمر × × × اعور العین × × قلت من ھذا قالوا الدجال (رواہ مسلم عن ابن عمرؓ) اسی طرح یاجوج کی نسبت ہے کہ رسول اللہ صلعم یہ کہتے ہوئے اٹھے۔ لا الٰہ الا اللہ ویل للعرب من شر قد اقترب × × × وحلق باصبعیہ الابھام۔ جو اشارہ ہے ہزار کی طرف مکاشفات یوحنا سے

بھی اسکی تائید ہوتی ہے۔ جب ہزار سال ہو چکینگے۔ شیطان اپنی قید سے چھوٹیگا۔ چنانچہ نبی کریم کے ہزار سال بعد ان اقوام کا ممالک غیر پر غلبہ ہوا۔

پس خواب و کشف کے معانی اسی علم کی کتابوں سے دیکھے جائینگے۔ یعنی تعبیر ناموں سے اور اسکا نام مجاز نہیں جیسا کہ سورہ یوسف کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے حضرت یوسف نے بادشاہ کے خوابوں کی تعبیر فرمائی۔

دوم۔ دجال کی نسبت لکھا ہے۔ کہ اس کے فتنے سے سب انبیاء ڈراتے آئے ہیں۔ اور یہ عظیم الشان فتنہ ہے۔ پس اس سے بچنے کے لیئے جامع الدعا الحمد میں ولا الضالین کا لفظ ہے۔ اور کنز العمال جلد ۶ میں حدیث ہے یخرج فی اٰخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالدین یہاں دجال کے لیئے جمع کا صیغہ ہے (۲) اور پھر دجال کی نسبت متفق علیہ اور صحیح حدیثیں متفرق ہیں ایک مشکوٰۃ کو اٹھایئے۔ اور مفصلہ ذیل اختلاف دیکھئے۔ جو میں نے معیار الصادقین میں لکھے ہیں۔

۱۔ دجال جوان ہے۔	۱۔ دجال زمانہ نبوی میں موجود
۲۔ چالیس روز رہے گا	۲۔ چالیس برس
۳۔ اسوقت سخت قحط ہوگا	۳۔ دجال کے تابعین بڑی آسایش میں ہونگے
۴۔ دجال کی دہنی آنکھ عیب دار ہوگی	۴۔ دجال کی بائیں آنکھ عیب والی
۵۔ دجال کی آنکھ انگور کی مانند ابھری ہوگی	۵۔ ابھری ہوئی نہ ہوگی بلکہ مٹی ہوئی۔
۶۔ بین الشام و العراق نکلیگا۔	۶۔ مشرق سے نکلیگا۔ تمیم داری نے مغرب میں دیکھا
۷۔ ایکدن سال کا ایکدن مہینہ کا ایکدن ہفتہ کا	۷۔ دن ایسے چھوٹے کہ جیسے ایک سوکھی لکڑی کو آگ لگے اور جل بجھی۔
۸۔ جنت و نار اسکے ساتھ ہونگے۔	۸۔ روٹی پانی سے بھی ذلیل ہوگا۔
۹۔ مکہ مدینہ سے روکا جائیگا	۹۔ نبی کریم نے اسے کعبہ کا طواف کرتے دیکھا

سو اس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ دجال کی وحدت نوعی ہے۔ اور یہ ایک قوم کا نام ہے۔ جبھی تو

جلیئے رنگ عمر شکل احادیث میں مختلف بیان کی گئی ہے۔ اور اسکی تائید لغت سے بھی ہوتی ہے دیکھو تاج العروس

الدجّال من الدجالۃ طائفۃ عظیمۃ یحمل لمتاع للتجارۃ۔ کہ یہ ایک طائفہ عظیمہ کا نام ہے۔ پھر نبی کریم نے جو یہ فرمایا۔ کہ من قرء العشر الاواخر من سورۃ الکہف عصم من فتنۃ الدجال (رواہ الترمذی) ومن حفظ عشر آیات من اول سورۃ الکہف عصم من فتنۃ الدجّال (مسلم کنز العمال جلد ۷ صـ۲۱۳) اس میں سب کچھ بتا دیا۔ کیونکہ سورہ کہف کے اول میں ذکر ہے۔ وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدًا (اور ڈرائے انکو جنھوں نے اللہ کا بیٹا قرار دیا) اور آخر میں ہے الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعًا جن کی تمام کوششیں دنیا کے ساز و سامان میں لگی ہیں وہ عجیب عجیب صنعت کاریاں کرتے ہیں۔

سوم دجال کے لیئے جو کچھ لکھا ہے۔ اگر وہ اپنے ظاہر پر پورا ہونا تھا۔ اور واقعی اسکے نیچے ستر گز لمبا گدھا ہونا تھا۔ اور اسکی وہی شکل و شباہت طرز ہونی تھی۔ جو علماء اپنے ذہن میں جمائے بیٹھے ہیں۔ تو بتاؤ صحابہ میں اسکے متعلق کیوں اختلاف ہؤا۔ اور کیوں ابن صیاد کو وہ دجال سمجھے حالانکہ وہ مدینہ میں تھا۔ اور دجال مدینے میں داخل نہیں ہوگا یہانتک کہ نبی کریم صلعم نے بھی تردید نہ فرمائی۔ بلکہ ان یکن ھو کہا۔ دیکھو مشکوٰۃ قصہ ابن صیاد کی احادیث۔ انی سمعت عمر یحلف علیٰ ذلک عند النبی صلعم فلم ینکر ہ متفق علیہ حضرت عمر جیسے جلیل القدر صحابی حضور نبوی میں قسم کھا کے کہتے ہیں۔ ابن صیاد دجال ہے۔ اور آپ انکار نہیں فرماتے۔ یہ نہ کہیئے عام دجالوں میں سے ایک دجال پر قسم کھاتے ہیں مشکوٰۃ الفصل الثانی میں روایت ہے کان ابن عمر یقول واللہ ما اشك ان المسیح الدجال ابن صیاد (رواہ ابوداؤد) یعنی المسیح الدجّال ابن صیاد ہے۔

چہارم۔ یاجوج ماجوج کا مادہ جو ہے۔ اجت النار اجیجًا تلھبت۔ آگ بھڑک اٹھی

اور اج الماء اجوجا پانی موجزن ہوا اس سے ظاہر ہوا۔ کہ وہ آگ و پانی سے کام لینے والی قومیں ہیں اور بائبل میں حزقی ایل باب ۳۸ آیت ۳۔ اے جوج روس اور مسک اور توبال کے سردار کہکر بالکل ہی صاف کر دیا۔ اور لنڈن کے گلڈ ہال میں اس قوم کے مورثانِ اعظم کے سٹیچو ہیں اور انکے نام یاجوج ماجوج ہیں۔ اب انکے متعلق جو خبریں آپ حدیث میں پڑہیں یہ ذہن نشین رکھیں۔ کہ قوم تو یہی ہے۔ دوم وہ انسان ہی ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے وولد یافث یاجوج ماجوج والترک (رواہ ابن عساکر) پس اگر ان کے کانوں کے لمبے ہونیکا ذکر ہوگا۔ تو ہم اس سے وہی مراد لینگے۔ جو کسی انسان کے متعلق یہ کہنے سے کہ اسکے کان لمبے ہیں۔ مراد لیجائیگی۔ اگر یہ ذکر ہوگا کہ وہ بحیرہ کا پانی پی گئے۔ تو اس سے یہ مراد ہے۔ جیسے کوئی انسان کسی دریا یا جھیل کو سکھا سکتا ہے۔

اصولاً مینے عرض کر دیا۔ اب جوں جوں آپ خبریں پڑھیں۔ ان اصولوں پر اسکے معنی کریں اول یہ کہ یہ خواب و کشف کے امور ہیں دوم جن قوموں کے یہ نام ہیں۔ وہ اولاد آدم سے ہیں۔ اور اس زمانہ میں ہمیں موجود نظر آتی ہیں۔ اور اسوقت اپنے پورے زور شور پر ہیں یہی انکے ظہور سے مراد ہے۔ ورنہ یہ زمانہ نبوی میں بھی موجود تھیں۔ ایسا ہی دجال کے بارے میں یہ یاد رہے۔ کہ وہ اولاد آدم سے ہے۔ اسکے متعلق جو عجائبات کا ذکر ہے انکو اسی حد تک ماننا چاہیئے۔ کہ خدا کیساتھ شرک لازم نہ آوے۔ اور انبیاء کے معجزات کی ہتک نہ ہو مثلاً لکھا ہے۔ کہ وہ ایک مومن کو قتل کریگا۔ پھر زندہ۔ مگر پھر ذبح کرنا چاہیگا۔ تو قادر نہ ہوگا تو تعبیر الرؤیا کے مطابق اس سے مراد اسلام ہے۔ اسپر ایک بار حملہ کر کے پھر کبھی اس کے مٹانے پر قادر نہ ہو سکیگا۔

پنجم علامات قرب قیامت جو مقرر تھیں۔ انکا اکثر حصہ پورا ہو چلا ہے۔ چند عرض کیے دیتا ہوں۔ اول تو قرآن مجید میں ہے وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ۔ اور جب اونٹنیاں بیکار ہو جائیں چنانچہ حدیث میں ہے لینزلن ابن مریم . . . . ولیترکن القلاص فلا یسعیٰ علیھا

اونٹنی کی سواری چھوڑ دی جائیگی - اب تو مدینہ کی طرف بھی ریل بن گئی - اور اس حدیث کی پیشگوئی بھی پوری ہو چکی - جو باب اشراط الساعۃ میں ہے کہ لا تقوم الساعۃ حتّٰی تخرج نار من ارض الحجاز تضئ اعناق الابل ببصرٰی - اور حاشیہ پر لکھا ہے - کہ قد تواتر انہ خرج سنۃ اربع وخمسین وستمائۃ نار من الحجاز . . . . وقد استضاء بہا ھضبات بصرٰی - یعنی آگ ۶۵۴ھ میں ظاہر ہوئی جس سے بصری کی پہاڑیاں روشن ہو گئیں (۲) واذا الجبال سیّرت - پہاڑوں کے چلائے جانے میں کیا شبہ ہے ہر علاقہ میں دیکھا جا سکتا ہے - پہاڑوں کے پہاڑ کھود کر دوسری جگہ لائے گئے - اور بڑی بڑی سلطنتیں تباہ ہو چکیں -

(۳) واذا النفوس زوجت - اس پیشگوئی کے لیئے اس زمانہ سے بڑھکر کونسا وقت ہو سکتا ہے - جب کہ محکمہ ڈاک - ریل - تار - بے تار تار برقی کے ذریعے نفوس ایک حکم میں ہیں اب تو جہاز سمندر میں جاری ہیں - اور لوگ اپنے اپنے گھروں میں پیغام بھیج رہے ہیں - اپنے ہمکلام دوستوں کی تصویریں بھی سامنے آجاتی ہیں - (۴) واذا الصحف نشرت - یاد کرو ایک وہ زمانہ کہ قلمی کتاب دیکھنے کے لیئے ہزار ہزار کوس کا سفر کرنا پڑے - یا یہ زمانہ کہ چھاپہ کی وجہ سے ایک ایک کتاب کئی کئی شکلوں میں ہزاروں بلکہ لاکھوں تک چھپی ہوئی موجود ہے - پھر یا تو وہ زمانہ کہ مہینوں تک کوئی خبر نہیں ملتی - یا یہ کہ صبح و شام اخبار صحیفے لگکر اکناف عالم میں پھیلجاتے ہیں -

پھر آپ مشکوٰۃ کا باب اشراط الساعۃ پڑہیں - انس راوی ہیں فرمایا رسول اللہ صلعم نے ان یرفع العلم ویکثر الجہل ویکثر الزنا ویکثر شراب الخمر - اشراط الساعۃ میں سے ہے کہ علم اٹھجائے جہل بڑھ جائے - زنا زیادہ ہو شراب پیا جاوے - دوسری حدیث میں فرمایا - اذا ضیعت الامانۃ جب امانت ضائع ہو - تو قیامت کا منتظر رہ (۳) تیسری میں فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتّٰی یکثر المال جب تک مال کی کثرت نہ ہو جائے (۴) تقی الارض

افلاذ اکبدھا۔ زمین اپنے جگر کے ٹکڑے باہر نکال پھینکیگی یعنی ہر قسم کی مادی ترقی ہوگی (۵) لا تقوم الساعۃ حتّٰی یتقارب الزمان فتکون السنۃ کا لشھر الخ قیامت نہیں قائم ہوگی۔ جب تک زمانہ قریب ہوگا۔ پس سال مہینے کے برابر ہوگا اور مہینہ جمعہ کے برابر اور دن گھڑی کے برابر۔ اب ریلوں مشینوں کے ذریعے سالوں کے کام مہینوں اور مہینوں کے کام دنوں میں ہوتے ہیں۔

(۶) ایک حدیث اسی باب میں بروایت ابو ہریرہؓ ہے۔ جسکا ترجمہ یہ ہے۔ جب فئے دولتمندی بڑھانیکا ذریعہ سمجھا جاوے۔ اور امانت غنیمت سمجھی جائیگی۔ اور زکوٰۃ چٹی۔ اور دین کے سوا اور غرض کے لئے تحصیل علم ہوگی۔ اور زن مریدی کی جائیگی۔ اور ماں باپ کے حقوق کی نگہداشت نہ ہوگی۔ اور دوستوں کی خاطر باپ سے بگاڑ ہوگا۔ مسجد میں شور و شر کیا جائیگا۔ اور قوموں کے لیڈر فاسق ہونگے۔ اور قوم کی وکالت رذیل کرینگے۔ اور کسی کی عزت اسکے شر سے بچنے کے لئے کی جائیگی۔ اور رنڈیاں بڑھ جائینگی۔ اور آلات لہو ظاہر ہونگے۔ اور شراب علانیہ پی جائیگی۔ اور پچھلے لوگ پہلوں کو بیوقوف و اولڈ فیشن کہینگے۔ اسوقت انتظار کرو۔ ریح حمرا (طاعون) کا اور زلزلہ کا اور خسف و مسخ و پتھروں کے گرنیکا اور نشان اس طرح ظاہر ہونگے جیسے ہار کی لڑی توڑ دی جائے۔ پھر موتی پے در پے گرنے شروع ہوں۔

غرض اس قسم کے نشانات قرب قیامت ہیں۔ جو پورے ہو چکے ہیں۔ اور وہ صدی بھی آ چکی ہے۔ جس میں مسیح و مہدی کا ظہور ہونا تھا۔ اور پھر مسیح و مہدی کے متعلق جو نشان تھے۔ وہ بھی حضرت مرزا غلام احمدؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارک میں پورے ہوگئے۔ معلوم نہیں۔ اب قیامت کے سوا کس بات کا انتظار ہے۔ کیا جناب مرزا کی بیعت سے اسلئے انکار ہے۔ کہ موجودہ علماء نے اسپر کفر کا فتویٰ لگایا۔ اول تو کئی علماء آپکے خدام کے خدام ہیں۔

دوم حجج الکرامہ ص ۳۶۳ میں صاف لکھا ہے۔ چوں مہدی علیہ السلام مقابلہ براحیاء سنت

دامانت بدعت فرمائید۔ علماء وقت کہ خوگر تقلید فقہاء و اقتداء مشائخ و آباء باشند۔ گویند ایں مرد خانہ برانداز دین وملت ماست و بحسب عادت خود حکم تکفیر و تضلیل وے کنند۔ امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوبات جلد ۲ نمبر ۵۵ میں لکھتے ہیں۔ نزدیک است کہ علماء ظواہر مجتہدات اور ا (عیسٰی) از کمال دقت وغموض ماخذ انکار نمائند۔ اس سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ علماء مہدی کی جو خیالی تصویر اپنے دماغوں میں بنائے ہوئے ہیں۔ اسکے مطابق ظاہر نہیں ہوگا۔ جبھی تو تکفیر کرینگے۔ دوم سچے مہدی کا یہ نشان بھی ہے۔ کہ اسپر کفر کا فتوٰی لگے۔ مگر اس کفر کے فتوے پر اعتبار کرکے بیعت سے انکار اخذ عزیز مقتدر سے بچا نہیں سکتا۔

دوستو! میں نہایت سچے دل سے عرض کرتا ہوں۔ کہ آنیوالا مہدی اور مسیح آچکا۔ نبی کریم نے جسقدر نشان بتائے تھے۔ وہ اس میں موجود تھے۔ حتّٰی کہ بین مہرود تین کا نشان ایسا تھا۔ اور کسی مدعی مہدویت میں موجود نہیں ہوا۔ دو زرد چادریں یوں تو ایک پیسے میں رنگی جا سکتی ہیں۔ مگر علم الرؤیا کے مطابق دو بیماریاں ہیں۔ جو بدن کے دونوں حصوں میں لازم حال تھیں۔ پھر فیتزوج ویولد لہ فرماکر اور یہ کہ یصلّی علیہ المسلمون فرما دیا۔ کہ اس کی تزویج پھر اسکی اولاد سب خدا کے نشانوں میں سے ہوگی۔ چنانچہ ہر سہ صاحبزادگان کی ولادت کی خبر قبل از وقت شائع فرمائی۔ اور پھر یہ فرما کر اسپر مسلمان نماز پڑھینگے۔ بتا دیا۔ کہ مسلمان وہی ہے۔ جو مسیح و مہدی کے لیئے دعائے مغفرت و ترقی درجات مانگنے والا ہو۔

عمدۃ الاحکام۔ بخاری و مسلم کی فقہی احادیث کا مجموعہ جس میں کل احکام طہارت نماز روزہ زکوٰۃ حج بیع نکاح طلاق رضاع قصاص حدود کھانے پینے کے مسائل قریباً آگئے ہیں با اعراب تحت اللفظ ترجمہ معتبر حاشیے خوشخط قیمت اصلی عہ رعایتی عہ پسندیدہ حضرت خلیفۃ المسیح چنانچہ آپنے اسے مستورات کے درس میں بھی شامل کیا ہے + ادعیۃ الاحادیث۔ رسول اللہ صلعم کی فرمائی ہوئی دعائیں جو مختلف اوقات و حالات کے مناسب حال فرمائی ہیں با اعراب مترجم نہایت مفید مجموعہ ایک جلد کے لئے ڈیڑھ آنے کے ٹکٹ دو جلد کے لئے ۲۔ تین جلد کیلئے ۳۔ کے اس سے زیادہ کے لئے وی پی کی فرمائش قیمت ۱

حضرت مسیح کی تصدیق

از کلام شیخ محی الدین ابن عربی

پیشگوئی

اور اس نوع انسانی میں شیث علیہ السلام کے قدم بہ قدم ایک لڑکا پیدا ہوگا اور ان کے اسرار وحی کا حامل ہوگا۔ اور اسکے بعد اس نوع انسانی میں پھر لڑکا نہ ہوگا (یعنی جو روحانیت میں ویسا کمال رکھتا ہو) اور وہی لڑکا خاتم اولاد ہوگا اور اسکے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوگی۔ یہ لڑکے سے پہلے پیدا ہوگی۔ اور لڑکا اس سے پیچھے پیدا ہوگا۔ اور لڑکے کا سر لڑکی کے دونوں پیروں کے پاس ہوگا۔ اور اس کی ولادت چین میں ہوگی۔ اور اس کی زبان اس شہر کی زبان ہوگی۔ اور اسکے بعد مرض بانجھ مردوں اور عورتوں میں سرایت کریگا۔ اور بغیر توالد اور تناسل کے نکاح کی بڑی کثرت ہوگی۔ اور وہ لڑکا انکو خدا کی طرف بلائے گا۔ لیکن کوئی قبول نہ کریگا۔ اور جب اللہ اُسکو اور اس زمانے کے مومنوں کو لے لیویگا۔ تو باقی لوگ مثل چارپائے اور بہائم کے رہجائینگے نہ حلال کو حلال جانینگے اور نہ حرام کو حرام سمجھینگے۔ اور طبیعت کے حکم سے شریعت اور عقل سے خالی ہوکر شہوت رانی میں تصرف کرینگے۔ اور پھر انہی پر قیامت قائم ہوگی ص۱۲۳

حضرت اقدس نے اس پیشگوئی کی تشریح تریاق القلوب کے اخیر ص۱۵۹ میں خوب فرمائی ہے

(ا) اصل مولد اسکا چین ہوگا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ وہ قوم مغل اور ترک میں سے اور ضروری ہے کہ عجم میں سے ہوگا نہ عرب میں سے۔ چشمہ معرفت میں لکھا ہے۔ کہ "اسلام کے شایع ہونیکے بعد بہت سے مسلمان چین جا آباد ہوئے۔ اور ان کی تاثیر وعظ سے کئی کروڑ چینی مسلمان ہوگیا تھا۔ ممکن ہے بعض فارسی بھی وہاں جاکر آباد ہوگئے ہوں۔ پھر اسوجہ سے چینی کہلانا ایک لازمی امر تھا۔ ہمارا خاندان مغلیہ خاندان مشہور ہے۔" جو بلاشبہ صینی الاصل ہے

(ب) خاتم اولاد ہوگا یعنی اسکی وفات کے بعد کوئی کامل بچہ پیدا نہیں ہوگا۔ اور اس فقرہ کے یہ بھی معنی ہیں۔ کہ وہ اپنے باپ کا آخری فرزند ہوگا۔

(ج) اسکا سر اس دختر کے پیروں سے ملا ہوگا۔ یعنی دختر معمولی طریق سے پیدا ہوگی۔

(د) بانجھ کا عارضہ سرایت کریگا۔ یعنی لوگ مباشرت سے نہیں رکیں گے۔ مگر کوئی صالح بندہ نہیں ہوگا۔ اور وہ زمانہ کے لوگونکو خدا کی طرف بلائیگا۔ مگر وہ قبول نہیں کرینگے۔

(ھ) اس بندہ حضرت احدیت کی پیدایش جسمانی اس پیشگوئی کے مطابق ہوئی۔ یعنی میں توام پیدا ہوا تھا۔ اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا۔ یہ لڑکی صرف سات ماہ زندہ رہ کر فوت ہو گئی تھی۔

مسیح موعود حکم و عدل ہوگا

اور کبھی اس خلیفہ محمدی سے کوئی حکم حدیث کے خلاف واقع ہوتا ہے۔ تب لوگونکو خیال ہوتا ہے۔ کہ یہ اجتہادی خطا ہے۔ حالانکہ اس طرح نہیں ہے بلکہ اس امام کے نزدیک وہ حدیث کشف کے طریقہ سے رسول اللہ سے ثابت نہیں ہوتی ہے۔ اور اگر ثابت ہوتی۔ تو وہ اس کے موافق حکم کرتا ... پس ایسے اختلافات آجکل کے خلیفے سے بھی واقع ہوتے ہیں۔ اور ایسے ہی عیسےٰ علیہ السلام سے بھی واقع ہوگا۔ جب وہ نزول فرمائینگے۔ اور بہت سے اجتہاد کے مشروع اور مقررہ احکام کو حضرت عیسیٰ اٹھا دینگے پھر اسکے اٹھ جانے سے حق مشروع کی اصل صورت ظاہر ہوگی۔ جس پر رسول اللہ صلعم تھے ترجمہ فصوص الحکم صـ ۱۵۳۔

نوائے محمود یہ وہ دلچسپ پرسوز۔ رقت انگیز لاجواب نظم ہے۔ جو صاحبزادہ محمود احمدؐ صاحب نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر لکھی۔ اور اسکی کاپیاں جس قدر چھپی تھیں۔ ہاتھوں ہاتھ بک گئیں اب یہی نظم سبز کاغذ پر عمدہ تقطیع چھاپی گئی ہے۔ قیمت ۔ فی جلد ۲ ر کی ۱۲ عدد۔ ذی استطاعت احباب کو بہت سی کاپیاں خرید کر مفت تقسیم کرنی چاہیئے۔ ملنے کا پتہ تشحیذ قادیان

یسرنا القرآن وہ مشہور و معروف قاعدہ عربی جس سے بہت جلد قرآن شریف پڑھنا آسکتا ہے۔ دفتر تشحیذ میں ۱ ر پر ملسکتا ہے۔

قصیدہ مہدویت حضرت اقدسؑ کا قصیدہ مطلع علیٰ اسرار ربانی مع ترجمہ پنجابی منظوم پاکٹ بک سائز پر چھاپا گیا ہے۔ قیمت ۔ ۲ ر ۱۲ عدد

خواص الائمہ

"ہم نے اپنے امام علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ لکھنا تھا۔ وہ لکھدیا۔ اہل نظر غائر نظر سے ایک خداترس دل لیکر اسے پڑھیں۔ اور پھر ہمارے شیعہ دوستوں کی ان بھول بھلیوں کو ملاحظہ فرمائیں۔ جن میں وہ بیچارے پڑے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اجر جزیل دیگا۔ ان احباب کو جو اپنے بھائیوں کو اس تاریکی کے گڑھے سے نکال کر صداقت کے آفتاب سے منور کرینگے۔"

واضح خاطر ناظرین ہو کہ راقم آثم مضمون ہذا کی مراد ائمہ سے ائمہ اثنا عشر یعنی بارہ امام ہیں جنکو شیعہ صاحبان آنحضرت صلعم کے سچے خلفاء اور مخصوص اوصیا مانتے ہیں۔ ان بارہ کے سوائے وہ نہ خلفائے راشدین کی خلافت کو برحق جانتے ہیں۔ نہ خلفائے عباسیہ وغیرہ کی خلافت کو انکے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت علیؑ۔ حسینؑ۔ زین العابدینؑ۔ محمد باقرؑ۔ جعفر صادقؑ۔ کاظمؑ امام رضاؑ۔ تقیؑ۔ نقیؑ۔ حسن عسکریؑ اور ابو القاسم محمدؑ امام غائب جنکی پیدائش بقول شیعہ ۲۵۵ھ میں ہوئی۔ اور کوئی بارہ برس کے سن میں اچانک غائب ہو گئے۔ یعنی ۲۶۶ھ میں۔ اور جب سے ابتک غائب ہیں۔ ایک ہزار سال سے بھی زیادہ گذر گئے۔ شیعہ صاحبان جو خلافت نبوی کے لیئے ان بزرگوں کو مخصوص ٹھہراتے۔ اور دوسروں کو اس منصب جلیلہ کے اہل نہیں جانتے۔ تو اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ انھوں نے بہت سے خواص و علامات ان اماموں کی طرف منسوب کیئے ہیں۔ جو نہایت عجیب و غریب و قابل ذکر ہیں۔ مضمون ہذا میں انہی خواص کا بیان ہے جنکا معلوم کرنا امید ہے۔ کہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

اہل تشیع کے ایک مشہور فاضل کامل نے جن کا نام ملا عبد الرزاق لاہجی ہے۔ اپنی کتاب گوہر مراد میں ان خواص کا یکجائی طور پر تذکرہ فرمایا ہے۔ اصل کتاب زبان فارسی میں ہے۔

بخوف طوالت اسکا اردو میں لفظی ترجمہ کیا جاتا ہے تا کہ عام ناظرین کو سمجھنے میں دقت نہ ہو۔ وہ نوذ
جان تو (اے مخاطب) کہ جو کچھ ساتھ دلیل و برہان کے شرائط امام سے ثابت ہے۔ وہ عصمت
ہے (یعنی امام وہ ہونا چاہیئے جو کہ خطا و نسیان وغیرہ سے معصوم ہو) اور اسکا عالم ہونا کتاب
و سنت کے احکام سے اور تدابیر رعایا و امور سیاست سے اور جو کچھ اسکے متعلق ہو۔ اور
افضل ہونا دوسری قوموں سے) امور مذکورہ ہیں۔ لیکن ثابت ہوا ہے نزدیک شیعوں کے
ائمہ طاہرین کی حدیث سے علاوہ امور مذکورہ کے چند خصوصیتیں زائد بھی جو کہ امام کی علامات
وصفات و خواص کا حکم رکھتی ہیں۔ اور وہ جاننا ہے تمام علوم کا اور جاننا سب امور کا جنکی
لوگونکو ضرورت ہے۔ خواہ یہ جاننا امور دین کے سوا بھی ہو۔ چنانچہ ہشام بن الحکم سے جو
امام جعفر صادق کے جلیل القدر اصحاب سے ہوئے ہیں۔ مروی ہے۔ کہ کہا انہوں نے میں نے
امام جعفر صادق سے ایک ہی دفعہ پانسو مسئلہ علم کلام کے متعلق پوچھا۔ اور ان سب سوالونکا
جواب باصواب پایا۔ اور نہایت تعجب سے جو مجھکو ہوا میں نے عرض کی آپ کے قربان ہوں۔ امام پر
تو صرف کتاب اللہ و سنت و شریعت کا جاننا ہی واجب ہے۔ لیکن ایسے علوم کا جاننا
کیا ضرور تھا۔ فرمایا کیا تیرا خیال ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ایک شخص کو امام بنائے مخلوق کا اور اسکے
پاس وہ چیز ہی نہ ہو۔ جس کی ضرورت لوگونکو ہو منجملہ خواص کے ہے۔ پیغمبروں کے تمام علوم
کا جاننا اور تمام آسمانی کتابونکا علم اور تمام احکام قرآن اور اس کی تفسیر و تاویل کا علم ہونا۔
روایت ہے۔ کہ امت میں سے کوئی شخص تمام علوم قرآن پر حاوی نہیں ہوتا۔ مگر آئمہ
کرام اور نیز انکو معلوم ہے اسم اعظم اور روایت ہے امام باقر سے کہ اسم اعظم کے تہتر (۷۳)
حروف ہیں۔ اور ان میں سے ایک حرف آصف بن برخیا وزیر سلیمان کو عطا ہوا تھا جس
کی برکت سے ملکہ بلقیس کے تخت کو حاضر کر دینے پر قادر ہو گئے۔ اور ہمکو تو بہتر (۷۲)
حروف عطا ہوئے ہیں۔ اور باقی ایک حرف خدا کے پاس رہا۔ تا کہ علم غیب کا بھرم بنا رہے
اور امام صادق سے روایت ہے۔ کہ ان حروف میں سے عیسیٰ ابن مریم کو دو حرف دیئے

گئے تھے۔ اور ان سے کرتے تھے جو کرتے تھے۔ موسیٰ کو چار حرف دیئے گئے ابراہیم کو آٹھ حروف اور نوح کو پندرہ حروف اور آدم کو پچیس حروف اور خدا تعالےٰ نے جمع کئے حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہتر حروف اور ایک حرف اُن سے پردہ میں رکھا۔ اور علاوہ ازیں موسیٰ کا عصا ہے چنانچہ امام باقرؑ سے مروی ہے۔ کہ موسیٰ والاعصا در اصل آدم کا تھا یہاں تک کہ دست بدست حضرت شعیب تک پہنچا۔ ان سے ملا موسیٰ بن عمران کو اور اب وہ ہمارے پاس ہے۔ اور فرمایا کہ بہت تازہ اور نازک ہے۔ جیسے کہ ابھی درخت سے کاٹا گیا ہو جب ہم چاہیں باتیں کرنے لگتا ہے۔ اور وہ امام صاحب الزمان (بارھویں امام یعنی مہدیؑ) کے لئے رکھا گیا ہے۔ تاکہ اس سے وہی کام لیں۔ جو موسیٰ لیتے تھے۔ علاوہ اسکے سنگ موسیٰ ہے جس سے پانی کے چشمے بہتے تھے۔ اور وہ مہدی کے پاس ہے۔ اور نیز امام صاحب الزمان کے پاس ہے۔ خدا جلدی انکو ظاہر کرے۔ قمیص آدم کی اور انگشتری سلیمان کی اور علاوہ ازیں حضرت صلعم کے ہتھیار اور زرہ ہے۔ اور امام صادق سے مروی ہے کہ رسول صلعم کے ہتھیار ونکا ہونا مثل ہونے تابوت سکینہ کے ہے پاس بنی اسرائیل کے کہ جس گھر میں تابوت پایا جاتا تھا۔ نبوت اس خانوادہ کو ملتی تھی۔ اور ہم اہلبیت میں سے بھی جس شخص کے پاس رسول اللہ صلعم کے ہتھیار ہوں وہی امام ہے۔ علاوہ اسکے جفر احمر ہے اور جفر ابیض و جامعہ و مصحف فاطمہ علیہا السلام اور صحیفہ ہے۔ جفر احمر سے مراد سرخ چمڑے کا صندوق ہے جس میں سلاح رسول بند ہیں۔ اور جفر ابیض سے مراد ایک (سفید چمڑے کا) صندوق ہے جو آدم کا تھا۔ اس میں بنی اسرائیل کے علماء کا علم اور خلفاء اور انبیاء کا علم محفوظ ہے اور جامعہ سے مراد ایک صحیفہ ہے۔ جسکا طول رسول اللہ کے گز سے اگر ناپیں تو ستر گز ہے۔ اس میں سب حلال و حرام کا بیان ہے۔ اور ہر ایک بات جس کی کہ خلقت کو ضرورت ہو۔ یہاں تک کہ ذرا سی خراش کی سزا بھی اور مصحف فاطمہ تو وہ مصحف ہے۔ کہ اس میں حضرت علی نے وہ سب اخبار دستخط خاص سے لکھے تھے۔ جو کہ جبرئیل یا کوئی اور فرشتہ القاء کرتا حضرت فاطمہ کو

حضرت صلعم کی ماتم پرسی ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حرام (حلال) کا بیان تو اس میں نہیں
بلکہ اس میں تو آئندہ واقعات کا علم مندرج ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے۔ کہ اس کا
حجم تمہارے قرآن مروّجہ سے تین گنا زیادہ ہے۔ اور صحیفہ سے مراد وہ کتاب ہے۔ جس میں پیغمبرؐ
کے املا اور جناب علیؑ کے دستخط سے کل حرام و حلال کا بیان ہے ؎۔ اور منجملہ خواص کے ملائکہ
کا نزول ہر اور نزول روح (القدس) کا ہے امام زمان ہر سال لیلۃ القدر میں اور با خبر کر دیا جاتا ہے
(امام کو) تمام امور سے جو کہ اس سال واقعہ اور شدنی ہوں۔ اور دیگر خواص یہ ہے۔ کہ امام محدث
ہوتا ہے۔ اور محدث سے مراد یہ ہے۔ کہ ملائکہ کی بات سن سکے۔ بغیر دیکھنے ان کے وجودوں کے
اور کتاب کافی کلینی (شیعہ کی پہلی حدیث کی کتاب) میں ملاقات الناس با امام جعفر صادق والی
حدیث میں مذکور ہے۔ کہ اماموں کے علوم قبیل تحدیث سے ہوتے ہیں (یعنی تحدیث بالملائکہ)
اور یہی وجہ ہے۔ کہ انکے علوم میں اختلاف نہیں ہوتا۔ اور دیگر خواص سے یہ ہے کہ لوگوں کے
اعمال انکو دکھلائے جاتے ہیں۔ یعنی ان کی رعیت سے جو کوئی جیسا کچھ نیک و بد کرتا ہے
امام کی خدمت میں پیش ہوتا ہے۔ چنانچہ آیت اعملوا فسیری اللہ عملکم و رسولہ
والمؤمنون کی آیت میں جو مومنون ہے۔ اس سے امام صادق نے ایسے ہی مراد لیئے
ہیں۔ اور منجملہ خواص کے یہ ہے۔ کہ ہر جمعرات کو اماموں کے علوم زیادہ کیئے جاتے ہیں اور
یہ بھی خواص سے ہے۔ کہ جو کچھ ملائکہ اور انبیاء اور رسولوں کو معلوم ہوتا ہے۔ اماموں کو بھی معلوم
رہتا ہے۔ اور دیگر یہ ہے کہ امام عاقل و عالم کامل اور مختون پیدا ہوتے ہیں۔ اور پھر یہ کہ
کہ وہ جانتے ہیں۔ کہ ہم کس وقت فوت ہونگے۔ اور انہم لا یموتون الا باختیارھم
یعنی وہ نہیں مرتے۔ مگر اپنی مرضی سے علاوہ اسکے اور خواص ہیں۔ جو ہماری احادیث
کی کتابوں میں خود اماموں سے مروی ہیں۔ فقط (کتاب گوہر مراد فصل دوازدہم مطبوعہ ایران)

معزز ناظرین! یہ خواص ایسے نہ صرف گوہر مراد میں ہی ہیں۔ بلکہ دوسری معتبر کتب

؎ اس صحیفہ کو کتاب علی بھی کہتے ہیں۔ اور اسکا حجم بروایت کافی دو نٹ کی ان کے برابر ہے۔ اصل روایت
میں تند العیر کے الفاظ ہیں ✠

شیعہ میں بھی شرح وبسط سے پائے جاتے ہیں۔ مثلاً اصول کافی کتاب الحجۃ وحیوۃ القلوب وحق الیقین علامہ مجلسی حتی کہ علامہ حائری صاحب مجتہد لاہوری نے بھی اپنی کتاب غایۃ المقصود میں انکا ذکر فرمایا ہے۔

اصول کافی میں ایک روایت امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ حضرت علیؓ ایک دفعہ رات کو باہر نکلے۔ اور آپ فرماتے تھے همهمة همهمة لیلة مظلمة خرج علیکم الامام علیه قمیص آدم وفی یده خاتم سلیمان وعصا موسیٰ (اصول کافی کتاب الحجۃ ص۲۳۱ نولکشور لکھنؤ)

یعنی شیروں کی طرح گرجتے کہ اندھیری رات ہے۔ امام نکلا ہے تم پر آدم کی قمیص پہنے ہوئے اور اس کے ہاتھ میں سلیمان کی انگشتری اور موسیٰ کا عصا ہے۔

علامہ مجلسی اپنی آخری تصنیف حق الیقین حصہ اول باب در شرائط وجود امام میں بحوالہ کلینی وغیرہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ امام جیسے سامنے دیکھتا ہے۔ ویسے ہی پس پشت بھی دیکھ سکتا ہے۔ عالم ماکان ومایکون یعنی گزشتہ اور آیندہ کے حالات کو جانتا ہے امام کا سایہ نہیں ہوتا۔ اپنے پیروان پر والدین سے زیادہ شفیق ہوتا ہے۔ اسکی دعا قبول ہوتی ہے یہانتک کہ اگر پتھر پر دعا کرے۔ تو دو ٹکڑے ہو جائے۔ امام اور خدا تعالےٰ کے درمیان ایک نور کا عمود ہوتا ہے۔ جس سے بندگانِ خدا کے حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ اور جو امر امام پر پوشیدہ رہ جاتے ہیں۔ اس عمود کو دیکھتے ہی جان لیتا ہے۔ سب لغات اور زبانوں سے واقف ہوتا ہے۔ سب جانوروں کی بولیاں اس سے مخفی نہیں ہیں۔ سب کو سمجھتا ہے۔ مردوں کو زندہ کر لیتا ہے۔ مسافت بعیدہ کو تھوڑے وقت میں طے کر لیتا ہے۔ بلکہ ایکدن سے بھی کمتر وقت میں جہاں پہنچنا منظور ہو پہنچ جاتا ہے۔ بادل پر سوار ہو جاتا ہے۔ اور ملکوت زمین و آسمان میں سیر کر سکتا ہے۔ کبھی تو فرشتوں کی آواز کو سن لیتا ہے۔ کبھی تو روح القدس سے جو جبرئیل اور میکائیل سے بھی بڑا ہے روبرو ہو کر لقا پاتا ہے۔ کبھی الہام پاتا ہے۔ ہر آن وہر ساعت

میں علم الٰہی کے دیئے نامتناہی سے اسپر بارش ہوتی ہے۔ جس شخص کو دیکھتا ہے اسکی پیشانی سے کفر وایمان و نفاق کو دریافت کرلیتا ہے جس درخت یا پتے یا پتھر پر نظر کرے۔ اس سے ایک علم اُس پر ظاہر ہوجاتا ہے۔ اور تمام قرآن اور اس کا ظاہر و باطن ستر بطن امام کے لیے مخصوص ہے ہر جمعہ کی رات کو روح مقدس حضرت رسول اور دیگر اماماں پاک کے ارواح اور امام زمانؑ کے روح پر فتوح کو اجازت دی جاتی ہے۔ کہ آسمانوں میں جائیں۔ حتیٰ کہ عرش عظیم الٰہی تک جا پہنچتے ہیں۔ اور عرش کے اردگرد سات دفعہ طواف کرتے ہیں۔ اور ہر پایۂ عرش کے پاس دو رکعت نماز پڑھتے ہیں۔ اور پھر اپنے نورانی بدن میں خوشی خوشی واپس آجاتے ہیں ہر صبح و شام دہر ہفتہ و ماہ کو اس امت کے نیک بد اعمال آنحضرت صلعم اور ارواح ائمہ کرام اور امام زمان کے آگے پیش ہوتے ہیں۔ یہ در و دیوار یہ پہاڑ انکے علم کے سد راہ نہیں ہوسکتے۔ اور جو کچھ کہ مشرق و مغرب میں واقعہ ہو رہا ہے۔ اس سے انکو آگاہ کیا جاتا ہے۔ انتہیٰ ترجمہ اصل فارسی

پیارے ناظرین! یہ وہ خواص ہیں۔ جو قدیم سے شیعہ کی معتبر کتابوں میں منقول ہیں اور امید نہیں کہ کسی شیعہ صاحب کو اس سے انکار ہوسکے۔ آجکل تو شیعہ کے مباحثے ہی سرد پڑ گئے ہیں۔ اور اگر کہیں ہوتے بھی ہیں۔ تو ان سے کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ بندہ نے نہ بہ نیت تجدید تنازعات بلکہ محض بغرض اصلاح و ہمدردی طریق مناظرہ ان خواص کو جمع کرکے ہدیہ ناظرین کردیا ہے شیعہ کا ان کے مطالعہ سے ایمان تازہ ہوگا۔ اور جو باخبر مبصر ہیں۔ وہ ان عقاید پر غور کرکے تسلی بخش نتائج و اصول فیصلہ مباحثات قدیم خود تجویز کرسکینگے۔ نہ تبرا بازی کی ضرورت ہے۔ نہ کسی دلآزار خطاب کی جنکو تحقیق حق کا شوق ہو مزے سے باہم بیٹھکر خود پڑھیں۔ اور شیعوں کو سنائیں میرا ارادہ ہے۔ اور ارشاد بھی ہوا ہے۔ کہ اسی طرح پر سنیوں کے عقاید کے متعلق مضمون لکھا کروں خدا کرے کہ اس سے طالبانِ حق کو بصیرت حاصل ہو۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

خاکسار خادم حسین خادم بھیروی احمدی

بقایاداران توجہ فرماویں

جن صاحبان نے تا حال ۱۲ سنہ بلکہ سنہ ۱۰ و ۱۱ کا چندہ نہیں دیا۔ جلد ادا فرماویں۔ مینیجر

معارف قرآن مجید

ازافادات حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ

ایمان بالآخرۃ کسکو نصیب ہوتا ہے

بعض لوگ قرآن مجید کی اس آیت اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالصّٰبِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ط (پ۱ سورہ بقرہ رکوع ۸) سے غلط فہمی میں پڑے ہیں۔ ان کا اعتقاد ہے۔ کہ جو لوگ مسلمان ہوں یہودی ہوں۔ صابی ہوں جو ایمان لائیں اللہ پر اور روز آخرت پر اور عمل کریں نیک پس ان کے لئے رب کے حضور اجر ہے۔ نہ انکو خوف ہے نہ حزن مطلب یہ ہے کہ بس اللہ کو مان لینا اور روز آخرت پر ایمان نجات کے لیئے کافی ہے مگر یہ ان کی غلطی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کے متعدد مقامات میں اس مسئلہ کو واضح کیا گیا ہے۔ کہ یوم آخرت پر ایمان لانا کن لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ سورہ بقرہ کا ابتدا ہی پڑھیئے فرماتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ط یعنی جو ایمان لاتے ہیں اسپر جو تیری طرف نازل کیا گیا یعنی قرآن اور جو اتارا گیا تجھ سے پہلے پس یوم آخرت پر یقین بھی انہی لوگوں کو نصیب ہوتا ہے (۲) پھر فرمایا وَھٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبٰرَکٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَھَا وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَھُمْ عَلٰی صَلَاتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ ط (پ۷ سورہ انعام رکوع ۱۱) یہ کتاب جسے ہم نے اتارا مبارک ہے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنیوالی اور تا تو ڈراوے ام القریٰ اور اس کے آس پاس والوں کو اور جو آخرۃ پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ اس قرآن پر بھی ایمان لاتے ہیں اور پھر وہ اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں (یعنی یوم الآخرۃ پر ایمان انہی کے حصے میں آتا ہے جو قرآن مجید پر ایمان

اور نماز پنجگانہ قائم رکھیں (۳) پھر پارہ ۵ سورہ محصنت رکوع ۲ میں بتایا ہے کہ خدا کے نزدیک کون مسلمان ہے۔ اور نجات کے لئے کن باتوں پر ایمان ضروری ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ الۡکِتٰبِ الَّذِیۡ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ وَ الۡکِتٰبِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَ مَنۡ یَّکۡفُرۡ بِاللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیۡدًا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے فرستادے پر اور کتاب پر جو اپنے رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو اس سے پہلے اتاری۔ اور جو اللہ سے انکار کرے اور اسکے فرشتوں سے اور اسکی کتابوں سے اور اسکے رسولوں سے اور یوم آخر سے وہ دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

یعلمون الناس السحر سحر کے کئی ایک اقسام ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں (۱) ترکیب وتحلیل کا علم (۲) پولیٹکل اکانومی۔ پالٹیکس (۳) ہاتھ کی چالاکی (۴) قوت نفس سحر جس میں توجہ سے کام لیا جاتا ہے سلب امراض وحب عداوت کے کام لئے جاتے ہیں (۵) توہمات یعنی ارواح خبیثہ سے تعلق پیدا کرکے پھر ان سے کام لینا یہ تعلق پیدا کرنے اور پھر اسکو قائم رکھنے کے لیے عجیب عجیب کام انکو کرنے پڑتے ہیں۔ ہر وقت جنبی رہتے ہیں۔ مرگھٹ کی آگ پر مردوں کی کھوپریوں میں کھانا پکاتے ہیں۔ انسانی چمڑے پر بیٹھتے ہیں وغیرذالک ایسے لوگ بھی ہم نے بچشم خود دیکھے ہیں۔ جو سورج کو چڑھنے کے وقت سے ڈوبنے تک برابر دیکھتے رہتے ہیں پھر ان کی قوت نفس بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور وہ غیر معمولی کام دنیا میں کر سکتے ہیں۔

پارہ اول کی سات پیشگوئیاں یوں تو قرآن مجید کا لفظ لفظ اعجاز ہے۔ اور آیت آیت نشان لیکن اس سے پہلے پارہ میں یہ سات پیشگوئیاں بہت زبردست ہیں

۱۔ وَ بَشِّرِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ؕ جو ایمان لائے جنھوں نے عمل صالح کئے۔ ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں پڑی بہ رہی ہیں۔ دنیا میں اسکا نظارہ یوں نظر آیا۔ کہ وہ تمام

ممالک جو بوجہ اپنے باغات اپنی زرخیز زمین اور چشموں اور نہروں کے مشہور ہیں۔ مسلمانوں کے قبضے میں آئے اور ایک ملک کے بعد دوسرا ملک اسی جیسا جب فتح کرتے۔ اور یہ فتوحات پیہم ہوتی تھیں تو اس آیت کے معنے کھلتے تھے کُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوا هٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا ط یعنی جب جنت سے کوئی پھل انکو دیا جائیگا تو وہ پکار اٹھینگے یہ تو وہی ہے۔ جو پہلے ہم کو دیا جا چکا ہے۔ اور دیے جائینگے اس جیسا اور

دوم) اولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ط یعنی جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ اور نماز قائم رکھتے ہیں اور جو کچھ اللہ کے دیئے سے دیتے ہیں اور جو ایمان لاتے ہیں اسپر جو تیری طرف اتارا گیا۔ اور جو کچھ تجھ سے پہلا نازل کیا گیا۔ اور آخرت پر یقین لاتے ہیں یعنی مسلمان وہی مظفر و منصور ہونگے چنانچہ آخر ایک زمانہ نے دیکھا۔ کہ صحابہ اپنے تمام مخالفین پر فتحیاب ہوئے۔ اور اپنی ہر ایک آرزو میں کامیاب ہوئے۔

سوم لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ط جس قدر خوف صحابہؓ کو درپیش تھے۔ آخر وہ سب کے سب جاتے رہے۔ وہ سعادتمند لوگ نہ صرف خود امن میں ہوئے۔ بلکہ ایک جہان میں امن پھیلا۔ جو خوف پیش آیا۔ وہ دور کیا گیا۔ اور کوئی حزن نہ تھا۔ جو ان کے لیے قائم رہتا۔

چہارم إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَّنَذِيرًا ط یعنی اے نبی ہم نے تجھے حق کے ساتھ بشارت دینے والا اور ڈرانیوالا بھیجا چنانچہ ماننے والوں کو بشارتیں عطا ہوئیں۔ اور منکروں کو سزائیں ملیں یہ نظارہ بھی ایک دنیا نے دیکھا۔

پنجم وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ مشرق اور مغرب اللہ کا ہے پس اے صحابہ جدھر تمہارا رخ ادھر ہی اللہ کا رخ اللہ تعالے کشایش والا اور جاننے والا ہے۔ اس آیت میں جو پیشگوئی تھی۔ وہ جس شان وشوکت سے پوری ہوئی بڑے بڑے معاندین و مخالفین اسکے قایل ہیں۔ صحابہ کو خدا نے وہ عزم وہ ہمت وہ برکت دی۔ کہ جدھر انہوں نے گھوڑوں کی باگیں اٹھائیں۔ فتح و ظفر استقبال کو آئی جس ملک پر فوج کشی کی۔

فوراً تصرف میں آیا۔
ششم۔ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ
یعنے اگر یہ کفار روگردانی کرتے ہیں۔ توسوا اسکے اور کوئی بات نہیں کہ یہ پرلے درجے کی مخالفت وضد میں ہے۔ ان سب کے لیئے اللہ تجھے کافی ہو اور وہ سمیع علیم ہے۔

اللہ اللہ تمام عمایدو رؤسا مکہ بلکہ بڑی بڑی ملک عرب کی بہادر قومیں ایک طرف عرب ہی کی نہیں۔ بلکہ ان کے ساتھ ایران وشام والوں نے بھی بڑا بڑا زور لگایا۔ اور انہوں نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ نہ صرف مال بلکہ اپنی جان تک ضایع کرنے سے انہوں نے دریغ نہیں کیا۔ لیکن اس ساری جدوجہد کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کامیاب ہوئے اور یہ تمام مخالفین ناکام سارا جہان ایک طرف۔ اور محمد عربی صلعم ایک طرف۔ ایک اللہ نے سب کے مقابل میں کیسی کفایت کی تاریخ عالم اسپر شاہد ہے ہمیں ظاہر کرنے کی حاجت نہیں۔

صفا و مروہ | وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ط البقرہ میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم خوف جوع نقصان مال و جان وپھل کے ذریعے تمہارے اندرونی صفات کو ظاہر کرینگے۔ اور صابروں کو بشارت دے جن کا یہ حال ہے۔ کہ جب انہیں مصیبت پہنچے تو وہ حال وقال سے کہتے ہیں۔ ہم اللہ کے لئے ہیں۔ اور اسی کی طرف لوٹ کر جانیوالے ہیں۔

صبر کی مختصر حقیقت یہ ہے۔ کہ انسان ہر ایک نیکی اور نیک بات پر جما رہے۔ بدی سے رکا رہے۔ گویا صبر تمام نیکیوں کا جامع ہے۔ مشکل کیوقت بدی سے بچنا ہی تو صبر ہے۔ شہوت میں عفت غضب کیوقت حلم حرص کے مقابل میں قناعت وقار استقلال ہمت عزم پر کار فرما رہنا۔ شرع وعقل سلیم کی مخالفت نہ کرنی یہ سب صبر ہے اس صبر اور پھر اسپر اجر کی ایک مثال بیان فرمائی ہے۔ اور وہ صفا و مروہ ہے۔ جسکو اللہ تعالےٰ نے شعائر اللہ سے قرار دیا ہے

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ) یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت ہاجرہ اپنے بیٹے اسمٰعیل کے ساتھ حکم الٰہی کے ساتھ چھوڑ دی گئیں۔ وہاں آپ نے صبر سے کام لیا۔ تو اس کا جو انجام ہوا۔ وہ صفا و مروہ پر جا کر دیکھ لو۔ کہ کیسی گھمسان کی آبادی ہے۔ اور کس طرح پر دور دراز علاقوں سے لوگ دیوانہ وار وہاں دوڑتے آتے ہیں اور کس طرح پر وہ مقام جو بالکل ایک ویرانہ تھا۔ خدا کے فضل سے مرجع خلائق بن رہا ہے اور کس کثرت کے ساتھ برکات کا نزول ہوتا ہے پھر فرماتا ہے۔ کہ حضرت ہاجرہ کی بھی خصوصیت نہیں بلکہ جو صبر کرے اجر پائیگا۔ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ط

خانہ کعبہ | تحویل قبلہ کے بارے میں بہت سی بحثیں ہیں۔ اور آجکل تو زیادہ تر یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ مسلمان کعبہ کی عبادت کرتے ہیں جو بالکل غلط ہے کیونکہ عبادت تو یہ ہے۔ کہ جلب نفع و دفع مضرۃ کے خیال سے کسی کی غایت درجہ تعظیم کیجائے اور کعبہ نہ تو نافع ہے۔ نہ ضار پس عبادت کعبہ کی نہیں کیجاتی بلکہ رب الکعبہ کی

(۲) ساری نماز پر اول سے آخر تک غور کر لو کعبہ کی مدح و ثنا اس میں کہیں بھی نہیں۔

(۳) عبادت کی جاتی ہے اسکی جو حسن و احسان کا سرچشمہ ہو جو صمد ہو۔ مگر کعبہ اس کا مصداق نہیں۔

(۴) کسی کی طرف منہ کرنا یہ امر کوئی عبادت نہیں کہلاتا۔ کیونکہ تمام آدمی آخر کسی نہ کسی طرف منہ کر کے ہی کھڑے ہوتے ہیں پھر نماز میں نیت استقبال الی القبلہ شرط نہیں۔

(۵) ایک حکم ہوتا ہے ایک حاکم پس ہم تو حاکم کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور اس طرح پر قبلہ رخ نماز ادا کرنا۔ خانہ کعبہ کی عبادت نہیں۔ بلکہ اس حکم کے دینے والے کی عبادت ہے۔

(۶) اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ میں اقرار کیا جاتا ہے۔ کہ زبان و دیگر جوارح سے اے رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین تیری ہی عبادت کرتا ہوں۔ پس قبلہ رخ ہونا کعبہ کی پرستش کسطرح بن سکتا ہے۔ اور نماز شروع کرتے ہی اِنِّىْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِىْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ پڑھا جاتا ہے۔ جس سے تمام ایسے اعتراض دفع ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

(۱) اس کعبہ کی نسبت بائبل میں بھی بہت سی پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں اور انہی میں حضرت ہاجرہ حضرت اسماعیل اور پھر حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت کا مذکور ہے۔ ملاحظہ ہو پیدائش باب ۱۶ آیت ۱۰ پھر خداوند کے فرشتے نے اسے (ہاجرہ کو) کہا کہ میں تیری اولاد کو بہت بڑھاؤنگا۔ کہ وہ کثرت سے گنی نہ جائے پھر دیکھو ۱۷ باب اور پھر ابراہیم نے خدا سے کہا۔ کہ اسمٰعیل تیرے حضور جیتا رہے ××× اور اسماعیل کے حق میں میں نے تیری سنی۔ دیکھ میں اسے برکت دونگا اور اسے بہرہ مند کرونگا۔ اور بہت بڑھاؤنگا۔

(۲) یسعیاہ باب ۴۲ پڑھیئے "دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالتا میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے میں نے اپنی روح اس پر رکھی۔ وہ قوموں کے درمیان عدالت جاری کرائیگا۔ وہ نہ چلائیگا۔ اپنی صدا بلند نہ کریگا۔ اور اپنی آواز بازاروں میں نہ سنائیگا۔ وہ مسلے ہوئے سینٹھے کو نہ توڑیگا۔ اور دھمکتی ہوئی بتی کو نہ بجھائیگا۔ وہ عدالت کو جاری کرائیگا کہ دائم رہے۔ اسکا زوال نہ ہوگا۔ اور نہ مسلا جائیگا۔ جب تک راستی کو زمین پر قائم نہ کرے اور بحری ممالک اسکی شریعت کی راہ تکیں"

(ب) میں خداوند نے تجھے صداقت کے لیے بلایا۔ میں تیرا ہاتھ پکڑونگا۔ اور تیری حفاظت کرونگا اور لوگوں کے عہد اور قوموں کے نور کے لیے تجھے دونگا۔

(ج) اے بحری ممالک اور ان کے باشندو! تم زمین پر سرتاسر اسی کی ستایش کرو۔ بیابان اور اسکی بستیاں قیدار کے آباد دیہات اپنی آواز بلند کرینگے۔ سلع کے بسنے والے ایک گیت گائینگے پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکارینگے۔ وہ خداوند کا جلال ظاہر کرینگے بحری ممالک میں اسکی ثناخوانی کرینگے۔ خداوند ایک بہادر کی مانند نکلیگا۔ وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت کو اسکائیگا وہ چلائیگا۔ ہاں وہ جنگ کے لئے بلائیگا۔ وہ اپنے دشمنوں پر بھاری کریگا۔

(د) خداوند اپنی صداقت کے سبب راضی ہوا وہ شریعت کو بزرگی دیگا اور اسے عزت بخشیگا

(ہ) کیونکہ انھوں نے نہ چاہا کہ اسکی راہوں پر چلیں۔ وہ اسکی شریعت کے شنوا نہ ہوئے۔ اسلیئے

اسنے اپنے قہر کا شعلہ اور جنگ کا غضب اسپر ڈالا۔

یہ آیت پکار پکار کر بتلا رہی ہیں۔ کہ موسوی شریعت کے بعد پھر ایک کامل شریعت بنی آدم کو ملنے والی ہے۔ اور وہ ملک عرب میں ہوگی۔ اور مٹے مرے سے خدا کی توحید قائم ہوگی۔ جو اسکی مخالفت کریگا۔ وہ پیسا جائیگا۔ اور ہلاک ہوگا۔

پھر یسعیاہ ساٹھواں باب۔ میں اپنی شوکت کے گھر کو بزرگی دونگا . . . اسکے بدلے کہ تو ترک کی گئی اور تجھ سے نفرت ہوئی ایسا کسی آدمی نے تیری طرف گزر بھی نہیں کیا۔ میں تجھے شرافت دائمی اور پشت در پشت لوگوں کا سرور بناؤنگا۔ . . . . آگے کو کبھی تیری سرزمین میں ظلم (بت پرستی) کی آواز سنی نہ جائیگی۔ اور نہ کہ تیری سرحدوں میں خرابی یا بربادی کی تو اپنی دیواروں کا نام نجات اور اپنے دروازوں کا نام ستودگی رکھیگی : . . . تیرا سورج پھر کبھی نہ ڈھلیگا۔ اور تیرے چاند کو زوال نہ ہوگا۔ کیونکہ خداوند تیرا ابدی نور ہوگا۔ اور تیرے نام کے دن آخر ہو جائینگے اور تیرے لوگ سب کے سب راستباز ہونگے۔ وہ ابد تک سرزمین کے وارث اور میری لگائی ہوئی ٹہنی اور میرے ہاتھ کی کاریگری ٹھہرینگے۔ تاکہ میری بزرگی ظاہر ہو۔ ایک چھوٹے سے ایک ہزار ہونگے اور ایک حقیر سے ایک قوی گروہ ہوگی۔ میں خداوند اسکے عین وقت میں یہ سب کچھ جلد کرونگا۔

تمام قوموں کو دیکھ لو۔ بیت اللہ صرف مسلمانوں کے ہی کے قبضے میں ہے۔ اور وہیں سے بت پرستی کا نام ونشان تک مٹا یا گیا۔ اور وہی ایک سے ہزار ہوئے اور حقیر تھے پھر قوی بنے۔ پھر اعمال ۳ ب

بڑھیئے اور متوجہ ہو کہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں۔ تاکہ خداوند کے حضور سے تازگی بخش ایام آئیں اور یسوع مسیح کو پھر بھیجے جس کی منادی تم لوگوں کے درمیان آگے سے ہوئی۔ ضرور ہے۔ کہ آسمان اسے لئے رہے اسوقت تک کہ سب چیزیں جنکا ذکر خدا نے اپنے سب پاک نبیوں کی زبانی شروع سے کیا۔ اپنی حالت پر آئیں۔ کیونکہ موسٰی نے باپ دادوں سے کہا۔ کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لیئے ایک نبی میری مانند اٹھائیگا۔ جو کچھ کہ وہ تمہیں کہے۔ اسکی سب

سنو اور ایسا ہوگا کہ ہر نفس جو اس نبی کی نہ سنے وہ قوم میں سے نیست کیا جائیگا۔ خوب غور کر کے دیکھ لو۔ کہ مسیح کے دوبارہ نزول سے پہلے حضرت موسیٰ کی پیشگوئی کے مطابق بنی اسحاق سے نہیں بلکہ بنی اسمٰعیل سے ایک نبی ضرور مبعوث ہونیوالا تھا۔ یہ ایسی صاف اور صریح پیشگوئی ہے۔ اسکی کوئی تاویل نہیں ہوسکتی۔

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو

اللہ تعالےٰ نے پارہ سوم سورۃ البقر رکوع ۳ میں بتایا ہے۔ کہ وہ کیونکر دنیا میں احیاء و اماتت یعنی ویرانی سے آبادی کرتا ہے۔

پہلے تو اس مضمون پر ایک مباحثہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مجوس قوم کے ایک شخص کے ساتھ ہوا۔ ان اتٰہ اللہ الملک میں ہ ضمیر کا مرجع اگر حضرت ابراہیم ہوں۔ تو اشارہ ہے۔ وکذٰلک نری ابراھیم ملکوت السمٰوٰت والارض ط (انعام ۹ع) کی طرف اور اگر مرجع وہ خصم عنید ہو۔ تو یہ کہ مخالف کسی جاگیر و جائداد پر تصرف رکھتا تھا۔ بعض نادانوں کو اس بات نے بہت گمراہ کیا ہے۔ کہ وہ خواہ مخواہ ناموں کی تدقیق و تحقیق میں مشغول ہو جاتے ہیں اور اصل مقصود کی طرف توجہ نہیں رہتی۔ بعض لوگوں نے اس مخالف کو نمرود سمجھا ہے۔ اور پھر یہ اعتراض پیش آیا۔ کہ آیا نمرود حضرت ابراہیم کے زمانے میں تھا بھی یا نہیں۔ حالانکہ اسبات کی کیا ضرورت ہے۔ کہ ہم خواہ مخواہ ناموں کے پیچھے پڑ جائیں۔ کوئی ہو ہمنے تو یہ دیکھنا ہے۔ کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا ربی الذی یحی و یمیت میرا رب ہے جو آباد کرتا ہے۔ اور ویران کرتا ہے احیاء و اماتت کے اس مقام پر یہی معنے ہیں۔ کیونکہ مردوں کا اس دنیا میں زندہ کرنا سنت اللہ نہیں۔ اس مخالف نے بھی یہی مطلب سمجھا۔ اسواسطے جواب میں کہا انا احی و امیت کہ میں آباد سے ویران اور ویران سے آباد کرتا ہوں کسی کو جاگیر دیدی انعام دیا آباد ہو گیا۔ کسی کو لوٹ لیا۔ ویران ہو گیا۔ چونکہ یہ جواب بہت ناقص تھا۔ اور وہ مجوسی (قرآن مجید کی متعدد آیات سے یہ امر واضح ہے۔ کہ ابراہیمؑ کے مقابلہ میں مجوس قوم تھی۔ اور مجوسی اجرام سماوی کی پرستش کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم نے کئی کئی رنگوں میں اتمام حجت کی۔ مثلاً ایک جگہ کوکب قمر سورج کو بطور استفہام انکاری ھٰذا ربی

کہکر پھر نتیجہ نکالا ہے۔ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ۔ مجوسیوں نے بہت برا اثر پھیلایا۔ ایران کے لٹریچر میں اجرام کی تعریف پائی جاتی ہے۔ بعض مسلمان بھی اس اثر سے متاثر ہوگئے۔ سکندر نامہ دیکھو پھر ابوالفضل کی تصانیف جسمیں آفتاب کو حضرت نیر اعظم لکھا گیا ہے) تھا اسلئے حضرت ابراہیم نے اسے خوب جواب دیا۔ کہ یہ آبادی و ویرانی تو اجرام سماوی کے اثر سے وابستہ ہے۔ جب آپ محی و ممیت ہیں۔ تو گویا آپ کو دعویٰ ہے۔ کہ سورج پر بھی میں ہی حکمران ہوں۔ اور یہ اجرام سب تمہارے ماتحت ہیں۔ حالانکہ یہ اسکے اور اسکی جماعت کے عقائد کے خلاف تھا۔ اسلئے وہ یہ جواب سن کر فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ۔ مبہوت رہ گیا۔ یعنی اگر سورج تمہارے ماتحت ہے تو اپنا تصرف دکھاؤ۔

دوم۔ ایک اور شخص کا ذکر ہے۔ جو ایک بستی کے قریب سے گزرا۔ اور از راہ استعجاب کہنے لگا۔ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ۔ یہاں بھی لوگوں نے بحث کی ہے۔ کہ وہ کافر تھا یا قیامت کا منکر تھا۔ یا مومن تھا۔ بلکہ نبی تھا بعض کے نزدیک یرمیاہ بعض کے عزیر بعض کے حزقیل تھا۔ حالانکہ یہ بحث فضول ہے تواتر اور پھر یہودیوں کی تاریخ سے ظاہر ہے۔ کہ یہ بستی یروشلم تھی جو بخت نصر بابلی کے ذریعے تباہ ہوئی حزقیل نبی گزرے اللہ تعالےٰ نے انہیں رؤیا میں اس کی آبادی کا نظارہ دکھایا رؤیا کا ثبوت ایک تو حزقیل نبی کی کتاب سے ملتا ہے۔ جو بلا اختلاف یہود کے نزدیک مسلم ہے اسمیں لکھا ہے دیکھو ۳۷ باب میں خداوند کا ہاتھ مجھپر تہا . . . . اور اس وادی میں جو ہڈیوں سے بھر پور تھی مجھے اُتار دیا . . . . پھر اس نے مجھے کہا۔ کہ تو ان ہڈیوں پر نبوت کر اسی نبوت سے (وہ آیت ہوئی) اور ان سے کہہ اے سوکھی ہڈیو اتم خدا کا کلام سنو؟ . . . . دیکھو تمہارے اندر میں روح داخل کرونگا۔ اور تم جیوگے . . . . اور گوشت چڑھاؤنگا . . . . تب اسنے مجھے کہا کہ اے آدم زاد یہ ہڈیاں سارے اسرائیل ہیں دیکھ یہ کہتے ہیں۔ کہ ہماری ہڈیاں سوکھ گئیں اسلئے تو نبوت کر . . . . کہ دیکھ اے میرے لوگ میں تمہاری قبروں کو کھولونگا۔ اور تمہیں تمہاری قبروں سے باہر نکالونگا۔ اور اسرائیل کی

سرزمین میں پھر لاؤنگا۔"

دوم اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ (تو سو سال رہا)۔ اور وہ خواب دیکھنے والا کہتا ہے لبثت یوماً او بعض یوم۔ دن یا اس کا کچھ حصہ اور پھر اسکے قول کی اللہ تعالیٰ تصدیق فرماتا ہے فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ کہ تو اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھ ان پر سال نہیں گزرے۔ اور گدھے کو دیکھ لو۔ ویسے ہی کھڑا ہے بس یہ دو باتیں سوائے رؤیا کی کہیں جمع نہیں ہو سکتیں چنانچہ اسکی مثال سورۃ یوسف میں اس بادشاہ کا خواب ہے جس نے بعض یوم میں سات سال کے قحط کا نظارہ دیکھا۔ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ يٰبِسٰتٍ (میں سات گائیں موٹی دیکھتا ہوں کھاتی ہیں انکو سات دبلی اور سات بالیں سبز اور دوسری سوکھی) یوسفؑ اسکی تعبیر فرماتے ہیں تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا۔ غرض حزقیل نے نبوت کی کہ یہ بستی سو سال میں پھر آباد ہوگی۔ اور پھر بنی اسرائیل اپنی سرزمین میں آئینگے چنانچہ ستر سال گزرنے پر دانیال نبی کی معرفت بنی اسرائیل کو سمجھایا گیا کہ فارس کے بادشاہوں سے تعلقات قائم کرو۔ پھر ان کی مدد سے وہ تیس برس میں آباد ہو گئے۔ یہ دوسرا ثبوت ہے اس کا کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہیئے۔

سوم حضرت ابراہیم اور چار پرندوں کا واقعہ ہے۔ جب حضرت خلیل نے جناب الٰہی میں عرض کیا۔ کہ کس طرح بربادی سے آبادی ہوگی۔ تو خدا نے اپنی صفت ربوبیت کی طرف توجہ کیا۔ کہ تم چار پرندوں کو پالو۔ اور انہیں اپنی طرف بلاؤ چلے آئینگے۔ اسی طرح پر میری ربوبیت ایسے اسباب مجتمع کریگی۔ جو اس بستی کو آباد کر دے۔

دلچسپ نکتہ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا میں اللہ فرماتا ہے اپنے اللہ کا ذکر کرو اپنے باپوں کی مانند۔ اس میں یہ سمجھایا۔ کہ ہر ایک شخص کا باپ ایک ہی ہوتا ہے۔ اللہ بھی ایک ہی مانو۔

نکات حدیث

ازافادات حضرت نوس ادام اللہ مجدہٗ

اہتزاز عرش سے کیا مراد ہے

بخاری شریف میں آیا ہے۔ اھتز العرش علیٰ موت سعد بن معاذ یعنی بن معاذ کی وفات پر عرش ہلگیا۔ اسپر نادان معترض اعتراض کرتے ہیں۔ کہ عرش کوئی جسمانی شئے ہے جو متحرک ہوئی۔ مگر یہ ان کی اسلام سے ناواقفیت کا ثبوت ہے۔ عرش کہتے ہیں شاہی مجلس کو چنانچہ قرآن مجید یوسفؑ کے متعلق فرماتا ہے ورفع ابویہ علی العرش یعنی یوسفؑ نے اپنے والدین کو شاہی مجلس میں پیش کیا سو یہاں بھی یہی معنی ہیں۔ کہ چونکہ سعد بن معاذ جیسا جلیل القدر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کا ایک عظیم الشان رکن تھا اسلئے اسکی وفات پر آپکی مجلس کو ناقابل تلافی صدمہ پہنچا۔ اور شاہی دربار میں ایک تزلزل واقع ہُوا۔

خدا کی عظمت رسول اللہ کے قلب میں ٹھہری

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اسلام اور خدا تعالےٰ کی عظمت اس قدر جاگزین تھی۔ کہ آپ کے ہر قول و فعل میں اسکا پتہ لگتا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ نے ایک شاعر کے کسی شعر کا ایک مصرع جو اس طرح ہے کفی الشیب و الاسلام بالمرء ناھیا (یعنی بڑھاپا اور اسلام دونوں انسان کو بدی سے روکنے کے لئے کافی ہیں) کو کفی الاسلام والشیب بالمرء ناھیا پڑھا اس طرح پر چونکہ مصرعہ کا وزن ٹوٹ جاتا ہے۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ شعر تو ٹوٹتا ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ پھر اسی طرح پڑھا۔ اس بات سے کس طرح ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپؐ کو گوارا نہ ہُوا کہ بڑھاپے کا لفظ اسلام سے کسی فضیلت کے بیان کیوقت پہلے ہو۔ اسلئے آپ نے شعر کے ٹوٹنے کی پرواہ نہ کی اور شعر میں اسلام کا لفظ پہلے پڑھا۔ اور اپنے عملی نمونہ سے ثابت کر دیا۔ کہ آپ کے دل میں اسلام کی عزت نے کسقدر گھر کیا ہُوا تھا۔

اسلام کا شاندار مستقبل

ایک حدیث میں وارد ہے امتی کالمطر لا یدری اولہ

خیلھا اخرہ یعنی میری امت بارش کی طرح ہے معلوم نہیں اسکا اول حصہ بہتر ہے یا آخری
فرمایا میرے نزدیک اسلام کی ترقی کے لیئے یہ زمانہ مسیح موعود کا اس پہلے زمانہ سے اعلیٰ ہے۔ اسکے
تین وجوہ ہیں (۱) ایک وجہ تو یہ ہے کہ انسان کے دل پر کسی نیک اور اعلیٰ بات کا اثر نہیں پڑتا جب تک
کہ پہلے غلط خیالوں اور لغو اعتقادات سے دل خالی نہ ہو۔ چنانچہ اس زمانہ میں ان سکولوں اور کالجوں کے
ذریعہ ہزاروں نوجوان ایسے پیدا ہو رہے ہیں جو دل سے تقلید کا خیال مٹائے ہوئے ہیں۔ اور ہر
بات کو سچائی اور دلیل کے ساتھ طلب کرتے ہیں۔ پچھلی بیہودہ تقلیدیں اور بیجا دباؤ سب ان
کے قلب سے دور ہو چکا ہے۔ اور سچائی کو ماننے کے لئے دل کدورتوں سے خالی ہو گئے
ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ آجکل حریت تامہ پیدا ہو گئی ہے۔ کوئی شخص کسی کو اس کے
مذہب سے روک نہیں سکتا۔ مذہب کے ماننے یا چھوڑنے میں کوئی کسی کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔
بادشاہ سے لیکر ادنیٰ آدمی تک اپنے اپنے خیال کا پیرو ہے۔ اور ہر شخص بلا روک ٹوک ہزاروں
آدمیوں کے مجمع میں اپنا عندیہ ظاہر کر سکتا ہے۔ سب چپ بیٹھے سنتے ہیں۔ کوئی اسکا منہ بند
نہیں کر سکتا۔ یہ حریت بھی اسلام کے حق میں مفید ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے۔ کہ آجکل مذاہب
کی تحقیقات کے سامان اسقدر میسر آ گئے ہیں۔ کہ جن کی نظیر گذشتہ زمانہ میں ملنی محال ہے۔ ایک
شخص صرف انگریزی پڑھکر تمام دنیا کے ہر چھوٹے بڑے مذہب سے کامل واقفیت حاصل کر سکتا
ہے۔ سب کتابوں کے تراجم چھپ چکے ہیں۔ تار ڈاک مطبع نے وہ کام کیا ہے۔ کہ گھر بیٹھے بیٹھے
تمام دنیا کے چپے چپے کے حالات سے واقف ہو سکتے ہیں اور ریل اور دخانی جہازوں اور
امن نے ایسی آسانی کر دی ہے۔ کہ ہر شخص تمام دنیا میں پھر کر دوسرے لوگوں سے تبادلہ خیالات
کر سکتا ہے۔ غرض کسی مذہب کی کوئی بات اس زمانہ میں چھپی ہوئی نہیں رہی۔ اسی زمانہ کی طرف
اشارہ ہے۔ واخرجت الارض اثقالھا میں

سو ان تین وجوہ سے میں اندازہ کرتا ہوں۔ کہ آخر اس مذاہب کی کشتی میں اسلام غالب رہیگا
اور یہ تمام سامان اسی کے غلبہ کے لئے مہیا کئے گئے ہیں۔

یہ حریت اور یہ آسانیاں اور یہ غیر مقلدی صاف اشارہ کر رہی ہے۔ کہ جھوٹ اب سچ کے مقابلہ میں نہیں آ سکتا ہے۔ اور وہ زمانہ آ گیا ہے۔

کہ سچ غالب اور جھوٹ مغلوب ہو جاوے جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
ضرورت زمانہ	۸ر	اسلام کی پہلی کتاب	۴ر	چولہ بابا نانک لیکچر نمبر۱	۲ر
لیکچر نمبر۲	۔ر	معیار حق	۲ر	تعلیم الاسلام مع ضمیمہ در مسائل	۶ر
میں مسلمان ہو گیا حصہ دوم و سوم	۱۲ر	ترجمۃ القرآن پ ۲۷	عہر	ترجمۃ القرآن پ ۲۸	عہر
ترجمۃ القرآن پ ۲۹ پ ۳۰ دیباچہ عہ فی پارہ		مکتوبات احمدیہ	۸ر	اربعین	۴ر
الاسماء الحسنٰی	۵ر	خطبات کریمہ	۴ر	پرانی تحریریں حضرت اقدس کی	۲ر
الموعظۃ الحسنۃ	۲ر	سلک مروارید حصہ اول	۴ر	سلک مروارید حصہ دوم	۴ر
مجربات حصہ اول	۱۰ر	مجربات حصہ دوم	۱۰ر		
صادقوں کی روشنی	۴ر	ہسٹری آف انگلینڈ	عہر	البرق روشیعہ	۲ر
رسالہ گوشت خوری	۲ر	سنجات	۲ر	نغمۃ الحمل	۲ر
مسیح یا محمد	۔ر	ظہور المسیح	۵ر		

اس کے علاوہ حضرت اقدس کی تمام کتابیں بھی معرفت دفتر تشحیذ طلب فرماویں۔

اطلاع اپنے پتے کی چٹ پڑھ کر اگر کوئی غلطی ہو تو درستی کرالیں
خط و کتابت بنام مینیجر تشحیذ ہونی چاہیئے۔ کسی کا نام نہ لکھا کریں
ورنہ جواب میں دیر ہو گی۔ تو شکایت نہ کریں۔

۱۵۷۱ جناب میاں عبدالہادی صاحب ۸ر ۹۴۴ جناب مستری عبدالستار صاحب عہ ۱۶ جناب ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب عہ
۱۵۰۴ " الہ دتہ " عہ ۷۲۵ " عبداللطیف آنریری مجسٹریٹ " ۲ر
۱۸۷ " عبدالکریم " ۱ر ۵۵۵ " ماسٹر ہدایت اللہ " ۲ر ۱۲۱ " حاجی رحیم بخش " عہ
۱۲۱ " نور احمد " عہ ۵۲۰ " منشی محمد الدین " عہ ۹۲۱ " عبدالرشید " عہ
۲۰۹ " فتح محمد " ۶ ۱۷۱۵ " الہی بخش و رحیم بخش ملان " عہ ۱۸۱ " منشی حبیب الرحمن " عہ
۱۳۴۳ " نذیر احمد " ے ۲۹۹ " بابو برکت علی " ے ۳۴۳ " ڈاکٹر محمد الدین " عہ
۲۸۴ " میراں بخش صاحب باجوہ " عہ ۳۶ " مولوی عبدالدین " عہ ۳۵۱ " فضل الہی " عہ
۱۵۲۵ " غلام رسول " عہ ۶۹۸ " مولوی خدا بخش " عہ ۶۳۵ " ماسٹر قمر الدین " عہ
۱۳۱ " سید غلام مصطفٰے شاہ " عہ ۱۰۰۳ " مستری احمد الدین " عہ ۸۲۲ " کریم الدین " عہ
۴۴۳ " عبدالعزیز " عہ ۳۶۹ " منشی عبدالکریم " عہ ۹۹۵ " منشی عبدالحکیم " عہ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئیں مشہور دوائیں

اصل عرق کافور

دیکھو گرمی کا موسم آیا جہاں تہاں ہیضہ کا آنا بھی ممکن ہے اس سے بچنے کیلئے آسان طریقہ ڈاکٹر ایس کے برمن کا اصل عرق کافور ہے۔ یہ دوا ۲۰ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہے یہ عرق گرمی کے دست پیٹ کا درد اور متلی کے لئے اکسیر کا اثر رکھتی ہے۔ ہمیشہ ایک شیشی اپنے پاس رکھو قیمت فی شیشی ۸

عرق پودینہ

ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنا ہے۔ اسکا رنگ پتی کے رنگ کا سا ہے اور خوشبو بھی تازی پتیوں کی سی آتی ہے۔ یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے۔ ریاح کے لئے یہ نہایت مفید دوا ہے۔ پیٹ کا پھولنا۔ ڈکار کا آنا پیٹ میں درد بدہضمی متلی اشتہاء کا کم ہونا ریاح کی علامت جلد دور ہو جاتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ محصولڈاک ۵

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاو صبح کو دست صاف ہوگا۔ پیٹ میں گرمی و مروڑ کچھ نہیں ہوگی حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوگی ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے چلے آتے ہیں۔ یہ گولیاں کل مین بنتی ہیں مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ ہر عیالدار کو ایک ڈبیا رکھنی چاہیے قیمت سو گولیوں کی ایک ڈبیا ۵ ایک سے چھ ڈبیا تک محصولڈاک ۵

دردِ سر دریاحی درد کی دوا

ریاحی درد کھڑے ہو جاتا ہے یہ دوا لخظہ میں اسکو پانی کر دیتا ہے۔ اور ریاح جیسے ٹیس چمک ٹپک رگوں میں ... جو سمجھے جاتے ہیں۔ اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ درد سر نصف سر میں ہو یا تمام سر میں ... دور ہو جاتا ہے اسے خاص و عام کو یہ دوا اپنے گھر میں رکھنا لازم ہے۔ قیمت ... ایک سے چھ ڈبیا تک ۶

... برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

ولتکن منکم امۃ یدعون
الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر
و اولٰئک ھم المفلحون

بابت ماہ اگست ۱۹۱۲ء

رسالہ

تشحیذ الاذہان

جلد ۷ نمبر ۸

فہرست مضامین

قیمت سالانہ

عام سے عہ طلباء سے عہ اور غیر ممالک سے
[illegible] جاتی ہے

[illegible]
[illegible] شائع کیا

ماہ رمضان اور شوال میں غیر معمولی رعایت

درخواستیں بنام مینیجر تشحیذ قادیان ہوں۔

ترجمۃ القرآن [illegible] آجکل ایسی تفسیر کی ضرورت ہے جس میں آیات کا رابطہ بتلایا گیا ہو اور [illegible] کو حل کر دیا گیا ہو جو قرآن مجید [illegible] میں اپنے دعوے کیساتھ پیش کرتا ہے اور جو دوسری الہامی کتابوں کے مقابلہ امتیازی نشانات کے ہے۔ یقیناً ایسی تفسیر اردو میں صرف شیخ یعقوب علی صاحب کی ہے۔ سورۃ الزمر سے لیکر حم السجدہ تک۔ پھر سورۃ زخرف سے لیکر سورۃ جاثیہ تک سورۃ احقاف سے لیکر سورۃ الذاریات تک تین پارے [illegible] چھپ چکے ہیں مگر [illegible] صرف [illegible] روپیہ میں دینگے جو صاحب چاہیں منگوا لیں [illegible]

حقیقت نماز جس میں نماز کی حقیقت اور اس کے متعلق تمام ضروری مسائل اور ارکان نماز کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔ بے نظیر کتاب ہے۔ آخر میں چند سورتوں کی عجیب و غریب تفسیر [illegible] صفحے کی کتاب بجائے ایک روپیہ کے صرف آٹھ آنہ

ردّ چکڑالوی چکڑالوی فتنہ سخت ہے۔ مگر اس کا [illegible] بہت ہی سخت ہے اس کتاب کو اپنے پاس رکھئے کسی چکڑالوی کی کیا مجال کہ زبان تک کھول سکے [illegible] صفحے کی کتاب بجائے ۵ کے ۳

تحفہ رسالانہ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خلیفۃ المسیح مولوی عبد الکریم صاحب [illegible] کی تقاریر کا مجموعہ جو [illegible] معارف و حقائق کا گنجینہ ہے [illegible] قیمت بجائے ایک روپیہ کے صرف آٹھ آنے
بہت [illegible] پھر چھپنا [illegible]

النصیحہ یہ ایک [illegible] جس میں نبی کریم صلعم کے ظہور کی بشارت کتب [illegible] دکھائی گئی ہے [illegible]
[illegible] مسدس [illegible] قیمت بجائے [illegible] کے [illegible]

معجزات نورالدین [illegible] حضرت نورالدین [illegible] کے معجزات [illegible] حصہ اول [illegible]
[illegible] تیسرا حصہ [illegible] صفحے کی کتاب [illegible]
[illegible] صرف [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ اگست ۱۹۱۲ء

رمضان المبارک

میرے پیارے بھائیو! لوگ تو عید کی مبارک دیتے ہیں۔ مگر میں تمہیں مبارک حصہ مبارک دیتا ہوں۔ اس مبارک مہینے کی جس کا انتظار خدا کے فرمانبردار مومن متقی شمار کیا کرتے تھے۔ وہ جس کے لئے سید ولد آدم محمد نے خطبے میں بروایت سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ فرمایا کہ شرف و تقرب کے اوقات بڑا مہینہ مبارک مہینہ آگیا جس کی ایک ایک رات ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ جس میں روزے رکھنے اللہ تعالیٰ نے فرض ٹھہرائے۔ اور جس کی رات کو قیام موجب ثواب کثیر قرار دیا ہاں وہ مہینہ ہے کہ اس میں ایک نیکی جو از قسم نوافل ہو فرض کے (۱) کا ثواب رکھتی ہے اور ایک فرض کی ادائیگی ستر فرضوں کے ادا کرنے کا ثواب (۲) ہے یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر دیتا ہے کہ نیکیوں پہ جمے رہنا (۳) کا اجر جنت ہے جیسے قرآن و احسان میں خصوصیت سے حصہ لو یہ وہ مہینہ ہے کہ اس میں مومن کی روحانی و جسمانی رزق بڑھایا جاتا ہے جو کسی روزہ دار

کا افطار کرائیگا وہ اپنے گناہوں کے بدنتائج سے محفوظ رہیگا۔ اور آئندہ نیکی کی توفیق پائیگا۔ اور اپنی گردن کو آگ سے چھڑوا لیگا بلکہ افطار کرانے والے کو روزہ دار کا اجر بھی ملیگا بغیر اسکے کہ روزہ دار کے اجر کو کچھ کم ہو۔ کوئی ضروری نہیں کہ تم پیٹ بھر کر کھانا ہی کھلاؤ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اسے بھی ثواب دیگا جو ایک دو کھجوریں کھلا دے یا دودھ یا پانی کے ایک دو گھونٹ ہی پلا دے۔ اور جو روزہ دار کو سیر کرائے۔ اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے وہ چیز پلائیگا کہ پھر کبھی پیاس نہ لگے۔ اس مبارک مہینہ کے اس کے اول میں رحمت ہے۔ وسط میں مغفرت اور آخر میں جہنم سے خلاصی۔ جو شخص اپنے خدمتگذار پر کام کی تخفیف کردیگا۔ اللہ تعالیٰ اسکی مغفرت فرمائیگا اور دوزخ سے بچائیگا۔ اس ارشاد نبوی کے ماتحت حضرت ابن عباسؓ قیدی چھوڑ دیتے اور ہر سائل کو کچھ نہ کچھ دے ہی دیا کرتے تھے۔

میرے دوستو! اللہ تمہیں توفیق بخشے تم بھی ان ارشادات کی تعمیل بدل وجان کرو۔ اور کوئی موقعہ حصول خیر کا ہاتھ سے نہ جانے دو کیونکہ جو اس مہینے نیکی سے محروم رہا اسکو سعادت سے کوئی حظ اور عبادت میں کوئی ذوق نہیں ملتا۔

روزے کوئی نئی بات نہیں بلکہ ابتداء دنیا سے جس قدر بھی مذاہب نکلے ہیں ان سب میں بھی کچھ نہ کچھ اصل پائی جاتی ہے۔ اسلام نے جو روزوں کی صورت رکھی ہے۔ وہ ایسی سہل اور آسان ہے کہ اس سے بہتر انسانی دماغ میں آ بھی نہیں سکتی۔ اور ہر ایک شخص کی مرضی پر چھوڑ دیا کہ وہ اس طرح جہاں عبادت الٰہی کے اجر ہیں اپنے اوپر غیر معمولی سختی روا رکھتے وہاں حیلہ ساز تمام سال بہانوں ہی میں گذار دیتے اور نہ دو کھانوں کا درمیانی وقت ہی تبدیل رکھا کہ اصل مقصود میں کچھ خلل واقع ہو اور نہ اتنا بڑا کر دیا کہ برداشت سے باہر ہو۔ طلوع فجر سے لیکر دن کے غروب تک کھانے پینے سے جو تمام حیات کا موجب ہے۔ روکا جاتا ہے کہ یہی اجتناب کا باعث ہے محض اللہ کے لئے باز رہو اور اس میں جو روحانی فائدہ حاصل کرو۔ کہ جب حلال چیزیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت انسان ایک مقررہ مدت تک چھوڑ سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ حرام اشیاء جو

روحانی و جسمانی لحاظ سے نقصان دہ اور مضر، سال میں ایک مہینہ چھوڑ سکو۔ اور ایک عالم کو دکھا دو کہ مسلم اپنے مولیٰ کا کس قدر فرمانبردار ہے حرام تو درکنار، وہ تو حلال کو بھی اور حلال میں سے بھی ان اشیاء کو جو اس کے حیات کے بقا اور نسل کے ابقا کے لئے ضروری ہیں نہایت ضروری ہوں خدا کے حکم کے سوا نہیں چھوڑتا۔ پھر ایک خاص مہینہ نہیں مقرر کر دیا بلکہ چاند کا حساب رکھا تا ہر موسم کے متعلق تجربہ ہو۔ اور جب قیامت کے دن تمام امتیں خدا کے حضور میں حاضر ہونگی تو صرف امت محمدیہ ہی ہوگی جو سال کے ایک ایک دن میں روزہ داروں کی فہرست کے لحاظ سے پیش ہو سکیگی پس تم خدا کا شکر کرو کہ اس نے تمہیں اس امت محمدیہ کا ایک فرد بنایا۔ میں چند ضروری احکام عرض کرتا ہوں ان پر کاربند ہو کر اللہ سے اجر پاؤ۔

اوّل[1] روزہ چاند دیکھ کر یا جب شعبان کے تیس دن پورے ہو جائیں تو روزے رکھنے شروع کرو۔ ایک دو دن پہلے سے رکھنے نہ شروع کر دو کہ شک کا روزہ نہیں ہوتا۔ ایک مرد عادل کی گواہی بحالت ابر روزہ رکھنے کے لئے کافی ہے[2] اور جہاں تک انتظام اطلاع نہ ہو ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر کے مسلمانوں پر حجت ہے۔ اور تار کی خبر معتبر ہے جس حد تک اور جن جن صورتوں میں عام معاملات میں معتبر کی جاتی ہے۔

دوم۔ سحری کھانا سنت[3] ہے۔ [illegible] کسی خاص وجہ کے زیادہ ثواب نہیں اور اس کے وقت کے متعلق زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ ہم نے سحری کھائی پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ پوچھا گیا کتنا عرصہ تھا۔ بتایا کہ جتنے میں کوئی پچاس آیت پڑھ سکے[4] اور سہل بن سعید کہتے ہیں کہ سحری کھا کر مجھے نماز کی جماعت میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ ملنے کی جلدی ہوتی[5]۔ سوم

---

[1] عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غم علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلثین (متفق علیہ) [2] بلوغ المرام [3] فصل ما بین صیامنا وصیام اہل الکتاب اکلۃ السحر (مسلم) [4] (ابوداؤد) [5] کنت اتسحر فی اہلی ثم یکون بی سرعۃ ان ادرک صلوۃ الصبح مع رسول اللہ صلعم (بخاری)

سوم روزے کی نیت ضروری ہے[۱] کیونکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو نیت نہ کرے اسکا کوئی روزہ نہیں
چہارم اس میں کچھ حرج نہیں اگر کوئی صبح ہونے تک جنبی ہو روزہ دار کو اپنی بیبیوں کے
ساتھ مباشرت بھی جائز ہے[۲] پنجم اگر بھول کر کھا پی لے تو روزہ نہیں ٹوٹتا اور مندرجہ ذیل باتوں سے بھی
روزہ نہیں ٹوٹتا (۱) ٹیکے لگانے سے[۳] (۲) سرمہ لگانے سے (۳) مسواک کرنے سے[۴] خواہ تر ہو یا خشک پہلے
پہر ہو یا پچھلے پہر (۴) سر منڈانے سے[۵] (۵) احتلام سے[۶] (۶) روزہ رہتے (بی بی سے) مباشرت سے (۷) جو چیز قصداً یا ارادۃً
نہیں بلکہ بے اختیار حلق میں گر جائے مثلاً کھی مچھر جیسے بھٹے وغیرہ یا آٹا وغیرہ پیستے ہوئے غبار چلا
جائے (۸) آنکھیں (۹) ال ڈالنے خوشبو سونگھنے نسوار لینے سے بشرطیکہ حلق میں نہ پہنچے[۷] (۱۰) تھوک نگلنے
سے دانتوں کو خون ہی ہو جیسے یا کھیر پیپ نے سے یا ناک کے پانی حلق میں چلے جانے سے
غوطہ لگانے سے (۱۳) سر پر گرمی کے پانی ڈالنے یا ملنے سے۔ ششم جماع سے خواہ بغیر
انزال کے ہو اور منی نکالنے سے خواہ کسی طرح سے ہو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ قے کرتے ہوئے پانی

---

۱ من لم یجمع الصیام قبل الفجر فلا صیام له رواہ اصحاب السنن ۲ قالت عائشہ
كان رسول الله صلعم يدركه الفجر في رمضان وهو جنب من غير حلم فيغتسل ويصوم متفق عليه ۳ عن
ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم من نسی وھو صائم فاکل او شرب فلیتم صومہ فانما اطعمہ اللہ وسقاہ
متفق علیہ جماع کے بارے میں حسن مجاہد کا قول ہے کہ اس کا حکم بھی یہی ہے فلا شیء علیہ من ذلك
فلا قضاء علیه اخرجه ابن عباس ان النبی صلعم احتجم وھو محرم واحتجم وھو صائم متفق علیه عامر بن ربیعه
رأیت النبی صلعم یستاک وھو صائم ما لا احصی ترمذی وقال ابن مسعود ... حدیث مرفوعا عن انس
ابی داؤد ... قال ابن سیرین لا باس بالسواک الرطب ... وقال عطاء ... وقال الحسن ...
وقال ابن سیرین لا باس بالسواک الرطب قیل له طعم قال والماء له طعم وانت تمضمض به ... والحسن وابراهیم ...
الصائم ... رواہ البخاری عن ابن عباس ان رسول اللہ صلعم فی رمضان وھو صائم ... ابن عباس ...
... ان رسول اللہ صلعم یقبل ویباشر وھو صائم وکان املککم لاربه متفق علیه ... ابن عباس ...
لیس من ذلك شیء ... وقال الحسن ... رواہ البخاری ... وقال ... اسود ...

اُتر جائے تو بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اسکی قضا لازم ہے جیسا کہ اسکو جب بعد میں معلوم ہو کہ جس وقت اُس نے سحری کھائی صبح ہو چکی تھی یا جب افطار کیا تو ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا۔ اور اگر عمداً کھاپی لے یا جماع کرے۔ تو دو مہینے روزے پے در پے رکھنے پڑینگے یہ نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

ہفتم۔ روزہ رکھنے کے یہ عذر ہیں۔ اگر کوئی مرض جیسا نے میں ہے ایسی بھوک پیاس کہ جان جانیکا خوف ہو۔ ایسی حالت میں روزہ افطار کر دینا چاہیئے۔ بیمار بھی۔ حاملہ بچے کو دودھ پلاتی ہو بعد وضع حمل یا رضاع قضا کرے۔ اگر نہ ہو سکے تو فدیہ طعام مسکین۔ سفر و مرض جو مرض اور حال پر مسافر و مریض بعد رفع عذر قضا کریں۔ سفر کی تحدید حد اور نہ سات کوس ہے۔ ہمارے مسیح موعود تو بالعموم تین چار کوس کے فاصلہ کو بھی سفر فرماتے تھے۔ اور روزہ کا معمول بطور گشت دورہ و سیر ہو کیونکہ شرع نے ۴۸ میل پر نماز قصر کرنے کا حکم ہے سفر میں مشقت کا ملحوظ ہونا ضروری نہیں بلکہ بعض وقت میں تو شفانی کا خوف بھی لگتا ہے۔ ایسا ہی مرض کی نسبت تھوڑے یا بہت کی قید نہیں لگائی کیونکہ انسان کیا جانتا ہے کہ اس معمولی مرض میں روزہ رکھنا خطرناک نہیں۔ اگر

ملہ دیکھو حدیث بخاری ملک و دیکھو مشکوۃ باب تنزیہ الصوم الفصل الاول

ملہ انس بن مالک الکعبی قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ وضع عن المسافر شطر الصلوۃ والصوم عن المسافر وعن المرضع والحبلی (مشکوۃ شریف)

ملہ لیس من البر الصوم فی السفر (متفق علیہ مشکوۃ) ملہ قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بعض الناس قد صام فقال اولئک العصاۃ اولئک العصاۃ (رواہ مسلم) عن عبد الرحمن بن عوف قال قال رسول اللہ صلعم صائم رمضان فی السفر کالمفطر فی الحضر (ابن ماجہ) ملہ فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر

ملہ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین۔

حضرت اقدس کا ارشاد ہے کہ جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں۔ پھر وہ بوجہ بیماری کے نہیں رکھ سکا۔ تو وہ آسمان پر روزوں کو محروم نہیں۔

بوڑھا شیخ فانی تو اسکے لئے ہر روزہ ایک مسکین کو کھانا کھلانے کا حکم ہے۔ جو صحت بخشے[۵۹] تو پھر بشرط استطاعت قضا کرے۔ اسی طرح مسافر مقیم ہونے پر اور اگر روزہ رکھ لیا ہے پھر سفر پیش آگیا یا مریض ہو گیا تو روزہ افطار کرے۔ اور جو کام روزہ کے جاتے ہیں جیسے کاشتکاری کے۔ ان کی وجہ سے روزہ معاف نہیں۔ عورت کو حالت حیض میں روزہ نہ رکھے بعد میں قضا کرے۔ استحاضے[۶۰] والی روزے بیشک رکھے

ہشتم۔ روزہ پو پھٹنے سے شروع کرے۔ صبح کاذب میں جو ذنب السرحان کی طرح اوپر کو نکلی ہوئی روشنی کا نام ہے کھانا پینا جائز ہے صبح صادق سے لیکر طلوع آفتاب تک اس موسم میں عموماً ایک گھنٹہ بائیس منٹ کا وقت ہوتا ہے چاندنی راتوں میں اس سفیدی کے کا جو شمالاً جنوباً دھیمے سے جاتا ہے پتہ نہیں لگتا۔ اس لیے احتیاط چاہیے۔ دیہات میں اذان پر روزہ رکھتے ہیں حالانکہ بعض دفعہ بہت دیر وقت اذان دیتے ہیں۔ ہر ایک شخص خود ذمہ دار ہے۔ بعض لوگ جس وقت تک پو پھٹے نہیں کھاتے۔ یہ بھی کوئی شرعی حکم نہیں ہے۔ نہم۔ روزہ سورج ڈوبنے پر کھولے یعنی جب قرص خورشید پنہاں ہو جائے اور مشرق کی طرف[۶۱] سے رات چڑھ آئے۔ روزہ دیر سے کھولنا اچھا نہیں۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ بہت پسندیدہ وہ بندہ ہے جو اول وقت میں روزہ کھولے۔ روزہ [illegible]

ف و من قصدوا غیر کم کی گستم تفطرون ... عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال خرج رسول اللہ صلعم من المدینۃ الی مکۃ فصام حتی بلغ عسفان ثم دعا بماء فرفعہ الی یدیہ لیراہ الناس فافطر حتی قدم مکۃ وذلک فی رمضان (بخاری)

ف معاذۃ العدویہ نے حضرت عائشہ سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کان یصیبنا ذلک فنؤمر بقضاء الصوم ولا نؤمر بقضاء الصلوٰۃ (مسلم) اور استحاضہ کے لیے توضئی لکل صلوٰۃ والصوم وغیرہ مشکوٰۃ باب المستحاضہ

ف وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتموا الصیام الی اللیل (آیۃ)

ف روی عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقبل اللیل من ھھنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم (متفق علیہ مشکوٰۃ)

ف سہل قال قال رسول اللہ صلعم لا یزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر متفق علیہ

دلیس تو ابی ہے۔ اگر کریم من ابھی بھوک پیاس کی کسر نکالنے پر تیار ہوا ہے یا فعل خلاف سنت ہونے
کے علاوہ معدہ کے لئے بھی مضر ہے پس روزہ افطار کرکے اطمینان سے نماز پڑھو۔ پھر کھانا کھاؤ
روزہ افطار کرنے کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ
ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ

آداب صیام اب میں آپ کو روزے کے عام احکام بتانے کے بعد میں آپ کی توجہ اس حدیث نبوی
کی طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں۔ کم من صائم لیس لہ من صیامہ الا الظمأ یعنی کتنے
ہی روزہ دار ایسے ہیں کہ روزوں سے سوائے پیاس کے انہیں کچھ حاصل نہیں۔ خدا نہ کرے خدا
کرے کہ آپ ایسے لوگوں میں محسوب ہوں حق یہ ہے کہ روزے سے مراد صرف بھوک پیاس کو
ملنا نہیں بلکہ یہ تو سبق سکھایا ہوتا ہے حرام سے رکنے اور حلال کو اللہ تعالیٰ کی مرضیات میں خرچ
کرنا۔ بلکہ اپنی ہر حرکت سکون قول فعل خدا کے منشاء کے ماتحت کرکے قرب ورضاء کی سیر کرنا
لئے ان احادیث کو ہمیشہ مد نظر رکھنا چاہیئے۔ مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ
لِلّٰہِ حَاجَةٌ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ (رواہ البخاری مشکوٰۃ) جو جھوٹ بولنا اور اس پر عمل نہیں
چھوڑتا تو سن رکھے کہ اللہ کو اس بات کی ضرورت نہیں کہ کوئی شخص اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ روزہ
رکھنے سے مقصود تو متقی بنانا ہے جب یہ تقویٰ نہیں تو پھر روزے سے اس نے کیا فائدہ حاصل
کیا۔ ایسا ہی فرمایا لَیْسَ الصِّیَامُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَحْدَہٗ ذٰلِکَ مِنَ الْکَذِبِ وَالْبَاطِلِ
وَاللَّغْوِ وَالْحَلْفِ۔ روزہ یہی نہیں کہ کھانے پینے سے آدمی رکا رہے بلکہ اسکے ساتھ جھوٹ بولنے
جو خلاف حق ہو۔ اور لغو کاموں اور جھوٹی قسموں سے باز رہنا چاہیئے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے الصیام

لہ دعا میں ترتیب کے ساتھ تین جملے ہیں یعنی روزہ افطار کی۔ پہلی ایک لکھی۔ اب بیات قرآن ہم نے کی۔ مثلاً میں آخری
تیرے لئے روزہ رکھا۔ (الترمذی) اس حدیث میں قبلی ابن السنی۔ بیات تیرے مسنون کے
الفاظ نہیں خیر میں مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۵ مشکوٰۃ حضرت شانی بیری جو اجید مرحوم کے ضرور انہوں نے ترتیب
کے ساتھ ملا دیا۔ مجھے لکھوا کر دی ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

جنۃ فلا یرفث ولا یجہل وان امرء قاتلہ او شاتمہ فلیقل انی صائم مرتین (مشکوٰۃ) یعنی روزہ ڈھال ہے پس روزہ دار نہ فحش بکے نہ جھگڑا کرے۔ اگر کوئی اس سے لڑے یا گالی دے تو کہہ دے بھائی صاحب میں روزے سے ہوں آپ مجھے معاف فرمائیے۔ دو بارہ یہی کہہ کر میں اپنے احمدی دوستوں کو مخاطب کرتا ہوں میرے پیارے بھائیو! تم خدا کے فضل سے احمد رسول اللہ کے زیر تربیت تعلیم پاتے ہو تم اس مدرسے کے ابتدائی طالبعلم نہیں ہو کر صرف اسلام کی بعض ابتدائی باتوں پر ہی جیسے تمہارا اللہ پر ایمان ملائکہ پر ایمان انبیاء پر ایمان کتب الٰہیہ پر ایمان یوم الآخرۃ پر ایمان تمام ادیان میں اسلام کے ایک بے نظیر نشان رکھتا ہے۔ اور تم عرفان و ایقان احسان کے اعلیٰ مراتب پر پہنچ چکے ہو اور جیسے تمہاری نمازیں صرف بیماری اعتبار سے ہی نہیں بلکہ روحانی اعتبار سے اپنے اندر ایک خاص امتیاز رکھتی ہیں جیسے تمہارے اخلاق تمہارے عادات تمہارے معاملات ایک نمایاں خصوصیت کے ساتھ مشہور بین الناس ہیں ویسے ہی تمہارے روزے بھی معمولی عوام کے روزے نہیں ہونے چاہئیں بلکہ صرف اسی حد تک نہیں کہ دیگر ادیان اسلام کی طرح ہم بھی دن بھر بھوکے رہیں بلکہ اس رنگ میں روزہ رکھنا چاہئیے جس سے ہم خدا کے حضور کی جناب محل قرب تک پہنچ جائیں۔ اور ہم ایک عالم کو دکھا دیں کہ ہمارے روزے اپنے اندر ایک روحانیت رکھتے ہیں پھر کوئی معترض اسلام کے احکام کے خلاف زبان اعتراض نہ کھول سکے۔ ہمارا طرز عمل ہی اس کا بہترین جواب ہو۔ ہر روز روزہ کھولنے کے بعد ہم اپنے نفوس کا محاسبہ کریں کہ ہم نے کس کس بدی کو چھوڑا اور کس کس نیکی کو اختیار کرنے کی طاقت پائی۔ حدیث میں ہے من استوی یوماہ فھو مغبون

جس کے دو دن ہوں برابر حال کے ٭ اس میں کیا شک ہے کہ وہ مغبون ہے

مومن ہر روز ہر گھڑی ظلمات سے نکل کر نور کی طرف آتا ہے۔ اللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور آیت ہے اگر ہم اس رمضانی مہینے میں نور کے ذریعہ اپنی ظلمات دور کرلیں تو یقیناً ظلمات کفر و ظلمات شرک، ظلمات بدعات و ظلمات بدعادات سے باہر نکلیں۔ سحری کے وقت

روٹی کمانے کے لیے تو ہماری بھوک کھلتی ہے۔ اور ہم جو روزہ یا فاقہ سے پیدا ہوں اور اس بھاگتے کے
لیے ایام صیام کو ادا کریں۔ اپنے عزیزوں اور دوستوں کو تاکید کریں کہ ہمیں خالص روحانی غذا
(تہجد و قرآن مجید) کے لیے سال کے دوسرے مہینوں میں ہم وقت نکال سکیں۔ افسوس کہ ہماری حالت
یہ ہے رمضان کے دنوں میں تو تدارس قرآن کے لیے وقت نکال لیں اور ہمارے معمولی کاموں کا
کچھ حرج نہ ہو۔ اور سال کے دوسرے دنوں میں اس سے مضائقہ کریں۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے محبوب
میں بھوک کے وقت اس بات کا احساس پیدا کریں کہ غریب مسکین لوگوں کو بھوک سے ایسی ہی
تکلیف ہوتی ہے جیسی ہمیں ان ایام میں۔ پس حسب اپنی طاقت کے انکی خبرگیری کرتے رہیں صدقہ
دینے سے کبھی مال کم نہیں ہوتا اگر صدق نیت سے خلوص کیساتھ دیا جائے۔ تو مال اسی دنیا میں
بڑھتا ہے اور اسکی زندہ مثالیں موجود ہیں۔ ؎

زکوۃ مال بدر کن کہ فضلہ رز را ۰ چو باغباں ببرد بیشتر دہد انگور

(۲) انہی روزوں سے اپنے اندر مستقل طور پر مصیبت کے وقت صبر و قناعت کا مادہ پیدا کرو اور کسی
نقصان مال و جان [illegible] و جوع یا خوف و نقص ثمرات سے گھبرا نہ جاؤ بلکہ صبر سے ایک درجہ ترقی کر کے
شکر و رضا بالقضا کے مقام پر پہنچ جاؤ۔ [illegible] اور بیماری کی [illegible] رہو اور شب بیداری اور
سحرخیزی کی ایسی عادت کرو کہ قلیلا من اللیل ما یہجعون و بالاسحار ہم یستغفرون کی مثالیں بننے کے [illegible]
[illegible] میں قرآن [illegible] کی طرف [illegible] جیسے تم روزہ کھولنے کے وقت بھوک پیاس
کی شدت کے بعد معمولی روٹی اور پانی کو دیکھ کر بے اختیار الحمد للہ الحمد للہ کہتے ہو۔ اسی طرح
ہر نعمت کے پانے پر تم الحمد للہ [illegible] کا شکر ادا کرو اپنا معمول بنا لو کہ لئن شکرتم لازیدنکم
ورد زبان ہو چکا ہے [illegible] جیسے رمضان میں قرآن شریف پڑھنے کا موقع ملتا رہا ہے ہو گیا
اچھا ہو کہ ہر مہینے میں تمہارا یہی دستور عمل ہے۔ الغرض تمہارے روزے عوام کے روزے نہ ہوں
بلکہ تمہارے روزے وہ روزے ہوں جنکو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ خص الخواص کے روزے کہتے ہیں
جن کے لیے جو ہدایات ہیں۔ اول نظر نیچی رکھنا [illegible] انکی طرف

ستانا ہو۔ بلکہ ان چیزوں کو دل ہٹائے کہ جو خدا تعالیٰ کی یاد سے غافل کریں، جو خدا تعالیٰ کے خوف سے بد نظری سے بچیگا اور ایسی چیز کو نہیں دیکھے گا تو وہ اپنے اندر ایک نور ایمان پائیگا اس کی روحانی لذت الگ ہوگی جو ظاہری خوشی کے مقابل میں ہیچ ہوگی۔ دوم صوفیا کے نزدیک جھوٹ غیبت چغلی اور جھوٹی قسم اور شہوت کے ساتھ بیوی پر نظر کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے پس زبان کو بیہودہ باتوں جھوٹ، غیبت، چغلی، فحش کلام، جھگڑے کو۔ اسی طرح اس کلام سے جو قال اللہ اور قال الرسول کے خلاف ہو اور کسی کی بات کو کاٹنے سے محفوظ رکھو۔ سکوت لازم پکڑو۔ اور حتی الامکان ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن میں مشغول رہو۔ یہ تو خصوصی زبان کا روزہ ہوا۔ سوم کانوں کو بری باتوں کے سننے سے باز رکھو جن باتوں کا کہنا حرام ہے ان کا سننا بھی منع ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں سماعون للکذب اکالون للسحت فرما کر جھوٹ سننے والوں کو حرام کھانے والوں کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ اور دوسری جگہ تنبیہ فرمائی ہے کیوں منع کیا ان کو گناہ کی باتوں کے کہنے اور حرام کھانے سے لَوْ لَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ۔ اور حدیث میں غیبت سننے والا بھی غیبت کرنے والے کے مثل ٹھہرایا پس یہ کانوں کا روزہ ہے۔ چہارم ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضا کو بری باتوں سے روکنا اور شکم میں افطار کے وقت حلال طیب رزق ڈالنا۔ اس بارے میں بہت احتیاط کرو کہ تم جب روزہ رکھو تو نہایت پاک اور حلال روزی سے کھولو جو شخص کسی حرام چیز یا ایسے مال کے کھانے سے افطار کرے جو چوری یا کسی ناجائز طریق سے کمایا گیا ہو وہ اپنے روزے کو برباد کرتا ہے۔ اور اس کی مثال اس شخص کی ہے جو بڑی محنت اور خرچ کے ساتھ اپنے رہنے کے لئے ایک محل بنائے اور پھر اسے بغیر کسی وجہ کے منہدم کر دے۔ تمہارے ہاتھ کبھی کسی بے جا چیز کی طرف نہ بڑھیں تمہارے پاؤں کسی ایسی جگہ پر نہ جائیں جو خدا کے نزدیک مکروہ ہو۔ پنجم حلال کی کمائی کو اسراف سے بچاؤ۔ جب روزہ خواہشات نفس کم کرنے کے لئے ہے تو بہت افسوس کی بات ہے اگر کھانے پینے میں ایسا اہتمام و تکلف کیا جائے جو اپنی طاقت سے بڑھ کر ہو۔ اور جسمانی قوی کو قائم و قوی رکھنے کی پروا کرے اور روزہ رکھنے کا مقصد تو یہ ہے کہ قوائے بہیمیت

کم ہو اور روحانیت بڑھے۔ پس ایسی چیزوں کی بھرتی پیٹ میں سے قوائے شہوانیہ میں انگیخت ہو جاوے نہیں
سکت اور پینے میں اپنی طاقت پوری کو نہ زنہار بلکہ ایسا مجاہدہ کرو کہ اس کا اثر تمہارے ظاہری قوائے
پر پایا جاوے اور تم سبک سیر ہو کر دل میں تسبیح جاودانی شغل میں۔ افطار کے وقت بھائے۔ سکے کر کے بیٹھے
کی چیزوں میں محو ہو کر خدا بھول جاؤ۔ چاہیے کہ تمہارے دل خوف و رجا سے بھرے جاتیں اور تمہیں یہ
فکر لاحق ہو کہ ہمارا روزہ منظور ہوا یا نہیں۔ وہ جو صرف منہ باندھے رکھتا اور باقی شہوات میں
مستغرق رہتا اس امانت کو ضائع کرتا ہے جو پرورش کرنے جاتے سپرد کی۔ اور اس کی مثال ایسی
ہے جیسے کوئی وضو میں کسی عضو کو بجائے پانی سے دھونے کے تین بار مسح کرے اور سمجھے شرط
تو پوری کر دی حالانکہ اصل مقصود جو دھونا تھا اس سے دور کوسوں دور ہے۔ پھر صرف روزہ رکھنے ہی
پر اکتفا نہ کرو بلکہ صدقہ و خیرات معمول سے زیادہ کرو اور نیکی میں ہر طرح بڑھو۔ جو حضرت ابن عباس
فرماتے ہیں کان رسول اللہ صلعم اجود الناس بالخیر وکان اجود ما یکون فی
رمضان (رواہ البخاری) غرض تم روحانیت کے اعلیٰ مقامات تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہوئے

اعتکاف

آخری عشرہ میں رحلت کیلئے تیار ہو جاؤ کہ پھر معمولی کاروبار اور تعلقات بھی ایک
حد تک چھوڑ دو۔ سال بھر میں اس کے پھیر میں۔ جہاں تین سو پچاس روز اپنے دنیا کے کاموں میں
لگے رہتے ہو وہاں یہ دس دن محض رب کے لیے اور اپنی اصلاح کے واسطے خاص کر دو مسجد میں
ریسوں کی۔ مگر ایک پردہ کر کے بیٹھ جاؤ۔ تلاوت قرآن مجید و مطالعہ احادیث و ذکر الٰہی میں مشغول
رہو۔ اعتکاف میں جو باتیں ہیں بالخصوص یہ کہ کسی مریض کی عیادت نہ کرنے جائے۔

لہ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان النبی یعتکف فی العشر الاواخر من رمضان
فکنت اضرب لہ خباء فیصلی الصبح ثم یدخلہ الحدیث بخاری۔ عنہ وعن عائشۃ
قالت السنۃ علی المعتکف ان لا یعود مریضا ولا یشہد جنازۃ ولا یمس المرأۃ
ولا یباشرہا ولا یخرج لحاجۃ الا لما لا بد منہ ولا اعتکاف الا بصوم ولا اعتکاف
الا فی مسجد جامع جماعۃ رواہ ابو داؤد و ترتیب احادیث التر مذکور فی المساجد الاۃ

کسی جنازہ میں حاضر نہ ہو، عورت کو شہوت سے ہاتھ نہ لگائے نہ مباشرت کرے۔ اور بے روزہ نہ ہو اور مسجد سے باہر نہ نکلے مگر کسی ایسی ضرورت کے لئے جس سے انسان کو چارہ نہیں یعنی قضائے حاجت غسل جنابت۔ اگر اس جگہ میں جمعہ نہ ہوتا ہو تو دوسری جگہ جا سکتا ہے۔ راستہ چلتے چلتے کسی مریض کو پوچھ لے تو مضائقہ نہیں،[1] مسجد میں بات چیت بے تکلف کرے۔

غرض آخری عشرہ میں عبادت کے واسطے غیر معمولی اہتمام کرے۔ حدیث میں حضرت عائشہؓ کی روایت سے آیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے دس دنوں میں اپنی کمر کس لیتے اور شب بیداری فرماتے بلکہ اپنے اہل کو بھی جگاتے اور عبادت و ذکر الٰہی و تلاوت قرآن و حصول خیرات میں غیر معمولی کوشش فرماتے۔[2] اعتکاف کے لئے عورتیں بھی اعتکاف کر سکتی ہیں بلکہ مستورات بھی اپنے میاں سے بات چیت کرنے کے لئے مسجد میں آ سکتی ہے۔[3] معتکف مسجد کے دروازہ پر بھی جو گھر

---

[1] کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یمر بالمریض وهو معتکف فیمر کما هو ولا یعرج یسأل عنه (ابوداؤد)
یہ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے۔ المریض فیہ یسأل عنه (ابوداؤد)

[2] کان رسول اللہ صلعم یجتہد فی العشر الاواخر ما لا یجتہد فی غیرہ (رواہ مسلم) کان رسول اللہ صلعم اذا دخل العشر شد مئزرہ واحیی لیلہ وایقظ اہلہ متفق علیہ، کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی توفاہ اللہ (متفق علیہ) عن عائشۃ قالت اعتکفت مع رسول اللہ صلعم امرأۃ من ازواجہ مستحاضۃ الحدیث (بخاری)

[3] عن صفیۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبرتہ انها جاءت رسول اللہ صلعم تزورہ فی اعتکافہ فی المسجد فی العشر الاواخر من رمضان فتحدثت عندہ ساعۃ ثم قامت تنقلب فقام النبی صلعم معها یقلبها حتی اذا بلغت باب المسجد عند باب ام سلمۃ مر رجلان من الانصار فسلما علی رسول اللہ صلعم فقال لهما رسول اللہ صلعم علی رسلکما انما هی صفیۃ بنت حیی فقالا سبحان اللہ یا رسول اللہ وکبر علیهما فقال النبی صلعم ان الشیطان یبلغ من الانسان مبلغ الدم وانی خشیت ان یقذف فی قلوبکما شیئا (بخاری)

بات بہت کرسکتا ہے

قیام رمضان اور رمضان میں ایک تو روزہ کا حکم ہے۔ دوسرے حسب طاقت کھڑا ہونے کا تیسرے تدارس قرآن مجید کا۔ جو تھے قیام رمضانؐ یعنی نماز نوافل میں معمول سے زیادہ اہتمام صحابہ میں دو طریقے قیام رمضان کے مروج تھے بعض بیس رکعتیں باجماعت پڑھتے تھے بعض آٹھ رکعتیں باجماعت عشاء کی نماز کے بعد معاً یا سحری کے وقت یعنی پہلی یا پچھلی رات بعض گھر میں میں تنہا پڑھ لیتے جس کو جو میسر آئے۔ واضح رہے یہ نماز جسکو تراویح کے نماز کہتے ہیں کوئی الگ نماز نہیں بلکہ وہی تہجد کی نماز ہے۔ آنحضرت صلعم نے دو تین رات اور رمضان میں اسے باجماعتؐ بھی پڑھایا پھر فرمایا کہ گھروں میں پڑھا کرو۔ حضرت عمرؓ نے مسجد میں دیکھا کہ کچھ لوگ الگ پڑھ رہے ہیں۔ اور کچھ باجماعت۔ تو آپ نے انہیں ایک قاری پر جمع کر دیا۔ اور فرمایاؓ کہ پچھلی رات پڑھنے کی بہ نسبت سو رہنے والے اس وقت قیام کرنے والوں سے افضل ہیں۔

عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلعم یرغب فی قیام رمضان من غیر ان یامرہم فیہ بعزیمۃ فیقول من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ۔ عن زید بن ثابت ان النبی صلعم اتخذ حجرۃ فی المسجد من حصیر فصلی فیہا لیالی حتی اجتمع علیہ ناس ثم فقدوا صوتہ لیلۃ وظنوا انہ قد نام فجعل بعضہم یتنحنح لیخرج الیہم فقال ما زال بکم الذی رایت من صنیعکم حتی خشیت ان یکتب علیکم ولو کتب علیکم ما قمتم بہ فصلوا ایہا الناس فی بیوتکم فان افضل صلوۃ المرء فی بیتہ الا الصلوۃ المکتوبۃ (متفق علیہ) البخاری میں ہے خرج لیلۃ من جوف اللیل فصلی فی المسجد وصلی رجال بصلاتہ

عن عبد الرحمن بن عبد القاری قال خرجت مع عمر بن الخطاب لیلۃ الی المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسہ ویصلی الرجل فیصلی بصلاتہ الرہط فقال عمر انی اری لو جمعت ہؤلاء علی قارئ واحد لکان امثل۔ ثم عزم فجمعہم علی ابی بن کعب الحدیث

والتی ینامون عنہا افضل من التی یقومون یرید آخر اللیل وکان الناس یقومون اولہ

(رواہ البخاری)

اور ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم کیا، کہ لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھا دیا کریں

صدقۃ الفطر ۳ اس طرح گنتی پوری کرے، اور پھر ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علی ما ھدٰکم ولعلکم تشکرون کے ارشاد واجب ہو تقیہ کے ماتحت شوال کا چاند دیکھ کر روزے رکھنے چھوڑ دے۔ اور شکریہ اس صدقۃ الفطر کی صورت میں اور شکریہ روحانی و جسمانی ادائی شکل میں ادا کرے۔

صدقۃ الفطر اسلئے مشروع ہے، کہ عید کے دن مساکین کی امداد ہو، اور روزے میں جو نقص رہ گئے ہوں پورا کرے۔ یہ صدقہ غلام، آزاد، مرد، عورت، چھوٹے، بڑے، غنی، فقیر پر ہے۔ نماز پڑھنے سے پہلے ادا کر دینا چاہیئے، ورنہ پھر صدقۃ الفطر نہیں، بلکہ معمولی صدقہ ہو جائیگا۔ ہر ایک قسم جنس ایک صاع فی کس اور گندم نصف صاع۔ صاع دو مد کا ہوتا ہے۔ ہر صاع کوئی اڑھائی سیر انگریزی کے قریب کہا جاتا ہے۔ غلہ کے عوض نقدی بھی جائز ہے۔

لہ وعن السائب بن یزید قال امر عمر ابی بن کعب وتمیما الداری ان یقوما للناس فی رمضان باحدی عشرۃ رکعۃ الحدیث (رواہ مالک) وعن ابی سلمۃ بن عبدالرحمن انہ سأل عائشۃ کیف کانت صلوٰۃ رسول اللہ صلعم فی رمضان فقالت ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ (بخاری) ؎ عن ابن عباس قال فرض رسول اللہ صلعم زکوٰۃ الفطر طھرۃ للصائم من اللغو والرفث وطعمۃ للمساکین من اداھا قبل الصلوٰۃ فھی زکوٰۃ مقبولۃ ومن اداھا بعد الصلوٰۃ فھی صدقۃ من الصدقات (ابوداؤد نے روایت کی حاکم نے صحیح کہا)

؎ قال رسول اللہ صلعم صاع من بر او قمح عن کل اثنین صغیرا او کبیر حر او عبد ذکر او انثیٰ اما غنیکم فیزکیہ اللہ واما فقیرکم فیرد علیہ اکثر مما اعطاہ (رواہ ابوداؤد عن ابن ثعلبۃ) وصاعا من شعیر (متفق علیہ)

؎ اسحاق بن عیسیٰ کہتے ہیں، میں نے مالک بن انس سے کہا، کہ صاع حضرت کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے نہایت سے صاع جمع کئے، جن کی نسبت شہادت دی گئی کہ ہمارے آبا و اجداد اس کو ساتھ صدقۃ الفطر ادا کرتے۔ وزن کرنے پر پانچ رطل اور ایک تہائی نکلا۔ رطل آدھ سیر ہوتا ہے۔

عیدالفطر

یہ باتیں عید کے دن مسنون ہیں (۱) اپنی آرائش (۲) غسل (۳) مسواک (۴) عمدہ کپڑا (۵) خوشبو (۶) صبح سویرے اٹھنا (۷) عیدگاہ میں جلد جانا (۸) کچھ کھا کر جانا (۹) نماز کو پیدل جانا (۱۰) جس راہ سے جاویں دوسری راہ سے آویں (۱۱) تکبیر کہتے آہستہ آہستہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد کلمہ شہادت (۱۲) مستورات کا بھی عیدگاہ میں جانا مسنون ہے۔

طریق نماز

بغیر اذان و اقامت کے سب سے پہلے نماز پڑھی جاوے۔ تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لیں ثنا پڑھ کر پھر سات تکبیریں کہی جاویں۔ اللہ اکبر کے ساتھ ہاتھ کانوں تک اٹھا کے چھوڑے جاویں۔ ساتویں تکبیر پر ہاتھ باندھ لیں۔ دوسری رکعت میں بھی قبل قرأت پانچ تکبیریں کہیں سوائے اس تکبیر کے جو سجدہ سے اٹھتے کہی جاوے۔ پانچویں تکبیر کے ساتھ ہاتھ باندھ لیں یہ مرفوع آثار سے ثابت ہے کہ پہلی رکعت میں قبل قرأت تین تکبیر اور دوسری رکعت میں بعد قرأت تین تکبیریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ ہاں ایک حدیث ضعیف

۱؎ (ترجمہ) عن جبیر ... فی السوق فاخذہا فاتی رسول اللہ صلعم فقال یا رسول اللہ ابتع ہذہ تجمل بہ یوم العید (بخاری) ۲؎ عبداللہ بن بسر نے کہا فرغنا فی ہذہ الساعۃ وذلک حین التسبیح یعنی نماز چاشت کے وقت۔ ۳؎ کان رسول اللہ صلعم لا یغدو یوم الفطر حتی یاکل تمرات ویاکلہن وترا (بخاری) ۴؎ کان النبی اذا خرج یوم العید فی طریق رجع فی غیرہ (رواہ الترمذی) ۵؎ ان رسول اللہ صلعم کان یکبر یوم الفطر من حین یخرج من بیتہ حتی یاتی المصلی (دارقطنی)

۶؎ عن جابر قال شہدت الصلوۃ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم عید فبدا بالصلوۃ قبل الخطبۃ بغیر اذان ولا اقامۃ فلما قضی الصلوۃ قام متکئا علی بلال فحمد اللہ واثنی علیہ ووعظ الناس وذکرہم وحثہم علی طاعتہ ومضی الی النساء ومعہ بلال فامرہن بتقوی اللہ ووعظہن وذکرہن (رواہ النسائی) ۷؎ محمد شرح فتح القدیر میں ہے کہ ولید بن عقبہ امیر کوفہ کو عبداللہ بن مسعود نے بتایا ان یکبر فی الاولی خمسا و الثانیہ اربعا وان یوالی بین القرأتین۔ یعنی پہلی میں سات تکبیر تحریمہ سمیت پانچ اور دوسری میں چار اور پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے دوسری میں قرأت کے بعد تکبیریں کہنا مسنون ہے۔

۸؎ ان النبی صلعم کبر فی العیدین فی الاولی سبعا قبل القراءۃ وفی الآخرۃ خمسا قبل القراءۃ

یا سورۂ ق اقتربت الساعۃ پڑھتے تھے۔ نماز کے بعد امام خطبہ پڑھے۔ اور سب سنیں۔ خطبہ جمعہ کی طرح بیٹھ کر بیچ میں نہیں بیٹھتے۔ اس کے بعد دعا کو بھی تحریک سے حضرت قدس فرمایا کرتے ہے۔

متفرق عید کی نماز سے پہلے اور بعد میں کوئی نماز نہیں۔ اور نماز عید کے بعد مصافحہ و معانقہ مشروع اور سنت نہیں۔ اور عید کے دن عورتوں کو عیدگاہ میں جانا بھی مسنون ہے۔ اور بچے بھی عید میں لائے جائیں۔ چھوٹی لڑکیوں کو دف سے پاک گیت گانا اور کھیلنا جائز ہے۔

دیکھو بھائیو! میں پھر آخر میں کہتا ہوں کہ روزہ ایک نعمت عظمیٰ ہے یہ ایسی عبادت ہے کہ خود کریم خود اس کی جزا ہے جیسا کہ فرمایا الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ یدع شہوتہ وطعامہ من اجلی پس تم اپنے مولیٰ کو راضی رکھنا چاہتے ہو تو روزے رکھو اور اس حقیقت کے ساتھ رکھو جو اس مضمون میں بیان ہوئی۔ اور دعائیں بھی کرو کیونکہ رمضان میں خصوصیت سے دعائیں قبول فرماتا ہے چنانچہ قرآن شریف میں روزے کے احکام بیان کر کے فرمایا و اذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے اللھم ربنا آمین۔

لہ عن ام عطیۃ قالت کنا نؤمر ان نخرج یوم العید حتی نخرج البکر من خدرھا حتی نخرج الحیض فیکن خلف الناس فیکبرن بتکبیرھم ویدعون بدعائھم یرجون برکۃ ذلک الیوم (بخاری)

لہ قال سمعت ابن عباس قال خرجت مع النبی صلعم یوم فطر او اضحی فصلی العید ثم خطب ثم اتی النساء…

لہ عن عائشۃ قالت دخل علی رسول اللہ وعندی جاریتان تغنیان بغناء بعاث فاضطجع علی الفراش وحول وجھہ ودخل ابو بکر فانتھرنی وقال مزمارۃ الشیطان عند رسول اللہ صلعم فاقبل علیہ رسول اللہ صلعم فقال دعھما وکان یوم عید یلعب السودان بالدرق والحراب۔ پھر رسول اللہ صلعم نے حضرت عائشہ کو بھی دکھلایا۔ (بخاری)

ادعیۃ الاحادیث۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی ہوئی دعائیں جو مختلف اوقات کے مناسب حال دعائیں ہیں۔ اور بہت مختصر… ایک جمعہ کے لئے… کے بعد کے لئے… جمعہ کے لئے… آنے کے … کے لئے دعا کی…

آریہ مسافر اپنے رہنما سے برسرِ پرخاش

اگرہ کا مسافر اور جالندھر کا مسافر ان عجیب الفطرت مسافروں میں سے ہیں جو رات سے بھٹکے ہوئے مگر اپنے تئیں صراط مستقیم پر سمجھتے ہیں پھر یہیں تک بس نہیں بلکہ اپنے بچے خیر خواہوں اور اپنی خواہوں سے جو اخلاص کے ساتھ ان کی رہنمائی کرتے ہیں بات بات پر الجھتے ہیں۔

رسالہ ماہ جون میں ہم نے مختصر طور پر آریہ مسافر جالندھر کو بتایا تھا کہ جہاد کن صورتوں میں جائز ہے اور جہاد کیوں کیا جاتا ہے۔ لیکن ان باتوں پر ایڈیٹر صاحب نے کچھ توجہ نہیں کی۔ اور اپنے جولائی کے رسالے میں طول طویل مضمون لکھ دیا ہے جس میں نہایت بیہودگی سے نبی کریم صلعم اور دین کے پاک دین پر حملہ کیا ہے۔ اور خود حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم آپ کی درمیان میں لاکر اس جھان سے اپنا سر ... اپنی طبیعت کی وجہ سے مشہور من الاسلام ہے۔

میں آریہ مسافر کے ایڈیٹر صاحب کی توجہ دوبارہ قرآن مجید کی ان آیات کی طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں جو اس مسئلہ میں بطور اصل الاصول کے ہیں۔ وہ یہ کہ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ جو چاہے ایمان لائے جو چاہے منکر رہے۔ اور لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ۔ دین میں کوئی زبردستی نہیں۔ ہدایت کی راہ ضلالت سے کھل چکی ہے۔ اور أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّى يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ۔ کیا تو لوگوں کو مجبور کرے گا کہ وہ ایمان لائیں۔ اس بات پر نص صریح ہیں کہ زبردستی مسلمان بنانا اسلام میں ہرگز جائز نہیں۔ اور چونکہ زبردستی منوانا ہی نفاق ہے اسلئے منافقوں کو کافروں سے بھی بدتر بتایا ہے۔ اور اعلان کردیا کہ اسلام منافق کو کچھ درجہ نہیں دیتا۔ بلکہ اس کی نسبت جہنم اور لعنت کا وعید ہے اور اسکا جنازہ پڑھنے کی بھی اجازت نہیں

داخل ہوں وہ تو یہیں کہ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ منافق دوزخ کی نچلی تہ میں ہونگے اور وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ۔ ان کا ہرگز جنازہ نہ پڑھو اور قبر پر کھڑا نہ ہو جب یہ صورت ہے۔ تو خود ہی انصاف فرمایئے کہ اسلام زبردستی منوانیکا کب مجوز ہو سکتا ہے علاوہ بریں ظاہر من الشمس ہے کہ عقاید جو قلب سے متعلق ہیں ان کے متعلق اکراہ موجب نفاق ہے۔ باقی رہا یہ سوال کہ پھر جنگیں کیوں ہوئی ہیں اور اسلام نے لڑائی کی اجازت کب دی ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے۔ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ۔ کہ اس آیت کے مطابق لڑائی فتنہ فساد روکنے اور مذہبی آزادی کے لئے ہے کسی مذہب کی خصوصیت نہیں اس کے لئے کی جاتی ہے۔ وہ بھی انہیں سے جو تم سے لڑتے ہیں یا نقض عہد کرکے سوسائٹی کے امن میں خلل انداز ہوتے ہیں چنانچہ میرے اس دعوے کی دلیل ایک تو یہ آیت ہے وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ یعنی لڑو ان سے جو تم سے لڑتے ہیں اور پھر بھی زیادتی نہ کرو کیونکہ اللہ زیادتی کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا۔ دوم یہ أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَّكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُم بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ۔ یعنی تم اس قوم سے کیوں مقابلہ نہ کرو جنھوں نے اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور رسول کے نکالنے پر تل گئے۔ اور پھر لڑائی کی چھیڑ چھاڑ بھی پہلے انہی سے ہوئی۔ اور اسی قبیل سے ہے آپ کی وہ آیت جو آپ نے اپنے مقصود ثابت کرنے کے لئے پیش کی یعنی بَرَاءَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ کیونکہ الَّذِينَ عَاهَدتُّم سے ظاہر ہے کہ اس آیت میں صرف ان مشرکین کا ذکر ہے جن سے کوئی معاہدہ ہوا اور پھر انہوں نے شرارت سے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی یہ استدلال میں اس سے اگلی آیت سے کرتا ہوں کیونکہ اس میں ان مشرکوں کو اس حکم سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے۔ جو اپنے معاہدہ پر قائم ہیں إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ یعنی سوا ان مشرکوں کے جنھوں نے کچھ قصور نہیں کیا۔ تمہارے مقابلہ
میں کسی کی مدد نہیں کی۔ پس ان کا معاہدہ مدت تک پورا کرو کیونکہ اللہ نقض عہد سے بچنے والوں کو
دوست رکھتا ہے۔ اور پھر اسی سورہ میں فَمَا اسْتَقَامُوْا لَکُمْ فَاسْتَقِیْمُوْا لَھُمْ فرما کر اسکو
بہت واضح کر دیا کہ جب تک تم سے وہ سیدھے رہیں یعنی امن دہ بدعہدی کے مرتکب نہ ہوں تم
بھی عہد پر مستقیم رہو۔ پارہ ۱۰ اس تشریح کے بعد آپ کا یہ کہنا کہ خدا اور اسکا رسول حضرت محمد
سے قطع تعلق کرتے ہیں کیونکر ہو جو بالکل خلاف ہے۔ وجوہات قرار دیئے۔ کہ وہ معاہدہ
کو نقض کرتے ہیں اور یہ ایسی صداقت ہے کہ وہ مشرک بھی اسکے جواب میں یہ نہیں کہہ سکے
ہم نے کوئی قصور نہیں کیا۔ دوم تمہارے مقابلہ میں دشمن کی امداد کرتے ہیں یعنی خلاف معاہدہ دشمنوں
کے معاون بنتے ہیں۔ پھر اسکے علاوہ اسی سورۃ کی اگلی آیتوں میں اور تشریح کی ہے جو یہ ہے کہ
لَا یَرْقُبُوْنَ فِیْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّۃً۔ کہ یہ لوگ کسی رشتہ داری کا لحاظ کرتے ہیں نہ عہد کا
اس یعنی ان تعلقات رزینہ کو ہر طرف کر کے تکلیفیں پہنچاتے ہیں۔ اور جان سے مارنے سے بھی
نہیں ہٹتے [illegible] اس سبب لوگ خوف کے سبب رکتے ہیں یعنی مذہبی آزادی میں خلل
انداز ہوتے ہیں [illegible] وَطَعَنُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ [illegible] یعنی قسمیں توڑیں
اور تمہارے دین میں طعنہ کریں۔ یہ طعنہ اس قسم کا ہے جیسے اس گورنمنٹ کے عہد میں بھی کسی دوسرے
کے مذہب پر حملہ کر کے خود سزایاب ہوتا ہے۔

یہ وجوہات ایسی ہیں کہ ان کی موجودگی میں کوئی مہذب سے مہذب گورنمنٹ بھی بغیر [illegible] کو
سوائے سزا دینے کے نہیں چھوڑتی۔ اور اپنے مخالف سے سر جنگ کرنے سے باز نہیں رہ سکتی۔ مگر
قربان جاؤں اس پیارے نبی پر کہ ایسی نازک حالات میں بھی رحم کا پہلو خیال [illegible] اول تو
انہیں چار مہینے کی مہلت دی جس میں وہ اپنے متعلق تمام سامان کر سکتے تھے۔ تم لوگوں کے نزدیک
تو صرف [illegible] گھنٹے کا الٹی میٹم [illegible] ایک مہذب سلطنت ہے۔ پھر جو سلطنت چار ماہ کا الٹی میٹم دے
اسکی نیک نیتی اور رحمدلی میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ پھر علاوہ اسکے دیکھئے کہ [illegible] مضمون

اور مذہبی آزادی میں خلل ڈالنے والے ہونگے وہ جب قتل ہونے کے مستحق اے تھے ۔ مگر اگر وہ
خوشی سے مسلمان ہو جائیں ، تو پھر انکو معاف کر دو بلکہ انہیں اپنا بھائی سمجھو ۔ اس حکم کو خوب غور سے
پڑھیے جو آپنے اعتراض کی صورت میں پیش کیا ہے ۔ وہ یوں ہے کہ فان تابوا و اقاموا
الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ فخلوا سبیلہم ان اللہ غفور رحیم ۔ کہ اگر وہ شرارتوں سے باز
آجائیں ۔ نماز پڑھنے لگیں ۔ زکوٰۃ دیتے رہیں ۔ تو انہیں چھوڑ دو ۔ [illegible] ہے ۔ یہ
معافی اسلئے کہ مسلمان ہو جانا اس بات کی ضمانت تھی کہ وہ آیندہ ہمیشہ کے لیے مفسدانہ
مفسدہ پردازی اور مذہبی آزادی میں مخل ہونے سے باز رہینگے ۔ اسلئے اگلے پچھلے گناہ ہوں تم
معاف بھی کیا یہ نہیں فرمایا کہ انہیں قتل کرو ۔ کیونکہ وہ ایمان نہیں لاتے ۔ بلکہ قتل کرنے کی وجوہات
تو وہ [illegible] ہتھیار اٹھانا ۔ قرابت داری تک پاس نہ کرنا ۔ دوسری قوموں کو مسلمانوں کے خلاف ورغلا
دینا ۔ ہر وقت مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف رہکر لوگوں کو اکساتے رہنا وغیرہ
وغیرہ ۔ اور پھر مزید براں ہو کر باوجود بادشاہ کی اجابت پانے کے اپنی شرارتوں پر تلے بیٹھے ہیں
تو معافی کی صورتوں میں سے ایک صورت یہ بھی رکھی ہے کہ اگر وہ بطیب خاطر مسلمان
ہو جائیں تو بھی انہیں چھوڑ دو ۔ افسوس کہ جو بات قابل تعریف ہے آپکو اس میں عیب
نظر آتا ہے ع ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب است ۔ اور آپکو یہ لکھتے ہیں شرم محسوس نہیں ہوئی
کہ تمام مطلب کو واضح کر دیا ہے اور بتا دیا ہے ۔ کہ حضرت محمدؐ نے بالقصد ہی مشرک لوگوں کی بات
کا کھلا حکم دیا ہے اور انکو بچانے کے لئے اگر کوئی تدبیر کار گر ہو سکتی ہے ۔ تو وہ محض یہ ہے کہ
فورا توبہ کریں ۔ حالانکہ اسی عبارت سے اوپر آپنے جو آیات لکھی ہیں ۔ ان میں الا الذین
عاھدتم من المشرکین کا استثنا موجود ہے اور صاف لکھا ہے کہ ثم لم ینقصوکم شیئا
یعنی جنہوں نے تمہارا کوئی قصور نہیں کیا انکو مت قتل کرو ۔ اور جنہوں نے تمہارے مقابلہ میں کسی
کی مدد نہیں کی انکو بھی مت مارو ۔ اور جن سے تمہارا عہد ہو چکا ہے ۔ ان سے بھی مت مقابلہ
کرو ۔ اور پھر جو اسلام دشمن دوسرے ملکوں میں اپنی شرارتوں سے جو تقصیر ان کے متعلق بانٹتے

کی کوئی ضمانت دیتے ہیں۔ انکو بھی چھوڑ دو۔ پھر اسکے علاوہ باوجود جنگ چھڑ جانیکے کوئی مشرک
تم سے امان مانگے۔ تو اسے پناہ دیدو بلکہ اسے اسکے مقام امن تک بحفاظت تمام پہنچا دو۔ ذرا قرآن
شریف کھول کر دیکھو۔ یہ آیت سورہ توبہ کے اسی پہلے رکوع میں ہے یا نہیں۔ جس سے وہ
تین آیتیں آپ نے نقل کی ہیں۔ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ
كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ۔ کیا اسکے یہ معنی نہیں کہ کوئی مشرک پناہ مانگے تو اسے پناہ دو
کلام الٰہی سن لے۔ پھر اسے اسکی امن کی جگہ پہنچا دو۔ حکم تو یہ ہے۔ اور آپ کہتے ہیں کہ قرآن
نے ہر طرح کافروں کو ہلاک کرنیکا حکم دیا ہے۔ اور اس قتل کے حکم کو روکنے کے لئے یا کافروں کے
بے قتل سے بچنے کا اگر کوئی راہ ہے۔ تو وہ محض یہ ہے۔ کہ کافر لوگ حضرت محمدؐ کی باتوں پر ایمان
لے آویں میں بڑی جرات سے کہتا ہوں کہ غلط کہتے ہو جھوٹ کہتے ہو۔ افترا کرتے ہو۔ اور
باوجود آیات قرآنی کو سامنے کھلا پڑھ لینے کے پھر بڑی دلیری سے اعتراض کرتے ہو قتل سے
بچنے کا ایک ہی راہ نہیں۔ بلکہ ہزاروں کی راہ ہے جس میں وہ کہیں جا سکتے ہیں۔ اپنا سامان
جنگ درست کر سکتے ہیں۔ پناہ میں آنیکی درخواست کر سکتے ہیں۔ عہد پر قائم رہکر فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ
فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ۔ جب تک وہ سیدھے رہیں تم بھی ان سے سیدھے رہو۔ کی رعایت سے فائدہ اٹھا
سکتے ہیں۔ دیباچہ میں پہلے بالتفصیل بیان کر چکا ہوں کہ جنگ کی علت غائی مسلمان کرنا ہرگز نہیں یا کہ
غیر مسلموں پر جبر کی ہرگز اجازت نہ تھی۔ بلکہ جنگ تو صرف فتنہ و فساد دور کرنے اور مذہبی آزادی
دینے کے لئے تھی۔ اور اسکا فائدہ تمام فرقوں کو یکساں پہنچنے والا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جو جنگ نہیں
کرتے ان سے تعرض تو کجا احسان کرنیکا حکم ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ
لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۔ جو دین کے بارے میں تم سے نہیں لڑتے۔ اور تمہیں تمہارے
گھروں سے نہیں نکالتے۔ اللہ منع نہیں کرتا کہ ان سے بھلائی کرو۔ انصاف کرو۔ بلکہ اللہ تو
انصاف والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اس آیت کے پڑھنے سے جنگ کی وجوہات پر بھی روشنی

پڑتی ہے یعنی ایک تو یہ کہ وہ دین اسلام کے ارکان ادا کرنے یا اسکے قبول کرنے میں مانع آتے تھے اور اسپر لڑائی کرتے تھے۔ دوم بیچارے مسلمانوں کو انکے گھروں سے نکال دیتے تھے۔ اور اگر کوئی معاہدہ ان کے متعلق کیا جاتا تو اسکو توڑ کر ایسی ایسی تکلیفیں پہنچاتے تھے کہ بیچارے مسلمانوں کے سینے زخمی ہو گئے۔ اور انکے پیارے دین اور پیارے نبی پر وہ وہ زبان درازیاں کرتے تھے۔ کہ برداشت سے باہر تھا۔ تب اس مجبوری کی صورت میں حکم دیا گیا کہ ان کے اس اکڑے ہوئے سر کو کہ وہ بڑا ہے نیچا کرو۔ دیکھئے اس آیت .... وَاِنْ نَّکَثُوْۤا اَیْمَانَھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَھْدِھِمْ وَطَعَنُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ فَقَاتِلُوْۤا اَئِمَّۃَ الْکُفْرِ اِنَّھُمْ لَاۤ اَیْمَانَ لَھُمْ لَعَلَّھُمْ یَنْتَھُوْنَ [illegible] یہ ہے جو اسی صورۃ میں ہے جس کی چند آیات کی بنا پر آپ نے اعتراض کیا ہے۔ دیکھئے لَعَلَّھُمْ یَنْتَھُوْنَ فرمایا لعلکم یسلمون نہیں فرمایا جس سے صاف ظاہر کیا ہے کہ مسلمانوں کی جنگ دفاعی اور شر سے بچنے کے لئے ہے [illegible] زبردستی مسلمان بنانے کے لئے۔ باوجود اسقدر بینات کے اگر پھر بھی آپ کہیں قرآن میں اس امر کے لئے احکامات ہیں کہ جو لوگ حضرت کی نبوت تسلیم نہ کریں۔ اور انکی ذات پر ایمان نہ لائیں۔ تو ان سے جہاد کیا جاوے اور جہاد کرکے یا تو قتل کر دیا جاوے یا حضرت کی تعلیم کا پیرو بنایا جاوے تو مجھے نیک نیتی کیساتھ اعتراض کرنیکے بارے میں شک کرنیکا کافی حق حاصل ہے اور میں کیوں شک نہ کروں کہ جب آپ مسلمانوں کے ان اوصاف کو بھی برداشت نہیں کرتے ہیں جو ہر سوسائٹی کے لئے موجب عزت و احترام باعث امن و امان ہو سکتے ہیں۔ وہ اوصاف اس آیت میں ہیں۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ۔ جو لوگ ایمان لائیں۔ [illegible] ہر وقت مغفرت طلب کرکے گناہوں [illegible] سے بچتے رہیں۔ [illegible] یعنی تمام نیک تحریکوں پر عمل پیرا ہوں۔ جو ضمیر میں وقتاً فوقتاً پیدا ہوں۔ راستباز انبیاء اور انکی کتابوں پر ایمان لائیں جو صداقت سے لبریز ہیں۔ [illegible] کے مسئلہ پر ایمان لائیں۔ پھر اگر کفار [illegible] نے

دیں تو بجائے اسکے کہ ان سے بد سر پرخاش ہوں سارے بچائے اپنا پیارا وطن تک چھوڑنا گوارا کریں
اور پھر ادھر وہ اس بے سرو سامانی کے اصلی راہ دین ان بھائیوں سے کوشش کریں اور اس سے پہلے فرمایا
گیا ہے وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ جس سے واضح ہے کہ جہاد
مال سے بھی ہوتا ہے۔ اور پھر جو نہیں اس مصیبت میں پناہ دیں۔ ان کی مدد کریں وہ سچے مومن ہیں
آپ مجھے فرمائیں کہ ان میں سے کونسی بات قابل اعتراض ہے۔ کیا شرک سے بیزاری اور شر پر
بیان بری بات ہے؟ کیا دین کے لئے وطن چھوڑنا اور فتنہ و فساد نہ ہونے دینا بری بات ہے
کیا اپنے دین کی صداقتیں پھیلانے کے لئے جان و مال سے دریغ نہ کرنا بری بات ہے۔ کیا
ایسے بے سرو سامانوں کو جگہ دینا انکی مدد کرنا بری بات ہے۔ اگر نہیں تو پھر آپ کیوں اس
سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں یہاں تک تو میں نے آپکے پہلے اعتراض کا جواب دیا۔

اب میں مضمون کے دوسرے حصے کی طرف توجہ کرتا ہوں جو یہ ہے کہ آپ چند مسلمان بادشاہوں
کے ذاتی فعل کو پیش کرکے اسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔ میں نے عرض کر دیا تھا کہ اعتراض تو ہمیشہ
مذہب اور اسکے بانی کی تعلیم پر کرنا چاہیے کسی شخص کی ذاتی کمزوری کو پیش کرکے عیب لگانا
ٹھیک نہیں لیکن آپ لکھتے ہیں کہ یہ لوگ مسلمان تھے۔ تو ان لوگوں کے افعال و حرکات کو بھی
اسلامی کہنا چاہیے کیونکہ وہ مسلمان تھے مجھے تعجب ہے۔ میں راون اور کنس کی حرکات کو بھی
ویدک احکام سے منسوب کر دوں کیونکہ یہ لوگ ہندو تھے۔ اور جب آپ اعتراض کرینگے تو میں
کہہ دونگا کہ اسکے کیا معنی ہیں کہ انکی حرکتیں تو خواہ مخواہ ویدک دھرم سے منسوب کی جاویں محض اس
وجہ سے کہ وہ کٹر ہندو تھے . . . . لیکن ان ہندوؤں کے
گناہ اور حرکات کو وید سے کوئی تعلق نہ تسلیم کیا جاوے۔ طریق انصاف یہ تھا کہ آپ قرآن مجید کا
کوئی حکم پیش کرتے جس سے انکے افعال کا جواز ثابت ہو جہاں بانی کے جو طریق بتائے گئے
ہیں وہ لکھتے انکے نقائص بتاتے اور پھر اسکے مقابل میں وید کے احکام پیش کرتے مگر
میں نہ غور کر سکتا کہ آپ تو سب عادت گالیوں پر اتر آتے ہیں جنکا سوا ہمارے دل آزاری کے

کوئی فساد نہیں۔ دیکھئے آپ کس گستاخی اور بے دیانتی سے کہتے ہیں کہ قرآن شریف
میں جابجا قتل کرنے جھوٹ بولنے وغیرہ کی تعلیم دی گئی ہے۔ گستاخی تو ظاہر ہے۔ اور بے دیانتی
یہ ہے کہ آپکو دعویٰ ہے ہم قرآن شریف کو بغور مطالعہ کر چکے ہیں۔ اور پھر آپ کہتے ہیں کہ
قرآن میں قتل اور جھوٹ کی تعلیم ہے۔ تم اپنے دھرم سے کہو۔ کیا تم نے قرآن میں (۱) فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ
اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔ آل عمران ۳۔ ۶۲ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں نہیں پڑھا کیا جھوٹوں پر
لعنت بھیجنے والا پھر جھوٹ کی تعلیم دے سکتا ہے۔ اور کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی فَاجْتَنِبُوا
الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ۔ حج ع ۔ ۴ (تم بتوں کی گندگی سے بچو اور جھوٹ
بولنے سے اجتناب کرو۔ دیکھو یہاں بت پرستی اور جھوٹ بولنا یکساں قرار دیا ہے۔ کیا جو جھوٹ کو
بت پرستی کے برابر کرتا ہے۔ وہ جھوٹ کی تعلیم دے سکتا ہے۔ اسی طرح قتل کے متعلق فرمایا
وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ۔ اور کسی جان کو نہ مارو جس کا مارنا خدا نے
حرام قرار دیا ہے۔ مگر حق کے ساتھ تو پھر قتل کا مجوز قرآن مجید کس طرح ہو سکتا ہے۔ قرآن
مجید تو کسی کی دل آزاری کی اجازت نہیں دیتا چہ جائیکہ وہ کسی کے قتل کا حکم دے۔ اس
لڑائی اور جنگ میں اموات ہے۔ اور کوئی مہذب گورنمنٹ نہیں ہے کہ جس کو کوئی جنگ پیش
نہ آئی ہو بلکہ جنگ سے تو بعض اوقات بڑے بڑے مہاتما لوگ بھی مفر نہیں ہو سکا۔ رام چندر
جی مہاراج سلطنت چھوڑ کر جنگل میں چلے گئے۔ لیکن آخر ان سے لڑائی کرنی پڑی۔ کرشن جی
مہاراج روز گوپال تھے۔ لیکن جنگ انہیں بھی کرنی پڑی۔ مہابھارت کی جنگ مشہور ہے
پھر باوجود ان مثالوں کے آپ سید محمد صلعم کے منہ آتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ حضرت محمد
کے جہادی کارناموں کو اس مختصر مضمون میں ثابت بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہ صحیح ہے مگر دیکھنا تو یہ ہے
کہ وہ جنگیں مدافعانہ تھیں یا نہیں۔ اور پھر کسی اپنی ذاتی غرض کے لئے تھیں یا ملک میں امن
و امان پھیلانے اور قوم کو مذہبی آزادی دلانے کے واسطے۔ پھر وہ کن حالتوں میں تھے کب تک کام لیا
لیا۔ اور اس کا نتیجہ کیا نکلا یا نہیں کہ ملک میں امن ہو گیا۔ اس سرے سے اس سرے تک امن پھیل گیا۔ اور

وحشی جاہل اور وحشی دنیا کو تہذیب سکھلائی ہے۔ اور توحید کا تحفہ جو نجات کا سرچشمہ ہے۔ تمام
ملکوں میں تقسیم کر دیا۔ اور ملک گیر تو جانے دیجئے۔ خود تمہارے ہندوستان میں اسلامی
برکات کے آثار ابتک موجود ہیں۔ اگر یہ سچ ایک برکت ہے۔ جیسا کہ تم سمجھتے ہو تو اس برکت
کا ذریعہ بھی اسلام ہی ہے۔ اسلام سے پہلے ہندو دنیا توحید سے محض ناخبر تھی۔ اسلام نے
ان بت پرستوں کو توحید کی لذت سے آشنا کیا۔ اسلام نے اُن لوگوں کو جو کھانا چوکوں پر رکھکر
جھکے کے ساتھ کھایا کرتے تھے تمدن کے اعلیٰ اصول سے خبردار کیا۔ اسلام نے رسم [illegible]
سے انکو نفرت دلائی اور یہ لوگ تو ان بری باتوں کو اپنے مذہب کا جزو سمجھتے تھے اور اپنی پیاری
بیویاں تک جوئے میں ہار دینا اپنے لئے موجب فخر خیال کرتے تھے پھر ان کو عورتوں کے حقوق
بتائے۔ یہ بات صرف اسلام میں پائی جاتی ہے کہ عورت تو کیا ایک واجب الاحترام ہستی تسلیم
کرکے انکو جائداد بھی رکھنے اور تجارت کرنے کی اجازت ہے۔ انکے مردوں پر حقوق ہیں۔ وید
ایسی مذہبی پستک سے بھی تو کہدیجئے کہ عورتوں کو کیا کیا حق دیئے گئے ہیں غالباً یہی ہے تو وہ کر
اگر اولاد نہیں ہوتی تو اسے حکم ہے کہ شرم و حیا کو میری غیرت کی طرح بالائے طاق رکھ اور اسے
بھاگ رہتی اکسی دوسرے مرد سے میرے لئے اولاد پیدا کر (شیم) اور اگر خدانخواستہ بیوہ ہو جائے
تو نکاح ثانی کی اجازت نہیں۔ یہ بھی اسلام کا احسان ہے کہ انکی دیکھا دیکھی بیواؤں کے نکاح
ہونے لگے۔ پھر ابھی اخوت و مساوات کا یہ حال تھا۔ کہ اگر کوئی ادنیٰ طبقے کا ہندو وید سنتا پایا جاتا
تو اسکے کانوں میں سیسہ بھروا۔ اگر کوئی اعلیٰ ذات کا آدمی گزرنے لگے۔ تو دور ہٹ جائے۔ اور اس
سیوا و چھوت چھات کے تماشے ابتک دیکھنے میں آتے ہیں۔ یہ بھی اسلام ہی کا احسان سمجھو کہ انکے
اخوت و مساوات کا طریق سکھایا۔ اور ان لوگوں کو ذات پات کے بندھنوں سے ایک حد تک
چھڑایا۔ کیونکہ اسلام نے ان اکرمکم عند اللہ اتقکم کا نعرہ لگایا۔ اور انما المؤمنون
اخوۃ کا دلکش ترانہ سنایا۔ [illegible] ہیں سلطنت اسلام کے
چشمۂ فیض تھا۔ یہی وہ پانی کہ لوگ الامان پکار اٹھے" اسلامی سلطنت نے تو ہندو کو آباد کر دیا۔ اگر

دخل سے انسان جاتا رہا۔ ظالم و وحشی کا لقب تو ابھی تک موجود تھا۔ آپ دین سے کوئی بڑے سے بڑا محمد
سے محمد و احسن کی کرانی پیش کریں جیں اسلام میں اس سے بڑھ کر جا سکے گا۔ اگر نہیں تو پھر بیجا
اعتراض اور خصوصاً ایسے اعتراض سے شرم کرنی چاہیئے جو خود آپ پر وارد ہو۔ آپ لکھتے
ہیں کہ ان لوگوں کی قائم کردہ سلطنت کو اسلامی سلطنت اور دوسرے لوگوں کو محمد و طریق سکھانے
والا جانتے ہیں۔ تو اس حالت میں انکی خرابیاں انکے سر کیوں نہ منڈھتے ہو میں کہتا ہوں کہ مثلاً
ایک جج ہے۔ اس میں کچھ عیب ہیں۔ کچھ خوبیاں فیصلے اچھے دیتا ہے۔ مگر وہ کبھی رشوت لے
لیتا ہے۔ تو آپ میں رشوت ستانی کے عیب کو گورنمنٹ سے منسوب نہیں کرینگے جبکہ اس کے
قواعد میں صاف لکھا ہے۔ کہ رشوت ایک جرم ہے۔ اسی طرح مسلمان بادشاہوں کی حکومت کو میں
اسلامی سلطنت کہونگا۔ کیونکہ اسکے قائم کرنے والے اسلام کے نام لیوا اسلام کے مصدق ہیں۔ لیکن
اگر وہ کوئی برائی کرینگے۔ تو میں اسے اسلام سے ہرگز منسوب نہیں کرونگا جبکہ میں قرآن مجید میں صاف
پڑھتا ہوں۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ۔ اللہ بری باتوں کا حکم نہیں دیتا۔ آپ کو اپنے اس دعویٰ
کے ثابت کرنے کیلئے کہ اسلام کی تعلیم سے متاثر ہو کر خرابیاں انہوں نے کیں کوئی حوالہ پیش کرنا
اور کوئی تاریخی ثبوت دینا چاہیئے۔ کہ خلاف اسلامی تعلیم پر عمل کرنے سے یہ خرابی پڑی۔ ہم تو اسلامی سلطنت
کو سراپا خیر و برکت ہی دیکھتے ہیں۔ صرف ہم ہی نہیں غیر مسلموں نے بھی اسکی شہادت دی ہے۔ جیسا کہ
دیکھئے۔

ہسٹوریَنز ہسٹری آف دی ورلڈ کی ۸ جلد میں صفحہ ۲۰۲ سے ۲۰۵ تک وہ سب فوائد درج ہیں جو مسلمانوں سے دنیا کو پہنچے۔۔ دیکھنے چاہئیں۔

اسی کتاب کے صفحہ ۲۰۲ میں امام لیبری کا قول یوں ہے۔ کہ "مسلمانوں کا احسان ہمیشہ کے لئے رہیگا۔ کیونکہ انھوں نے یونان اور ہند کے علم کو محفوظ رکھا۔ ایسے وقت میں جب یونانی اور ہندو لوگ کوئی نئی تصنیف یا نیا علم وغیرہ بھی پیدا نہیں کر رہے تھے۔ اور یورپ بالکل ایسی جہالت کے گڑھے میں پڑا

قدر کرو۔ ایسی قیمتی امانت کے رکھنے کے لائق ہی نہیں اگر عرب دنیا میں نہ آتے تو پھر جو
یورپ میں علم فضل دیکھتے ہو کئی صدیوں پیچھے ہٹ جاتا۔ اور یہ جو آپنے خانہ جنگیوں کو پیش کیا ہے پہلے
آپ کو یہ ثابت کرنا چاہیے تھا کہ ہندوؤں میں اور یہود و نصاریٰ قوموں میں خانہ جنگی نہیں ہوئی کیا جناب
مہابھارت کی جنگ کورو پانڈو کی جنگ کے واقعات آپ بھول گئے۔ اصل میں آپنے غور نہیں کیا۔
ہماری تاریخ تو ایسی مکمل ہے کہ نبی کریم صلعم اور انکے خلفاء راشدین کی پرائیویٹ سے پرائیویٹ
باتیں موجود ہیں۔ اور یہ ہماری صداقت کا نشان ہے۔ لیکن آپ کی تاریخ ایسی تاریک ہے
کہ کچھ پتہ نہیں چلتا۔ اور اگر کچھ ہے بھی تو وہ مہابھارت ایسی چیز ہے۔ کہ کچھ سر پیر نہیں خود ان
ہی کو نئی روشنی میں دیکھیں کچھ شرم محسوس ہوتی ہے یا نہیں۔ برخلاف اسکے ہماری تاریخ تو
ایسی صاف اور متین اور صحیح ہے۔ کہ دشمنوں کو بھی اسکا اقرار ہے۔ اور چونکہ ہم راستباز تھے۔ اسلئے
کوئی واقعہ چھپا ہوا یا پوشیدہ نہیں رکھا اور نہ مبالغہ کیا ہے۔ حضرت علیؓ کی کسی سے جنگ
ہوئی۔ حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ کسی کے ہاتھ سے مارے گئے۔ تو ان سب باتوں کے وجوہات
ہیں بلکہ ان واقعات میں اسلام کی صداقت کے نشانات ہیں۔ کیونکہ جو کچھ ہوا۔ وہ پیشگوئی کے
مطابق ہوا۔ پھر جو کچھ ہوا۔ اسکا نتیجہ ہندو سلطنت کی طرح تباہی نہیں نکلا۔ بلکہ روز افزوں ترقی۔
دیکھو حضرت علیؓ کے زمانہ میں اگر جنگ ہوئی۔ تو اسلام اسکے بعد ترقی کر گیا۔ اسوقت کہ مسلمان
قرآن کی تعلیم پر قائم تھے۔

اب میں وہ پیشگوئیاں لکھتا ہوں جن کے ماتحت یہ واقعات پیش آئے اول صحیح
بخاری جز سادس صفحہ ۵۵ کتاب التفسیر میں ایک حدیث ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے قیامت
کے دن بعض لوگوں کو ذات الشمال میں دیکھینگے۔ تو آپ میرے صحابی میرے صحابی پکاریں گے اسوقت
کہا جائیگا کہ جب سے تو ان سے جدا ہوا مرتد ہو گئے۔ فیقال ان ھؤلاء لم یزالوا مرتدین
علی اعقابکم منذ فارقتہم (دیکھو فتنہ ارتداد کی خبر قبل از وقت دی) اس حدیث میں حضرت
ابوبکرؓ انہیں جنگ کے نوٹس دینے میں حق بجانب تھے۔ کیونکہ زکوۃ دینے سے انکار ایسا ہی سمجھا

موجودہ گورنمنٹ کو کوئی ٹیکس یا گذاری دینے سے انکار کرے۔

دوم الجزء الثالث من صحیح البخاری مع شرح فتح الباری صفحہ ۴۹ باب الصلوٰۃ کفارۃ میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے حذیفہؓ سے ان فتنوں کی نسبت دریافت کیا جو سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مار کر موجزن ہونگے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین تجھے ان سے کوئی خطرہ نہیں ان بینک وبینها بابًا مغلقًا تیرے ان کے درمیان ایک بند دروازہ ہے حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا وہ دروازہ توڑا جائیگا یا کھولا جائیگا (قال ایکسر ام یفتح قال یکسر) تو حذیفہ نے جواب دیا کہ توڑا جائیگا۔ اور حذیفہ نے کہا۔ باب سے مراد عمر ہے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ شہید ہونگے۔ اور یہ جو آپ نے کہا کہ نہیں مارنے والا ایک غلام ہے۔ تو اسکے ساتھ یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ وہ غلام مسلمان نہ تھا بلکہ مجوسی تھا۔ دیکھو بخاری مناقب عثمان صفحہ ۵ جلد خامس قال ابن عباس انظر من قتلنی فجال ساعۃ فقال غلام المغیرۃ ۰۰ قال قاتلہ اللہ لقد امرت بہ معروفا الحمد للہ الذی لم یجعل میتتی بید رجل یدعی الاسلام۔ آپ نے حضرت ابن عباس سے کہا کہ دیکھو بھال کرو۔ مجھے کس نے قتل کیا۔ ابن عباس تھوڑی دیر پھر کر آئے اور کہا کہ مغیرہ کا غلام ہے۔ آپؓ نے فرمایا اسنے تو اچھے بھلے کی بات کی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ میری موت ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں ہوئی جو اسلام کا مدعی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت عمرؓ ایک کافر غلام کے ذاتی حقد وکینہ وعناد کی وجہ سے شہید ہوئے کسی ملکی معاملہ کو اس میں دخل نہیں

سوم حضرت عثمانؓ کے بارے میں لکھا ہے۔ دیکھو بخاری باب مناقب عثمان صفحہ ۹ الجزء الخامس کہ رسول کریم صلعم ایک دفعہ بئر اریس پر گئے۔ اور پاؤں لٹکا کر اس کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ گئے۔ ابو موسیٰ اشعری انکے پیچھے سے باہر دروازہ پر پہرہ دینے لگے۔ پہلے حضرت ابوبکرؓ آئے۔ اور آپ کی اجازت سے اسی طرح پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ اور جنت کی بشارت پائی پھر حضرت عمرؓ آئے۔ وہ بھی جنت کی بشارت پا کر اسی طرح بیٹھ گئے پھر حضرت عثمانؓ آئے۔ تو آپ نے تھوڑی دیر تامل کیا

پھر فرمایا کہ ان کو آنے دو اور انہیں ایک بلوی کے بعد جو اس پر ہوگی جنت پانے کی بشارت دو۔ فجئتہ ثم قال ائذن لہ وبشرہ بالجنۃ علی بلوی ستصیبہ۔ اس حدیث میں آپ نے ان واقعات کا نقشہ کھینچ دیا ہے جو آپ کے خلفاء کو پیش آنے والے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر دی کہ ان کی شہادت ایک بلوی میں ہوگی۔

عجیب بات ہے کہ جس ترتیب سے یہ تینوں بزرگ آئے اور کنوئیں میں پاؤں لٹکائے۔ اسی ترتیب سے خلفاء ہوئے۔ اس مقام پر یہ ظاہر کر دینا بھی بے موقعہ نہیں ہوگا کہ ہمارے موجودہ امیر حضرت مولانا نور الدین امام ہمام مجدد رب العالمین بھی تیسرے نمبر پر گئے ہیں جو اس طرح محبت اتباع سے جو ان کو حضور سید ولد آدم انس و الجان سے ہے۔ آپ بھی پاؤں لٹکا کر بیٹھے اور دعا کی۔ خدا تعالیٰ نے انہیں بھی اپنے رسول کا خلیفہ بنا دیا۔ اللھم ایدہ وانصرہ

چہارم۔ حضرت علی کی شہادت کا ذکر جو آپ نے کیا۔ تو وہ بھی ایک پیشگوئی کے ماتحت ہوا۔ ازالۃ الاوہام صفحہ ۴۰۲ میں مرقوم ہے کہ ایک غیبی نے حضرت علیؓ سے کہا تم کو بھی ایک دن مرنا ہے تو آپ نے جواب دیا نہیں بلکہ میں مقتول ہونگا۔ ایک تلوار سے جو اس سر پر پڑے گی اور جس سے یہ داڑھی رنگی جائیگی۔ یہ حکم ہو چکا ہے اور عہد مقرر ہے۔ اور جھوٹ باندھنے والا ناکام ہے۔ اسی طرح حاکم نے انس بن مالک سے روایت کیا کہ ایک دفعہ حضرت علیؓ بیمار ہوئے رسول خدا صلعم حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کے ساتھ عیادت کو گئے۔ ان کی حالت دیکھ کر شیخین آپس میں کہنے لگے کہ اب تو بچتے نظر نہیں آتے۔ رسول خدا صلعم نے فرمایا نہیں یہ شہید ہو کر مریں گے۔

پنجم۔ حضرت امام حسنؓ کی نسبت البخاری مناقب الحسن والحسین صفحہ ۴۲۲ جلد پنجم میں لکھا ہے کہ نبی کریم صلعم منبر پر کھڑے تھے اور حسنؓ آپ کے پہلو میں تھے۔ تو آپ نے فرمایا۔ میرا یہ بیٹا سردار ہوگا اور امید ہے کہ اللہ اس کے ذریعہ دو مسلمان گروہوں میں صلح کرادیگا۔ چنانچہ حضرت علی کے بعد مسلمانوں کے دو گروہوں میں آپ نے صلح کرادی۔

اسی طرح امام حسینؓ کی شہادت کی پیشگوئیاں کتب شیعہ میں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ ان

پیشگوئیوں کے پیش کرنے سے میرا یہ مطلب ہے کہ جن واقعات کو آپ اسلامی سلطنتوں میں خونریزیوں کا نام دیتے ہیں، وہ اگرچہ ایسے نہیں کہ آپ کی سلطنتوں میں پیش آتے ہوں یا آپ کے پرانے بزرگ ان سے محفوظ رہے ہوں۔ مگر ہمارے لئے یہی پیش آنیوالے واقعات پیشگوئیوں کی صورت میں ایک نشان بن گئے اور اعتبار صرف مذہب اسلام کو حاصل ہے۔ کہ اس کی رو سے وہ باتیں بھی مسلمانوں کو خوش کرنیوالی بنجاتی ہیں۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ؎

تہذیب الاخلاق توجہ کرے

یہ رسالہ سرسید مرحوم کا یادگار ہے۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ اس میں ایسے مضامین چھپ رہے ہیں، جو قرآن مجید و احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے صریح خلاف ہیں۔ اس سے پہلے ڈاکٹر صادق علی صاحب کے مضمون تعلیم القرآن کے ایک حصہ پر میرے کرم فرما روشن علی صاحب ایک تنقیدی نظر ڈال چکے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اس سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کیا، اور احتیاط سے کام نہیں لیتے۔ وہ اپنے مضمون میں بعض ایسی باتیں لکھے جاتے ہیں جو نہ صرف تعامل کے خلاف ہیں۔ بلکہ ان سے قرآن کریم کی ہتک ہوتی ہے چنانچہ جمادی الاخر کے نمبر میں یہ تو لکھ گئے کہ قابل نفرت وہ خیال ظاہر کیا ہے کہ منسوخ آیتیں قرآن شریف میں موجود ہیں جہاں پرانے رواج کو کسی حد تک جائز رکھا ہے۔ گو قرآن کے قواعد کلیہ کے موافق کسی ضرورت نہ ہونے کے خلاف ہو۔ پھر آیت کے منشاء پر ایک بار عمل کرکے پھر ہمیشہ کے لئے وہ آیت ترک ہو گئی تعجب ہے کہ یہ کلمات ایک ایسے شخص کی زبان قلم سے نکلے ہیں، جو قرآن کے منجانب اللہ ہونیکا قائل ہو یہ طرف تو وہ مانتا ہے کہ یہ اس علیم و خبیر خدا کا کلام ہے۔ جو حکیم و علیم ہے۔ اور دوسری طرف اس میں پرانے رسوم و رواجوں کو منظور و جمع بلکہ مجبوراً بحال رکھتا ہے جو بعض [illegible] مشرکین کے [illegible] رواج کا نتیجہ تھے۔ [illegible] شروع

امید اعجوبوں پر سچ ہے۔ مسلمان ہو اور گورو مسلمانی از کتاب۔

سورہ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے دعویٰ فرمایا ہے۔ ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم۔ مگر یہ بھی واقعہ درست ہے کہ اس میں ہزاروں مسائل ایسے ہیں اور بھی ابد الآباد تک قائم رہنے والی شریعت ہے جس کی بعض باتیں صرف ایک دور عمل کرنے کے لئے تھیں۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے منسوخ ہو گئیں۔

اصل بات یہ ہے کہ اپنی اپنی سمجھ کا پھیر ہے۔ ورنہ قرآن شریف تو وہ پر حکمت کتاب ہے کہ اس کا ایک ایک حکم اپنے اندر بہت سی حکمتیں رکھتا ہے۔ اس میں جسے کچھ خامی نظر آتی ہے وہ خود خام ہے۔ اور جو اسے کسی زمانہ و رواج کا مقلد سمجھتا ہے وہ یا تو ملحد ہے یا ناقص العقل نافہم ہے۔ اور آیات قرآنی کے معانی معلوم کرنے کے قواعد سے بے خبر

قرآن کے کسی آیت کے معنی کرنے اور اسکے کسی حکم پر فتویٰ دینے کے لئے بہت سی کچھ ادب بہت سا تقویٰ درکار ہے۔ اور سیاق و سباق کے دیکھنے کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ اس مضمون کی دوسری آیات پر بھی ایک نظر ڈال لی جائے۔ مثلاً دیکھئے۔ یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ الحر بالحر والعبد بالعبد والانثیٰ بالانثیٰ فمن عفی لہ من اخیہ شیئ فاتباع بالمعروف واداء الیہ باحسان ۔ (بقرہ رکوع ۲۲) کے بارے میں لکھا ہے۔ "اگر ایک قبیلہ کا کوئی شخص دوسرے قبیلہ کے کسی شخص کو قتل کر دیتا تھا۔ تو صرف قاتل مجرم نہیں خیال کیا جاتا تھا۔ بلکہ تمام قبیلہ مجرم خیال کیا جاتا تھا۔ اس لئے اگر ایک شخص نے قاتل کے سوا کسی دوسرے شخص کو جو اس قاتل کے قبیلہ میں داخل تھا مار دیا تو اسکو سمجھتے تھے بدلہ ہو گیا۔ غرض جب قبیلے ایمان لے آئے۔ اور اپنے پچھلے خونوں کے دعووں کا ہر ایک سے مسلمانوں کے موافق لینا چاہا تو حضرت نے ایک دفعہ کے واسطے ان کے پاس قاعدے کے موافق عدالت ہونے کی اجازت دیدی۔"

اسکا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید ان کے رواج سے دب گیا۔ اور انہیں ظلم کی اجازت دے گیا کیونکہ

دوسری۔ دوسرا واقعہ۔ کیا کوئی تاریخی شہادت اس بارے میں پیش کی جا سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ اگر مضمون ہوتا جیسے مسلم القرآن ہونیکا ناجائز ادعا ہے۔ آیات ومن اساء فعلیہا اور لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ پر جو خود اس نے لکھی ہیں۔ غور کر لیتا۔ تو ہرگز یہ کلمات شرارت لکھنے کی جرأت نکرتا۔ مگر جس سلسلے کے زیر نظر رہتا۔ کہ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا تو وہ ہرگز اس آیت کی ایسی آزردیں نکرتا۔ جو قرآن مجید کے محکم اصولوں کے خلاف ہے کیا اسے علم نہیں ہے کہ اسی قرآن مجید میں ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا فلا یسرف فی القتل انہ کان منصورا وارد ہے جو قتل میں خطاکاری کی راہ اختیار کرنے سے مانع ہے۔ اور الا بالحق کا استثنا موجود ہے۔ اور پھر سورہ فرقان میں عباد الرحمن کی صفت میں فرماتا ہے۔ ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذلک یلق اثاما یضاعف لہ العذاب یوم القیمۃ ویخلد فیہ مہانا۔ یعنی جس پر حق ہو اس کے بغیر کسی نفس کو قتل مت کرو گناہ کے نیچے ہے۔ اس سے دوگنا عذاب دیا جائیگا اور وہاں ذلیل و خوار ہوگا۔

پھر الحر بالحر میں آیت کو ایک دوسرا رنگ دیا ہے۔ الحر بالحر ای القاتل الحر بدل المقتول یعنی جس مقتول کے بارے میں وہ حر جس سے قتل کیا ہے نہ اس کا غیر۔ اگر یہ مراد ہوتی۔ تو حر بحر ہی فرما دیتا۔

دوم آپ لکھتے ہیں کہ فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضۃ ولا جناح علیکم فیما تراضیتم بہ من بعد الفریضۃ ان اللہ کان علیما حکیما۔ عرب میں رواج تھا کہ ایک میعاد معین کے لئے محض اپنی خواہش کی غرض سے کسی عورت سے معاہدہ کر لیا کرتے تھے۔ اور اس مدت کے لیے کچھ اجرت مقرر کیا کرتے تھے جب عارضی نکاح ناجائز ہو گئے۔ تو اب یہ مشکل پیش آئی کہ اس وقت جو عورتیں عارضی نکاح کے معاہدہ سے مسلمانوں کے پاس موجود تھیں۔ انکے ساتھ اب کیا سلوک کیا جاوے۔ اس دقت کو قرآن نے یوں رفع کیا۔ کہ جو

اجرت مقرر ہو چکی ہے۔ (دوریدہ - آہ)

یعنی قرآن نے متعہ کی نرمی کو ایک وقت جائز رکھا۔ اور اس کی اجازت کے لئے یہ آیت اتاری۔ جو پھر بعد کو منسوخ ہو گئی۔ حالانکہ یہ اصل ہی غلط ہے۔ کیونکہ اہل سنت بھی جو متعہ کو جائز سمجھنے والے ایسے ہیں جو سنی مذہب ہے۔ نہیں مانتے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ ایک وقت پیش کر۔ لیکن یہاں تو متعہ کی نرمی کا ذکر نہیں نہ موجود ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خاں صاحب اپنی تفسیر ترجمان القرآن میں لکھتے ہیں کہ اس سے مراد صحیح نکاح ہے حسن مجاہد وغیرہ نے یونہی کہا ہے۔ یعنی جن عورتوں نے نکاح شرعی سے تمتع حاصل کیا۔ ان کا مہر دینا تم پر واجب ہو گیا خواہ مسمی یا مہر مثل (صفحہ ۳۳۰)

اور خود اس آیت کے سیاق پر غور کرنے سے یہی معنے کھلتے ہیں۔ اس سے پہلے محصنین غیر مسافحین فرما کر متعہ کی تردید فرما دی۔ اور پھر حق کی ضمیر ان عورتوں کی طرف راجع ہے جو نکاح کے لئے حلال ہیں۔ اور انہی سے نفع اٹھانے پر مہر دینا ضروری ہے۔ شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ لکھتے ہیں۔

کہ جو عورتیں حرام فرمائیں ان کے سوا سب حلال ہیں لیکن چار شرط سے اول یہ کہ طلب کرو یعنی زبان سے ایجاب و قبول درمیان آوے۔ دوسرے یہ کہ مال دینا قبول کرو۔ یعنی مہر تیسرے یہ کہ قید میں لانی مقصود ہو مستی نکالنے ... یہ نہ ہو جیسا متعہ میں ہمیشہ کو وہ عورت اسی مرد کی ہو جائے۔ مدت کا ذکر نہ آئے کہ مہینے تک یا برس تک۔ اس سے متعہ حرام ٹھہرا چوتھی شرط سورہ مائدہ میں فرما دی کہ لوگ شاہد ہوں ۔ ۔ ۔ پھر فرمایا جو عورت کام آئے اس کا مہر پورا دینا پڑا۔ پس جب متعہ حرام ہوا ۔ ۔ ۔ اسی آیت سے حرام ہوا تو پھر متعہ کی نرمی والا مسئلہ کہاں سے نکل آیا۔

سوم۔ ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا في كتب الله يوم خلق السموت والارض منها اربعة حرم ذلك الدين القيم الآیۃ کے بارے

میں لکھا ہے کہ ان چار مہینوں کو اللہ نے قائم کیا ہے۔ اور خود اللہ نے انکو حرمت والا بتایا
ہے۔ اور ان کی حرمت کا توڑنا گناہ بتایا ہے۔ لیکن اسلام پھیلنے کے بعد کسی عالم نے
اور مجتہد نے ان آیتوں کو قابل عمل نہیں خیال کیا۔ صحابہ نے بھی آنحضرت کے بعد جہاد کے
لئے کسی مہینہ کا لحاظ نہیں کیا۔ اس تشریح میں مضمون نگار نے اپنی کمی سے نہ صرف علماء
کرام و مجتہدین عظام پر بلکہ تمام صحابہ و ائمہ کرام پر حملہ کیا ہے۔ کہ انھوں نے اس آیت پر عمل
نہیں کیا۔ حالانکہ وجہ یہ ہے کہ اس آیت کو دوسری آیات کیساتھ ملا کر دیکھا نہیں۔ دیکھئے
اس حکم کی تشریح دوسری آیات میں یوں کی گئی ہے۔ وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین
یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ واقتلوھم حیث ثقفتموھم
واخرجوھم من حیث اخرجوکم والفتنۃ اشد من القتل ولا تقاتلوھم عند
المسجد الحرام حتی یقاتلوکم فیہ فان قاتلوکم فاقتلوھم کذلک جزاء
الکافرین فان انتہوا فان اللہ غفور رحیم۔ آگے چل کر فرمایا وقاتلوھم حتی
لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ فان انتہوا فلا عدوان الا علی الظالمین
الشہر الحرام بالشہر الحرام والحرمات قصاص فمن اعتدی علیکم فاعتدوا
علیہ بمثل ما اعتدی علیکم واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین (بقرہ)
"اللہ کی راہ میں ان سے لڑائی جائز ہے۔ جو پہلے لڑائی کریں اور پھر زیادتی نہ کریں اور جہاں سے تمہیں
نکالیں وہاں سے انہیں نکالو اور فتنہ قتل سے بھی زیادہ خطرناک ہے اور مسجد حرام کے پاس
مقابلہ نہ کرو۔ مگر اس صورت میں مقابلہ جائز ہے۔ جبکہ کفار پیش دستی کریں اور لڑائی اس نیت
سے کرو کہ فساد رفع ہو جائے اور دین میں سب لوگوں کو آزادی حاصل ہو جائے اور حرمت کا
مہینہ حرمت کے مہینے کے مقابل میں ہے۔ ادب کا بدلہ ادب ہے جس نے تم پر زیادتی کی۔ تو تم بھی
اسکا بدلہ لو بقدر اس زیادتی کے جو اس نے کی"

یہ سات آیتیں ہیں۔ اس میں اربعۃ حرم کی تفصیل بھی ہے کہ یہ صرف اسی صورت

میں ہے کہ کفار کی طرف سے پیش دستی نہ ہو لیکن اگر وہ شہر حرام کا خیال نہ کریں یا مسجد الحرام میں لڑیں تو تم بھی ان کے مقابلہ میں سستی نہ کرو۔ شاہ عبد القادر صاحب حاشیہ پر لکھتے ہیں "مکے کے لوگ اسی مہینے میں ظلم کرتے رہے مسلمانوں پر پھر مسلمان ان سے کیونکر قصور کریں بلکہ سفر حدیبیہ میں ماہ ذیقعدہ تھا۔ عمرے کو حضرت گئے۔ اور کافر لڑنے کو موجود ہوئے تب یہ آیت اتری کہ مسلمان خطرہ کرتے تھے اگر ماہ حرام میں کافر لڑنے لگیں۔ تو ہم کیا کریں"

پس اس سوال کا فیصلہ تو نبی کریم صلعم کے عہد سعادت مہد میں ہی ہو گیا تھا کہ منہا اربعۃ حرم کے کیا معنی ہیں۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان ترجمان القرآن میں لکھتے ہیں "یہ ذی جواب حضرت کے محاصرہ کرنے کا اہل طائف پر یہ جنگ کہ مہینہ حرام کا آ گیا صرف اتنی بات پر غور کر کے یہ کہہ دینا کہ پہلے ہی سمجھا جا چکا ہے کہ یہی احکام بھی بعض دفعہ قرآن شریف میں پہلے رواج کی رعایت سے نازل ہونے میں خود ہی کی گستاخی ہے۔ قرآن مجید رواج سے مجبور ہو کے کوئی حکم نہیں دیتا بلکہ قرآن مجید تو رواج کی اصلاح فرماتا ہے۔ اور بعض اوقات رواج کو بالکل مٹا دیتا ہے۔ اعتراض اس صورت میں قائم ہو سکتا تھا جب معترض تاریخ سے اس بات کی کوئی شہادت پیش کرتا کہ صحابہ نے چار حرمت والے مہینوں میں از خود کوئی جنگ کی یا مخالفین نے اعلان کر دیا کہ ہم ان ادب والے مہینوں میں جنگ نہیں کریں گے پھر بھی صحابہ نے ان کی اس عرض داشت کو نہ سنا اور یہ کہنا بھی غلطی ہے کہ پھر وہ رواج بدل گیا یہ آیات ناکارہ ہو گئیں کیونکہ قرآن مجید تو قیامت کے لیے شریعت پیش کرتا ہے اور مسلمانوں کو کسی قوموں کو سابقہ پڑے۔

چہارم۔ الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ والزانیۃ لا ینکحہا الا زان او مشرک وحرم ذلک علی المؤمنین۔ کی نسبت یہ لکھا ہے کہ اس آیت کے معنی ظاہر ہیں کہ مومن مرد و عورت میں سے کوئی فریق زنا کا پیشہ کریگا تو اس کا نکاح فسخ ہو جائیگا۔ لیکن اس آیت میں ہر ایک مسلمان آدمی کرنے کو تیار ہے اور کرتے ہیں۔ اگر ان کے عمل سے جو خوفناک نتیجہ

پیدا ہوسکتے ہیں ان سے محفوظ رہیں
یہی مسلمانوں کی زنیات پر سرکیا ہوا ہے پھر قرآن مجید کی تعلیم پر کہ اس پر عمل کرنے سے مشکلات پیش آتی ہیں ہرگز نہیں مطلب ان آیات کا صاف ہے کہ زانیہ اور اپنے پیشہ کی وجہ سے اس قسم کے ساتھ مشہور ہوا اسکے ساتھ وہی نکاح پسند کریگا جو زانی ہے اور یہ مومن کی شان سے بعید ہے کیونکہ مومنوں پر حرام کیا گیا ہے پھر یہ ابتداء نکاح کا ذکر ہے اور سیاق معاملہ کا ذکر نہیں کہ آپ کو نکاح کے فسخ کی فکر ہے اور آپ تسلی دیتے ہیں کہ نکاح فسخ ہوجائیگا اور لوگوں میں ایسے احکام سے ناراضی پھیلتی ہے تو پہلے قرآن مجید اور اسلام کی پروا نہیں کرتے اور انکے خوف سے علماء دینی ان احکام کے بیان سے باز رہ سکتے ہیں کیا اسرار اگر لوگ نہیں پڑھتے روزے نہیں رکھتے یا مسجدوں میں نہیں آتے تو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ قرآن مجید کا حکم غلط ہے یا ایک مسلمان آدمی کر لکھو لیا ہے ترجمان القرآن میں اس آیت کے متعلق سات قول لکھے ہیں جن میں سے ایک یہی ہے کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں یہ نکاح نہیں ہے یہ تو جماع ہے یعنی وہ زنا نہیں کرتا ہے اس سے مگر زانی یا مشرک وغیرہ اسناد صحیح مجاہد عکرمہ سعید بن جبیر عروہ بن الزبیر ضحاک مکحول مقاتل سے بھی یہی مروی ہے اور حرم ذلک علی المؤمنین یعنی اس کام میں شریک ہونا اور زانیہ عورتوں سے نکاح کرنا یا زانیہ عورتوں کا حرام کار مردوں سے بیاہ دینا یہاں اور پھر حرام کیا گیا ہے اور ابو داؤد و طیالسی نے بروایت سعید بن جبیر حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرمایا کہ اللہ نے حرام فرمایا ہے زنا کو مومنین پر ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ حکم بتا دیا گیا ہے غالب پیشے یہ ہیں کہ غالب زانی رغبت نہیں کرتے ہیں مگر نکاح کرنے میں اپنا مثل زانیہ ہے غرض کسی مفسر نے یہ نہیں لکھا کہ نکاح فسخ کرنیکا حکم اس آیت میں ہے بلکہ اس میں تو عام طور سے بتایا گیا ہے کہ زانی اپنی مثل ہی ڈھونڈتے ہیں اور مومنوں پر حرام ہے حرام بتایا ہے کہ زانیوں سے جو زنا کا پیشہ کرتی ہیں توبہ کرنے تک مومنوں کا نکاح جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔

پھر فمن کان مریضا او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین کے معنے آپ کرتے ہیں کہ ان مریضوں اور مسافروں میں سے جو لوگ روزہ بصعوبت رکھ سکتے ہیں۔ اگر وہ اس رخصت سے فائدہ اٹھانا چاہیں تو انکے ذمہ ایک خوراک مسکین کو کھلانا اس رخصت کا فدیہ ہے حالانکہ یہ جائز نہیں ہے کیونکہ مرض اور سفر میں سہولت و مشکل کی کوئی قید نہیں۔ بلکہ عام حکم ہے۔ اور جب تم سفر پر ہو جسے عرف عام میں سفر کہیں۔ اور یہ تو اسی سے ہے جب کوئی مرض ہو تو روزہ نہ رکھو۔ بلکہ دوسرے ایام میں اس گنتی کو پورا کرو۔ آدمی نہیں جانتا کہ اس سفر میں جو بظاہر سہولت کا ہے کیا مشکل پیش آنے والی ہے اور اس مرض کا جو فی الحال خفیف ہے کیا انجام ہونے والا ہے اسلئے اپنی محدود عقل سے کام نہ لے۔ بلکہ خدا کے حکم کو خوشدلی سے مان لے۔ اور یہ کہ دوسرے ایام میں یہ روزے رکھے جو کہ مرض و سفر کے علاوہ کچھ اور بھی ہیں۔ اسلئے ان کے لئے اگلی آیت فرمائی۔ اسکی تفسیر میں در منثور سے حضرت ابن عباس کا قول مجھے بہت پسند ہے کہ واخرج ابن جریر عن ابن عباس وعلی الذین یطیقونہ قال من لم یطق الصوم الا علی جہد فلہ ان یفطر ویطعم کل یوم مسکینا والحامل والمرضع والشیخ الکبیر والذی سقمہ دائم۔ یعنی جس کو روزہ کی طاقت نہیں مگر بعد مشکل یعنی یوں کہیں کہ تھوڑی سی طاقت ہے۔ تو وہ یوں کریں کہ روزہ نہ رکھیں۔ ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں۔ حاملہ۔ مرضعہ۔ شیخ کبیر۔ دائم المرض کا یہی حکم ہے حضرت نبی کریم صلعم سے لیکر آج تک اس حکم پر جمہور اہل اسلام کا عمل رہا ہے۔ مگر جو معنے آپ نے بتلائے ہیں وہ کبھی تعامل میں نہیں آئے اور نہ قرآن مجید کے وہ معنی ہیں کرنے چاہئیں جن کی سند تعامل سے نہ ہو اس نکتے کے نہ سمجھنے سے چکڑالویوں نے بھی سخت دھوکا کھایا ہے۔ انہوں نے خود ایک نماز ایجاد کی اور نہ جانا کہ اگر یہی حق تھا۔ تو ضرور تھا کہ تعامل میں اسکی سند پائی جاتی۔ تعامل یا سنت ایسی چیز ہے کہ قرآن مجید سے بھی زیادہ تواتر کیساتھ ہم تک پہنچی ہے۔ اور ہر صدی میں ہر طبقے کا کوئی نہ کوئی گروہ اسپر عمل کرتا رہا ہے۔

ایک جری اللہ فی حلل الانبیاء کی ضرورت

جناب آزاد سبحانی پرنسپل مدرسہ الٰہیات چوٹ کھائے ہوئے دل انتہائی یاس میں وحشت زدہ ہو کر زوال اسلام کی فریاد ان الفاظ میں کرتے ہیں:

آج ہم مسلمانوں میں سخت حبس ہو رہی ہے کیسی حبس جس نے روحانیت کی ہوا کو معلق بند کر رکھا ہے یہ ہوا لیکر اس کی زد تک مسلمان مچھلی کی طرح لوٹ رہے ہیں مگر کسی طرف سے نسیم روحانیت کا ایک جھونکا بھی نہیں چلتا کہ ذرا سی دیر کو بھی لوگ دل کی قباؤں کے بند کھول دیں اور روح کو تازہ کریں۔ ہوا کے جھونکے سے ہماری مراد اس بسیط آواز سے ہے جو ہر وقت کے کسی کنہیا کے منہ سے نکلتی ہوا سنائی دے۔ کہ میں ہما اعیو سمان میں آیا ہے اور جس کو تم دیکھنا چاہتے ہو۔ بلکہ اس حبس کے وقت میں کس چیز کی ضرورت ہے پانی کی کسی قدر کی۔ اس پانی کی جو مرجھم برساتا ہے اور گرمی کے دنوں کی طرح رات کی رات میں ہو رہے۔ نہیں نہیں بلکہ موسلا دھار پانی کی ضرورت ہے۔ جو مہینوں برسے اور پر سکر ساری زمین کو جل تھل کر دے۔ ہماری روحانیت کا سمندر عرصے سے گم ہو رہا ہے۔ بلکہ ایک سخت طوفان اور تیز آندھی کی ضرورت ہے۔ ہمارے ایمان کا باغ پت جھڑ کے رنگ کا ننگا ہو گیا ہے ضرورت ہے فصل بہار کی وہ فصل بہار جو درختوں کو نئے سرے سے سرسبز بنا دے۔ اور باغ پھر سے بہشت کی برت ہو جائے صاف صاف یہ ہے۔ **ہماری حالت عہد مسیح کے یہودیوں کی ہو گئی ہے**

یہ ادعا کہ صحیح ہو کسی تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ آزاد سبحانی نے مان لیا ہے کہ ہم یہودی ہو چکے ہم میں ایک مسیح کی ضرورت ہے خشک سالی اور قحط ہے۔ آسمانی پانی یعنی **وحی ربانی** کی ضرورت ہے جس کے بغیر اس اجڑے ہوئے باغ کا سرسبز ہونا محال ہے۔

میں ثبوت دیتا ہوں مولانا آزاد سبحانی کو کہ وہ نسیم روحانیت کا جھونکا آیا۔ اور چپے زندے کے

اگر ہماری مسیح و روان کو تازہ کر گیا۔ مگر افسوس آپ لوگ اپنے دروازے بند کر کے تاریک کمروں کے اندر بیٹھے رہے وہ گنہ سیا آیا۔ اور وہ مسیح میں کرشن کے نام سے آیا اس نے وحدت کا گیت گایا توحید کی بانسری بجائی۔ اور اس نے نہایت سریلی آواز میں کہا ؎

منم کلیم خدا و منم مسیح زماں ٭ منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

پھر کہا کرامت گرچہ بے نام و نشان است ٭ بیا بنگر ز غلمان محمد

پھر کہتا ہے وہ ادنیٰ ہیں جواں ٭ کرامت دیکھ بس بیداران محمد

آں خدائے کہ از و خلق و جہاں بیخبر اند ٭ برمن او جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر

موعودم و بحلیہ ماثور آمدم ٭ حیف است گر بدیدہ نہ بینند منظرم

رنگم چوں گندم است و بمو فرق بین است ٭ زانسان کہ آمد است در اخبار سرورم

دیکھو منم کہ حسب بشارات آمدم ٭ عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم

وہاں کیسا پانی جو موسلا دھار برسے اور مہینوں برسے ساری زمین پر برسا۔ اور اس نے وہ سب کچھ کو جل تھل ایک کر دیا۔ مگر آپ خدا جانے کس ریگستان میں بھٹکتے رہے کہ مینہ برسنے کی خبر تک ہے میرے دوست! یہ آسمانی پانی مہینوں تک برسوں برسا کیا اور تشنہ کامان راہ تحقیق کو سیراب کرتا رہا۔ اور اب بھی ایک چشمہ جاری ہے جس سے آپ اپنی پیاس بجھا سکتے ہیں۔

وہ فصل بہار آئی۔ اور اس نے باغ پرستی کی رت پھر سے بدی۔ مگر اندھوں کو اگر نظر نہ آئے تو میں کیا کروں۔

فیلان یہود میں مسیح آیا اور بڑی شان و شوکت سے آیا اس نے سوئی ہوئی مخلوقوں کو جگایا۔ مگر جو نیند کے ماتے تھے وہ بڑی مشکل سے جاگے ہیں۔ اور ابھی آنکھیں مل رہے ہیں۔ وہ مسیح مسیح پکار رہے ہیں حالانکہ مسیح آیا اور چلا بھی گیا۔

بہر حال جناب آزاد سبحانی نے مرض کو شناخت کر لیا۔ مگر جو اسکا علاج تجویز کیا ہے وہ سن کر حیرت ہے وہ مانتے ہیں کہ اگلے یہود کی اصلاح کے لئے ایک مسیح کی ضرورت تھی تو حال کے یہود بھی کسی دولتمند کے گیروے کپڑے پہن لینے والے مرض سے بہادرانہ زندگی اختیار

کر لینے سے اصلاح پذیر نہیں ہو سکتے۔ جو شخص خود ہی اصلاح کا محتاج ہے۔ جو خود روحانیت
کے سمندر کے ساحل سے ہی ہوتا ہے اور اسکے دلائل اور انبیاء اور رسل و اسلام کی حقیقت
سے خود نا آشنا ہو اور جس نے اصل حالت خود اپنی نہ جانی ہو وہ دوسروں کو کیا سکھائیگا۔ کیا دکھائیگا۔ مرزا صاحب
کی دنیوی حاجات میں کچھ شک نہیں کہ ضرورت ہے روحانیت کی ضرورت ہے اور ہدایت کی ضرورت
ہے اس زندگی کی جو روح القدس سے ہو۔ بلکہ ضرورت ہے رسالت کی ضرورت ہے نبوت کی
جو ایسے بگڑے ہوؤں کی اصلاح کر سکتی ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ ڈاکٹر اقبال شاعر نغز گفتار
ہیں۔ انکا ایک ایک مصرعہ بعض اوقات سینے کے گوشوں تک پہنچتا ہے۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ
دینی ریفارمر بھی ہو سکتے ہیں۔ صحیح سوال تو وہ ہو سکتا ہے جبکہ وہ دیکھتے ہیں کہ نبی کریم صلعم کی مبارک
شکل نظروں میں پھر جانے۔ وہ مبارک انسان نہ صرف ظاہری وضع قطع کے لحاظ سے خدا کے
سچے نبی سچے رسول سچے ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نمونہ ہو بلکہ اخلاقی و روحانی اعتبار سے بھی
حضرت خاتم النبیین کی صحیح رفتار میں ہو۔ خود صدیق کر بھی کی اتباع میں فنا ہو کر نبی ہی ہو چکا
ہو بغیر اسکے تمام دعویٰ باطل ہیں۔ اب یہ متفق علیہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ اس وقت ہماری
قوم میں تمام زمانے کی تمام گذری ہوئی امتوں کی برائیاں جمع ہیں۔ تو ان کی اصلاح کے لئے بھی ایک
ایسے انسان ایسے پاک انسان ایسے خدا نما انسان کی ضرورت ہے جو تمام انبیاء کے کمالات
کو لیکر پھر اس حصہ میں آئے اور رکھتا ہو اور حق و اسلام آپس میں دین اسلام کا (ا...) کا ثبوت اپنے
وجود سے دے سکتا ہو ... جن سے ہم سب بہرہ ور نہیں
ہو چکے اس قسم کے خیالات کا اظہار بھی کر چکے ہیں کہ وہ ہندوستان جیسے گرم ملک میں مسلمانوں
کے سب ... نہیں رکھے جانے کی بجائے یورپ کے سرد یورپ کی رہائش اختیار کرنے کے قابل سے
تھا ہے۔ بہتر و مفید ہے۔ بلکہ یہ لازم ہے جو جری اللہ فی حلل الانبیاء کا ورد ہو حضرت مرزا غلام احمد مرسل
ربانی تھے۔ چنانچہ ہمارے حمید صاحب ... میں لکھتے ہیں کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء اس لئے بھی کا خطاب
ہے کہ آدم سے لیکر خیر تک جسقدر انبیاء علیہم السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں آئے

تو وہ وہ اسرائیلی ہیں یا غیر اسرائیلی ان سب کے خاص وقتوں یا خاص مقامات میں سے اس عاجز کو کچھ حصہ دیا گیا ہے۔ اور ایک بھی ان میں سے ایسا نہیں گزرا جس کے خواص یا واقعات میں سے کچھ اس عاجز کو حصہ نہیں دیا گیا۔ ہر ایک کی فطرت کا نقش میری فطرت میں ہے۔ اسی پر خدا نے مجھے اطلاع دی۔ اور اس میں یہ اشارہ بھی پایا جاتا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے جانی دشمن اور سخت مخالف جو مختلف زمانوں میں حد سے بڑھ گئے تھے جن کو طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کیا گیا۔ اس زمانے کے اکثر لوگ بھی ان سے مشابہ ہیں۔ مگر وہ توبہ کریں۔

تمام قوموں کی قربانیاں جو موجودہ زمانے کے مصلح کے لئے آپ نے تجویز کی ہیں وہ کسی کے کلام میں چھاپی تمام جو ہوتا اور دولت اس وقت میں اسلامی علم کو آؤ کل تو سارا زمانہ ہے آپ پر ظاہر ہو گئی میں کتابیں شائع کیں۔ اور کوئی ایسی مثل نہ لا سکا قرآن مجید سے آپ نے وہ علم کلام نکالا کہ عقیدہ سے عقیدہ بھی اس کے مقابل نہیں ٹھہر سکتے۔ آپ کے متبعین کے ہاتھ میں وہ حجت ہے کہ وہ اور دین سالم ہی کہ کسی کو مجال دم زدن نہیں۔ ان کے ایک غلام یک روحانی غلام ہوں کا کمال خدا سے ملنا الکمال سے بچانے کے قائل تو آپ بھی ہیں۔ مگر اسی پر بس نہیں بلکہ اس حقیقت منتظر کے ایسے کئی غلام ہیں جو آپ کے پیش کردہ علم کلام و قوی براہین روحانیت کا سبق دیں۔ پھر خطابت اور اسپیکری میں جو کمال آپ کو تھا۔ وہ اس باکمال کے ادنیٰ غلام میں بھی موجود ہے۔ اور پھر حسن موجود ہے۔ پھر جس قدر سیاست کی اسلام نے اجازت دی ہے وہ صرف آپ نے بلکہ آپ کے غلاموں نے دکھا دی حسب ضرورت و موقع اپنی جگہ کی بیکسوں اپنے بھائی بہنوں اپنے وہ پیارے رشتہ دار پھر اپنے ہموطنوں اپنے ملک اپنی زمین کو چھوڑا۔ اور محض خدا کے لئے چھوڑا اپنے دین کی خاطر ہجرت کی جیسی ریاست کے دیکھئے کہ آستانہ میں آپ چلے جائیں اور وہاں جا دیکھ لیں اور یقین رکھیں کہ اسلام زندہ ہوگا مسلمان بیٹھے تو اسی جماعت کے ہاتھوں سے اور وہ وقت قریب ہے کہ آپ اسلام یعنی احمدیت کا روحانی جھنڈا سرزمین یورپ میں گڑا ہوا دیکھیں گے۔ والسلام

معارف قرآن مجید

مقتبس از افاضات سیدنا امیر المومنین زاد مجدہ

فقال لهم الله موتوا ثم احياهم	اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی یہ سنت نہیں کہ کسی حقیقی مردے کو زندہ کرے پس قوموں کی موت اور حیات سے مراد ان کی ترقی اور تنزل ہے۔ یہ

ایک قوم کا ذکر ہے جس کے ہزاروں آدمی باہر نکلے۔ جنگ سے بھی جی چرایا۔ تو ہلاک ہوئے چنانچہ اس کی تفصیل دوسرے مقام سے ہوتی ہے کہ حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤی اَدْبَارِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ اے میری قوم ارض مقدسہ میں جو خدا نے تمہارے لئے مقرر کی ہے داخل ہو جاؤ اور پیٹھ پھیر کر بھاگو ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ تو انہوں نے کہا کہ اس میں ایک زبردست قوم ہے جب تک وہ اس مقام میں ہے ہم نہیں جائیں گے دو مردوں نے انہیں بہتیرا سمجھایا کہ تم آگے بڑھو تم ہی غالب ہو گے مگر انہوں نے کہا اے موسیٰ بس ہم تو نہیں جائیں گے . . . .

جب تک وہ اس میں ہیں ہمیں کچھ ایسا ہی خطرہ ہے۔ تو تم اور تمہارا رب دونوں لڑتے پھرو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ تب موسیٰ نے دعا کی کہ ان بدعہدوں اور ہم میں فرق کر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نافرمانی کی سزا میں چالیس سال تک جنگل میں سرگرداں مارے پھریں گے قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ پس یہ اس قوم کی موت تھی کیونکہ اتنے سالوں میں ان کے بڑے تو بڑے سب مر گئے پھر جو بچے تھے خدا نے انکو توفیق دی۔ اور ان درندوں کی اپنی جیسی قوم کو نصیحت کی تھی۔ ملک شام کو فتح کیا یہ اس قوم کا احیاء تھا ... رکوع ۱۵ میں ایک آیت ہے

ہے اس معاملہ پر بھی روشنی ڈالتی ہے کہ قوم کی موت سے مراد کیا ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں لَوْ کَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا۔ اگر کچھ ہمارا بھی مشورہ ہوتا تو ہم یہاں مقتول نہ ہوتے مقتول تو وہ نہیں ہو سکتے پس یہاں قتل مراد ہے یعنی ہماری قوم ماری جاتی۔

خداوند کا بدلیوں میں آنا ۲۳ یہ آسمانی کتب کا محاورہ ہے۔ اور بعض اوقات ایسے محاورے نہ سمجھنے سے بہت سی غلطیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں جن کا کچھ حل نہیں سوجھتا۔ پ ۲ ع ۹ میں ایک آیت ہے هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ۔ یعنی کیا اب یہ اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر بادلوں کے سائبانوں میں ظاہر ہو اور فرشتے اور فیصلہ ہو جائے اور تمام باتیں اللہ ہی کی طرف رجوع کرتی ہیں۔ فی ظلل من الغمام اور نزول ملائکہ کے معنے سمجھنے کے لیے پارہ ۹ سورہ انفال رکوع ۲ کو پڑھنا چاہیے جہاں اس پیشگوئی کی تفصیل کی ہے۔ وہاں فرماتا ہے اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ۔ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ جب تم اپنے رب کے حضور فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری قبول کی کہ میں ہزار فرشتے پے در پے آنے والے سے مدد دینے والا ہوں یہ اللہ نے فقط خوشخبری دی ہے تاکہ اس سے تمہارے دل تسلی پائیں۔ اور فتح تو صرف اللہ ہی کے ہاتھ ہے۔ وہ زبردست حکمت والا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جنگ بدر میں فرشتے اترے انہوں نے حسب حکم الٰہی اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ۔ میں تمہارے ساتھ ہوں مومنوں کو ثابت قدم رکھو۔ اور ان کے قلب کو مضبوط کرتے رہو۔ اور میں کفار کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دوں گا۔ مومنوں کو ثابت قدم رکھا اور کفار پر رعب چھا گیا اور وہ بھاگ نکلے علاوہ ازیں اللہ جل شانہ کی نصرت بدلیوں کی صورت میں آئی یعنی بارش ہوئی اور اس سے مسلمانوں کے

قدم ریت میں جم گئے ۔ اور انکی پیاس بھی جاتی رہی۔ اور یہی پانی دیگر ضروریات کے کام آیا جس
سے مومن نہا دھو کر تر و تازہ ہو گئے اور خوب جم کے لڑے اور انکو فتح حاصل ہوئی جس سے
ہیکلوں پوری انگلی ہو چلے ان آیات کا ترجمہ عذر فی ظلل من الغمام میں کیا جا چکا تھا چنانچہ
(۱۱) اِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً
لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ
الْأَقْدَامَ - پارہ ۹ رکوع ۱۵ اور سورہ انفال رکوع ۲ کی ان آیات کے مطابق کی طرف
فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ اشارہ کر رہا ہے جو دونوں کے آخر میں ہے۔

چند سوالات کے جواب

(از صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب [illegible])

سوال ۔ خدا تعالیٰ کا مجرم کو سزا دینا صفت "شدید العقاب" میں داخل ہے پھر آپ نے رب العالمین میں اسکو کیونکر داخل کیا۔

جواب ۔ رسالہ تشحیذ الاذہان ماہ [illegible] میں بیٹے پنڈت دیانند صاحب کے اس اعتراض کے جو انہوں نے الحمد للہ رب العالمین پر کیا ہے کہ خدا رب العالمین ہو تو بد ذات کے قتل کا کیوں حکم دیتا ہے۔ چند جواب دیے ہیں جن میں سے پہلے جواب میں آپ نے بتایا ہے۔ کہ الحمد للہ پر یہ اعتراض نہیں پڑ سکتا۔ بلکہ اسکے جو معنی وہ سمجھے ہیں۔ وہ صحیح معنی نہیں۔ تیسرے جواب میں بتایا ہے۔ کہ رب العالمین میں شریر کو سزا دینا بھی آجاتا ہے پھر چھٹے میں یہ بتایا ہے کہ باوجود شریر کو قتل کر لینے پھر بھی ربوبیت معطل نہیں ہوتی۔ پانچویں میں بتایا ہے۔ کہ شریر سزا پاتے ہیں۔ ربوبیت عالمین جو ہے وہ مشاہدہ ہے۔ مشاہدہ پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ چھٹے میں بتایا ہے کہ خود پنڈت صاحب نے خدا کو رب العالمین قرار دیتے ہوئے دنیا کا سزا دہندہ قرار دیا ہے۔ پس ان کا اعتراض غلط ہے۔

پس تیسرے جواب پر آپ کا اعتراض ہے۔ اول تو آپ جواب کے ہوتے ہوئے صرف اسی کو

ڈر کھنے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر پھر بھی میں اتنا بتا دینا پسند کرتا ہوں کہ بیشک صفت شدید العقاب ہی کے ماتحت دنیا کو سزا مل رہی ہے لیکن ربوبیت عالمین بھی چاہتی ہے کہ شریر کو سزا دیجائے مثلاً **طاعون**۔ عام تپوں۔ خشک بیماری۔ کیڑوں کے مارنے کے لئے کونسی چیز ہیں انسانی ہے کیا صحت جسمانی کا قائم رکھنا اسکا محرک یا باعث نہیں یا جو اگر ان چند جراثیم کو بڑھنے دیجائے تو جسم انسانی کے ہزاروں خواص باطل ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح قاتل اور زانی کے پھانسی دینے کا کیا سبب ہے کیا یہ نہیں کہ ان کو مار کر وہ مخلوق کو ان کے شر سے بچایا جائے پس قیام صحت جسم اور قیام امن ملکی کے لئے بیماریوں کے جراثیم اور شریروں کے قتل کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور وہی اس کے محرک ہوتے ہیں گو ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ جراثیم اپنے فساد سے اور شریر اپنے شر کی وجہ سے قتل کیا جاتا ہے۔ اگر چاہو یہ کہنا درست ہے کہ مجرم و گناہگار انہی اپنی شرارتوں کی وجہ سے سزا پاتا ہے۔ تو یہ کہنا بھی درست ہے کہ ایسے مجرم ربوبیت عالمین کو قائم رکھنے کے لئے ہلاک کئے جاتے ہیں کیونکہ ان کے وجود سے فساد ہوتا ہے اور فساد سے ربوبیت عالمین میں خلل واقع ہوتا ہے پس اس رنگ میں ربوبیت عالمین ہی ان کی ہلاکت کی محرک ہے۔

دوسرا سوال شدید العقاب اور مالک یوم الدین میں کیا فرق ہے؟

جواب۔ شدید العقاب تو صرف سزا پر دلالت کرتا ہے اور مالک یوم الدین یہ ظاہر کرتا ہے کہ اللہ تعالے نیک کو اسکے کام کی جزاء اور شریر کو اسکے جرم کی سزا دیگا۔

تیسرا سوال۔ مالک یوم الدین اور عادل و منصف میں کیا فرق ہے

جواب۔ اسکا فرق یہ ہے۔ کہ جیسے ایک جج گورنمنٹ کی طرف سے مامور ہوتا ہے کہ وہ اگر کسی کو مجرم دیکھتا ہے۔ تو اسکے جرم کی سزا دے۔ اور اگر اسے بری دیکھتا ہے تو اسے بری کر دے لیکن وہ کسی قرضدار کے قرض کو معاف نہیں کر سکتا کیونکہ وہ حق کسی اور کا ہے ہاں اگر یہی خود قرضخواہ ہو۔ اگر آپ ہی فیصلہ کرنے بیٹھے تو اپنے مقروض کو بعض یا کل مال معاف

کرسکتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ مالک یوم الدین ہے۔ عادل یوم الدین نہیں یعنی گو کہ وہ ظلم نہیں کریگا لیکن بحیثیت مالک ہونیکے وہ جج سے زیادہ اختیار رکھیگا یعنی حقدار کا حق نہیں ماریگا لیکن اپنا حق بعض مصالح کی وجہ سے یا دیگر بعض صفات کی وجہ سے اگر معاف کرنا چاہے۔ تو معاف کریگا

چوتھا سوال۔ اللہ تعالیٰ کی صفت منتقم قرآن مجید میں آئی ہے اور یہ صفت اچھی نہیں سمجھی جاتی۔

جواب۔ شدید العقاب اور منتقم قریباً قریباً برابر ہیں۔ شدید العقاب میں تو عذاب پر زیادہ زور دیا گیا ہے اور منتقم میں کم۔

افسوس ہے۔ اردو میں یہ لفظ بُرے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح بدلہ لینے کو لفظ بھی عوام الناس میں اچھا مفہوم نہیں رکھتا لیکن عربی زبان میں انتقام کے معنی عقوبت کے ہیں یعنی شریر کو اسکے جرم کی سزا دی۔ پس منتقم کے معنے ہیں مجرم کو اسکے جرم کی سزا دینے والا کچھ غلطی میں ڈالنے کا باعث وہی اردو کا مفہوم ہوا ہے۔ ورنہ عربی میں یہ لفظ کوئی برے معنے نہیں رکھتا۔ چنانچہ منجد جو ایک عیسائی کی تالیف کردہ لغت کی کتاب ہے۔ اور بیروت دار المشرق سے حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں اس لفظ کے یہی معنے لکھے ہیں۔ پرانی عربی لغات بھی اسکی تصدیق کرتی ہے

پانچواں سوال۔ رحمٰن و رحیم میں کیا فرق ہے

رحمٰن کے معنی ہیں بلا عمل کے احسان کرنے والا جیسے زمین آسمان آب و ہوا، پہاڑ، سمندر سورج چاند، ستارے سیارے اشجار وغیرہ بغیر کسی ہمارے عمل کے اللہ تعالیٰ نے ہمیں عنایت فرمائے ہیں کیونکہ ان کے بغیر ہم زندہ نہیں رہ سکتے اگر ہمارے عمل کا نتیجہ ہوتے تو چاہیئے تھا کہ ہمارے وجود کے بعد ہوتے لیکن یہ تو ہمارے وجود کے قیام کا ذریعہ ہیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ پانی کھیت کا نتیجہ ہے۔ پانی کے بغیر تو کھیت ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ پھر پانی کھیت کا نتیجہ کب ہو سکتا ہے۔

صفت رحیم کے معنی ہیں حاجتمند کو اسکی خدمت کا پاک سے پاک اور نیک سے نیک اجر دینا۔ رحمٰن زیادہ عام ہے اور رحیم نسبتاً خاص

ریویو

طلوع وغروب یہ تاریخی نام ہے۔ ایک مثنوی کا جو جمیل تلمیذ جناب حکیم محمد اسماعیل خان صاحب صبر رامپوری نے جناب منشی امیر احمد صاحب تسلیم مرحوم مشہور لکھنوی شاعر کے حالات میں تصنیف کی ہے۔ اسے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب صبر ایک پختہ شاعر ہیں زبان شستہ ہے اور خیالات پاکیزہ ۲ روپیہ قیمت ہے ملنے کا پتہ ریاست رامپور محلہ کنڈہ حاجی محمد اسمعیل خاں

مسالک السالکین فی تذکرة الواصلین ایک دو جلد کتاب لطیف ہے مولوی مرزا محمد عبدالستار بیگ بسمری کی اور اس میں ذکر ہے اولیاء کرام علیہم السلام کا جو سلسلہ عالیہ مجددیہ نقشبندیہ چشتیہ سہروردیہ اور انکی شاخوں میں ہوئے ہیں۔ اس کتاب کو پڑھا ہے اور اسکو بہت مضمون کو بڑی دلچسپی کیساتھ ختم کیا ہے۔ ان بزرگوں کے کلمات طیبات مومن کی روحانی غذا ہیں۔ اور انکا ایک ایک کلمہ جن میں سے بہت سا حصہ اعلیٰ ہے جواہرات میں تولنے کے قابل ہے۔ باقی جو حالات اور معجزات ہیں۔ وہ تو اسی طریق پر لکھے گئے ہیں جس طرح پر ہمیشہ خوش اعتقاد مصنف اور مؤلف لکھتے چلے آئے ہیں ہر ایک بزرگ کی زندگی کا ثبوت چند حیرت انگیز واقعات سے دیتے ہیں جن کے وقوع ہونے کی کوئی تاریخی یا معتبر دلیل نہیں ہوتی ہمیں صرف کورانہ کے فتوی کی تعریف سے منسوب کرتے ہیں۔ معجزات وکرامات سے ہمیں انکار نہیں بلکہ اولیاء وصوفی کرامات کے منکر کو ہم مسلمان نہیں مانتے۔ اور ہم سے بڑھکر ان پر ایمان لانیوالا کون ہے۔ کہ ہم اکثر سلسلہ عالیہ احمدیہ کا امتیازی نشان ہم یہی سمجھتے ہیں۔ کہ خود ہم میں ایک پاک نبی مبعوث ہوا جس کے سینکڑوں معجزے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے گرد اپنے ساتھ ہزاروں لکھتے ہیں اور

ہم زندہ گواہوں کے موجود ہیں لیکن ہمارے مخالف جو لغو حکایات بعض بزرگان پیشین کے
ایسی بیان کرتے ہیں۔ وہ جیسی ہوائی ہیں کہ بے ساختہ کوئی ثبوت نہیں رکھتیں۔ صرف
بعض شکستہ مزاجوں کو مذہب کا جزو قرار دیتے ہیں۔ مسلمان بھی عجیب ہیں۔ ایک طرف تو وہ
ایسی مشکوک روایات پر ایمان لاتے ہیں جن کا کچھ ثبوت نہیں۔ اور جو سنت اللہ کے خلاف
ہیں اور جو اسلام میں کسی کی فضیلت کی دلیل بھی نہیں بن سکتیں۔ دوسری طرف ان معجزات
و آیات بینات کا انکار کرتے ہیں جو ان کے سامنے اسی زمانے میں واقع ہوئے۔ اللہ تعالے
مسلمانوں کو [illegible] بخشے اور ان کی آنکھیں کھولے۔ یہ تو مجملاً [illegible] دونوں کا اظہار کتاب
[illegible] میں قابل مطالعہ ہے۔ احمدی احباب منگوا کر پڑھیں قیمت [illegible] ملنے کا پتہ مرزا محمد [illegible]
مقام و ڈاکخانہ [illegible] ضلع [illegible] بنگال

دو نئی تصنیفوں کی اطلاع

روحانی طبیب آپ کے مخلص [illegible] یہ [illegible] کتاب ہے جس میں
منقسمہ ذیل روحانی امراض (حرص۔ بخل۔ حرام [illegible] جھوٹ) کا علاج قرآن شریف
و احادیث شریفہ سے بتایا گیا ہے۔ [illegible] تالیف ہے۔ مجھے اپنے احمدی احباب سے
جو روحانیت کے بھوکے ہیں یہ توقع ہے کہ وہ اس کی اشاعت کی طرف توجہ فرمائیں گے۔ لوگ جسمانی
بیماریوں کے [illegible] کے لئے سینکڑوں روپے خرچ کر دیتے ہیں۔ کیا روحانی بیماریوں کے علاج کے لئے
[illegible] پیسے بھی خرچ نہیں کئے جا سکتے۔ [illegible] دارالامان قادیان سے ملتا ہے۔

ہدایات دربارہ معاملات مجھ [illegible] اپنے ایک رسالہ سنت احمدیہ کے نام سے لکھا تھا جس میں
نماز روزہ زکوٰۃ کے مسائل مرقوم ہیں۔ ہر مسئلہ کی قرآن مجید و حدیث سے دلیل دی ہے۔ طریق
ثانی ان حدیثوں سے استدلال کرتا ہے ان کو [illegible] بھی لکھ دی ہے [illegible]
[illegible] ہے۔ یہ اس کا دوسرا حصہ لکھا ہے جس میں تجارت خرید و فروخت۔ قرض۔ امانت وکالت۔ اجارہ
غرض ہر قسم کے معاملات کے مسائل قرآن و حدیث سے لکھے ہیں۔ [illegible] حضرت
خلیفۃ المسیح نے اسے بہت مفید فرمایا ہے۔ احباب منگوا کر فائدہ اٹھائیں قیمت [illegible] کے قریب
[illegible] ضلع [illegible] سے بھی مل سکتا ہے +

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
[illegible]	[illegible]	اسلام کی اپنی کتاب	[illegible]	[illegible]	[illegible]	لیکچر [illegible]	[illegible]
سیرالحق	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ترجمۃ القرآن [illegible]	[illegible]
ترجمۃ القرآن [illegible]	[illegible]	ترجمۃ القرآن [illegible]	[illegible]	مکتوبات احمدیہ	[illegible]	اربعین	[illegible]
[illegible]	[illegible]	خطبات [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	مجربات حصہ اول	[illegible]
مجربات حصہ دوم	[illegible]	صادقوں کی [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	نجات	[illegible]	تحفۃ الحق	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ظہور المسیح ۔ [illegible] رمضان المبارک میں بجائے [illegible] کے [illegible] دی جائے گی ۔

اس کے علاوہ حضرت قدس کی تمام کتابیں بھی معرفت دفتر [illegible] طلب فرماویں

شمسی بربریس [illegible]

قیمت [illegible] **شمسی روغن میرایل** [illegible]

[illegible]

بے قیمت [illegible] **سفوف دافع داؤ** [illegible]

[illegible]

[illegible] **بال اڑانیکا عرق** [illegible]

[illegible]

[illegible] **عرق [illegible]** [illegible]

[illegible] قیمت [illegible]

شمسی اینڈ کو عمر کھاڈی بمبئی

رسالہ مفت [illegible]

[illegible]

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

اصل عرق کافور

[illegible] ہیضہ [illegible] ڈاکٹر ایس کے برمن کا اصل عرق کافور ہے [illegible] تمام ہندوستان میں مشہور ہے یہ عرق گرمی کے دست پیٹ درد [illegible] کے لئے اکسیر کا اثر رکھتی ہے [illegible] قیمت فی شیشی [illegible]

عرق پودینہ

[illegible] پودینہ کی ہری پتیوں کا عرق ہے [illegible] رنگ [illegible] عرق ڈاکٹر برمن کا [illegible] نہایت مفید [illegible] پیٹ کا پھولنا [illegible] قیمت فی شیشی [illegible]

جلاب کی گولیاں

[illegible] ڈاکٹر برمن [illegible] گولیاں [illegible] قیمت [illegible]

درد سر دیا کسی درد کی دوا

[illegible] درد سر [illegible] قیمت [illegible]

[illegible]

ولتکن منکم امة یدعون
الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر
واولٰئک ہم المفلحون

بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۶ء

رسالہ

تشحیذ الاذہان

اسسٹنٹ ایڈیٹر . . . . . [illegible]

فہرست مضامین

[illegible]

[illegible]

فہرست معاونین تشحیذ جزاہم اللہ

۱۔ چودھری محمد خان صاحب ہیڈ آفیسر گول — ۲ خریدار — تین روپیہ سالانہ
۲۔ امام خان صاحب پٹھان [illegible] جالندھر — ۱ خریدار
۳۔ برادر محمد سعید صاحب [illegible] — ۱ خریدار
۴۔ مولوی عبد القادر صاحب [illegible] — ۱ خریدار
۵۔ امام علیخان صاحب [illegible] پشاور — ۱ خریدار
۶۔ پیر [illegible]
۷۔ (شکریہ) ہم شیخ عبد العزیز صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے [illegible] اعانت تشحیذ میں عنایت فرمائے ہیں۔
۸۔ بابو وزیر خان صاحب [illegible] — [illegible] اعانت
۹۔ جناب شاہ حسن صاحب بنارس — [illegible]

شرح اجرت اشتہارات

	سال	چھ ماہ	تین ماہ
فی صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
چوتھائی صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اور ضمیمہ جو رسالہ کی تقطیع پر [illegible] تقسیم کرائی [illegible] فی صدی ہوگی۔ [illegible] اور اس سے زیادہ کے لئے [illegible] فیصدی [illegible] تعداد اشاعت [illegible] نوٹ۔ اشتہار [illegible] واپس کرے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۲ء

کیا اسلام شخصی مذہب ہے؟

آریہ مسافر ماہ جولائی ۱۹۱۲ء میں منجملہ دیگر مزخرفات کے ایک یہ بات بھی ہے کہ اسلام ایک شخصی مذہب ہے اور آریہ سماج ہی ایسا مذہب ہے جو شخصی نہیں۔ ہم نہیں سمجھتے شخصی سے ایڈیٹر صاحب کی کیا مراد ہے۔ جبکہ سب آریہ سوامی دیانند کا ساختہ چھوڑ دینا منظور کرتے ہیں اسکی کتاب ستیارتھ پرکاش پر ایسا ہی عمل کرتے ہیں جیسا کہ اور مذہب کے لوگ اپنی اپنی الہامی کتاب پر جو سوامی دیانند کی کسی بات پر اعتراض کرے یا اسکی کتاب کو غیر معتبر ٹھہرائے اسے آریہ سماج سے خارج سمجھتے ہیں چنانچہ دھرمپال کی تازہ مثال موجود ہے۔ اور پھر ساتھ ہی یہ دعوی بھی کئے جاتے ہیں کہ آریہ سماج شخصی مذہب نہیں۔ برخلاف اسکے اسلام کو خوب غور کرکے دیکھو تو وہ شخصی مذہب نہیں۔ اسلام تو فرمانبرداری کا نام ہے۔ فرمانبرداری کس کی؟ اپنے خالق اپنے مالک اپنے رازق کی اب اسکے احکام ایک وہ حکم کہلائیگا لیکن اسکے احکام کا علم جس شخص انسان کی معرفت ہوتا ہے اسکے تقدس و تطہیر و مرسل ہونے پر ایمان لانا بھی ضروری ہے یہ شخص

کہ جب تک اسکے امور و ثبت دونوں و مظہر ہونے پر ایمان نہیں ہوگا یہ کس طرح یقین آئیگا کہ یہ
حکم اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ کیساتھ محمد رسول اللہ کہنے کی اسی واسطے
ضرورت ہے کہ اول تو اللہ تعالیٰ کی ذات کا کہ مجموعہ اسماء و صفات اور علم جس مقدس
انسان کی معرفت ہوا اسکا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے پھر چونکہ انسان نمونے کا محتاج
ہے اسکے لیے ایک مزکی نفس کی ضرورت ہے۔ جو سو استقامت کرے اسلئے محمد رسول اللہ کہنا
بہت ضروری ہے۔ گویا جب لا الٰہ الا اللہ کہا تو اسکے ساتھ ہی یاد کیا جاتا ہے کہ اللہ
ہی معبود و محبوب و مقصود ہے گنے والا ایک کامل انسان ہو چکا ہے۔ جس کے نقش قدم پر چل کر ہم
بھی نجات پا سکتے ہیں اور ہم پر اسلئے اسکا اتباع فرض ہے۔ کہ وہ اللہ کا رسول اللہ کا فرستادہ
تھا۔ نہیں اس ذات و صفات کا پتہ دے۔ جو تمام دینی و دنیوی نعمتوں کا سرچشمہ ہے پھر لا الٰہ
الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کہنے کی ایک وجہ اور بھی ہے وہ یہ کہ آپکی ذات بابرکات نے
تمام ان کمالات کو اپنے اندر جمع کر لیا تھا جو ایک انسان دینی و دنیوی ترقیات کے لحاظ سے اپنے
اندر جمع کر سکتا ہے۔ اور آپکی تعلیمیں وہ تمام صداقتیں جو مختلف مذاہب میں پائی جاتی ہیں
سب کی سب من حیث مجموع ہیں۔ اسلئے بھی لا الٰہ الا اللہ کیساتھ محمد رسول اللہ کا اقرار ایمان مکمل کرنے
کے لیے ضروری ہو گیا ہے۔ اب اس سے کوئی یہ سمجھے کہ اسلام کوئی شخصی مذہب ہے
تو وہ اسلام کی حقیقت سے ناآشنا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان محض اسلئے ہو گئی ہے
ہے نہیں ہے کہ یہ ایمان اس حیثیت سے ہے کہ وہ اللہ کا فرستادہ ہے۔ اسکے احکام کا مبلغ
اور اسکی مرضی کو دنیا والوں پر ظاہر کرنیوالا۔ اور کی نبوت کے طریقوں پر آگاہی دینے والا ہے
اعتراض کہ پھر لا الٰہ الا اللہ کیساتھ محمد رسول اللہ ہی کیوں کہا جاتا ہے حالانکہ الٰہی حکم کے مبلغ تو بہت
سے ہو چکے ہیں یعنی بہت سے انبیاء علیہم السلام ہوئے ہیں۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ جیسا میں پہلے
بھی بتا چکا ہوں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء اور تمام راستبازوں کی
تعلیم ہی اسی امت کی یکجائی کے ہاتھوں تھے اسلئے جو محمد رسول اللہ کہتا ہے وہ دوسرے
لفظوں میں تمام راستبازوں پر اور انکی راستبازی پر ایمان لاتا ہے۔ میرے اس قول کی تشریح قرآن مجید
کی دوسری آیات سے ہوتی ہے کہ اسلام عقیدہ دیگر راستبازوں

کی نسبت کیا ہونا چاہیئے جیسے ارشاد ہوا ہے قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ عَلٰی
اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَا اُوْتِیَ
مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ
مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا
فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ رکوع

ترجمہ یعنی تم کہو۔ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو کچھ ہم پر اتارا گیا۔ اور جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اسکی اولاد پر اتارا گیا۔ اور جو موسیٰ و عیسیٰ کو دیا گیا۔ اور جو دوسرے راستبازوں کو اپنے رب کے حکم سے دیا گیا ہم کسی میں فرق نہیں کرتے اور ہم اسکے فرمانبردار ہیں اور جو اس اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہیگا تو اس کو قبول نہ کیا جاویگا اور ہم اسکے فرمانبردار ہیں!! اب آپ ہی انصاف فرمایئے کیا اس آیت کو پڑھکر کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ اسلام شخصی مذہب ہے کیا اس میں ایک ہی شخص کا نام ہے۔ بلکہ اس میں تو تمام صادق و راستباز پیشواؤں اور ان پر اترے ہوئے کلام پر ایمان لانا مسلم کا فرض قرار دیا گیا اور فرمایا ہے کہ جو اس اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے۔ وہ آخرت میں نقصان اٹھائیگا۔ ایک مسلم کا جہاں یہ فرض ہے کہ وہ قرآن مجید کو اللہ کا کلام مانے۔ وہاں اسکے لیئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اس کلام پر بھی ایمان لائے جو دیگر راستبازوں پر نازل ہوا خواہ وہ راستباز عرب یا شام کے ہوں یا ہند کے خواہ انکی کتاب کا نام ژندوستا ہے۔ خواہ صحف ابراہیم علیہ السلام کے یا توریت جو کلام الٰہی ہے۔ اسپر بھی ایمان ضروری ہے پس آپ ہم مسلموں کو نہیں کہہ سکتے کہ ہم شخصی مذہب کے پابند ہیں۔ بلکہ شخصی مذہب تو آپکا ہے کہ جو کچھ ویدوں کے سوا ہے وہ سب جھوٹ ہے۔ یا زبانی دعویٰ کرتے ہیں کہ وید کے چار رشیوں کے سوا ہے وہ جھوٹ ہے۔ ہم تو صرف پچھلے راستبازوں اور ماموروں پر ایمان لاتے اور آگے بتانے ہوئے الٰہی حکموں کو مانتے ہیں بلکہ آئندہ قیامت تک آنیوالوں راستبازوں اور ماموروں پر بھی ایمان لاتے ہیں علاوہ اسکے آپ اگر

صرف دیانند کو سناتن پر اعتبار تھا۔ ویدوں کے رشیوں پر خدا کا کلام نازل ہوا مانتے ہیں۔ تو آپ کے لیے کافی ہو مگر ہمارے لیے صرف اتنا کافی نہیں کہ صرف محمد مصطفےٰ کو اللہ کا رسول مان لیں۔ اور اس سے پہلے کل یا بعض نبیوں کا انکار کر دیں یا آپ کے بعد آنے والے ماموروں کو نہ مانیں۔ بلکہ مسلم کہلانے کے مستحق ہم تبھی ہونگے کہ تمام راستبازوں اور مرسلوں اور ماموروں پر ایمان لائیں۔ اور کلمہ طیبہ میں صرف **محمد رسول اللہ** کہنا اسلئے کافی ہے کہ محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات تمام گزرے ہوئے انبیاء کے کمالات کی جامع ہے۔ اور تمام آئندہ آنے والے راستبازوں کا منبع و سرچشمہ ہے چنانچہ اسی لیئے آپ کی شان میں مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ آیا ہے۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور انبیاء کے کمالات آپ پر ختم ہوتے ہیں۔ اور آئندہ کے لیے انبیاء کی خاتم یعنی مہر ہیں۔ اب آپ ہی کی مہر سے نبی بنیں گے پس مہاشہ صاحب یہ وجہ ہے کہ ہم لوگ لا اله الا الله کے ساتھ محمد رسول الله کہتے ہیں۔ اس سے شخصیت پرستی نہیں نکلتی۔ بلکہ جیسا کہ میں سمجھا ہوں محمد رسول اللہ کہنے میں تمام گزشتہ اور آئندہ راستبازوں کا اقرار آجاتا ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ پہلے پارہ میں قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا آیا ہے۔ یعنی مسلمان بننے کے لیے ضروری ہے کہ تمام راستبازوں کو خواہ دنیا کے کسی حصہ میں مبعوث ہوئے ہوں۔ ایمان میں فرق نہ کیا جاوے اور دوسری طرف جناب امام ہمام نے براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۔۔ میں لکھا ہے کہ **محمدی** سے مراد وہی ہے جو مجھ پر بھی ایمان لائے اور میری جماعت سے کہلائے۔ اصل بات یہ ہے کہ مجھ کو خدائے عزوجل نے مذکورہ بالا وحی میں مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ تو خوشی اور شادمانی کی چال سے زمین پر چل کہ اب تیرا وقت

نزدیک آگیا ہے اور محمدیوں کا ایک بہت بڑا حصہ گر کر ستارہ پر پڑ گیا محمدیوں کے عقائد مردہ اس
سلسلہ کے مسلمان ہیں۔ اور نہ موجب خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی ہے
دوسرے فرقے جو مسلمان کہلاتے ہیں۔ روز بروز تنزل پذیر ہونگے۔ ایسا ہی وہ فرقے جو اسلام
سے باہر ہیں یہ دونوں ہوے نص صریح ہیں اس بات پر کہ ہم باوجود محمدی کہلانے کے شخصی مذہب
نہیں رکھتے یعنی ہم یوں کہ صرف کسی زندہ یا مردہ شخص پر ایمان لانے ہی میں نجات نہیں
سمجھتے بلکہ ہم تو تمام گذشتہ و آیندہ راستبازوں اور ان پر اترے ہوئے حکموں کو مانتے ہیں۔ اور
ماننے کے لیے تیار ہیں پھر صرف زبان سے ہی نہیں مانتے بلکہ ان پر عمل بھی کرتے ہیں۔ اور
پھر باوجود اسکے خدا کے فضل پر بھروسہ رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم نجات خدا کے فضل اور اسکے
جانب **ایمان و عمل** پر موقوف سمجھتے ہیں نہ کسی مردہ شخص کو صرف ان پیشواؤں اور ہمارے
نبی اکرم صلعم تو زندہ نبی ہیں کیونکہ ہم مانتے ہیں آپ کے نور سے خدا تعالیٰ کی کتاب ہے جو قرآن
اور ہدایات احکام الٰہیہ میں لوگوں کے لیے ایک اسوۂ حسنہ ہوتے ہیں چنانچہ اس زمانے میں بھی
آپ کی روح قوت میں ایک آیات اور نشانات اور اپنی عمل سکھلانیوالا برگزیدہ مبعوث کرکے
دکھلایا ہے اور ثابت کیا کہ اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے اور اسلام ہی وہ مذہب ہے جو قیامت
کی قیامت سے چلا آتا ہے اور قیامت تک چلا جائیگا۔ اور اسلام ہی وہ مذہب ہے جسکو ماننے سے کسی
راستباز کا انکار نہیں کرنا پڑتا۔ خوب غور کرو کہ اگر کوئی مسلمان خدانخواستہ اسلام چھوڑ دے تو اسے تمام راستبا
زوں سے بیزاری اور انکا انکار کرنا پڑیگا اور صرف ایک اللہ کو ماننا ہوگا کہ ہم کچھ اس قسم کے
کے معنے بنالے وہ ٹھیک باقی سب غلط ہیں کہ آریہ مذہب ایک شخصی مذہب ہے برخلاف اسکے
اگر کوئی عیسائی یا آریہ مسلم ہو یا کوئی سنی یا شیعہ احمدی اور سچا مسلم ہے تو اسے اپنے کسی پیشے
معتقد کو جو منجانب اللہ مامور و مرسل ہو یا سچا اولوی ہو یا ولی اللہ ہو اس سے انکار
کی ضرورت نہیں کیونکہ اسلام شخصی مذہب نہیں بلکہ اس میں سب راستبازوں اور
سب مذہب حقہ کے مقتداؤں کے ماننے کا حکم ہے۔ ہاں یہ ایک اعتراض بھی ہو سکتا ہے کہ

جب مسلمان اب سنیاسیوں کی تعظیم کرماتے ہیں۔ تو پھر انجیل یا وید پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ ہم عمل کرتے ہیں کیونکہ قرآن مجید کی تعریف میں فیہا کتب قیمۃ آیا ہے۔ اور وہ تمام صداقتوں کا جامع ہے۔ دوسری کتابیں باوجود مرور زمانہ و تغیر حالات منافی تکمیل اعتبار نہیں ہیں اسلئے صرف اس کتاب پر عمل کرتے ہیں جس میں انکی تمام صداقتیں جمع ہیں۔ دین کی شان میں مصدقا لما معکم آیا ہے کافی ہے۔ یہانتک تو میں نے آپ کے مسلمات کی بناپر بحث کی۔ اب میں یہ پوچھتا ہوں کہ آریہ سماج کیوں شخصی مذہب نہیں کیا اسے ایک شخص سوامی دیانند نے منعقد نہیں کیا۔ اگر یہ غلط ہے کہ ہم سے غلطی سے پاک نہیں جانتے اور اگر کوئی بات غلط ثابت ہوجائے تو ہم اسے ترک کردیتے ہیں تو میں کہتا ہوں۔ کوئی مثال پیش کرو کہ تم نے دیانند کی بات کو غلط قرار دیا ہو۔ بلکہ ہم تو اسکے برخلاف دیکھتے ہیں کہ ایک حیاسوز مسئلہ نیوگ کے متعلق بھی تم لوگ اپنی اخلاقی جرأت سے کام لیکر انکار نہیں کرسکتے۔ بلکہ اسکے بودے اعذار و دلیلیں پیش کرنے نہیں چوکتے۔ حالانکہ تمہارے ضمیر تمہارے کانشنس اسے قبیح سمجھتے ہونگے۔ اور کوئی قوم میں سے نہیں جو اسپر خوشدلی سے عمل کرنے کو تیار ہو۔ اور ہم جو **محمد رسول اللہ** کی اتباع کرتے ہیں تو اسکے رسول ہونیکی حیثیت سے۔ وہ جو کچھ وہ احکام الہی کے مبلغ ہیں۔ اور خدا تعالے جو خالق فطرت انسانی ہے۔ احکام دینے میں غلطی نہیں کرتا۔ اسلئے ہم محمد مصطفےٰ کو بھی کسی صورت میں غلطی پر نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ تو صرف رسالت پہنچانے والے ہیں۔ کیا تم وید کے کسی منتر کو غلط کہتے ہو جب نہیں تو ہم قرآن مجید کے احکام کو کسطرح غلط کہدیں۔ جب کہ وہ خدا کا کلام ہے۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا

مصیبت پر مصیبت زلزلہ پر زلزلہ ہم پر نازل ہو رہی ہے۔ گو ابھی بہت سے لوگ ہیں جو
غفلت کی نیند سو رہے ہیں اور عزت سے خوف سے بے بس ہیں۔ ان کے سروں میں دماغ اور دلوں میں
عقل ہے مگر وہ اس سے کام نہیں لیتے۔ وہ نہیں سوچتے کہ آخر کائنات عالم میں یہ غیر معمولی
تغیر و تبدل یہ ہلچل کیوں ہے کیوں ایک شور محشر برپا ہے کیوں عذاب پر عذاب نازل ہوتا
ہے اس سوال پر سب سے زیادہ غور کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے کیونکہ اہل ایمان کی صفت قرآن مجید میں آیا
ہے وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا
بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ لیکن بڑے تعجب بڑے افسوس سے
یہ کہنا پڑتا ہے کہ سب سے زیادہ غافل مسلمان اسلام کے دعویدار ہیں۔ ان کی پاک کتاب میں سورہ اذا
زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ میں آخری زمانہ کی خبر دی ہے اور بتاتی ہے
کہ اس وقت يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ پے در پے زلزلوں کے
ایسے زمین کانپنے والی ہلانے والی کی آفت نازل ہوگی اور مصیبت پر مصیبت نازل ہوگی۔
یہاں تک کہ انسان گھبرا کر کہے گا مَا لَهَا کیا ہوا ہے اس کو۔ قرآن کے الفاظ پر جس قدر غور کیجیے
زلزلے صرف اپنی ظاہری صورت ہی میں نہیں بلکہ ہر رنگ میں آئے اور آ رہے ہیں
کہ کسی صورت سے بیدار ہوں اور کچھ جیسے بھی ہوں جو یہ تماشہ دیکھ رہے ہیں کس
مسلم کا دل محسوس نہیں کرتا کہ ایک قیامت برپا ہے کون نہیں جانتا کہ وہ حکومت
ترکی میں جو زوال ہے اس سے کس مسلمان کے دل پر چوٹ نہیں لگی ایمان کا تقاضا یہ تھا
مسلمانوں کے آنسو نہیں رکتے ... سب کچھ ہے لیکن وہ ان مصیبتوں سے اصل وجہ
اس کیوں غور نہیں کیا جاتا میں ناظرین کے غور کے لیے چند باتیں اپنے بھائیوں کے سامنے

پیش کرتا ہوں، مگر... خدا ترس دل اسکو پھر غور کرنے کی توفیق دے سکیں تو میں دل سے خلوص کے ساتھ ہمدردی کا شکر ادا کرتا ہوں۔

زلزلہ کی نسبت انجیل میں پیشگوئی

متی باب ۲۴ آیت ۳ تا ۸ تک پڑھ جائیے

"اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا اسکے شاگردوں نے خلوت میں اس پاس آکر کہا ہم سے کہہ کہ یہ کب ہوگا۔ اور تیرے آنے اور زمانہ کے آخر ہونے کا نشان کیا ہے۔ تب یسوع نے جواب میں ان سے کہا خبردار تمہیں کوئی گمراہ نہ کرے . . . . . قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھ آئیگی۔ اور کال اور مری پڑیگی اور جگہ جگہ بھونچال آئینگے، یہ سب کچھ مصیبتوں کا شروع ہے۔ تب وے تمہیں ایذا میں ڈال دینگے۔ اور تمہیں مار ڈالینگے اور میرے نام کے سبب سب قومیں تم سے کینہ رکھیگی۔ اس وقت بہتیرے ٹھوکر کھائینگے"

موجودہ زمانے کے واقعات، لڑائی پر لڑائی، جنگ پر جنگ، بے روزگاری، بے چینی، محنت و سرمایہ کی کشمکش، قحط اور وبا ان کی خوفناک تباہی کیطرف دیکھئے۔ اور ان چند سالوں میں جسقدر بھونچال آئے ہیں اور انھوں نے جو ہولناک تباہی پھیلائی ہیں ایک انبار لگے، دوسری طرف اس پیشگوئی کے الفاظ تو آپ کو یاد دلائینگے کہ واقعی وہ دن آ پہنچے ہیں۔ اور ضرورت ہے کہ مسیح دوبارہ نازل ہو چکا ہو۔ اور اسکے سچے متبعوں سے صرف مسیح موعود کے نام کی وجہ سے تو کینہ کے مورد بڑے بڑے علماء و فضلاء کی وجہ سے ٹھوکر کھا رہے ہیں اور اذیت دینے پر تلے بیٹھے ہیں۔ کوئی ہے جو ... کوئی سعادتمند ہے جو سوچے غور کرے۔ اور حق پر پہنچ جائے

زلزلہ کی نسبت قرآن میں پیشگوئی

پھر ان زلزلوں اور ان زلزلوں میں سے ایک خوفناک زلزلہ کی پیشگوئی قرآن مجید میں موجود ہے۔ جیسا کہ میں پہلے سورہ الزلزال کو پیش کر چکا۔ پھر سورۃ النازعات میں یوم ترجف الراجفۃ تتبعھا الرادفۃ میں بتایا ہے۔ کہ ایک بہت بڑا زلزلہ آئیگا۔ اسکے پیچھے اور بہت زلزلے

ملینگے اور سورج کے ابتدا میں جس قیامت کے زلزلے کا ذکر فرمایا ہے اسکا نمونہ اس زمانہ میں مسیح کے وقت دکھایا جاتا ہے۔ اور میں آپ کو مختلف شہادتوں سے یہ دکھا سکتا ہوں کہ تمام مذاہب کے بڑے بڑے لوگوں نے تسلیم کر لیا کہ ہمارے زمانہ میں ۱۹۰۵ء کا زلزلہ قیامت کا زلزلہ تھا۔

زلزلہ کی پیشگوئی مسیح موعود کی زبان سے جب دنیا میں فسق و فجور کا دور ہو گیا اور کفر و معصیت بڑھ گئی، ظلمت چھا گئی تو سنت اللہ کے مطابق چراغ نبوت نے مشرق سے طلوع کیا تا اس رات کی ظلمات میں روشنی دے۔ جب آریوں کے فرزندوں نے اسکا مقابلہ کیا، اور مسیح کی باتوں کا تمسخر اڑایا اور طرح طرح کے عیب لگائے تو خدا کی غیرت جوش میں آئی اور اس نے اپنے مامور کی زبانی پیشگوئی شائع کرائی جو براہین احمدیہ ۵۵۷ میں درج ہے

"میں اپنی چمکار دکھلاؤنگا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤنگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ الفتنۃ ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوالعزم۔ یعنی ایک فتنہ ہے سو اولوالعزم نبیوں کی طرح صبر کر۔ فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا"

آخری الفاظ میں صاف بتا دیا ہے کہ ان زور آور حملوں میں سے جن سے خدا کے مامور کی سچائی ظاہر ہوگی، ایک وہ تجلی الٰہی ہے جو پہاڑ پر ہوگی اور وہ ریزہ ریزہ کیا جائیگا یعنی زلزلہ

دوسری پیشگوئی پھر اسی براہین کے صفحہ ۵۱۶ میں ہے

"فبرأه اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیھا الیس اللہ بکاف عبدہ فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا واللہ موھن کید الکافرین"

جس سے ظاہر ہے کہ خدا اپنے بندہ کو تہمتوں اور بہتانوں سے بری کر دیگا جو اس پر لگائے جائینگے کیونکہ خدا خود اپنے بندہ کے لئے کافی ہے۔ وہ پہاڑ پر ایک تجلی کریگا اسے پارہ پارہ

کرو گے اور گناہ کے گردوں کو سست کرو گے۔

تیسری پیشگوئی سنہ ۱۹۰۱ء بابت [illegible] کا ذکر ہے پھر [illegible] کو ایک نظم لکھی۔ اس میں اپنی پیشگوئی کو یاد دلایا۔ اور ان ہیبت ناک وحشت انگیز الفاظ میں سنایا

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت ٭ دکھاؤ جلد تر صدق و انابت

کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت ٭ کہ یاد آجائے گی جس سے قیامت

مجھے یہ بات مولیٰ نے بتا دی

فسبحان الذی اخزی الاعادی

سبحان اللہ والحمدللہ۔ ماموروں کی ذات بابرکات بھی کیا رحیم و کریم ہوتی ہے۔ اپنے ستانے والوں اپنے پر عیب لگانے والوں اپنے پر [illegible] اور ان پر غضب [illegible] ہے۔ اور ان ہی کو بار بار خبر دیتے ہیں۔ کہ دیکھو عنقریب [illegible] دنیا پرستی اور عیش و عشرت سے منہ موڑو۔

چوتھی پیشگوئی [illegible] ہے۔ لوگ توبہ نہیں کرتے خدا سے نہیں ڈرتے خدا کا [illegible] دعا کی ہے جو [illegible] صفحہ [illegible] پر مرقوم ہے

یا سماء لم لا تنشق [illegible] ویا ارض لم لا تتزلزلی

لجرمهم [illegible] المجد و [illegible] العرش العلی

وما ابقوا شیئا لسیدنا المصطفیٰ

یعنی اے آسمان تو [illegible] پر کیوں [illegible] نہیں پڑتا۔ اور اے زمین تو ان کے اس جرم پر [illegible] کیوں نہیں [illegible] ان بدبختوں نے [illegible] اور عزت کا [illegible] عیسیٰ کے لیے [illegible] کیا اور سیدنا المصطفیٰ کے لیے کچھ نہ چھوڑا۔

پھر صفحہ [illegible] پر دعا کی قبولیت [illegible] پیشگوئی فرماتے ہیں کہ

فاختار اللہ لهذا الزمان تنبیه الغافلین [illegible]

العذاب وهو ما يخرج من السماء او ما يخرج من
التراب فالقى الرعب فى القلوب مرة بالطاعون
المقعص البتار وطورا بزلازل جعلت لها
جدرات الديار واخرى بطوفان نار انشقت
به الجبال وارتجت به البحار

ترجمہ۔ اسی زمانے میں غافلوں کی تنبیہ کے لیے ایک طرح کا عذاب پسند فرمایا جو آسمان سے نازل ہوکر یا زمین سے نکلے پس کچھ تو ہلاک کرنیوالے تباہی لانے والے طاعون کے حملے اور کچھ زلزلے جن سے سب ممالک کی دیواریں گریں اور کچھ آگ کے طوفان جن سے پہاڑ پھٹ پڑیں اور سمندر طوفان اٹھائیں۔

پانچویں پیشگوئی سنہ ۱۹۰۳ء بھی گزر سنہ ۱۹۰۴ء بھی گزر گیا مگر خلقت کی غفلت کا وہی حال ہے اور سب سے بڑھکر غفلت تو ان کی ہے جو اس کے قرب وجوار میں ہیں سنہ ۱۹۰۳ء کو سنہ ۱۹۰۳ء میں صاف لفظوں میں خدا کا کلام خبر دیتا ہے۔

زلزلہ کا دھکا

یہ الہام الحکم ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵ کالم ۳ میں درج ہے

چھٹی پیشگوئی پھر سنہ ۱۹۰۴ء میں یہ بتانے کے لیے کہ زلزلہ کا دھکا معمولی دھکا نہیں بلکہ وہ تباہ کر دیگا وہ یہ ہے۔ اس دھکے سے ایک حصہ ملک کا تباہ ہو جائیگا اور عمارتیں گر جائینگی۔ اور ایسا ہی وہ پیشگوئی خدا کے نبی پر جو کلام نازل ہوا وہ بدر جلد ۳ نمبر ... مئی سنہ ۱۹۰۴ء صفحہ ۱ کالم ۲ اور اخبار الحکم مورخہ ۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۴ء جلد ۸ کالم ۳ میں درج ہے۔ وہ اسکے الفاظ یہ ہیں۔

"عفت الديار محلها ومقامها"

اس میں واضح پر حال ہے۔ وہ بتاتا ہے کہ ایک خاص حصہ ملک تباہ ہوگا جو مستقل سکونت کی جگہ رہیگی نہ عارضی سکونت اور عفت سے ظاہر ہے کہ وہ حصہ ملک نابود ہوگا اس لئے

پر بعض نادانوں نے اعتراض بھی کیا کہ یہ کسی شاعر کا مصرعہ ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ شاعر نے گذشتہ واقعہ کا ذکر کیا۔ اور خدا کا کلام آئندہ واقعہ کی خبر دے رہا ہے پھر کہا کہ یہ صیغہ ماضی ہے۔ حالانکہ پیشگوئی بالعزم واقعہ ہونیوالی بصیغہ ماضی بیان کی جاتی ہے اور قرآن مجید میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں مثلاً (۱) ونفخ فی الصور (۲) اذ قال اللّٰہ یٰعیسی ابن مریم ءانت قلت للناس (۳) ونادی اصحٰب الجنۃ اصحٰب النار۔ پھر کہا کہ زلزلے آیا ہی کرتے ہیں لیکن یہ خیال کیا کہ دنیا میں کرشمہ ہے جس کی نظیر پہلے نہ تھی۔ اور پھر اس زلزلے کی نسبت تو وہ خود مانتے ہیں کہ اس ملک میں دو ہزار برس سے ایسا کوئی زلزلہ نہ آیا تھا چنانچہ سول ملٹری گزٹ میں بڑی تحقیق کے بعد یہ شائع ہوا کہ جبکہ اس کا مسئلہ [illegible] زلزلے نادر ہو گیا۔ وہ دو ہزار برس سے پہلا آیا تھا۔

ساتویں پیشگوئی جب اب بھی بہت کم لوگ خدا کی طرف متوجہ ہوئے۔ تو حضور کے رسول نے ۲۰ فروری ۱۹۰۶ء کو الوصیۃ کے نام سے ایک آخری اشتہار شائع کیا۔ اور اس میں [illegible] اس الہام کی تشریح فرمائی۔

۲۶ فروری ۱۹۰۶ء کی رات کو پچھلی طرف ۲۷ فروری ۱۹۰۶ء تھی

پہلے بطور کشف دیکھا کہ دو ناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے

میرے منہ پر یہ الہام الٰہی تھا کہ موتا موتی لگ رہی ہے۔ اور مجھے دکھایا گیا کہ یہ عذاب الٰہی سے سب ہونیوالا ہے۔ نہ مستقل سکونت اس کی جگہ رہیگی نہ عارضی سکونت مقاموں پر نہ عارضی سکونت کا [illegible] رہیگی۔

اس سے زیادہ کیا تبلیغ ہو سکتی تھی جو خدا کے رسول نے فرمایا

آٹھویں پیشگوئی پھر ۹ مارچ ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا کہ

"مکذبوں کو ایک نشان دکھایا جائیگا"

نویں پیشگوئی جب منکروں کے لئے ایک عذاب ہے۔ تو ضرور تھا کہ ماننے والوں کے لئے مقابل

تسلی ہو۔ تاکہ وہ جو امور پر ایمان لانے والے ہیں وہ اھم من فشن عزیز و منتی اصدق کے مصداق ہوں۔ اسلئے ساتھ ساتھ مبشر الہام بھی تھے جن میں سے ایک یہ ہے کہ

اسی لست و ولکن لیحت سرتہا

اوپر کے آخری الہام ۵ اپریل ۱۹۰۵ء کو سنایا گیا

اس پیشگوئی کا ظہور جب تو ایسا یہ پیشگوئی اعلان کی جاچکی۔ اور دنیا کے لوگوں کو کھول کر سنا دیا گیا۔ تو خدا نے اپنی قدرت کا جلوہ ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو دکھلایا۔ اسکے لئے میں سلسلہ احمدیہ کے سب سے شدید دشمن کے اخبار اہلحدیث کی عبارت نقل کرونگا۔

دشمن کی شہادت امرتسر، لاہور میں اکثر مکانات قریباً سب پھٹ گئے۔ کئی ایک آدمیوں کا بھی نقصان ہوا۔ محل بھی ضائع ہوئے۔ لوگ دیوانہ وار بھیڑتے تھے۔ دانتوں سے محل چہروں سے خون اڑ چکا تھا۔ مکانوں سے نکل نکل کر میدانوں کو بھاگ رہے تھے۔ غرض قرآن شریف میں جو نمونہ قیامت کا بتلایا گیا ہے (سورہ حج کی ابتدا دیکھو) آیت موصوفہ کے تمام اجزا کا نمونہ تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اکثر لوگوں کے ہوش بحال نہیں ہوئے۔ امرتسر میں سو سال سے زیادہ عمر کے لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا زلزلہ نہ دیکھا نہ سنا۔ دیکھیں اس کے بعد ملک اور مسلمان خصوصاً اس نشان الٰہی سے کیا عبرت پاتے ہیں۔"

یہ عبارت پکار پکار کر شہادت دے رہی ہے کہ زلزلہ ایک نشان تھا۔ اور وہ جو خدا نے فرمایا تھا۔ مکذبوں کو ایک نشان دکھلایا جائیگا۔ اس پر مکذب نے بے اختیار اقرار کر لیا۔ وہی نشان ہے۔ یہ زلزلہ ایسا غیر معمولی زلزلہ ہے کہ نہ دیکھا نہ سنا

دشمن کی تازہ شہادت کہا جا سکتا ہے کہ اس وقت ہوش ٹھکانے نہ تھے۔ اسلئے اہلحدیث نے لکھا گو ۔۔ رمضان ۱۳۲۳ھ کے اپنے مسلمان پرچہ میں ان حقائق کو پھر دہرایا ہے۔ اور اقرار کیا ہے کہ وہ حقیقت میں ۴ اپریل کا زلزلہ ایک عذاب ہی تھا۔ اصل الفاظ نقل کئے

کہہ جاتے ہیں

۴-اپریل ۱۹۰۵ء کے دہشتناک زلزلہ کی یاد

۴ اپریل ۱۹۰۵ء میں جو زلزلہ پنجاب میں آیا تھا اگرچہ اسکو وقوع ہوئے سات سال ہوا اور ہم بھول چکے ہیں تاہم اسکی یاد سے اب بھی دل پر ہیبت چھا جاتی ہے۔ اُسکے خیال سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اسکا تصور آتے ہی قیامت کے ہولناک اور عظیم الشان زلزلہ کا سماں سامنے آجاتا ہے۔ اور زبان پر آیت یَاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ یَوْمَ تَرَوْنَھَا تَذْھَلُ کُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَھَا وَتَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی وَمَا ھُمْ بِسُکٰرٰی وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیْدٌ بے اختیار جاری ہو جاتی ہے۔ . . . . ۴ اپریل کو سورج نکلتے ہی قیامت کا نمونہ ظاہر ہوا۔ زلزلہ اسقدر زور سے آیا کہ انسان و حیوان قریباً ۲ منٹ تک دیوانہ وار گردش کرتے رہے۔ پھر تمام روز و شب بلکہ ۵ اپریل کی صبح تک کئی دفعہ حرکات آتی رہیں . . . . . کانگڑہ کی تباہی سرکاری رپورٹ منظر ہے کہ کانگڑہ اور بھون کا ہر ایک مکان زلزلہ سے مسمار ہو گیا . . . . . کانگڑہ میں اب صرف پانچسو آدمی زندہ موجود ہیں ۱۹۰۱ء میں قصبہ کانگڑہ کی آبادی ۴۷۴۶ آدمیوں کی تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قصبہ کانگڑہ ہی کے ۴ ہزار سے زیادہ باشندے مر گئے . .

. . پھر خبر آئی کہ دھرمسالہ کی تین ہزار آبادی میں سے صرف ۲ سو یا ۳ سو آدمی زندہ بچے ہیں باقی بالکل منہدم ہو گیا ایک سو آدمی پالمپور کے بازار میں دب کر مر گئے تحصیل پالمپور میں تین ہزار آدمی ہلاک ہوئے کانگڑہ کی تحصیل میں تین ہزار آدمی مر گئے کَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ [illegible] لکھی میں زلزلہ کیوجہ سے مکانوں کے گرنے سے ۲۲ [illegible] اور [illegible] سو ہندوستانی مر گئے فَمَا اَغْنٰی عَنْھُمْ [illegible]

۴ اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ سینکڑوں میلوں تک محسوس ہوا جانب غرب کشمیر و چترال تک جانب جنوب دہلی و ملتان تک اور جانب شرق براؤن [illegible] تک خاصی حرکت محسوس ہوئی۔ ۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو زلزلہ کے ایک اور سخت صدمے سے [illegible] کانگڑہ بالکل برباد

اور ویران کر دیا۔ تمام مکانات منہدم ہو گئے۔ . . . . . . اپریل کو سوا چھ بجے صبح کے پھر ایسا زور کا زلزلہ آیا جس سے بھاگسو تا لقہ کا مستقر جو کوہ ہمالیہ کے دامن میں تھا غرق ہو گیا۔ آخری خبر یہ تھی کہ زلزلے سے تحصیل کانگڑہ میں سترہ ہزار اور صوبہ پنجاب میں بیس ہزار آدمیوں کی موت بیان کی جاتی ہے

میں نے یہ مضمون کیوں لکھا؟

حضرات یہ واقعہ تو ختم ہو چکا ہے۔ مگر میں نے یہ مضمون اس لئے لکھا ہے تا آپ خدا کے مامور و مرسل مسیح خدا کے نبی کی پیشگوئی زبردست پیشگوئی پر ایمان لاویں اور یقین کریں کہ فلا یظھر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول کے مطابق جس پر اس غیب کی خبر کا اظہار پایا گیا وہ ضرور ہے کہ وہ خدا کا مرتضیٰ فرستادہ و مقبول ہو پھر ان نشانوں کے دکھانے کا جو اصل مقصد ہے یعنی تقویٰ وہ اپنے اندر پیدا کریں۔

اس زلزلے کے علاوہ اور زلزلے

جو لوگ اس زلزلہ کو دیکھ کر ابھی شوخی و شرارت سے باز نہ آئے تو خدا کے مرسل نے بتایا کہ ابھی اور بہت سے زلزلے آنیوالے ہیں اور ایک زلزلہ تو نمونۂ قیامت ہوگا۔ پھر یہ زلزلے صرف اسی ملک ہند میں نہیں بلکہ دنیا کے ہر ایک حصے میں آئینگے۔ تا سب خواب غفلت سے بیدار ہوں سب پر حجت الٰہی کا اتمام ہو۔ پیشگوئی کرنیوالے کا نام مشہور ہو۔ الہام ہو۔ چنانچہ آپ نے متواتر کئی اشتہار شائع کئے۔ ... اللہ حوت لنذہ ومن فی السماء۔ البلاء جنکے مضامین پڑھنے والوں کو بھولے نہ ہونگے۔ اور اپنی نظم میں یہ اشعار بھی لکھے کہ ؎

وہ چمک دکھلائیگا اپنے نشاں کی پنجبار ٭ وہ خدا کا قول ہو سمجھو گے سمجھائیگے دن

اپنے اپنے غیرت عمل کی تقیں دکھلا دیگی ٭ ہر طرف یہ آفت جاں ہاتھ پھیلائیگی ہو

پہلے شعر سے ظاہر ہے کہ پانچ زلزلے بہت بڑے آنیوالے ہیں۔ دوسرے شعر سے یہ امر کھلتا ہے کہ ملک ہند ہی کی خصوصیت نہیں۔ ہر طرف یہ آفت ہاتھ پھیلانے والی ہے

نئی دنیا کا زلزلہ

چنانچہ اسکے بعد نئی دنیا میں بھی زلزلہ ... خوفناک زلزلہ آیا چنانچہ پچھلے اخبار

(سانفرانسسکو عملی طور پر برباد)

کہتا ہے :-

سانفرانسسکو عملی طور پر برباد ہو گیا۔ وہ اب بے شمار ہو گئی ہے۔ اس وقت دو لاکھ آدمی بے خانماں ہیں۔ تمام گرد و نواح بستیوں کے مکانات برباد ہو گئے دفتریوں کے مکانوں کا کیا ذکر۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ دو ہزار آدمی ہلاک ہو گئے ؎

ترکی میں تباہی انگیز زلزلہ

ترکی میں بھی زلزلہ بہار کے موسم میں اسی طرح جزیرہ میں بھی پھر جوش مار دیا۔ وہ خوفناک ہلچل مچا دیا۔ پھر یہ سلسلہ یہاں ختم نہیں ہو گیا بلکہ حال میں قسطنطنیہ سے ایشیا کوچک تک تمام درمیانی ملک میں سخت زلزلہ آیا جس کی کیفیت مسلمان شائع شدہ کا اخبار یوں لکھتا ہے۔

۱۰ اگست ۱۹۱۲ء کی صبح کو قسطنطنیہ میں نہایت شدت کا زلزلہ آیا جو اپنی دہشت اور تباہی کے باعث ہم پہلی کے زلزلے سے اگر زیادہ نہیں تو اسے یاد کرا دینے والا ضرور ہے۔

پھر لکھا ہے کہ زلزلہ کے نقصانات کا سب سے آخری تخمینہ مقتولین اور زخمیوں کی تعداد سات سو ہے۔ مگر وہ تخمینہ بتاتا ہے کہ اناطولی کے جنوب مغربی حصے میں جہاں زلزلے سب سے زیادہ نقصان ہوا ہے پانچ ہزار آدمی بے خانماں ہیں۔ زلزلہ زدہ قسطنطنیہ کے ہسپتالوں میں داخل کئے گئے ۔ ۔ ۔ ۔ یہ قسطنطنیہ میں آج دو ہفتے میں ایک نظیر ہے جو بشارت مسیح ہے ؎

ہو گئی ہیں اسکا موجب میرے جھٹلانیکے دن

صاحبان! اب آپ خدارا غور فرمائیں۔ اور ان اشتیاق کے رہنے والے خصوصیت سے توجہ کریں کہ عذاب پر عذاب کیوں نازل ہو رہا ہے۔ خدا نخواستہ آپ ہرگز نہیں کہ آپ اسے خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کریں۔ آپ خدا نخواستہ دکا نہیں ہوتے تھے قدس سرہ العزیز۔ والسلام۔ غرض اس عذاب کی کوئی وجہ ضرور ہے۔ ہم سامعین اب قرآن مجید ہی سے تلاش کرتے ہیں۔ اس میں ہمارا مولیٰ فرماتا ہے

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ
یعنی اب کسی بستی کو ظلم سے ہلاک نہیں کرتا۔ بحالیکہ اس کے بسنے والے بے خبر ہوں۔ یعنی بے خبری کی حالت میں عذاب نہیں دیتا بلکہ کسی وقت عذاب دیتا ہے جبکہ اپنے رسول کے ذریعے پہلے خبر دے لیتا ہے کہ جہاں ہیں وہ گندے عقیدے ہیں ان سے باز آجاؤ چنانچہ فرمایا۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ ہم کبھی عذاب نہیں دیا کرتے جب تک کہ کسی رسول کو مبعوث نہ کریں۔ اسی بات کو کھول کر دوسرے مقام پر بیان فرمایا ہے۔ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ (القصص)۔ ترجمہ یعنی ہم بستیوں کو ہلاک نہیں کرتے اور عذاب نہیں دیتے تاوقتیکہ ان کی ام میں کوئی رسول مبعوث نہ کریں جو ہماری آیات پڑھ پڑھ کر سنائے اور ہم بستیوں کو ہلاک کرتے ہیں اسی صورت میں کہ اس کے اہل ظالم ہوں۔ اب خود فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں سب سے بڑھ کر ظالم کون ہے۔ وہی جو صدق کا انکار کرے۔ صادق کی تکذیب کرے۔ چنانچہ فرماتا ہے فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ۔ یعنی اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ پر افترا کرے اور صدق کو جھٹلائے کیا ایسے کافروں کا ٹھکانا دوزخ نہیں اور فرمایا وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ
اس میں اس سوال کا جواب بھی آگیا کہ اگر زلزلے وغیرہ مصیبتیں گناہوں کی وجہ سے آتی ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس سے پہلے نہ آتی تھیں۔ یا فلاں ملک میں کیوں زلزلہ آیا اور فلاں میں کیوں نہیں آیا۔ کیونکہ خدا کے کلام نے بتا دیا کہ گناہوں کی کثرت کے علاوہ اتمام حجت بذریعہ رسول ضروری ہے اور پھر سب سے بڑھ کر گناہ ماموروں کا انکار ہے۔ جو صرف ان چند سالوں میں لوگوں سے سرزد ہوا۔

بیرونی ممالک کے زلازل کی وجہ بھی تکذیب ہے

باقی یہ کہ آپ کہتے ہیں کہ اور امریکہ یا ترکی میں جو زلزلے آئے ہیں ان کا کیا قصہ۔ ان میں سے اکثر کو تو مسیح موعود کا علم نہیں تکذیب کیسی اور ان کا کیا گناہ۔ اس کا جو جواب حضرت اقدسؑ نے دیا ہے۔ وہی نقل کر دیا جاتا ہے۔

ہاں میں کہتا ہوں کہ میری تکذیب ان زلزلوں کے ظہور کا باعث ہوئی ہے بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے تمام نبی اس بات پر متفق ہیں کہ عادت اللہ ہمیشہ سے اسی طرح پر جاری ہے کہ جب دنیا پر ایک قسم کے گناہ کرتی ہے اور بہت سے گناہ اسکے جمع ہو جاتے ہیں تب اس زمانہ میں خدا اپنی طرف سے کسی کو مبعوث فرماتا ہے اور کوئی حصہ دنیا کا اسکی تکذیب کرتا ہے تب اسکا مبعوث ہونا دوسرے شریر لوگوں کو سزا دینے کے لئے بھی جو پہلے مجرم ہو چکے ہیں ایک محرک ہو جاتا ہے اور جو شخص اپنے گزشتہ گناہوں کی سزا پاتا ہے اسکے لئے اس بات کا علم ضروری نہیں کہ اس زمانہ میں خدا کی طرف سے کوئی نبی یا رسول بھی موجود ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولا۔ پس اس سے زیادہ میرا مطلب تھا کہ ان زلزلوں کا موجب میری تکذیب ہو سکتی ہے۔ یہی قدیم سے سنت اللہ ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ سو سان فرانسسکو وغیرہ مقامات کے رہنے والے جو زلزلہ اور دوسری آفات سے ہلاک ہو گئے ہیں اگرچہ اصل سبب ان پر عذاب نازل ہونے کا ان کے گزشتہ گناہ تھے مگر یہ زلزلے ان کو ہلاک کرنے والے میری سچائی کا ایک نشان تھے کیونکہ قدیم سنت اللہ کے موافق شریر لوگ کسی رسول کے آنے کے وقت ہلاک کئے جاتے ہیں۔ ماسوا اس کے پہلے نبیوں نے اور بہت سی پہلی کتابوں میں یہ خبر دی تھی کہ میرے زمانہ میں دنیا میں بہت

غیر معمولی زلزلے آئینگے۔ اور دوسری آفات بھی پڑینگی۔ اور ایک زمانہ سے پاک ہو جائیگی پس اس میں کیا شک ہے کہ میری پیشگوئیوں کے بعد دنیا میں زلزلوں اور دوسری آفات کا سلسلہ شروع ہو جانا میری سچائی کے لیے ایک نشان ہے یاد رہے کہ خدا کے رسول کی خواہ کسی حصہ زمین میں تکذیب ہو۔ مگر اس تکذیب کے وقت دوسرے مجرم بھی پکڑے جاتے ہیں جو اور ملکوں کے رہنے والے ہیں جنکو اس رسول کی خبر بھی نہیں جیسا کہ نوح کے وقت میں ہوا۔ کہ ایک قوم کی تکذیب سے ایک دنیا پر عذاب آیا۔ بلکہ پرند چرند بھی اس عذاب سے باہر نہ رہے

غرض عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جب کسی صادق کی حد سے زیادہ تکذیب کیجائے یا اسکو ستایا جائے۔ تو دنیا میں طرح طرح کی بلائیں آتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی تمام کتابیں یہی بیان فرماتی ہیں۔ اور قرآن شریف بھی فرماتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ کی تکذیب کیوجہ سے مصر کے ملک پر طرح طرح کی آفات نازل ہوئیں جوئیں برسیں۔ مینڈک برسے۔ خون رہا۔ اور عام قحط حالانکہ ملک مصر کے دور دراز کے باشندوں کو حضرت موسیٰ کی خبر بھی نہ تھی اور نہ انکا اس میں کچھ گناہ تھا۔ اور نہ صرف وہ بلکہ تمام مصریوں کے پہلوٹھے بچے مارے گئے۔ اور فرعون ایک مدت تک ان آفات سے محفوظ تھا۔ اور جو محض بے خبر تھے۔ وہ پہلے مارے گئے۔ اور حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں جن لوگوں نے حضرت عیسیٰ کو صلیب سے قتل کرنا چاہا تھا۔ اس وقت یہاں یہودی بھی تھے اور وہ آرام سے زندگی بسر کرتے رہے لیکن چالیس برس تک جب نصف صدی گزرنے پر تھی تو طیطوس رومی کے ہاتھ سے ہزاروں یہودی قتل کئے گئے اور طاعون بھی پڑی۔ اور قرآن شریف سے ثابت ہے کہ یہ عذاب محض حضرت عیسیٰ کی وجہ سے تھا۔

ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں سات برس تک قحط پڑا اور اکثر اس قحط میں غریب بھی مارے گئے اور بڑے بڑے سردار مخالف بھی جو دکھ دینے والے تھے مدت تک عذاب کے نیچے رہے۔ خدا کی قدیم سے سنت اسی طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی خدا کی طرف سے آتا ہے اور اس کی تکذیب کی جاتی ہے تو طرح طرح کی آفتیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں جن میں اکثر ایسے لوگ پکڑے جاتے ہیں جن کا اس تکذیب سے کچھ تعلق نہیں۔ پھر رفتہ رفتہ ائمۃ الکفر پکڑے جاتے ہیں اور سب سے آخر بڑے شریروں کا وقت آتا ہے اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اشارہ فرمایا ہے۔ انا نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا یعنی ہم آہستہ آہستہ زمین کی طرف آتے جاتے ہیں۔ اس میرے بیان میں ان بعض نادانوں کے اعتراضات کا جواب آگیا ہے جو کہتے ہیں کہ تکذیب تو مولویوں نے کی تھی اور غریب آدمی طاعون سے مارے گئے اور کانگڑہ اور بھاگسو کے پہاڑ کے صدہا آدمی زلزلہ سے ہلاک ہو گئے۔ ان کا کیا قصور تھا۔ انہوں نے کونسی تکذیب کی تھی۔ سو یاد رہے کہ جب خدا کے کسی مرسل کی تکذیب کی جاتی ہے خواہ وہ تکذیب کوئی خاص قوم کرے یا کسی خاص حصہ زمین میں ہو۔ مگر خدا تعالیٰ کی غیرت عام عذاب نازل کرتی ہے اور آسمان سے عام طور پر بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اصل شریر پیچھے سے پکڑے جاتے ہیں جو اصل مبدء فساد ہوتے ہیں جیسا کہ ان قہری نشانوں سے جو حضرت موسیٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے فرعون کا کچھ نقصان نہ ہوا صرف غریب مارے گئے لیکن آخر کار خدا نے فرعون کو مع اس کے لشکر کے غرق کیا۔ یہ سنت اللہ ہے جس سے کوئی واقف کار انکار نہیں کر سکتا۔

خدا کا مامور اتمام حجت کر چکا

باقی رہا یہ امر کہ دعوت پہنچ جانے سے کیا مراد ہے۔ اسکا جواب بھی حضرت مسیح موعود نے خود ہی دیا ہے۔ وہو ہٰذا

دعوت پہنچانے میں دو امر ضروری ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ وہ شخص جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔ وہ لوگوں کو اطلاع دیوے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ اور انکو انکی غلطیوں پر متنبہ کرے۔ کہ فلاں فلاں اعتقاد میں تم خطا پر ہو۔ یا فلاں فلاں عملی حالت میں تم سست ہو۔ دوسرے یہ کہ آسمانی نشانوں اور دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے اپنا سچا ہونا ثابت کرے اور عادت اللہ اس طرح پر ہے کہ اول اپنے نبیوں اور رسولوں کو اس قدر مہلت دیتا ہے کہ دنیا کے بہت سے حصہ میں انکا نام پھیل جاتا ہے اور انکے دعوے سے لوگ مطلع ہو جاتے ہیں۔ اور پھر آسمانی نشانوں اور دلائل عقلیہ اور نقلیہ کے ساتھ لوگوں پر اتمام حجت کر دیتا ہے۔ اور دنیا میں بخارق عادت طور پر شہرت دینا اور روشن نشانوں کے ساتھ اتمام حجت کرنا خدا تعالیٰ کے نزدیک غیر ممکن نہیں جس طرح تم دیکھتے ہو کہ یکدم میں آسمان کے ایک کنارہ سے بجلی چمکتی اور دوسرے کنارہ تک پھیل جاتی ہے۔ اسی طرح خدا کے حکم سے خدا کے رسولوں کو شہرت دی جاتی ہے۔ اور خدا کے فرشتے زمین پر اترتے اور سعید لوگوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں۔ کہ جس راہ کو تم نے اختیار کر رکھا ہے۔ وہ صحیح نہیں ہے تب ایسے لوگ راہ راست کی تلاش میں لگ جاتے ہیں۔ اور دوسری طرف خدا تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ اسکے امام وقت کی خبر ان لوگوں تک پہنچ جاتی ہے۔ بالخصوص یہ زمانہ تو ایسا زمانہ ہے۔ کہ چند دنوں میں ایک نامی ڈاکو کی بھی بدنامی کے ساتھ تمام دنیا میں شہرت ہو سکتی

ہیں جو لوگ خدا تعالیٰ کے بندے دین کے ساتھ ہر وقت خلا ہیں وہ اس دنیا میں شہرت نہیں پا سکتے اور مخفی رہتے ہیں۔ اور خدا کی شہرت پر قادر نہیں ہوتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا فضل ایسے طور سے میرے شامل حال ہے۔ کہ میری تمام حجت کے لئے اور اپنے نبی کریم کے اشاعت دین کے لئے خدا تعالیٰ نے وہ سامان مقرر کر رکھے ہیں کہ پہلے اس سے کسی نبی کو میسر نہیں آئے تھے چنانچہ میرے وقت میں ممالک مختلفہ کے باہمی تعلقات بباعث سواری ریل اور تار اور انتظام ڈاک اور انتظام سفر آگبوٹ اور دیگر اسقدر بڑھ گئے ہیں کہ گویا اب تمام ممالک ایک ہی ملک کا حکم رکھتے ہیں بلکہ ایک ہی شہر کا حکم رکھتے ہیں اور ایک شخص اگر سیر کرنا چاہے۔ تو تھوڑی مدت میں تمام دنیا کا سیر کر کے آ سکتا ہے۔ اسوا اس کے کتابوں کا لکھنا ایسا سہل اور آسان ہو گیا ہے کہ ویسی ایسی چھاپہ کی کلیں ایجاد ہو گئیں ہیں کہ جس کسی ضخیم کتاب کے چند جز سو برس میں بھی نہیں لکھ سکتے تھے اسکے کئی ہزار نسخے ایک دو برس میں لکھے سکتے ہیں اور تمام ملک میں شائع ہو سکتے ہیں۔ اور دوسری ایک پہلو سے تبلیغ کے لئے بھی اسقدر آسانیاں ہو گئی ہیں کہ ہمارے ملک میں آج سے سو برس پہلے انکا نام و نشان نہ تھا۔ اور آج سے پہلے اگر پچاس برس پر نظر ڈالی جائے تو ثابت ہوگا کہ اکثر لوگ ناخواندہ اور جاہل تھے۔ مگر اب بباعث کثرت مدارس کے جو دیہات میں بھی قائم کئے گئے ہیں اسقدر استعداد لوگوں کو حاصل ہو گئی ہے کہ وہ دینی کتابوں کو بڑی آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ اور میری طرف تبلیغ کی کاسہ الله ہوئی ہے۔ کہ میں نے پنجاب اور ہندوستان کے بعض شہروں جیسے امرتسر لاہور جالندھر سیالکوٹ اور دہلی لودھیانہ وغیرہ میں بڑے بڑے مجمعوں میں خوب جا کر خدا تعالیٰ کے پیغام کو پہنچا دیا ہے اور ہزارہا انسانوں

کے سوا دو اسلامی تعلیم کی خوبیاں پیش کی ہیں اور شرک کے قریب کتابیں عربی
اور فارسی اور اردو اور انگریزی میں حقانیت اسلام کے بارہ میں آپ کی طرف سے ایک
لاکھ کے قریب ہو گی تالیف کرکے ممالک مختلفہ میں شائع کی ہیں اور اسی
مقصد کے لئے کئی لاکھ اشتہار شائع کیا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل اور
اسکی ہدایت سے تین لاکھ سے زیادہ لوگ میرے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں سے
اہنک توبہ کر چکے ہیں اور اسقدر سرعت سے یہ کارروائی جاری ہے کہ ہر ایک
ماہ میں صدہا آدمی بیعت میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور ہمارے سلسلہ سے
غیر ملکوں کے لوگ بیخبر نہیں ہیں بلکہ ممالک امریکہ اور یورپ کے اور دوسرے
ملکوں تک ہماری دعوت پہنچ گئی ہے یہاں تک کہ امریکہ میں کئی لوگ ہماری
جماعت میں داخل ہو چکے ہیں اور خود انہوں نے غیر معمولی ارادوں کی پیشگوئیوں
کو ہمارے نشانوں کا ثبوت دینے کے لئے امریکہ کے ہی اخبارات میں شائع
کرایا ہے۔ اور یورپ کے بعض لوگ بھی ہماری جماعت میں داخل ہیں اور
اسلامی بلاد کا تو کیا ذکر کریں کہ اب تک جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے اکثر
زیادہ تین لاکھ سے اس جماعت میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور ہزارہا انسانوں
سے لوگ اطلاع پا چکے ہیں اور اکثروں میں صلاحیت اور نیکبخت ہیں۔

آخری درخواست مندرجہ بالا تحریر پڑھکر کوئی شخص یقین کر سکتا ہے کہ کیا کوئی شخص عقلمند تو
نہیں سمجھیں گے یہ مسیح موعود کی صداقت کا نشان نہیں ہو سکتا۔ اور کیوں ہم یہ تسلیم نہیں
رکھتے کہ لوگو خدا کے اس بیان کو دیکھو کہ خدا اپنے مامور کی صداقت کے نشان پر نشان
دکھاتا ہے۔ اگر ہندوستان کا زلزلہ امریکہ کا زلزلہ اور پھر یورپ اسلامیہ کا آخری زلزلہ ہے اس امر
کی طرف متوجہ نہیں کر سکتا کہ کوئی رسول آیا ہے جس کے ہوتے یہ عذاب آ رہا ہے۔ اور
خود ہم سے کوئی ایسا الگ ماہ ور نہیں ہوا اس سے پہلے نہیں ہوا تھا تو کیا زلزلہ کی موجودہ حیثیت

ہے سکا، خوفناک تباہی بیگر زلزلہ بھی اس طرف متوجہ نہیں کر سکتا، کہ وہ اس فرستادہ کی تلاش کریں۔ جو ان زلزلوں کی آمد کا اعلام ۱۹۰۵ء سے یعنی ۳۰ سال قبل دے چکا ہے۔ شملہ اور کانگڑہ کے آوت زلزلہ شناسی نے تو ہر اگست کی پیشگوئی کر دی کہ کہیں زلزلہ آیا ہے۔ مگر ایک تم میں تھا جس نے کئی سال پہلے بتایا کہ زلزلہ بلکہ زلزلے آنے والے ہیں۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ توبہ کرو، تا بچائے جاؤ۔ کوئی سعادت مند روح ہے جو ان پکے واقعات پر غور کرے۔ کوئی رشید ہے جو میری اس تمام تحریر کو پڑھ کر اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرے کوئی خدا سے ڈرنے والا ہے جو ان درد دل سے لکھے ہوئے کلمات سے فائدہ اٹھائے؟

دو نئی تصنیفوں کی اطلاع

روحانی طبیب | کے مخلص آپ کے خادم محمد ... نے ایک رسالہ ... کے نام سے لکھا ہے جس میں مفصلہ ذیل روحانی امراض (حرص، بخل، حرام خوری، تکبر، ریا، زنا، جھوٹ) کا علاج قرآن شریف و احادیث شریف سے بتایا گیا ہے۔ اپنی طرز کی پہلی تالیف ہے۔ مجھے اپنے احمدی احباب سے بہت ہی محبت کے بھروسے ہیں۔ توقع امید ہے کہ وہ اس کی اشاعت میں سعی بلیغ فرماوینگے۔ لوگ جسمانی بیماریوں اور حفظ ماتقدم کے لئے بیسیوں روپے خرچ کر دیتے ہیں کیا روحانی بیماریوں کے علاج کے لئے ... کے پیسے نہیں خرچ کئے جا سکتے۔ دفتر تشحیذ الاذہان قادیان سے ملے

ہدایات در بارہ مسائل | یہ رسالہ ... سنت احمدیہ کے نام سے لکھا تھا جس میں نماز روزہ زکوٰۃ کے مسائل مرقوم ہیں۔ ہر مسئلہ کی قرآن شریف یا حدیث سے دلیل دی ہے اور فرقہ ثانی بین تحصیل سے استدلال کرتے ہیں ... بیان ... لکھ دی ... حق ہے ... اس کو ... دیکھا ہے جس میں ... خرید و فروخت، قرض، امانت، وراثت، اجارہ غرض ہر قسم کے معاملات کے مسائل قرآن و حدیث سے لکھے ہیں۔ اور ... تعلیم ... کی ہے حضرت خلیفۃ المسیح نے اسے بہت مفید فرمایا ہے ... کی ... قیمت ... ہے۔ یہ رسالہ دفتر تشحیذ الاذہان قادیان ضلع گورداسپور سے مل سکتا ہے

نوٹ۔ دونوں کتابوں کے ... کے ... سال ... ملتی ہیں

الملاحم

ملاحم جمع ہے ملحمہ کی جس کے معنی جنگ وجدال کے ہیں۔ کتب احادیث اہل سنت والجماعت میں قرب قیامت کی پیشگوئیوں میں ملاحم کے ذکر میں خاص مستقل ابواب ہیں۔ آج اس مضمون میں کتب شیعہ سے کچھ ذکر کیا جاتا ہے چونکہ مسلمانوں کی بدقسمتی سے اس وقت بہت سے اسلامی ممالک پر دشمنوں کا ہجوم ہو رہا ہے۔ اور سیاست اسلامی معرض خطر میں ہے۔ عراق جس اور ترکی اور ایران اور عتبہ مقدس کے عبرت انگیز واقعات دنیا کے ظہور پذیر ہو چکے ہیں غرض ایک عالمگیر تباہی ہے جس کا انجام خدا جانے کیا ہوگا۔ علمائے فریقین خاموش ہیں وہ اس ناگہانی زوال قوم کے اسباب نہ خود بتا سکتے ہیں۔ نہ اپنی کتابوں سے تلاش کر کے کوئی تکلیف گوارا کرتے ہیں چونکہ ہر ایک شخص اپنے مذاق کے مطابق بات کہنے پر ایک حد تک مجبور ہوتا ہے۔ خاکسار اپنے شیعہ احباب کی اصلاح اور توجہ کی غرض سے ایک دو پیشگوئیوں کو ان کی کتب معتبرہ سے نکال کر ذیل میں درج کرتا ہے جس سے نہ صرف شیعوں کو بلکہ اہلسنت کو بھی عبرت ہو۔

کتاب جامع الاخبار جو رئیس المحدثین اہل تشیع محقق شیخ ابن بابویہ قمی متوفی ۳۸۱ھ کی پچاس برس پیشتر کی مشہور تالیف ہے۔ اس میں جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ ہم نے رسول صلعم کے ساتھ حجۃ الوداع کا حج کیا۔ پس جب کہ آنحضرت صلعم فرائض حج سے فارغ ہو کر وداع کعبہ کے پاس آئے تو اس کے دروازہ کی زنجیر پکڑ کر کھڑے ہو گئے۔ اور بلند آواز سے پکار کر کہا یا ایہا الناس! پس مسجد و بازار کے لوگ جمع ہو گئے۔ تو فرمایا رسول صلعم نے کہ تم کو کچھ وہ باتیں بتاتا ہوں جو میرے بعد واقع ہونے والی ہیں پس جو حاضر ہے وہ غائب کو اس سے مطلع کر دے۔ پھر رسول صلعم رو پڑے یہاں تک کہ سب لوگ بھی رونے لگے جب رونے سے فارغ ہوئے تو فرمایا جانو اے لوگو! اللہ تم پر رحم کرے کہ آج تمہاری مثال اس پتے کی مانند ہے جس کے ساتھ کوئی کانٹا نہ ہو یہی حالت رہے گی ایک سو چالیس برس تک

پھر اسکے بعد دو سو برس تک پتھر کا شاہ ہوگا پھر اسکے بعد کا زمانہ ایسا ہوگا کہ کانا ہی کانا ہوگا پتا نہ لگیگا
اس زمانہ اور کچھ نہ ہوگا مگر سلطان وقت ظالم اور دولتمند بخیل اور عالم مال کے خواہشمند اور فقیر جھوٹ
بولنے والے اور بڑے فاسق فاجر اور لڑکے شوخ چشم اور عورتیں بے حیا پھر آنحضرت صلعم روئے
تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے کے عرض کی یا رسول اللہ فرمایئے یہ کب ہوگا
تو فرمایا جناب رسول صلعم نے جبکہ علما کم ہو جائیں اور قاریان قرآن چل بسیں اور تم زکوٰۃ کا دینا
چھوڑ دو اور تمہاری بدیاں ظاہر ہو جائیں اور تمہاری آوازیں تمہاری مسجدوں میں بلند
ہونے لگیں اور دنیا کے مقاصد کو تم سروں پر اٹھا لو اور علم کو پامال کر دو اور تمہاری باتیں ملا
جھوٹ ہوں اور غیبت تم کو مرغوب ہو اور حرام مال کو غنیمت جاننے لگو اور بڑے چھوٹوں
پر رحم نہ کریں اور تمہارے چھوٹے بڑوں کی عزت نہ کریں تو اس وقت تم پر خدا کی لعنت اتر
پڑیگی اور تم میں آپس میں لڑائی جھگڑے پیدا ہو جائیں اور دین فقط تمہاری زبانوں پر ہی
رہ جائے جب یہ علامات تم میں آجائیں تو سرخ آندھی کے منتظر رہو اور مسخ کے یا پتھر برسنے
کے اور اس امر کی تصدیق کلام الٰہی سے ہوتی ہے کہ فرمایا قل ھو القادر علیٰ
ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم
شیعا و یذیق بعضکم باس بعض انظر کیف نصرف الآیات
لعلھم یفقھون۔ پھر چند صحابہ آپ کے آگے استادہ ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ
ہمکو فرمایئے یہ کب ہوگا تو آپ نے فرمایا جب نمازوں میں دیر کی جائیگی اور نفسانی
خواہشوں کی تابعداری کیجائے اور قہوہ خانوں کا رواج ہو اور اصل الفاظ حدیث شرب القہوات
اور ماں باپ کو برا بھلا کہا جائے اور حرام کو غنیمت جانیں اور زکوٰۃ کو جرمانہ جانیں اور
مرد اپنی عورتوں کی اطاعت کرنے لگیں اور ان مریدی اور اپنے ہمسایہ پر ظلم اور رحمیں اور
قطع رحمی کیجائے اور اکابر بزرگوں سے مروت جاتی رہے اور چھوٹوں سے حاکم ہو جائے
اور دنیا دین مقصود کی جائے اس کی تصدیق کلکتہ جیسے شہروں میں خوب ہو رہی ہے جب کبار

دفاتر اور دکانوں کی بنیادیں خاص اہتمام اور بصرف زر کثیر تیار کیجاتی ہیں۔ ہائی کورٹ کلکتہ کے سامنے ایک عمارت بن رہی ہے جس کی بابت ایک دوست نے مجھکو بتلایا کہ ٹھیکیدار کمپنی نے بہ ہزار روپیہ تک کی ذمہ واری لی ہے) اور غلاموں اور کنیزوں پر ظلم کیا جائے۔ اور جھوٹی شہادتیں دیں اور بے انصافی سے فیصلے کریں۔ اور لڑکا اپنے باپ کو برا کہے۔ اور بھائی بھائی سے حسد کریں۔ اور شریک (حصہ دار) خیانت سے کام کریں (کئی کمپنیوں اور کئی بنکوں کے آئے دن کے دیوالے شاہد ہیں) وفا کم ہوجائے اور زنا عام ہو جائے۔ اور مرد عورتوں کے لباس سے زینت پکڑیں اور حیا کے پردے اٹھ جائیں (تھیٹر، نکل کمپنیوں اور آتشی تماشوں میں یہ منظر عام ہیں) اور کبر دلوں کے اندر سرایت کر جائے جیسے زہر جسم کے اندر اور بھلائی کم ہو جائے۔ اور جرائم کا زور ہو جائے۔ اور مال خرچ کر کے لوگ اپنی تعریف کے طالب ہوں (اکثر خطابوں کے حریص ایسا ہی کر رہے ہیں اور گوے بجانے میں مال خرچ کیا جاوے) آخرت کو چھوڑ کر دنیا میں مشغول ہو جائیں۔ تقویٰ کم ہو جائے۔ لالچ بڑھ جائے۔ اور جنگ و جدل کثیر ہوں (اصل الفاظ، کثرت الطمع و الہرج و المرج) (موجودہ قتل و غارت یورپین اقوام اکثر جو د میں کر رہی ہیں۔ اسکی پیشگوئی ہو رہی ہے) صبح کریگا مومن حالانکہ وہ ذلیل ہوگا۔ اور منافق معزز ہوگا۔ مسجدوں میں اذانوں کی گونج ہو گی لیکن دل ایمان سے خالی ہونگے کیونکہ قرآن کو استخفاف کیا جائیگا (ایڈیٹر صاحب اصلاح نے تھوڑا عرصہ ہوا قرآن کو محرف اور ناقص ثابت کرنے کے لئے ایک خاص رسالہ لکھا ہے۔ اسکے سینکڑوں ناظرین اور انکے احباب پر اسکا کیسا برا اثر پڑا ہوگا) اور اسکے اثر سے مومن کی یہ حالت ہو جائیگی پس اسوقت اے مخاطب تو دیکھیگا کہ ان کے چہرے آدمیوں کے سے ہیں مگر دل انکے شیطانوں کے سے ہیں۔ انکی زبانیں شہد سے بھی میٹھی لیکن ان کے دل حنظل سے بھی زیادہ تلخ (آجکل کے اکثر علماء، صوفیاء، واعظین و لیکچرار شاہد حال ہیں) وہ بھیڑیئے ہیں اوپر سے کپڑے پہنے ہوئے کوئی دن نہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرمائیگا کیا تم بہکے جاتے ہو

کیا مجھ پر جسارت کرتے ہو۔ افحسبتم انما خلقنٰکم عبثا و انکم الینا لا ترجعون۔ اور تقوے ہمیشہ اپنے امیروں کے ذریعے کلام کرتا ہے۔ چنانچہ اس نے اس زمانہ کے امور پر وحی کی اور اس نے رسالت صلی اللہ علیہ و حق اخوانہ و انصارہ کھول کھول کر مسلمانوں کو اپنے اعمال و احوال کے سنوارنے اور خدا و رسول کے احکام کی پوری پابندی کا اعلان فرما دیا ہے۔ قسم ہے مجھکو اپنے عزت اور جلال کی اگر کچھ ایسے لوگ نہ ہوتے جو خلوص سے میری عبادت کرتے ہیں۔ تو میں اس شخص کو ایک لحظہ کی مہلت بھی نہ دیتا جو میری نافرمانی کرتا ہے۔ اور اگر پرہیزگار متقی نہ ہوں تو میں ایک قطرہ بھی آسمان سے نہ برساؤں۔ اور نہ ایک بھی برگ سبز زمین سے اگاؤں۔ بس تعجب ہے اس قوم سے جنھوں نے اپنے مال و دولت کو اپنا خدا بنا رکھا ہے۔ انکی امیدیں لمبی ہیں حالانکہ انکی عمریں گھٹتی ہیں۔ باوجود اسکے وہ امیدوار ہیں کہ مولے کریم کے حضور انکو قرب حاصل ہو لیکن وہ اسکو حاصل کرینگے مگر عمل کے ساتھ اور عمل کامل نہ ہوگا مگر عقل کے ساتھ۔

(۲) اور روایت کی گئی ہے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہ تحقیق چھ سو سنہ کے بعد کشت و خون ہوگی۔ اور زمین ظلم سے بھر جائیگی۔ اور اس کے بعد ... برس میں علماء کی موت واقع ہوگی اور ایک کے بعد دوسرا باقی نہ رہیگا۔ اور سنہ ... میں نیل اور فرات کے دریا اتر جائینگے جنکی کہ لوگ اسکے شدید یعنی آزمائش میں ندامت کرینگے اور سنہ ... میں آسمان سے پتھر برسینگے انڈے کے برابر اور اس سے چوپائے بھی ہلاک ہونگے۔ اور سنہ ... میں اس کے بعد یعنی سنہ ... میں ... زیر مسلط ہونگے اور اسکے بعد ساٹھویں برس میں سورج کو گہن ہوگا جس سے آدھے جن اور آدھے آدمی مر جائینگے۔ پھر سنہ ... میں موسیٰ کی نسل سے موسیٰ ... پھر سنہ ... میں عورتیں بھیڑ بکریوں کی طرح ہو جائینگی۔ اور سنہ ... میں ... خروج کریگا۔ اور اسکے پاس عصائے موسیٰ اور تاج آدم اور انگشتری سلیمان کی ہوگی۔ پھر سنہ ... میں سورج سیاہ ہو کر ایک طلوع کریگا۔ اسکے بعد ڈوب کر کیا ہوگا۔ اور دوسری حدیث میں ہے

دوسرے سنہ میں ایک عورت ظاہر ہوگی جسکا نام سعیدہ ہوگا مردوں کی طرح اسکی داڑھی اور مونچھیں ہونگی مقام صعید سے دو ہزار سواروں کے ساتھ نکل کر عراق کی طرف جائے گی۔ اور یہ ایک بڑا قصہ ہے جسکا ذکر نہیں کرتے اور پھر سنہ میں دمشق سے ایک شخص نکلیگا جسکو مرید کہینگے سات سو قنطاریت کے ساتھ اور وہاں کا جھنڈا ہوگا ہر ایک جھنڈے کے اوپر صلیب ہوگی ہر ایک صلیب کے نیچے ہزار سوار نصرانی ہوگا۔ اور یہ ایک طویل اور بڑا قصہ ہے۔ اسی کے زمانہ میں ایک شخص کرے خروج کریگا جسکو سفیان بن حرب کہینگے اور دوسری حدیث میں ہے کہ سکے خروج سے لیکر قائم آل محمد صلوٰت اللہ علیہ (امام مہدی) کے ظہور تک آٹھ مہینے دس دن کم ہونگے۔ تیز اور علی بن فضیل سے امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ سفیانی کا واقعہ حتمی ہے یعنی ضرور ہونیوالا ہے اور اسکا خروج رجب کے مہینے میں ہوگا۔ یہ ایک قصہ ہے۔ اور ہر علیم مجتہد شیعہ عظیم سے دیکھو کتاب جامع الاخبار مطبوعہ ایران کی فصل ۳۰ اول سے آخر تک۔

فوائد

(۱) روایت نمبر ۱ جس کے معتبر ہونے کے لئے یہی وافی شہادت بھی معتبر ہے۔ یعنی آج سے ہزار برس پہلے کے ایک مشہور شیعہ محقق رجال احادیث نے بڑی اس کتاب سے منقول ہے جو ہنوں سنیوں سے سن کامل میں لکھی اندرونی شہادت کے لئے اسکا موقعہ محل ایسا عظیم الشان ہے کہ خاص بیت اللہ شریف کے اندر حجۃ الوداع کے موقعہ پر آنحضرت صلعم نے اسکو بیان فرمایا۔ اور پھر کس دردِ دل اور رقت قلبی کے ساتھ۔

(۲) شیعہ لوگوں میں ایک حدیث کا بڑا چرچا ہے جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ کسی حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مدینہ کو آتے ہوئے آنحضرت صلعم نے غدیر خم کے موقعہ پر فرمائی تھی یعنی من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ گو یہ حدیث غدیر والی حدیث سے بھی مقدم اور بلحاظ عظمت موقع کی اس سے اہم بھی ہے کیونکہ اب شیعہ بھی انکار نہیں کرسکتے کہ غدیر خم والی

پیدا کر قوت پیدا کرنا اور انہی پر بھروسہ کرکے خاموش نہیں رہنا۔ ہاں جناب علی علیہ السلام کے بھی علاوہ رسول صلعم نے جو کچھ ہماری حالت زار کا ذکر ایک زمانہ آئندہ کے لئے وہ وہ کر کے ہزاروں سال قبل بطور پیشگوئی فرمایا تھا۔ اسکو غور سے سننا چاہیئے۔

(۳) مادی علوم کے عالم لکچروں اور اخباروں میں مسلمانوں کے تنزل و ادبار کے مختلف اسباب بتلاتے رہتے ہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ اصلی اسباب زوال امت کے وہی ہو سکتے ہیں جنکو خود رسالت کے پیشوا نے فرمایا۔

(۴) ان عالمگیر خرابیوں کے ساتھ ساتھ ان مبارک اعمال کا ذکر بھی فرمایا گیا ہے۔ جن نیک اعمال کو دوبارہ دستور العمل بنانا چاہیئے اور ان کے سوائے جن باتوں کو خود بانی اصول مذہب برا بتاتا ہے۔ انکو فوراً ترک کر دینا چاہیئے۔ مثلاً تعزیہ داری ماتم وغیرہ۔ اگر اس عمل سے کوئی فائدہ بھی مترتب ہوتا۔ تو ایرانیوں سے جہاں ابھی چند سال پہلے شیعہ سلطنت تھی اور پوری آزادی حاصل تھی۔ آنکھوں میں خاک ڈال کر روس منحوس یوں پھیرا دستی نہ کرتا۔ اور امام رضا علیہ السلام کے روضہ مبارک کی بیحرمتی کو وہ آنکھ سر کے دیکھتے ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ ان خرابیوں کا علاج پھر وہی تجویز کیا جا رہا ہے۔ یعنی یہ کہ امام رضا کی ضریح مقدس کی بیحرمتی کی یادگار میں ہر سال اس دن میں مجالس تعزیت برپا کی جاتی ہیں۔ یہ کوئی نہیں کہتا کہ توحید و قرآن و صوم و صلوۃ و زکوۃ و استغفار و دیگر احکام شریعت جو پس پشت ڈالدیے گئے ہیں۔ انکا از سر نو پھر جو اعلام کیا جائے

(۵) اس حدیث میں ایک خاص جماعت کا بھی ذکر ہے جو خوش خلوص سے خدا کی عبادت کرتی ہے۔ کوئی مسلمان نہیں کہہ سکتا۔ اور نہ شیعہ صرف شیعہ کہ اسکے مصداق ہم لوگ ہیں۔ پس نظر انصاف سے دیکھنا چاہیئے کہ وہ خاص جماعت اس پر آشوب زمانہ میں کون سی ہو ہو سکتی ہے۔ اور وہ کہاں ہے؟

(۶) حدیث نمبر ۵ میں فرمایا گیا ہے۔ کہ علامات ظہور امام زمان اور خود ظہور سنہ ھ کے

فاطمہؑ ہو۔ لیکن آج ۱۳۲۲ھ بھی نصف سے گزر گیا۔ نہ کہیں امام کا ظہور ہوا نہ دابۃ الارض نے ظہور کیا۔ نہ اس امام کے لشکروں نے مشرق و مغرب کو فتح کرینگے۔ اور تمام شیعوں کو مال و دولت سے مالا مال کرینگے۔

(۵) چونکہ شیعوں کے امام امام غائب ہیں ممکن ہے ۱۳۲۲ھ میں انکا ظہور و خروج بھی ہو چکا ہو کیونکہ جہاں ظہور امام کی احادیث شیعی ہیں وہیں اس ۱۳۲۲ھ کی مقررہ میعاد مستعینہ بھی یقینی ہونی چاہیئے۔ لہذا اس کو ہم ٹھیک نکلتے ہیں جبکہ انکا ضروری ہوگا۔ اول تو یہ کہ وہ مزعومہ مہدی خود فرار کر فوت ہو چکے ہیں۔ دوسرے ۱۳۲۲ھ کے بعد کے لیے کسی دوسرے مہدی کا انتظار کرنا تھا۔

دوم یہ کہ جب ہر زمانہ کی خرابی کی اصلاح کے واسطے کسی نہ کسی امام کا ظہور ضروری کلم ہے اور جس زمانہ کی خاص علامات آج تیرہ سو برس سے حدیث جمہوراں میں مذکور ہیں۔ وہ زمانہ اس وقت موجود ہو گیا ہے جس کا انکار بداہتاً انکار ہے۔

پس تسلیم کرنا ہوگا کہ اس زمانہ میں قرآن و حدیث کے ماتحت ہو کر جس شخص نے مجدد وقت مہدی وقت مسیح وقت ہونیکا دعویٰ کیا۔ وہ ضرور حق بجانب ہے جس کی آنکھیں ہوں وہ دیکھے۔ جس کے کان ہوں وہ سنے۔ دوسرے نمبر میں انشاءاللہ خروج دجال کے متعلق بھی کتب شیعہ سے ثابت کیا جائیگا کہ مرزا جی ہی زمانہ ... والسلام

علی من اتبع الہدیٰ خاکسار ... غلام حسین ...

تشحیذ کے خریدار بڑھاؤ حضرت صاحبزادہ صاحب کی تحریک جو پندرہ ... کے بھی تمام احباب کی خدمت میں پہنچائی گئی تھی۔ اس طرف بہت کم توجہ کی گئی ہے۔ اسلئے ہر ایک صاحب کو اپنا فرض ادا کرنے کے عادت دلاتے ہیں۔ ہم نے ... حجم دوگنا کر دیا ہے۔ اور حتی الوسع بہت اہتمام سے رسالہ شائع ہوتا ہے۔ مگر خریداروں کی تعداد وہی ہے چاہیئے کہ ہر ایک کم از کم ایک خریدار دے۔

(توجہ طلب)

معارف قرآن مجید

متعلقہ افاضات سیدنا امیر المومنین زاد اللہ مجدہٗ

حضرت عیسیٰ کے معجزے

اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـٴَـةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ... وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۔

(آل عمران ۔ رکوع ۵)

ان آیات کے معنے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ اسی سورۃ آل عمران کے ابتدا میں بتایا گیا ہے کہ آیات دو قسم ہیں۔ ایک محکمات ایک متشابہات۔ محکمات ام الکتاب یعنی اصل ہیں متشابہات کے ایسے معنے نہ لئے جائینگے جو محکمات کے خلاف ہوں۔ اور یہ ہر متکلم کے کلام کے لئے ضروری ہے۔ مثلاً ایک شخص اپنے نوکر سے کہتا ہے کہ آج ہم ریل پر سوار ہو کر فلاں مقام پہنچتے ہیں ہم سٹیشن پر جا کر اسے کہے کہ ٹکٹ لاؤ۔ تو اب اگر ٹکٹ کئی قسم ہیں۔ ڈاکخانے سے بھی ٹکٹ ملتے ہیں پھر ان کی بہت سی قسمیں ہیں لیکن محکم بات کے متعلق جب وہ اس متشابہ بات کے معنے کریگا تو ضرور ریل کا ٹکٹ لائیگا۔ اسی طرح جب دوسری محکم آیات میں یہ بتایا جا چکا ہے کہ خلق و احیاء اور غیب دانی صرف خدا ہی سے خاص ہے تو اب ان الفاظ کو عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب کرینگے تو مجبوراً یہ ماننا پڑیگا کہ ان کے وہ معنے نہیں لئے جائینگے جو اللہ تعالیٰ کے لئے لئے جاتے ہیں۔ اور مجازی معنے بھی ہم نہیں لیتے۔ بلکہ لغت میں ایک لفظ کے کئی معنے ہیں پس جو معنی حضرت عیسیٰ کے مناسب حال ہیں وہی لئے جائینگے۔ اور وہ جو عیسائیوں کی تردید ہے پس ایسے معنے نہیں لئے جائینگے جس سے ان کے عقائد کی تائید ہو۔ اور عیسیٰ کی خدائی کا ثبوت ملے ہم

سوم متشابہات کے معنے معلوم کرنے کے لیے دعا کا حکم ہے۔ سو بہت سی دعاؤں کے بعد بھی مجھ پر کھلا ہے۔

کہ خلق اللہ تعالیٰ کی صفت ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ (عنکبوت ع۲) اور دوسرے رکوع میں فرمایا۔ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ اور فرمایا اَلَا لَهُ الْخَلْقُ اسی کے شایان ہے پیدا کرنا اور فرمایا اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور فرمایا قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ اعلان کر دے کیا ہے تمہارے شرکاء سے جو پیدا کرے پھر اسے دہرائے کہہ دے اللہ ہی پیدا کرتا ہے پھر دہراتا ہے پس تم کہاں بہکے جاتے ہو۔

پھر اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (رعد ع۲) فرما کر بتا دیا کہ اللہ کا خلق اور ہے اور مخلوق کا خلق اور۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو ملزم بنایا ہے۔ کیا شرکاء نے کوئی ایسا خلق کیا جیسا کہ اللہ نے اور پھر خلق میں تشابہ ہو گیا ہرگز نہیں پس اعلان کر دے کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہ اکیلا زبردست حکومت والا ہے کوئی اسکے افعال میں اسکا ثانی نہیں۔ وہ جیسا خود لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ہے ایسا ہی اسکے افعال۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ آیا خلق کسی اور معنے میں بھی بولا جاتا ہے تو قرآن مجید ہی سے اسکی شہادت ملتی ہے کہ خلق بمعنے اندازہ ہے۔ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ پس بہت بابرکت ہے اللہ جو بہت عمدہ اندازہ کرنے والا ہے۔ اندازہ کے معنے لینے کے بغیر خالق تو بغیر اللہ کے اور کوئی ہے نہیں۔ دوسرے مقام پر فرمایا خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا اور خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا میں بھی خلق کے معنے اندازہ کے ہیں۔ کیونکہ خلق تو ابتک جاری ہے۔

پس دوسرا لفظ ہے طین آدم کے حق میں اسکے دشمن کی شہادت ہے خلقتہ
من طین یعنے تو نے آدم کو طین سے پیدا کیا ہے۔ طین میں خوبی یہ ہے کہ جس قالب
میں ڈھالنا چاہیں ڈھل جاتی ہے۔ اسی لیے خلق الانسان من طین فرمایا۔ یعنے آدمی کی فطرت
ایسی ہے کہ جس طرز میں ڈھالنا چاہیں ڈھل جاتی ہے۔ پھر کا اطلاق بلند پرواز انسان پر جو کہ ہے
شہیدوں کے حق میں فرمایا ہے۔ کہ وہ جنت میں سبز پرندوں کی شکل میں ہوں گے۔ اور مجاہدوں
کو بھی طیر فرمایا کہ وہ اڑ کر موقعہ جنگ پر پہنچتے ہیں

النفخ فیہ کے معنے کلام الٰہی سے تربیت کے ہیں چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا انی خالق
بشرا من طین فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ
ساجدین یعنے میں طین سے ایک بشر خلق کرکے پھر جب وہ ٹھیک ٹھاک ہو جائے تو میں
اس میں کلام الٰہی نفخ کرونگا پھر تم سب اسکے فرمانبردار ہو جانا۔ باذن اللہ کے معنے بفضل اللہ
کے ہوتے ہیں۔ رسول اللہ کا کوئی کام سوا اذن اللہ کے نہیں ہوتا۔ فرمایا وما ارسلنا من
رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنی کسی رسول کی اطاعت نہیں ہوتی بجز اللہ کے فضل
کے پس اب معنی صاف ہیں حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں میری فرمانبرداری کرو۔ میں ایسے تیار شدہ
جیسے کیچڑ کے رستے میں جس طرز میں چاہو کسی شکل میں ڈھال سکتا ہے پھر میں اللہ کے فضل سے کلام الٰہی
کیساتھ تمہاری تربیت کرونگا۔ اور جب تمہارا اعتقاد اسکے مطابق ہوگا تو تم بلند پرواز انسان
بن جاؤگے۔ اور روحانیت کے اوپر پرندے بن کر اڑوگے

ابرء الاکمہ والابرص کے معنے ہیں کہ میں اندھوں اور جذامیوں کو بری ٹھہراتا
ہوں یا اچھا کرتا ہوں۔ ابراء کے جعلہ بریئا مما یجب العذر عنہ میں دیکھو چنانچہ فضل الباری
مختار الصحاح میں ہے وابرأہ اللہ من المرض ای جعلہ بریئا۔ عام لوگوں
میں یہ خیال ہے کہ اندھا پن اور جذام انسان کے اپنے پچھلے جنم کے افعال اعمال کی سزا ہے۔ حضرت
عیسیٰ نے حکم الٰہی فرمایا کہ میں ان اندھوں اور جذامیوں کو بری ٹھہراتا ہوں اور تم میں

جوان کے متعلق پابندیاں تھیں۔ ان کیساتھ وہ تعلقات قائم نہ کرتے جو دوسرے بھائیوں کیساتھ تھے وغیرہ ذلک انکو اٹھا دیا۔

دوسرے معنے یہ ہیں کہ میں اندھوں کو اوربھا ہیو نکو اچھا کرتا ہوں تاج العروس صفحہ ۳ فصل الہا من الصاد میں لکھا ہے کہ وھو یاض یظھر فی ظاھر البدن یعنی پھلبہری اور تاج العروس صفحہ ۲۵۶ فصل الکاف میں باب الہاء میں لکھا ہے کہ صاس الاعشی وھو الذی یبصر بالنھار و لا یبصر باللیل و بلم فتش البخاری یعنی شبکور جس سے ظاہر ہے کہ مسیح ابن مریم برص اور شبکوری کے مریضونکو جنہے وہ روحانے اچھا کرتے تھے جو امت محمدیہ کے افراد بھی کرتے ہیں اچھا کرتا ہوں مگر اندھے اور بہا ئی کیسے ہونگے۔ اس پر غور کرنیکے لیے قرآن مجید کی دوسری تبویح دیکھنا چاہیئے۔ جس سے صاف کھلتا ہے کہ پیغمبر جن اندھوں اور بہا ئیوں کو اچھا کرتے ہیں۔ وہ روحانی اندھے ہوتے ہیں مثلاً فرمایا ومن کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ واضل سبیلا (بنی اسرائیل ۸) جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔ یہاں متفق طور سے اعمیٰ سے مراد روحانی اندھے ہیں۔ ایسا ہی پہلے پارہ صمٌ بکمٌ عمیٌ فھم لا یرجعون سے ظاہر ہے۔ کہ پیغمبروں کو جن بہروں گونگوں اور اندھوں سے سابقہ پڑتا ہے۔ وہ روحانی ہوتے ہیں ایک اور آیت ہے افمن یعلم انما انزل الیک من ربک الحق کمن ھو اعمیٰ کیا وہ جو جانتا ہے کہ جو کچھ تیری طرف اتارا گیا تیرے رب کا حق ہے برابر ہے اسکے جو اندھا ہے۔ یعنی کلام اللہ کا منکر پس اس آیت میں وہ فرمایا کہ حضرت مسیح نے کہا میں اپنی تربیت سے ان اندھوں کو راہ حق دکھاتا ہوں۔ اور ان کے روحانی جذام کو درست کرتا ہوں۔

اس سے آگے فرمایا۔ واحی الموتیٰ باذن اللہ

احیاء موتیٰ کا مسئلہ بہت صاف تھا مگر بعض نے اس میں خواہ مخواہ وقت پیدا کر لی تھی نے ان آیات میں بتایا ہے۔ کہ طبعی موت سے مرے ہوئے حقیقی مردے کا رجوع دنیا میں

پھر ہرگز نہیں ہوگا ۔ اور اللہ کی یہ سنت نہیں فرمایا کہ ایسے مردے کو اسی دنیا میں زندہ کرے اور زندہ کی
سنت تھنے ہی کا فضل ہو بنا یہ فرمایا اللہ ھو یحیی الموتی اور فرمایا قُلِ اللّٰهُ یُحْیِیْكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ
جیسے اللہ ہی زندہ کریگا تم کو پھر تمہیں موت دیگا ۔ اور حضرت ابراہیم اقرار کرتے ہیں ۔ رَبِّیَ الَّذِیْ
یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ جس سے یہ قطعی طور سے ثابت ہوگیا کہ احیا صرف اللہ کا خاصہ ہے پھر مردوں کے
لیے فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ اور مِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ
یُبْعَثُوْنَ فرما کر اپنی سنت بتا دی کہ روح قیامت تک پھر دنیا میں آنے سے رکی رہتی
ہے ۔ اب اگر حضرت عیسیٰ احی الموتی کا دعویٰ کرتے ہیں تو اس متشابہ کے معنے ان محکم آیات کے
خلاف نہیں ہو سکتے جب ہم تدبر کرتے ہیں ۔ تو قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ تین قسم کا احیا ہو
ایک احیا اسکا جیسا کہ اللہ (۲) ایک احیا کفار کا یعنی کا دعویٰ کر سکتے ہیں جیسا کہ موسیٰ کے مقابلہ
ذکر ہے فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِیُّهُمْ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰی
کہ ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے سحر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ دوڑتی ہیں (۳) ایک احیا
پیغمبروں کا جیسا کہ فرمایا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ اللہ اور
اسکے رسول کی بات مانو جب وہ تمہیں زندہ کرنے کے لئے بلائے ۔ مسیح علیہ السلام چونکہ رسول تھے ۔ پہلے
ان کے احیاء سے مراد پیغمبروں والا احیا ہی لیا جائیگا ۔ اَوَمَنْ كَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ
وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ ۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کلام الٰہی
میں مردے کیا مراد ہوتی ہے ۔ اور اس کی زندگی سے کیا مقصود ہے یعنی جو شخص دین سے
غافل ہو جس میں روحانی زندگی نہ ہو ۔ ے کلام الٰہی کے اصطلاح میں مردہ کہینگے جب وہ دین کی
طرف متوجہ ہو اور اس میں روحانیت آجائے تو وہ زندہ کہلائیگا ۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ روحانی مردے
زندہ کرتے تھے ۔

وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۔ اس کے معنے کرنے کے لیے ہمیں یہ دیکھنا
چاہیے کہ نبی لوگوں کے کیا نے چیزے اور کھوئی چیز کے متعلق نہ کرتے ہیں ۔ آیا وہ نجومیوں کی طرح یہ

بتایا کرتے ہیں کہ تمہارے گھر میں کیا ہے۔ تم یہ کھا کر آئے ہو یا وہ کھانے پینے کی چیزوں اور مال کے متعلق جائز و ناجائز کا حکم دیا کرتے ہیں جب آخری بات ثابت ہے جیسا کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو فرمایا۔ مردار نہ کھاؤ۔ دم مسفوح نہ کھاؤ۔ خنزیر نہ کھاؤ۔ ما اھل بہ لغیر اللہ نہ کھاؤ ویسا ہی حضرت عیسیٰ نے حکم الٰہی کو واضح کیا کہ یہ چیزیں کھانے کی ہیں یہ نہ کھانے کی اتنا مال جمع کرنے کی اجازت ہے اتنا اس میں سے خدا کے نام دینا چاہیئے۔

و لاحل لکم بعض الذی حرم علیکم کے معنی بھی اسی توضیح سے کھل گئے یہودی اپنی بدعملیوں کی وجہ سے بعض چیزوں سے بعض نعمتوں سے محروم ہو گئے تھے۔ فرمایا تم میری فرمانبرداری کرو۔ وہ نعمتیں پھر سے تمہیں میسر کر دیگا۔

شیعہ صاحبان کی اصولی غلطی

اللہ تعالیٰ نے تو اصول اور کلیہ قاعدہ ابتدائے آفرینش سے ہی مقرر فرمایا ہے کہ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی اور انا لننصر رسلنا اور والعاقبۃ للمتقین اور اسی کلیہ اور دستور کے موافق حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام سے لیکر ہادی سرکار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک سارے انصار الٰہی کی سوانح عمریوں کو دیکھتے اور ان کو بیان کرتے جاؤ۔ بفضل الٰہی کہیں بھی اس قانون الٰہی کے خلاف نہ پاؤ گے گو بعض موقعہ پر مخالفین کو بھی حجت پوری کرنے اور پیمانہ پُر ہونے تک مہلت دی گئی ہو پھر کس قدر شیعہ صاحبان کے رونے پر رونا اور دست تاسف ملنے پر افسوس آتا ہے کہ یک مثل اور خطا کر بیٹھے قانون الٰہی کے برخلاف محض کورانہ تقلید سے اہلبیت پاک کو نہایت ذلت اور حقارت سے دکھاتے اور ان کا ماجرا بیان کر کے آل رسول کی تحقیر کے علاوہ اسلام کی پاک ہستی پر ایک بدنما دھبہ لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔

کیوں نہیں منصب و حیثیت طریق الٰہی کو مدنظر
رکھتے ہوئے اہلبیت پاک کی کامیابی اور دونوں جہان میں سرخروئی اور غالب و فتحیاب ہونا اور
دشمنانِ اہلبیت کا ناکام اور دونوں جہان میں تباہ اور مغلوب و شکستہ حال اور ذلیل و خوار ہونا
بیان کیا جاتا کیسی شرم کی بات ہے کہ جن کو لعنتی اور مردود اور کتوں سے بھی بدتر سمجھا جاتا ہو
ان ہی کی اولوالعزمی اور بہادری اور رعب و داب سرعام مجلسوں میں نہایت فصیح و بلیغ نظم و نثر میں
اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ گویا وہ اب بھی ہماری نظروں کے سامنے بڑے کروفر سے گدیلے
اور مسندوں پر شاہانہ نشست سے تکیہ لگائے بیٹھے ہیں یا گھوڑوں پر سوار ہوئے ہتھیاروں کو
بہادرانہ جاہ و جلال سے پھرا رہے ہیں اور ادھر اہل بیت پاک ہیں کہ پھٹے پرانے کپڑوں میں
ننگے سر ننگے پاؤں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں اور برہنہ اونٹوں پر سوار پابجولاں دوسروں
کے دروازوں پر بہت بری بری حالت میں پیش ہوتے ہیں۔ شیعہ صاحبان کے خیال میں جس قدر
ذلت اور شماتت اور خستہ حالی زیادہ بیان کی جاوے۔ اسی قدر رقت زیادہ ہوگی۔ پھر اتنا ہی
ثواب زیادہ ملیگا۔ میرے خیال میں جس طرح مسیحی صاحبان اپنے لغو اور بیہودہ اور خلاف عقل
و نقل کفارے کی خاطر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کبھی لعنتی کبھی مصلوب کبھی دوزخی بناتے
ہیں پھر کبھی قبر میں کبھی آسمان پر کہیں خودکشی کرنیوالا اور لوگوں کا ضامن وغیرہ وغیرہ
گردانتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح شیعہ صاحبان بھی اپنی نیابت اور موہومی نجات کو رقت اور رونے
ہی پر منحصر اور موقوف سمجھ کر اپنے رونے پیٹنے کا سامان بہم پہنچانے کیلئے اہلبیت پاک کی یہ
گت بناتے ہیں۔ داناؤں نے سچ فرمایا ہے۔ کہ نادان دوست سے دانا دشمن اچھا ہوتا ہو
اس سے زیادہ حیران کرنیوالی بات کیا ہوگی کہ فضائل اور مناقب بیان کرتے وقت تو
کہا جاتا ہے کہ خدا کے گھر کے مختار ساری خدائی کے وارث سیاہ سفید کے مالک مظہر ذات
الٰہی ہیں اور ہیں خدا تو بیشک اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والے صرف اہلبیت پاک ہی
ہیں اور جب پھر اس قدر کامیابی کے بعد بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ تھوڑی سی اور قلیل تک

رضوی کے نیچے اُٹھتے اور بیٹھتے رہے جن کی پیروی اور محبت سے اور لوگوں نے بھی بہشتی زندگی حاصل کی اور جنکا نمونہ اور اسوہ دیکھکر ادنیٰ درجہ کے لوگ بھی نجات اور بہشت کے وارث اور مالک بنگئے وہ خود بیچارے بقول شیعہ صاحبان حرص دنیا۔ حب جاہ۔ تکبر۔ کینہ۔ غصہ۔ خواہش نفسانی وغیرہ وغیرہ رذائل سے بھی نہ چھوٹ سکے۔ باطنی اور روحانی نعمتوں کے علاوہ ایک ظاہری اور دنیوی سی کامیابی جس کو ہر کوئی سمجھ سکتا ہے قابل غور ہے۔ سادات عظام کی غلامی کو لوگ اپنا فخر اور باعث عزت سمجھتے ہیں۔ غلام حسن۔ غلام حسین۔ غلام علی۔ غلام عباس۔ غلام فاطمہ وغیرہ وغیرہ نام رکھتے ہیں۔ اور اگر کوئی دوسری قوم کا آدمی بھی اپنے تئیں سید ظاہر کرے تو اس مصنوعی اور نقلی سید صاحب کی بھی اصلی اور حقیقی سید صاحب جیسی ہی آؤ بھگت اور توقیر کیجاتی ہے۔ برخلاف اسکے یزید۔ شمر۔ خیر۔ وغیرہ کی غلامی تو درکنار کوئی شخص اپنا یا اپنی اولاد کے کے نام پر نام بھی رکھنا گوارا نہیں کرسکتا نہ ہی کوئی شخص اپنے تئیں انکی اولاد میں ہونا ظاہر کر سکتا ہے۔ بلکہ اب تو گالی گلوچ اور برا بھلا کہنے کے طور پر انکے نام استعمال کیے جاتے ہیں پھر بھری مجلسوں میں ایسے ناکوں نامرادوں کیا جاہ و جلال۔ ترک و احتشام۔ کامیابی اور اہلبیت پاک کی بیکسی بے بسی اور ناکامی اور نامرادی بیان کرکے اپنے رونے پیٹنے اور رقت کا مصالح تیار کرنا حقیقی نجات اور قرآن مجید سے منہ پھیرنے والے صاحبان ہی کا کام ہے اور بس۔

گلاب شاہ بنارسی

زوال بغداد مولوی عبد الحلیم صاحب شرر مشہور مورخ و ناولسٹ کا نام کافی ضمانت ہے اس بات کی کہ زوال بغداد جس میں دکھایا گیا ہے کہ بغداد کے شیعہ سنیوں کے جھگڑوں نے کس طرح بغداد کے ایسے عظیم الشان شہر کو تباہ عرب کی اسلامی سلطنت اور نسل عباس کا استیصال کیا کیسا دلچسپ دردناک اور عبرت خیز ناول ہے۔ اسکے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بڑے ہولناک واقعات کی تہ میں دراصل چھوٹی چھوٹی خود غرضیاں کام کررہی ہوتی ہیں۔ اور بعض خود پرواز شر انگیز نخلی دیکھنے والی طبایع محض تفنن طبع کے طور پر دو شخصوں کو نہ ہی۔ پولیٹیکل سوالہا

کے خارج ہیں اور پھر یہ شورش بڑھتے بڑھتے ایک خوفناک جنگ کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور آخر میں قوم کی قوم تباہ ہو جاتی ہیں۔ بغداد میں یہ محشر برپا کر دینے والا منظر دو دفعہ لوگوں نے دیکھا۔ اور خلیفہ وقت کی عشرت پسندی اور تساہل اور غفلت نے اور بھی ستم ڈھایا۔ ادھر ایک لشکر جرار نے چند خونی لٹیروں کے لئے آ کر اس کو اپنے گھیر لیا۔ آخر بغداد کی عباسی سلطنت کو تباہ کر دیا۔ تو خود بھی اس کام تمام کیا۔ آخیر کے چند صفحے ایسے درد انگیز ہیں کہ بے اختیار رونا آ جاتا ہے اور جب شیخ سعدی کا مشہور مرثیہ یک اندوہ رسیدہ جگر تفتیدہ نے اپنے لب حسرت گزیدہ سے پڑھا ہے تو مجھے اپنے سید و مولیٰ کا وہ قصیدہ یاد آ گیا جس کا مطلع یہ ہے ؎

می سزد گر خون ببارد دیدہ بر ساحل دین ٭ بر پریشان حالیٔ اسلام فخر مسلمین

سعدی کے دل میں جس طرح ایک بغداد کی تباہی کا ہجر آیا ہے۔ میرے آقا کا قلب اطہر اپنے ملک کے زوال کو جاں حزیں دیکھ کر جوش میں آیا۔ اس قصیدہ میں ابھی مسلمانوں کے زوال کے اسباب بتائے ہیں اور ترقی کے وسائل بھی بتائے ہیں۔ غرض یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ ناول کا حجم ۲۰۰ صفحے تقطیع ۲۰×۳۰ لکھائی چھپائی اچھی قیمت عمر ایک روپیہ۔ ملنے کا پتہ۔ دلگداز پریس واقع گولہ گنج شہر لکھنؤ

الادلۃ الجلیۃ فی عقائد الاسلامیۃ

یہ ایک کتاب ہے جو شیخ عبدالرحمن صاحب عبدالرحمان مالک کتبخانہ اسلامیہ امرتسر نے شائع کی ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر میری طبیعت بہت ہی منقبض ہوئی اور مجھے افسوس ہوا کہ مؤلف پر نہیں بلکہ اسلام کی حالت پر کہ ان کے پاس خدا تعالیٰ کی ہستی صفات نبوت معجزہ ملائک کے بارے میں وہی پرانی پیش کی دلائل رکھی ہیں جو علوم جدیدہ کے سامنے ذرا نہیں ٹھہر سکتیں۔ افسوس کر اور پڑھ کر ہنسی آتی ہے کاش وہ اس زمانے کے عظیم الشان مجدد کے علم کلام سے آگاہ ہوتے۔ اور وہ دلائل پیش کرتے جو انہوں نے اپنی مختلف تصانیف میں پیش کیں۔ اور ان حقائق سے آگاہ کرتے۔ جو قرآن مجید کی آیات سے اس طرح من لدنا علما کے مصداق نے خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر لکھ دیں۔ خدا تعالیٰ کو بہت لوگ صرف صانع اور واجب الوجود ثابت کیا ہے۔ اور وہ بھی

کہ مودیں سے پھر اسکی کچھ صفات کا ذکر کیا ہے۔ مگر ایسی طرز میں کہ پڑھنے والے کو اسکے یقین
آنے کے کچھ شبہ پیدا ہو جاتا ہے پھر مسئلہ نبوت اٹھایا ہے۔ مگر لکھا ہے کہ معجزہ دلیل نبوت
نہیں اور صاف لکھدیا ہے۔ کہ قرآن مجید سے ثابت نہیں ہوتا۔ کہ جناب رسالتمآب صلعم نے اپنے
لیے کسی معجزہ کا دعا کیا ہو (نعوذ باللہ) اور لکھا ہے کہ ہم کو اور اسلام کو تو فخر اس بات پر
ہے کہ ہمارے رسول برحق پیغمبر خدا نے صاف صاف فرما دیا کہ میرے پاس تو کوئی معجزہ نہیں
پھر کہا ہے کہ قرآن صرف ہدایت میں معجزہ ہے۔ محمد رسول اللہ کے خاتم النبیین ہونے کی کوئی
دلیل نہیں دے سکے۔ سوائے اسکے کہ دین اللہ کا نعمت ہے۔ وہ نعمت ختم ہوگئی تو رسالت
اور نبوت بھی ختم ہوگئی **حقیقت وحی والہام** میں تو بہت ہی کمزوری دکھائی ہے وہ
تو یہ ہے کہ اب پھر کوئی سوائے مہبط روح الامین اور کوئی لکھ بھی کیا سکتا ہے) جبرئیل کو ملکہ
نبوت قرار دیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں "خدا اور پیغمبر میں بجز اس ملکہ نبوت کے جس کو ناموس اکبر
اور زبان شرع میں جبرئیل کہتے ہیں۔ اور کوئی ایلچی پیغام پہنچانیوالا نہیں" اور ملائکہ کا ذکر کرکے
عام مسلمانوں کے عقائد پر ہنسی اڑائی ہے کہ انھوں نے فرشتوں کو پر لگائے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید
میں اسکا صریح ذکر ہے۔ اور انکا یہی عقیدہ ہے۔ جو عرب کے بت پرستوں کا تھا" اور یہ کہ ایسی خلقت
کے درحقیقت موجود ہونے کی بھی کوئی دلیل نہیں ہے۔ قرآن مجید سے ذکر کیا دلیل ہو۔ آخر میں
ظاہر کیا ہے کہ "ان قویٰ کو جو خدا تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق میں مختلف قسم کی پیدا کی ہیں" ملائکہ
کہتے ہیں یعنی انسانی قویٰ کو ہم ملائکہ ہے پھر شیطان اور نفس امارہ قوی بہیمیہ کو ایک بتایا
ہے۔ اور آدم و شیطان کی نسبت کہا ہے کہ یہ صرف انسانی فطرت کا اظہار ہے۔ اور جنون کے
بارے میں بھی کچھ یہی لکھا ہے کہ اس سے وہی وحشیں متوحش انسان مراد ہے اور وہ کوئی خلقت
خارج از وجود انسان نہیں ہے پھر مسئلہ جبر و اختیار و تقدیر کی ایک بحث کی ہے جو مکمل نہیں کہی جا
سکتی اس میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ بعض انسانوں کی بناوٹ ایسی ہوتی ہے کہ ضرور ایک گناہ
ان سے صادر ہو جاتا ہے حالانکہ اصل بات یہ ہے۔ کہ انسان اسلام پر **مجبول** ہے۔ پھر

جنت و دوزخ کی حقیقت لکھی ہے کہ اگر حقیقت بہشت کی باغ، نہریں، دودھ اور شراب خوبصورت
عورتیں اور لونڈے ہیں تو بلا مبالغہ ہمارے خرابات اس سے ہزار درجہ بہتر ہیں کچھ سمجھ نہیں آتی
کہ جب دنیا میں ایک گھر میں اگر خوبصورت بیوی اور لڑکے ہوں کسی کی ملکیت میں باغ
اور نہریں ہوں دودھ ہو تو اس گھر کو خرابات نہیں کہتے تو بہشت کو کیوں خرابات سے ہزار
درجہ بدتر کہینگے۔ مؤلف کے نزدیک قرآن مجید میں ان نعمتوں کے ذکر سے صرف اتنے درجے
کی راحت کا بقدر فہم انسانی خیال پیدا کرنا مطلوب تھا۔ دراصل ان چیزوں کا بہشت میں موجود ہونا
یعنی خدا اور اسکے رسول نے دنیاوی باشندوں کو محض دھوکہ دیا ہے۔ مؤلف کو چاہیے تھا کہ وہ ایسی
نئی نئی کرنیسے پہلے اسلام کی فلاسفی ہی پڑھ لیتا۔ ایک طرف تو یہ عقیدہ ہے دوسری طرف
یہ عنوان بھی دیا ہے والحشر کالاجساد حشر الاجساد حق۔ پھر صراط کے بارے میں لکھا
ہے کہ کوئی حقیقی اور ظاہری مجسم شے مراد نہیں وہی سید احمد خانی نیچری تقریریں جو کفر و اسلام
کا منتج کہے جاسکتے ہیں جابجا اضطراب اس کتاب میں موجود ہے۔ مؤلف کی محنت اور اسکی نیک نیتی کو
انکار نہیں ۲۸ صفحے حجم قیمت ۸/

سیرۃ المصطفٰے

منشی حمید خان صاحب نظامی گورنمنٹ پنشنر و مہتمم کتابخانہ ... نے
والا مرتب کرکے چھپوا کر شائع کیا ہے۔ اور انہیں کے پاس سے طلب کیجا سکتی ہے قیمت
ہے کتاب جہانتک میں سمجھتا ہوں عمدہ اور مفید ہے۔ باقی اگر کوئی بے عیب کتاب کی تلاش
میں لگا ہے تو قرآن شریف کے سوا اور کوئی کتاب نہ پائیگا۔ کتاب کے صفحات علاوہ ٹائٹل کے
۲۰۰ ہیں۔ مدنی حالات پر مکی حالات کی نسبت بہت کم زور دیا گیا ہے۔ زیادہ ایڈیشن میں اسکی اور کتابت
کی بہت سی غلطیوں کی اصلاح ہوجائے تو کتاب موجودہ صورت سے بھی زیادہ مفید ہوگی۔ رہا یہ
ایسا ہی بعض روایات مؤلف نے ایسی لکھدی ہیں جو خود انکے قول کے مطابق غیر معتبر اور صحیح
حدیث سے ثابت نہیں پھر نہ جانے درج کیوں کریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ مسلمانان ہندوستان
مصنف کی محنت کی قدر کرینگے اگر بچوں اور عورتوں کے ہاتھ میں بجائے مخرب اخلاق کتابوں کے

اس قسم کی مفید کتابیں پڑھی جائیں۔ تو علاوہ وقت کے مفید استعمال کے ہمیں بہت استقلال اور ایثار کا مادہ پیدا ہو سکتا ہے۔

الہلال حضرت ابوالکلام آزاد وہلوی مشہور سحر نگار۔ انشاپرداز ہیں۔ آپ نے الہلال نام ایک مصور باتصویر رسالہ ہفتہ وار کلکتہ سے شروع کیا ہے جو اعلیٰ درجہ کے خوشنما ٹائپ پر چھپتا ہے۔ زبان ایسی شستہ اور پیاری پیاری ہے کہ بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر جو ایڈیٹر کا اصل فرض ہے۔ اسکو نہایت خلوص اور اخلاقی جرأت سے ادا کیا جاتا ہے۔ ہاں پالیٹکس میں حضرت مدیر کے طرز حصول حقوق سے ہمیں بھی اتفاق نہیں۔ حجم ۲۰ صفحہ تقطیع بڑی سالانہ چندہ آٹھ روپے مقام اشاعت ۷۔ مکلاؤڈ اسٹریٹ کلکتہ۔ ہمارے احباب ضرور منگائیں اور فائدہ اٹھائیں۔

منبع فنون یا حقیقۃ زیب وقت یہ کتاب امریکہ جاپان کی قیمتی دستکاریاں اور تجربات جن کے ذریعہ نوجوان گھر میں بیٹھے بٹھائے سیکھ سکتے ہیں۔ رسالہ جس کی قیمت سالانہ صرف اول عمر میں ادا ہوتی ہے۔ پتہ۔ منیجر مکینکل پبلشر ایس بی۔ اے آر۔ کلی لاہور۔ رسالہ ہر پہلو میں بہت سے صنعتی نسخے درج کئے ہیں جن پر عمل کرنے سے انسان گھر بیٹھے بہت دولت کما سکتا ہے۔ آئندہ اور بھی ترقی کی امید ہے۔ احباب نمونہ کا پرچہ منگوا کر دیکھیں۔

القول الصافی مولوی نور حسین صاحب شاہ آبادی ضلع ہردوئی کے رہنے والے حضرت مسیح موعود کے پرانے مخلص خدام میں سے ہیں اور براہین کے وقت سے ملنے والے ہیں امسال انہوں نے القول الصافی نام ایک رسالہ لکھا جس میں مہدی و مسیح موعود و یاجوج ماجوج اور علامات قیامت کے متعلق متفرق احادیث کو جمع کر دیا ہے۔ ایک تلخ نظر کو اس میں سوچنے اور غور کرنے کا موقعہ مل سکتا ہے۔ حجم ۳۲ صفحہ لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت درج نہیں۔

حضرت علی کرم اللہ خلیفہ بلافصل سنی اور شیعہ میں ایک پرانی بحث چلی آتی ہے۔ کہ حضرت ابوبکر خلیفہ بلافصل ہیں یا حضرت علی خلیفہ بلافصل ہوا تھا۔ ایک دنیا نے دیکھ لیا۔ مگر

میرے نزدیک تو حضرت علی بھی خلیفہ بلافصل ہیں۔

آجکل مسلمانوں میں جس قدر سلسلے فقراء کے ہیں قادری نقشبندی سہروردی شاذلی نظامی یہ سب حضرت علیؓ پر جاکر ختم ہوتے ہیں سو حضرت علیؓ سے روحانی فیض نبی کریم صلعم کے بعد بلافصل شروع ہوا اور اب تک جاری ہے۔ البتہ نقشبندیہ سلسلہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مبدا روحانی فیض کے ہیں۔ سو الحمد للہ کہ جانشین بلکہ دوسری قسم کی خلافت کے آثار میں تو آجکل کچھ تنزل بھی آگیا لیکن مولا مرتضیٰ کی خلافت برقرار ہے اور ترقی پر۔ باقی رہی فضیلت کی بحث وہ بھی فضول ہے فضیلت کا مدار قرب نبیؐ پر ہے۔ وہ سرّ علم اللہ کو ہے۔ ہم کیوں خواہ مخواہ ایک بات کہکر مقول علی اللہ کریں (خلیفۃ المسیح)

کتابی عورت سے نکاح جائز

اسلام نے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح جائز فرمایا ہے اس سے بڑھکر وسیع الخیالی اور کیا ہو سکتی ہے۔ بی بی یہودن، عیسائن، مجوسن، آرین ہے ایک مسلمان کے نکاح میں اپنی رضامندی سے آسکتی ہے۔ آریہ بھی اصل مجوس ہیں اب تک اگنی ہوتری ہیں وہ کو کتاب بھی مانتے ہیں۔ اسلئے میرے نزدیک وہ اہل کتاب میں داخل ہیں۔ ایسا ہی ساتن اسکے علاوہ جو ہنود کے فرقے ہیں انہیں سے بعض وید کے منکر ہیں جیسے جینی بعض رسالت کے منکر جیسے برہمو بعض کتاب الٰہی کے جیسے سکھ اسلئے وہ اہل کتاب نہیں (امیر المومنین)

اہلبیت

اصطلاح میں عوام میں غلطی لگ گئی ہے کہ اہلبیت صاحب بیٹوں بیٹیوں اور نواسوں ہیں۔ اگر ہم [illegible] تو دیکھتے تو معلوم ہو کہ اہلبیت کا لفظ اول تو ازواج النبیؐ ہیں۔ قرآن مجید میں جہاں یہ لفظ آیا ہے اسی پر اطلاق ہو [illegible] اول رحمت اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت [illegible] انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا [illegible] یہاں بھی بیبیاں مراد ہیں [illegible] قرآن مجید میں [illegible]

احمدیوں کے لئے ایک نادر موقعہ

رعایت! غیر معمولی رعایت!!

ماہ رمضان وشوال کیلئے

تمام خریداران تشحیذ اپنے دوسرے احباب کو بھی اطلاع دیدیں کہ مندرجہ ذیل کتابوں کی قیمت بجائے تقریباً نصف کر دی ہے۔ اور یہ کتابیں صرف دفتر تشحیذ ہی سے اس رعایتی قیمت پر مل سکیں گی۔ جو صاحب چاہیں جلد منگوالیں۔ ان کتب میں سے مجربات نورالدین اور تفسیر القرآن شیخ یعقوب علی صاحب کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی جاتی ہے۔

نام کتب	قیمت اصل	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون کتاب
اربعین	۴ر	۲ر	حضرت اقدس کی تصنیف۔ آپ نے اتمام حجت کی تحریر اپنی صداقت ثابت
حضرت اقدس کی پرانی تحریریں	۳ر	۱ر	[illegible]
الاسماء الحسنیٰ	۵ر	۲ر	اللہ تعالیٰ کے اسماء کی تشریح جس کے ...
مکتوبات احمدیہ	۸ر	۳ر	حضرت مسیح موعود کے خطوط معارف و حقائق کا خزانہ تصوف کے لئے
الوعظ الحسنۃ	۲ر	ار	تفسیر سورۃ ... مجیب ... حضرت ...
سلسلہ احمدیہ	۴ر	۲ر	لڑکیوں کے پڑھانے کے ...
مجربات نورالدین حصہ اول	۱۰ر	۵ر	شاہی طبیب حکیم حاذق حضرت مولانا نورالدین صاحب
حصہ دوم	[illegible]	[illegible]	کے مجربات ... نہایت مفید ہیں
حصہ سوم	[illegible]	[illegible]	

نام کتاب	قیمت اصل	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون کتاب
تفسیر ترجمۃ القرآن پ ۲۴	[illegible]	[illegible]	[illegible] ایسی تفسیر کی ضرورت ہے
" پ ۲۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]
" پ ۲۶	[illegible]	[illegible]	[illegible] قرآن مجید [illegible]
" پ ۲۷	[illegible]	[illegible]	[illegible] دوسری [illegible] کتابوں [illegible]
" پ ۲۸	[illegible]	[illegible]	[illegible] نکات [illegible] ہے
" پ ۲۹	[illegible]	[illegible]	
تحفہ سالانہ جلسہ سنہ ۱۹۰۶ء	[illegible]	[illegible]	یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام [illegible] [illegible] کی تقریر [illegible] نہایت [illegible] اور معارف [illegible]
حقیقت نماز	[illegible]	[illegible]	جس میں نماز کی حقیقت اور اس کے متعلق تمام ضروری مسائل [illegible] بیان کی گئی ہیں [illegible] سورتوں کی عجیب و غریب تفسیر [illegible] صفحہ
النصائح	[illegible]	[illegible]	ایک [illegible] جس میں نبی کریم صلعم کے [illegible] [illegible]
روزنامچہ [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] ہے مگر [illegible] بہت [illegible] ہے۔
عمدۃ الاحکام	[illegible]	[illegible]	بخاری اور مسلم کی [illegible]
طبیب روحانی	[illegible]	[illegible]	بعض روحانی امراض کا علاج قرآن اور حدیث سے [illegible]

نام کتاب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون کتاب
نجات	۱۰ر	۸ر	صاحبزادہ محمود احمد صاحب نے عیسائیوں کے مسئلہ پر نجات کی تلاش کے بیان میں بہت عمدہ رسالہ لکھا ہے
صادقوں کی روشنی	۴ر	۳ر	حضرت مسیح موعود کی وفات پر چند اعتراض جو اٹھائے گئے ان کا تسلی بخش جواب
ظہور المسیح	۴ر	۳ر	مسیح موعود کی وفات اور مسیح محمدی کی صداقت کا ثبوت تمام مخالف کتابوں کے سامنے رکھ کر
تحفۂ رسل			حضرت خاتم الخلفاء کی پیاس میں عاشقانہ ترانے
ادعیۃ الاحادیث	۱ر	۸ر	احادیث کی وہ دعائیں جو مختلف اوقات و حالات کے مناسب رسول کریم صلعم نے فرمائیں۔
البرق	۲ر	۱ر	تردید شیعہ
رسالہ گوشت خوری	۲ر	۱ر	گوشت خوری کے جواز کے دلائل عقلی و نقلی
اسلام کی پہلی کتاب	۳ر	۲ر	سلسلہ احمدیہ کی صداقت پر دلائل سادہ طرز سوال و جواب
ضرورت زمانہ	۸ر	۶ر	اسلام پر جو اعتراضات عیسائیوں آریوں کی طرف سے کئے گئے ہیں۔ ان کے مدلل جواب
معیار حق	۲ر	۱ر	سچے مذہب کی شناخت جس میں لیکھرام کے مباہلہ کا ذکر ہے۔
تاریخ انگلستان	عہ	۸ر	ہسٹری آف انگلینڈ کا ترجمہ۔ مترجم ماسٹر عبد الرحمن صاحب
ہدایات دربارہ معاملات			معاملات کے بارے میں احادیث نبوی سے ثبوت

رسیدات زر
۱۰ جولائی سنہ

[illegible] جناب محمد عثمان صاحب [illegible]
[illegible] ۔ عباس علی [illegible]

۰ جولائی سنہ

[illegible] ۔ رحیم بخش ۔ [illegible]
[illegible] ۔ محمد سلیمان ۔ [illegible]
[illegible] ۔ شیخ کرم الہی ۔ [illegible]
[illegible] ۔ مرزا امیر بیگ ۔ [illegible]
[illegible] ۔ میاں محمد دین ۔ [illegible]
[illegible] ۔ قاضی نذیر حسین ۔ [illegible]
[illegible] ۔ ڈاکٹر محمد حسین ۔ [illegible]
[illegible] ۔ بابو غلام محمد ۔ [illegible]
[illegible] ۔ مولوی محمد سلطان و [illegible] صاحبان [illegible]
[illegible] ۔ میاں غلام رسول صاحب [illegible]
[illegible] ۔ میاں محمد امین ۔ [illegible]
[illegible] ۔ حسین بخش و غلام محی الدین صاحبان [illegible]
[illegible] ۔ محمد حسین ۔ [illegible]
[illegible] ۔ چوہدری غلام محمد ۔ [illegible]
[illegible] ۔ بابو سردار احمد ۔ [illegible]
[illegible] ۔ ابو ظفر احمد ۔ [illegible]
[illegible] ۔ خان محمد شریف خان ۔ [illegible]

[illegible] جناب شیخ اسماعیل [illegible]

۹ جولائی سنہ

[illegible] بابو [illegible]

۱۰ جولائی سنہ

[illegible] ۔ مرزا حسن بیگ [illegible]
[illegible] ۔ رحیم بخش [illegible] ۔ [illegible]
[illegible] ۔ میاں پیر بخش ۔ [illegible]
[illegible] ۔ شاہ دین ۔ [illegible]
[illegible] ۔ محمد صادق ۔ [illegible]
[illegible] ۔ نصیر خان ۔ [illegible]
[illegible] ۔ نواب محمد افضل خان ۔ [illegible]
[illegible] ۔ مسی کی [illegible] ۔ [illegible]
[illegible] ۔ راجہ شیر محمد ۔ [illegible]
[illegible] ۔ فیروز علی ۔ [illegible]
[illegible] ۔ منشی محمد حسین ۔ [illegible]
[illegible] ۔ منشی [illegible] خان ۔ [illegible]
[illegible] ۔ چوہدری شاہ دین ۔ [illegible]
[illegible] ۔ میاں حیات علی ۔ [illegible]
[illegible] ۔ ڈاکٹر محمد ابراہیم [illegible]
[illegible] ۔ بابو قاسم علی ۔ [illegible]
[illegible] ۔ قاضی [illegible] الحسن ۔ [illegible]

[illegible] جناب منشی محمد الدین صاحب [illegible]
[illegible] ۔ [illegible] ۔ [illegible]
[illegible] ۔ منشی نبی بخش ۔ [illegible]
[illegible] ۔ منشی علم الدین ۔ [illegible]
[illegible] ۔ نور محمد ۔ [illegible]
[illegible] ۔ شیخ مظفر الدین ۔ [illegible]
[illegible] ۔ محبوب [illegible] ۔ [illegible]
[illegible] ۔ منشی مولا بخش ۔ [illegible]
[illegible] ۔ شیخ خدا بخش ۔ [illegible]
[illegible] ۔ مولوی محمد اعظم [illegible] ۔ [illegible]
[illegible] ۔ حکیم محمد بخش ۔ [illegible]
[illegible] ۔ میاں [illegible] ۔ [illegible]
[illegible] ۔ سید مسعود [illegible] ۔ [illegible]
[illegible] ۔ میاں محمد امین ۔ [illegible]
[illegible] ۔ میاں عبد اللہ ۔ [illegible]
[illegible] ۔ جلیل احمد ۔ [illegible]
[illegible] ۔ محمد عمر ۔ [illegible]
[illegible] ۔ بابو محمد الدین ۔ [illegible]
[illegible] ۔ نور خان ۔ [illegible]
[illegible] ۔ [illegible] ابراہیم ۔ [illegible]

۱۱ جولائی سنہ

۱۰ مرجولائی سنہ ۲۹ جولائی سنہ ۱۰ اگست سنہ

جناب سید سعید الدین صاحب عہ جناب محمد حسین صاحب عہ جناب شیخ [illegible] الدین صاحب عہ

[illegible] چوہدری [illegible] ۔ عہ ۔ میاں سلطان محمد ۔ عہ ۔ مولا بخش ۔ عہ

[illegible] شیخ جان محمد ۔ عہ ۔ علی گوہر ۔ عہ ۔ احمد دین ۔ عہ

[illegible] عبد الحمید خان ۔ عہ ۔ منشی غلام حسین ۔ عہ ۔ [illegible] ۔ عہ

[illegible] سید پیر حسین شاہ ۔ عہ ۔ محمد حسین [illegible] ۔ عہ ۔ [illegible] عبد اللطیف ۔ عہ

[illegible] شیخ [illegible] حسین ۔ عہ ۲۹ جولائی سنہ [illegible] ۔ عہ

[illegible] منشی [illegible] ۔ عہ معرفت [illegible] ۔ [illegible] عبد الرحیم ۔ عہ

[illegible] سید محمد شاہ ۔ عہ ۲۹ جولائی سنہ [illegible] ۔ عہ

[illegible] مولوی محمد موسیٰ ۔ عہ ۔ [illegible] صاحب عہ ۔ منشی [illegible] ۔ عہ

[illegible] ۔ عہ ۔ محمد سلیمان ۔ عہ ۔ [illegible] ۔ عہ

[illegible] ۔ عہ ۳۰ جولائی سنہ [illegible] منشی محمد [illegible] ۔ عہ

[illegible] شیر محمد ۔ عہ ۔ میاں محمد اسمٰعیل ۔ عہ ۔ مولوی [illegible] ۔ عہ

[illegible] میاں عبد الحمید ۔ عہ ۱۰ اگست سنہ [illegible] علی شیر ۔ عہ

[illegible] ۔ عہ جناب عبد الحمید صاحب عہ ۔ [illegible] ۔ عہ

۲۹ جولائی سنہ ۱۰ اگست سنہ ۱۰ اگست سنہ

[illegible] محمد سعید اللہ ۔ عہ ۔ محمد شفیع ۔ عہ ۔ مستری [illegible] ۔ عہ

[illegible] سید خلیل حسین ۔ عہ ۔ حکیم فیض احمد ۔ عہ ۔ چوہدری [illegible] ۔ عہ

[illegible] حاجی محمد صدیق ۔ عہ ۱۰ اگست سنہ ۱۰ اگست سنہ

۲۹ جولائی سنہ [illegible] ۔ ماسٹر محمد الدین ۔ عہ ۔ غلام رسول ۔ عہ

[illegible] بابو نذیر خان ۔ عہ ۔ پیر برکت علی ۔ عہ ۔ [illegible] ۔ عہ

ولتکن منکم امۃ یدعون
الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر
واولئک ھم المفلحون

بابت ماہ اکتوبر ۱۹۱۲ء

رسالہ

تشحیذ الاذہان

صاحبزادہ مرزا

فہرست مضامین

قیمت سالانہ

اشتہار صداقت آثار

میں پیر صاحب کو ذاتی طور سے جانتا ہوں بہت خوش معاملہ نیک اطوار ہیں۔ شفا تو اس کے ہاتھ میں ہے۔ مگر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ کسی سے دھوکہ نہیں کرینگے

(۱) **روغن حیات**۔ جو کہ ذیل کی امراض کے لیے اکسیر ہے۔ درد سر کہنہ نسی زکام اور نمونیا درد ریح و ریح الصلب و ہیضہ و دمہ و ریح المعدہ ہر قسم تپ لرزہ و درد ... کان و دانت کے درد ... بخار ہر قسم ... نشتر عقرب زنبور وغیرہ تین قطرہ ... قیمت فی شیشی کلاں ... خورد عہ

(۲) **معجون مقوی معدہ و مقوی باہ**۔ نہایت مفید فی ڈبیا ... تولہ عہ

(۳) **سلاجیت**۔ نہایت اعلیٰ درجہ کی صاف شدہ فی تولہ عہ

(۴) **حب تریاق**۔ نزلہ کہنہ کے لئے اکسیر فی ڈبیا ... درجن ۸ر

(۵) **سرمہ نور البصر** ... نام سے ظاہر ہے۔ آنکھ ... لئے اکسیر فی شیشی عہ

(۶) **سرمہ سفید** برائے خارش و ... چشم کے لئے اکسیر فی شیشی ۸ر

(۷) **بال اڑانیکا پوڈر** اعلیٰ قسم فی ڈبیا ... محصول ڈاک ... تک ۸ر

(۸) **عرق نافع بخار** ... وغیرہ فی بوتل عہ (۹) عرق ... کے لیے اکسیر فی بوتل عہ

المشتہر

پیر برکت علی از محلہ ڈاکخانہ پنڈی ... ضلع گجرات

تشحیذ کی قدر دانی

جب رسالہ چھپ کے شائع ہوتا ہے تو بہت سے خطوط میرے نام آجاتے ہیں جن میں مضامین کی پسندیدگی کا اظہار ہوتا ہے۔ چنانچہ امام مہدی ... غلام محمد ... مسیح موعود ... مضامین ... کے بارے میں تو بہت ہی ... مضمون ... کہ ہم ... ٹریکٹ کی صورت میں چھپوا کر شائع کرینگے لیکن میرے دوستوں ان مضامین کی قدر دانی کا حق میری تعریف میں ... سے ادا نہیں ہو سکتا بلکہ ... کریں اور تشحیذ کے ... جس کے ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ء

وہ نبی ؐ

اَلنَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ

بائبل کے استثنا باب ۱۸ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ اپنی قوم کے ہمراہ اور بنی اسرائیل کو لیکر پہاڑ پر دعا کرنے اور خدا تعالے کا کلام سننے کے لئے گئے گرگرج جلال سے کانپ کر بول اٹھے کہ ہم کیا ہماری اولاد بھی کلام الٰہی نہیں سننا چاہتی۔ اس گستاخی کی سزا میں انکو ارشاد ہوتا ہے کہ بہت اچھا۔ اب تم میں سے کوئی نبی صاحب شریعت پیدا نہیں ہوگا بلکہ وہ حسنات دنیا کے وعدے ایک اور قوم سے پورے ہونگے جو گناہوں کی بخشش کرنے والے شریعت الٰہی سے لبریز دل رکھنے والے زکوٰۃ دینے والے اور خدا پر ایمان لانے والے ہونگے۔

چنانچہ استثنا باب ۱۸ میں یوں لکھا ہے

خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کریگا تم اسکی طرف کان دھرو۔ اس سب کی مانند جو تو نے خداوند اپنے

خدا سے حورب میں مجمع کے دن مانگا اور کہا کہ ایسا نہ ہو کہ میں خداوند اپنے خدا کی آواز پھر سنوں اور ایسی شدت کی آگ میں پھر دیکھوں تاکہ میں مر نہ جاؤں۔ اور خداوند نے مجھے کہا کہ انھوں نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا میں ان کے لئے ان کے بھائیوں بنی اسمٰعیل میں سے تجھ سا ایک نبی ﷺ برپا کرونگا۔ اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالونگا اور جو کچھ میں اسے فرماؤنگا وہ سب ان سے کہیگا۔ اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جن میں وہ میرا نام لے کے کہیگا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لونگا۔"

اسی واقعہ کو قرآن کریم میں دہرایا گیا ہے:-

وَاخْتَارَ مُوسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ

سلہ عیسائی اس پیشگوئی کو اپنے مسیح پر لگاتے ہیں۔ تعجب ہے کہ یوحنا ب ا کو بھول گئے جس میں لکھا ہے کہ

"توبہ کرو اور متوجہ ہو کہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں۔ تاکہ خداوند کے حضور سے تازگی بخش ایام آویں اور یسوع مسیح کو پھر بھیجے جس کی منادی تم لوگوں کے درمیان آگے سے ہوئی ضرور ہے کہ آسمان اسی لئے رہے اس وقت تک کہ سب چیزیں جن کا ذکر خدا نے اپنے سب پاک نبیوں کی زبانی شروع سے کیا اپنی حالت پر آویں کیونکہ موسیٰ نے باپ دادوں سے کہا کہ خداوند تمہارا خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی میری مانند اٹھاویگا جو کچھ وہ تمہیں کہے اس کی سب سنو اور ایسا ہوگا کہ ہر نفس جو اس نبی کی نہ سنے وہ قوم سے نیست کیا جائیگا۔ بلکہ سب نبیوں نے سموئیل سے لیکر پچھلوں تک جتنوں نے کلام کیا ان دنوں کی خبر دی ہے"

بطور پڑھنے سے صاف ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئی مسیح کے لئے نہیں۔ بلکہ ضرور ہے کہ آسمان اسے مسیح کو لئے رہے جب تک وہ نبی پیدا نہ ہو"

بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاءُ
وَتَهْدِي مَنْ تَشَاءُ أَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ
خَيْرُ الْغَافِرِينَ ۝ وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي
الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ
وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ
الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ
الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ
يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ
وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي
كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا
النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ ترجمہ۔ موسیٰ نے اپنی

قوم سے ۷۰ آدمی وعدہ کے مطابق چنے جب انکو زلزلے نے پکڑا۔ تو موسیٰ نے عرض کیا۔ اے میرے رب اگر تو چاہتا تو اس سے پہلے انکو اور مجھے ہلاک کر دیتا۔ کیا تو ہمیں ہلاک کریگا اس کی وجہ سے جو ہم میں سے بعض احمقوں نے کیا۔ یہ تیری آزمائش ہے۔ ہلاک کرے اسکے ساتھ جسکو چاہے اور ہدایت کرے جسے چاہے تو ہمارا کارساز ہے ہمیں بخشدے رحم کر تو بخشنے والا ہے اور ہمارے لئے اسی دنیا میں حسنہ لکھ اور آخرت میں بھی بیشک تیری طرف رجوع کیا فرمایا میرا عذاب پہنچتا ہے جسے میں چاہوں اور رحمت ہر چیز پر وسیع ہے پس اس میں لکھونگا اسکو انکے لئے جو متقی ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں جو اس رسول نبی امی کی متابعت کرینگے جسے یہ لوگ اپنے پاس توراۃ و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ انکو نیکیوں کا حکم کرتا برائیوں سے روکتا اور پاک اشیاء کو انکے لئے حلال کرتا اور ناپاک سے روکتا ہے۔ اور ان سے انکے بوجھ اتارتا ہے۔ اور وہ پھانسیاں جو ان پر تھیں۔ پس جو اسپر

ایمان لائے اور اسکی رفاقت اختیار کی، اسکو مدد دی، اور اس نور کے پیرو ہوئے جو اسکے ساتھ
اتارا گیا وہ بامراد اور کامیاب ہونگے۔

یہ پیشگوئی اہل کتاب میں ایسی شائع و ذائع تھی کہ اس موعود کے لئے صرف **وہ نبی**
کہنا کافی سمجھتے تھے چنانچہ

یہودیوں نے یروشلم سے کاہنوں اور لاویوں کو بھیجا کہ اس سے پوچھیں کہ تو کون ہے؟
اور اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں تب انہوں نے
اس سے پوچھا تو اور کون ہے کیا تو ایلیاس ہے، اسنے کہا میں نہیں ہوں۔ پس کیا تو
وہ نبی ہے؟ (یوحنا باب ۱ آیت ۱۹-۲۱)

میں اس "وہ نبی" کی نسبت آپ کو بائبل میں سے کچھ حوالے دیتا ہوں، آپ دیکھیں گے کہ باوجود
تحریف کے ہمارے نبی کا نام اس میں روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔

استثنا باب ۳۳ آیت ۲ میں فرمایا ہے

"خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا، فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا
دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا، اور اس کے دہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی
ہاں وہ اس قوم سے بڑی محبت رکھتا ہے، اسکے سارے مقدس تیرے ہاتھ میں
ہیں، وہ تیرے قدموں کے نزدیک بیٹھے ہیں، اور تیری باتوں کو مانیں گے"

اس پیشگوئی میں حضرت موسیٰ کا ظہور اظہر من الشمس اور مسلم و یقینی ہے جو شعیر کا تعلق حضرت عیسیٰ
سے ہے کیونکہ یہ بیت اللحم اور ناصرت کے پاس ہے، اور فاران کی پیشگوئی حضرت محمد رسول اللہ
کی ذات ستودہ صفات میں پوری ہوئی۔ قرآن مجید نے **وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ وَ
طُورِ سِينِينَ وَهَٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ** میں اس پیشگوئی کی طرف اشارہ فرمایا
ہے۔ اور قرآن کی ابتداء میں ہی تشریح کر دی ہو تا کہ کسی کو دھوکہ نہ رہے کہ فاران
مراد ہے سعیر کی بجائے تین اور زیتون اسلئے فرمایا کہ زیتون کے پہاڑ پر مسیح کے بارے میں ایک

بڑی پیشگوئی تھی جو پوری ہوئی اور جس کا ذکر متی باب ۲۱ آیت ۱-۵ میں ہے۔

"اور جب وہ یروشلم کے نزدیک پہنچے اور بیت فگا میں زیتون کے پہاڑ کے پاس آئے تب یسوع نے دو شاگردوں کو یہ کہہ کے بھیجا کہ اپنے سامنے کی بستی میں جاؤ اور وہاں ایک گدھی بندھی اور اس کے ساتھ ایک بچہ پاؤگے کھول کر میرے پاس لاؤ اور اگر کوئی تم کو کچھ کہے تو کہیو کہ خداوند کو ان کی درکار ہے وہ فی الفور انہیں بھیج دیگا۔ یہ سب کچھ ہوا تا کہ جو نبی سے کہا گیا تھا پورا ہو کہ صیہون کی بیٹی سے کہو۔ دیکھ تیرا بادشاہ فروتنی سے گدھی پر بلکہ گدھی کے بچے پر سوار ہو کر تجھ پاس آتا ہے"

(اسکے لئے یسعیاہ ۶۲ باب آیت ۱۱ زکریا باب ۹ آیت ۹ کو دیکھا جاوے) اگر یہ پوری پیشگوئی انہیں معنی میں ہے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ کتابیں کہاں تک محفوظ ہیں۔ تو شاگرد جا کے جیسا کہ یسوع نے انہیں فرمایا تھا بجا لائے۔ اور اس گدھی کو بچہ سمیت لائے اور اپنے کپڑے ان پر ڈالے۔ اور اسے ان پر بٹھایا اور ایک بڑی جماعت نے اپنے کپڑے راستے میں بچھائے اور کتنوں نے درختوں کی ڈالیاں کاٹ کے راہ میں بچھائیں۔ اور بھیڑ جو اس کے آگے پیچھے چلی جاتی پکار کے کہتی تھی۔ ابن داؤد کو ہوشعنا مبارک وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے۔ سارے شہر میں غل مچا کہ یہ کون ہے۔ تب بھیڑ نے کہا کہ یہ جلیل کے ناصرت کا یسوع نبی ہے۔*"

ایسا ہی قصہ بے وقت انجیر کے پاس حضرت مسیح کا ایک معجزہ ظاہر ہوا تھا جس سے ان کا منجانب اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے مرقس باب ۱۱ آیت ۱۲ لغایت ۱۴ "اور دور سے انجیر کا ایک درخت پتوں سے لدا ہوا دیکھ کے وہ گیا کہ شاید اس میں کچھ پائے جب وہ اسکے پاس آیا۔ تو پتوں کے سوا کچھ نہ پایا۔ کیونکہ انجیر کا موسم نہ تھا۔ تب یسوع نے اس سے خطاب کر کے کہا۔ کوئی تجھ سے پھل کبھی نہ کھائے . . . اور صبح کو جب وہ ادھر سے گزرے۔ تو دیکھا کہ انجیر کا درخت جڑ سے سو

---

* میرا مطلب اس کی نقل سے قرآن مجید کی صداقت اور ثابت کرنا ہے کہ قرآن پر خدا کے نبی کی پیشگوئی [illegible] کے متعلق ہے کہ یسوع کے [illegible] دوم یہ کہ یسوع کا [illegible] میں بہت کا [illegible] خدا کا خدا کے بیٹے ہونا [illegible]

سوکھ گیا ہے تب پطرس نے یاد کر کے اس سے کہا کہ اے ربی دیکھ یہ انجیر کا درخت جس پر آپ نے لعنت کی تھی سوکھ گیا ہے"

اب ۲ **فاران** سو یہ وہ دشت ہے جسکے معنی **وادی غیر ذی زرع** ہیں - اور جس میں حضرت ابراہیم نے حضرت ہاجرہ اور اسماعیل کو بسایا جن کی اولاد سے ہوئے نبی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں - دیکھو پیدائش باب ۲۱ آیت ۱۴-۲۱

تب ابراہام نے صبح سویرے اٹھکر روٹی اور پانی کی ایک مشک لی اور ہاجرہ کو اسکے کاندھے پر دھر کر دی اور اس لڑکے کو بھی اور اسے رخصت کیا وہ روانہ ہوئی اور بیرسبع کے بیابان میں بھٹکتی پھرتی تھی تب اسنے اس لڑکے کو ایک جھاڑی کے نیچے ڈال دیا اور آپ اسکے سامنے ایک تیر کے ٹپے پر دور جا بیٹھی کیونکہ اس نے کہا میں اس لڑکے کا مرنا نہ دیکھوں سو وہ سامنے بیٹھی اور چلا چلا کر روئی - تب خدا نے اس لڑکے کی آواز سنی اور خدا کے فرشتے نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا اور اس سے کہا کہ اے ہاجرہ تجھکو کیا ہوا مت ڈر کہ اس لڑکے کی آواز جہاں وہ پڑا ہے خدا نے سنی - اٹھ اور لڑکے کو اٹھا - اور اسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کہ میں **اسکو ایک بڑی قوم بناؤنگا**۱ پھر خدا نے اسکی آنکھیں کھولیں اور اسنے پانی کا ایک کنواں دیکھا اور جا کر اس مشک کو پانی سے بھر لیا اور لڑکے کو پلایا - اور خدا اس لڑکے کے ساتھ تھا اور وہ بڑھا - اور بیابان میں رہا کیا اور تیر انداز ہو گیا اور **وہ فاران کے بیابان میں رہا**۲

اب اس میں تو کچھ شک نہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے مورث اعلی حضرت اسماعیل فاران کے بیابان میں تیر انداز ہوئے اور وہیں پرورش پائی اور وہیں رہے اور بڑے ہوئے لیکن اسکے متعلق یہ کہنا کہ یہ **فاران** مکہ میں نہیں بلکہ طور سینا کے پاس ہے محض ضد اور جہالت ہے

۱- یہ چاہ زمزم ابتک اسکی یادگار قائم ہے - اور وہ مکہ میں ہے

۲- صفا و مروہ کا طواف اسی طرح حضرت ہاجرہ نے شعائر اللہ سے فرمایا اسی پیشگوئی کی یادگار قائم

رکھنے کے لیے مقرر ہے۔

۳۔ قومی تواتر اسپر ہمیشہ شہادت گواہ ہے۔ کہ اسکے انکار سے تمام تاریخی واقعات کا انکار لازم آتا ہے۔ چہ جائیکہ یہ تسلیم کیا جائے کہ کوئی شخص ہاجرہ کا بیٹا اسمٰعیل نام تھا۔

۴۔ ان قومی روایات اور مشہور حکایات کی تکذیب ہوتی ہے جو کہ زبردست شہادات کے ساتھ ابتک چلی آتی ہیں۔

۵۔ قرآن مجید نے حضرت ابراہیم کی دعا نقل فرمائی ہے۔ اور یہودیوں اور عیسائیوں میں اسکو شائع کیا۔ اور کسی نے اسکی تردید نہ کی۔ وہ دعا یہ ہے رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ؁

(ابراہیم ع ۶ پ ۱۳)

اور اس کے پہلے عرض کیا ہو رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا اس دعا کو بھی وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ سے ملا کر پڑھتے ہیں۔ تو کیا لطف آتا ہے۔ اس وقت یقین ہو جاتا ہے کہ وادی یہی سرزمین ہے جس میں مکہ اور مدینہ واقع ہے۔ اور جسے احادیث میں بھی وادی کہا گیا۔ بخاری کتاب الانبیاء میں ہے فَلَمَّا بَلَغَتِ الْوَادِيَ اور سیرت ابن ہشام میں ہے کہ ان بکۃ اسم البطن اور زبور ۸۴ میں صریحاً پیشگوئی موجود ہے

"مبارک ہیں وہ جو تیرے گھر میں بستے ہیں وہ سدا تیری ستایش کرینگے مبارک وہ انسان جس کی قوت تجھ سے ہے۔ انکے دلوں میں تیری راہیں ہیں۔ وہ **بکا** کی وادی میں گذر کرتے ہوئے اسے ایک کنواں بناتے"

یہ خدا تعالےٰ کا اعجاز ہے کہ باوجود ترجمہ در ترجمہ کے بکہ کا لفظ قائم ہے۔ اور مکہ کو قرآن

مجید میں بھی بکہ کہا گیا جیسا کہ فرماتا ہے۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ
مُبٰرَکًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ
وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۔ پہلا گھر جو خدا کی عبادت کے لئے بنا ہوا ہے وہ بکا
کی وادی میں ہے جو مبارک ہے جہان کے لوگوں کے لئے ہدایت۔ اس میں کھلے کھلے معجزے ہیں
ابراہیم کا مقام ہے اس میں داخل ہوا امن میں آ گیا (۲)

(۶) پھر ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح کے بعد اور کوئی رسول صاحب شریعت رسول جس پر پیشگوئیاں صادق آئیں۔ سوائے مکہ کے نہیں نکلا جبکہ اللہ میں آتشی شریعت ہو۔ اور اسکا مذہب مشرق سے مغرب تک پھیل گیا ہو۔

(۷) اگر دشت فاران یعنی حجازی نبی کو نہ مانا جائے تو اسماعیل سے جو برکت اور عہد کا وعدہ تھا اسکا پورا ہونا لازم آتا ہو حالانکہ پیدائش باب ۱۷ آیات ۲۰ میں بھی یہ الہامی کلام مرقوم ہو چکا ہے۔ کہ میں اسکو ایک بڑی قوم بناؤنگا۔ اور جیسا کہ پیدائش باب ۱۷ میں ہے

"اور اسماعیل کے حق میں میں نے تیری سنی دیکھ میں اسے برکت دونگا اور اسے برومند کرونگا اور اسے بہت بڑھاؤنگا۔ اور اس سے بارہ سردار پیدا ہونگے۔ اور میں اسے بڑی قوم بناؤنگا۔"

اور خدا تعالے نے نشان مقرر کیا کہ یہ عہد اور برکت تیری نسل میں سے انکے ساتھ ہو گا۔ جو ختنہ کرتے ہیں چنانچہ فرمایا

"اور وہ فرزند نرینہ جس کا ختنہ نہیں ہوا وہ شخص اپنے لوگوں میں سے کٹ جائے کہ اس نے میرا عہد توڑا"

اب عیسائی تو ختنہ نہیں کرتے۔ وہ اس عہد و برکت کے وارث کیونکر ہو سکتے ہیں

(۸) گنتی باب ۱۰ آیت ۱۲ میں ذکر ہے۔ کہ بنی اسرائیل دشت سینا سے اپنے اپنے سفروں میں چلے۔ اور بدلی دشت فاران میں ٹھہری۔ یہ فاران سینا کے شمال مشرق میں تا عرش

کے قریب واقع تھا یہی حجاز کا بیابان ہو نہ غربی اثیب مینا کا

۹۔ حبقوق نبی کی کتاب باب ۳ پڑھیے

تمہ تیمان سے اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاران سے آیا اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا

اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوئی۔

اب کوئی انصاف طلب دل لیکر اٹھے اور بتائے کہ وہ کون قدوس تھا جو فاران سے نکلا جس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا کیا یسوع جس نے کہا کہ ابن آدم کے لیے سر ٹیکنے کی جگہ نہیں یا وہ جسے ایک مہینے کی راہ کا رعب دیا گیا اور زمین جس کی ستائش سے معمور ہوئی وہ عرب کا رہنے والا محمدؐ ہے جس کی ستائش اسلامی چھتوں پر چڑھ کر بلند آواز سے کی جاتی ہے کہ اشہد ان محمداً رسول اللہ عربی کے پرانے ترجموں میں یہ الفاظ ہیں۔ امتلاء الارض من تحمید احمد۔ اس میں تو احمد نام بھی آگیا۔

۱۰۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک پڑاؤ پڑتا ہے۔ اسکا نام ہے وادی فاطمہ وہاں پہنچ مرغ بیچنے والے بچے بھی اس سوال کا جواب کہ یہ پھل کہاں سے آئے یہی دینگے کہ من برية فاران۔

۱۱۔ وہ تمام نشانات جو استثنا باب ۳۳ آیت ۲ کی پیشگوئی میں مسیح ہیں آنحضرت صلعم ہی کے وجود باجود پر پورے ہوسکتے ہیں آپ ہی کو حضرت موسیٰ کے بعد شریعت روشن شریعت دیگئی آپ ہی کیساتھ فتح مکہ کے دن جب وہ منظور ہوئے بڑی شان و شوکت کے ساتھ فاران کی چوٹی پر نمودار ہوئے دس ہزار جاں نثار پاکباز قدوسی تھے چنانچہ بخاری کتاب المغازی باب غزوہ الفتح فی رمضان میں بات موجود ہے کہ باب غزوة الفتح فی رمضان حدثنی محمود قال اخبرنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر قال اخبرنی الزهری عن عبید الله بن عبد الله عن ابن عباس ان النبی صلعم خرج فی رمضان من المدینة ومعه عشرة الاف

یہی وہ قوم ہے جس کی شان میں آیا ہے یُحِبُّہُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ خدا ان سے محبت کرتا ہے اور
وہ خدا سے اور یہی وہ قوم ہے جس کی نسبت ارشاد ہوا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا
لِّلّٰہِ جو ایمان لائے اللہ سے سب سے بڑھکر محبت رکھنے والے ہیں۔ یہی وہ قوم ہے جس کے
بارے میں فرمایا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ خدا ان سے ہے راضی خدا سے وہ راضی رہی وہ
ہیں جنکے لئے سورہ قمر میں ارشاد ہوتا ہے۔ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَھَرٍ فِیْ مَقْعَدِ
صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ۔ یعنے خدا کے حضور صدق کے مقام پر جلوہ افروز ہیں
یہی ہیں جن کے لئے قرآن کریم میں آیا کہ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا
مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ فَمِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا
بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا۔ مومنوں میں ایسے لوگ ہیں کہ جو کچھ عہد کرچکے سچ کر دکھایا بعض ان میں
مر چکے بعض منتظر ہیں اور اپنے وعدہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ (احزاب ۳)

یہی وہ نشانات ہیں جو ان قدوسیوں کے توراۃ میں آئے اور میں مضمون کے بنا
میں ثابت کر چکا ہوں کہ یہ وہ ہیں جو اپنے آقا کو بچپن والے اپنی جان بچانیکے لئے اپنے بیوی
پر لعنت بھیجنے والے چند ماہی گیر انکے مصداق نہیں ہو سکتے۔

۲- پھر یسعیاہ نبی کی کتاب جب پڑھی جاتی ہے تو اور بھی یقین حاصل ہوتی ہے کہ پیشگوئی
مکہ میں پیدا ہونے والے نبی کی بابت میں پوری ہوتی ہے۔ دیکھئے یسعیاہ باب ۲۱ آیت ۱۳ میں
صاف لکھا ہے عرب کی بابت الہامی کلام۔ عرب کے صحرا میں تم رات کاٹو گے اے ددانیوں
کے قافلو! پانی لیکے پیاسے کا استقبال کرنے آؤ۔ اے تیما کی سرزمین کے باشندو! روٹی
لے کے بھاگنے والے کے ملنے کو نکلو کیونکہ وہ تلواروں کے سامنے سے ننگی تلوار سے کھینچی
ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں کیونکہ خداوند نے مجھکو یوں فرمایا ہنوز ایک
برس ہاں مزدور کے سے ایک ٹھیک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی
اور تیر اندازوں کے جو باقی رہے قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائینگے کہ خداوند اسرائیل کے خدا

نے یوں فرمایا

یہ الہامی پیشگوئی جس کے صرف پورے پارے میں الہامی کلام لکھا ہے کسی تشریح کی محتاج نہیں لیکن کچھ تھوڑی سی تفصیل کر دی جاتی ہے۔

ددانی کون تھے پیدائش ۲۵ کو مطالعہ فرمائیے

اور ابراہیم نے ایک اور عورت کی جس کا نام قطورہ تھا، اور اس سے زمران اور یقسان اور مدان اور مدیان اور اسباق اور سوخ پیدا ہوئے۔ اور یقسان سے سبا اور ددان پیدا ہوئے گویا ددان نام حضرت ابراہیم کے پوتے یقسان کے بیٹے سبا کے بھائی کا ہے ان کی اولاد ملک یمن میں آباد ہوئی۔ اوس و خزرج کے قبائل انہی میں سے ہیں۔

قیدار: حضرت اسمعیل کے بارہ بیٹے تھے۔ دیکھو پیدائش ۲۵ آیت ۱۳

اور اسماعیل کے بیٹوں کے نام یہ ہیں مطابق ان کے ناموں اور نسبوں کی فہرست اسمعیل کا پہلوٹھا نبایوت (نبیوث) اور قیدار ادبئیل۔ مبسام۔ مشماع۔ دومہ۔ مسا (مسا) حدد۔ تیما۔ یطور (یطور) نفیش (نفیش) قدمہ

قیدار حضرت اسمعیل کے ولی عہد تھے۔ [illegible] کے بیٹے صاحب الجبل ہیں۔ یہ حجاز میں آباد ہوئے اور یہی تمام قبائل کا مرکز تھے۔ [illegible]

اب جنگ بدر کے واقعات کو سامنے رکھیے اور پھر اس پیشگوئی کو پڑھیے بالکل اس پر صادق آتی ہے۔ وہ سپہ سالار ابوجہل ہے قیدار کی حشمت کہنا زیبا ہوگا۔ ابوجہل نے دعوی کیا تھا اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ۔ اے اللہ اگر یہی حق ہے تیری جناب سے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی عذاب درد دینے والا۔

ف ۵ یہ بیٹا تیما صر میں آباد ہوا تھا۔ [illegible] اس کی اولاد شب مدینہ میں آباد ہوئی تھی۔

اسکے جواب میں ارشاد ہوتا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (۱) کہ جب تک تو ان میں ہے۔ انکو اللہ تعالےٰ عذاب نہیں دیگا۔

پھر جب کفار نے سوال شروع کئے کہ یہ وعدہ کب ہوگا۔ تو انہیں بتایا گیا کہ تمہاری پیٹھ پیچھے پہنچ چکی ہے، وہ چیز جس کے لئے تم جلدی کرتے ہو مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ؁ یعنے جس طرح ایک سوار دوسرے کے پیچھے بیٹھا ہوتا ہے اسی طرح نبی کریم صلعم کے ہجرت کے بعد عذاب آئیگا۔ اور پھر اس عذاب کی نوعیت بھی بتا دی کہ وہ جنگ ہوگی چنانچہ فرمایا۔ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۔ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ؁ (۲) ترجمہ: وہ قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیجے اوپر سے یا تمہارے پاؤں تلے سے یا تمہیں گروہ گروہ کر دے اور بعض کو بعض کی لڑائی کا مزہ چکھائے۔ دیکھ ہم کس طرح پھیر پھیر کر نشان لاتے ہیں تاکہ سمجھیں اور تیری قوم اس بات میں تجھے جھٹلاتی ہے حالانکہ وہی حق ہے۔ تو کہہ دے کہ میں کوئی تم پر وکیل نہیں۔ ہر خبر کے لئے وقت مقرر ہے عنقریب تم جان لوگے۔

پھر اس عذاب کو کچھ وہ میں بالکل واضح کر دیا۔ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ؁ وہ کہتے ہیں یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو کہہ تمہارے لئے ایک سال کی میعاد ہے اس سے پیچھے نہیں رہ سکتے نہ آگے ہی نہیں ہو سکتے۔ نبی کریم صلعم ۱۳ نبوی میں مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ چلے گئے اور ۲ ہجری میں غزوہ بدر ہوا جس

میں بڑے بڑے رؤسا و صنادید قریش مارے گئے اور قیدار کی ساری حشمت جاتی رہی بجز اسکے کوئی ایسا واقعہ تاریخ عالم میں پیش نہیں کیا جا سکتا جس میں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو اور پھر جنگ بھی ہوئی ہو اور عرب تلوار اور کھچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہوں۔ اور پھر قیدار و تیر اندازوں کی حشمت جاتی رہی ہو تیر انداز کا اطلاق بھی نبی اسماعیل ہی پر ہو سکتا ہے پیدائش ۲۱ آیت ۲۰ میں ہے۔ اسمٰعیل بیابان میں رہا کیا اور تیر انداز ہو گیا۔ اور حدیث میں ہو دیکھو بخاری باب قول اللہ عز و جل واذکر فی الکتب اسماعیل عن سلمۃ ابن الاکوع قال مر رسول اللہ صلعم علی نفر من اسلم ینتضلون فقال رسول اللہ صلعم ارموا بنی اسمٰعیل فان اباکم کان رامیا تیر اندازی کرو بنی اسمٰعیل کیونکہ تمہارا باپ تیر انداز تھا قرآن مجید میں اس غزوہ کو نشان ٹھہرایا گیا ہے جیسا کہ فرمایا قد کان لکم اٰیۃ فی فئتین التقتا (آل عمران) ایک عظیم الشان نشان ان دو گروہوں کی مڈ بھیڑ میں ہے۔ اور پھر مسلمانوں کو یاد دلایا۔ ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ (الخ)

پھر اسی کتاب یسعیاہ میں وہ پیشگوئیاں ہیں جن سے اسکی تائید ہوتی ہے دیکھو یسعیاہ باب ۶۰ اٹھ روشن ہو کہ تیری روشنی آئی اور خداوند کے جلال نے تجھ پر طلوع کیا ہے کیونکہ دیکھ زمین پر چھا جائیگی اور تیرگی قوموں پر لیکن خداوند تجھ پر طالع ہوگا اور اس کا جلال تجھ پر نمود ہوگا۔ اور قومیں تیری روشنی میں اور سلاطین تیرے طلوع کی تجلی میں چلینگے اپنی آنکھیں اٹھا کر چاروں طرف نگاہ کر وہ سب اکٹھے ہوتے ہیں وہ تجھ پاس آتے ہیں تیرے بیٹے دور سے آئینگے اور تیری بیٹیوں کو گود میں اٹھا لائینگی۔ تب تو دیکھیگی اور روشن ہوگی ہاں تیرا دل اچھلیگا۔ اور کشادہ ہوگا کیونکہ سمندر کی فراوانی تیری طرف پھریگی۔ اور قوموں کی دولت تیرے پاس فراہم ہوگی۔

اونٹوں کی قطاریں اور مدیان اور عیفہ کی سانڈنیاں آکے تیرے گرد بیشمار ہونگی سب سبا

کے پیش کرینگے۔ وہ سونا اور لبان لائینگے۔ اور خداوند کی تعریفوں کی بشارت سنائینگے۔ قیدار کی ساری بھیڑیں تیرے پاس جمع ہونگی۔ نبایوت کے مینڈھے تیری خدمت میں حاضر ہونگے وہ منظوری کیواسطے میرے مذبح پر چڑھائے جائینگے۔ اور میں اپنی شوکت کے گھر کو بزرگی دونگا۔

. . . اس لئے کہ تو ترک کی گئی۔ اور تجھ سے نفرت ہوئی ایسا کہ کسی آدمی نے تیری طرف گذر بھی نہ کیا۔ میں تجھے شرافت ابدی اور پشت در پشت کے لوگوں کا سرور بناؤنگا۔ . . . آگے کو کبھی تیری سرزمین میں ظلم کی آواز سنائی نہ دیگی۔ اور نہ تیری سرحدوں میں خرابی و بربادی کی۔ تو اپنی دیواروں کا نام نجات اور اپنے دروازوں کا نام ستودگی رکھیگی۔ . . . اور تیرے لوگ سب کے سب راستباز ہونگے۔ وہ ابد تک سرزمین کے وارث۔ وہ میری لگائی ہوئی شاخ اور میرے ہاتھوں کی کاریگری ٹھہرینگے۔ تاکہ میری بزرگی ظاہر ہو۔ ایک چھوٹے سے ایک ہزار ہو جائیگا۔ اور ایک حقیر سے ایک قوی گروہ ہوگی۔

اس عبارت کو غور سے پڑھئے اور دیکھئے کہ وہی کعبہ وہی سرزمین جو مدت سے ترک کی گئی تھی۔ وہ مرجع خلائق بنگئی۔ ہر سال لاکھوں حاجی جاتے ہیں۔ اسکا نظارہ اب بھی ہو سکتا ہے۔ سب سے بڑھکر ظلم تو بت پرستی ہے۔ وہ اس جگہ سے ایسا اٹھایا گیا ہے کہ فرما دیا ما یبدئ الباطل وما یعید اور نبی کریم نے فرما دیا کہ شیطان اب اس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ جزیرہ عرب میں پھر پوجا جاوے۔ وہ بیت بیت المحرم کہلاتا ہے جو حرم آمن ہے۔ اب اسکی سرحدوں میں بربادی یا خرابی کا نام و نشان نہیں۔ خدا نے اس شوکت کے گھر کو بزرگی دی تمام مذاہب کے معابد مٹ گئے۔ یا دوسری قوموں کی حکومت کے ماتحت ہیں۔ مگر اس شوکت کے گھر کے وارث ابتک وہی راستباز ہیں۔ اور ابد تک رہینگے۔ یہ ایک زندہ نشان ہے۔ وہ ایک قلیل سی جماعت تھے پھر ایک عظیم الشان دولت بنگئے۔ وہ ایک تھے ہزار ہو گئے حقیر سے قوی ہو گئے قرآن شریف اسکی طرف اشارہ فرماتا ہے۔ واذکروا اذ کنتم

فکثرکم۔ یاد کرو جب تم تھوڑے تھے۔ پھر تمہیں بہت کیا۔ پھر یہی وہ مقام ہے جس میں
اب تک قربانیاں کی جاتی ہیں۔ اور سنگ سری کے واسطے مذبح پر چڑھائی جاتی ہیں۔ اور یہیں وہ
قبائل جو نہ عیسائی ہوئے نہ یہودی اور جن کے مورث اعلیٰ مدیان اور عیفہ تھے (دیکھو پیدائش
باب ۲۵ آیت ۱، ۲ اور ابراہیم نے ایک جورو کی جس کا نام قتورہ تھا اس سے زمران اور یقسان
مدان اور مدیان اور اسباق اور سوخ پیدا ہوئے۔ اور یقسان سے سبا اور ددان پیدا ہوئے
۔ ۔ اور مدیان کے فرزند عیفہ اور عفر ۔ ۔ ۔ آیت ۱۳ میں ہے اسماعیل کا پہلوٹھا نبیت)
سا تھ نبیان لیکر آئے۔ اور یہیں سبا ملک یمن سے حضرت علیؓ خراج وصول کر کے موسم حج میں
نبی کریمؐ کے حضور آئے۔ اور سونے کا ڈھیر لگ گیا۔ قوموں کی دولت جمع ہو گئی۔ اور اس
شرک ختم کی گئی میں ایسا نور چمکا کہ اب تک اس سے ایک عالم منور ہے۔ اسی نور کا ایک پرتو
قادیان کی مقدس سرزمین پر پڑا جس کی روشنی نے چودھویں کے چاند کی مانند تیرہ سو سال بعد
پھر تمام جہان کو روشن کر دیا۔

یسعیاہ باب ۴۲ میں ہے

دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالتا۔ میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے۔ میں نے
اپنی روح اس پر رکھی۔ وہ قوموں کے درمیان عدالت جاری کرائیگا ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

خداوند کے لئے ایک نیا گیت گاؤ۔ اے تم جو سمندر پر گزرتے ہو اور جو اس میں
بستے ہو اے بحری ممالک اور ان کے باشندو تم زمین پر سرتاسر اس کی ستائش
کرو۔ بیابان اور اس کی بستیاں قیدار کے آباد دیہات اپنی آواز بلند کرینگے
سلع کے بسنے والے ایک گیت گائینگے پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں گے
وہ خداوند کا جلال ظاہر کرینگے۔ اور بحری ممالک میں اس کی ثنا خوانی کرینگے خداوند ایک
بہادر کی مانند نکلیگا۔ وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت کو اکسائیگا۔ وہ چلائیگا۔ ہاں وہ

جنگ کے لیے بلایگا، وہ اپنی دشمنوں پر بھاری کریگا"

(۱) وہ کلمہ جس سے ایک مسلمان مسلمان کہلاتا ہے وہ یہ ہے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ۔ اب اس سے صاف ظاہر ہے کہ عبدہ یعنی اسکا بندہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو فرمایا گیا ہے حضرت مسیح کو تو اللہ کا بندہ کہنا عیسائی کفر سمجھتے ہیں وہ تو اسے خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں بلکہ خدا کہتے ہیں۔ بندہ وہ کیسا پس یہ پیشگوئی حضرت محمد رسول اللہ پر صادق آتی ہے۔

(۲) جنہیں خدا نے برگزیدہ کیا حضرت محمد مصطفےٰ محمد مجتبےٰ نام سے مشہور کیا۔ اپنی رضامندی کا سرٹیفکیٹ نہ صرف انہیں بلکہ انکے پیروؤں کو دیا چنانچہ فرمایا۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ۔ اور فرمایا اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ۔

اور فرمایا وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی۔

(۳) آپ پر خدا کی روح رکھی گئی یعنی آپ پر کلام الٰہی کا نزول ہوا۔ فرماتا ہے فَاِنَّہٗ نَزَّلَہٗ عَلٰی قَلْبِکَ (پ) وَاِنَّہٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِکَ لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ

(۴) اس نے تمام قوموں کے درمیان عدالت جاری کی اور صاف ارشاد ہوا۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىکَ اللّٰہُ۔ ہم نے تیری طرف کتاب اتاری ہے تاکہ لوگوں کے درمیان حق حق جو کچھ دکھائے اسکے مطابق عدالت جاری کرے۔ اور فرمایا

(۵) وہ نیا گیت تھا جو خدا کے لئے گایا۔ فرماتا ہے وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَہُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّہُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ (پ) وَھٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبٰرَکٌ فَاتَّبِعُوْہُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْکِتٰبُ عَلٰی طَآئِفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ کُنَّا عَنْ دِرَاسَتِہِمْ لَغٰفِلِیْنَ۔ یہ کتاب ہے جو

جسے ہماری مبارک ہیں اسکی پیروی کرو۔ اور تقویٰ کرو۔ تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔ یہ نہ کہنا کہ ہم سے پہلے دو گروہوں پر کتاب اتری۔ اور ہم اسکے درس سے غافل تھے (ج) سورۃ الشعراء کے ابتدا میں تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ فرما کر ارشاد ہوتا ہے۔ وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِیْنَ یہاں قرآن مجید کو محدث (نیا گیت) فرمایا۔ ایسا ہی سورۃ انبیاء کے ابتدا میں فرمایا۔ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ یَلْعَبُوْنَ۔

(۲۰) یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ بیابانوں بستیوں قیدار کے دیہات سے اللہ اکبر کی آواز آنے لگی۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ کا نعرہ بلند ہوا۔ اور وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا میں بتا دیا کہ اس نام توحید کی اور دینی بھی عنقریب سمندروں میں سفر کرکے اعلان توحید پھیلانے والی ہو۔ چنانچہ بحر پیمنے والے ہندوچین تک پہنچے۔ مصر تک فتح کیا۔

(۱۱) سلع (جو مدینہ کی پہاڑی کا نام ہے) کے رہنے والوں نے خوشی کے ترانے گائے انھوں نے خدا کا جلال ظاہر کیا۔ یہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں کہ میں اسکی زیادہ تشریح کروں اسی سلع سے ایک لشکر تیار ہو کر آیا جس نے مکہ کے بت توڑے۔ اور توریت کی پیشگوئی پوری ہوئی اور خدا کے اس کلام کی تصدیق ہوئی۔

میں خداوند نے تجھے صداقت کے لئے بلایا۔ میں ہی تیرا ہاتھ پکڑونگا اور تیری حفاظت کرونگا۔ اور لوگ شعبا۔ قوموں کے نور کے لئے تجھے دونگا کہ تو اندھوں کی آنکھیں کھولے۔ اور بند ہوؤں کو قید سے نکالے۔ اور انکو جو اندھیرے میں بیٹھے ہیں قید خانے سے چھڑائے۔ اور یہوواہ میں ہوں۔ یہ میرا نام ہے۔ اور اپنی شوکت

دوسرے یہ کہ داؤد کا حصہ وہ ستائش جو میرے لئے ہوتی گھڑی ہوئی مورتیں کیئے
ہوئے دیوتاؤں کو

داؤد کا زمانہ دیکھئے جب گھڑی ہوئی مورتیں توڑی جاتی تھیں اور اللہ کی وحدانیت یعنی خدا کی ستائش کے نعرے بلند ہوتے تھے۔ اندھوں کی آنکھیں کھولی جاتی تھیں ایسی روحانی دیکھ والی جو وہ نبی کا کام تھا چنانچہ اس مضمون کے بیان میں روایت نقل کر چکا ہوں جس میں فرمایا۔ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ۔ اور یہ تورات کے الفاظ ایسی ہیں۔ بندھو کو قید سے نکالے (یا چھڑائے) اور قید خانے سے چھڑانے اور زنجیروں سے نکالنے کے لئے فرمایا۔ قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَّسُولًا يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللّٰهِ مُبَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (الطلاق)

ثانی: اس بات کا ثبوت کہ سلع مدینے کے قریب پہاڑی کا نام ہے۔ بخاری و حدیث پڑھئے جس میں کعب کے جنگ سے پیچھے رہ جانے اور پھر ان کے توبہ قبول ہونے کا ذکر ہے جب کہ ایک دوست نے سلع پہاڑی پر چڑھ کر آواز دی کہ کعب کو مبارک اس کی توبہ قبول ہو گئی

دوم حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا شعر ہے

امسی الفتی عن رب حدثہا ⁂ بجنوب سلع نارۃ لم یبطر

ترجمہ۔ نوجوان عمرو بن عبد سلع کے جنوب میں کہ کبھی اس سے کہ کبھی ہی نہیں کی بستی میں نکالا گیا

سوم طبری نے جنگ خندق کے بیان میں لکھا ہے وخرج رسول اللہ صلعم والمسلمون حتی جعلوا ظہورہم الی سلع نکلے رسول اللہ صلعم اور مسلمان یہاں تک کہ اپنی پشتیں سلع کی طرف کر لیں۔

(دوسرا) عرف یہی ایک رسول تھا (محمد صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ) جس نے حضرت موسیٰ کے بعد جنگ کی طرف بلایا اور دشمنوں پر بھاری ہوا۔ ارشاد ہوتا ہے۔ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کیا ہو گیا تمہیں کہ نہیں لڑتے اللہ کی راہ میں۔ (۲) وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ
اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا۔ لڑو ان سے اللہ کی راہ میں جو تم سے
لڑائی کرتے ہیں۔ اور زیادتی نہ کرو۔ وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ
الدِّیْنُ لِلّٰہِ۔ (۴) کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ وَھُوَ کُرْہٌ لَّکُمْ۔ پھر جنگ فرض
کی گئی۔ اور وہ تمہارے لئے جہاں جو گراں کام ہے۔ دشمنوں پر بھاری کرو اسی کے متعلق
یہ آیت یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ
(۶) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَکُمْ مِّنَ الْکُفَّارِ
وَلْیَجِدُوْا فِیْکُمْ غِلْظَۃً۔ اے نبی ان کفار اور ان منافقین سے جہاد کر ان پر
بھاری ہو۔ اے مومنوں آس پاس کے کفار سے لڑو۔ اور وہ تمہیں بھاری پائیں

غرض اے معزز ناظرین توراۃ تو سراپا نبی کریم کی پیشگوئیوں سے بھری ہے
میں نے صرف ایک پیشگوئی کا ذکر کیا۔ اسی یسعیاہ نبی کی کتاب میں اس نبی کے نزول کے مقام
اور اس کی برکات کا ذکر ہے چنانچہ باب ۴۱ میں فرماتا ہے۔

میں ٹیلوں پر نہریں اور وادیوں میں چشمے کروں گا میں صحرا کو تالاب اور سوکھی زمین کو پانی
کی نہریں کروں گا۔ . . . میں صحرا میں سرو اور صنوبر اور شمشاد کے درخت اکٹھے
لگاؤں گا تاکہ وہ سب دیکھیں اور جانیں اور غور کریں اور سمجھیں کہ خداوند ہی کے
ہاتھ نے یہ بنایا۔

شاید اسی پیشگوئی کی بنا پر کفار نے مطالبہ کیا تھا لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی تَفْجُرَ لَنَا مِنَ
الْاَرْضِ یَنْبُوْعًا اَوْ تَکُوْنَ لَکَ جَنَّۃٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ
الْاَنْھٰرَ خِلٰلَھَا تَفْجِیْرًا (بنی اسرائیل ع ۱۰) پھر یسعیاہ ۵۴ باب میں ہے۔
اے بانجھ تو جو نہیں جنتی تھی خوشی سے گا۔ تو جو حاملہ نہ ہوئی تھی نعرہ مار کے گا
اور خوشی سے چلا کیونکہ خداوند فرماتا ہے کہ بیکس چھوڑی ہوئی کی اولاد خصم والی کی

اور وہ تیرے نزار ہو۔ اپنے خیمے کے مقام کو بڑھا دے۔ ہاں اپنے مسکنوں کے پردے
پھیلا اور دریغ مت کر۔ اپنی ڈوریاں لمبی اور اپنی میخیں مضبوط کر۔ اسلئے کہ تو دہنے اور
بائیں طرف بڑھیگی۔ اور تیری نسل قوموں کی وارث ہوگی۔ اور اجاڑ شہروں کو بسائیگی ۔
• • اپنی بیوگی کا عار پھر یاد نہ کریگی کیونکہ تیرا خالق تیرا شوہر ہے۔ اسکا نام رب الافواج
ہے اور تیرا نجات دینے والا اسرائیل کا قدوس ہے۔ وہ ساری زمین کا خدا کہلائیگا
• • • • • • اب میں ابدی شفقت سے تجھ پر رحم کرونگا • • •
اب میں نے قسم کھائی کہ میں تجھ سے کبھی آزردہ نہ ہونگا۔ اور تجھ کو نہ جھڑکونگا پہاڑ تو
جاتے رہیں۔ اور ٹیلے ٹل جائیں۔ پر میری مہربانی جو تجھ پر ہے کبھی غائب نہ ہوگی میری
صلح کا عہد جنبش نہ کریگا • • • دیکھ کہ میں تیرے پتھروں کو سرمے میں
لگاؤنگا۔ اور تیری بنیاد نیلموں سے ڈالونگا۔ میں تیری فصیلوں کو لعلوں سے اور
تیرے پھاٹکوں کو چمکتے ہوئے جواہر سے اور تیرا سارا احاطہ بیش قیمت پتھروں سے
بناؤنگا۔ اور تیرے سب فرزند خداوند کریم سے تعلیم پائینگے۔ اور تیرے فرزندوں کی
سلامتی کامل ہوگی۔ تو راستبازی سے پائدار ہو جائیگی"

بالجملہ بنی اسمٰعیل کی قوم تھی جس میں کوئی نبی نہ تھا۔ خدا نے ایک نبی مبعوث فرمایا اور وہ نبی محمد رسول اللہ صلعم ہے۔ اسکے فیض یافتوں کی تعداد یہودیوں سے بڑھا دی۔ اور امت محمدیہ کو انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا خیمے اور مقام وسیع کرنے پڑے۔ کئی اجڑے ہوئے شہر آباد ہو گئے برخلاف اسکے یہودیوں پر ذلت و مسکنت لیس دی گئی۔ اسکے شہر ویران ہو گئے۔ بلکہ جلاوطن کر دیئے گئے۔ ان سے نبوت اور سلطنت چھین لی گئی۔ اور امت محمدیہ کو دونوں نعمتیں ملیں۔ اکملت لکم دینکم اور رضیت لکم الاسلام دینا سے اسکے فرزندوں کی سلامتی کامل ہوئی۔ اور راستبازی پائدار۔ اور نئی شریعت قرآن مجید کی معرفت دی گئی اور وہ پیغام جو پہلے ایک خاص قوم کے لئے ہوتا تھا ساری دنیا کے لئے ہو گیا۔ اور بنی اسرائیل

کا خدا ساری دنیا کا خدا کہلایا۔ خانہ خدا اور روضہ نبوی ﷺ میں قیمتی پتھروں اور چمکتے ہوئے جواہرات کی وہ بارش ہوئی کہ تورات کے الفاظ صادق آئیں۔ کفار بار بار کہتے تھے اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ ان کو دکھا دیا کہ یہ نشان بھی پورا ہوگیا۔

اگر کوئی ان نشانوں کے ساتھ وہ نبی کو نہیں پہچان سکتا۔ تو باب آیت سے پڑھکر دیکھئے

"تیرا محبوب سرخ و سفید ہے۔ دس ہزار آدمیوں کے درمیان وہ جھنڈے کی مانند کھڑا ہوتا ہے۔"

اخیر میں وہ محمدیم لکھا ہے عبرانی میں یہ لفظ قائم ہے مگر اردو ترجموں میں اسکو بدلا کر عشق انگیز کر دیا گیا ہے یم اب کے لیئے جمع کا صیغہ ہے غرض تورت میں نہ صرف اتمام حلیہ مبارک کا ذکر ہے بلکہ وہ نبی کا نام بھی دیدیا ہے۔ اور سارا حلیہ بھی مبارک دیدیا جو اس پر ایمان لا کر جنت النعیم کے وارث ہوں اور خدا تعالے سے اجر پائیں۔

اس کے بعد میں آپ صاحبان کو انجیل کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ اس میں "وہ نبی" کا ذکر ہے جیسا کہ یوحنا باب ۱ میں سے پہلے نقل کیا۔ مسیح بھی اپنے جانے کے وقت قوم کو یہی بشارت دیتا ہے بلکہ اپنے جانے کی علت غائی یہی ظاہر کرتا ہے۔ اصل الفاظ یہ ہیں۔ دیکھو یوحنا باب

"لیکن میں اب اس پاس جس نے مجھے بھیجا جاتا ہوں ۔ ۔ ۔ میں انہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لیئے میرا جانا ہی فائدہ ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آئیگا پر اگر میں جاؤں تو میں اسے تم پاس بھیج دونگا۔ اور وہ آکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائیگا۔ گناہ سے اسلیئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے۔ اور راستی سے اسلیئے کہ میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں۔ اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت سے اسلیئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔ میری اور بہت سی باتیں ہیں۔ کہ میں تمہیں کہوں پر اب تم ان کی

برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے۔ تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائیگی۔ اسلئے کہ وہ اپنی نہ کہیگی لیکن جو کچھ سنیگی سو کہیگی۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگی۔ وہ میری بزرگی کریگی۔ اسلئے کہ وہ میری چیزوں سے پائیگی۔ اور تمہیں دکھائیگی۔ سب چیزیں جو باپ کی ہیں سو میری ہیں۔ اسلئے میں نے کہا کہ وہ میری چیزوں سے لیگی اور تمہیں دکھائیگی"

اس ایمائی عبارات کی تشریح بہت سے اوراق چاہتی ہے اسلئے اسے کسی دوسرے موقعہ کے لئے چھوڑتا ہوں یہاں صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ مسیح نے کسی دوسرے تسلی دینے والے روح حق کی پیشگوئی کی۔ اور یہ کہا کہ وہ ساری سچائی کی راہ بتائیگا اور جن باتوں کی ابھی برداشت نہیں۔ وہ سنائیگا۔ وہ پھر ہوگا۔ وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے وہ میری تطہیر کریگا وہ گنہگاروں پر سزا کا حکم بھی کریگا۔

عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح کے بعد روح القدس حواریوں پر نازل ہوئی اور پیشگوئی پوری ہوئی مگر یہ نہیں بتا سکتے کہ کیا مسیح کیوقت روح القدس نہ تھی۔ اور پھر اس روح نے نئی بات کیا سکھائی جس کی مسیح کیوقت برداشت نہ تھی اور پھر اس نے کب سزا کا حکم جاری کیا۔ یہ پیشگوئی تو حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پوری ہوتی ہے۔ انہی کے شان میں آیا۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى۔ اور فرمایا نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ اور جَآءَ الْحَقُّ روح القدس نے اس حق کو اتارا اور وہ روح الحق کہلائی اور آپ نے مسیح کی بزرگی کی۔ اسکے منکروں پر سزا کا حکم جاری کیا سرور کائنات اس جہان کے سردار کہلائے

اگر آپ نہیں مانتے تو میں آپکو مکاشفات کی طرف توجہ دلاتا ہوں جس میں مسیح کے بعد ہونیوالے واقعات کے نظارے دکھلائے گئے ہیں

مکاشفہ ۱۹ باب آیت ۱۱

پھر میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا اور دیکھو کہ ایک نقرئی گھوڑا ہے اور اسکا سوار راستباز
اور سچا کہلاتا ہے اور وہ راستی سے عدالت کرتا ہے اور لڑتا ہے اور اس کی
آنکھیں آگ کے شعلہ کی مانند اور اسکے سر پر بہت سے تاج اور اسکا ایک نام لکھا
ہوا ہے جسے اسکے سوا کوئی نہیں جانتا اور خون میں ڈوبا ہوا لباس وہ پہنے تھا
اور اسکا نام کلام خدا ہے اور وہ فوجیں جو آسمان میں ہیں صاف اور سفید کتانی
لباس پہنے ہوئے نقرئی گھوڑوں پر اسکے پیچھے پیچھے ہیں اور اسکے منہ سے ایک
تیز تلوار نکلتی ہے کہ وہ اس سے قوموں کو مارے اور وہ لوہے کے عصا سے ان پر
حکمرانی کریگا اور وہ خدا قادر مطلق کے قہر و غضب کی مے کے کولھو میں روندتا
ہے اور اسکے لباس اور ران پر یہ نام لکھا ہے بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں
کا خداوند پھر میں نے ایک فرشتے کو سورج میں کھڑا دیکھا اور اس نے بڑی آواز سے
پکارا اور تمام پرندوں سے جو آسمان کے بیچوں بیچ اڑتے ہیں یہ کہا آؤ اور
بزرگ خدا کے جشن میں جمع ہو تاکہ تم بادشاہوں کا گوشت ۔ ۔ اور گھوڑوں
اور انکے سواروں ۔ ۔ ۔ کا گوشت کھاؤ

اسکے بعد بیسویں باب میں شیطان کے پکڑے جانیکا ذکر ہے اور لکھا ہے کہ
اس نے اس اژدہے کو یعنی پرانا سانپ ہے یعنی ابلیس اور شیطان کو پکڑا اور
ہزار برس تک جکڑ رکھا

پھر لکھا ہے

جب ہزار سال ہو چکینگے شیطان اپنی قید سے چھوڑا جائیگا اور ان قوموں کو
جو زمین کے چاروں کونوں میں ہیں یعنی جوج و ماجوج کو فریب دے

اس مکاشفہ کو نظر غائر سے پڑھیں تو آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتا ہے
انکے سوا اور کون ہو سکتا ہے مسیح تو گزر چکا تھا اور یہ اسکے بعد پیش آنے والے واقعات

کا نظارہ تھا جو بوحنا نبیہ کو دکھایا گیا۔

(۱) آسمان کے کھولے جانے سے مراد وحی الٰہی کا نزول ہے سورہ انبیاء رکوع ۳ میں ہے۔ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ

سماء کہتے ہیں ہر اونچی چیز کو اور بادل کو دیکھو قاموس کل ما ارتفع او اٰیت انزلنا من السماء ماء رتق کہتے ہیں بند کو اور فتق پھاڑنے کو دیکھو قاموس فتقہ شقہ والرتق ضد ہٗ۔

مطلب یہ ہے کہ کافر اس نظارے پر غور نہیں کرتے کہ بادل اور زمین دونوں بند ہوتے ہیں نہ اوپر سے مینہ آتا ہے نہ زمین کچھ اگاتی ہے کہ ہم رحمت الٰہی ان دونو کو کھول دیتی ہے اور پانی سے ہر چیز زندہ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ نہ آسمان سے کوئی خبر آتی ہے نہ زمین میں کوئی روحانیت رہتی ہے پھر وحی نازل ہوتی ہے

(۲) نقرئی گھوڑی کا سوار جناب آنحضرت صلعم ہے۔ سفر اسعد او میں سیاحی علوم ہوتا ہے کہ آپ کی ایک نقرئی گھوڑی تھی۔ مسیح بیچارہ تو گدھی پر سوار ہوتا تھا۔

(۳) امین اور صادق آپکے لقب تھا جب خانہ کعبہ کی بنیاد رکھنے کے متعلق جھگڑا ہوا اور پھر یہ فیصلہ کہ جو پہلے آئے اسکا ساختہ پرداختہ منظور۔ تو تمام لوگ نبی کریم صلعم آگئے ہے اختیار پکار اٹھے۔ ھٰذا الامین اور یہ قبل از دعویٰ نبوت سب آپکو امین پکارتے تھے یہ ایسی بات ہے جس کا دوست دشمن کو اقرار ہے۔

(۴) وہ راستی سے عدالت کرتا تھا۔ اسی نے تمام قوموں میں عدل کا حکم جاری کیا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ میں تم میں راستی سے عدالت کرنے پر مامور ہوں۔ اور اسی پر جنگ کی آیات نازل ہوئیں۔

(۵) آپ کی آنکھیں آگ کے شعلہ کی مانند تھیں جس سے آپکے جلالی رنگ کے ظہور کا

پہنا دیا گیا ہے۔ یہاں بھی جلدوں میں آ گئی جنھیں سرخی مائل کہتی ہیں۔

(۲) بہت سے تاجوں سے مراد بہت سی سلطنتوں پر محمدی جھنڈا لہرانے کی خبر دی ہے جس کا ایک دنیا کو اقرار ہے۔ اور یوں بھی جناب الہی سے جو خطاب آپکو دیئے گئے ان میں سے ہر ایک بمنزلہ ایک تاج کے ہے۔ ایک ہی آیت ملاحظہ ہو۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا (۲۲ ع ۲)

(۳) خون میں ڈوبا ہوا لباس جس کا ذکر یسعیاہ باب ۶۳ میں بھی ہے

یہ کون ہے جو ادوم سے سرخ پوشاک پہنے ہوئے بصرہ سے آتا ہے . . .

کس لئے تیری پوشاک سرخ ہے۔

اسکو پڑھکر مجھے طائف کا واقعہ یاد آ گیا۔ جب خدا کا رسول خدا کو نبی خدا کا ہر کرکے طائف کے شریروں سے اذیت پاکر لہو لہان خون میں ڈوبا ہوا واپس آ رہا تھا۔ اور یوں تو یہ اشارہ ہو جنگ کی طرف یعنے اسے بہت سے جنگ کرنے پڑینگے۔ جیسا کہ تمام تاریخیں اسپر گواہی دیتی ہیں۔ جنگ احد میں آپ کا لباس خون سے ڈوب گیا۔

(۴) آپ کو خدا نے حق دو اور روح حق فرمایا آپ کے کلام کو وحی قرار دیا

(۵) ملائکہ فوج در فوج آپ کی امداد کو نازل ہوتے تھے۔ احادیث میں آیا ہے کہ بعض نے انکو دیکھا کہ سفید لباس اور سفید گھوڑوں پر سوار۔ جیسا کہ مکاشفہ میں ہے جنگ میں مدد دے رہے ہیں۔ قرآن شریف میں ہے اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَلَنْ یَّكْفِیَكُمْ اَنْ یُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ مُنْزَلِیْنَ بَلٰۤى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَیَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا یُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ مُسَوِّمِیْنَ۔ جب تو مومنوں سے کہہ رہا تھا۔ کیا کافی نہیں تمہارے رب کی مدد تین ہزار فرشتوں کی۔ ہاں اگر صبر کرو اور تقوی اختیار کرو تو پانچ ہزار نشان شدہ فرشتوں سے تمہاری مدد کریگا۔ دوسرے مقام پر فرمایا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ

هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ

(اس) ہوتی تیز تلوار کے کس کو انکار ہو سکتا ہے جو تمام قوموں پر چل گئی۔ وہ کلام وحیات قدیم اب بھی وہ سعید پڑھتے ہیں۔ کشتہ آن لگر ہو جاتے ہیں، لوہے کے عصا سے آپ نے اور صرف آپ ہی نے حکومت کی۔ زبور نمبر ۲ میں ہے

تجھ سے مانگ۔ میں تجھے قوموں کا وارث کروں گا۔ اور زمین سراسر تیرے قبضے میں کر دوں گا۔ تو لوہے کے عصا سے انہیں توڑیگا۔ کمہار کے برتن کی مانند تو انہیں چکنا چور کر دیگا!

بڑی بڑی سلطنتیں تھیں بڑے بڑے جابر و زور آور تھے آپ کے لوہے کے عصا نے انہیں برتن کی طرح توڑ کر رکھ دیا۔ هلك كسرى فلا كسرى بعده [illegible] میں سب مجبور ہو کر رہ گیا۔ کوئی انہیں رد کر سکا۔

(۴) وہ بادشاہوں کا بادشاہ کہلایا۔ اب بھی اس مقدس نبی کا نام سنتے ہی سلاطین زمین تخت سے اتر آتے ہیں۔ وہ خداوندوں کا خداوند یعنی کئی آقاؤں کا آقا ہے۔

(۵) فاتح قوموں کے ساتھ پرندوں کا عشق ہے۔ وہ ان کے قتل کئے ہوئے دشمنوں کی لاشیں کھاتے ہیں۔ قرآن مجید میں کئی جگہ اس کا ذکر ہے معجزہ پیدائش نبی کریم اصحاب الفیل کی لاشوں کو ابابیل پرندوں نے پتھروں سے پامال کر دیا۔ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ۔ پھر ارشاد ہے۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيْرٌ [illegible] نہیں [illegible] پرندے [illegible] دیکھتے ہیں [illegible] ہیں رحمن [illegible] روک رکھی ہے ایک وقت آتا ہے کہ دشمنان محمد کی لاشیں [illegible] ذبح کر کے [illegible] جیسا کہ انہوں نے گھوڑوں اور سواروں کا گوشت کھایا۔

(۶) ہزار سال کے بعد یاجوج ماجوج نے قسطنطنیہ کی طرف خروج کیا پھر تمام عالم میں

پہنیں گے۔ اسکو جو آپ یا سنا یا ہے واضح فرمائیں۔

"میں اسے جو غالب ہوتا ہے۔ اپنے خدا کی ہیکل کا ستون بناؤنگا اور وہ پھر کبھی باہر نہ نکلیگا اور میں اپنے خدا کا نام اور اپنے خدا کے شہر یعنی نئی یروشلم کا نام جو میرے خدا کے حضور آسمان سے اترتی ہے اور اپنا نیا نام اسپر لکھونگا جس کے کان ہیں سنے کہ روح کلیساؤں سے کیا کہتی ہے۔"

میں خدا کے فضل سے اسکی تفسیر کرتا ہوں یعنی خدا کا کلام کلیساؤں کو یہ کہتا ہے کہ میں اب بیت المقدس (یروشلم) کا تبدیل کرونگا اور اسکی بجائے نئی یروشلم یعنی خانہ کعبہ قائم کرونگا اور اسکا نام آسمان سے اترنے کی طرف اشارہ ہے اس آیت قرآنی کی طرف قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاۗءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىھَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ (پ ۲ ع ۱) ہم دیکھتے ہیں بار بار آسمان کی طرف تیرا منہ اٹھانا ہم پھیر دیتے ہیں قبلہ جسے تو پسند کرے پس جہاں کہیں تم ہو اسی کو مرکز قبلہ توجہ قرار دو۔ اہل کتاب جانتے ہیں کہ یہ انکے رب سے حق بات ہے۔ اور اللہ انکے کاموں سے غافل نہیں۔

۲۔ یہ نئی یروشلم کس کے لئے قائم ہوئی اسی کے لئے جو کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اور هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ كُلِّهٖ (جس نے رسول بھیجا ہدایت اور دین حق دیکر تا سب دینوں پر غالب آئے) اور سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ کی پیشگوئی کے مطابق سب پر غالب ہو۔ اور وہ خدا کی ہیکل (بیت اللہ) کا ستون قرار پایا۔ اسکا نام انشاء اللہ خاتم

ملاکی ۳ باب میں ہے۔ دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجونگا۔ ۔ ۔ اور وہ خداوند جس کی تم تلاش میں ہو۔

ہے کبھی باہر نکلیگا مگر بیت المقدس میں یسوع کا نام نہیں ہے وہاں خدا نے اپنا نیا نام
جو اب تک مشرک عیسائی نہیں پہنچے بلکہ عملی طور سے بھی اسکے منکر ہیں یعنی الرحمٰن
پھیلایا۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ
یعنے جب انہیں کہا جائے رحمٰن کو سجدہ کرو تو وہ کہتے ہیں۔ رحمٰن کیا چیز عیسائی اگر رحمٰن
مانیں تو رحم بلا مبادلہ ماننا پڑیگا۔ اور انکے دین کی بنیاد کفارہ جڑ سے اکھڑ جاتی
ہے وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ سبحان اللہ کیا صادق آئی ۔ استغنی
پر صلوٰۃ اللہ علیہ وسلام

پھر یوحنا نبی کے مکاشفے ۱۴ باب پڑھیئے۔

پھر میں نے نگاہ کی۔ اور دیکھو کہ برہ صیہون پہاڑ پر کھڑا تھا۔ اور اسکے ساتھ ایک لاکھ
چوالیس ہزار تھے جن کے ماتھوں پر اسکے باپ کا نام لکھا تھا۔ پھر میں نے آسمان سے
ایک آواز سنی جو بہت پانیوں کے شور اور بڑے گرجنے کے آواز کی مانند تھی
اور میں نے بربط نوازوں کی آواز جو اپنی بربط بجاتے تھے سنی اور وے تخت کے
سامنے اور ان چاروں جانداروں اور بزرگوں کے آگے گویا نیا گیت گاتے
تھے۔ اور کوئی ان ایک لاکھ چوالیس کے سوا جو زمین سے خریدے گئے تھے
اس گیت کو سیکھ نہ سکا۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو عورتوں کے ساتھ آلودہ نہیں ہوئے
بلکہ کنوارے ہیں۔ یہ وہ ہیں جو برہ کے پیچھے جاتے ہیں جہاں کہیں وہ
جاتا ہے۔ یہ خدا اور برہ کے لئے پہلے پھل کے آدمیوں سے مول لئے گئے
ہیں۔ اور انکے منہ میں مکر نہ پایا گیا کیونکہ وے خدا کے تخت کے آگے بے عیب ہیں۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۵۹ سے) وہ اپنی ہیکل میں ناگہاں آئیگا۔ دیکھو وہ یقیناً آئیگا رب الافواج فرماتا
ہے پر اسکے آنے کے دن کون ٹھہر سکیگا۔ حضرت نبی کریم اپنی ہیکل یعنی کعبہ میں اپنی دعا مقیم رب الافواج
کے مطابق مدینہ سے کعبہ میں کیونکر پہنچے اور کوئی مقابلہ پر نہ آسکا۔ اور آپ بڑے طمطراق سے اس میں داخل
ہوئے فتح کعبہ اسکے نتیجہ تو کوئی غلط ہو نہیں ۱۳

اور جیسے کہ ایک فرشتہ کو انجیل ہاتھ میں لئے ہوئے دیکھا کہ آسمان کے بیچوں بیچ اڑ رہا تھا۔ تاکہ زمین کے رہنے والوں اور سب قوموں اور فرقوں اور اہل زبان اور لوگوں کو خوشخبری سنائے اور اس نے بڑی آواز سے کہا کہ خدا سے ڈرو اور اسکا جلال ظاہر کرو کیونکہ اسکی عدالت کی گھڑی آ پہنچی۔ اور اسی کی پرستش کرو جس نے آسمان اور زمین اور سمندر اور پانی کے چشمے پیدا کیے۔"

۱۔ عرفات کے میدان میں پہاڑی پر کون خطیب تھا صاف جواب ہے وہی نبی یعنی محمد رسول اللہ صلعم

۲۔ حج کیوقت اسی قدر بیشمار آپ کے ساتھ تھے۔

۳۔ انکے ماتھوں سے نور خدا۔ نور توحید ہویدا تھا۔ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ان کے چہرے سے ظاہر تھا کہ خدا رب کی پرستار جماعت کے افراد ہیں

۴۔ اس شرک کی زمین میں لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ نیا گیت تھا۔

۵۔ انھوں نے اپنی جانوں کو بیچ دیا تھا۔ اور وہ خریدے گئے تھے إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (سورہ [illegible]) اللہ تعالے نے خرید لیا مومنوں سے انکی جانوں کو اور مالوں کو جنت کے بدلے میں۔

۶۔ واقع میں یہی لوگ تھے جو حقیقی معنوں میں جنتی ستی تھے وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے۔ ولا یزنون کنوارے سے یہی مراد ہے کہ عورتوں کے گناہ سے مبتلا ہو یعنی ناجائز فعل نہ ہو۔ ورنہ یوں تو بقاء عالم اور بقاء بنی نوع انسان نہ ہو کر اگر ایک لاکھ چوالیس ہزار ایسا آدمی ہو۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ کوئی نبی ایسی مضر بیہودہ تعلیم نہیں دیگا۔

۷۔ سبحان اللہ صحابہ سے بڑھکر نبی کا تابع کون کہلا سکتا ہے۔ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ النَّبِيَّ

(۸) ان ہی نبی کے لیے فرمایا۔ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ

(۹) یہی وہ پیش پیش تھے کہ ان کی شان میں آیا۔ السَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ

(۱۰) یہی وہ تھے کہ حضور پہ عیب لطف کہ سورۂ فتح میں فرمایا۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۔ اللہ تعالیٰ نے ان مومنوں اور اچھے کام کرنے والوں کے لیے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا۔

(۱۱) یہ تو تمہیں پیچھے ہو اور سے گا کہ یسوع مسیح کی انجیل ابدی نہ تھی جبھی تو اس نے کہا کہ "مجھے کچھ اور باتیں ہیں جن کی تمہیں برداشت نہیں" گویا یہ اقرار تھا کہ انجیل ناقص ہے اس نے ابدی بھی نہیں ہو سکتی۔ ہاں مگر روح حق جو اس کے بعد آنے والی تھی "وہ ہمیشہ کے لیے ہوگی" یعنی ابدی کیونکہ اس کے لیے صاف آیا۔ اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي ۔ اس کے آگے کوئی بجز اس کے گنجائش ہی نہیں تو آپ کو خاتم النبیین کا لقب ملا۔ مکاشفات میں اس ابدی انجیل کا ذکر ہے۔

"اور جو اس کے دہنے ہاتھ میں جو تخت پر بیٹھا تھا ایک کتاب دیکھی جو اندر اور باہر لکھی ہوئی اور سات مہروں سے بند تھی۔"

یہ سات مہریں الحمد کی سات آیتیں ہیں اور مسیح کے بعد کسی کو کتاب دی گئی تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

(۱۲) وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ ۔ (اے نبی) ہم نے تجھے سب آدمیوں کے لئے بھیجا ہے۔ آپ ہی نے سنی اور آپ ہی نے منادی کی۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔

معزز ناظرین یہ اس آیت کا ترجمہ ہے جو بطور مضمون زیر لکھیں۔ وہی امی نبی جسے اہل کتاب تورات اور انجیل میں مکتوب دیکھتے ہیں اور جس کے نشان میں آپ کو قرآن مجید سے مطابق کر کے دکھا چکا (فرماتا ہے اور وہی فرما سکتا ہے) جو اس کا شتو کے اخیر کی سطروں میں ان کے تحت میں ہے۔ یعنی اے دنیا جہان کے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا کا رسول ہوں جس کے لئے آسمان اور زمین کی حکومت ہے۔ اس کے سوا کسی کو معبود نہ جانو جو مارتا اور زندہ کرتا ہے۔ اس پر اس کے کلام پر ایمان لاؤ اس کی متابعت کرو تا ہدایت پاؤ۔ اور یہی باتیں کہی گئی ہیں جن میں بتلایا گیا ہے کہ قیامت قریب ہے۔ خدا سے ڈرو۔ اس کا جلال ظاہر کرو۔ اور اسی کی پرستش کرو جس نے آسمان و زمین پیدا کئے۔ اب میں ان مقدس کلمات پر اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ اس اور دل سے لکھے ہوئے مضمون میں اثر پیدا کرے اور اسے نافع خلائق بنائے۔ اور مجھے بھی رضا کے مقام پر اٹھائے۔ اور اس امی نبی کے غلاموں کی غلامی نصیب کرے۔ آمین ثم آمین اللھم آمین

اس نبی کی شان

(از حضرت مسیح موعود)

تیسرا درجہ محبت کا وہ ہے جس میں ایک نہایت افروختہ شعلہ محبت الٰہی کا انسانی محبت کے مستعد فتیلہ پر پڑ کر اس کو افروختہ کر دیتا ہے اور اس کے تمام اجزا اور تمام رگ و ریشہ پر استیلا پکڑ کر اپنے وجود کا تام اور اکمل مظہر اس کو بنا دیتا ہے اور اس حالت میں آتش محبت الٰہی لوح قلب انسان کو نہ صرف ایک چمک بخشتی ہے بلکہ معاً اس چمک کے ساتھ تمام وجود دہک اٹھتا ہے اور اس کی لوئیں اور شعلے ارد گرد کو روز روشن کی طرح روشن کر دیتے ہیں اور کسی قسم کی تاریکی باقی نہیں

رہتی۔ اور پورے طور پر وہ تمام صفات کاملہ کے ساتھ وہ سارا وجود آگ ہی آگ ہوجاتا ہے۔ اور یہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونوں محبتوں کے جوڑ سے پیدا ہوجاتی ہے اسکو روح امین کے نام سے بولتے ہیں کیونکہ یہ ہر ایک تاریکی سے امن بخشتی ہے۔ اور ہر ایک غبار سے خالی ہے۔ اور اسکا نام شدید القویٰ بھی ہے کیونکہ یہ اعلیٰ درجہ کی طاقت وحی ہے جس سے قوی تر وحی متصور نہیں۔ اور اسکا نام ذوالافق الاعلیٰ بھی ہے کیونکہ یہ وحی الٰہی کے انتہائی درجہ کی تجلّی ہے۔ اور اسکو رأی ما رأی کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے کیونکہ اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات کے قیاس اور گمان اور وہم سے باہر ہے۔ اور یہ کیفیت صرف دنیا میں ایک ہی انسان کو ملی ہے جو انسان کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہے۔ اور دائرہ استعدادات بشریہ کمال کو پہنچا ہے۔ اور وہ درحقیقت پیدائش الٰہی کے خط ممتد کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے جو ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے۔ حکمت الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سے ادنیٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم جس کے معنی یہ ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا یعنی کمالات تامہ کا مظہر۔ سو جیسا کہ فطرت کی رو سے اس نبی کو اعلیٰ اور ارفع مقام ملا ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلیٰ و ارفع مرتبہ وحی کا اسکو عطا ہوا اور اعلیٰ و ارفع مقام محبت کا ملا۔ یہ وہ مقام عالی ہے کہ میں اور مسیح دونوں اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔ اسکا نام مقام جمع اور مقام وحدت تامہ ہے۔

شانِ احمد را کہ داند جز خداوندِ کریم ❊ آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم
زاں نمط شد محو دلبر کز کمالِ اتحاد ❊ پیکرِ او شد سراسر صورتِ ربِّ رحیم
بوئے محبوبِ حقیقی میدمد زاں روئے پاک ❊ ذاتِ حقانی صفاتش مظہرِ ذاتِ قدیم
گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال ❊ چوں دلِ احمد نمی بینم دگر عرشِ عظیم

جنرل نوگی کی خودکشی

پورٹ آرتھر کا فاتح - اور یہ بزدلی کچھ سمجھ نہیں آتی کہ وہ جو پرست قومیں کیا کرتی ہیں مگر خدا پر ایمان ہو۔ اس بات کا یقین ہو کہ میرا مولیٰ میرا پیدا کرنے والا ہر چیز پر قادر ہے وہ ہر شے کا بہتر سے بہتر بدلہ دے سکتا ہے تو کبھی ایسی بزدلی سرزد نہ ہو۔ یہ تو عقلاً جانتے ہیں کہ خودکشی کرنے والا خودکشی اسلیئے کرتا ہے کہ وہ موجودہ مشکلات سے گھبرا جاتا ہے۔ اور اسے ان سے بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی سو وہ سکے کہ اپنے رشتہ حیات کو منقطع کرے کاش اسے معلوم ہو خدا تعالیٰ علیٰ کل شیءٍ قدیر ہے وہ چاہے تو ایکدم میں مشکلات کے پہاڑ ریزہ ریزہ کر دے - وہ چاہے تو ایک منٹ کے اندر سب کام اس کی مرضی کے مطابق بنا دے وہ . . . .

چاہے تو ایک لحظہ میں دشوار کو سہل ظلمت کو نور کر دے ہم اسکی قدرت کے کرشمے ہر روز دیکھتے ہیں اور پھر بھول جاتے ہیں افسوس ہے ہماری غفلت پر کیا رات کی تاریکی کچھ کم ہوتی ہے کیا ظلماتی شب کو دیکھکر بعض اوقات جی نہیں گھبراتا مگر اس نور السمٰوات والارض کے فضل کا ادنیٰ کرشمہ اس رات کو دن بنا دیتا ہے اندھیرا کافور ہو جاتا ہے اور اسکی بجائے نور ہی نور پھیلا ہوا ہے زمین پر تپش سے جان لبوں پر آجاتی - سو مگر اسکے فضل کی بدلی جو چند قطرات کا مجموعہ ہے دم کے دم میں برس کر جل تھل ایک بنا دیتی ہے اور ایسی ٹھنڈی ہوا چلتی ہے کہ گھبراہٹ کا نام و نشان نہیں رہتا۔

اسی طرح جب انسان اپنے گردوپیش مشکلات ہی مشکلات دیکھتا ہے اور وہ اپنے مولیٰ کو سچے دل سے پکارتا ہے تو اس کی رحمت اسکا فضل اسکی غریب نوازی دستگیری کرتی ہے اور اس ناکامی کے گڑھے سے نکال کر کامیابی کے مرتفع چبوترے پر کرسی نشین کر دیتی ہے اگر وہ کسی اپنے محبوب کی فرقت میں بیقرار ہوتا ہے تو اسے اس سے بہتر

صاف فرماتا ہے۔ یہ باتیں صرف قصے اور کہانی کے رنگ میں بیان نہیں ہوئیں بلکہ ہم نے ان کے نمونے انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کے سوانح میں پڑھے ہیں بلکہ ان آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ جو شخص خودکشی کرتا ہے میرے نزدیک خواہ وہ کیسا ہی بہادر اور مشہور ہو بزدل ہے اور سخت بزدل ہے کیونکہ وہ ایک مشکل سے گھبرا گیا۔ وہ اپنے لئے آرام کا خواہاں ہے۔ لیکن کیا اسے یقین اور اطمینان ہے کہ وہ اپنی رنج و غم سے علیحدہ کر کے سکھ پائیگا۔ کیا اگلی دنیا میں جس کا دکھ سکھ تکلیف و راحت اسی دنیا کے عمل کے اعمال و افعال پر ہے وہ آرام پا سکتا ہے۔ جبکہ خدا کا نافرمان ہے اور اس نے اپنے لئے کوئی توشہ آخرت مہیا نہیں کیا۔ یورپ میں آئے دن اور پھر ہندوستان میں بھی خودکشی کے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ کل ہمنے اخبار میں پڑھا کہ خودکشی کرنے والوں کا ایک کلب بھی ہے جس میں زندگی سے مایوس نوجوانوں کے لئے خودکشی کے اسباب بہم پہنچائے جاتے ہیں۔ یہ بات کیوں ہے۔ اسلئے کہ خدا پر اور روز آخرت پر ایمان نہیں۔ خدا پر ایمان ہو تو گھبرائیں کیوں۔ آخرت پر ایمان ہو تو پہلے اپنی زندگی اس آئیندہ زندگی میں راحت و آرام سے بسر کرنیکے لئے تیار کریں پھر وہاں جانیکا سامان ہو تب تک یہ اوہ پرست قومیں یہ مشرک قومیں یہ غلط تعلیمات پر چلنے والی قومیں اسلام کے خدا اسلام کے روز جزا پر ایمان نہیں لائینگی۔ کبھی ان سے اس نحوست اس بیہودگی اس گناہ کبیرہ اس نامعقول حرکت کا انسداد ہو سکیگا۔

جنرل نوگی اپنے خیال میں اپنے بادشاہ پر جان قربان کرتا ہے مگر اس نے کیا کیا ہے۔ کہ اس نے خدا کی اس امانت کو ضائع کر دیا جو اسے اپنے بادشاہ کی قومی خدمات کے لئے عطا ہوئی تھی۔ وہ اپنے بادشاہ کے بعد اگر پہلے سے زیادہ جوش اور محنت کے ساتھ کام کرتا۔ اور اس عہدہ کو آخری دم تک نبھاتا۔ اور پھر کسی جنگ میں یا قومی انتظام کی اصلاح میں وفات پا کر جان دیتا تو واقعی تعریف کا مستحق تھا۔ لیکن اب موجودہ صورت حالات میں ہم اسکو

کیا شمار کریں جب اس نے کارزار حیات میں نامردی دکھائی اور گھبرا گیا اور اپنے خدا پر ایمان
نہ لایا کیا یہ ممکن اور تعجب نہ تھا کہ یہ بادشاہ اس پہلے بادشاہ کے ایسے ہی زیادہ حیران ہوتا
کیا یہ انہونی بات تھی کہ اسے پورے آرام سے بھی زیادہ مضبوط قلعے کو فتح کرنے اور اپنے
ملک و ملت کی خدمات کا زیادہ موقعہ ملتا کیا یہ امید نہ ہو سکتی تھی کہ اس سے کچھ ایسی نیکیاں
ہو جاتیں جس سے اسے ہدایت اور دین حقہ پر ایمان لانے کی توفیق ملتی اور اس کی عاقبت
سنور جاتی خیر وہ بیچارا تو اپنے قومی رسم و رواج اور گرد و پیش کے حالات سے مجبور ہو کر
اس بیوقوفی کا مرتکب ہوا مگر ہمارے بعض اخبارات اسلام پرچوں کو کیا ہوا کہ وہ اس فعل
کی تعریف کر رہے ہیں۔ میرے نزدیک جنرل نوگی کی خودکشی سے زیادہ ماتم کا مقام یہ ہے کہ
مسلمان ہو مسلمان بھی خدا پر ایمان رکھتے اور رسول پر ایمان رکھتے ہیں ایک ایسے فعل کی تعریف
کرتے ہیں۔ جو کسی صورت میں ستودہ نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت
بخشے انہیں اپنی مرضیات کی راہ پر چلائے اگر یہ لوگ ایسی رائے نہ دیتے تو میں شاید
اس خودکشی پر کچھ نہ لکھتا۔ اللّٰھم ارحم امۃ محمد۔

نوٹ۔ دہلی کے ایک مشہور اسلامی پرچہ نے اور لکھا ہے کہ یہ خودکشی جنون یا سودا یا حواس کی
پریشانی کا نتیجہ نہیں تھی بلکہ اس عمل اور پاک جذبہ کا نتیجہ تھی جس نے حضرت بلال کو حضرت
رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اذان کہنے سے روکا تھا۔ نوگی نے اپنے محسن
ولی کے لیے یہ بیش قیمتی قربانی دی ہے کہ ... حضرت بلال کا وہ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

بہ سفر رفتنت مبارک باد

آج ۲۶ ستمبر ۱۹۱۲ء ہماری صبح امید کا ستارہ افق قادیان [illegible] کان رسالت کا
چمکتا ہوا ہیرا جان و دل سے پیارا

محمود ابن مہدی وہ نوجوان ہمارا

اپنی والدہ ماجدہ پاک آرزوؤں کو آغوش محبت میں لیکر [illegible] کے ساتھ سے مسعود سفر کئے ہوئے
نبیوں کے تختے میں [illegible] مقدس مسیح [illegible] کے سر پر اور خلیفہ کی دعاؤں کے سایہ میں
صدہا ہزاروں دیدہ و دل فرش راہ بناتا ہوا اس سرزمین کو جاتا ہے جو آج کل اپنی ادبی و علمی
بیداری کے لئے خاص صلاحیت رکھتی ہے۔ مگر اس میں کوئی [illegible]
[illegible] اس پاک زمین [illegible] ہے [illegible] خاتم کمالات انسانیت۔ مظہر
الوہیت کے [illegible] حاصل ہے۔ [illegible] دعائیں [illegible] کے تحت
جگر نور نظر کے دل محبت منزل سے اپنی [illegible] قوم کے حق میں نکلینگی۔ وہ انشاء اللہ تعالےٰ
مستجاب ہونگی۔ اللہ تعالےٰ اپنے بندے کا حامی و ناصر ہو۔ اور اسکے اہل و عیال و دوستان
و محسن کا خلیفہ [illegible] واپس آویں۔ انکو [illegible] فہم و فراست [illegible] اخلاص [illegible] محبت
عطا ہو جو انکی آئندہ زندگی [illegible] پھر تمام احمدی جماعت اور [illegible] نوع انسان کے لئے مفید
و بابرکت ہو۔ آپ کی روانگی [illegible] مشکلات کے [illegible] طرز میں حل کر سکا ہے
خیال گزرا۔ یہ ضرور کسی الہٰی تصرف کے ماتحت ہے۔

حضرت اقدس کے الہامات کا مجموعہ تیار ہو چکا ہے

مختلف کتب و رسائل [illegible] سے باستصواب شیخ [illegible] صاحب معلوم ہوا کہ میرے سید و مولیٰ میرے
مطاع [illegible] صادق [illegible] ایک الہام ہے جس کا [illegible] آپ کی [illegible]

کے ذریعے جناب مقدس آپ نے خود ہی زیب رقم فرمایا ہے۔ آج وہ بات جو سات سال بلکہ تیئیس سال قبل زبان وحی ترجمان سے کہی گئی تھی پوری ہوتی نظر آتی ہے فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔

ایسا ہی دوسرا کشف آپ کے لنڈن بحیثیت تبلیغ جانے کے متعلق ہے جو کیا عجب ہے۔ انہی دنوں میں پورا ہو جائے۔ یہ دونوں کشوف و الہام تو نقل کر دیتا ہوں لیکن اس بات کی ضرورت نہایت سختی کے ساتھ محسوس کرتا ہوں کہ آپ کے الہامات کو یکجا کیا جائے۔ تاکہ آپ سے جن جن نشانات ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ وہ جہاں ہمارے لئے موجب ازدیاد ایمان و عرفان ہو سکتے ہیں۔ وہاں وہ مخالفین کے لئے حجت قوی ہو سکیں بعض اوقات کوئی الہام یا کشف یاد آ جاتا ہے۔ مگر تاریخ وغیرہ کے حوالے کے لئے ملتا نہیں اور پھر بہت دقت پیش آ جاتی ہے۔ اسلئے بہ مجبوری میں نے جلدی چھپ جانے کے خیال میں بہت سے حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی روانگی کے وقت اس الہام سے بے خبر تھے اور وہ رسالے میں پڑھکر بہت خوش ہو گئے کہ ان کا سفر بہت مبارک اور مرضیات خداوند تبارک کی ماتحت ہے۔ اور عجب نہیں بلکہ خدا کے فضل پر امید رکھکر کہا جا سکتا ہے کہ آپ ہی کے ذریعے یہ پیشگوئی پوری ہونے والی ہے۔ اللھم آمین

پہلا کشف | منقول از رسالہ تشحیذ الاذہان صفحہ ۴۷۰ طبع ثالث

میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں بعد اسکے

ﷺ خواب یا الہام کا پورا کرنا سنت نبوی ہے۔ اسلئے اس کشف کو زیر نظر رکھکر اگر اہتمام تمام سفر کیا جاتا۔ تو بھی اعتراض نہ تھا۔ بلکہ عین سنت تھا جیسا کہ حضرت عمر نے ایک صحابی کی کنگن کی پیشگوئی پوری کرنیکے لیے کسریٰ کے کنگن اسے پہنا دیئے تھے لیکن یہاں ابھی ثبوت ہے کہ یہ سفر اختیار کیا جاتا ہے اور اس کے پیشگوئی پوری ہوتی ہو جبکہ مسافر کو اسکا علم نہیں۔ مرتب

جیسے بہت سے پرندے یکتے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے
اور انکے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق اُن کا جسم ہوگا۔

(ازالہ اوہام جلد دوم) اول ۱۸۹۱ء میں چھپا ہے گویا بائیس سال کی بات ہے خواجہ صاحب کے لئے بھی خدا نے اپنے خاص فضل سے لندن جانیکا سامان کر دیا۔ اور انہوں نے جیسا کہ دوستوں کو علم ہے اپنے سفر میں دینی غرض بھی کھلی بینی یہ دیکھ کر وہاں اشاعت اسلام کی کس طرح ہو سکتی ہے کیا عجب کہ حضرت مرزا صاحب کی طفیل آپ ہی کو یہ سعادت نصیب ہو جائے کہ یہ کشف اپنے ظاہری الفاظ میں پورا ہو۔ اور عاملین پر بحث ظاہر ہے جو کوئی کشفی نظارہ دیکھے تو بعض اوقات اسکے تابع کے ہاتھ سے بھی پورا ہوتا ہے جیسا کہ حضرت نے اپنے دوسرے کشف میں اسکی تشریح کر دی ہے۔

دوسرا کشف والہام حضرت نے جو اوہام مصالح العرب مسیر العرب و السیر ... جہاں صفحہ ۲ کالم ۲۔ ۔ ۔ تمبر ۱۸۸۳ء میں ہے اس پر حضرت نے اسی صفحہ کے کالم ۲ میں اسکی تشریح کی ہے۔

فرمایا۔ کہ یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ عرب میں چلنا شاید مقدر ہے کہ ہم عرب میں جا ئیں مدت ہوئی کہ کوئی پچیس چھبیس سال ہو سکتے ہیں کہ ہم نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک شخص میرا نام لکھ رہا ہے تو آدھا نام اس نے عربی میں لکھا ہے اور آدھا انگریزی میں لکھا ہے۔ انبیاء کے ساتھ ہجرت بھی ہے لیکن بعض رؤیا نبی کے اپنے زمانہ میں پورے ہوتے ہیں۔ اور **بعض اولاد یا کسی متبع کے ذریعے سے پورے ہوتے ہیں** مثلاً آنحضرت صلعم کو قیصر و کسریٰ کی کنجیاں ملی تھیں۔ تو وہ ممالک حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتح ہوئے۔

آخر میں اتنا کہتا ہوں **بسلامت روی و باز آئی** سید عبد الرحمن صاحب عرب ہو کر مخلص مہاجر ہیں امید ہے آپکے ہاں شاندار ثابت ہونگے۔

اینی بسنٹ کی غلط فہمی

کثیر الازدواجی نقصان رساں نہیں

اینی بسنٹ جو ہندوؤں میں بسنتی دیوی کے نام سے مشہور ہے انہوں نے اسلام پر ایک لیکچر دیا ہے جس کا ترجمہ زمیندار میں شائع ہوا ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ اینی بسنٹ نے اسلام کا مطالعہ ضرور کیا ہے مگر اسلام کسی مقدس مطہر و مزکی انسان سے سیکھا یا سمجھا نہیں۔ اسلئے بعض مسائل میں غلط فہمی ہوئی۔ منجملہ انکے ایک مسئلہ کثیر الازدواجی ہے جس کے بارے میں خاتون موصوفہ اپنی یہ رائے ظاہر کرتی ہے کہ عرب کی قوم کچھ ایسی رسم و رواج کی پابند تھی کہ محمد رسول اللہ صلعم اسکو بالکل مٹا نہ سکتے تھے۔ اسلئے صرف تحدید کر دی۔ یہ بالکل غلط ہے۔ جناب رسالتمآب نے جب بت پرستی کا نام و نشان مٹا دیا جس کی محبت انکے رگ و ریشہ میں خون کی مانند سرایت کر گئی تھی۔ شراب اور قمار بازی کا قلع قمع کر دیا جس میں وہ اتنے مستغرق ہو رہے تھے تو کثیر الازدواجی کیا چیز ہے جس کے لئے وہ بجائے چار کے ایک کی تحدید نہ کر سکتے تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ فطرت انسانی و ضروریات انسانی کو مد نظر رکھکر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا کا یہ حکم سنایا ہے کہ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ۔ دو دو تین تین چار چار عورتیں کرو۔ اگر کوئی مشکل پیش آنیکا خوف ہو جس سے تم حقوق اللہ و حقوق العباد کا میزان اعتدال قائم رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے تو پھر ایک ہی بیوی۔ خود جناب رسالتمآب نے جو اعلم باللہ۔ اخشیٰ للہ۔ اتقیٰ للہ تھے اپنے نمونے سے اس مسئلہ کو حل کر دیا کہ جس قدر کسی کی بیبیاں زیادہ ہونگی۔ اسی قدر اسکو تسکین اور باہمی محبت و الفت آرام و راحت حاصل ہوگی جو نکاح کی اصل غرض ہے جن قوموں نے صرف اپنی نفسانی خواہشوں کو پورا کرنا نکاح کا مقصد سمجھا ہے۔ ان کے اس نقطۂ خیال سے کثیر الازدواجی نہایت قبیح فعل ہے۔ مگر جب نکاح کا مقصد وہ ہو جو

قرآن کریم نے فرمایا ہے یعنی خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً (پیدا کیں تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے بیبیاں تاکہ تم تسکین پاؤ۔ اور تم میں ایسی الفت محبت کا رشتہ محکم ہو) (۲) يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا (یعنی نکاح کی غرض حصول تقویٰ ہے۔ اور بقاء نسل اور بنی نوع انسان کے مختلف فرقوں میں رشتہ ارتباط و اتحاد قائم کرنا) (۳) هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ (عورتیں تمہارا لباس ہیں۔ اور تم انکے لباس ہو۔ ایک دوسرے کی زینت اور پردہ پوشی کے موجب ہو پھر اللہ نے جو کچھ تمہارے لئے مقدر کیا ہے۔ اسے حاصل کرو اور راحت آرام و دیگر اخلاق حسنہ)

جب نکاح کے یہ اغراض مد نظر ہوں جو صرف اسلام ہی میں رکھے گئے ہیں۔ اور میں بڑے دعوے کیساتھ کہتا ہوں کہ صرف اسلام میں پائے جاتے ہیں۔ تو پھر جس قدر بھی زیادہ بیبیاں حسب شرائط مندرجہ شریعت کی جائیں خیر و برکت آرام و راحت کا موجب ہونگی۔

اتحاد کیونکر ممکن ہے

دوسری بات جس میں بسنٹ بی بی نے غلطی کھائی ہے۔ وہ یہ ہے کہ "اسکی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کہ ایک مذہب کے پیرو دوسرے مذہب کے حلقے میں داخل کئے جائیں۔ گویا اس موصوفہ کے نزدیک آب حیات کی موجودگی میں ہر ایک قوم کو اسی گزشتہ کے پانی پر قناعت کرنیکی ہدایت کرتی ہے جو عرصہ سے اسکے پاس موجود ہے اور جو کثرت وقت سے پاک و صاف نہیں رہا۔ بالفاظ دیگر آفتاب حقیقت کی موجودگی میں یہ مشورہ دیتی ہے کہ اپنے اپنے گھروں کے دروازے بند کرکے بیٹھ جاؤ۔ اور وہی پہلے چراغ جلاؤ جن کی نشانی ہوئی روشنی کسی چیز کو اسکی اصل صورت میں نہیں دکھا سکتی

جب یہ امر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ اسلام ایسا مکمل مذہب ہے کہ اس میں تمام سچے مذاہب کے پیشواؤں کا ادب و احترام قائم رہتا ہے۔ اور کسی صداقت کا انکار نہیں کرتا ہے۔ تو پھر یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ ہر ایک اپنے مذہب پر خواہ کس قدر بوسیدہ اور مسخ ہو چکا ہے قائم رہے یہ صلاح کسی حالت میں بھی کسی دانشمند کے نزدیک قابل تسلیم نہیں۔ اور یوں اتحاد پیدا ہونا بھی ناممکن ہے جیسا کہ تشحیذ ہر سال کا تجربہ اس پر گواہ ہے۔ اتحاد کی تو صرف ایک ہی صورت ہے وہ یہ کہ سب سعید روحیں اسلام میں داخل ہو جائیں اور یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً اور یوں ہندو مسلم اور عیسائی اور کافر کے دل آزار الفاظ کا استعمال چھوڑ دیں۔ اگر یہ نہیں تو پھر منافقت کی ترویج ہے جو کسی حال میں قابل ستائش نہیں ہو سکتی کیا اس موعود کا یہ مقصد ہے کہ دل میں تو ایک دوسرے کے لئے کینہ اور بغض ہو۔ مگر زبان پر محبت و اتحاد اس نمائشی الفت سے یہ منافرت جو حقیقت پر مبنی ہے بہت اچھی ہے کیونکہ ایک دوسرے کا بد خواہ ہو جانا بہت بہتر ہے اور سچا مذہب اسکی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ تیسرا اہم امر یہ ہے وہ دشمنی اور بدخواہی اور جو اسلام نے جس حد تک دوسرے مذاہب سے اتحاد ہو سکتا ہے اسکو کھول دیا ہے اور جس قسم کے تعلقات ایک مسلم کو غیر مسلم سے رکھنے چاہئیں انکو بتا دیا ہے بلکہ اپنی سطوت و جبروت کے زمانہ میں دکھا دیا ہے کہ دوسرے مذاہب کی توقیر اور ان کے طریقہ پرستش کی تکریم کیسی کرنی چاہئیے چنانچہ یہ آیت اس مسئلہ پر روشنی ڈالتی ہے لَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ وَ لَمْ یُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِیَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْۤا اِلَیْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ (جو تم سے دین میں نہیں لڑتے۔ اور تمہارے ملکوں سے تمہیں نکالتے ہیں ان سے احسان و انصاف کرنے سے منع نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے منصفوں کو دوست رکھتا ہے) مگر اسکے یہ معنے نہیں کہ ہم عیسیٰ دین خود اور موسیٰ دین خود کے قائل ہو جائیں اور [illegible] مسلمان [illegible]

یا برہمن رام رام کہتے پھریں۔ بلکہ ہمارا فرض یہ ہے کہ تمام قوموں کو اسلام کی دعوت دیں۔ اور اس طرح پر انہیں حقیقی اتحاد کے سرچشمے سے سیراب کریں۔ آخر اینی بسنت صاحبہ جو یہ کہتی ہیں کہ تمام مذاہب متحد ہو جائیں تو وہی ایک رائے اور ایک قسم کی فرقہ بندی ہے یعنی وہ اس رائے اور اس طرز عمل کا پابند ہوگا۔ وہ دوسرے گروہوں سے ایک امتیازی گروہ ہوگا۔ اور اس طرح پر پس وجہ اختلاف میں ایک اور شاخسانہ کھڑا ہوگا۔ تو پھر اس نتیجہ میں جو نقص ہے وہ ظاہر ہے کہ نہ ممکن نہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اسلام ہی کے ذریعے سے یہ اتحاد پھیلایا جائے۔ کہ آخر اسکا مقصد بھی تو یہی ہے۔ کہ کل قومیں وحدت کے جھنڈے کے نیچے آ جائیں۔ وحدت کے حصول کے لئے کچھ قربانی ضرور کرنی پڑتی ہے۔ "اپنے عزیز معتقدات جو ہزاروں برس سے چلے آ رہے ہیں۔ اور جو معاشرت کی مقدس روایات کے ہجوم کا مرکز ہیں" انکو بوقت ضرورت ضرور چھوڑنا پڑیگا۔ یہ سچ ہے کہ اسکے بہت سے نام ہیں۔ مگر اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ اللہ ایک ایسا نام ہے۔ جو تمام صفات کا جامع ہے۔ اور کسی مذہب میں خدا کے لئے ایسا نام نہیں جس کا اطلاق اس ذات ستودہ صفات کے سوا کسی اور پر نہ ہو سکے۔ یا نہ ہوتا ہو۔ یہ بھی سچ ہے۔ کہ اس ذات پاک کے نور کا مرکز آسمانوں میں ایک ہے۔ مگر اس تک پہنچنے کے لئے کیوں وہ راہ نہ اختیار کی جائے۔ جو صراط مستقیم (اسلام) کہلاتی ہے۔ اور کیوں خوفناک خار دار ٹیڑھے ترچھے راستوں کو اختیار کیا جاوے۔ جن میں ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ اور کیوں اس شاہراہ پر نہ چلیں۔ جس پر تمام انبیاء، صدیق، شہداء، صالحین چلے۔ اور چل کر منزل مقصود تک پہنچ گئے۔ اور کیوں اس قافلہ میں نہ داخل ہوں جس کی **قافلہ سالاری محمدؐ** کے سپرد ہے۔ صلے اللہ علیہ وسلم

ہر طرف یہ آفتِ جاں ہاتھ پھیلانیکو ہے

۴ اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کے بعد ۵۰ سال کے اخبارات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں خوفناک تباہیاں غیر معمولی بربادیاں واقعہ ہو رہی ہیں چنانچہ اس کے بعد کئی طوفان آئے کئی زلزلے مگر دنیا کے فرزند اس طرف متوجہ نہ ہوئے کہ یہ مسلسل تباہی ہے [illegible] پچھلے سالوں کے واقعات سے قطع نظر کر کے اگر صرف اگست و ستمبر کے واقعات عالم پر نظر دوڑائی جائے تو حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی جو سند بعنوان [illegible] ہے [illegible] روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔

ترکی میں بھونچال — ۳۰ ہزار آدمی مر گئے۔ پانچ ہزار زخمی ہوئے ۵۰ ہزار بے گھر ہیں ۵۰ گاؤں تباہ و برباد [illegible]

انگلینڈ میں طوفان — سات ہزار آدمی بے گھر ۵۰ لاکھ کی مالیت کا نقصان [illegible] کی فصل [illegible] برباد ہوئی۔ [illegible]

چین میں تباہ کن سیلاب — [illegible] ہزار [illegible] کوریا میں [illegible] ہلاک ہوئے [illegible]

نمونہ قیامت طوفان جاپان میں — [illegible] ستمبر [illegible] ہانگ کانگ ٹوکیو پایہ تخت جاپان [illegible] سلطنت کے حالات سے [illegible] ایک سخت جھکڑ نے [illegible] کے تمام [illegible] توڑ پھوڑ دئے [illegible] ساحل بالکل [illegible] پچاس سال گزشتہ میں ایسا ہولناک طوفان نہیں آیا [illegible] ہزار [illegible] بے خانماں ہو گئے ہیں [illegible] کوئی بھی سلامت نہیں رہا۔ ساحل [illegible] بالکل تباہ ہو گیا ہے [illegible] غرق ہو گئے۔ [illegible] ساحل سے [illegible] ہلاک [illegible]

نوٹ۔ حوادث کے بارے میں جو مجھے علم دیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ ہر ایک طرف دنیا میں موت

ہوئے۔ دوسا کا شہر بیس ہزار گھر گرگئے اور شہر گاؤں تباہ ہوگئی۔ قصبہ نارا میں ایک ہزار سالہ مندر بالکل غائب ہوگیا۔ کئی جنگل پہاڑوں کے مستول ٹوٹ گئے۔ ایک غرق ہوگیا نیز کئی تار پیڈو کشتیاں اور ڈاک کے جہاز۔ آخری خبر بیس ہزار ہلاک ہوئے۔

فیوضات مسیح موعود

(حضرت امیر المومنین)

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ایک خشی اللہ عالم نے رکھا ہے۔ ایک مخالف اسلام کے بعض لوگوں کے بارے میں میں نے حضور میں عرض کیا کہ آگے جو آپ کے متعلق موجودہ صورت میں مجھے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان اعتراضوں کا ذکر بھی نہ کروں اور اگر کروں تو الزامی جواب دوں۔ یہ سن کر آپ کو جوش آگیا۔ فرمایا جس بات پر تمہیں خود اطمینان نہیں اسے دوسروں کو منواتے ہو یہ مومن کا کام ہرگز نہیں۔ آپ کے یہ کلمات طیبات سن کر مجھے یقین ہوگیا کہ یہ بزرگ بڑی خشیت الٰہی رکھنے والا ہے۔ اور کوئی بات ایسی نہیں کہتا جس کو خود اسے یقین نہیں۔ اس بزرگ کا نام مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کونوا مع الصادقین دوسرا فائدہ میں نے آپ کی صحبت میں یہ اٹھایا کہ دنیا کی محبت مجھ پر بالکل سرد ہو گئی۔ کوئی جو مخالف یا موافق میرے تمام کاروبار اور تعلقات کو دیکھے کہ مجھ میں ذرہ بھر بھی حب دنیا باقی ہے۔ یہ سب مرزا کی قوت قدسیہ اور فیض صحبت سے حاصل ہوا۔ یہ تو مشہور ہے کہ حب دنیا راس کل خطیئۃ ہیں۔ پس میں نے مرزا کی صحبت سے وہ وصف وہ حاصل کیا جو تمام تعلیمات الٰہیہ کا منشا ہے اور ذریعہ نجات اور اسی دنیا میں بہشتی زندگی۔

ویعفو عن کثیر ایک شخص نے کسی سے کہا تم جھوٹ بولتے ہو۔ اس پر وہ بہت ہی جوش میں آگیا اور سخت سست کہنے لگا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر حضرت مسیح موعود نے فرمایا کیا اس شخص نے اپنی عمر بھر میں کبھی جھوٹ نہیں بولا جو یہ اس

قد فیہ وغضب میں آ رہا ہے۔ اتنی مدت خدا تعالیٰ نے ستاری سے کام لیا۔ اگر ایک بار کسی کی زبان سے بھید کھلوا دیا۔ تو اسے اپنی اصلاح کرلینی چاہیئے تھی۔ اور خدا کے حضور شرمسار ہوتا تھا نہ یہ کہ شور ڈال دیا۔

واتقوا اللہ | تمام مذہب کی تعلیم کا خلاصہ تمام نیکیوں کا جامع یہ مبارک کلمہ ہے کہ حضرت ایکدفعہ حضور سے ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھے ایک ہی نصیحت ایسی دیں۔ جس سے میری دین و دنیا سنور جائے۔ اور میں تقویٰ پانے والوں میں سے ہو جاؤں۔ فرمایا

"خدا سے ڈر اور سب کچھ کر"

یہ حضور ہی کے الفاظ ہیں۔ جو مجھے یاد ہیں۔

المؤمن ینظر بنور اللہ | ایک دفعہ میں نے عرض کیا۔ کہ موجودہ مادی ترقی اور کالجوں کی تعلیم اور اسکا اثر دیکھ دیکھ کر خیال آتا ہے۔ کہ دین کی طرف توجہ کب ہوگی فرمایا وہ زمانہ نزدیک ہے۔ پہلی بات پہچانو۔ سب کو نظر نہیں آتی کہ

نبی کو جو فراست دی جاتی ہے۔ وہ دوسروں کو نہیں دیجاتی۔ حضرت نے جب میری بیعت لی۔ تو میرا ہاتھ نیچے سے پکڑا۔ حالانکہ دوسروں کے ہاتھ اس طرح پکڑے۔ جیسے مصافحہ کیا جاتا ہے۔ پھر مجھ سے دیر تک بیعت لیتے رہے۔ اور تمام شرائط بیعت کو پڑھوا کر اقرار لیا۔ اس خصوصیت کا علم مجھے اس وقت نہیں ہوا۔ مگر اب وہ بات کھل گئی۔

فاعتبروا یا اولی الابصار | مومن کو چاہیئے کہ عبرت پکڑے۔ اور ہر ایک واقعہ سے جو دیکھے کوئی نہ کوئی نصیحت حاصل کرے۔ ایک دفعہ حضرت اقدس کے مکان کے نزدیک ڈومنی کا بچہ رو رہا تھا۔ آپ نے آدمی بھیجکر دریافت کیا کہ یہ کیا مصیبت ہے۔ معلوم ہوا پانچ روپے قرض ہیں۔ فرمایا اس طرح مولویوں نے وہ رات سجدہ میں ہی گزار دی جہاں ہوں اس کی آواز پہنچتی ذرہ بیں ندامت سے دیا جاتا۔ کہ اللہ اللہ ایک پانچ روپے کی حقیر رقم نے کہ رات کو ساری رات کھڑی ہے۔ اور ہم اپنے مولیٰ کے حضور باطنوں سے مستفیض ہو رہے

ہیں۔ وہ ہر وقت اسکے احسان اور عنایات کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ ایسے غافل ہوں۔

ریویو

اس عنوان کے نیچے جو کچھ لکھا جاتا ہے وہ کسی طرح نہیں۔ بلکہ ہر ایک طور سے کتاب کا انتخاب مفکرانہ کرکے ایک رستی سے رائے دیجاتی ہے اور مسلہ کی تبلیغ کو کوئی پہلو نکلے تو اسے بھی مد نظر رکھ لیا جاتا ہے۔ اسلئے ناظرین اسے غور سے پڑھیں اور اگر پچھلے ریویو نہیں پڑھے۔ تو اب پڑھ لیں؟

قدامت روح ومادہ وتناسخ منشی برکت علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ ان مخلص واحباب نوجوانوں میں سے ہیں جو تبلیغ کے فرض سے غافل نہیں۔ آپ بڑی محنت سے رسالے لکھکر اپنے خرچ پر چھپوا کر شائع کرتے رہتے ہیں۔ اس رسالہ میں روح و مادہ کی قدامت اور تناسخ کا بطلان ہے۔ آریوں کو جس متانت اور سنجیدگی سے مخاطب کیا ہے۔ وہ ہر مناظرین کے لئے قابل اتباع ہے۔ دونوں نہایت پختہ اور دونوں رسالے ہیں کیوں نہ ہو حضرت مسیح موعود کے غلام ہیں۔ اور انکی کتب کا مطالعہ رکھتے ہیں۔ قیمت ۲ مصنف سے ملیگی لکھائی چھپائی کاغذ بہت اچھا حجم ۴۰ صفحے ۰۰۰۰

نصرت یزدانی ملک مولا بخش پنشنر گوردا سپور تعلیم یافتہ اولاد پر جا فخر کرسکتے ہیں کہ انکی لڑکیاں بھی تعلیم سے بہرہ ور رکھتی ہیں چنانچہ مسز کرم الہی کے جوش بھرے مضمون اور انکی تازہ تالیف عبرت کثیر ناظرین کرام کی نظر سے گزر چکی ہے اس رسالہ کا مصنف ملک منظور الہٰی میرا عزیز جو ابن عبد الرحمن انکی آپ ہی کا سا جو ہر ہے فیصلہ آسمانی ایک مخالف کا رسالہ ہے۔ اس میں نقول عبارات پر دال حضور سے کیا ہے۔ اپر صاحب احمد بیگ والی پیشگوئی پر اعتراض ہیں انکا جواب دیا ہے۔ مجھے زیادہ تر خوشی اسلئے ہے کہ عبد الرحمن جو تعلیم الاسلام ہائی سکول کا تربیت یافتہ نوجوان ہے اور اس مدرسہ کے فاضلوں میں

یہی سچ دیکھنی چاہتا ہوں کہ وہ دین کے لیئے سخت غیرت مند ہوں۔ اور سلسلہ احمدیہ کی محبت انکے رگ و ریشہ سمائی ہو اور وہ وہ ایثار کر سکیں یہ رسالہ ٹکٹ پر ۱۲ بینڈ ہکل سٹریٹ کلکتہ کے پتہ سے ملیگا۔

الحمد للہ المھدی وبہ ایک نظم پنجابی۔ سادہ ان بدعات کی تردید میں جو آجکل دہقانوں کی جاہل سے مسلمانوں میں رائج ہو چکی ہیں منظومہ مولوی امام الدین صاحب گولیکی ضلع گجرات ارکے وہ کے دفتر تشحیذ کے پتہ سے مل سکتے ہیں۔ تقسیم کرنیکے قابل

تبلیغی خط بیس صفحے کا رسالہ سلسلہ کی تبلیغ میں چند سوالات کے جواب۔ جس میں وفات مسیح۔ نزول مسیح۔ علامات قیامت۔ بعثت مجدد دین اور پھر سب سے زیادہ مسئلہ نبوت بعد خاتم النبیین پر حوالہ دلیل مختصر بحث کی ہے۔ اسکے لیئے اتنا ہی لکھ دینا کافی ہے کہ یہ صادق حسین صاحب مختار عدالت اٹاوہ کا لکھا ہوا ہے محصول ڈاک بھیجکر مفت منگوا لیجئے

لا الٰہ الا اللہ صوفی غلام محمد صاحب بی اے مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول نے خدا کی ہستی کے ثبوت میں یہ ٹریکٹ لکھا ہے۔ صفحے ہیں۔ اور خلیفۃ المسیح کی بتائی ہوئی دس دلیلیں دی ہیں جو نہایت پختہ ہیں۔ اور مضمون پر حجت قوی مجھے بہت خوشی ہے کہ آپنے اس میں مسیح موعود کے وجود اور ان کی پیشگوئیوں کو بھی لا الٰہ الا اللہ کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ حق یہ ہے کہ موجودہ زمانے میں خدا ملائکہ انبیاء یوم الآخر اور تمام اصول اسلام کے ثبوت میں سلسلہ احمدیہ کو پیش کرنا اگر ضروری نہ ہوتا۔ تو خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم ہی کیوں کرتا۔ یہ رسالہ مولف صاحب نے تشحیذ کو بھیجا تھا۔ برادرم محمد حسین صاحب تاجر کتب نے ایک جلد دیکر کہا تھا۔ ہر ایک نسخہ اور ایک روپے میں ۱۲ بہتر تھا کہ یہ رسالہ مفت بطور صدقہ ڈاک پر تقسیم کیا جاتا۔ اور اسکے اخراجات ایسے محسن دوست جمع کرنے جاتے جو ایک پائی فی رسالہ ہوتے۔ دار العلوم قادیان سے بھی مل سکتا ہے

مصباح الصادقین	یہ کتاب امام الزمان کی صداقت کے ثبوت میں احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن لاہور نے شائع کیا ہے۔ دو پیسے کا ٹکٹ بھیج کر مفت منگوائیے اور تقسیم کیجئے۔
پارہ عم	مترجم شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ اور نوٹ ہیں۔ خوشخط بڑی تقطیع وہ بچوں سے جلد خراب نہیں ہوتی فی پارہ ۲ر۔ سو نسخے میں منگانے کا پتہ محمد یسین تاجر کتب قادیان

احمدیوں کے لئے ایک نادر موقعہ

رعایت! غیر معمولی رعایت

چند کتابیں ایسی ہیں جن کی رعایت ہم ابھی ایک مہینہ اور رکھ سکتے ہیں۔ امید ہے کہ ہمارے احمدی احباب اس کی کافی شناخت کر لیں گے تاکہ پھر کسی کو گلہ نہ ہو کہ ہمیں اطلاع نہیں پہنچی۔ اور ان کتابوں کے مضامین کی بابت تبصرہ کا شیدہ دیکھیں یہاں صرف نام اور قیمت کی گنجائش ہے۔

نام کتاب	اصل	رعایتی	نام کتاب	اصل	رعایتی
مجربات نور دین حصہ سوم	[illegible]	[illegible]	رد چکڑالوی	۵ر	[illegible]
تفسیر ترجمۃ القرآن پ ۱	عہ	[illegible]	طبیب روحانی	[illegible]	[illegible]
" پ ۲	عہ	[illegible]	نجات	[illegible]	[illegible]
" پ ۳	عہ	[illegible]	صادقوں کی روشنی	[illegible]	[illegible]
تحفہ سالانہ جلسہ	عہ	[illegible]	ظہور المسیح	[illegible]	[illegible]
حقیقت نماز	عہ	[illegible]	نغمۂ اکمل	[illegible]	[illegible]
النصائح	[illegible]	ار	ادعیۃ الاحادیث	[illegible]	[illegible]

	اصلی	قیمت رعایتی		اصلی	قیمت رعایتی
البرق	۸ر	۱ر	رسالہ گوشت خوری	۴ر	۱ر
ہدایات دربارہ معاملات	۸ر	۱ر	غیر اسلام (...)	۵ر	۴ر
بائبل پر چار	۱ر	۲ر	حق پر چار مسیحیوں کی زندگی کے (...)	۴ر	۲ر
اسلام کا گر عیسائیت کے نزدیک	۱ر	۸ر	ریریا ونی کی پیشگوئی	۸ر	[illegible]

فہرست ان کتابوں کی جن میں رعایت نہیں

	قیمت اصلی		اصلی قیمت
اربعین		حضرت اقدس کی پرانی تحریریں	۱ر
الاسماء الحسنیٰ	۸ر	مکتوبات احمدیہ	۴ر
الموعظۃ الحسنۃ	۴ر	سلک مروارید	۴ر
مجربات نوردین حصہ اول	۱۰ر	مجربات نوردین حصہ دوم	۴ر
تفسیر ترجمۃ القرآن پ۱	عہ	عمدۃ الاحکام	مجر
" پ۲	عہ	اسلام کی پہلی کتاب	۲ر
" پ۳	عہ	ضرورت زمانہ	۴ر
معیار حق	۸ر	تاریخ انگلستان	عہ

بقایا داران توجہ فرمادیں

کئی حضرات ایسے ہیں جنہوں نے ابھی تک سال گذشتہ کا چندہ عطا نہیں فرمایا، بلکہ گذشتہ کا چندہ بھی انکے ذمہ باقی ہے۔ مجھے انکی خوش معاملگی سے امید رکھنی چاہیئے کہ وہ سال کے اختتام سے پہلے پہلے ضرور اپنے اپنے حساب صاف کر دینگے۔ اور آئندہ کے لئے اپنے ارادہ سے مطلع فرمائیں۔

مینیجر

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مجرب دوائیں

جو ۴۰ برس سے تمام ہندوستان میں استعمال ہو رہی ہیں

آزمائش کیلئے ڈاکٹر برمن کی بنائی ہوئی دوائیں

ایک ہی بکس میں چند مشہور دوائیں



ڈاکٹر برمن کی دواؤں کی آزمائش کیلئے [illegible] ڈاکٹر برمن مشہور کے اندر آپ [illegible] آزمائش [illegible] صرف [illegible] ڈاکٹر برمن [illegible] چاہتے ہیں اور [illegible] ڈاکٹر برمن کی بنائی ہوئی دواؤں میں [illegible] ایک بکس [illegible] پیٹنٹ شیشوں میں [illegible] استعمال [illegible] ڈاکٹر برمن کی خاص [illegible] ہے۔ [illegible] ہو سکتی ہے۔

دواؤں کا نام

عرق کافور [illegible] کی ایک ہی دوا ہے [illegible] ہیضہ [illegible] قیمت [illegible] [illegible]

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

یہ رسالہ [illegible] قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینهون عن المنکر واولئک هم المفلحون

بابت ماہ نومبر [illegible]

رسالہ تشحیذ الاذہان

فہرست مضامین

قیمت [illegible]

[illegible]

جنگ بدر سے جنگ یرموک تک
۴۰۰ دلچسپ واقعات ابتدائی چار نمبروں میں
شائع ہوتے ہیں حجم ۴۰۰ صفحات قیمت عہ

جنگ یرموک سے حملہ ایران تک
۴۰۰ حیرت ناک واقعات اگلے چار نمبروں میں
شائع ہو سکیں گے حجم ۴۰۰ صفحات قیمت عہ

[illegible]

تاریخ اسلام

فصیح صاحب مرحوم نے

[illegible]

نے نہایت محنت، تحقیق اور دماغ سوزی سے یہ نمونہ اور جدید طرز پر لکھی ہے جسکے مطالعہ سے دماغ مسرور ہوتے ہیں۔ جیسے مطالعہ کرتے ہیں۔ اور بزرگان اسلام سے عشق پیدا ہوتا ہے۔ مسلمانوں کا قومی فرض ہے کہ اسکو منگا کر پڑھیں اور اولاد کو پڑھائیں۔

حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح کی قیمتی رائے

تاریخ اسلام محنت کے ساتھ لکھی گئی ہے مصنف نے عمدگی کے ساتھ کوشش کی ہے کہ صحابہ کے اندرونی تعلقات کی خوبی اور عظمت پر روشنی ڈالیں۔ اور دلچسپ ہونے کے علاوہ مضمون تاریخ کی رو سے اہم ہیں انکو پڑھ کر صحابہ کی زندگی ہر زمانہ کے مسلمانوں کے لئے زندہ رہتی ہے۔ اسلئے یہ سلسلہ بہت مفید ہوگا۔

حضرت اقدس کا خط

عزیزم من۔ السلام علیکم۔ رسالہ پہنچا ہے۔ پہلے اسکی قیمت فصیح مرحوم کو قادیان بھیجدی تھی۔ جب قیمت ختم ہو اور رسالہ جاری رہے تو پھر وی پی کر کے بھیجدیں۔

ملنے کا پتہ

مفتی فیض علی مینیجر تاریخ اسلام فصیح منزل شہر سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ نومبر ۱۹۱۲ء

عید اضحیٰ مبارک

عرض حال ماہ رمضان المبارک کے عنوان سے جو مضمون تشحیذ میں لکھا گیا تھا اسے جامعیت کے لحاظ سے بہت پسند کیا گیا۔ اس لئے میں نے چاہا کہ عید اضحیٰ کے مسائل لکھکر اپنے ناظرین کے سامنے پیش کروں۔

قربانی کا رواج تمام قوموں میں نور الدین میں بحوالہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا مرقوم ہے کہ ایران۔ انڈیا۔ یونان۔ روم۔ عرب۔ افریقہ قدیم امریکہ اور [illegible] میں قربانی کا عام رواج تھا۔

عبرانیوں میں بھی شکریہ کفارہ و تحدیثی کے لئے لڑکے کے تولد ختنہ شادی

پر اور جہان کے نئے پر فتحمند ہی زمین کے جوتنے۔ کنوئیں کی بنا۔ بنیاد عمارت۔ باہمی معاہدہ مردہ کی سالانہ رسم شکار کے بعد اور جب کسی کا جانور پہلا بچہ دے قربانی ہوا کرتی تھی بابلیوں میں انسان کی قربانی کا رواج تھا۔ روما میں شور کی۔ انگلستان میں ڈروئیڈ سن قوم میں قربانی تھی اور انڈیا کی تمام اقوام میں قربانیاں ہوتی تھیں۔

غرض کوئی قوم کوئی مذہب اس بات سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ اس میں کسی نہ کسی پہلو سے قربانی کا رواج نہیں یا نہ تھا۔ بائبل کو پڑھ جاؤ۔ جا بجا قربانی کا ذکر ہے۔ قابیل اور ہابیل کی قربانی اور پھر اسپر قتل تک نوبت پہنچنا تو بہت مشہور ہے وید بھی قربانیوں کے ذکر سے خالی نہیں۔ مہارشی دیویندر ناتھ ٹھاکر جی جو بنگال کے ایک مقبول و محترم مصنف ہیں۔ ان کی ایک کتاب کا ترجمہ شردھے پرکاش دیو جی نے اردو میں کیا ہے۔ اسکے صفحہ ۹۰ میں لکھا ہے۔ کہ جو چیزیں خود انکو بہت پسند تھیں۔ انہیں کی اگنی میں آہوتی دیتے تھے۔ مثلاً گوشت چاول کی روٹی گھی دودھ۔ صفحہ ۹۰ میں ہے۔ گھوڑے گوئے بکرا۔ بھیڑ وغیرہ حیوانوں کے خاص خاص سمے دیوتاؤں کو آہوتی دیتے تھے۔ یعنی پرانے ہندو بھی مسلمانوں کیطرح . . . . کی قربانی کرتے تھے۔ (دیکھیں ۵۔ البتہ پرسنت ہیں) اس پرانے رواج کی یادگار اب بھی کئی مندروں میں قائم ہے۔ جے پور میں ہر روز ایک بکرے کی قربانی ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک اور جگہ دھرم پال قربانیوں کی کثرت کی وجہ سے کھیرنگی بھنبھناہٹ کا ذکر کرتا ہے۔ اسے جانے دو۔ اگنی کنڈ میں اگنی دیوتا کے لیے جو کچھ ڈالدیا جاتا ہے۔ اس میں شہد اور کستوری شامل ہے۔ جو بہت سے جاندار مکھیوں اور ہرنوں کی قربانی کے سوا ملنی ناممکن ہے۔

اسلام کی قربانی پر اعتراض فضول ہے باوجود ان مثالوں کے اسلام کی قربانی پر ایک اعتراض کرنا فضول حرکت بلکہ دیدہ و دانستہ ایک دل آزار حملہ ہے۔

ایسے لوگ یا تو خدا کے منکر ہیں۔ یا قربانی کے اصول سے ناواقف اور پھر اسلامی فلاسفی سے مطلق جاہل۔ یہ لوگ اگر عام قانون قدرت کو دیکھیں۔ تو بھی انہیں اپنا اعتراض واپس لینا پڑے۔

حیات عالم قربانیوں پر موقوف ہے

کیا وہ نہیں دیکھتے۔ چھوٹی چیزیں بڑی چیزوں پر قربان ہوتی ہیں۔ اور اس قربانی سے تباہی نہیں پڑتی۔ بلکہ ترقی ہوتی ہے آکسیجن کی قربانی نہ ہو۔ تو حضرت انسان زندہ نہ رہ سکیں بلکہ کوئی متنفس نہ دیکھا جائے۔ کاربن نہ ہو۔ تو درخت سرسبز نہ ہوں۔ پھر درخت قربان ہوں جن میں ایک قسم کی روح مانی جاتی ہے۔ تو انسان کو زندگی دوبھر ہو۔ کوئی حیوان زندہ نہ بچے۔ حیوان قربان نہ ہوں۔ تو انسان کے لئے دنیا کی رہائش وبال جان ہو جائے۔ جو لوگ بڑے رحمدل بنتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ قربانی ایک ظلم ہے۔ ان کے زخموں میں اگر کیڑے پڑ جائیں۔ تو انکی ہلاکت پر تو وہ بھی خوشدلی سے راضی ہیں۔ دشمنوں سے بچتے ہیں۔ تو کم از کم پانی پینے سے انکار نہیں کر سکتے جس میں جو لاکھوں کیڑوں کی قربانی ہو جاتی ہے۔ یہ باتیں خدا کے منکروں اور خدا پرستوں دونو پر حجت ہیں۔ پھر تمام مذاہب خصوصاً ہمارے آریہ معترض خدا تعالے کو دیالو کرپالو رحیم کریم مانتے ہیں۔ خود اس کی مملکت میں ہم دیکھتے ہیں۔ باز۔ شاہین بلیاں۔ شیر۔ چیتے۔ بھیڑیئے۔ مگرمچھ دوسرے جانوروں کو کھا جانیوالے جانور موجود ہیں۔ بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو کھا جاتی ہیں۔ یہ قانون ذبح آخر اسی کا بنایا ہوا ہے۔ پس قربانی پر اعتراض کرنا خدا کے فعل پر خدا کے قانون پر اعتراض کرنا ہے۔ بلکہ اس پہلو سے اگر دیکھیں۔ کہ یہ معترض بھی آخر کار ان حیوانوں سے خدمت لیتے ہیں۔ ان سے دودھ دوہتے ہیں۔ انپر بوجھ لادتے ہیں۔ ان سے طرح طرح کی خدمتیں لیتے ہیں۔ یہ بھی ایک قسم کی قربانی ہے۔ اسکا

حق ہو کس طرح حاصل ہو۔ اگر کہیں کہ ہم ان کو کھلاتے پلاتے ہیں۔ تو میں سوچتا ہوں۔ جب ایک انسان اشرف مخلوقات کو چند روپے ماہوار تنخواہ دے کر بادشاہ کو حق حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ وہ سپاہی اسکے بدلے میں اپنی جان فدا کرے۔ تو ایک جانور کی قربانی میں کیا محذور ہے۔ خصوصاً ان لوگوں کے نزدیک جو تناسخ کے قائل ہیں۔ کیونکہ ذبح اگر تکلیف دہ امر ہے تو بھی ان کے پچھلے جسم کے پاپوں کی سزا ہی میں ہوگا۔ اور یہ بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ اگر جانوروں کی قربانی چھوڑ دی جائے۔ تو وہ پھر نہیں مرینگے۔ یا ان کی کثرت عرصہ عالم کو ان پر تنگ نہیں کر دیگی۔

اسلام کی اصلاح مسئلہ قربانی میں

دنیا کو اسلام کا ممنون ہونا چاہیئے کہ اس نے اس مسئلہ قربانی میں افراط و تفریط چھوڑ کر ایک وسطی راہ بتائی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالےٰ ہزارہا سلام بھیجے اور لاکھوں رحمتیں نازل کرے جو یہودیوں عیسائیوں مجوسیوں (آریہ سناتن سب مجوس ہی میں سے ہیں) اسلامیوں کے مانے ہوئے پیشوا ہیں۔ آپ نے انسانی قربانی کی رسم کو اٹھا دیا۔ اور اس کی بجائے دنبہ اور اس قسم کے حلال جانوروں کی قربانی قائم کی۔ آپ نے خواب میں دیکھا۔ کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں۔

(انی اریٰ فی المنام انی اذبحک)

آپ نے حکم الٰہی کے ماتحت اس بیٹے کی بجائے ایک دنبہ ذبح کیا (وفدینٰہ بذبح عظیم) اور اس طرح پر انسانی قربانی کی اصل کو منسوخ کیا۔ اور پھر نیک رسم پچھلے آنیوالوں میں جاری کر دی (وترکنا علیہ فی الاخرین) اسلام نے قربانی کے مسائل کو کھول کر بتایا۔ ایک طرف ان لوگوں پر اتمام حجت کی جو اپنی دیوی دیوتاؤں اور بتوں کے نام پر قربانیاں کرتے تھے۔ کہ دیکھو ہم ان کے

نام کی قربانیاں نہیں کرتے۔ مگر وہ ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ ہماری قربانیاں تو محض اللہ کے نام کی ہیں۔ ان صلوتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین۔ تم بھی جو قربانی کرو۔ اللہ کے نام کرو دوسری طرف جو خدا کے نام پر قربانی کرتے تھے۔ انکو سمجھایا کہ محض آگ میں جلانے سے کچھ فائدہ نہیں۔ خدا کو گوشت یا خون نہیں پہنچتا۔ بلکہ اسکو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاۤؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ۔ پس خدا کے نام پر جیسے اپنی اور متاع قربان کرتے ہو۔ ایسے ہی اپنے قبضے کے جانور (کہ وہ بھی تمہارے خادم ہیں) ذبح کرکے خود کھاؤ۔ دوسروں کو کھلاؤ۔ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

اسلامی قربانی کی فلاسفی

اور پھر اس سے یہ سبق سکھایا کہ ہم بھی اپنے مولیٰ اپنے رب کے بندے ہیں۔ تمام قویٰ اسی کے دیئے ہوئے ہیں۔ پس ہمیں بھی چاہیئے کہ جان و مال سے اسکی محبت اسکی اطاعت اسکی فرمانبرداری میں فنا ہو جائیں۔ اور ابدی بقا حاصل کریں۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا پارہ ۱۷ سورہ حج رکوع ۵ میں بعد حکم قربانی کے كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ۔ پھر اس سے آگے جہاد کا ذکر ہے جس میں امن قائم کرنے کے لئے اپنی جانیں خدا کی راہ میں قربان کرنیکی اجازت فرمائی ہے۔ اسکی تفسیر میں میرے مطاع جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ التحیۃ والثنا کا ایک خطبہ الہامیہ ہے۔ جو آپ نے زبان عربی میں عید کے دن فی البدیہ الہام الٰہی سے سنایا تھا۔ وہ اخیر میں نقل کر دیا جائیگا۔ میں اپنی طرف سے کچھ کہنا بے ادبی خیال کرتا ہوں۔ اور اب میں قربانی کے مسائل عرض کرونگا۔

قربانی سنت ہی یا واجب

یہ اصطلاحیں بعد میں وضع ہوئی ہیں۔ اسلیئے ان جھگڑوں میں پڑنا ٹھیک نہیں۔ حضرت ابوہریرہ سے ایک روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول کریم صلعم نے مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ وَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا۔ دوسرا اولیہ جو باوجود استطاعت قربانی نہ کرے۔ وہ ہمارے مصلے کے پاس تک نہ پھٹکے اس سے استدلال کرتے ہیں۔ قربانی واجب ہے۔ لیکن دوسرا فریق یہ متفق علیہ حدیث پیش کرتا ہے جس کے راوی براء ہیں۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ وَاَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ ۔ جس نے عید کی نماز پڑھکر قربانی کی۔ اسکی قربانی پوری ہوئی۔ اور وہ مسلمانوں کی سنت پرچلا (مشکوٰۃ باب فی الاضحیہ) (دوم) اصحاب رسول اللہ نے آپ سے دریافت کیا۔ مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِيُّ یہ قربانیاں کیا ہیں۔ آپ نے جواب ارشاد فرمایا سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ ان احادیث سے واضح ہوتا ہے۔ کہ قربانی ایک امر مسنون ہے حضرت ابن عمر نے ایک شخص کو کیا اچھا جواب دیا کہ قربانی کی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اور مسلمانوں نے دوبارہ اس نے پوچھا۔ دوبارہ یہی جواب دیا (ترمذی)

قربانی کا التزام اور فضیلت

ابن عمر راوی ہیں کہ رسول اللہ صلعم مدینہ میں دس سال زندہ رہے۔ اور آپ قربانی فرماتے تھے (مشکوٰۃ) اور زید بن ارقم کی روایت سے ابن ماجہ میں حدیث ہے کہ حضور انور نے فرمایا۔ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ اور بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ۔ یعنی ہر بال کے بچہ پشم کے بال بال کے بدلے میں ایک ایک نیکی ہے۔ ایک اور حدیث ہے جس کی راویہ حضرت عائشہ صدیقہؓ ہیں۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ

اِهْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّهَا لَيَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا (رواہ الترمذی، دیکھو مشکوٰۃ) فرمایا رسول اللہ صلعم نے اللہ تعالےٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل نحر کے دن قربانی کرنا ہے۔ وہ قربانی قیامت کے دن اپنے سینگوں بالوں اور کھروں کے ساتھ حاضر ہوگی۔ اور قربانی کا خون گرنے سے پہلے جناب الٰہی میں قبول ہوتا ہے۔ پس خوشدلی سے قربانی (کرو) (مشکوٰۃ)

قربانی کس پر ہے میں اسکے جواب میں کہونگا۔ ہر ایک مسلمان پر جو وسعت رکھے کوئی نصاب مقرر نہیں جب تک لوگوں میں خشیۃ اللہ ہے۔ اور شریعت پر عمل کرنیکا شوق یہ جواب کافی ہے۔ لیکن بعض لوگ سستی کرتے ہیں۔ اور پھر بعض ایسے کوشش کرتے رہتے ہیں۔ زیادہ تعجب یہ ہے۔ کہ اگر طعام تفاخر کا موقعہ ہو تو بے دریغ قرض لیکر بھی کئی بکرے ذبح کر دینگے۔ مگر قربانی کے دن مسئلہ پوچھینگے کہ ہم غریب آدمی ہوں۔ قربانی کے بارے میں مجھے کیا ارشاد ہے۔ ان کے لئے حنفیہ نے ضابطہ مقرر کر دیا ہے۔ کہ جس کے پاس جائداد بقدر نصاب شرعی ساڑھے باون تولہ مسکن اور متاع مسکن اور سواری اور خادم کے سوا ہووے۔ اس پر قربانی لازم ہے زمین۔ زیور اسباب تجارت رہائشی مکان کے سوا دوسرے مکان کی مالیت جائداد میں محسوب ہوگی۔ بلکہ بقول بعض کتب فقہی اور اسکے دوسرے نسخے بھی۔

۲۔ ہر ایک گھر کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے۔ مخنف بن سلیم روایت کرتے ہیں۔ ہم رسول اللہ صلعم کے حضور عرفات میں تھے۔ تو میں نے سنا آپ فرماتے تھے يَآاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ عَلٰى كُلِّ اَهْلِ بَيْتٍ فِيْ كُلِّ عَامٍ اُضْحِيَّةً اے لوگو ہر اہلبیت پر ایک سال میں ایک قربانی ہے۔

سو قربانی دوسرے کی طرف سے بھی کیجا سکتی ہے۔ ایسی اوروں کی طرف سے بھی کی طرف
منجانب سے ایک حدیث ہے جس کی راویہ حضرت عائشہ صدیقہ ہیں کہ رسول اللہ صلعم
نے ایک سینگ والے دنبے کے لیے ارشاد فرمایا جس کے پاؤں سیاہ پیٹ سیاہ آنکھیں
سیاہ تھیں۔ آپ نے فرمایا عائشہ چھری لاؤ۔ اور اسے پتھر پر تیز کرے۔ چنانچہ میں نے تیز کی
پھر آپ نے دنبے کو لٹایا۔ اور اسکو ذبح کیا۔ یہ کہتے ہوئے کہ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ
تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَّ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ (رواہ مسلم، دیکھو مشکوٰۃ)۔
اللہ کے نام سے اے اللہ قبول کر محمد سے اور آل محمد سے اور امت محمد سے۔ اسی طرح
بخاری شریف میں ہے حدثنا مسدد قال حدثنا سفیان عن
عبد الرحمن بن القسم عن ابیہ عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم دخل علیہا وحاضت بسرف قبل ان تدخل مکۃ
وھی تبکی فقال مالک انفست قالت نعم قال ان ھذا امر
کتبہ اللہ علی بنات ادم فاقضی ما یقضی الحاج غیر ان
لا تطوفی بالبیت فلما کنا بمنی اتیت بلحم بقر فقلت ما
ھذا فقالوا ضحی رسول اللہ عن ازواجہ بالبقر
کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہونے سے پہلے مقام سرف میں جب عائشہ
کے پاس آئے۔ تو دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں۔ فرمایا کیا ہے حیض آگیا۔ عرض کیا ہاں
فرمایا۔ یہ تو وہ بات ہے۔ جو آدم کی تمام لڑکیوں کے واسطے مقدر ہے۔ پس سوائے
طواف بیت کے اور حاجیوں کی طرح تمام عبادات بجالاؤ۔ پھر جب ہم منیٰ میں گئے
تو میرے پاس گائے کا گوشت لایا گیا۔ میں نے پوچھا یہ کیسا ہے۔ تو لوگوں نے
کہا۔ رسول اللہ نے اپنی بیبیوں کی طرف سے قربانی کی ہے۔ اس حدیث سے دو
مسئلے نکلے۔ ایک تو یہ کہ دوسرے کی طرف سے قربانی ہوسکتی ہے۔ دوم یہ کہ مسافر

کربھی قربانی دینی چاہیئے۔

۴۔ حنش سے روایت ہے۔ کہ میں نے حضرت علی کو دیکھا۔ وہ دو بکرے ذبح کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلعم نے مجھے وصیت کی تھی۔ کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کیا کروں۔ چنانچہ اس ارشاد کی تکمیل کرتا ہوں۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ متوفی کی طرف سے قربانی کیجا سکتی ہے۔

۵۔ آجکل مسلمانوں میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو قربانی کی فلسفی اور اسکی حکمت سے جاہل محض ہیں۔ وہ کہتے ہیں قربانی کی قیمت کسی فنڈ میں دینی چاہیئے۔ یہ شریعت کی ازسرنو ترمیم ہے۔ اور ایسا ہرگز جائز نہیں۔

۶۔ جسے قربانی میسر نہ ہو یعنے طاقت نہ رکھتا ہو۔ مشکوٰۃ میں ایک حدیث ہے کہ وہ اپنے بال ناخن اور لبیں اور موئے زیر ناف کٹا دے۔ یہ بھی قربانی ہو جائیگی خُذْ مِنْ شَعْرِكَ وَ اَظْفَارِكَ وَ تَقُصُّ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ فَذٰلِكَ تَمَامُ اُضْحِيَّتِكَ عِنْدَ اللّٰهِ (ابو داؤد)

قربانی کون ذبح کرے اور کیا پڑھے

سب سے بہتر یہی ہے۔ کہ قربانی اپنے ہاتھوں سے کرے بخاری شریف میں انس سے روایت ہے۔ کہ ضَحَّى النَّبِيُّ صلے اللہ علیہ وسلم بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ وَاضِعًا قَدَمَهٗ عَلٰى صِفَاحِهِمَا يُسَمِّيْ وَيُكَبِّرُ فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دو ابلق دنبوں کی قربانی کی پس میں نے انکو اپنا قدم دونوں کے پہلوؤں پر رکھے ہوئے دیکھا اور طریق ذبح یہ۔ یاد رکھئے بسم اللہ و اللہ اکبر پڑھا اور اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائے

جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ آپ نے پڑھا۔ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰى مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا

اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اسکے بعد بسم اللہ واللہ اکبر کہکر ذبح کیا۔ اگر کوئی اور مرد یا عورت ذبح کر دے۔ تو بھی جائز ہے جیسا کہ بخاری میں ہے وامر ابوموسیٰ بناتہ ان یضحین بایدیھن کہ ابوموسیٰ نے اپنی لڑکیوں کو کہا اپنے ہاتھوں سے ذبح کر لینا اور رسول اللہ صلعم کے بارے میں ہے ضحی عن نسائہ بالبقر۔

قربانی کے جانور کی عمر

اونٹ۔ گائے۔ بکری۔ دنبہ۔ بھیڑ کی قربانی مسنون ہے۔ حدیث میں ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّةً اِلَّا اَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوْا جَذَعَةً مِنَ الضَّاْنِ (رواہ مسلم، دیکھو مشکوٰۃ) فرمایا رسول اللہ صلعم نے: ذبح کرو مگر مسنہ اگر نہ ملے تو پھر دنبہ بھیڑ یہ بات تو مسلم فریقین ہے۔ کہ اونٹ پانچ سال کا چھٹے سال میں قدم رکھکر۔ اور گائے بیل دو سال کا تیسرے سال میں قدم رکھکر مسنہ ہوتا ہے۔ ہدایہ میں بھی یہی ہے۔ لیکن بکری اور بھیڑ کے بارے میں اختلاف ہے۔ حنفی کہتے ہیں۔ ایک سال کا مسنہ ہو جاتا ہے۔ اور اہلحدیث کے نزدیک مثنی کہتے ہیں ثنی کو۔ اور قاموس میں ہے الثنی الذی یلقی ثنیتہ ویکون ذٰلک فی الظلف والحافر فی السنۃ الثالثۃ یہ بکری گائے کہ تیسرے برس میں قدم رکھنے سے ہوتا ہے۔ میرے خیال میں جب دانت دیکھے جا سکتے ہیں۔ تو زیادہ جھگڑے کی ضرورت کیا ہے۔ میں نے یہ مسئلہ حضرت الامام الحکم العادل سے دریافت کیا۔ آپ نے مجھے فرمایا۔ مولوی نورالدین صاحب سے پوچھو۔ حضرت امیر نے مجھے فرمایا۔ کہ میری تحقیق میں بکری بھیڑ دو سال کی چاہیئے۔ پھر ایک دوسرے موقعہ پر یہ فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے۔ تعامل میں کچھ اختلاف ہے۔ اسلئے مومن اس اختلاف سے بوجہ

حاجت فائدہ اٹھا سکتا ہے حضرت مولوی محمد احسن فاضل امروہی کا بھی یہی مذہب ہے کہ اس مسئلہ میں شریعت کی طرف سے توسیع معلوم ہوتا ہے۔ پس احتیاط دو سال میں ہے۔ اور بوقت ضرورت و تنگدستی ایک سال ہی کا جائز ہو جائیگا جذع حنفی تو چھ ماہ کا دنبہ کہتے ہیں۔ اور اہلحدیث کے نزدیک جیسا کہ مسک الختام میں ہے۔ اور صراح و مجمع البحار میں ہے۔ وہ ہے جو دوسرے سال میں قدم رکھے۔ مگر ضان کے معنے بھیڑ کے بچے کے بالکل غلط ہیں۔ بھیڑ تو بکری کی ایک قسم ہے۔ اور یہ جذعہ بھی اس صورت میں جائز ہے کہ مسنہ نہ ملے۔ جیسا کہ شروح الاحادیث پر مطلع ہونے سے ظاہر ہے۔

قربانی کے شرکاء اور گائے و اونٹ میں سات آدمیوں کا شریک ہو جانا جائز ہے و عن جابر ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال البقرۃ عن سبعۃ والجزور عن سبعۃ رواہ مسلم یعنے جابر سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ گائے سات کی طرف سے کفایت کرتی ہے علیٰ ہٰذا القیاس۔ اونٹ دیکھو مشکوٰۃ

۲- یہ سات آدمی مسلمان ہونے چاہئیں۔ فقہ کی کتابوں میں صاف لکھا ہے۔ کہ اگر ایک بھی کافر ہو۔ تو قربانی ناجائز ہو گی۔ اور اسکے حصے برابر برابر ہوں۔ غیر احمدی کی شرکت حضرت اقدس کو بہت ناپسند تھی۔ یعنے ناجائز ہے۔ کیونکہ قربانی تو متقیوں سے اللہ تعالےٰ قبول فرماتا ہے جیسا کہ قابیل و ہابیل کے قصے میں فرمایا۔ انما یتقبل اللہ من المتقین۔ وہ انسان کیونکر متقی کہلا سکتا ہے جو خدا کے فرستادہ خدا کے نبی کا مکذب ہو یا اسکو مفتری کہتا ہو یا اپنے طرز عمل اور رویہ ہی سے مفتری جانتا ہو۔ اور ان ہزارہا نشانوں کو لغو سمجھتا ہو۔ یا ان کا انکار کرتا ہو جو خدا نے اسکی تصدیق میں دکھائے۔

جانور کیسا ہو بیمار نہ ہو دبلا نہ ہو بے آنکھ نہ ہو۔ کان چرا ہوا نہ ہو۔ لنگڑا نہ ہو عیب دار نہ ہو۔ اسکی تفصیل احادیث سے معلوم ہوگی جو یہ ہے۔

۱۔ البراء بن عازب سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ سے پوچھا۔ ہم کس قسم کے جانوروں کی قربانی میں اجتناب کریں۔ تو آپ نے ہاتھوں سے اشارہ فرمایا۔ اَرْبَعًا اَلْعَرْجَاءُ الْبَیِّنُ ظَلْعُهَا وَالْعَوْرَاءُ الْبَیِّنُ عَوَرُهَا وَالْمَرِیْضَةُ الْبَیِّنُ مَرَضُهَا وَالْعَجْفَاءُ الَّتِیْ لَا تُنْقِیْ (مشکوٰۃ)
چار۔ ایک لنگڑی جسکا لنگڑا پن ظاہر ہو۔ دوم کانی جس کا کانا پن ظاہر ہو۔ سوم مریضہ جس کا مرض ظاہر ہو۔ چہارم دبلی جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو

دوسری حدیث حضرت علیؓ سے مروی ہے جو یہ ہے۔ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم اَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَیْنَ وَالْاُذُنَ وَاَنْ لَّا نُضَحِّیَ بِمُقَابَلَةٍ وَلَا مُدَابَرَةٍ وَلَا شَرْقَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ (رواہ الترمذی)
ہمیں رسول اللہ صلعم نے حکم دیا کہ ہم آنکھ اور کان کو دیکھ بھال لیا کریں۔ قربانی کا جانور ایسا نہ ہو۔ کہ اس کا اگلی طرف یا پیچھے سے کان کٹا ہو یا اسکا کان چرا ہوا ہو یا چھدا ہوا ہو۔ گول پھر فقہاء نے اسی پر قیاس کرکے دم اور سرین کو ملایا ہے۔ اور ایک حدیث میں سینگ کٹی بھی ممنوع ہے۔ پھر اس بات میں بحث ہے۔ کہ یہ کٹنا کسقدر ہو۔ سو حنفیوں کا فتوے نصف سے زیادہ پر ہے۔ یعنی جس میں یہ عیب نصف سے زیادہ ہو وہ منع ہے۔ اہلحدیث کا بھی یہی مذہب ہے۔ کہ تھوڑا عیب جائز اور زیادہ اور واضح عیب ناجائز۔ اور اسی پر ہمارا عملدرآمد ہے۔

آداب قربانی مسلم میں ایک حدیث ہے۔ مَنْ رَاٰی هِلَالَ ذِی الْحِجَّةِ وَاَرَادَ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلَا یَاْخُذْ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو حج کا چاند دیکھے۔ اور قربانی کا ارادہ کرے۔ تو اپنے

بال اور ناخن نہ کٹائے۔

۲۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم عید گاہ میں ذبح فرماتے تھے حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَذْبَحُ وَيَنْحَرُ بِالْمُصَلَّى۔ (رواہ البخاری)

۳۔ نماز عید سے بعد ذبح کرے۔ اگر کسی نے پہلے کر دیا ہو۔ تو وہ قربانی نہیں اسلئے پھر کرے۔ بخاری میں براء سے حدیث ہے۔ کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتے تھے۔ اس روز سب سے اول ہم نماز پڑھتے ہیں۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر قربانیاں کرتے ہیں۔ پس جس نے ایسا کیا۔ وہ ہماری سنت پر چلا۔ اور جس نے نماز سے پہلے ذبح کر دیا تو وہ گوشت ہے جو اسنے اپنے اہل وعیال کے لئے مہیا کر دیا قربانی نہیں (ان اول ما نبدء به في يومنا هذا ان نصلي ثم نرجع فننحر فمن فعل هذا فقد اصاب سنتنا ومن نحر فانما هو لحم يقدمه لاهله ليس من النسك في شيء (دوم) عن انس عن النبي صلعم قال من ذبح قبل الصلوة فليعد۔ انس سے روایت ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ فرمایا جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا۔ وہ قربانی کیواسطے پھر ذبح کرے۔

ایام قربانی عید کے دن جسے یوم النحر کہتے ہیں۔ اور یوم الاضحی۔ اور اسکے بعد دو دن تک قربانی کیجا سکتی ہے۔ بعض علماء نے تین دن بعد یعنی تیرہویں تاریخ تک فتویٰ دیا ہے۔ تیرہ تاریخ کے فتوے پر صاحب بحر لکھتا ہے لم يعمل به احد من الصحابة (کسی صحابی نے اسپر عمل نہیں کیا) بہرحال تعامل میں کچھ فرق ضرور ہے جس سے مومن بوقت ضرورت فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

عن نافع ان ابن عمر قال الاضحى يومان بعد يوم الاضحى

رواہ مالک وَقَالَ بَلَغَنِیْ عَنْ عَلِیِّ ابْنِ طَالِبٍ مِثْلَهٗ۔ نافع کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ سے زیادہ متبع سنت نبوی تھے فرمایا کہ قربانی عید کے بعد دو دن تک ہے۔ اور علی ابن طالب سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ بیریہ میں لکھا ہے۔ حضرت عمر ابن عباس سے بھی ایسا ہی مروی ہے

تقسیم قربانی قربانی نام ہے اراقۃ دم (خون بہانے) کا نہ کہ گوشت کے صدقہ کرنے کا جیسا کہ اس حدیث سے واضح ہے۔ جو بروایت حضرت عائشہؓ مشکوٰۃ میں موجود ہے

ما عمل ابن آدم من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اھراق الدم پس جس نے حسب شرائط مذکورہ بالا جانور ذبح کیا۔ اسکی قربانی ہوگئی۔ اب گوشت خود کھا جائے۔ کسی کو نہ دے۔ اسی طرح کھال سے خود نفع اٹھائے۔ تو قربانی میں کوئی فتور نہیں پہنچتا۔ لیکن کریم النفس شرفا کا طریق ہے۔ کہ وہ خود کھاتے ہیں دوسروں کو کھلاتے ہیں۔ خویش و اقارب کو پہنچاتے ہیں۔ اور مسکینوں محتاجوں کو بھی دیتے رہتے ہیں۔ اسلیئے عام طور سے یہ قاعدہ ہے کہ تین حصے کر لیتے ہیں لیکن اسے ضروری سمجھنا اور جو ایسا نہ کرے۔ اسے متہم کرنا غلطی ہے

اور بخاری کتاب الاضاحی میں حدیث سلمہ ابن الاکوع سے کہ فرمایا نبی صلعم نے كُلُوْا وَاَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا۔ کھاؤ کھلاؤ اور ذخیرہ کرو یعنے گوشت رکھ لو۔ اور ایک حدیث میں ہے کلوا وادخروا وتصدقوا کھاؤ ذخیرہ کرو۔ اور صدقہ کرو۔ قرآن مجید میں ہے فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ جس وقت قربانی کے پہلو زمین پر لگجائیں۔ تو اس سے خود کھاؤ۔ اور قناعت کرنیوالے اور سائل فقیر کو کھلاؤ۔ (حج ع ۵۔ ۱۷) اور ایک مقام پر فرمایا۔ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيْرَ۔ بھوکے نادار کو کھلاؤ۔

۲- ہاں قربانی کا گوشت بیچنا ناجائز ہے حدیث میں ہے۔ فَكُلُوا مَا بَدَا لَكُمْ وَلَا تَبِيعُوا لُحُومَ الْهَدْيِ وَالْاَضَاحِيِّ وَكُلُوا وَتَصَدَّقُوا وَاسْتَمْتِعُوا بِجُلُودِهَا وَلَا تَبِيعُوهَا (رواہ احمد)

اور کھال بیچنا چاہو اور صدقہ کرو۔ اسکی کھال سے فائدہ اٹھاؤ مگر بیچو نہیں۔ یہ بیچنا بقصد تمول ناجائز ہے۔ اگر اسکے بدلے کوئی ایسی چیز لی جائے۔ جو اپنے عین سے بغیر اتلاف نفع دے جیسے ڈول۔ مشک یا اس نیت سے بیچا جاوے کہ اسکی قیمت مسکینوں پر صدقہ کردیں۔ تو جائز ہے۔

۳- کھال وغیرہ آگے نے گوشت صاف کرنیکی مزدوری الگ دینی چاہیئے جیسا کہ حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ کہ مجھے نبی کریم صلعم نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں آپ کی طرف سے قربانیاں کرکے انکا گوشت اور چمڑے مسکینوں پر تقسیم کردوں۔ اور کھال اتروانے کی مزدوری اس میں سے نہ دوں (وَلَا أُعْطِيَ فِي جِزَارَتِهَا شَيْئًا) دیکھو بلوغ المرام

امور مسنونہ بتقریب عید اضحیٰ

۱- قرآن مجید میں ہے وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ۔ اور اللہ کا نام لیں مقررہ دنوں میں حاکم نے اس روایت کی تخریج کی۔ اور اسے صحیح کہا۔ کہ رسول اللہ صلعم بسم اللہ جہر فرماتے۔ فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے۔ اور عرفہ کے دن کی صبح سے لیکر آخری یوم تشریق کی عصر کی نماز تک تکبیر کہتے۔ بدیۃ المہدی جو مشکوٰۃ کی چوتھی جلد کا مجموعہ ہے۔ اس میں بروایت جابر مرفوعاً روایت ہے۔ کہ فرضی نماز کا سلام پھیرنے کے بعد درمیانی آواز سے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر و للہ الحمد پڑھنا چاہئے۔ کل ۲۳ نمازوں میں۔

۲- عید والے دن یہ امر مسنون ہیں۔

(۱) غسل (۲) مسواک (۳) آرائش (۴) عمدہ کپڑا (۵) خوشبو (۶) سویرے اٹھنا (۷) عیدگاہ میں جلد جانا (۸) قربانی بعد از نماز عید (۹) نماز باہر پڑھنا (۱۰) جس راہ سے جائیں دوسری راہ سے آئیں (۱۱) تکبیر کہتے آنا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر و للہ الحمد

(۱۲) مستورات بھی عیدگاہ میں جائیں

چند احادیث اس کے متعلق لکھتا ہوں۔

۱۔ عن بریدۃ۔ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ لَا یَخْرُجُ یَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰی یَطْعَمَ وَ لَا یَطْعَمُ یَوْمَ الْاَضْحٰی حَتّٰی یُصَلِّیَ (صححہ ابن حبان، دیکھو بلوغ المرام) نبی صلے اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن کچھ کھا کر نکلتے تھے۔ اور اضحی کے دن نماز پڑھ کر پھر کھاتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ اس عید کا نام اضحی ہے نہ عید الضحیٰ جیسا کہ اکثر لوگ لکھتے ہیں۔ دوم یہ کہ نماز عید ضحی جلد پڑھنی چاہیے

۲۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ۔ اَنَّهُمْ اَصَابَهُمْ مَطَرٌ فِیْ یَوْمِ عِیْدٍ فَصَلّٰی بِهِمُ النَّبِیُّ صلے اللہ علیہ وسلم صلوۃ العید فی المسجد۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالے روایت کرتے ہیں کہ عید والے دن بارش ہو گئی تو نبی کریم نے مسجد میں نماز پڑھائی اس سے ثابت ہوا کہ عید حتی الوسع باہر عیدگاہ ہی میں پڑھنی چاہیئے جیسا کہ ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں کان النبی یخرج یوم الفطر والاضحیٰ الی المصلیٰ (مشکوٰۃ)

۳۔ جابر روایت کرتے ہیں کہ کان رسول اللہ صلعم اِذَا کَانَ یَوْمُ الْعِیْدِ خَالَفَ الطَّرِیْقَ (اخرجہ البخاری، دیکھو بلوغ المرام) رسول اللہ صلعم عید کے دن جس راستے جاتے۔ اس سے دوسرے راستے آتے۔ اور راہ میں تکبیر پڑھتے جاتے۔ ابن عمر راوی ہیں۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم کان

يُكَبِّرُ فِي الْفِطْرِ مِنْ حِيْنَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ حَتّٰى يَأْتِيَ الْمُصَلّٰى (دارقطنی) رسول اللہ صلعم تکبیر کہتے جاتے گھر سے نکلنے کے وقت سے عید گاہ میں اور نافع حضرت ابن عمر کا فعل بیان کرتے ہیں۔ کہ یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ کو تکبیر اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ با آواز بلند پڑھتے جاتے (بیہقی) دیکھو فتح القدیر

۴۔ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ اُمِرْنَا اَنْ نُّخْرِجَ الْعَوَاتِقَ وَالْحُيَّضَ فِي الْعِيْدَيْنِ يَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ الْمُصَلّٰى متفق علیہ حدیث ہے۔ دیکھو بلوغ المرام ہمیں حکم دیا گیا۔ کہ کنواریاں اور بیاہیاں عیدین میں حاضر ہوں۔ وہاں نماز، وعظ اور دعا سے حصہ لیں۔ اور حیض والیاں مصلّی سے الگ رہیں مشکوٰۃ میں ہے۔ کہ اسپر ایک عورت نے عرض کیا۔ کہ اگر کسی کے پاس بڑی چادر نہ ہو۔ فرمایا دوسری اسکو اڑھا دے حضرت مسیح موعود اگر یہ روز مجمع میں موجود ہیں۔ تو انکے اصحاب میں یہ سنت ضرور جاری ہونی چاہئیے

طریق نماز

۱۔ عید کی نماز کا وقت دن چڑھنے سے زوال تک ہے۔ بلوغ المرام میں حدیث ہے۔ کہ ایک قافلہ نبی اکرم صلعم کے حضور آیا اور انہوں نے گواہی دی کہ ہم نے چاند دیکھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ روزہ افطار کر دیں۔ اور کل عید گاہ میں نماز پڑھیں چونکہ دوسری روایت میں ہے۔ کہ وہ زوال کے بعد آئے تھے اسلئے معلوم ہوا۔ کہ عید کا وقت اس سے پہلے پہلے تک ہے۔ علی اوسی نے روایت کیا فَشَهِدُوْا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ (نور الہدایہ)

۲۔ عید ضحی کی نماز عید الفطر سے جلد پڑھنی چاہئیے۔ چنانچہ ابو الحویرث روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے عمرو بن حزم کو لکھا۔ اور وہ نجران میں تھا۔ کہ

عَجِّلِ الْاَضْحٰی وَاَخِّرِ الْفِطْرَ وَذَکِّرِ النَّاسَ (رواہ الشافعی مشکوٰۃ) اضحیٰ کی نماز جلد پڑھو، اور فطر کی ذرا اس سے تاخیر کے ساتھ، اور لوگوں کو وعظ کرو۔

(۳) سب سے اول نماز پڑھنی چاہیے۔ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰی اِلَی الْمُصَلّٰی وَاَوَّلُ شَیْءٍ یَبْدَأُ بِہِ الصَّلٰوۃُ ثُمَّ یَنْصَرِفُ فَیَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ عَلٰی صُفُوْفِہِمْ فَیَعِظُہُمْ وَیَاْمُرُہُمْ (متفق علیہ) نبی صلے اللہ علیہ وسلم عید فطر و عید اضحیٰ کے دن عید گاہ میں نکلتے۔ تو سب سے پہلے جو بات کرتے وہ نماز تھی۔ پھر لوٹ کر لوگوں کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے۔ اور لوگ اپنی صفوں پر بیٹھے رہتے۔ پس آپ ان کو وعظ فرماتے۔ اور انکو حکم فرماتے۔ دیکھو نماز پس عید گاہ میں جا کر پہلے وعظ شروع کر دینا جیسا کہ بعض حنفیہ کا معمول ہے ناجائز ہے۔ اور نماز کے بعد اکثر لوگ صفوں کی ترتیب میں خلل ڈال کر گھروں کی طرف بھاگنے لگتے ہیں یہ بھی خلاف سنت ہے۔ خطبہ کو ضروری نہیں سمجھتے۔

افسوس کہ عید میں اجتماع کے فلسفیانہ مقاصد سے آگاہ نہیں۔ اور کچھ خطیبوں کا قصور ہے کہ وہ کوئی پوسیدہ عربی خطبہ پڑھتے ہیں۔ جسے حاضرین کچھ نہیں سمجھتے بیدلی سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ ایسے موقع پر حالات و ضروریات کے مطابق ایک فصیح بلیغ خطاب قوم کو ہونا چاہیئے۔ اور امام کو چاہیئے کہ عورتوں میں بھی وعظ کرے۔ بخاری اور مسلم دونوں میں یہ حدیث ہے۔ کہ بعد از نماز و خطبہ حضرت نبی کریم عورتوں میں آئے۔ اور انکو وعظ کیا۔ اور نصیحت دی۔ اور صدقہ کی تحریک فرمائی۔ (ثُمَّ اَتَی النِّسَاءَ فَوَعَظَہُنَّ وَذَکَّرَہُنَّ وَاَمَرَہُنَّ بِالصَّدَقَۃِ) عورتوں میں باوجود خطبہ کے پھر خصوصیت سے وعظ کرنے کی یہ وجہ تھی کہ آپ نے گمان کیا۔ کہ عورتیں بوجہ دور ہونے کے سن نہیں سکیں۔ چنانچہ بخاری کتب علم

میں ہے کہ فَقَطْ إِنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ

۴۔ اذان و اقامت اس نماز میں نہیں۔ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم صلی العید بلا اذان ولا اقامۃ (بلوغ المرام) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عید بغیر اذان و اقامت کے پڑھائی۔ اور جابر بن سمرۃ سے روایت ہے۔ کہ صلیت مع رسول اللہ صلعم العیدین مرۃ ولا مرتین بغیر اذان ولا اقامۃ (رواہ مسلم) میں نے رسول اللہ کے ساتھ ایک بار نہیں دو بار نہیں بلکہ کئی بار عیدین پڑھیں بغیر اذان و اقامت کے۔ مشکوٰۃ میں ایک اور حدیث ہے۔ عطاء کہتے ہیں مجھے جابر بن عبد اللہ نے خبر دی۔ ان لا اذان للصلوٰۃ یوم الفطر حین یخرج الامام ولا بعد ما یخرج ولا اقامۃ ولا نداء ولا شیء لا نداء یومئذ ولا اقامۃ (رواہ مسلم) کہ عید کے دن نماز کے لئے نہ کوئی اذان جب امام نکلے اور نہ اسکے نکلنے کے بعد نہ اقامت اور نہ کوئی اور آواز اور نہ کچھ نہ کسی طرح پکارنا پس ثابت ہوا کہ نقارہ بجانا یا کسی کا آواز دینا کہ چلو نماز پڑھیں۔ سنت میں عیدین کے متعلق اسکا کوئی ثبوت نہیں ملتا ایسا ہی عید کی دوسری جماعت جائز نہیں

۵۔ دو رکعت نماز ہے۔ اور اس سے پہلے اور بعد کوئی نماز نہیں۔ عن ابن عباس ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم صلی یوم العید رکعتین لم یصل قبلھما ولا بعدھما (اخرجہ السبعۃ) نبی اللہ صلعم نے دو رکعتیں عید کے دن پڑھیں۔ نہ اس سے پہلے کچھ پڑھا نہ بعد میں دیکھو بلوغ المرام

۶۔ تکبیر تحریمہ کہکر ہاتھ باندھے۔ ثنا پڑھکر پھر سات تکبیریں اور ہر تکبیر ہاتھ کانوں کے برابر لیجا کر کھلے چھوڑ دے۔ اور ساتویں پر باندھے پھر قرأت پڑھے اور دوسری رکعت میں قبل از قرأت سوا اس تکبیر کے جو سجدے سے اٹھتے وقت

کبھی جاتی ہے۔ پانچ تکبیریں کہے اور پانچویں تکبیر پر ہاتھ باندھے۔ بلوغ المرام میں حدیث ہے اَلتَّكْبِيْرُ فِي الْفِطْرِ سَبْعٌ فِي الْأُوْلٰى وَخَمْسٌ فِي الْآخِرَةِ وَالْقِرَاءَةُ بَعْدَهُمَا كِلْتَيْهِمَا (اخرجه ابو داؤد ونقل الترمذی عن البخاری تصحیحه) تکبیریں پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں ہیں۔ اور قرأت ان دونوں کے بعد۔ ترمذی نے اس حدیث کی بخاری سے تصحیح نقل کی ہے۔ دوسرا طریق عید پڑھنے کا یہ ہے۔ پہلی دفعہ اللہ اکبر کہکر ہاتھ باندھے۔ پھر سبحانک اللھم پڑھے۔ پھر اللہ اکبر دو بار کہے۔ اور ہاتھ کانوں تک لیجا کر کھلے چھوڑ دے۔ اور تیسری بار اللہ اکبر کہکر ہاتھ باندھ لے۔ یہ کل چار تکبیریں ہوئیں۔ اور دوسری رکعت میں پہلے قرأت پڑھے۔ پھر رکوع جانے سے پہلے تین تکبیریں کہے اور ہاتھ کھلے چھوڑ دے۔ چوتھی دفعہ تکبیر کہکر رکوع میں چلا جائے۔ ہم پہلے طریق کو ترجیح دیتے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ اکثر اہل علم صحابہ و تابعین وائمہ اور فقہائے سبعہ مدینہ کا یہی عمل درآمد تھا۔ اور حنفیوں والی تکبیریں تابعین سے ثابت ہیں۔ کوئی قولی حدیث مروی نہیں۔ پھر تسبیح وتحمید وتکبیر میں کثرت کو ترجیح ہے۔

(ب) اور قرأت میں جہر کرنا چاہیئے۔ اِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وابابكر وعمر كَبَّرُوْا فِي الْعِيْدَيْنِ وَالْاِسْتِسْقَاءِ سَبْعًا وَخَمْسًا وَصَلَّوْا قَبْلَ الْخُطْبَةِ وَجَهَرُوْا بِالْقِرَاءَةِ (مشکوٰۃ) نبی صلعم ابوبکر اور عمر نے عیدین و استسقا میں سات اور پانچ تکبیریں کہیں۔ اور خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی۔ اور قرأۃ باواز بلند پڑھی۔

(ج) میدان میں سترہ کھڑا کریں۔ اور نبی کریم صلعم نے کمان پر سہارا دیکر خطبہ پڑھا

(د) سبح اسم۔ هل اتاك حديث الغاشية۔ ق۔ اقتربت الساعة

دو سورتیں پڑھنے کا معمول تھا۔ (اخرجہ الستۃ الا البخاری)

وعن النعمان بن بشیر قال کان رسول اللہ صلعم یقرء فی العیدین و فی الجمعۃ بسبح اسم ربک الاعلیٰ و ھل اتاک حدیث الغاشیۃ (رواہ مسلم)

دوم عبید اللہ سے روایت ہے۔ کہ حضرت عمر بن خطاب نے ابو واقد لیثی سے پوچھا۔ کہ ما کان یقرأ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الاضحیٰ والفطر فقال کان یقرأ فیھما بق والقرآن المجید و اقتربت الساعۃ (رواہ مسلم) رسول اللہ صلعم اضحیٰ اور فطر کو کیا پڑھتے تھے۔ تو انھوں نے کہا ق والقرآن المجید اور اقتربت الساعۃ۔ نماز و خطبہ کے بعد ہمارے سید و مولیٰ مسیح موعود لوگوں کی تحریک سے دعائے خیر فرما دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس مضمون کو نافع الناس بنائے۔ جسے میں نے بہت محنت سے مختصر مگر جامع لکھا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

دو نئی تصنیفیں

ادعیۃ الاحادیث احادیث میں جس قدر دعائیں مختلف حالات و اوقات کے متعلق آئی ہیں۔ انکو جمع کر دیا گیا ہے۔ با اعراب مترجم موسومہ کیلئے ارمغان قیمت صرف ۱/

روحانی طبیب جسمانی بیماری کے علاج کے لیے جس قدر فکر ہر انسان کو ہوتی ہے۔ اس سے بہت زیادہ روحانی بیماریوں کے دفعیہ کے لئے ہونی چاہیئے۔ اس چھوٹے رسالے میں حرص بخل حرام حسد تکبر ریا۔ زنا۔ جھوٹ۔ ان تمام امراض سے بچنے کے لئے قرآن شریف و احادیث نبی کریم سے علاج بتلایا گیا ہے۔ ہمارے احمدی بھائی اس رسالہ کو بہت خوشخط اور عمدہ کاغذ پر چھاپا گیا ہے منگوا کر خود پڑھیں اپنے بچوں کو پڑھائیں اور عوام ان اس سے فائدہ اٹھائیں۔ میرا خیال تھا کہ رسالہ دوبارہ چھپوانا چاہیے کیونکہ احمدی قوم روحانیت کی بہت بھوکی ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے ابھی تک اس رسالہ کا نوٹس ان تک نہیں پہنچا قیمت صرف ۱/

خُطْبَۂ اِلْهَامِيَّہ

جو حضرت اقدس علیہ السلام نے عید الاضحیٰ کو عربی زبان میں لوگوں کو سنایا تھا

اے خدا کے بندو! اپنے اس دن میں کہ جو بقرعید کا دن ہے۔ غور کرو اور سوچو کیونکہ ان قربانیوں میں عقلمندوں کے لئے بھید پوشیدہ رکھے گئے ہیں۔ اور آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ اس دن بہت سے جانور ذبح کئے جاتے ہیں۔ اور کئی گلے اونٹوں کے اور کئی گلے گائیوں کے ذبح کرتے ہیں۔ اور کئی ریوڑ بکریوں کے قربانی کرتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ خدا تعالےٰ کی رضا جوئی کے لئے کیا جاتا ہے اور اسی طرح زمانہ اسلام کے ابتداء سے ان دنوں تک کیا جاتا ہے۔ اور میرا گمان ہے کہ یہ قربانیاں جو ہماری اس روشن شریعت میں ہوتی ہیں۔ احاطہ شمار سے باہر ہیں۔ اور ان کو ان قربانیوں پر سبقت ہے۔ کہ جو نبیوں کی پہلی امتوں کے لوگ کیا کرتے تھے۔ اور قربانیوں کی کثرت اس حد تک پہنچ گئی ہے۔ کہ ان کے خونوں سے زمین کا منہ چھپ گیا ہے۔ یہاں تک کہ اگر ان کے خون جمع کئے جائیں۔ اور ان کے جاری کرنے کا ارادہ کیا جائے۔ تو البتہ ان سے نہریں جاری ہو جائیں۔ اور دریا چلنکلیں اور زمین کے تمام نشیبوں اور وادیوں میں خون رواں ہونے لگے۔ اور یہ کام ہمارے دین میں ان کاموں میں سے شمار کیا گیا ہے۔ کہ جو اللہ تعالےٰ کے قرب کا موجب ہوتے ہیں۔ اور اس سواری کی طرح سمجھے گئے ہیں۔ کہ جو اپنی سیر میں بجلی سے مشابہ ہو۔ جس کو بجلی کی چمک سے مماثلت حاصل ہو۔ اور اسی وجہ سے ان ذبح ہونے والے جانوروں کا نام قربانی رکھا گیا۔ کیونکہ حدیثوں میں آیا ہے۔ کہ یہ قربانیاں خدا تعالےٰ کے قرب اور ملاقات کا موجب ہیں۔ اس شخص کے لئے کہ جو قربانی کو اخلاص اور خدا پرستی و ایمانداری سے ادا کرتا ہے

اور یہ قربانیاں شریعت کی بزرگ عبادتوں میں سے ہیں۔ اور اسی لئے قربانی کا نام عربی میں نسیکہ ہے۔ اور نسک کا لفظ عربی زبان میں فرمانبرداری اور بندگی کے معنوں میں آتا ہے۔ اور ایسا ہی یہ لفظ یعنے نسک ان جانوروں کے ذبح کرنے پر بھی زبان مذکور میں استعمال پاتا ہے جن کا ذبح کرنا مشروع ہے۔ پس یہ اشتراک کہ جو نسک کے معنوں میں پایا جاتا ہے۔ قطعی طور پر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حقیقی پرستار اور سچا عابد وہی شخص ہے۔ جس نے اپنے نفس کو مع اس کی تمام قوتوں اور مع اسکے ان محبوبوں کے جن کی طرف اسکا دل کھینچا گیا ہے۔ اپنے رب کی رضاجوئی کے لئے ذبح کر ڈالا ہے۔ اور خواہش نفسانی کو دفع کیا۔ یہاں تک کہ تمام خواہشیں پارہ پارہ ہو کر گر پڑیں۔ اور نابود ہو گئیں۔ اور خود بھی گداز ہو گیا۔ اور اسکے وجود کا کچھ نمود نہ رہا اور چھپ گیا۔ اور فنا کی تند ہوائیں اسپر چلیں۔ اور اسکے وجود کے ذرات کو اس ہوا کے سخت دھکے اڑا کر لے گئے۔ اور جس شخص نے ان دونوں مفہوموں میں کہ جو باہم نسک کے لفظ میں مشارکت رکھتے ہیں۔ غور کی ہوگی۔ اور اس مقام کو تدبر کی نگاہ سے دیکھا ہوگا۔ اور اپنے دل کی بیداری اور دونوں آنکھوں کے کھولنے سے پیش وپس کو زیر نظر رکھا ہوگا۔ پس اس پر پوشیدہ نہیں رہیگا۔ اور اس امر میں کسی قسم کی نزاع اسکے دامن کو نہیں پکڑیگی کہ یہ دو معنوں کا اشتراک کہ جو نسک کے لفظ میں پایا جاتا ہے۔ اس بھید کی طرف اشارہ ہے۔ کہ وہ عبادت جو آخرت کے خسارہ سے نجات دیتی ہے۔ وہ اس نفس امارہ کا ذبح کرنا ہے۔ کہ جو بُرے کاموں کے لئے زیادہ سے زیادہ جوش رکھتا ہے۔ اور ایسا حاکم ہے۔ کہ ہر وقت بدی کا حکم دیتا رہتا ہے پس نجات اس میں ہے۔ کہ اس برا حکم دینے والے کو انقطاع الی اللہ کے کاردوں سے ذبح کر دیا جائے۔ اور خلقت سے قطع تعلق کر کے خدا تعالیٰ کو اپنا مونس اور

آرام جان قرار دیا جائے۔ اور اسکے ساتھ انواع اقسام کی تلخیوں کی برداشت بھی کی جائے۔ تا نفس غفلت کی موت سے نجات پاوے۔ اور یہی اسلام کے معنے ہیں۔ اور یہی کامل اطاعت کی حقیقت ہے۔ اور مسلمان وہ ہے جس نے اپنا منہ ذبح ہونیکے لئے خدا تعالےٰ کے آگے رکھ دیا ہو۔ اور اپنے نفس کی اونٹنی کو اسکے لئے قربان کر دیا ہو۔ اور ذبح کے لئے پیشانی کے بل اسکو گرا دیا ہو۔ اور موت سے ایکدم غافل نہ ہو۔ پس حاصل کلام یہ ہے۔ کہ ذبیحہ اور قربانیاں جو اسلام میں مروج ہیں وہ سب اسی مقصود کے لئے ہیں جو بذل نفس ہے۔ بطور یاد دہانی ہیں اور اس مقام کے حاصل کرنے کے لئے ایک ترغیب ہے۔ اور اس حقیقت کے لئے جو سلوک تام کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ ایک ارہاص ہے۔ پس ہر ایک مرد مومن اور عورت مومنہ پر جو خدائے ودود کی رضا کی طالب ہے۔ واجب ہے کہ اس حقیقت کو سمجھے۔ اور اسکو اپنے مقصود کا عین قرار دے۔ اور اس حقیقت کو اپنے نفس کے اندر داخل کرے یہانتک کہ وہ حقیقت ہر ذرہ وجود میں داخل ہو جاوے اور راحت و آرام اختیار نہ کرے۔ جبتک کہ اس قربانی کو اپنے رب معبود کے لئے ادا نہ کرے۔ اور جاہلوں اور نادانوں کی طرح صرف نمونہ اور پوست بے مغز پر قناعت نہ کر بیٹھے۔ بلکہ چاہیئے کہ اپنی قربانی کی حقیقت کو بجا لاوے۔ اور اپنی کلی عقل کے ساتھ اور اپنی پرہیزگاری کی روح سے قربانی کی روح کو ادا کرے۔ یہ وہ درجہ ہے جس پر سالکوں کا سلوک انتہا پذیر ہوتا ہے۔ اور عارفوں کا مقصد اپنی غایت کو پہنچتا ہے۔ اور اس پر تمام درجے پرہیزگاروں کے ختم ہو جاتے ہیں اور سب منزلیں راستبازوں اور برگزیدوں کی پوری ہو جاتی ہیں۔ اور یہانتک پہنچکر سیر اولیاء کا اپنے انتہائی نقطہ تک جا پہنچتا ہے۔ اور جب تو اس مقام تک پہنچ گیا۔ تو تو نے اپنی کوشش کو انتہا تک پہنچا دیا۔ اور فنا کے مرتبہ تک

پہنچ گیا۔ پس اسوقت تیرے سلوک کا درخت اپنے کامل نشوونما تک پہنچ جائیگا۔ اور تیری روح کی گردن تقدس اور بزرگی کے مرغزار کے نرم سبزہ تک پہنچ جائیگی۔ اس اونٹنی کی مانند جس کی گردن لمبی ہو۔ اور اسنے اپنی گردن کو ایک سبز درخت تک پہنچا دیا ہو۔ اور اسکے بعد حضرت احدیت کے جذبات ہیں۔ اور نفخ ہیں۔ اور تجلیات ہیں۔ تا وہ بعض ان رگوں کو کاٹ دے۔ کہ جو بشریت میں سے باقی رہ گئی ہوں۔ اور بعد اسکے زندہ کرتا ہے۔ اور باقی رکھنا اور قریب کرنا اس نفس کا جو خدا کے ساتھ آرام پکڑ چکا ہے۔ جو خدا سے راضی اور خدا اس سے راضی اور فنا شدہ ہے۔ تاکہ یہ بندہ حیات ثانی کے بعد قبول فیض کے لئے مستعد ہو جائے۔ اور اس کے بعد انسان کامل کو حضرت احدیت کی طرف سے خلافت کا پیرایہ پہنایا جاتا ہے۔ اور رنگ دیا جاتا ہے۔ الوہیت کی صفتوں کے ساتھ۔ اور یہ رنگ ظلی طور پر ہوتا ہے۔ تا مقام خلافت متحقق ہو جائے۔ اور پھر اس کے بعد خلقت کی طرف اترتا ہے۔ تا ان کو روحانیت کی طرف کھینچے۔ اور زمین کی تاریکیوں سے باہر لاکر آسمانی نوروں کی طرف لیجائے۔ اور یہ انسان ان سب کا وارث کیا جاتا ہے۔ جو نبیوں اور صدیقوں اور اہل علم اور درایت میں سے اور قرب اور ولایت کے سورجوں میں سے اس سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور دیا جاتا ہے اسکو علم اولین کا اور معارف گذشتہ اہل بصیرت اور حکماء ملت کے۔ تا اسکے لئے مقام وراثت کا متحقق ہو جائے۔ پھر یہ بندہ زمین پر ایک مدت تک جو اسکے رب کے ارادہ میں ہے توقف کرتا ہے۔ تاکہ مخلوق کو نور ہدایت کے ساتھ منور کرے۔ اور جب خلقت کو اپنے رب کے نور کے ساتھ روشن کر چکا یا امر تبلیغ کو بقدر کفایت پورا کر دیا۔ پس اسوقت اسکا نام پورا ہو جاتا ہے۔ اور اسکا رب اسکو بلاتا ہے۔ اور اس کی روح اسکے نقطہ نفسی کی طرف اٹھائی جاتی ہے

اور یہی رفع کے معنے ہیں۔ انکے نزدیک جو اہل علم اور معرفت ہیں۔ اور مرفوع وہ ہے جس کو اس محبوب کے ہاتھ سے جام وصال پلایا جاتا ہے جو حسن وجمال کا صیا ہے۔ اور ربوبیت کی چادر کے نیچے داخل کیا جاتا ہے باوجود اس بات کے کہ عبودیت ابدی طور پر رہتی ہے۔ اور یہ وہ آخری مقام ہے جس تک ایک حق کا طالب انسانی پیدائش میں پہنچ سکتا ہے۔ پس اس مقام سے غافل مت ہو اے مخلوق کی گروہ اور نہ اس بھید سے غافل ہو جو قربانیوں میں پایا جاتا ہے اور قربانیوں کی اس حقیقت کے دیکھنے کے لئے آئینوں کی طرح بن جاؤ۔ اور ان وصیتوں کو مت بھلاؤ۔ اور ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جنھوں نے اپنے خدا اور اپنی موت کو بھلا رکھا ہے۔ اور اس پوشیدہ بھید کی طرف خدا تعالیٰ نے کی کلام میں اشارت کی گئی ہے چنانچہ خدا جو اصدق الصادقین ہے۔ اپنے رسول کو فرماتا ہے کہ ان لوگوں کو کہدے کہ میری نماز اور میری عبادت اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت سب اس خدا کے لئے ہے۔ جو پرور دگار عالمیان ہے۔ پس دیکھو کہ کیونکر نسک کے لفظ کی حیات اور ممات کے لفظ سے تعبیر کی ہے۔ اور اس تفسیر سے قربانی کی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے پس اے عقلمند واس میں غور کرو اور جس نے اپنی قربانی کی حقیقت کو معلوم کرکے قربانی ادا کی۔ اور صدق دل اور خلوص نیت کے ساتھ ادا کی پس بتحقیق اسنے اپنی جان اور اپنے بیٹوں اور اپنے پوتوں کی قربانی کردی۔ اور اسکے لئے اجر بزرگ ہے۔ جیسا کہ ابراہیم کے لئے اس کے رب کے نزدیک اجر تھا۔ اور اسی کی طرف ہمارے پیارے برگزیدہ اور رسول برگزیدہ نے جو پرہیزگاروں کا امام اور انبیاء کا خاتم ہے۔ اشارہ کیا اور فرمایا اور وہ خدا کے بعد سب بیوں سے زیادہ تر پاک ہے۔ بتحقیق قربانیاں وہی سواریاں ہیں۔ کہ جو خدا تعالےٰ تک پہنچاتی ہیں۔ اور خطاؤں کو محو کرتی ہیں

اور بلاؤں کو دور کرتی ہیں۔ یہ وہ باتیں ہیں۔ جو ہمیں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلّم سے پہنچیں۔ جو سب مخلوق سے بہتر ہیں۔ ان پر خدا تعالےٰ کا سلام اور برکتیں ہوں۔ اور آنجناب نے ان کلمات میں قربانیوں کی حکمتوں کی طرف فصیح کلموں کے ساتھ جو موتیوں کی مانند ہیں۔ اشارہ فرمایا ہے۔ پس افسوس اور کمال افسوس ہے۔ کہ اکثر لوگ ان پوشیدہ نکتوں کو نہیں سمجھتے۔ اور اس دستور کی پیروی نہیں کرتے۔ اور انکے نزدیک عید کے معنے بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ غسل کریں۔ اور نئے کپڑے پہنیں۔ اور طعام کو سارے منہ کے ساتھ اور دانتوں کو کناروں سے چبا دیں خود اور انکے اہل و عیال اور نوکر اور غلام اور پھر آرائش کے ساتھ نماز عید کے لئے باہر نکلیں جیسے بڑے رئیس ہوتے ہیں۔ اور تو دیکھیگا کہ اچھے کھانوں میں اسدن انکی سب سے بڑھکر خوشی ہے۔ اور ایسا ہی اچھی اور نفیس پوشاکوں میں انتہائی مرتبہ انکی حاجتوں کا ہے۔ تا قوم کو دکھلائیں اور نہیں جانتے کہ قربانی کیا چیز ہے۔ اور کس غرض کے لیے بکریاں اور گائیاں ذبح کیجاتی ہیں۔ اور ان کے نزدیک ان کی عید فجر سے لیکر عشا کے وقت تک محض اسلئے ہے۔ کہ خوب کھایا جائے۔ اور پیا جائے۔ اور عیش خوشگوار کیا جائے اور عمدہ لباس پہنا جائے۔ اور چالاک گھوڑوں پر سواری کی جائے۔ اور گوشت تازہ کھایا جائے۔ اور اس دن انکا کام بجز اسکے تو نہیں دیکھیگا۔ کہ نرم اور ملائم کپڑے پہنیں۔ اور بالوں کو کنگھی کریں۔ اور آنکھوں کو سرمہ لگائیں۔ اور پوشاک پر عطر ملیں۔ اور اپنے طرّے اور زلفیں خوب صاف کریں۔ جیسا کہ زینت کرنے والی عورتیں کیا کرتی ہیں۔ اور پھر مرغی کی طرح جو دانہ پر منقار مارتی ہے۔ چند دفعہ نماز کے لیے حرکت کریں۔ ایسی حرکت جو اسکے ساتھ کچھ بھی حصہ حضور نہ ہو۔ اور وسوسے بکثرت ہوں۔ اور دل میں پراگندگی ہو۔ پھر طرح طرح کی غذاؤں کی طرف جھکجائیں اور طرح طرح کے کھانوں کی طرف

اور چارپایوں کی طرح طرح طرح کی نعمتوں سے پیٹ بھر لیں۔ اور لہو اور لعب کی طرف میل کریں۔ اور باطل کا موں کی طرف متوجہ ہوں۔ اور شہوات کی چراگاہوں میں اپنے نفسوں کو چھوڑ دیں۔ اور گھوڑوں پر اور رکبوں پر اور اونٹوں پر اور اونٹنیوں پر اور خچروں پر اور لوگوں کی گردنوں پر سواری کریں۔ کئی قسم کی زینتوں کے ساتھ۔ اور تمام دن بیہودہ باتوں میں ضایع کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو گوشت بھیجنے کا تحفہ اور باہم فخر کرنا گائے کے گوشت اور بکروں کے گوشت کے ساتھ اور خوشیاں، رنگا رنگ کی شادیاں اور نفس کی کششیں اور سرکشیاں اور ہنسی اور قہقہہ مار کر ہنسنا پچھلے دانتوں کے نکلنے سے اور اگلے دو دانتوں کے نکلنے سے اور شوق کرنا بازاری عورتوں کے رقص کی طرف اور انکا بوسہ اور گلے لپٹانا اور بعد اسکے انکا جانے کر ہے۔ پس ہم اسلام کی مصیبتوں پر ناخشنہ پڑھتے ہیں۔ اور زمانوں کی گردش پر۔ دل مر گئے اور گناہ بہت ہو گئے اور بیقراریاں بڑھ گئیں۔ پس اس اندھیری رات کے وقت اور تند ہوا کی تاریکی کے وقت، خدا کے رحم نے تقاضا کیا۔ کہ آسمان سے نور نازل ہو سو میں وہ نور ہوں۔ اور وہ مجدد ہوں کہ جو خدا تعالےٰ کے حکم سے آیا ہے۔ اور بندہ مددیافتہ ہوں۔ اور وہ مہدی ہوں۔ جس کا آنا مقرر ہو چکا ہے۔ اور وہ مسیح ہوں۔ جس کے آنیکا وعدہ تھا۔ میں اپنے رب سے اس مقام پر نازل ہوا ہوں جس کو انسانوں میں سے کوئی نہیں جانتا۔ اور میرا بھید اکثر اہل اللہ سے پوشیدہ اور دور تر ہے قطع نظر اس سے کہ عام لوگوں کو اس سے کچھ اطلاع ہو سکے۔ اور میرا مقام، غوطہ لگانے والوں کے ہاتھوں سے بہت دور ہے۔ اور میری اوپر چڑھنے کی بلندی قیاس میں نہیں آسکتی۔ اور یہ قدم میرا خدا تعالےٰ کی راہ میں تیز چلنے والی اونٹنیوں سے تیز تر ہے۔ پس مجھے کسی دوسرے کے ساتھ قیاس

مت کرو۔ اور کسی دوسرے کو میرے ساتھ اور اپنے تئیں شک اور جنگ کے ساتھ ہلاک مت کرو۔ اور میں مظہر ہوں جس کے ساتھ چھپا کا نہیں اور روح ہوا جس کے ساتھ جسم نہیں۔ اور وہ سورج ہوں جس کو دشمنی اور کینہ کا دھواں چھپا نہیں سکتا۔ اور کوئی ایسا شخص تلاش کرو۔ جو میری مانند ہو۔ اور ہرگز نہیں پاؤ گے۔ اگرچہ چراغ لیکر بھی ڈھونڈتے رہو۔ اور کوئی فخر نہیں۔ مگر میں خدا کی نعمتوں کا شکر ہے جس نے اس نونہال کو لگایا ہے۔ اور میں نور کے پانی کے ساتھ غسل دیا گیا ہوں۔ اور الٰہی پاکیزگی کے چشمہ میں پاکیزہ کیا گیا ہوں اور صاف کیا گیا ہوں تمام میلوں اور کدورتوں سے اور میرے رب نے میرا نام احمد رکھا ہے۔ پس میری تعریف کرو۔ اور مجھے دشنام مت دو۔ اور اپنے امر کو ناامیدی کے درجہ تک مت پہنچاؤ۔ اور جس نے میری تعریف کی۔ اور کوئی قسم تعریف کی نہ چھوڑی۔ تو اس نے سچ بولا اور جھوٹ کا ارتکاب نہ کیا اور جس نے اس بیان کو جھٹلایا پس اسنے جھوٹ بولا ہے۔ اور اپنے خدا کے غصے کو بھڑکایا ہے۔ پس افسوس اس آدمی پر جس نے شک کیا اور عہد کو توڑا اور دل کو شیطان کے وسوسے سے آلودہ کیا۔ (انتہی موضع الحاجۃ)

ہدایات دربارہ معاملات جس میں خرید و فروخت قرض، امانت وکالت اجارہ غرض ہر قسم کے معاملات کے مسائل قرآن و احادیث سے لکھے ہیں۔ اور عمدہ تقطیع پر چھپائی گئی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اسے بہت مفید فرمایا ہے۔ احباب منگوا کر اسے پڑھیں پھر عمل کریں کیونکہ مومن وہ ہے جو کتاب و سنت کو اپنے معاملات میں رسم و رواج عرف و عادت پر مقدم رکھتا ہے۔ قیمت ۱ر دفتر تشحیذ الاذہان قادیان سے منگوائیں

بقایا دار توجہ کریں جن احباب نے ماہ اکتوبر کے پرچہ کا وی پی واپس کردیا ہے وہ زر قیمت بابت حرجانہ وی پی بھیجکر پرچہ منگوالیں اور اطلاع دیں کب وی پی واپس کیا

"شیعیانِ قدیم"

بعض دفعہ متکلمین شیعہ و سنی میں یہ بحث پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ شیعہ پہلے ہوئے ہیں یا سنی۔ ہر ایک فریق اپنی قدامت کو ثابت کرتا ہے۔ لیکن ارباب بصیرت سے مخفی نہیں ہے۔ کہ زمانہ نبوی میں شیعہ، موجودہ عقائد شیعہ کا نام و نشان تک نہ تھا جس اسلام کے جناب صدیقؓ پابند تھے۔ اسی کے جناب علیؓ بھی تھے اسکی تصدیق خود جناب علیؓ کے ایک خطبہ سے بخوبی ہو سکتی ہے۔ جو آنجناب نے حضرت عثمان کو ان کی شہادت سے پہلے ارشاد فرمایا۔ اور جو کہ نہج البلاغۃ میں درج ہے

تاہم علمائے شیعہ نے اپنی قدامت کے ثابت کرنے میں بیجا کوشش کی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ تو بیچارے خود انھوں نے تو قدامت ثابت کرنے میں آیوں کو بھی مات کر دیا ہے۔ ملا باقر مجلسی فرماتے ہیں۔

"دیگر از کمالات آنحضرت است کہ استاد جبرئیل است و اکثر ملائکہ عظام بفرمان او بودہ اند" تذکرۃ الائمہ مطبوعہ طہران صفحہ ۹۰

پہلے جب عوام شیعہ سے میں سنتا تھا۔ کہ جناب علی علیہ السلام جبرئیل کے بھی استاد ہیں تو یقین نہیں ہوتا تھا۔ مگر جب آقائے مجلسی جیسے فاضل کی کتاب سے بھی اس کی تصدیق نکلی۔ تو پھر شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی۔ خصوصاً اسلئے کہ ملائے موصوف نے اپنی طرف سے ہی اس امر کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ ایک بہت بڑے محقق کی کتاب سے بھی ثابت کر دکھایا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ سلطان الحکماء خواجہ نصیر الدین محمد طوسی نے کتاب شان الکرام میں لکھا ہے۔ کہ ایکدن جبرئیل حضرت علیؑ کو دیکھ کر تعظیماً اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس پر حضرت رسالت پناہ نے فرمایا

اے جبریئل تم اس جوان (علی) کی تعظیم کرتے ہو۔ اس نے عرض کیا کیسے نہ کروں کہ انکو مجھ پر تعلیم کا حق ہے۔ آنحضرت نے پوچھا کہ تمہیں تعلیم کس طرح دی کہا جسوقت خداوند تعالےٰ نے مجھکو پیدا کیا تھا۔ مجھ سے پوچھا تھا کہ تو کون ہے اور میں کون ہوں۔ اور تیرا نام کیا ہے؟ اور میرا نام کیا ہے؟ جواب دینے میں حیرت زدہ اور خاموش تھا۔ اسی طرح ایک مدت تک مقام تحیر میں رہا۔ کہ عالم نور میں یہ جوان آحاضر ہوا۔ اور مجھکو تعلیم فرمائی اور کہا کہ اس طرح کہو۔ کہ تو پروردگار جلیل ہے۔ اور تیرا نام جمیل ہے پس بندۂ ذی علم اور نام میرا جبریئل ہے۔ اسی لئے اسکو جو میں نے دیکھا۔ تو تعظیم کی ہے۔ اسکے بعد آنحضرت نے پوچھا کہ تیری عمر کس قدر ہے (جبریئل نے) عرض کی یا رسول اللہ ایک ستارہ ہے۔ جو ہر اسی ہزار سال کے بعد ایک دفعہ طلوع ہوتا ہے۔ اور میں نے اسکو تیس ہزار دفعہ دیکھا ہے۔ تذکرۃ الائمہ صفحہ ۴۲

دوسرے ملائکہ کے شیعہ علی ہونیکا پتہ ایک اور حدیث سے لگ سکتا ہے جو باقر مجلسی نے حیوۃ القلوب میں بیان کی ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ملائکہ صرف شیعہ ہی نہیں۔ بلکہ غالی شیعہ ہیں کیونکہ لکھا ہے۔ کہ حضرت علیؑ کے دیکھنے کا انکو اسقدر شوق غالب ہوا کہ خدا تعالےٰ نے سدرۃ المنتہٰی کے پاس علی کی ایک اور صورت پیدا کردی۔ اب ملائکہ جب کبھی سدرۃ المنتہٰی کے پاس سے گزرتے ہیں۔ تو اسکی تعظیم و تکریم کرتے ہوئے گزرتے ہیں۔ اصل فارسی عبارت یہ ہے۔ "و اللہ کہ در آسمان دیدم صورت علی را نزد سدرۃ المنتہٰی کہ حق تعالےٰ برائے مزید شوق رویت ملائکہ جمال آنحضرت را در آسمان خلق کردہ و دیدم کہ ملائکہ نزد آں صورت تذلل و تواضع میکردند" حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۲۰۸ مطبوعہ لکھنؤ

پھر صرف جبرئیل اور ملائکہ آسمان و عرش علیٰ پر ہی اکتفا نہیں کی گئی بلکہ ابلیس
و شیطان کے پرپرتے کو بھی حلقہ بگوش تشیع ظاہر کیا گیا ہے۔ چنانچہ جہاں سے
جبرئیل والی روایت اوپر ہدیہ ناظرین کی گئی ہے۔ اسکے متصل بعد ہی دوسری
روایت میں اسکا ذکر ہے۔ وھو ہذا

"اور جناب علی کے عجیب و غریب حالات کے اندر مروی ہے۔ کہ آنحضرت نے
فرمایا۔ کہ ایکدن ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک مرد بلند قد مانند درخت کھجور
کے مسجد کے اندر آ داخل ہوا۔ ہم نے کہا یہ شخص آدم کی اولاد سے تو نہ ہوگا۔ اصحاب
نے عرض کی۔ یا رسول اللہ آدم کی اولاد کے سوائے بھی کوئی انسان ہوتا ہے
فرمایا۔ ہاں اور انہی میں سے ایک یہ ہے۔ پس وہ شخص نزدیک آیا سلام کہا۔ اور
جواب پایا پھر رسول خدا نے فرمایا۔ تو کون ہے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ
ہام بن نوح بن تاہیم بن اقیس بن ابلیس ہوں فرمایا تیرے اور ابلیس کے
درمیان دو واسطے ہیں۔ اس نے عرض کی جی ہاں جس زمانہ میں ہابیل بن آدم
نے اپنے بھائی قابیل کو قتل کیا تھا۔ میں طفل تھا اور کافروں کے گروہ میں
داخل تھا۔ یہانتک کہ حضرت نوح کے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔ اسکے بعد حضرت
ہودؑ کی خدمت میں پہنچا اور ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور ان سے آسمانی صحیفے
پڑھے۔ بعد اسکے ادریس نبی کا زمانہ بھی دیکھا۔ اور پھر آپ کے باپ ابراہیم
کے پاس گیا۔ انھوں نے مجھکو صحیفے پڑھا۔ (نمرود کی) آگ میں میں بھی ان
کے ہمراہ تھا۔ اسکے بعد حضرت اسمعیل و اسحق و یعقوب کے پاس گیا۔ اور قید
خانہ میں حضرت یوسف کا مونس تھا۔ پیچھے اسکے آپ کے بھائی موسیٰ کے
پاس حاضر ہوا۔ اور توریت کو پڑھا۔ اور یوشع نبی اور داؤد نبی کی خدمت
میں رہا۔ اور جالوت کے جنگ میں ان کا مددگار تھا۔ پھر سلیمان اور آصف

بن برخیا کی صحبتوں میں مشغول رہا۔ پھر آپ کے بھائی عیسیٰ کی خدمت کرتا رہا۔ اور سب پیغمبر خصوصاً عیسیٰ علیہ السلام آپ کو سلام کہتے تھے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ سب نبیوں اور رسولوں اور میرے بھائی عیسیٰ پر خدا کی رحمت اور برکت ہو جب تک کہ زمین و آسمان رہیں۔ اور تم پر بھی ہو۔ کہ اس وصیت اور امانت کو محفوظ رکھا۔ اگر کوئی حاجت ہے۔ تو بیان کر۔ ہام نے عرض کی میری حاجت تو یہی ہے کہ اپنی امت کو حکم دے کہ آپ کے وصی (جناب علی) کی طاعت اور فرمانبرداری کریں۔ اور ان کی مخالفت کرنے سے منع فرمائیں۔ کیونکہ میں اوصیا کی نافرمانی پر گذشتہ امتوں کی ہلاکت کو دیکھ چکا ہوں۔ اس پر آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اے ہام کیا تو میرے وصی کو پہچانتا ہے۔ ہام نے عرض کی یا رسول اللہ جیسے کہ پہلے آسمانی کتابوں میں پڑھا ہے۔ اور انبیاء کی زبانی سنا ہے۔ اگر میں اسکو دیکھ پاؤں تو ضرور پہچان لونگا۔ آپ نے فرمایا حاضرین مجلس کو ملاحظہ کر کہ ان میں ہے یا کہ نہ۔ اس نے کہا یا رسول اللہ اس مجلس میں تو (وہ) نہیں ہیں۔ حضرت رسول نے حکم دیا۔ اے سلمان علی کو بلا لاؤ۔ پھر اس ہام سے دریافت فرمایا۔ بتلاؤ تو آدم کا وصی (خلیفہ) کون تھا۔ اسنے کہا کہ شیث تھا۔ اور شیث کا وصی انوش اور انوش کا قینان اور اسکا مہلائیل اور اس کا قد۔ اور اسکا نبی مرسل ادریس۔ اور اسکا متوشلخ اور اسکا لمک۔ بعد اسکے سب نبیوں اور رسولوں میں سے لمبی عمر والے اور شکل اور رنگ میں سب سے زیادہ آپ کے باپ نوح تھے انکا وصی سام اور ان کا ارفخشد وزغار و ظاہر و شالخ وداو و تارخ اور اسکے بیٹے شروع اور ارغو اور ناخور اور تارخ علی الترتیب وصی تھے۔ ان کی پیٹھ سے ابراہیم خلیل الرحمٰن ظاہر ہوئے۔ اور انکے بعد حضرت اسمٰعیل اور قیدار و نبت و اسحٰق و یعقوب و یوسف و یوشع و داؤد و سلیمان و آصف بارخیا

نبی اور وصی ہوئے حضرت عیسیٰ تک. اور ایک ایک کے متعلق آنحضرتؐ دریافت فرماتے تھے. کہ اس (نبی) کا وصی کون تھا. وہ کہتا جاتا تھا. کہ فلاں تھا. حتیٰ کہ یہاں تک پہنچ گیا. پھر (آنحضرتؐ) نے فرمایا. میرے وصی کا نام بھی تو نے کسی آسمانی کتاب میں پڑھا ہے. اس نے کہا جی ہاں قسم ہے اُس خدا کی جس نے آپکو ساتھ حق کے پیدا کیا ہے. کہ آپ کا نام توریت میں میدمید اور آپ کے وصی کا نام ایلیا ہے. اور انجیل میں آپ کا نام حمیاطا اور آپ کے وصی کا نام فارقلیط ہے. اور میدمید کے معنی طیب ہے. اور حمیاطا کے معنے مصطفےٰ اور ایلیا کے معنے صدیق اکبر اور فارقلیط کے معنے حبیب پروردگار اور زبور میں آپ کا نام ماح ماح ہے. یعنے کفر و شرک کا محو کرنیوالا اور آپ کے وصی کا نام بیدہ ہے. یعنے فاروق اعظم (اسکے بعد) آنحضرتؐ نے فرمایا. کہ میرے وصی کو تم کس طرح شناخت کرو گے. اس نے عرض کی کہ وہ میانہ قد گول چہرے والے کشادہ سینہ بڑی آنکھوں والے اور موٹی ساق اور باریک پنڈلی اور بڑے پیٹ برابر کے شانوں والے ہیں. جب حضرت علی کا حلیہ یہاں تک سنایا. تو وہ بھی برابرے آن موجود ہوتے والا جیسں نزدو رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوجائیں ھذا ھو یہی ہیں وہ یا رسول اللہ یہی آپ کے وصی ہیں. اپنی امت کو وصیت فرما جائے. کہ اسکی مخالفت ہرگز نہ کریں. ورنہ ہلاک ہو جاینگے جیسے گذشتہ امتیں ایسا کرنے پر ہلاک ہوگئیں. آنحضرتؐ نے فرمایا. کہ میں نے دوسری دفعہ بھی اپنی امت کو وصیت کردی ہے. اور جو کچھ کہنا چاہیے کہہ چکا ہوں. اگر کوئی اور حاجت ہو تو بیان کر. عرض کیا یا رسول اللہ میری آرزو ہے کہ قرآن سے مجھے کچھ تعلیم دیجائے اور اپنے دین اور شریعت اور ضروری مسایل مجھے یاد کرادیں. تاکہ آپ کے طریق نماز و عبادت سے بہرہ مند ہوں. پھر الشکر حضرت ولی اللہ (علیؑ) کی تعلیم و

تکریم بجا لایا۔ پھر حضرت صلعم نے علی المرتضیٰ کو فرمایا۔ کہ جو کچھ لازم ہے اس کو سکھا دیں۔ انھوں نے سورہ فاتحہ و توحید و معوذتین و آیۃ الکرسی اور سورہ آل عمران اور اعراف اور انعام کی آیات اور بعض چھوٹی چھوٹی سورتیں اس کو یاد کرا دیں۔ پھر اس نے آنحضرتؐ سے رخصت پا کر جناب علی سے کہا۔ کہ میں نے کتابوں میں پڑھا تھا۔ کہ آپ اصلع ہیں (جس کے سر کے بال گر گئے ہوں) جناب علیؑ نے اپنا سر مبارک اسکو دکھلا کر فرمایا کہ ہاں۔ پھر جناب علی سے بھی رخصت لیکر چلا گیا۔ البتہ لیلۃ الھریر میں حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور صبح تک جہاد کرتا رہا۔ اور پھر غائب ہو گیا۔ اصبغ بن نباتہ کہتا ہے۔ کہ ایک مدت کے بعد میں نے اسکا حال دریافت کیا۔ تو جناب علی نے فرمایا "نام کشتہ شد" کہ مام تو مارا گیا۔ اور اسکے حق میں دعا فرمائی" تذکرۃ الائمہ صفحہ ۸۴

پھر اور تو اور لکھا ہے کہ حضرت عزرائیل بھی حضرت علی کے تابع فرمان ہیں۔ اور انہی کے حکم سے روح قبض کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔ و دیگر عزرائیل بفرمان او روح قبض میکند" تذکرۃ الائمہ صفحہ ۵۵

ایسی ایسی عجیب و غریب روایات سے بھی مسئلہ قدامت شیعہ ثابت ہو یا نہ ہو لیکن بالغ نظر ناظرین پر کم از کم اسقدر تو واضح ہو جائیگا۔ کہ شیعوں کو روایت سازی میں کیسی مشق رہی ہے۔ کتب شیعہ اس قسم کی روایات سے بھری پڑی ہیں کاش محقق شیعہ انکا مطالعہ کرکے اس امر کا فیصلہ کریں۔ کہ انکے عقائد بعض دفعہ تعلیم اسلام سے کسقدر دور اور عبد اللہ ابن سبا کی تعلیم سے کسقدر نزدیک ہو جاتے ہیں جن صاحبوں نے عبد اللہ ابن سبا کے حالات تشحیذ کے کسی گزشتہ نمبر میں پڑھے ہوئے ہیں۔ اس مضمون کے مطالعہ سے انکو خاص دلچسپی پیدا ہوگی والسلام۔ خاکسار خادم حسین خادم بھیروی

مختصر نوٹ

توفیٰ کے کیا معنی

زمیندار منصوری کا ایک غیر احمدی جسے اسکے دعوی کے اعتبار سے بیسویں صدی کا امام لغت کہنا چاہیئے لکھتا ہے کہ کون کہتا ہے توفی بمعنی موت ہے۔ دیکھو توفیٰ کل نفس بما کسبت جناب فضیلت مآب کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ یہ باب تفعیل سے ہے۔ اور جس توفی کے بارے میں ہم گفتگو کرتے ہیں۔ وہ باب تفعل سے ہیں۔ تمام معتبر لغت میں اس کے معنی قبض روح موت کے لکھے ہیں۔ دیکھو منتہی الارب جزو نمبر ۴ صفحہ ۱۳۰۷ نور اللغات میرا نیدان۔ تاج العروس جزو نمبر ۱۰ صفحہ ۳۹۴۔ لسان العرب جزو نمبر ۲ صفحہ ۲۸۰ یتوفکم باللیل میں لیل قرینہ صارفہ ہے۔ اسلئے وہاں نیند کے معنے لئے گئے ہیں بجز قرینہ صارفہ کوئی معنی سوائے موت کے نہیں ہوتے یتوفهن الموت صاف ہے۔ کہ وہاں موت مراد ہوگی۔ یہ قاعدہ یاد رکھو کہ اللہ مسند الیہ ہو اور انسان مسند تو ضرور معنے موت کے ہونگے۔ اگر نہیں مانتے۔ تو کوئی مثال سوائے آیت متنازعہ پیش کرو۔ اور انعام پاؤ

الہلال اور کتا

بظاہر یہ عنوان بے جوڑ معلوم ہوتا ہے۔ مگر بات یہ ہے۔ کہ الہلال کی دو اشاعتوں میں کتے کے متعلق بہت توصیفی کلمات چھپے ہیں۔ ایک یکم ستمبر کے الہلال میں جہاں ایک کتے کو کسی خواجہ سگ پرست نے مخاطب کیا ہے۔ اور ایسے الفاظ میں کیا کہ گویا وہی بہترین مخلوقات ہے اور ایک ۵۔ اکتوبر کے الہلال میں جہاں مولنا ابو الکلام آزاد با القابہ باوجود اشرف المخلوقات ہونیکے اپنے تئیں اس سے کم ٹھہراتے ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ بعض صوفیا نے اپنے نفس کو کتے سے تشبیہ دی ہے۔ مگر خدا اور اسکے

رسول کے کلام ہدایت التیام میں پائے گئے کا ذکر تمام مدح میں کہیں نہیں
پڑھا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو قرآن مجید پارہ ۹ سورہ اعراف رکوع ۱۲ وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ
اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ
يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
بِاٰيٰتِنَا لیکن وہ زمین کی طرف جھکا۔ اور اپنی گری ہوئی خواہشوں کے پیچھے
چلا۔ اس کی مثال کتے کی ہے۔ کہ اگر تو اسے شکار کے لیے اکسائے یا اسکے
مارنے کے لیے پتھر اٹھائے تو بھی ہانپے اور اگر اسے چھوڑ دے تو بھی ہانپے۔ یہ
ہماری آیات کی تکذیب کرنیوالوں کا حال ہے۔ یہاں اس شخص کو جو باوجود دیکھنے
آیات ربانی کے اتباع شیطانی کرے کتے سے مثال دی ہے۔ اور حدیث میں
آیا ہے۔ کہ (۱) وعن ابن عمر ان النبی امر بقتل الکلاب الا کلب
صید او کلب غنم او ماشیۃ (متفق علیہ) اور کالے کتے کو شیطان
فرمایا (مسلم) (۲) عن ابی طلحۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب ولا تصاویر (متفق علیہ) فرمایا
نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا
تصاویر ہوں۔ اور دوسری حدیث میں ہے۔ کہ جب جبرئیل حسب وعدہ نبی کریم
صلعم کے پاس نہ آئے۔ تو پوچھنے پر بتایا۔ کہ ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے
جس میں کتا ہو۔ تو رسول اللہ صلعم نے کتوں کے مارنیکا حکم دیا فامر بقتل
الکلاب حتی انہ یقتل کلب الحائط الصغیر ویترک کلب
الحائط الکبیر رواہ مسلم

میرا مطلب اس حدیث کے بیان سے یہ ہے۔ کہ کتے میں ایسی خباثت
ونجاست ہے۔ کہ عالم ملکوت کو اس سے نفرت ہے۔ اور کوئی روحانی آدمی

اس سے ادنیٰ تعلق بھی نہیں رکھتا۔ پھر اسکی نجاست کا ثبوت اس سے بڑھکر کیا ہوگا۔ کہ برخلاف دوسرے جانوروں کے اگر وہ کسی برتن میں منہ ڈالے تو سات بار دھونیکا حکم ہے

باوجود ان شواہد کے پھر بھی البدال جو کتاب و سنت کو ہر بات میں مقدم کرنیکا مدعی ہے۔ کتے کی شان میں مدحیہ قصائد لکھے اور اسے شرف مجسم شرمندہ کن انسانیت کہے تو افسوس کی بات ہے۔ کہا جائیگا۔ کہ اس میں وفاداری کا مادہ ہے یہ ہے وہ ہے۔ مگر سوال تو یہ ہے۔ کہ خدا اور اسکے رسول کے کلام میں کیوں اس کی مثال بری دیجاتی ہے۔ اور کیا وجہ کہ آجکل جنٹلمینوں کی مقلدانہ دھوم دھام سے رو میں البدال بھی بہ جائے

ہمارا معبود برحق ہندوستان میں دو امریکن لڑکیوں کا ذکر ہے۔ کہ انھوں نے کہا ہم اس خدا کو کیا مانیں جو نہ نظر آئے اور نہ بولے۔ ایک آریہ خیال کا شخص اسے نادانی کے کلمات ٹھہراتا ہے۔ مگر میرے نزدیک یہ ان کی فطرت کا تقاضا ہے اور سچا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں بچھڑا پوجنے والوں کے رد میں یہ دلیل دیگئی ہے کہ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ان سے کلام نہیں کرتا اور نہ انہیں راہ بتاتا ہے۔ میں تمام امریکہ کو مژدہ سناتا ہوں۔ کہ اسلام کا خدا ایسا ہی خدا ہے۔ جو ہر زمانہ میں اپنے پاک بندوں سے کلام کرتا ہے چنانچہ اس زمانہ میں بھی وہ اپنے برگزیدہ سے بولا۔ اور اپنے متعدد بلکہ متعدد پیشگوئیوں سے لبریز کلام سے ثابت کیا۔ کہ میرا ہی کلام ہے مبارک وے جو اسے قبول کریں۔

اطلاع ضروری۔ جن صاحبوں کے ذمے تشحیذ کا چندہ سالانہ ہے۔ وہ دسمبر کے جلسہ پر لیتے آویں ایسا ہی تشحیذ کا چندہ بھی احباب ادا فرمادیں۔ مینیجر

بدنصیبی

(۱) اگر میں باوجود تعلیم یافتہ اور اچھا خاصا مستعد ہونیکے بھی اپنا سارا وقت ناولوں اور قصوں وغیرہ ہی پر خرچ کر دوں۔ اور کچھ تھوڑا سا وقت بھی کلام الٰہی کے لئے نہ نکال سکوں۔ تو بدنصیبی (۲) جب مجھے پورا پورا یقین ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ میری بات سنتا اور وہ ہر چیز پر قادر بھی ہے اور عرض معروض کرنیکی اجازت ہی نہیں دے رکھی۔ بلکہ سوال نہ کرنیوالوں سے سخت ناراض بھی ہوتا ہے پھر بھی میں اسکے آگے اپنا دکھڑا نہ روؤں۔ تو بدنصیبی (۳) اگر نماز اور کلام اللہ پڑھتے وقت میرا دل نہ لگے۔ تو دروازہ کھٹکھٹانے اور پوری مستعدی سے رو رو کر بارگاہ الٰہی میں اس عقدے کے حل ہونیکی خاطر دعائیں مانگنے میں سستی کروں۔ تو بدنصیبی (۴) جس مولےٰ کریم کے ساتھ سب سے زیادہ تعلق اور واسطہ ہے۔ اسی شہنشاہ اعظم سے زیادہ تر غفلت اور بے پرواہی کرنا بدنصیبی (۵) ریا اور اخلاص کی تعریف اور اصل حقیقت سمجھتے اور جانتے ہوئے بھی ریا اور دکھاوے میں پھنسے رہنا بدنصیبی (۶) صحیح سلامت اور تندرست ہونیکی حالت میں ساری رات خواب راحت میں بستر پر پڑا رہوں۔ اب وقت سحر پھٹنے سے پہلے پہلے جب اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے فرمادے کہ کوئی ہے جو کچھ مانگے میں اسے عطا کروں پھر بھی سستی اور کسل سے ہی لیٹا رہوں کم از کم دو رکعت ہی نماز نہ پڑھ لوں تو بدنصیبی (۷) انبیاء علیہم السلام کی اطاعت پاؤں اور خدا تعالےٰ کے بتائے اور بتائے ہوئے نمونہ اور کتر بیونت کو چھوڑ کر اپنے پاس سے تراش خراش اور وضع قطع گھڑوں تو بدنصیبی (۸) سارے انبیاء اور انکے خلفاء کو بسر و چشم قبول اور منظور کرکے انکی تصدیق کرتا رہوں۔ مگر حضرت [illegible]

شرارتوں پر اصرار ہونگے ہی ہمیشہ ہمیشہ حضرت خاتم الخلفاء مسیح موعود و مہدی معہود کی تکذیب ہی کرنے پر تلے رہیں۔ تو ڈبل بدنصیبی۔ (گلاب الدین رہتاسی)

ریویو

آئینہ حق نما | نور کیساتھ ظلمت، خلافت کے ساتھ شیطان ہمیشہ عالم سے چلا آتا ہے۔ نور ہمیشہ ظلمت پر غالب ہوا۔ ابلیس کی خلیفہ کے مقابل میں کبھی پیش نہیں گئی۔ ہمیشہ ہر زمانہ میں یہ مخذول وجود منہ کی کھاتا رہا ہے سخت جانی کہئے یا ڈھٹائی کہ پھر بھی اپنی وات سے باز نہیں آیا۔ اپنا گھر جہنم بنایا۔ لعنت کا طوق پایا۔ لیکن اپنے رنگ کی مخلوق کو گمراہ بنایا۔ یہ گروہ۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں بھی اپنی واہی سے مسر تھل بیٹھا۔ مگر ایک ہی عصا کی چوٹ کھا کر پھر وہیں گھس گیا۔ پھر مسیح کے وقت میں اپنی شیطنت دکھائی۔ اور۔۔۔ اور ہم بچائی کہ خدایا تیری پناہ۔ مگر ابن آدم نے اسے کاری زخم لگایا۔ چھ سو برس کے عرصہ میں یہ پھر کسی قدر اچھا ہو گیا۔ لیکن اب کے جس پاک و مطہر وجود کا مقابلہ تھا۔ اسکا نام نامی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اس آفتاب رسالت کے سامنے اس ظلمت اس تاریکی کا نام و نشان بھی رہنا دشوار تھا گو اپنی طرف سے اسنے بہت زور لگایا۔ کبھی ابوجہل بن کے گیا۔ کبھی عتبہ بن ولید کی شکل میں جلوہ گر ہوا۔ الغرض کبھی کسی صورت میں کبھی کسی صورت میں حضور کو ستایا۔ اور ہر موقعہ پر انگلی کھائی اور ہر منافقت کو مستر دل کیا۔ آخر یہ بیم ہوا اور سار کر گر پڑا۔ وہ ابھی ہلاکت کے گڑھے میں مقبوضہ محمدی نے اسکی کھوپڑی توڑ دی۔ اور پھر قیامت تک سر اٹھانے کے قابل نہ رہا لیکن اسکی ذریت تو تمام اکناف عالم میں پھیلی ہوئی ہے۔ اسکے لئے مجددین کا سلسلہ جاری ہوا۔ اور یہ مبارک وجود اپنے اپنے زمانہ کے حسب حال تجدید و اصلاح میں ساعی رہے۔ اور حق کے دشمنوں کی سرکوبی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آخر اس عظیم الشان مجدد کا زمانہ آیا جسے فتنہ دجالی کا مقابلہ کرنا تھا۔ اور جس نے حضرت مسیح کو اپنے کام کے اعتبار سے

مسیح موعود کی وحی بھی بمنزلہ وحی انبیاء ہے بخلاف اس کے جناب باری سے عطا ہوا سنت اللہ کے مطابق اسکی مخالفت بھی ہوئی اور بڑے زور سے ہوئی اس مخالفت کا شرف حاصل کرنیوالوں میں سے ایک ہمارے دیرینہ عنایت فرما ابن خضر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اہلحدیث بھی ہیں آپ نے ایک رسالہ الہامات مرزا لکھا اور اپنا اگلا پچھلا زور لگا کر دکھا دیا کہ باطل اپنی تمام فوجوں کے ساتھ اسلحہ سے مسلح ہو کر حملہ آور ہو مقابلہ پر جاوے بھی ایک جرنیل قاسم نام الحق کی نہ ۔ ۔ بلکہ پہن کر [illegible] ساتھ آیا۔ اور اپنی قلعہ شکن توپوں کے ساتھ گولہ باری کی وہ گولہ باری کی کہ بطالت کا ایک حصہ صفایا کر دیا۔ اور اپنی شمشیر عدو کش کے وہ جوہر دکھائے کہ کذب و افتراء کے کشتوں کے پشتے لگ گئے باقی چند ایک خندقوں میں دم سکتی ہوئی لاشیں ہیں جن سے کبھی کبھی کوئی آواز نکل آتی ہے ہمارا اول پہلوان اللہ تعالیٰ کا توپ ہے کشتی اور روحانی ورزش میں پہنچا اپنے بھائی کی کمک پر آیا اور اپنے ہاتھ میں تبرکو دھر ایا جو میرے امام میرے مقتدا میرے آقا میرے مولیٰ کے ہاتھ میں تھا پھر فتح و کامیابی نصرت و غلبہ کیوں مستقبل نہ کریں۔ پس میں مبارک دیتا ہوں اس کتاب کے لکھنے والے کو اور چھاپنے والے کو کہ وہ خدا کے فضل سے مظفر و منصور ہوئے۔ شیخ صاحب نے الہامات مرزا کے تمام اعتراضوں کا جواب لکھا ہے۔ اور اس رسالہ کو دکھانیکی کوشش کی ہے کہ حضرت اقدس درحقیقت ایسے اعتراضوں کا جواب دے چکے ہیں۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ لوگ ان کتابوں ان تحریروں کو پڑھتے نہیں۔ پیشگوئیوں کے بارے میں جو بحث ہے۔ پہلے پیشگوئیوں کا فلسفہ لکھا ہے اور موت سے ملکر پڑھیگا وہ حق پاسکا اسکے بعد آتھم کی پیشگوئی ہے پھر لیکھرام کی پھر مرزا احمد بیگ کی پھر محمد حسین بٹالوی کی جس میں شیخ ایڈوکیٹ کے حال پر بہت لکھ کیا گیا ہے وہ مولف کے پاس وہ ریکارڈ اور مسالہ تھا کہ گرینڈ کے ساتھ لکھتا و تحریرات علیھم الصلٰوۃ والسلام کی شان نہ مجھوں کو بھی نظر آجاتی۔ پھر نشان آسمانی میعادی رسالہ جس میں قصیدہ عربی کے اعتراضوں کے جواب میں شیخ صاحب نے

اپنی علامات شان دکھا کر ثابت کیا ہے کہ ہی کیونکر نبی کے فیض صحبت سے فاضل حقائق آگاہ ہو جاتا ہے۔ پھر طاعون اور قادیان کے حفاظت کے متعلق جس میں ہمارے شہر کی وار وشمن کے زہر کو آب آب کر رہی ہے۔ پھر شاہزادہ کے بارے میں پیشگوئی ہے۔ ہمارے دوست اسے منگوا کر پڑھیں۔ اور جو زہر کھا چکے ہیں۔ اسکے حال پر احتمال پر رحم فرماکر تریاق ہاتھ میں لیکر پڑھیں۔

خط کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی قدیم کاتب نے لکھی ہے یعنی وہ لکھی پڑھی والے نے نہیں لکھی۔ البتہ آیات دیکھکر یہ کہنا پڑتا ہے کہ احتیاط نہیں کی گئی کاغذ عمدہ مجلد مجلد ہاجلد رعشے کا پتہ۔ میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق تارا بیرم خاں پانی منڈی دہلی سے ملیگی

یوگی واخرجت الارض اثقالہا کی ماتحت زمین اپنے سارے خزانے اگل رہی ہے اور الفت مافیہا تخلت کے مطابق وہ اسرار ظاہر ہو رہے ہیں۔ جنکے معلوم کرنے کیلئے لوگ اپنے اعمال تو کجا جانیں مشکلات میں ڈالدیتے تھے۔ وہ اپنی ساری عمریں خدمت میں گزار دیتے مگر مسیح کے ظہور سے یہ تمام دکانیں سرد ہوگئیں ہیں۔ اور اب قیامت تک اپنا فروغ نہیں دکھا سکتیں۔ پاک مسمریزم اور بعض موجودہ لفظوں کا تصرف ایک ہی اصل ہے وہ کیا قوت ارادی اور یکسوئی قلب۔ اسکے حصول کے مختلف ذرائع ہیں اسکے لئے کسی خاص مذہب کی ضرورت نہیں وہ اشتراق قلب جسے اصطلاح میں قلب کا جاری ہونا کہتے ہیں ایک ہندو کو بھی ہوسکتا ہے۔ ایک مسلم کو بھی یہ تصنیف ان ریویو کے دوست ستھرا دیوی نے سوامی دوال جی کی ہدایات کے ماتحت لکھی ہے۔ اس میں یکسوئی قلب و قوت ارادی حاصل کرنیکے قواعد بتلائے ہیں۔ اور پھر علم مسمریزم کا ذکر ہے یعنی ناک سے جو دم نکلتا ہے اسکو باضابطہ کرنے کے فائدے دکھلائے ہیں جن سے انسان بہت سے امراض کا علاج بہت سے تغیرات اور تجربے معلوم کرسکتا ہے جن لوگوں کو ایسے علوم کا شوق ہے۔ انکو یہ کتاب مفید ہوگی مگر میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس رسالہ کے ساتھ استاد کی ضرورت نہیں۔ ہاں اتنا کہہ دیتا ہوں کہ وہ کم

مسمریزم کی کتاب دیکھی جس میں صرف واہی تباہی ہیں۔ اور کوئی ہم سے پوچھے تو اسلام میں جینے کو کچھ پایا کہ یہ سب باتیں لغو معلوم ہوتی ہیں۔ یہ تمام لوگ وحدت وجود کے قائل ہوتے ہیں۔ کاغذ اچھا ہے لکھوائی خراب و ۲۰ صفحے قیمت ۳ کا پتہ۔ مینیجر یوگ آشرم حسن ابدال پنجاب رسالہ میں نظم بھی دی ہے جو عروض کے لحاظ سے غلط ہے مگر اس میں شک نہیں کہ دلچسپ پیرایہ میں لکھی گئی ہے۔

اخبار نویسوں کے اسرار

ہندوستان کا ایڈیٹر نہایت بدنصیب اور نہایت خوش نصیب ہے یہاں بدنصیبی کی تشریح مقصود نہیں بلکہ خوش نصیبی کا ذکر کرونگا۔ وہ گھر بیٹھے ہی سینکڑوں غمگسار ہزاروں خیر خواہ پاتے ہیں جو اسکی ذات سے ایک خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ اسکے غم سے غمگین ہوتے اور خوشی سے خوش ہوتے ہیں۔ ان غائبانہ مشتاق خیر خواہ اگر اسکی سوانح ملجائے تو وہ کیوں شوق و ذوق سے نہ دیکھینگے۔ پس منشی محمد دین صاحب فوق قابل شکریہ ہیں۔ کہ انہوں نے بہت محنت سے انکے حالات ایک رسالہ میں جمع کئے جس میں سے بہت سے خود نوشتہ ہیں۔ اس رسالہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر ایڈیٹر مڈل یا انٹرنس فیل ہیں۔ اور ایڈیٹری کے پیشہ کی طرف رغبت دلانیوالی چیز صحافت ہستی میں کوئی پیچ ناکامی ہے یا وہ طبعی ذوق اور وہ دماغی جنون جو ہر اہل قلم کو لاحق ہوتا ہے بہرحال بعض معاصروں کے حال پڑھنے والے کو بہت سے سبق سکھاتے ہیں یا چند ناکامیوں یا بے سرو سامانیوں سے دل چھوڑ کر کام چھوڑ بیٹھتے یا خودکشی کر لینے والوں کو جرأت دلاتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ کیونکر ایک شخص معمولی پانچ سات روپے کا نوکر تھا اور پھر ترقی رتبہ کو پہنچا۔ کہ اپنے قلم کی ایک حرکت سے ہزاروں انسانوں کو ایک راہ پر لا سکتا ہے پہلے پٹواری یا امین تھا۔ اور ابھی قومی راز دار امین اور قومی حقوق کا محافظ ہے۔ جن لوگوں کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوتا تھا اور جی حضور جی حضور کہتے زبان سوکھی جاتی تھی۔ اب ان کے پبلک افعال پر آزادی سے تنقید کرنے کا حق رکھتا ہے۔ ظفر الملک علوی اور جناب ناکام نے اپنے

حالات نظریقہ نیز انشاء میں خوب لکھے ہیں۔ اس میں خاندان نبوت کے وارث شدہ گو یہ صاحبزادہ میرزا محمود احمد کے مکمل حالات بھی ہیں جو وابستہ دامن اہلبیت شیخ یعقوب علی کی نیازمندانہ و مخلصانہ قلم نے مرتب کئے ہیں۔ عمر میں سب سے چھوٹے ایڈیٹر آپ ہی ہیں۔ یہ رسالہ سو صفحے پر ہے۔ ۱۹۰۰ء نہایت گنجان و باریک لکھائی سے ختم ہوا ہے۔ تصاویر کو دیکھنے سے طبیعت میں انقباض پیدا ہوتا ہے۔ غالباً یہ بطور تفریح کے ہے یا شاید ہمارے دوست فوق کو اپنے ہم پیشہ دوستوں سے کوئی انتقام لینا مقصود تھا۔ ستم ظریفی تو یہ ہے کہ مرگ انبوہ جشنے دارد کے مقولے کی پیروی کرتے ہوئے خود بھی ان میں شامل ہو گئے ہیں۔ ہاں یہ ممکن تو بھول گیا کہ ہمارے ابن خلدون کا تذکرہ بھی اس میں ہے آپ کے حالات لکھنے والے نے سیدنا حمزہ علیہ السلام کا ذکر بھی کیا ہے۔ مگر افسوس کہ شبیہ الطافہ میں جو صداقت سے بہت دور ہیں۔ رامپور میں جو فتح آپکو حاصل ہوئی۔ اسکی قلعی صادق اشتہاری جدہ میں کھول چکے ہیں۔ ۱۵ اپریل والے اشتہار کا نتیجہ تو بالکل آپ کا سا ہے۔ اسکا جو بطور یہ جو انعام دیے پھرتے ہو یہ درحقیقت ٹھیک ہے۔ ان اشتہاروں کا جو اپنی ہزیمت کے اپنے ہاتھوں سے دے رہے ہو۔ دنیا سے ایسی اہل رشد و ہدایت و صاحبان لطافت و ذہانت و معاملہ رس ابھی گم نہیں ہو گئے۔ ملنے کا پتہ ایڈیٹر کشمیری میگزین لاہور۔ قیمت ۱۰/

احمدی خاتون یہ رسالہ شیخ الحکم کے روحانی فتوحات کا موجد گوہر ریزہ ہے۔ درحقیقت برادر یعقوب نے اس راز کو پایا ہے کہ ہمارے امام ہمام کا مقام دیگر دنیا و علماء امت محمدیہ سے اعلیٰ و افضل ہے۔ اور ہماری جماعت کی پوزیشن دوسرے فرق اسلامیہ سے الگ ہے۔ ہم نقشبندیوں، سہروردیوں، چشتیوں جیسے فرقوں کی طرح نہیں بلکہ ہمارا حال تو ایک نبی کی امت سا ہے جو شہداء علی الناس بنائی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسرے فرقوں میں کھو کر فنا ہو جانے سے بچانے کے لئے اشتراکی امور سے ہمکو الگ کر دیا۔ غیروں کی امامت میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ دی۔ رشتہ ناطہ دینے کا انکار فرمایا۔ پس جب ہم ایک نبی کی

قوم ہیں اور دوسروں کی اصلاح کے لئے مامور ہیں تو فرقہ نسوان کو لیڈر کی ابھی ہماری غرض ہے۔ آجکل تعلیم نسوان کا بیشک چرچا ہے۔ اور چند ایک رسالے اور اخبار بھی ان کے لئے نکلتے ہیں۔ مگر افسوس کہ انکا اکثر حصہ یورپ کی تقلید میں ہے۔ کتاب و سنت کو انکا پیشوا نہیں بناتے بلکہ لیڈیاں اور یورپ کے طرز عمل کو جو اپنے اندر کئی قسم کے مفسدے اور خرابیاں رکھتا ہے۔ وہ عورتوں کو حقوق دلوانا چاہتے ہیں۔ مگر وہ حقوق نہیں جو خدا اور اسکے رسول نے دیئے ہیں بلکہ وہ جو فلاسفران یورپ نے دیئے ہیں۔ اور جس کا نتیجہ وہ آپ بھگت بھی رہے ہیں۔ وہ ہیں ناشزہ اور گستاخ اور بے ادب اپنی خاوندوں کی پرواہ کرنے والی خود رائے خود مستا عورتیں دینا چاہتے ہیں۔ جنہیں اگر کپڑے سینے کے لئے کہا جائے۔ تو کہیں کیا ہم درزن ہیں۔ اور اگر دوائی پلانے کے واسطے ہدایت دیں تو کہیں یہ ڈاکٹر کا کام ہے اور اگر کھانا پکانے کیلئے کہیں تو جواب دیں کیا ہم باورچن ہیں۔ در متوسط طبقہ کو پیش نظر رکھ کر کہتا ہوں کہ [illegible] شام کے وقت جب کھانا کھانیکا وقت ہو تو وہ ہوا خوری کو چلی جاویں صبح جب بچے جاگیں تو وہ باغ میں پھر رہی ہوں۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ ایسی بیبیاں ہوں جو اپنے شوہروں کے لئے موجب مودۃ سکینت و رحمت ہوں جو مردوں کو اپنا موروب سمجھیں۔ اور اپنی ناقص عقل کو ہمیشہ انکے مشورے کا محتاج سمجھیں گھر کو ایک بہشت بنا دیں۔ میں امید کرتا ہوں شیخ صاحب اسی نقطہ خیال سے کام کرینگے اور اسکی ایڈیٹری کسی شریف تعلیم یافتہ سلیم الفطرت بی بی کے سپرد کرکے آپ صرف قوام رہینگے۔ موجودہ صورت مردانہ پرچہ کی ہے نہ کہ زنانہ کی۔ ۱۲ صفحے کا رسالہ ہے۔ اور ایسے بارہ صفحے ۴ کو خریدار و نکال سکتے ہیں۔ خدا کرے شیخ صاحب استقلال و جمعی سے کام کریں۔ اور بس عورتیں بھی اس میں حصہ لیا کرے۔

قریشی ٹریکٹ

لاہور کے ایک بڑے مجمع میں حضرت امام ہمام سے سوال کیا گیا تھا۔ کہ ہم خدا اور رسول پر ایمان لائے نماز روزہ کرتے ہیں۔ پھر آپ کے ماننے کی کیا

ضرورت ہے۔ دیپر حضور نے ایک تقریر فرمائی تھی۔ اسے نہایت ہی خوشخط بڑی اعلیٰ چھپائی کے ساتھ نہایت عمدہ کاغذ پر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری حویلی کابلی مل لاہور نے مفت چھپوا کر تقسیم کیا ہے محصول ڈاک کے ٹکٹ آپ بھی منگوا لیں۔ اور اگر اس کار ثواب میں شامل ہونے کا ارادہ ہے تو چار سینکڑہ کے حساب ٹکٹ بھیج دیں۔ یہ سوال ایسا ہے جو تقریباً ہر احمدی سے کیا جاتا ہے۔ اور اسکا جواب خود اس بات کے دو صفحات دیا ہے۔ اس سے زیادہ مستند معتبر جواب کیا ہو سکتا ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء قریشی صاحب کی نظر انتخاب قابل صد داد ہے

انگریزی گفتگو شامل ہدایات اور عام شائقین کے لئے مفید ہے۔ ہر فصل کے اول میں ایک مشق فقرات سوالیہ و جوابیہ کی دی گئی ہے۔ اور ان مشقوں سے پہلے تمام الفاظ استفہامیہ الفاظ مروجہ گفتگو و مختصر جملے اور محاورات بطور تمہید پورے چار صفحوں پر دیئے گئے ہیں۔ تعداد صفحات انگریزی و اردو ۲۵۰ قیمت انگریزی مع اردو ۱۲ قیمت انگریزی ہر دو یا زیادہ جلدوں کے لئے کمیشن ۲۰ فیصدی بقیمت نقد یا وی پی مصنف سے اور ہر کے مشہور تاجران کتب سے مل سکتی ہے۔ ماسٹر ولی محمد مصنف معرفت میاں ہدایت اللہ صاحب کوچہ چابکسواراں لاہور۔ افسوس ماسٹر صاحب جو ہمارے سلسلے کے مخلص ممبر تھے فوت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون میاں قدرت اللہ کے نام درخواستیں بھیجیں۔

گروشی جنتری اس زمانے میں تجارت کی کامیابی کا راز اشتہار بازی صداقت و خشیۃ اللہ اور شفقت علی خلق اللہ کے لئے کام کرنے میں تھا۔ اور اب بھی ہے لیکن اس کے ساتھ اس زمانہ میں و بائی اشتہار کی وجہ سے اشتہار بازی بھی ضروری ہو گئی ہے۔ اشتہار اس کثرت سے نکلتے ہیں کہ انہیں کوئی پڑھتا ہی نہیں۔ ایسے مشتہر دلچسپ عجیب عجیب تجویزیں سوچنی پڑتی ہیں جو صرف اہل یورپ کے حصہ میں آتے ہیں مگر ہندوستانی ذہن و دماغ بھی کب پیچھے بیٹھنے والے ہیں۔ وہ بھی کچھ نہ کچھ کر ہی دکھاتے ہیں حکیم غلام نبی زبدۃ الحکماء موجد زوجام لاہور نے ایک گروشی جنتری ایجاد کی ہے۔ جو ایک مدور کاغذ کے ٹکڑے پر ہے اور ۱۹۰۸ء سے ۲۰۰۰ء

تک گرمی کے مہینوں کی تاریخیں اور دن بتاتی ہے۔ اور اردو گرد آپ کی دوربینوں کا اشتہار ہے
حکیم صاحب نے بہت سعی اور جانفشانی سے کام لیا ہے کہ وہ مفت تقسیم کرتے ہیں پس جلد لکھ کر
اور جنتری وصول کیجئے۔

خطبات نور خدا تعالیٰ جزا دے ہمارے شیخ عبد الحمید ایڈیٹر ٹیلیگراف سیٹ آر بی ایل ایس اے ام
کو جنھوں نے ہمارے سید و مولیٰ مطاع و محبوب کے خلیفہ اول علامہ بے بدل حضرت مولانا
نور الدین صاحب کے خطبات [illegible] یعقوب علی صاحب نے مرتب کر کے الحکم دستخط میں
وقتاً فوقتاً شائع کئے ہیں اور قوم انکی ایسی بیش قیمت خدمات کا اعتراف کرتی ہے ان کی پہلی جلد
دو سو صفحہ کی نہایت عمدہ سفید کاغذ پر بڑے اہتمام سے چھپوائی کاغذ اور چھپوائی کو دیکھ کر جی
چاہتا ہے کہ یہ کتاب خوشخط بھی اسی وجہ کی ہوتی۔ باقی رہا یہ امر کہ خطبات کیسے ہیں اسکو
میرا منصب نہیں اور نہ کسی ریویو کی ضرورت ہے کیونکہ یہ اس کے خطبے ہیں جس کے ہاتھ پر ہم سب
بیعت کر چکے ہیں۔ اور وہ ہمارے پیر و مرشد ہیں۔ پس اپنے مرشد کی ہدایات کو جو دل کے کانوں
سے سنو اور کوئی احمدی بے جو ذی استطاعت ہو کر یہ کتاب نہ خریدے قیمت مرحوم بمقابلہ حجم
زیادہ نہیں۔ ملنے کا پتہ اوپر درج ہو چکا۔

نور ۱۵ اکتوبر ہمارے امام علیہ السلام نے جہاں اور فرقوں پر اتمام حجت کیا وہاں سکھوں
کو بھی بتایا کہ اُنکے گرو کا مذہب اسلام ہی تھا اور اسکے ثبوت میں کئی زبردست تحریریں
لکھیں ست بچن ایک مبسوط ضخیم کتاب ہے پھر چشمہ معرفت کے ایک حصہ میں بھی مطول
ہی تحریر ہے جس کی اشاعت کا کام ہمارے برادر شیخ محمد یوسف صاحب کمار وہ دوان نے اپنے ذمہ
لیا۔ اور چونکہ وہ گرنتھ پڑھ سکتے ہیں اسلئے اس مضمون کو انہوں نے خوب سندی کیا کئی ایک
رسالے اور ٹریکٹ بھی شائع کر چکے ہیں کہ جن کیجائیں سے وہ خود سیراب ہوئے ہوں اُنکے
بھائی بھی ہوں۔ یہ ان تحریروں کا خلاصہ ہے جو ۱۵ اکتوبر کے پرچہ میں چھاپا گیا ہے
احباب منگوا کر اشاعت کریں۔ دفتر نور قادیان

ناظرین تشحیذ الاذہان کے لئے بھی رعایت کا موقعہ

اخبار ۔۔ کے ناظرین کو ۔۔ [illegible] ۔۔ رعایت دی گئی تھی جس سے وہ مستفید ہوئے لیکن [illegible]
کہ ناظرین تشحیذ کو بھی ایک موقعہ رعایت [illegible] کر دیا جائے [illegible]
کا اعلان کیا جاتا ہے [illegible] احباب کی درخواست [illegible] اخبار الحق [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اُردو ترجمہ کتاب فتوحات مکیہ

فتوحات مکیہ جو کہ ایک مشہور و معروف عربی زبان کی بڑی بڑی چار ضخیم جلدات میں مشکل اور دقیق العبارات کتاب ہے۔ اس کا اردو ترجمہ خوبصورت ماہوار رسالہ کی صورت میں ہم نے چھاپنا شروع کیا ہے۔ اس میں قرآن کریم و احادیث نبویہ کے باریک باریک اشارات و لطیف نکات اور حقائق و معارف الہیہ اور علوم لدنیہ کے اسرار درج ہیں۔ گویا کہ یہ کتاب علوم دین کا بحر ذخار ہے۔ اس کتاب کے مصنف حضرت شیخ محی الدین ابن عربی حاتمی طائی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ ہو گزرے ہیں جو ساتویں صدی ہجری میں گزرے ہیں فتوحات مکیہ کے دیباچہ میں لکھتے ہیں جس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ جو علوم بیشتر اس کتاب میں درج کئے ہیں وہ اکثر خانہ کعبہ کا طواف کرتے وقت یا حرم شریف میں بحالت مراقبہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھولے ہیں۔ اور جلد اول کے صفحہ ۱۰ میں لکھتے ہیں کہ اس کتاب کے لکھنے کیلئے مجھ پر خدا تعالیٰ کا الٰہی حکم نازل ہوا ہے۔ الغرض اس کتاب میں عجیب و غریب اسرار الہیہ اور علوم لدنیہ کے کرشمے دکھائے گئے ہیں بہر حال رسالہ دیکھنے کے قابل ہے۔ قیمت رسالہ سالانہ بذریعہ رسالہ ساڑھے تین روپیہ سالانہ مع محصول ڈاک پیشگی اگر نمونہ مطلوب ہو تو رسالہ ہذا ۲ آنہ میں مع محصول ڈاک بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا۔ خریداری رسالہ کی تمام درخواستیں بنام

ابو عبد الرؤف مینیجر رسالہ ڈاکخانہ چنگا بنگیال
تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی پنجاب

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مجرب دوائیں جو

۲۹ برس سے تمام ہندوستان میں استعمال ہو رہی ہیں

آزمائش کیلئے ڈاکٹر برمن کی بنائی ہوئی دوائیں

[illegible]



[illegible]

دواؤں کا نام

[illegible]

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۲۶۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی ... قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولٰئک ہم المفلحون

بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۲ء

رسالہ

تشحیذ الاذہان

صاحبزادہ [illegible]

فہرست مضامین

قیمت سالانہ [illegible]

[illegible]

باہتمام ... قادیان ... چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ دسمبر ۱۲ ۱۹ء

"ہم فتحیاب کیونکر ہو سکتے ہیں؟"

یہ مانی ہوئی بات ہے کہ انسان کے دلی اعتقاد اور اندرونی اخلاق کا علم اس وقت ہوسکتا ہے جب کہ وہ مصیبت میں مبتلا ہوا تھا، ہم کو خوش ہو ہندوستان کے مدعیان اسلام میں بڑے بڑے علماء بڑے بڑے فضلاء موجود ہیں جنہیں دعوے ہے کہ ہم اسلام پر فخر بار بار نثار کرنے اور جان تک فدا کرنے کو تیار ہیں۔ بڑے بڑے نئی روشنی کے دلدادے ہیں جو قوم قوم پکارتے رہتے ہیں لیکن جب امتحان کا وقت آیا تو ان میں سے کئی لوگوں کے تقویٰ کی حقیقت کھل گئی۔ ان کا شاہد وہ مسیحیت و صدویت کے نشانوں کے ساتھ مزین ہو کر آیا لیکن انھوں نے جو سلوک اسکے ساتھ کیا۔ اس سے واضح ہوگیا کہ یہ لوگ اگر کسی نبی کے زمانے میں ہوتے تو اسکے ساتھ کیا سلوک کرتے۔ اسکے آنی روحانی احادیث نبی کے دعوے باطل ہوگئے کشوف و الہام اور اس ... آشکارا ولا غیب سے ہو

تعلقات تھے۔ اسکا پردہ اٹھ گیا اور سب پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ انکی حالت غارت و بیم قابلِ اصلاح ہے خیر یہ چند سالوں کی بات ہے۔ حال ہی میں **جنگ بلقان** نے بہت سی حقیقتوں سے پردہ براندازی کی اور ہمیں معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ اسلام کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتی ہیں اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء اور شریعت اسلامی کو خاتم الادیان کن معنوں میں سمجھتے ہیں اور ان کے اجتہادات درباره دین کس قدر ناقص اور بودے ہیں مفصلہ ذیل اقتباس سے کچھ حقیقت مشتے نمونہ از خروارے معلوم ہوگی۔

(۱) قربانی سے مجاہدین بلقان کی امداد افضل ہے قربانی ایک واقعہ جاں نثاری کی یادگار ہے جس میں ایک پیغمبر نے خدا کی راہ میں جان و مال قربان کر کے صبر و استقلال کا عجیب و غریب نمونہ دکھایا قربانی کا گوشت پوست خدا تک نہیں پہنچتا خدا تک جو چیز پہنچنے والی ہے وہ صرف قربانی کرنیوالے کا تقوی ہے تقوی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ میں انسان پوری طرح مستقل ہے شرع میں مصلحت وقت کو ہر نوع ملحوظ رکھا جاتا ہے روزہ ہر عاقل و بالغ مسلمان پر فرض ہے اور بجز بیمار و مسافر کے کوئی اسکو قضا نہیں کر سکتا۔ مگر روزے کے مہینے میں علماء نے عام فتوے دیا کہ مسلمان روزے نہ رکھیں۔ بلکہ جہاد کریں قربانی کا درجہ روزے سے اہم نہیں جو لوگ قربانی کرتے ہیں انکا فرض ہونا چاہیے کہ اس سال قربانی نہ کریں اور جو روپیہ اس طرح بچے مجاہدین کی امداد میں بھیجیں" (ملخصاً ۲۰ نومبر وکیل امرتسر)

(۲) قربانی کو بعض علماء اہلحدیث نے واجب کہا ہے لیکن اکثر کے نزدیک سنت ہے اور امام شوکانی نے عدم وجوب کو ترجیح دی ہے بالفرض اگر قربانی صاحب نصاب پر واجب بھی ہو جیسے بعض علماء احناف کا قول ہے تب

یہی ملت اور مجروحانِ ترک اہم مقدم ہوگی کیونکہ جہاد بالاموال کا اشد فرض قطعی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ فرض قطعی سے واجب کا بہت کم درجہ ہے بہرحال میں سب اہلحدیث بھائیوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ اس سال نہ قربانی کریں نہ نئے کپڑے بنائیں نہ زیب و زینت کریں نہ انعام تقسیم کریں۔

(وحید الزمان نواب وقار نواز جنگ)

۳۔ جس حالت میں تقوے گوشت و خون یعنی جانوروں کے ذبح کرنے سے حاصل ہو سکے تو جانور ذبح کرنے چاہئیں لیکن جبکہ جانور ذبح کرنے سے اسراف و تبذیر ہوتا ہو اور خلاف تقوے ہے۔ تو ایسی صورت میں جانوروں کو ذبح کرنا ہرگز ہرگز جائز و درست نہیں بلکہ بجائے جانور ذبح کرنے کے ان کی قیمت کے برابر تصدق کرنا واجب و فرض ہوتا ہے جو قربانیاں موسم حج میں حاجی لوگ بعد فارغ ہونے حج کے کرتے ہیں۔ ان کا گوشت اور کھالیں وہیں رہ جاتا ہے کہ سخت خلاف تقوے ہے (محمد وارث مدیر اہل قرآن لاہور)

۴۔ یہ زمانہ اسلام ہے خلافت روم ٭ جس کو گھیرے ہوئے ہو دشمنِ شوم
جڑ سے جب تو شاخ بھی معدوم ٭ ہو گئی جب ہماری جڑ معدوم

پھر کہاں ہم کہاں کی قربانی

عید آتی ہے میں وہ اہل نصاب ٭ اپنی قربانیوں کا کرکے حساب
ورنہ ہیں جو ہیں غم سے بیتاب ٭ ایسے موقع میں ہیں شاد اور کامیاب

ہو گی ہر سال یوں تو قربانی (وحید اختر)

۵۔ اب عید اضحیٰ ہمارے سامنے ہے اور مناسب و درست رائے ہے کہ قربانی کی قیمت اپنے مجاہد بھائیوں پر صرف کی جائے کیونکہ اگر قربانی چھوڑ دی جائے اور گوشت کی نہ کی ایک دن بازی میں تو کچھ گراں نہیں ہے کیونکہ جان دل

سے جہاد کرنا **فرض حتمی** ہے۔ اور قربانی امام شافعی رحمۃ اللہ اور دوسرے اکثر ائمہ کے نزدیک **سنت** ہے اور ارادہ خیر کرنیوالے کو جائز ہے کہ اس سنت کی وجہ سے تبدیلی کر دے تاکہ اجر کبیر اور ثواب کثیر حاصل ہو۔ ابو بکر

(مہتمم مدرسہ العلوم بلدہ حیدرآباد)

۶۔ میں تمام اپنے مسلمان بھائیوں سے استدعا کرتا ہوں کہ عید کے موقع پر وہ رنگ رلیاں اور زینتیں جو ایسے قومی تیوہاروں سے مخصوص ہیں نفیس اور نئے کپڑوں سے ہمیں کیا خاک خوشی ہو سکتی ہے جب کہ ہمارا دل خون ہو رہا ہے اور خوشی جا چکی ہے۔ ہماری ہستی خطرہ میں ہے ہم سب کے لئے مناسب ہے کہ بجائے خوشی کے ماتم کریں۔" (شبلی نعمانی لکھنؤ)

۷۔ کیوں حج کے واسطے اس قدر روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اور عید اضحیٰ پر اس قدر قربانیاں دینے کے لئے روپیہ اٹھایا جاتا ہے۔ استطاعت حج صاحب استطاعت پر فرض ہے اور قربانی واجب مگر اسی وقت تک جب تک ترک اور عرب جو کہ حرمین شریفین کے محافظ اور حامی ہو رہے ہیں اور ہم امن و امان کی صورت میں اپنی جانوں کی حفاظت دیکھ کر وہاں تک جا سکتے ہیں یا [illegible] بھیج سکتے ہیں۔ اس واسطے ہمیں سب سے مقدم اس بات کی ضرورت ہے کہ بجائے اس کے کہ حج کے واسطے روپیہ خرچ کریں ترکوں اور عربوں کی حفاظت و بقا کے لئے جو کہ ہمارے فریضہ ادا کرنے کا وسیلہ ہیں حج کے خرچ سے بڑھ کر امداد کریں لہٰذا امسال گزشتہ زرق برق کے لباسوں سیروں تفریحوں تحفہ تحائف عید و عیدیوں و قربانیوں وغیرہ جملہ اخراجات کا روپیہ مجروحین و امداد ترکیہ کے واسطے مخصوص کر دیا جائے تو اس سے بڑھ کر سعادت کا ذخیرہ نہیں ہو سکتا۔" (وطن ۲۹ نومبر سنہ ۱۹۱۲ء)

۸۔ میں ندوۃ العلماء کے اس فتوے سے متفق ہوں کہ موجودہ حالت پر خیال

کرکے قربانی کی بجائے انجمن ہلال احمر کو نقد روپیہ دینا جائز ہے۔ (رسول کاشبلی)

۹۔ مسلمان بہنوں میں نہایت پر درد الفاظ میں التجا کرتی ہوں کہ ہرگز ہرگز عید ضحیٰ کی خوشی نہ کرو۔ اور جو روپیہ کہ اس تہوار میں گھر گھر خوشیاں منانے اور عیدیں تقسیم کرنے میں خرچ کیا جاتا ہے۔ وہ ترک بیماروں کی مرہم پٹی کے لئے دیدو یہ روپیہ بہت اچھی جگہ لگیگا۔ اور قربانی سے بڑھکر تم کو ثواب ہوگا

۱۰۔ میرا ارادہ نقدی دینے کا ہے۔ خدا قبول فرمائے (شاہ [illegible])

۱۱۔ نماز اور روزہ اس وقت تک ہے جب تک کلمہ توحید کو ثبات ہے لیکن جب جزیرہ خطرے میں ہو تو شاید نہیں قائم نہیں رہ سکتیں رہے مسلمان وہ خواہ کہیں کے ہوں ہندوستان میں ہوں یا چین میں انکی ملی عزت کا جو سد رمق باقی ہے وہ صرف خلافت قسطنطنیہ کی پولیٹیکل ہستی کا نتیجہ ہے۔ جس دن یہ مرکز اپنی اصلی جگہ سے ہٹا اس کا حال بعینہٖ وہی ہو جائیگا جو آج یہودیوں کا دیکھتے ہیں جن کے پاس دولت ہے ان کے پاس کچھ بھی نہیں ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ وباؤ بغضب من اللہ (رح) آج نماز اور حج سے بڑھکر ہمارا فرض ترکوں کی مدد ہے (ن) آج مسلمانوں کے لئے اور نیک کام ہی کہاں باقی ہے ان کے لئے تو اس وقت صرف ایک ہی نیک کام ہے یعنی حفظ اسلام اور جہاد فی سبیل اللہ (الہلال کلکتہ)

ناظرین کرام! یہ خلاصہ ہے ان آراء کا جو ہمارے علماء دانشوروں کے ایک گروہ نے مسئلہ [illegible] کو حل کرنیکے لئے دیں اور میں اس نقل کفر کی معافی چاہتا ہوں جو یہاں صرف یہ دکھانے کے لئے پیش کیا ہے کہ آپ دیکھیں آجکل مسلمانوں کا خیال کدھر کو گیا ہے اور کس چیز کی عظمت ان کے قلوب میں ہے اور ان کے اعتقادات کس پایہ کے ہیں اور وہ کن باتوں میں اپنی دینی اور دنیوی ترقی سمجھتے ہیں میرے نزدیک قرآن کی آیات

کا مقصد ہے کہ خدائے اسلام و خدائے محمد ہمارے لئے کافی نہیں وہ خانہ کعبہ کا
محافظ نہیں معلوم ہوا کہ اس نے فرمایا اور بطور پیشگوئی فرمایا جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَۃَ
الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّہْرَ الْحَرَامَ وَالْہَدْیَ
وَالْقَلَآئِدَ ذٰلِکَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِی الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (پ ۷ ع ۴) کہ جانتے ہیں حق تعالیٰ نے
نے کعبہ کو عزت کا گھر اور شہر حرام اور قربانی و رسی والے جانور وغیرہ کو لوگوں کے امن کا سبب
بنایا ہے اور یہ اس لئے کہ تم جانو اللہ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے۔ اور ہر شے کا علم رکھنے
والا ہے اور اللہ شدید العقاب ہے وہ کعبہ کے دشمنوں کو سزا دے گا۔ وہ غفور رحیم ہے
توبہ کرنے والوں کو تشریف بلکہ حرمین شریفین کی عزت و احترام اور حفاظت ترکوں کی ذات
بابرکات سے ہے جو اس وقت خود دو چار ریاستوں سے تکلیف اٹھا رہے ہیں اور ایسی
حالت میں ہو گئے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی امداد کے بغیر ان کا صفحہ ہستی پر
زندہ رہنا محالات سے ہو گیا ہے پھر وہ کہ اگر ترک فتح پا سکتے ہیں اور اسلامی عزت
اسلامی شوکت قائم رہ سکتی ہے تو صرف اس طریق سے کہ مسلمان شعار اسلام کو خیرباد
کریں شعائر اللہ کی تعظیم چھوڑ دیں نماز۔ روزہ۔ حج کو خیرباد یا کم از کم ملتوی کرکے اپنی تمام
توجہ ترکوں کی امداد میں لگا دیں کیونکہ نماز اور روزہ اس وقت تک ہے جب تک ترکوں کا
بقا ہے ترک اسلام کی جڑ ہیں اور جب جڑ خطرے میں ہو تو شاخیں قائم نہیں رہ
سکتیں مسلمانوں کی عزت اللہ میں نہیں اس کے رسول میں نہیں ایمانداروں میں نہیں
جیسا کہ اس نے فرمایا وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ۔ بلکہ وہ صرف خلافت
قسطنطنیہ کی پولیٹیکل ہستی کا نتیجہ ہے جس دن یہ مرکز اپنی اصلی جگہ سے ہلا ان کا حال
بجنسہ وہی ہو گا جو آج یہودیوں کا وہ دیکھ رہے ہیں۔ برادران طریقت رفیقان ملت
سل پوست ہے کہ دل کم کر کے دیا جائے ان اسلامی کمزوریات پر اور کل کر کا پر کر لیا جائے

ان ایمانی باتوں پر جو ہمارے رہنما ہیں اسپر ہمارے رہبر جوش میں آکر وہ باتیں کہہ جاتے ہیں جو کسی مسلمان کے منہ سے زیب نہیں دیتیں اور جن کے سننے کی توقع کسی اور منف سے ہو سکتی تھی بیشک ترک ہمارے بھائی ہیں آخر کشتہ ہوتے ہیں ہم انکے زخموں کی مرہم پٹی کے لئے دل و جان سے حکم میں سے ایک نیکی ہے بشرطیکہ ان کو پہنچے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم قربانیاں چھوڑ دیں جن کو خداتعالےٰ نے شعائر اللہ سے فرمایا وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ (حج ع ۵) اور مَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ سے یہ ظاہر کر دیا کہ شعائر اللہ کی تعظیم دلوں کی پرہیزگاری میں داخل ہے پس جو قربانی چھوڑتا ہے اسکے دل میں تقوےٰ نہیں پھر میں کہتا ہوں جو قربانی چھوڑتا ہے اس میں اسلام نہیں کیونکہ خداتعالےٰ نے اسے اسلام سے تعبیر فرمایا فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ پھر میں کہتا ہوں جو قربانی چھوڑتا ہے وہ خداتعالےٰ کے مقرر کئے ہوئے نشان کو مٹاتا ہے اور افسوس ہے کہ مسلم کہلا کر مٹاتا ہے وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ

خداتعالےٰ کے کلام کو اپنے قیاسی باتوں سے رد کرنا بڑی شوخی اور گستاخی ہے جو شیوہ مومنانہ سے بالکل بعید ہے یہ عذر کہ جہاد فرض قطعی ہے اور قربانی سنت اسلئے ہم جہاد کو مقدم کرتے ہیں اول تو یہ جہاد کا زمانہ ہی نہیں کیونکہ مسیح نازل ہو چکا و یضع الحرب پر سب کا اتفاق ہے لیکن خیر اس سوال کو جانے دو اس بات کا جواب بتاؤ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جہاد فرض تھا یا نہیں اور وہ بھی مرحلہ ہے یا نہیں کہ اسوقت ابتدا میں مسلمان بہت کم ہوتے تھے اور انپر حملوں میں کئی موقعے ایسے آئے جن کو نقشہ خدا کا بے عیب اور سچا کلام بغیر کسی مبالغہ کے ان الفاظ میں کھینچتا ہے إِذْ جَاءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ

الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ
وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا (پ ۲۱) جب دشمن نے اوپر سے نیچے سے چڑھائی
کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں، دل حلق تک آگئے، اور تم خدا سے طرح طرح کے گمان کرنے
لگے، اسوقت مومن ابتلا میں ڈالے گئے اور سخت جنبش سے ہلائے گئے، اگر باوجود
اسکے یہ حکم دیتا کہ قربانیاں بند کرو اور ان کی جگہ تیر و تلوار خرید کر جنگ میں جاؤ۔ ایمان
سے کہنا کیا اسوقت ہمارا یہ حال ہے ہرگز نہیں ہم تو ایک پرامن سلطنت کے نیچے مزے
سے بیٹھے زندگی بسر کر رہے ہیں پھر یہ فتوے کیسا۔ دوم۔ اگر فرض کے لئے سنت کو ترک
کرنے کا حکم ہے تو پھر ایک زمانہ ایسا آئیگا ہے جو ہمارے علما فتوے دیں کہ نماز کے فرائض ادا
کر کے جائیں باقی سنن چھوڑ جاویں یہ وقت تنگ کیا جائے اور اسی طرح تمام نیکیاں
بجائے خود جو مستحب یا سنت ہیں غیر ضروری کہہ کر بیٹے اسلام سے خارج کر دے ہو کر صرف یہ
کام اپنے لئے رکھیں کہ روزانہ چندہ دینا۔ تعجب یہ ہے کہ جن لوگوں کی حالت زار پر نظر
کر کے شعائر اللہ کی تعظیم کو غیر ضروری سمجھنے کی ٹھانی گئی ہے ان کا شیخ الاسلام ہندیہ تاریخ
فتوے دیچکا ہے کہ قربانیوں کی بندش ناممکن ہے مگر ہند کے بعض مسلمان ہیں جو شاید
اسلامی حکم کو پھر زندہ کرنے کے پہلے ہی سے ایک بہانہ ڈھونڈ رہے تھے، صاف لفظوں
میں بلا کسی خوف و خطر کے فتوے دے رہے ہیں کہ اگر جانے دو قربانیاں پھر دیکھا
جائیگا۔ اسوقت تو یہ بھی ملتوی کر دینا چاہئے تعجب ہے کہ وہ لوگ حضرت مرزا صاحب
کے نبی اللہ کہنے پر حالانکہ صحیح مسلم میں مسیح موعود کو یہ خطاب دیا گیا ہے۔ تو ایسے
بھڑک اٹھتے ہیں کہ انہیں اور انکے ماننے والوں کو جان سے مار دینا کار ثواب سمجھتے ہیں مگر
اس نے آواز بلند سنایا ایک قدم دوسری ازاں عالیجناب پر کنز و کفارات ارمان و ثواب
مگر جب خود شریعت میں ترمیم و تنسیخ کر رہے ہیں اور انہیں سمجھتے کیا اسلام اسی کا نام
ہے کہ قربانیاں نہ کریں اور اسکی وجہ بتائیں کہ علامہ ابن قیم نے جہاد کے دنوں میں

روزے چھوڑنے کا حکم دیا تھا حالانکہ جہاد کے ساتھ سفر لازم ہے اور مسافر کو روزے رکھنے کا پہلے ہی حکم نہیں بلکہ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ کا ارشاد ہے پھر اس کی نظیر تو ہمارے زمانہ میں بھی پائی جاتی ہے لیکن وہ کہیں نہیں کہ قربانیوں کی بجائے روپے تصدق کر دیئے جاویں حتی کہ فقہا نے بھی ایسی اجازت نہیں دی جو قیاسات کو کام میں لانے کے عادی ہیں۔ رد المختار میں ہے فتجب التضحية اى اراقة الدم [illegible] یعنے خون بہانا واجب ہے۔ فتاوے عالمگیری میں لکھا ہے لا يقوم غيرها مقامها فی الوقت حتی لو تصدق بعين الحيوان لم يجز یعنی جانور بغیر ذبح کے دیا جائے تو بھی جائز نہیں اور ہدایہ میں ہے [illegible] پس [illegible] ایسی دلیل دینے کی جرات کر سکے جس میں یہ تصدیق کرے کہ جو قربانی نہ کرے وہ ہمارے مصلے کے پاس نہ پھٹکے من كان له سعة ولم يضح فلا يقربن مصلانا [illegible] معقول پیش کریں کہ اللہ تک گوشت نہیں پہنچتا بلکہ تقوے پہنچتا ہے کوئی ان بھلے مانسوں سے پوچھے کہ یہ تو سوختنی قربانیوں کی بندش کے جواب میں ہے جو قربانی کے گوشت کو آگ پر جلا کر راکھ کر دینا اور مخلوق کو محروم رکھنا ضروری سمجھتے تھے تو پھر بھلا کہ اس طرح پر تو ہر ایک رکن اسلام کو تہ و بالا کیا جا سکتا ہے نماز کی اصل غرض بھی فحشاء منکر سے رکنا یعنی تقوے ہے ان الصلوٰة تنهى عن الفحشاء والمنكر پس جب تقوے اور طریق سے حاصل ہو سکتا ہے تو اس [illegible] کی کیا ضرورت ہے۔ روزہ سے مراد تقوے ہے لعلكم تتقون پس کیوں خواہ مخواہ بھوکے اور پیاسے مریں جب ہم اپنے تقوے کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ حج کی علت غائی بھی یہی ہے کہ تقوے حاصل ہو وتزودوا فان خير الزاد التقوى اب کیا ضرورت ہے کہ گھر بار چھوڑ کر ایک ریگستانی علاقہ میں جائیں گھر بیٹھے ہی تقوے حاصل کریں۔ اور ليشهدوا منافع لهم کا منشاء تو آجکل یورپ کی سیر سے حل ہو سکتا ہے کہ [illegible] اسی طرف ہے پھر کعبہ کی طرف

منہ کرکے نماز پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ تو نے فرمایا تھا فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اور ارشاد
کیا لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔ غرض اگر اس اصل
کو درست مان لیا جائے کہ شریعت میں مصلحت وقت کو ہر طرح ملحوظ رکھا جاتا ہے تو پھر دین کی خیر نہیں
اور اسکی قطع و برید کے دن آگئے کاش وہ لوگ سوچتے کہ مصلحت وہی ہے جو خدا کا حکم ہے
ہمارا یہ اختیار نہیں کہ سالانہ کانفرنسیں کرکے ان میں ترمیم و تنسیخ کریں۔ اسلام خاتم الادیان
اور اسکی کتاب خاتم الکتب ہے جو ہر عصر و قرن اور جمیع بنی نوع انسان کو قیامت تک پیش
آنیوالی مجلس ... انکا لحاظ رکھ لیا گیا ہے مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ اس عالم الغیب
کو معلوم تھا کہ حج کے موقع پر اتنی قربانیاں ہونگی اور گوشت پڑا رہ جائیگا اور مسلمان اپنی
نادانی سے اسے دبا دیا کریں گے اور اسے علم تھا کہ بقول ہمارے لیڈر وطن کے بیت اللہ کے ہی
دجالی ہو اور جن کی ذات سے بخلاف چیلنج کیا ہے قرآن مجید نے بیت کو قِیٰمًا لِّلنَّاسِ۔
یہ لوگ اس سے منع ﷺ پاتے ہیں ذکر وہ لوگوں کے سبب امن کی جگہ ہے حج اور خانہ کعبہ
کا قیام وابستہ ہے ہمارے دستوں کے نرغے میں آجائیگا مگر اس نے پھر بھی وہ نذر دیا کہ قربانی بھی
بجائے خود مقصود ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ فتوے دینے والے قربانی کی فلاسفی سے آگاہ
نہیں جب خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ قوانین کی خلاف ورزی نقصان پہنچاتی اور بغیر ان
طریقوں پر چلنے کے جو کسی دنیاوی چیز کے حصول کے لئے مقرر ہیں وہ چیز نہیں ملتی اور
اور وہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا تو پھر محال اور ناممکن ہے اس روحانی مقصد کا حصول کسی
اور ذریعہ سے جو قربانی کے ذریعہ خداوند تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے اس بات کو خوب ذہن
نشین کر لو کہ جب ہم دنیا میں روزانہ نظارہ دیکھتے ہیں کہ جب کسی قانون الٰہی کی خلاف ورزی
کریں یا کسی چیز کو ان اسباب کے ذریعہ جو اس کیلئے ہیں سے وہ چیز حاصل ہوتی ہے تو ہم

(۱) یہ نکتہ غور کے قابل ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو قربانی کو محض ذبح ہی سمجھتے ہیں خدا تعالیٰ نے فرمایا
ہے کہ یہ وجود حقیقت ہے سب لوگوں کے لئے جو اس کے متعلق ہوں ہیں کہ وہ لوگ اسکے ...

حاصل ہو سکتا ہے اسی طرح پر جو ایثار جو اسلام قربانی کے ذریعے حاصل ہو سکتا ہے وہ
ہرگز ہرگز کسی اور طریق سے حاصل نہ ہوگا اور یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ خدا تعالیٰ فرماتا
ہے فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ۔ دین
اسلام کے دین فطرت ہونے کی بڑی بھاری دلیل یہی رہی ہے کہ اتقا کے تقوے جس کی نجات
جو کل مذاہب حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا بہترین و اقرب ترین و مجرب ترین طریق صرف
اسلام میں ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلام کی تعلیم سے فیضیاب ہو کر ایسے متقی اس کے
حصول کے زندہ نمونے ہر صدی میں موجود رہتے ہیں تاکہ منکران اسلام پر حجت قائم
ہو سکیں آپ سورہ حج کے رکوع ۵ کو غور سے پڑھیں ولکل امۃ جعلنا منسکا
فرما کر پہلے تو یہ بتایا کہ قربانی کی اصل ہر مذہب میں موجود ہے پھر اس نظارہ کو یاد دلا کر
کہ کس طرح ایک جانور جس پر صرف تم روپے پانسے یا قیمت سے خرید لینے کا حق
رکھتے ہو تمہارے آگے اپنے تمام قوے رکھ دیتا ہے اور تمہارے ہاتھ سے ذبح
ہو جاتا ہے یہ نصیحت فرماتا ہے فالٰھکم الٰہ واحد فلہ اسلموا کہ تمہارا
بھی ایک مالک ہے تمہارے تمام اعضاء اور ان کی قوتوں کو اسی نے پیدا کیا ہے
وہ صرف تمہارے قوتے کا خالق ہے بلکہ ان کا رب بھی ہے پس تم بھی اس کے
احکام کے آگے اسی طرح اپنی جان دیدو اور اپنی تمام خواہشات و مرغوبات و محبوبات
حتی کہ اپنی جان کو بھی اسی کی راہ میں قربان کر دو ایسے لوگ مخبتین کہلائیں گے
جن کے اوصاف یہ ہیں اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم والصابرین
علی ما اصابہم والمقیمی الصلوٰۃ ومما رزقنٰہم ینفقون
کہ جب اللہ کا ذکر آ جائے تو ان کے دل کانپ جائیں اور جو ان پر پڑے اس میں
استقلال و استقامت سے کام لیں نماز پڑھتے رہیں اور اسے ہر پہلو سے قائم رکھیں
اور جو اللہ نے دیا علم و مال و ہنر اس سے خرچ کرتے ہیں۔

اب یہ خشوع وخضوع یہ صبر و استقامت یہ قیام صلوٰۃ یہ انفاق فی سبیل اللہ کا جوش حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ مسلمانوں میں قربانیوں کا رواج نہ ہو کیونکہ اسکے لئے یہی طریق فرمایا مگر تعجب کہ آج سے مسلمان کہلانے والے بھائی ان اوصاف کے حصول کے ایک ذریعہ وسبب حقیقی کو اڑانا چاہتے ہیں کوئی شخص اگر کہتا ہے کہ جب نتیجہ یہ ہے تو پھر اسی کو لینا چاہئیے تو اس کا قول ایسا ہی ہے جیسا کوئی سات منزل چھت پر بغیر سیڑھی کے چڑھنے پر مصر ہو اور یوں حماقت سے اپنی ٹانگ توڑے ممکن ہے فوری جوش سے مغلوب ہو کر کوئی ایسا کام کرے لیکن اس کا انجام ضرور خراب ہوگا پھر یہی روح سچی شکرگذاری ہے جناب الٰہی میں اس باب میں عرق الگئے ہی اسکی کے ساتھ اسکے کلام معجز نظام میں جنگ کا ذکر دیکھ رہا ہوں چنانچہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ جس سے صاف ثابت ہے کہ جنگ میں جان قربان کرنے کی پہلی روح دوران قربانیوں کرنا ہے اگر مسلمانوں میں اضحیہ کا رواج نہ رہا تو ان میں کبھی وہ لگاؤ پیدا نہ ہو سکیگی جو انہیں میدان وغا میں کامیاب کرسکے ہاں کوئی جو کلام حکیم میں تدبر کرے اور پھر ان باتوں سے توبہ کرے جو خلاف منشاء اسلام اسکے منہ سے نکلیں

یہ تو سب مانتے ہیں کہ صرف جنگ ہی اصل اسلام نہیں ہے کیونکہ اگر یہی اسلام ہے تو پھر تو چنگیز و ہلاکو و نادر شاہ اور سردار بھی مسلم ہیں اور اگر اسلام نام ہے قرآن کریم اور سنت نبی رؤف رحیم پر چلنے کا اور تعظیم حرمات اللہ و شعائر اللہ کا تو جنگ سے پہلے ہمیں اپنے اسلام کی فکر کرنی چاہئیے اور ہمیں کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہئیے جو اسکے خلاف ہو دیکھو یہ کہنا کہ کوئی عید نہ منائے اور کپڑے نہ پہنے بلکہ سب ماتم کریں شریعت اسلامی کی جڑ ہے مسلم کہتے ہیں فرمانبردار کو۔ وَاِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ

وصاتی للہ رب العالمین کہنے والا ہوتا ہے۔ اسکا یہی ثمرہ ہے اسکی خوشی اس کی غمی محض للہ کے لئے ہوتی ہے اسکے نفس کو دخل نہیں ہوتا۔ وہ نئے کپڑے پہنتا ہے۔ تو محض اسلئے کہ خدا کا حکم ہے وہ خوشی مناتا ہے تو صرف اس لحاظ خیال سے کہ رسول اللہ نے ایسا فرمایا ہے اب جو اپنے ذاتی معاملات کو درمیان میں لاکر اس حکم کے خلاف کرے تو وہ اپنی ہوئیت کو باطل کرتا ہے ہمیں فتح کی خوشی ہو سکتی ہے تو بحیثیت مسلم ہونے کے فاتح بننے سے لیکن جب اسلام ہی کو اپنے تنزل کا سبب قرار دے لیں تو پھر کوئی شکست کھائے تو ہماری بلا سے اور اگر فتح پائے تو ہمیں کیا۔ مسلمانوں کی موجودہ روش سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ترقی اور فتح میں خارج چند احکام اسلامیہ ہی تھے پس جو بھی انکو چھوڑ مظفر و منصور ہوئے کیونکہ یہ مشورہ نہیں دیا گیا کہ نئے دن جو تین سوٹ بنتے ہیں ان میں کمی کی جائے یا کوئی فرنیچر ایک حد مناسب سے ہو گئے تو بڑھایا جاوے یا شادی وغمی کی رسوم پر جو خلاف حکم اللہ وخلاف حکم رسول خرچ ہوتا ہے ان کو چھوڑ دیا جائے یا جھوٹی نمائش و عارضی شہرت کے لئے جو اخراجات ہیں ان سے مسلمان لڑکوں یا کم از کم شادیوں پر جو مجرے کرائے جاتے ہیں یا آتشبازی کے بہانے نذر کر لیا جائے یا محرم کے تعزیے وغیرہ کے اخراجات دئے جاتے ہیں اور روپیہ ترکش ریلیف فنڈ میں دیا جائے بلکہ کہا گیا تو یہ کہ قربانیاں نہ کریں عید پر ماتم کریں نئے کپڑے نہ پہنیں نہ کھائے سکوں ونوٹ کا ملکی انعام ضبط کر لیا جائے بچوں کی جائز آرزوؤں کا خون کر دیا جائے اقربا سے جو اس تقریب پر مطابق حکم الٰہی سلوک کیا جاتا ہے اسے بند کر دیں حیف ہے ایسی مسلمانی پر کیا عید کے دن ماتم کرنے سے ترکوں کو فتح ہو جائیگی۔ اگر یہ بات یقینی ہے تو محرم کے اٹھارہ دن بھی اس ماتم میں شریک کر لیا جاتا اور اگر فتح ان امور سے وابستہ ہے جو خدا نے اپنے قرآن پاک میں فرمائے ہیں تو پھر سچے مسلمان بننا چاہیئے

ہم تو جب کلام الٰہی کا مطالعہ کرتے ہیں اس امر میں مطلع ہیں کہ مظفر و منصور ہونے کیلئے

یعنی یہ متقی ہیں دیکھئے سورہ بقرہ کا پہلا رکوع ایمان بالغیب مقیم الصلوٰۃ ہو اور جو کچھ اللہ نے دیا اس سے خرچ کرتے رہیں جو کچھ نبی کریم پر نازل ہوا۔ اور جو اس سے پہلے نازل ہوا اور پھر پیچھے آنیوالی وحی کو مسیح موعود پر ایمان لائیں۔ روز آخرت پر یقین رکھیں یہی لوگ ہدایت کے گھوڑے پر سوار ہیں اور یہی لوگ مظفر و منصور ہیں۔ پھر فرماتا ہے

۲۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ۔ وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران ۱۰۴، ۱۰۵) ترجمہ۔ اللہ کے اس قرآن مجید کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑے رہو اور تفرقہ نہ کرو۔ اور اللہ کا فضل یاد کرو جب تم دشمن تھے پس تمہارے دلوں میں الفت دی اور تم بھائی بھائی بن گئے تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے اس سے نکالا۔ اللہ اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ اور چاہیئے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو اسلام کی دعوت دیتا ہے اور نیکی کا حکم کرتا ہے اور بدی سے روکتا ہے اور ایسے ہی لوگ مظفر و منصور ہونگے۔

پس مسلمان اگر فتحیاب ہونا چاہتے ہیں تو وہ اتفاق و اتحاد کریں مگر اتفاق خیالی منصوبوں سے نہیں ہوگا بلکہ اسی طریق سے ہوگا جس طریق سے نبی کریم صلعم کے عہد میں ہوا یعنی ایک امام کی اطاعت قبول کرنے سے دوم یہ کہ مسلمان اپنے اوپر صدر کرے گروہ اپنا وقت اسلام کی اشاعت میں خرچ کرے۔

۳۔ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي

أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (الاعراف ۱۵۷) اللہ کے رسول پر ایمان لائیں اسکی تعظیم کریں، اسکے مقاصد میں مدد دیں اور اس نور کی جو اسکے ساتھ اتارا گیا (قرآن) اسکی پیروی کریں پس یہ لوگ مظفر و منصور ہیں بیٹے مظفر و منصور ہونا چاہتے ہو تو نبی اکرم صلعم کی متابعت میں فنا ہو جاؤ تمہارے ہر ایک قول ہر ایک فعل ہر ایک حرکت وسکون سے نبی کریم کی عظمت کا اظہار ہو نیز کر اسکے سنن ہی کو خیر باد کہہ دو۔

۴۔ فَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (التوبہ ۸۸) چوتھا اگر مظفر ہونا ہے کہ مال وجان سے کوشش کرو، نیکیاں بھی ایسے ہی لوگوں کا حصہ ہیں۔

۵۔ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (المؤمنون ۱۰۲) نیکیوں کا پلہ بھاری ہے وہی فتحیاب ہوگا۔

۶۔ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (النور ۵۱) جب اللہ اور اسکے رسول کی طرف فیصلہ کے لیے بلائے جائیں تو کہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی پس یہ لوگ فتحیاب ہوتے ہیں اب تم ذرا اپنے اعمال کا محاسبہ کرو، کہاں تک اپنی زندگی کے پیش آمدہ واقعات کو خدا اور رسول کے فیصلہ کے مطابق طے کرتے ہو۔

۷۔ فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ اپنے قریبی کو اسکا حق دیں مسکین کو دیں مسافر کو دیں یہ بہتر ہے ان کے لیے جو اللہ کی رضا کو چاہتے ہیں اور یہی لوگ فتحیاب ہونے والے ہیں۔

۸۔ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ

أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آخر مجادلہ پارہ ۲۸) جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے ہیں انہیں کبھی ایسا نہ پاؤ گے کہ وہ ان لوگوں سے محبت کریں جو اللہ اور اسکے رسول کے دشمن ہوں تو وہ انکے باپ ہوں یا بیٹے یا بھائی یا رشتہ دار عزیز۔ ان کو خدا جنتوں میں داخل کریگا۔ اللہ ان سے راضی اور وہ ان سے راضی یہ اللہ کا گروہ ہے اور اللہ کا گروہ ہی فتحیاب ہوتا ہے۔

۵۔ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنفِقُوا خَيْرًا لِّأَنفُسِكُمْ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (تغابن) جہاں تک ممکن ہو اللہ کا تقوے اختیار کرو اسکی بات سنو اطاعت کرو اور اپنی ہی جانوں کے فائدے کے لئے اس کی راہ میں خرچ کرو اور جو اپنی طبعی حرص سے بچیگا۔ وہی فتحیاب ہوگا۔

پس اے برادران ملت! یہ وہ فتحیاب ہونے کے گر ہیں جو خدائے علیم کی کتاب حکیم میں درج ہیں۔ ممکن ہے کوئی سطحی خیال کا نادان بول اٹھے کہ اس میں محکوم کیونکر ذکر نہیں ہوا۔ جہاد نہیں کیا۔ مگر میں سچ کہتا ہوں کہ اگر یہ باتیں تم میں پیدا ہو جائیں تو پھر تم پر کوئی غالب نہیں ہو سکتا۔ اور اگر بحیثیت مسلمان ہونیکے ترقی کرنا چاہتے ہو تو اول انکے مکارم اخلاق کے حصول کی کوشش کرو اور پھر کسی اور طرف توجہ دو۔ دیکھو وعدہ ہے إِن يَكُن مِّنكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ وَإِن يَكُن مِّنكُم مِّائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا کہ تم میں صابر ہو۔ بیس اور ایک سو ہزار کفار پر بھاری ہیں۔ یہاں بھی صبر و ایمان کی شرط لگائی

نوکامقام ہے اور نصرت الٰہی کا جذب بھی ایمان ہی فرمایا ارشاد ہوتا ہے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ہم اپنے فرستادوں اور مومنوں کی مدد اس دنیا کی زندگی میں کرتے ہیں۔ اور بشارت دی کہ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ کہ مومنوں ہی کی نصرت ہم پر واجب ہے اور سورہ مومنون کے ابتدا میں بھی یہی فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اور پھر فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ بیشک مظفر و منصور ہوئے وہ مومن جو نمازوں میں خشوع کرتے لغو کاموں سے بچتے زکوتوں کو ادا کرتے اور اپنے شرمگاہوں کی حفاظت کرتے اور اپنے عہدوں اور امانتوں کی رعایت اور نمازوں کی محافظت کرتے ہیں پس ان باتوں کو چھوڑ کر اور ان کلمات حکمت سے منہ موڑ کر مسلمان خوب یاد رکھیں کہ ان کے لئے فتحیاب ہونے کا کوئی طریق نہیں اور ہرگز نہیں یہی وہ باتیں ہیں جو ایک الٰہی قوم کے نبض شناس نے کلام الٰہی سے لکھیں اور اس مسیحا نے اعلان کیا کہ شفا کی خواہش رکھنے والے مریض اس نسخہ کو استعمال کریں ورنہ ہلاکت قریب ہے مگر افسوس کہ کسی نے کان نہ دھرے اس نے کس دلسوزی سے یہ پیغام دیا اب میرے تئیں کے بعد وہ مسلمان ہو مصداق ہیں اس شعر کے ؎

اپنے ہی کافی ہیں غیر قوم سے ٭ کرتی نہیں ہے منع صلوٰۃ العموم
کبھی ہمگ ہمارے فتحیاب نہیں ہونگے ؎

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد ٭ منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو ٭ جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا ⁂ وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائیگا

اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے ⁂ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

دشمن سے اب فیروزی لڑائی کے معنی ہی کیا ہیں ⁂ تم خود ہی غیروں کے محل سزا ہوئے

مبارک وہ جو ان باتوں پر ایمان لائیں اور سخت سے سخت مصیبت اور جوش کی حالت میں بھی ایسے کلمات منہ سے نہ نکالیں جو خدا اور اسکے رسول کے منشا کے خلاف ہوں اور جان پر بن آئی ہے تو بن جائے لیکن ایمان میں لغزش پیدا نہ ہو۔ وہ ان کے ہاتھوں سے انہی کے شامت اعمال کے سبب لگتے جا رہے ہیں تو جائیں مگر شعار اسلام کی تعظیم اور سنت النبی کا اتباع کسی حالت میں نہ چھوڑیں۔ وفقنا اللہ و ایاکم۔

فیصلہ خدائی مسلمات ثنائی یہ وہ شاندار رسالہ ہے جس میں میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر حق دہلی کے قلم سے بہ رقم۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات اور مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث امرتسری کی حیات کو کذب کے مسلمات پر حضرت مرزا صاحب کے لئے صداقت کی دلیل ثابت کیا ہے اور اس اپیل والی دعا پر خوب بحث کی ہے مخالفین جو اس دعا کا اشتہار پیش کیا کرتے ہیں۔ انکو دندان شکن جواب ہے پھر اس میں ایک اور پہلو سے اسکے غرض کی سفارش کا ثبوت دیکر حضور کے اپنے قلم سے لکھے ہوئے اشتہار اور الہامات کا عکس چھاپ دیا گیا ہے کون احمدی نہیں چاہتا کہ امام علیہ السلام کا نوشتہ اسکے پاس بطور تبرک رہے پس وہ اس میں یہی قیمتی شئے ملتی ہے جو ہزاروں روپوں کے عوض بھی نہ مل سکتی کہ ارزانی ہنوز کی مصداق ہے حجم قریباً سو صفحے قیمت ۸ ملنے کا پتہ ایڈیٹر حق۔ تراہا بیرم خاں پرانی منڈی دہلی

وفات مسیح اس ٹریکٹ میں آیات قرآن مجید کی تیس سے وفات مسیح کا استدلال ہو سکتا ہے جمع کر دی گئی ہیں۔ ترجمہ تو دیا ہے وجہ استدلال ساتھ نہیں دی گئی ہے۔ قیمت فی نسخہ

احمدیہ جنتری ہمارے اس سال کی مصری ہجری بکرمی تاریخوں کے علاوہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی کا ثبوت ہے تبلیغ کے لئے بہت عمدہ رسالہ قیمت ۱ روپیہ فی سیکڑہ

اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ

یعنی

مقبرہ بہشتی کے مدفون

کئی دن سے میں اس خیال میں تھا کہ جلسہ سالانہ پر جب میرے پیارے بھائی نیشنل میں کیا تحفہ انکی خدمت میں پیش کرونگا۔ اپنی جسمانی و روحانی کمزوریوں کے باعث تو اپنی خاطر و مدارت میں کوئی قابل ذکر حصہ لینے کے ہوں اور نہ کوئی اعلیٰ روحانی اخلاقی نمونہ دکھانے کے۔ آخر میرا ذوق مجھے اسی سرزمین میں لے گیا جہاں چند قدسی نفوس آرام فرما رہے ہیں۔ یہ وہ خوش قسمت لوگ ہیں جو اپنی مرادوں کو پا چکے اس دارالامتحان سے پاس ہو کر سارٹیفکیٹ حاصل کر چکے ہم تو ابھی راہ میں ہیں۔ خدا جانے کیا کچھ پیش آنیوالا ہے مگر یہ مبارک وجود ان تفکرات سے فارغ ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ سے حضور مقبول نے رسالہ الوصیت میں لکھا کہ

"واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں اور تا ان کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں"

اسلئے اور نیز اس واسطے کہ قبروں پر کتبے نہیں اور ہر ایک بھائی کو اپنے مرحوم بھائی یا بہن کے حالات کے جاننے کا شوق ہوگا میں نے یہ چند سطور لکھی ہیں۔

قطعہ اوّل (مشرق سے مغرب کو)

۱۔ مولوی عبدالکریم صاحبؓ ولد چوہدری محمد سلطان صاحب سیالکوٹی عمر ۴۸ سال

تاریخ وفات ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ ایک عالم فاضل ادیب کامل بہترین اصوات قرآن مجید کو خوش الحانی سے پڑھنے والے۔ حضرت مسیح موعود کے ساتھ کمال درجہ کی محبت رکھنے والے نماز پنجگانہ مسجد مبارک میں آپ ہی پڑھاتے تھے۔ خطوط نویسی کا کام بھی آپ ہی کرتے تھے اور حضور کے لیکچر بڑے بڑے جلسوں میں بڑی دلیری کے ساتھ سناتے تقریر اور تحریر میں کمال دسترس رکھتے۔ [illegible] کتاب لکھی۔ آپ کی وفات سے پہلے حضور کو الہام ہوا ستائیس سال عمر انا للہ وانا الیہ راجعون ۲۰۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کو مقبرہ بہشتی میں لائے گئے۔

۲۔ برادر الٰہی بخش ؓ متوطن مالیر کوٹلہ عمر ۵۰ سال تاریخ وفات ۱۰۔ اپریل ۱۹۰۵ء ہجرت کر کے قادیان چلے آئے اور جو کچھ اثاثہ تھا وہ سب کا سب اشاعت اسلام کے لئے حضور علیہ السلام میں پیش کر دیا۔

۳۔ چوہدری اللہ داد صاحب ؓ متوطن گلیاں ضلع گورداسپور عمر ۴۰ سال۔ وفات ۲۲ مئی ۱۹۰۵ء بڑے مخلص تھے۔ ملازمت چھوڑ کر [illegible] میں آ گئے اور بہت خوش اسلوبی سے اپنے فرائض ادا کرتے رہے۔ متدین اور خوش اخلاق تھے۔

۴۔ مسماۃ خوشحال ؓ متوطن مالیر کوٹلہ عمر ۶۰ سال وفات ۳۰ دسمبر ۱۹۰۵ء۔ وطن سے ہجرت کی تو پھر واپس نہیں گئیں۔ نماز کی بڑی پابند تھیں۔

۵۔ صاحب نور ؓ ولد [illegible] متوطن [illegible] عمر ۵۵ سال تاریخ وفات ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۵ء اپنے وطن سے اپنے بھائی والدہ اور تمام اہل و عیال سمیت ہجرت کر کے آئے تھے۔ بڑے صالح تھے۔ ان کی وفات کے بارے میں حضور کو الہام ہوا۔

قطعہ دوم

۶۔ امۃ الحمید بیگم ؓ زوجہ نواب محمد علی خان صاحب ؓ متوطن ریاست مالیر کوٹلہ عمر ۲۰ سال تاریخ وفات ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۶ء ریاست مالیر کوٹلہ سے ہجرت کر کے اپنے شوہر کے ساتھ

قادیان میں اقامت پذیر ہوئیں۔

۷۔ محمدی بیگم رض زوجہ پیر منظور محمد صاحب متوطنہ خورد ریاست پٹیالہ عمر [illegible] سال وفات [illegible] اکتوبر [illegible] بڑی سعادتمند اور مخلصہ بی بی حضرت مسیح موعود کی بہت خدمت کی حضور نے پیر صاحب کو اپنے دار میں جگہ دی تھی۔ ان کے متعلق حضور کے الہامات ہیں۔

۸۔ امتیاز النساء رض والدہ صوفی تصور حسین صاحب بریلوی عمر [illegible] سال وفات [illegible] صوفی صاحب کے ساتھ ہی بریلی سے ہجرت کر کے آئی تھیں۔

۹۔ امۃ الرحیم رض زوجہ سید مہدی حسین صاحب ساکن سید کسیر ضلع [illegible] عمر [illegible] سال وفات [illegible] نومبر [illegible] اپنے زوج کے ہمراہ ہی دارالامان میں آئی تھیں۔ مزاج میں بہت خوب اور مسکنت تھی۔ ۱/۳ حصہ ترکہ کی وصیت کی۔

۱۰۔ فاطمہ بیگم رض اہلیہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے متوطنہ گورداسپور عمر [illegible] سال تاریخ وفات [illegible] نومبر [illegible] ایک بااخلاص مومنہ اور خوش خلق و فیاض علمی پڑھی لکھی تھیں۔ مال کے تہائی حصہ کی وصیت بڑی خوشی سے کر گئی تھیں۔ حضور کے دار میں جگہ پائی تھی۔ اپنے زوج کی بہت فرمانبردار تھیں۔ چنانچہ اس مرحومہ کا منشاء [illegible] خوب ہی اسے نباہا۔ حصہ ہو [illegible] لاہور جہاں ان کا علاج ہو رہا تھا۔ وفات پائی اور وہاں سے لا کر مقبرہ میں دفن کی گئیں۔

۱۱۔ بصری رض زوجہ محمد اسمٰعیل معمار متوطن ریاست [illegible] عمر [illegible] سال تاریخ وفات [illegible] اپریل [illegible] وفات سے [illegible] سال پہلے ہجرت کر کے دارالامان آئی تھیں۔ جہاں سے جانا پسند نہ کرتی تھیں۔ [illegible] کے وفات پر بھی وطن نہ گئیں [illegible] کو دفن کی گئیں۔

قطعہ سوم

۱۲۔ شیخ مسیح اللہ رض متوطن شاہجہانپور عمر [illegible] سال وفات [illegible] اپنے وطن سے ہجرت کر کے آگئے تھے۔ انگریزی کھانوں کے پکانے میں خوب ہوشیار تھے۔ حضور

مسقف کے بوربین مہمانوں کی خدمت بجا لاتے۔

۱۳- امیر حسنؓ ولد سید مہدی حسین ساکن بیا کھیڑی عمر [illegible] سال وفات یکم ستمبر [illegible] نماز روزے کا پابند دینیات کا شائق ذکی و ذہین تھا ہر کے بعد احباب کی طرف جا رہا تھا پاؤں پھسل گیا اور رجان بحق تسلیم ہوا۔ یکم اگست [illegible] حضور نے خواب میں دیکھا کسی عورت نے کہا ہے ہیں یہ تین روپے اور کفن کے لئے میں آپ دونگا۔ چنانچہ یہی واقعہ پیش آیا

۱۴- حاجی شہاب الدینؓ ساکن لدھیانہ عمر [illegible] سال وفات [illegible] نومبر [illegible] حج کرنے کے بعد سکونت قادیان اختیار کر لی بہت مخلص اور جوشیلے آدمی تھے جتنا نقد روپیہ پاس موجود تھا حضور کی نذر کر دیا تھا۔

۱۵- خان امیر خانؓ ساکن قصبہ جوڑہ ہیاں عمر [illegible] سال وفات [illegible] جنوری [illegible] ایک پرجوش و مخلص احمدی جلسہ دسمبر [illegible] میں بغرض شرکت جلسہ آئے اور نمونیا میں مبتلا ہو کر شہید ہوئے۔

۱۶- بہادر احمد جی ولد محمد نصیر ساکن ریپ گرہن ضلع ہزارہ عمر [illegible] سال وفات [illegible] جلسہ دسمبر [illegible] میں بیعت کرنے کے لئے حضور امام میں حاضر ہوئے بیعت کی اور رات کو نمونیا ہو گیا اور صبح مقبرہ بہشتی میں جگہ پائی۔

۱۷- مولوی غلام حسینؓ ساکن لاہور عمر [illegible] سال وفات یکم فروری [illegible] احمدی جماعت میں ایک مشہور عالم فاضل اور عابد شب زندہ دار تھے [illegible] سال سے شرف بیعت حاصل تھا۔ آگے حالات خطبے پینے لگی ہے ہیں سلسلہ کے اخلاص میں اپنے وجود تک سے بے خبر رہتے [illegible] فروری کو دفن کئے گئے۔

قطعہ چہارم

۱۸- صلاح محمد ساکن چارکوٹ جموں عمر [illegible] سال وفات [illegible] اکتوبر [illegible] طالبعلم تھے خادم مسجد جوان صالح مخلص حضور مسقف کی کتب کے مطالعہ کا بڑا شوق تھا۔

۱۹ - اللہ رکھی صاحبہ متوطن شام ... عمر ۴۲ سال وفات ۳۰ اپریل ۱۹۱۳ء تاریخ دفن بہشتی مقبرہ
وطن سے ہجرت کرکے سکونت قادیان اختیار کرلی تھی۔ بڑے نیک بخت ... دیکھے ہے
مخلص اور پرجوش بہائی تھے اپنا کل مال متروکہ کی وصیت کر رکھی تھی ... گئے

۲۰ - چوہدری رستم علی صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس ساکن مدار ضلع جالندھر عمر قریباً ۶۰ سال وفات
۱۸ جنوری ۱۹۰۷ء آپ حضرت اقدس کے پرانے مخلص خدام میں سے تھے جب کوئی تحریک
ہوتی تو اس میں بڑھ کر حصہ لیتے۔ چنانچہ سلسلہ کی مالی خدمات اعلیٰ پیمانہ پر کیں۔ دارالامان میں
رہنے کا شوق تھا پنشن پاتے ہی یہاں آگئے اور لنگرخانہ کی خدمت اپنے ذمہ لی جبر ستمبر
میں ایسی جانفشانی سے کام کیا کہ بیمار ہوگئے اور وفات پائی۔

۲۱ - حسین بی بی صاحبہ متوطن بیرہ ضلع لدھیانہ عمر ۷۰ سال وفات ۳ اپریل ۱۹۰۷ء اپنے
بیٹے ڈاکٹر غلام غوث صاحب کے ساتھ بڑے اخلاص کے ساتھ دارالامان میں چند روز
کے لئے آئی تھیں اور قضائے الٰہی سے فوت ہوگئیں۔

۲۲ - قدرت اللہ خان صاحب متوطن شاہجہانپور عمر ۰۰ سال وفات ۵ اپریل ۱۹۰۷ء
حافظ قرآن تھے اپنے اہل و عیال سمیت ہجرت کرکے آئے تھے ان کا تمام وقت حضرت اقدس
کی خدمت میں صرف رہتا ہوا بھی میں نے ان کو دیکھا ہے نورانی شکل تھی اور بہت مخلص

۲۳ - الفت بیگم صاحبہ زوجہ شیخ رحیم بخش صاحب نومسلم سترھ کلارک ... عمر ۰۰ سال
ایک پادری کی لڑکی تھی عیسائیت سے بیزار ہوکر بڑے اخلاص سے اسلام میں داخل
ہوئی بلکہ اپنے شوہر کو بھی ساتھ لائی تعلیم یافتہ تھی مدرسہ البنات کی استانی رہی۔ اس کی ساری
زندگی نکلنے اس طریق پردہ کی نمائش میں بڑے استقلال اور نیاز مندی سے دن گزارے

قطعہ نمبر ۲

۲۴ - مائی نعمت بی بی صاحبہ عمر ۰۰ سال وفات ۲۰ مئی ۱۹۰۷ء فیض اللہ چک گورداسپور کی رہنے
والی تھیں عرصہ دراز سے وطن چھوڑ کر حضرت اقدس کی خدمت میں تھیں۔ آپ ہی کے گھر میں رہتیں

نمازیں پڑھ پڑھ کر دعائیں کرتی رہتیں حضرت اس بی بی کی بہت عزت فرماتے تھے جنہیں کو ایک [illegible] دے رکھا تھا

۲۵۔ مامون ساکن موضع [illegible] عمر [illegible] سال وفات ۲۲ جون [illegible] نواب محمد علی خان صاحب کا ملازم تھا بہت نیک اور مخلص۔

۲۶۔ شیری بی زوجہ [illegible] خان عمر [illegible] سال وفات ۲۲ جولائی [illegible] اپنے خاوند کے ساتھ ہجرت کر کے آئی تھیں حضرت مسیح موعود کی خادمہ تھیں اور بہت مخلصہ

۲۷۔ شیخ محمد ابراہیم ساکن [illegible] عمر [illegible] رجب [illegible] بہت نیک اور مخلص تھے ان کی قبر پر [illegible] سال کتبہ لگا ہوا ہے حسب وصیت نعش قادیان میں لائی گئی اور دفن کے گئے۔

۲۸۔ مہر ساون ساکن [illegible] عمر [illegible] وفات [illegible] دسمبر [illegible] بہت مخلص احمدی تھے علاج کے لیے یہاں آئے اور یہیں کے ہو رہے وصیت کی ہوئی تھی۔

۲۹۔ غلام حسن ساکن [illegible] عمر [illegible] سال وفات [illegible] مارچ [illegible] چوہدری حاکم علی کا لڑکا جو تعلیم الاسلام ہائی سکول میں تعلیم پاتا تھا نیک اور سعادتمند تھا پہلے دوسرے مقبرہ میں دفن ہوا پھر مقبرہ بہشتی میں لایا گیا۔

قطعہ ششم

۳۰۔ مولوی عبداللہ ساکن [illegible] عمر [illegible] سال وفات [illegible] جولائی [illegible] ایک غریب مزاج مخلص احمدی وفات سے عرصہ پہلے یہیں آ کر [illegible] تھے۔

۳۱۔ سعیدہ بیگم بنت پیر افتخار احمد صاحب عمر [illegible] سال وفات [illegible] دسمبر [illegible] نہایت بہت ملنسار اور دیندار لڑکی تھیں [illegible] محمد اشرف صاحب سے انکا نکاح ہوا [illegible] زچگی [illegible] قادیان میں لائی گئیں اور یہیں وفات پائی۔

۳۲۔ اللہ دتی بی بی بنت شیخ علی محمد [illegible] عمر [illegible] سال وفات [illegible] نومبر [illegible]

رہا کرتی تھیں والدین کے ساتھ ہجرت کر کے آ رہی تھیں اور وصیت کر رکھی تھی۔

۳۳۔ مہراں رضی اللہ عنہا زوجہ صدرالدین کلرک دفتر ساکن سیکھواں عمر ۸۰ سال وفات ۲۰ مئی سنہ ۔ بحالت بیوگی حضرت اقدس کے گھر میں خادمہ رہیں اور بہت اخلاص سے خدمت بجا لاتی رہیں۔

۳۴۔ حسین بی بی رضی اللہ عنہا زوجہ محمد رمضان آتش باز عمر ۶۰ سال وفات ۱۵۔ اپریل سنہ ۔ بیہیں قادیان کی رہنے والی تھیں سلسلہ احمدیہ کی مخلص اور نیک بی بی تھی وصیت کر رکھی تھی۔

۳۵۔ حکیم فضل دین رضی اللہ عنہ متوطن بھیرہ عمر ۵۵ سال وفات ۸۔ اپریل سنہ ۔ حکیم صاحب سیدنا مسیح موعود کے بڑے مخلص خدام میں سے تھے بڑے نیک پارسا اور متقی شخص تھے قرآن مجید کے حافظ بھی تھے حضور کی کتابیں چھپوانے اور پھر ان کی اشاعت کی خدمات میں آپ نے خاص حصہ لیا گئی ... کی وصیت کر رکھی تھی جناب امیر المومنین کے بچپن سے دوست واشنا تھے اور نیز نیک ... اس خوبی سے نباہا کہ مولانا صاحب کثر بڑی محبت سے ان کا ذکر کرتے ہیں اور کئی سوالات کے جواب قرآن و حدیث سے بڑی خوبی کے ساتھ آپ کے ایسے لکھا کرتے تھے آخری عمر میں مہتمم لنگر خانہ قرار پائے۔ اور اسی خدمت کے دوران میں اپھری کی شکایت ہوئی جس کے لئے لاہور جانا پڑا۔ وہیں وفات پائی اور جنازہ یہاں لا کر دفن کیا گیا۔

حصہ دوم

قطعہ اول (مشرق سے مغرب کی طرف قبریں گنتے ہوئے)

۳۶۔ مرزا مبارک احمد رضی اللہ عنہ خلف الصدق سیدنا امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام عمر ۸ سال ۸ ماہ وفات ۱۶ ستمبر سنہ ۔ حلیم الطبع سلیم الفطرت قرآن شریف خوب پڑھتے تھے شکل میں حضور مسعود کی شان پائی جاتی تھی۔ آپ کی شان سے پہلے حضور کو الہام ہوا۔ "انّی اسقط

من اللہ و اصیبه دیکھو تریاق القلوب مطبوعہ سنہ ۱۹۰۲ء میں لکھا ہے کہ یہ لڑکا چھوٹی عمر میں فوت ہو جائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

درمیان میں جگہ خالی ہے اور مغرب کی طرف

۲ - میرے سید و مولا میرے مطاع و آقا کا مزار پُر انوار ہے (علیہ الصلوٰۃ والسلام) عمر ۷۵ سال تاریخ وفات ۲۶ مئی سنہ ۱۹۰۸ء وقت ۱۰ بجے مقام لاہور ۲۷ مئی یہاں دفن ہوئے اور یہ مقام قبل از وفات آپکو دکھلایا گیا تھا۔ دیکھو الوصیت جسے دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء میں شائع فرمایا تھا۔

قطعہ دوم

۳۷ - حاجی فضل حسین رضی اللہ عنہ متوطن شاہجہانپور عمر ۹۰ سال وفات ۲۹ - فروری سنہ ۱۹۰۸ء حضور کے مخلص مریدوں میں سے تھے عرصہ دس سال سے ہجرت کرکے قادیان میں آرہے تھے ان کے مخلص ہونے پر مہر ہے کہ حضور کے جوار میں جگہ پائی۔

۳۸ - بابو شاہ دین رضی اللہ عنہ سٹیشن ماسٹر ساکن مانبو والہ (سیالکوٹ) عمر ۳۵ سال وفات ۱۰ مئی سنہ ۱۹۰۸ء بڑے مخلص مرید تھے اور یہی ان خوش قسمت لوگوں میں ہیں جنہوں نے حضور کے قدموں میں جگہ پائی۔ مرض الموت میں بھی اخلاص کے قادیان آ گئے تھے حضور کو ان کی وفات کی خبر لاہور میں بذریعہ الہام ہوئی تھی۔

۳۹ - میاں حمید احمد رضی اللہ عنہ صاحبزادہ مولانا حضرت مرزا بشیر احمد کا بچہ عمر دو ماہ دس دن وفات ۹ - اگست سنہ ۱۹۰۸ء

اس سے آگے خالی ہے ایک اور قطعہ بھی

۴۰ - حبیب بی بی رضی اللہ عنہا دختر شیخ صوبہ خان ڈرل ماسٹر متوطن پھانسو وال (لدھیانہ) عمر ۲۵ سال وفات یکم فروری سنہ ۱۹۰۹ء ایک سال پیشتر وصیت کر رکھی تھی۔

۴۱ - شرفاں رضی اللہ عنہا والدہ جمال الدین صاحب سیکھواں ضلع گورداسپور عمر ۸۰ سال وفات ...

ایک نیک صالحہ عورت تھی اپنے گاؤں میں وفات پائی جنازہ یہاں لایا گیا

۴۲ - حیات النور رضہ زوجہ حافظ روشن علی ساکن عزیز ضلع گجرات عمر ۲۴ سال وفات ۲۰ نومبر ۱۹۰۸ء ایک مخلصہ نیک اور غریب مزاج بی بی تھیں دل کے یہ حصہ کی وصیت کر گئی تھی۔

۴۳ - برکت بی بی رضہ زوجہ شیخ مولا بخش صاحب لاہور عمر ۵۰ سال وفات ۱۹ جنوری ۱۹۰۹ء نیک اور متقیہ بی بی تھیں نعش لاہور سے قادیان لائی گئی ۲۳ جنوری کو دفن ہوئیں۔

۴۴ - کریم بخش رضہ عمر ۵۰ سال وفات ۱۴ مارچ ۱۹۰۹ء یہ صاحب لنگر خانہ کے باورچی کے فرائض ادا کرتے تھے سیالکوٹ سے ہجرت کر کے یہیں آ بیٹھے تھے حضرت اقدس سے بڑا اخلاص تھا باوجود عیالداری اور قلیل تنخواہ ہونے کے آمدنی کا مقرر حصہ ادا کرتے رہے اپنی ہنرمندی کی وجہ سے بہت سا روپیہ کما سکتے تھے لیکن دارالامان کی رہائش کو ترجیح دے رکھی تھی۔

۴۵ - مرزا ایوب بیگ ساکن کلانور ضلع گورداسپور عمر ۲۵ سال وفات ۲۰ اپریل ۱۹۰۰ء اس صالح نوجوان کی جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جناب خلیفۃ المسیح سے کئی بار تعریف سنی ہے اسکی محبت اور اخلاص نیکی اور تقوے دینداری کے سب قائل ہیں مطابق وصیت ۲۰ دسمبر ۱۹۰۸ء صندوق لا کر دفن کیا گیا۔

قطعہ پنجم

۴۶ - شیخ جھنڈا رضہ ساکن تلونڈی گورداسپور عمر ۷۰ سال وفات ۱۲ اپریل ۱۹۰۲ء طاعون سے شہید ہوئے امانتاً وہیں دفن رہے پھر ۱۵ اپریل ۱۹۰۹ء کو مقبرہ بہشتی میں دفن کیے گئے صالح آدمی تھے۔

۴۷ - عمر الدین رضہ شیر فروش عمر ۳۴ سال وفات ۱۲ اپریل ۱۹۰۲ء قادیان کے رہنے والوں میں سے ابتداء میں ہی مرید ہوئے بہت دیانتدار اور نیک تھے شیر فروشی کرتے تھے بشاش رہتے اور بھائیوں سے بکشادہ پیشانی ملتے ۱۱ اپریل ۱۹۰۹ء کو مقبرہ میں صندوق لایا گیا۔

٤٨- **برکت بی بی** زوجہ خلیفہ نور الدین صاحب جمونی عمر ٦٤ سال مرحومہ صالحہ عورت تھی قادیان ہی میں ١٥ اپریل ١٩١١ء کو وفات پائی۔

٤٩- **نثار احمد** ولد [illegible] عمر [illegible] سال وفات ٢٢ اپریل [illegible] بہت نیک بچہ بھلا اور سعید صالح ایک نوجوان تھا۔ امتحان انٹرنس پاس ہونے کی خبر وفات پر آئی ٢٢ اپریل [illegible] کو مقبرہ بہشتی میں دفن کئے گئے

٥٠- **نور محمد** ولد [illegible] ساکن کرم [illegible] کابل عمر [illegible] سال وفات [illegible] میاں احمد نور صاحب کے چچا تھے اپنے وطن سے سفر کر کے یہاں مقیم ہوئے بہت صالح اور متقی تھے مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے کی آرزو تھی جائداد کے ساتویں حصہ کی وصیت کر رکھی تھی

٥١- **قاضی خواجہ علی** ولد ساکن لدھیانہ عمر [illegible] سال وفات [illegible] اگست [illegible] حضرت اقدس کے پرانے مخلصین میں سے تھے حضور نے ان کی خدمات کا ذکر ازالہ اوہام میں کیا ابتدائی اوقات میں آپ نے اپنے مال و منال سے سلسلہ کی مدد کی ہے آخری عمر میں قادیان آ رہے تھے لنگر خانہ کا انتظام سپرد تھا ایک ماہ کی رخصت لیکر لدھیانہ گئے وہیں وفات پائی ورثاء نے نعش یہاں پہنچا دی

قطعہ ششم

٥٢- **حکیم غلام محی الدین** ولد ساکن [illegible] عمر [illegible] سال وفات [illegible] ستمبر [illegible] حضرت اقدس کے مخلص مرید تھے کئی مہینوں سے قادیان میں اقامت پذیر تھے جناب امیر المومنین نے آپکو اپنے مکان میں جگہ دے رکھی تھی چند روز بیمار رہ کر فوت ہوئے مال کے تہائی حصہ کی وصیت کر رکھی تھی۔

٥٣- **میاں محمد الدین** ولد [illegible] اپیل نویس سیالکوٹ عمر [illegible] سال وفات [illegible] نہایت مخلص اور خوش خلق [illegible] سال اور سلسلہ کی خدمت کرتے رہے تھے جب بہت بیمار ہو گئے تو اصرار سے اپنے بچوں سے کہا مجھے قادیان لے چلو۔ یہاں آ کر وفات پائی۔

۵۴۔ **عزیز النساء بیگم** رض بنت مولوی میر محمد سعید صاحب حیدرآباد دکن۔ عمر ۱۸ سال وفات ۱۰ ستمبر سنہ ۔ خواندہ و لکھنے پڑھنے والی تھیں۔ حافظ محمد اسحق صاحب کی زوجیت میں تھیں موضع رسول (گجرات) میں وفات ہوئی۔ وہاں سے وہ ربوہ لائی گئیں۔

۵۵۔ **کلثوم** رض (بنت حافظ احمد اللہ صاحب) عمر ۱۸ سال وفات ۱۵ ستمبر سنہ ۱۹۰۸ء بہت نیک صالحہ خواندہ بی بی تھیں۔ بہت سی لڑکیوں کو اپنے گھر پر تعلیم دیتیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت اخلاص تھا۔

کیا مسیح زندہ ہیں؟ مجمع الاخوان کا ہوری جنڈیل نمبر ۵ ہے جس میں وفات مسیح کا ثبوت قرآن کریم سے دیا گیا ہے۔ مخالفین جو آیات رفع و حیات مسیح کے متعلق پیش کیا کرتے ہیں۔ ان کا جواب مدلل ہوا ہے پھر وفات کو ثابت کیا ہے۔ ہماری جماعت کو چاہیے کہ وہ ٹریکٹ بہت سی تعداد میں جو سیکڑہ کے حساب سے ملتے ہیں منگا کر اپنے قرب و جوار کے واقف لوگوں میں تقسیم کریں اور تبلیغ کے فرض سے سبکدوش ہوں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن بہت مفید کام کر رہی ہے۔ اس جرح کی تعداد میں یہ ٹریکٹ شائع کرنا بڑی بھاری خدمت ہے۔ دوسرے نمبر میں انشاء اللہ احادیث سے وفات مسیح کا ثبوت ہوگا۔ وہ بھی اس ریویو کے شائع ہونے تک چھپ جائیگا۔

ملنے کا پتہ۔ سید داؤد شاہ سکرٹری مجمع الاخوان محلہ چابکسواراں شہر لاہور

وید اور سوامی دیانند لالہ دھرم پال بی۔ اے مشہور آریہ نے یہ رسالہ شائع کیا ہے جس میں ۵۰۰ وہ باتیں لکھی ہیں جن کی بنا پر سوامی دیانند صاحب نے قرآن مجید کو الہامی نہیں مانا۔ اور پھر وہی باتیں وید سے خود سوامی کے ترجمہ سے نکال کر دکھا دی ہیں۔ آریوں پر حجت قائم کرنے کے لئے یہ رسالہ انشاء اللہ بہت کام دیگا۔ احمدی احباب ۱۰ قیمت بھیج کر ضرور منگوائیں۔ حجم ۱۰۲ صفحے۔

مینیجر اندر لاہور

واقعات کربلا و عقاید شیعہ

رقمزدہ منشی غلام حسین ناظم فیروز پوری

واقعات کربلا	موازنہ	عقاید اثنا عشریہ

(۲) دو عالم اہل کوفہ

اہل کوفہ سب منافق تھے اور شیعہ ہونے کا دعوی کرتے تھے۔ امیر المومنینؑ اور امام حسینؑ کے ساتھ جو سلوک کئے وہ تم سن ہی چکے ہو۔ اور وہ ملعون بنی امیہ کے دشمن بھی تھے الخ

ترجمہ فارسی تذکرۃ الائمہ مجلسی مطبوعہ ایران ص

امیر معاویہ کے ساتھ جب امام حسنؑ نے صلح کی تو اکثر اہل کوفہ کو یہ امر نہایت ناگوار گزرا اور طرف نے امام حسن کی رفاقت چھوڑ دی بلکہ بے ادبی کرنے سے بھی باز نہ رہے۔

صاحب کشف الغمہ لکھتے ہیں۔ خذلوہ کما خذلوا اباہ (علیہ السلام) من قبل فبقی لخاذ لہم وقعا بہم باخیہ (الحسینؑ) بعدہ حال عطا عقایدھم گے

یہ شعر کتاب عربی وال اصحاب بخط الثائر

باسیاف ذلک البغی اول سلھا
اصیب علی لا بسیف ابن ملجم

(۱) فضائل کوفہ و اہل کوفہ

کوفہ وہ زمین ہے جس سے بشارت فرزند محبت جناب علیؑ کی قبول کی تھی جلاء العیون اردو ص

کوفہ حرم امیر المومنین ہے مجالس المومنین ص

تشیع اہل کوفہ حاجت باقامت دلیل ندارد و سنی بودن کوفی الاصل خلاف اصل و محتاج بدلیل ست واگر ابو حنیفہ کوفی باشد مجالس المومنین ص

منصور عباسی نے کوفہ کی کثرت شیعہ ہونے کے باعث ہی بغداد کو دار الخلافہ بنایا تھا مجالس المومنین

امام صاحب الزمان کا دار الخلافہ بھی کوفہ ہی ہوگا

زمانہ رجعت کے کوفہ کی شان و شوکت۔ شیعوں کی کثرت و فور ثروت و عشرت کا پورا حال دیکھنا ہو تو مجلسی کی آخری تصنیف حق الیقین کے باب رجعت کو ملاحظہ کرو۔ شیعہ خالص ہونکی علامت اسوقت یہی کوئی ہوتا ہوگی۔ کوئی مومن نہ ہوگا جس کا گھر کوفہ میں نہ ہو یا نوح کوفہ میں۔ یا ولش مائل بکوفہ نباشد"

صفحات کربلا

مسلم کے ہاتھ پر اسی ہزار کوفی نے بیعت کی تھی۔
(ناسخ التواریخ ص۲۲۳) پھر جو کوفی میدان کربلا میں
آئے۔ انکی تعداد بھی اسی ہزار ہی لکھی ہے بلکہ
لشکر این زیاد را ہشتاد ہزار نگاشتہ گوید ہمگان
کوفی بودند و حجازی و شامی با ایشاں نبود (ناسخ
و مروج کربلا مطبع ایران صفحہ امروہہ ص۲۲)
کربلا میں جب خطبہ ہو چکے تب امام حسینؑ نے طلبی
کے عریضے لکھنے والے کوفیوں کو ایک خطاب کیا
لکھا ہے اس میں فرماتے ہیں اگر تم اپنے قول و قرار پر
قائم نہیں ہو تو کچھ تعجب نہیں ہے میرے والد
علیؑ اور بھائی امام حسنؑ کے ساتھ بھی تم ایسا ہی
سلوک کر چکے ہو (ناسخ التواریخ ص۲۳۸)
کوفیوں کے متعلق فرمایا ہے مجھے کسی نے
پوچھا تو فرمایا رنگ مکاتیب ایشان است و حال
آنکہ گشتہ من ایشان شدند (ناسخ ص۲۵)
خطاب امام حسینؑ بکوفیاں۔ اے بیوفا و ایں جفا
غدار قوم والے ہو تم نے ہنگام اضطراب اپنی مدد کو
مجھے بلایا اور جب میں متوجہ ہوا کہ قبول کیا تمہاری
نصرت و ہدایت کرنیکو آیا اسوقت شمشیر کھینچ مجھ پر
کھینچی اپنے دشمنوں کی تیغ یاری اور مددگاری کی

عقائد شیعہ اثنا عشریہ

حضرت علیؑ نے فرمایا ہے کہ لا یبقی مومن فی
شرق الارض و غربھا الا حشر اللہ روحہ
الی وادی السلام قلت لہ و این وادی
السلام قال ظہر الکوفہ۔
ترجمہ کوئی مومن خواہ مشرق میں فوت ہو خواہ مغرب
میں سکی روح کو حشر وہاں سے اٹھا کر وادی سلام
میں بھیجدیا ہے راوی نے پوچھا حضرت وادی
السلام ہے کہاں فرمایا کوفہ کی پشت پر
منتقل از گوہر مراد و کیمیا کہ ادکانی اصل ہشتم باب
چہارم مقالہ سوم۔ قول امام صادقؑ در بیچیک از
بلاد آنقدر دوست ندارم کہ در کوفہ بعد ازاں تمسوا
ایتھا العصابۃ ان اللہ قد اکرمکم بامر جھلہ
الناس فاحببتمونا و ابغضنا الناس و
اتبعتمونا و خالفنا الناس و اقتفتم
و کذبنا الناس و صدقتمونا الخ جواہر مش حسینی
ترجمہ فرمایا امام صادقؑ نے کہ کسی ملک میں اسقدر
اسقدر دوست نہیں جس قدر کہ کوفہ میں۔ اے
گروہ کوفہ اے گروہ اصحاب تمہارے قوم کو اپنے ہی
اس امر راست میں ہدایت عطا کردی حالانکہ
لوگ اس سے ناعلم ہی رہے تم نے ہماری

واقعات کربلا

اور اپنے دوستوں سے دست بردار
ہوکے اپنے دشمنوں سے مل گئے لہٰذا
جلاء العیون ص۴۹۶ امام زین العابدین علیہ السلام
- بعد شہادت جب کوفہ میں بحالت اسیری گئے تو
کوفی کی مصیبت کو دیکھکر رونے لگے تو آپ نے
انکو فرمایا کہ تم خود تم ہی نے تو ہم کو قتل کیا اور تم ہی نے
اسیر بھی کیا پھر تعجب کہ روتے ہو اور نوحہ زاری بھی تم
ہی کرتے ہو (ارشاد القلوب ص۲۲۲)

خطاب حضرت زینب بنت جناب علیؑ

"اے اہل کوفہ اے اہل غدر و مکر و حیلہ تم ہم پر
گریہ کرتے ہو اور خود تم ہی نے ہم کو قتل کیا"
اے اہل کوفہ تم پر وائے ہو تم نے کس طرح آنحضرت
رسول کو قتل کیا (ملخصاً جلاء العیون اردو ص۔۔۔
جزء ثالث ص۲۲۲)

خطاب حضرت فاطمہ بنت سید الشہداء

ہلاک ہو تم اے اہل کوفہ کن کن خونوں کا حضرت
رسالت تم سے قصاص کریگا اس کی ضد کا پھر
میرے جد علی ابن ابیطالب اور فرزندان آل
سے تم نے کیا اور انہیں قتل کیا اور شور میں
سے فخر کرتے ہو کے فخر کیا (خطاب ابن غور بیبی شیعہ)
کہ بیٹے علی اور فرزندان علی کو شمشیروں سے قتل
جلاء العیون ص۔۔۔

عقائد شیعہ اثنا عشریہ

دعوت کو قبول کر لیا حالانکہ اور روح ہمارے ساتھ
منافق کیا تھے ہماری بیعت کی حالانکہ اور روح نے
ہماری مخالفت کی تھی ہمارے ساتھ موافقت کی
اور ہماری تصدیق کی حالانکہ اوروں نے ہماری
تکذیب ہی کی۔
شیعہ کا یہ ہم تو خدا نے تجویز کیا وہ رحمت ہی
"بلی اللہ" (فروع کافی کتاب الروضہ)
ہم ابھی سب سے پہلے شیعیان کو قتل کی گیا
گیا ہے جو کہ مخلص مخلص جعفری ہو سکے اسلئے
امام صادق کے سکھ تھا نہ شیعہ ابن امام
زین العابدین علیہ السلام کی امداد سے دست بردار
ہو گئے (تذکرۃ ص۔۔۔)
ملا باقر مجلسی معتبر راویوں کی زبانی حضرت علیؑ
سے روایت کرتے ہیں کہ کوفہ کی مسجد میں افضل تر ہے
اور شہر و ضیاؤں سے نماز پڑھی ہے اور اسی جگہ
ہے عصائے موسیٰ اور کدو کا درخت اور انگشتری
سلیمانؑ اور اسی سے نوحؑ کے طوفان کا تنور
پھوٹ نکلا اور کشتی نوح بھی اسی جگہ بنائی گئی
اور وہ بابل کی بہترین جگہوں میں سے ہے اور
اسی جگہ جمع ہوئے پیغمبروں کی ہے (دیکھو حیات القلوب
باب اول فصل چہارم ذکر فضائل انبیاء)

واقعات کربلا

خطاب ام کلثوم بنت جناب علیؑ

"اے اہل کوفہ تمہارا حال برا ہو اور تمہارے منہ
سیاہ ہوں تم نے کس سبب سے میرے بھائی
حسینؑ کو بلایا اور ان کی مدد نہ کی اور انہیں
قتل کر کے مال و اسباب ان کا لوٹ لیا" ملخصاً
جلاء العیون صفحہ ۔۔ ناسخ التواریخ جلد ۶

خطاب امام زین العابدین علیہ السلام

میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ تم جانتے ہو کہ
میرے پدر بزرگوار کو خطوط لکھے اور انکو فریب
دیا اور ان سے عہد و پیمان کیا۔ اور ان سے
بیعت کی اور آخر ان سے جنگ کی اور دشمن
کو ان پر مسلط کیا پس لعنت ہو تم پر

کوفیوں کے شیعہ ہونیکا ایک مزید ثبوت

جب مسلم کوفہ میں آئے تو لوگ
جوق در جوق ان کی بیعت کرنے لگے۔ گورنر کوفہ
نرم دل سیا تھا۔ ایک شخص عبداللہ بن مسلم حضرمی
نے یزید کو رپورٹ کا خط لکھا اس کا
آغاز یوں ہے اما بعد فان مسلم
بن عقیل قد قدم الکوفہ و
بایعہ الشیعۃ للحسین بن علی بن
ابی طالب الخ ناسخ التواریخ صفحہ ۲۴۹

عقاید شیعہ اثنا عشریہ

مذکورہ بالا حوالوں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کوفی
لوگ شیعہ باہم متعارف ہیں اور جہاں کہیں شیعہ
کی تعریف کتب شیعہ میں پائی جائے۔ اسکے
مخاطب سب سے اول کوفی ہی ہونگے

کتاب فروع کافی میں فضائل شیعہ میں ایک لمبی
حدیث ہے جس کے بعض فقرات یہ ہیں ان
لکل شئی عزاً و عز الاسلام الشیعۃ و ان لکل
شئی ذروۃ و ذروۃ الاسلام الشیعۃ
و ان لکل شئی اماماً و امام الارض ارض تسکنھا
الشیعۃ ملخصاً کتاب الروضہ طبع لکھنؤ
ترجمہ اور ہر ایک چیز کے لئے ایک عزت ہوتی ہے
اور اسلام کی عزت شیعہ ہیں۔ اور ہر ایک چیز کا
ایک کنگرہ ہوتا ہے اور اسلام کا کنگرہ شیعہ ہیں
اور ہر ایک چیز کا امام ہوتا ہے تو زمین کا امام
وہ مقام ہے جہاں شیعہ سکونت پذیر ہوں۔

جناب علیؑ نے اپنے ایک مراسلہ میں کوفیوں کو
ابتدائی خلافت میں تحریر فرمایا تھا جبھۃ
الانصار و سنام العرب کے معنی ...
کہ یعنی ہمارے مددگار ہیں ... مقدم اور
مقدم عرب میں ... بلند ...
کتاب نہج البلاغہ ... معلوم ...

مدرسہ احمدیہ کی طرف احباب کی توجہ درکار ہے

اس چودھویں صدی میں ایک عظیم الشان مجدد آیا۔ اسکی بعثت کی غرض غائی یہی ہے کہ

(۱) دنیا کو زندہ خدا۔ زندہ رسول۔ زندہ کتاب کا پتہ دے۔

(۲) دیگر مذاہب (خصوصیت سے عیسائی اور آریہ) کی طرف سے جو جھوٹے الزام ہمارے پاک نبیؐ اور انکی پاک تعلیم پر لگائے جاتے ہیں دور ہوں۔ اور دنیا پر ثابت ہو جائے۔ کہ اسلام اور اسکا خدا تمام عیبوں اور نقصوں اور کمزوریوں سے منزہ ہے۔

(۳) یہ معلوم ہو جائے کہ نبی کریم کی جو پیشگوئی آخری زمانہ کے مصلح کے بارے میں تھی جس پر ایمان لانا تمام دینی و دنیوی ترقیوں کا موجب ہے حضرت مرزا صاحب کی ذات میں پوری ہو چکی ہے

(۴) تمام دنیا میں اسلام کا نقارہ بج چکے اور اس کا بول بالا ہو۔ مذکورہ بالا اغراض کی تخم ریزی کر کے یہ عظیم الشان انسان ہم سے رخصت ہوا۔ اب ہم جو اسکے مرید اور پیرو ہیں ہمارا فرض ہے کہ ان اغراض کی تکمیل کریں۔ ان اغراض کی تکمیل موقوف ہے ایسے آدمیوں کے حصول پر (۱) جن میں حق پھیلانے کا جوش ہو۔ اور وہ دین کے لئے اپنی دنیا کی قربانی کر سکیں (۲) وہ غیر مذہب کی کتب اور انکے دین سے خوب آگاہ ہوں (۳) وہ اپنے اپنے مذہب اسلام کی خوبیوں سے اچھی طرح واقف ہوں (۴) قرآن مجید احادیث کو خوب سمجھتے ہوں۔

(۵) تمام علوم اسلامیہ کے عالم ہوں (۶) تمام حیثیت کر دنیا خاص ملکہ ہو (۷) سب سے بڑھکر یہ کہ ان کا کیرکٹر دوسروں کے لئے نمونہ ہو (۸) اپنے امام کی تعلیم اور اسکی طرز تبلیغ کو جانتے ہوں۔

(۹) دعاؤں میں لگے رہنے والے ہوں (۱۰) قوم کے امیر کے زیر سایہ اور صحبت میں وابستہ رہے ہوں۔ سو میرے بھائیو! میرے دوستو! میرے بزرگو! ایسے آدمی تیار کرنیکے لئے یہاں ایک مدرسہ احمدیہ قائم ہے جس میں وہ باتیں جو پہلے لکھی ہیں خدا کے فضل سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تقریر میں ایسے مدرسے کی ضرورت پر فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں علماء پیدا ہوں علم دین میں برکت ہوتی ہے۔ اس سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ بغیر اسکے شوخی بڑھتی ہے نبوی علم میں برکات ہیں۔ اور ارشاد کرتے ہیں کہ مدرسہ کی بنا سے غرض یہی تھی کہ دینی خدمت کے لئے لوگ تیار ہو جائیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا قانون ہے پہلے گذر جاتے ہیں دوسرے جانشین ہوتے ہیں۔ اگر دوسرے جانشین نہ ہوں۔ تو قوم کے ہلاک ہونیکی جڑ ہے۔ یہ حضرت صاحب کے الفاظ ہیں۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح نے بارہا ایسے آدمیوں کی تڑپ ظاہر کی جو کالجوں میں پڑھنے والوں وکیلوں بیرسٹروں اور دیگر معزز عہدہ داروں۔ تاجروں۔ کاریگروں۔ امیروں۔ مولویوں اور دوسرے واعظوں کے واعظ ہوں۔ ان حوالجات سے ضرورت تو اب ثابت ہو چکی ہے۔ اور یہ بھی کہ اس ضرورت کو بجز مدرسہ احمدیہ پورا کر سکتا ہے۔ لہذا میرے بزرگ اس کی امداد کیطرف توجہ فرماویں۔

ریویو

مادہ فانی ہے ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب ایل ایم ایس احمدیہ بلڈنگس لاہور نے رسالہ شائع فرمایا ہے جس میں نئی تحقیقات سے یہ ثابت کیا ہے کہ ریڈیم سے معلوم ہوا کہ مادہ فنا ہو کر کالی کی شکل اختیار کرتا ہوا کسی نامعلوم حالت میں چلا جاتا ہے جہاں جاکر وہ تباہ ہو جاتا ہے۔ مادہ کی فانی ہونے سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یہ حادث ہے اور بعد پیدائش کے خود قائم نہیں رہ سکتا۔ اسلئے اسکی پیدائش اور قیام کے لئے کسی بیرونی طاقت کی ضر

کی ضرورت ہے۔ پس ثابت ہوا کہ خدا خالق ہے اور مخلوق جب مخلوق ہے تو خدا ہر طرح مالک ہے اور بحیثیت مالک جو کچھ وہ کسی چیز کو بنا دے بنا سکتا ہے۔ اسلئے اس تفرقہ درجات کی وجہ تناسخ نہیں۔ اور اور جب فانی ہے تو پھر روحیں بند رکھنے کس طرح بنتی وہ علیحدگی پس مسئلہ تناسخ بھی غلط ثابت ہوا پس اسلام سچا ہے جس نے بتایا کہ ارادہ الٰہی اور حکم الٰہی خلق کا موجب ہیں۔ کتابچہ مفت تقسیم فرماتے ہیں۔ شائقین منگوا کر آریوں پر حجت تمام کریں

مشہور عالم جنتری ستارہ ہشت گر ہماری اصل صاحب نجم سیالکوٹی لاہور سے جنتری شائع کیا کرتے ہیں جس میں اول دو برسوں کی جنتریوں کے علاوہ جوتش کے متعلق بہت سے سعادت اور موسمی حالات کی پیشگوئیاں ہیں۔ پتہ اوپر درج ہے بلکہ ہر مشہور کتب فروش سے مل جائیگی

علمی و رحمانی جنتری دو جنتریاں کانپور سے شائع ہوئی ہیں اس میں علاوہ جنتری کے تجارتی مال کی فہرست بھی ہے جس سے چیزیں منگوانے والوں کے بہت سی سہولت ہو جائیگی نیز بہت سے مفید حالات سلطنت روئے زمین وغیرہ درج ہیں ایسی مفید معلومات آنے کم قیمت بصرف ان جنتریوں سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ ملنے کا پتہ سید محمد عبداللہ علم سوداگر مؤلف علمی جنتری کو روس گنج یوائی کوٹھی اور سید فضل الرحمن رحمانی جنتری بھرس کمال گنج کانپور

احمدی غیر احمدی میں کیا فرق ہے ایک تقریر دلپذیر ہے جو حضرت اقدس علیہ السلام نے سنہ ... کے سالانہ جلسہ پر فرمائی اور حضرت محمود کر فخر الدین احمد ملتانی قادیان ضلع گورداسپور نے چھپوائی اور اسے واضح طور سے بتایا گیا ہے کہ احمدی غیر احمدیوں سے کن باتوں میں ممتاز ہے خود امام سلسلہ کا کلام ہے۔ ترقی جب کے حساب سے خرید کر تقسیم کیا جاوے پتہ مکتبہ ڈپو ہے اس کی اشاعت ہونا ضروری ہے کہ بعض لوگ احمدی غیر احمدی میں صرف حیات و وفات مسیح کا فرق سمجھتے ہیں حالانکہ خلیفۃ المسیح نے اسے بہت پسند فرمایا ہے کہ اشاعت کرایا جائے کہ ان کا ... ہے

فیوضاتِ مسیح موعود

"حدثنا امیر المومنین"

شکایت کرنے میں تقوے

ایک شخص نے ایک دوست کی شکایت حضور امام منتظر میں کی کہ اس میں یہ برائی ہے. فرمایا اگر یہ شکایت تم نے نیک نیتی سے اسکی خیر خواہی کے لئے کی ہے تو بتاؤ کیا تم نے اول اسکے لئے چالیس دن رو رو کر خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی ہے کہ اے میرے مولے جو مقلب القلوب ہے. اسکے حال کی اصلاح کر دے.

اگر افراد جماعت میں باہم کسی کی رنجش و جھگڑا ہو تو امام کے حضور اسے پہنچانے میں جلدی نہیں کرنی چاہیئے. اس طرح دونوں کا رنج زیادہ ہوتا ہے.

اہل اللہ کی حد بصر

ایک صاحب نے حضور میں عرض کیا کہ اسلام پر ہر طرف سے حملے ہی حملے ہو رہے ہیں. خود جو لوگ اسلام کے مدعی ہیں. انکی حالت ناگفتہ بہ ہے کالجوں میں جو لڑکے تعلیم پاتے ہیں. جیسے آیندہ زمانے میں کام کرنیوالی جو جماعت پیدا ہو رہی ہے. ان کا قدم بھی الحاد کی طرف ہے اور مذہب سے کورے ہوتے جاتے ہیں. آخر کیا ہوگا. فرمایا میں تو اس صدی کو بہت مبارک یقین کرتا ہوں اور اسلام کی ترقی کا دور دیکھتا ہوں ہے. پہلی رات کا چاند ہر ایک کو نظر نہیں آیا. اگر لوگ مذہبی خیالات سے کورے ہوتے جاتے ہیں تو کچھ فکر کی بات نہیں یہ سب اسلام قبول کرنے کے سامان ہیں تختی جتنی صاف ہو اسی قدر نقش خوبصورت ہوگا.

مسیح موعود کا عرفان

میں حضور میں بیٹھا تھا. ایک مولوی صاحب کا خط آیا جس میں لکھا تھا کہ میرے خیالات آپ سے برگشتہ ہوتے جاتے ہیں. آپ کچھ کرتے ہیں تو

کرو۔ وہ تو ہرگز میں انکار کر بیٹھا تو پھر چاہے ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے میں نہیں ماننے کا۔ فرمایا سبحان اللہ! سبحان اللہ! سبحان اللہ! ان لوگوں نے تقویٰ کس قدر چھوڑ رکھا ہے اور کیسی بیباکی سے یہ لوگ گفتگو کرتے ہیں حضرت شعیب خدا کے نبی ہو کر اور علی وجہ البصیرت یقین رکھ کر کہ میں حق اور صراط مستقیم پر ہوں۔ اپنے مخالف کفار کو کہتے ہیں۔

وَمَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَعُودَ فِيهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا

اور ہم سے یہ نہ ہوگا۔ کہ ہم تمہاری ملت میں لوٹ آئیں ہاں اگر اللہ چاہے۔ تو پھر تسلیم ہم لیکن یہ مولوی جیسے خدا سے اسکا عشر عشیر بھی تعلق نہیں کس شوخی سے کہتا ہے کہ انکار کر بیٹھا تو پھر نہیں ماننے کا۔

ضمیر کی شہادت ایک بار حضور نے فرمایا کہ وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ کے بارے میں مفسرین نے اختلاف کیا ہے کہ یہ کس کا قول ہے۔ میرا دل ہرگز نہیں مانتا کہ یہ اس عورت کا قول ہو۔ نا مسلمان عقل اور مشرک کے منہ سے یہ کلمہ نہیں نکل سکتے یہ قول تو نبوت کے سرچشمہ سے ہو سکتا ہے حقیقت نیکیوں کی توفیق اللہ ہی سے حاصل ہوتی ہے اور اسکے کرم و رحم کے بغیر کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میں پاک ہوں۔

سنگ پارس لوگ اکسیر کیمیا اور سنگ پارس تلاش کرتے پھرتے ہیں میرے لئے تو حضرت مرزا صاحب پارس تھے میں نے انکو چھوا تو بادشاہ بن گیا۔

بقایا صاف کرو جن صاحبوں کے ذمے سلسلہ کا چندہ واجب ہے۔ وہ براہ مہربانی ادا فرما کر مشکور کریں۔ **مینیجر**

قصیدہ مہدویہ۔ حضرت مسیح موعود کے ایک قصیدے کا ترجمہ پنجابی نظم میں

الحربۃ المہدویہ۔ آجکل کے علماء کی بد حالت کا ذکر

نوائے محمود۔ صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کی نظم

امیرنا نور الدین ایدہ اللہ بنصرہ

بڑا قدیر ہے پروردگار نور الدین
بنایا قبلۂ عالم دیار نور الدین

جو دیکھنا ہو کسی نے صحابہ کیسے تھے
وہ آکے دیکھ لے لیل و نہار نور الدین

وہ انقطاع و تبتل پھر اس زمانہ میں
ہے خاص حصۂ با اختیار نور الدین

ہر ایک کام میں سنت کا متبع رہنا
یہی شعار یہی ہے دثار نور الدین

بوقت عصر جو مسجد میں درس ہوتا ہے
دکھائی دیتی ہے کیسی بہار نور الدین

سپرد ذات الٰہی کی دیدہ دانی ہوئی
جناب حق میں ہے یہ اعتبار نور الدین

جو مثنوی میں پڑھتے تھے سعد الحمد
وہ دیکھتے بعد ازاں انتظار نور الدین

خدا کا شکر کہ آخر مراد بر آئی
بنے ہیں مسند سے ہم جاں نثار نور الدین

وہ صدق میں ہے ابو بکرؓ فرق میں عمرؓ
دلائے یاد علیؓ ذوالفقار نور الدین

جو قرآنی سرا اعلیٰ ہے وہ دل سے
سنا کے چھوڑتی ہے افتخار نور الدین

فنا میں جامع قرآں کی شان ہے پیدا
عدو کے آگے ہے عرف انکسار نور الدین

ہے جام فیض کا جاری برحمت باری
بجھائے تشنگیاں آبشار نور الدین

مسیح وقت کی خدمت کا یہ ثمرہ ہے
کہ خاص و عام کا مرجع ہے دار نور الدین

غلام صدق و وفا بقیہ باب قدیر
ہو خلوص سے رحمت نگار نور الدین

دعا قبول ہو یہ خاکسار اجمل کی
مدام چمکے سر روزگار نور الدین

دعا کا موقعہ: آجکل تقریباً تمام قومیں دعا کی قائل نہیں ہیں پس تمسک کرنے قرب پانیکا میدان خالی ہے کوئی مقابلہ نہیں منزل مقصود کو پہنچنے چاہو۔

اشتہار صداقت آثار

روغن حیات جو کہ ذیل کی امراض کے لیے اکسیر ہے۔ درد سر کھانسی زکام ضعف دماغ درد ریح وجع المفاصل بواسیر قبض درد معدہ ہر قسم قولنج ہیضہ طاعون بچھو کا ڈنک کان دانت کے درد وغیرہ بخار ہر قسم مار گزیدہ ڈنک عقرب زنبور وغیرہ تین قطرہ تک کافی ہے
قیمت فی شیشی کلاں عہ خورد ۸/

(۲) معجون مقوی معدہ و مقوی باہ۔ نہایت مفید فی ڈبیا ۴ تولہ عہ

(۳) ست سلاجیت نہایت اعلیٰ درجہ کی صاف شدہ فی تولہ عہ

(۴) حب تریاق۔ نزلہ کھانسی کے لئے اکسیر فی ڈبیا ۴۰ عدد ۸/

(۵) سرمہ نور البصر فائدہ تمام سے اعلیٰ ہے آنکھوں کے لئے اکسیر فی شیشی عہ

(۶) سرمہ سفید برائے خارش و غبار چشم کے لئے اکسیر فی شیشی ۸/

بال اڑانیکا پوڈر اعلیٰ قسم فی ڈبیا عہ محصول ایک سے دو تک ۳/

(۷) عرق دافع بخار نوبتی و ملیریائی ۸ تولہ عہ

(۸) عرق عظیم طحال کے لئے اکسیر ۸ تولہ عہ

المشتہر

پیر برکت علی از محل ڈاکخانہ منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

شرح اجرت اشتہارات

[illegible]

(۱) ریویو جلد کی تنقیح پر مطابق قواعد ڈاکخانہ ۰۰۰ ورق تک اس کی تقسیم کروائی ۰۰ فی صدی ہوگی اور ۲۰ اشتہار کا [illegible] اس سے زیادہ کیلئے فی صدی [illegible]
[illegible] اشاعت جب تک ۔۔۔ ایک پیسے کے ٹکٹ [illegible] اشتہار کا مضمون
دیکھکر منظوری ریویو آف ریلیجنز کو منیجر۔ جو جب چاہے کوئی اشتہار بند کرکے بقیہ قیمت واپس کرسکتا ہے

احمدیوں کے لئے ایک نادر موقعہ

رعایت! غیر معمولی رعایت!!

۲۰- دسمبر ۱۲ء سے ۵ جنوری ۱۳ء تک

۱۵ دن کے لئے

تمام خریداران تشحیذ اپنے دوست احباب کو بھی اطلاع دیدیں کہ مفصلہ ذیل کتابوں کی قیمت ہم نے تقریباً نصف کر دی ہے اور یہ کتابیں صرف دفتر تشحیذ ہی کو اس رعایتی قیمت پر مل سکیں گی جو صاحب چاہیں جلد منگوالیں ان کتب میں سے مجربات نورالدین اور تفسیر القرآن شیخ یعقوب علی صاحب کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی جاتی ہے۔

نام کتب	قیمت اصل	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون کتاب
اربعین	[illegible]	[illegible]	حضرت اقدس کی تصنیف شریعت والہام کی تشریح اور اپنی صداقت کا ثبوت
حضرت اقدس کی پرانی تقریریں	[illegible]	[illegible]	
الاسماء الحسنیٰ	[illegible]	[illegible]	اللہ کے اسماء کی تشریح۔ بچوں کے لئے نہایت مفید
مکتوبات احمدیہ	[illegible]	[illegible]	حضرت مسیح موعود کے خطوط معارف و حقائق کا خزانہ [illegible]
الموعظۃ الحسنہ	[illegible]	[illegible]	تفسیر سورۃ [illegible] عجیب و غریب مستند [illegible]
سلک مروارید	[illegible]	[illegible]	[illegible] پڑھا لکھے [illegible]
مجربات نورالدین حصہ اول	[illegible]	[illegible]	شاہی طبیب حکیم حاذق حضرت مولوی نورالدین [illegible]

نام کتاب	قیمت اصلی	قیمت حال	خلاصہ مضمون کتاب
تفسیر ترجمۃ القرآن پ۲۳	عہ	۸ر	کون نہیں جانتا کہ ہم ایک بکل ایسی تفسیر کی ضرورت ہے
پ۲۴	عہ	۸ر	جس میں آیات کا ربط بتلایا گیا ہو۔ اور ان دلائل کو
پ۲۵	عہ	۸ر	کھول کر لکھا گیا ہو جو قرآن مجید ہر آیت میں اپنے
پ۲۶	عہ	۸ر	دعوی کے ساتھ پیش کرتا ہے [illegible] دوسری الہامی
پ۲۷	عہ	عہ	[illegible] امتیازی نشانات لگے ہے۔
پ۲۸	عہ	عہ	
تحفہ سالانہ جلسہ ۱۹۰۶ء	عہ	۸ر	یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلیفۃ المسیح و عبدالکریم صاحب کی تقاریر کا مجموعہ جو نہایت نادر اور معارف حقائق کا گنجینہ ہے دو سو صفحہ
حقیقت نماز	عہ	۸ر	جس میں نماز کی حقیقت اور اس کے متعلق ضروری مسائل اور ارکان نماز کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے [illegible]
النصح	۳ر	۱ر	یہ ایک رسالہ ہے جس میں نبی کریم صلعم کے ظہور کی بشارت کتب مقدسہ سے دکھائی گئی ہے [illegible]
رد چکڑالوی	۵ر	۳ر	چکڑالوی کا فتنہ سخت ہے مگر یہ اس کا رد بھی بہت ہی سخت ہے۔
عمدۃ الاحکام	۱۲ر	۱۲ر	[illegible]
طبیب روحانی	۳ر	۱ر	[illegible]

نام کتاب	قیمت [illegible]	قیمت [illegible]	خلاصہ مضمون کتاب
سنجات	[illegible]	[illegible]	صاحبزادہ محمود احمد صاحب کے چند لیکچروں کے مطابق پر [illegible] کے بیان میں [illegible] لکھا ہے
صادقوں کی روشنی	[illegible]	[illegible]	حضرت مسیح موعود کی وفات پر بعض اعتراضوں [illegible] کا جواب
ظہور المسیح	[illegible]	[illegible]	مسیح موعود کی وفات اور مسیح محمدی کی صداقت کا ثبوت تمام مخالف کتابوں کے [illegible]
نغمۂ اکمل	[illegible]	[illegible]	حضرت خاتم [illegible] کی یاد میں عاشقانہ ترانے
ادعیۃ الاحادیث	[illegible]	[illegible]	احادیث کی وہ دعائیں جو مختلف مقامات [illegible] کے مناسب رسول کریم صلعم نے فرمائیں
البرق	[illegible]	[illegible]	ردّ شیعہ
رسالہ گوشت خوری	[illegible]	[illegible]	گوشت خوری کے جواز کے دلائل [illegible]
اسلام کی پہلی کتاب	[illegible]	[illegible]	سلسلہ احمدیہ کی صداقت پر [illegible]
ضرورت زمانہ	[illegible]	[illegible]	اسلام پر جو اعتراضات عیسائیوں [illegible] کی طرف سے کئے گئے ہیں۔ ان کے [illegible] جواب
معیار حق	[illegible]	[illegible]	ہے مذہب کی [illegible] جس میں [illegible] کا ذکر ہے
تاریخ انگلستان	[illegible]	[illegible]	[illegible] کی ہسٹری آف انگلینڈ کا ترجمہ مترجم ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب
ہدایات دربارہ معاملات	[illegible]	[illegible]	معاملات کے بارے میں احادیث نبوی سے ثبوت

رسالہ تشحیذ الاذہان کی رپورٹ

تشحیذ کا اجرا خدا کے فضل و کرم سے اس سال کا سب سے پہلا پرچہ یکم مارچ سنہ کو قادیان دارالامان سے نکلا تشحیذ الاذہان اس کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رکھا اور جس انجمن کے انتظام میں نکلنا شروع ہوا۔ اسکے مربی حضرت مولانا نورالدین ایدہ اللہ الصالحین اور حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب سلمہ ربہ اسکے ایڈیٹر قرار پائے

ترقی اللہ تعالیٰ نے ایک ہی سال میں اس رسالہ کو ایسی ترقی دی کہ سہ ماہی سے ماہوار نکلنا شروع ہوا۔ اور اسکے دلچسپ اور علمی و مذہبی مضامین نے طالبان حق اور سعید روحوں کو بہت فائدہ پہنچایا۔ پھر سنہ کی نزدیک سہ ماہی سے اسکے انتظام میں اسکے شائقین خاص تبدیلیاں کی گئیں۔ رسالہ کا حجم صفحے بڑھا دیا گیا اور کوشش کی گئی کہ حتی الوسع اعلیٰ مضامین کے ساتھ اپنے وقت پر شائع ہو۔ چنانچہ باوجود اس بات کے کہ تشحیذ کو دیر میں چھپوانا ہے پھر بھی سنہ کے تمام مہینوں میں اپنے وقت پر بلکہ اکثر اوقات بہت پہلے خریداروں کی خدمت میں پہنچایا جاتا رہا۔ اور الحمد للہ کہ اسکے مضامین کو اکثر احباب نے ایسا پسند فرمایا کہ علیحدہ بطور ٹریکٹ چھپوا کر تقسیم کرنیکی خواہش ظاہر کی گئی۔

شکریہ برادر خادم حسین صاحب ظفر بھیروی کا قلم ہر قسم شیعہ عقاید کے متعلق ہو خدمت اسلامیہ بجا لا رہا ہے اور پھر سید صادق حسین صاحب اٹاوہ کی منقولہ تحریر ایڈیٹر کے لئے بمنزلہ دو بازوؤں کے کام دیتے ہیں۔ اور انکے مضامین بہت دلچسپی کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں۔ باوجود کے ہمیں پسند نہیں بلکہ جہاں تک ہماری قدرت میں ہے اس رسالہ کو اور بھی دلچسپ و مفید بنانیکی کوشش کیجا رہی ہے۔ اور انشاء اللہ کیجائیگی۔

عرض حال لیکن اسکے ساتھ مجھے اپنے احباب سے یہ سوال کرنیکا حق حاصل ہونا چاہیئے

کہ جہاں تک ہماری طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ آپ نے انجمن کی اعانت و امداد کے لئے کیا کچھ کیا۔ سال رواں میں ایک اپیل ہر ایک خریدار کے پاس بھیجی گئی مگر صرف چند احباب نے توجہ فرمائی۔ اور صرف تیس چالیس خریدار نئے پیدا ہوئے۔ باقی کچھ تو وی پی پر خرید لئے۔ اور کچھ دفتر کی تحریکات سے ... مل کر بس قسط وار لئے۔ اسی قدر پہلے لوگ ہیں جنہوں نے یا تو خود خریداری چھوڑ دی یا بوجہ بہت سا بقایا ہو جانے اور متواتر وی پی واپس کرتے رہنے کے جن کے نام سے پرچہ بند کر دیا۔ اسلئے افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ رسالہ کے خریداروں کی تعداد ایک حد خاص پر رکی ہوئی ہے اور رکی رہیگی جب تک ہمارے کرم احباب اور معاونین خاص جوش سے اس پہلو میں کام نہ کرینگے اور ہم نہیں سمجھتے کہ وہ اس سلسلہ کی غیرت و حمیت قومی اور مخلصانہ سرگرمی کیونکر گوارا کر سکتی ہے کہ ان کا رسالہ ترقی نہ کرے۔ اور ترقی کے لئے ضروری ہے کہ اسکے خریدار اتنے ہوں کہ کافی ہوں جس سے ہم اپنے اخراجات برداشت کر سکے

شکایات تجربہ سے یہ کوشش ہو رہی ہے کہ ان خریداروں کے نام بقایا ہے ان سے بعض کی اس مطلب کے لئے کئی خطوط لکھے گئے وی پی کئے گئے جوابی کارڈ بھی بھیجے گئے لیکن افسوس معاملہ نظر بہ تجربہ یہ پہنچے کہ ابھی تک

ایک ہزار چوراسی روپے

سے زیادہ واجب الوصول ہیں۔ اور باوجود اس بات کے ہم نے رسالہ کی بروقت اشاعت میں کوئی نقص نہیں آنے دیا۔ لیکن آخر ہمارے مہربان بھائیوں کو بھی اس طرف توجہ کرنی چاہئے ہم نے حتی الوسع کوشش کی ہے کہ خریداروں کی شکایت رفع کریں لیکن اکثر شکایتیں ایسی ہوتی ہیں جو غلطی پر مبنی ہیں مثلاً خود تو تبدیل پتہ سے اطلاع نہ دینا یا متواتر یاد دہانیوں کی پروا نہ کر کے پتہ صحیح کرنا اور پھر چند ماہ کے بعد یہ شکایت کہ رسالہ نہیں پہنچا یا سال میں دو دو چار چار اطلاع کرنے اور چٹھیاں بھیجنے کے دو تین بار وی پی واپس کر اور اس طرح کارخانہ کو نقصان ہونے دینا اور پھر آخر سال پر کہہ دینا کہ ہم قیمت دے

چکے ہیں۔ آپکے حساب میں گڑبڑ ہے۔ جیسے بعض شکایتیں کرتے ہیں کہ ہم نے تو پیشتر وی پی کے واپس شدہ پرچوں کے کاغذ دکھا کر بتایا ہے کہ ہمارا قصور نہیں۔

ایک اور طرح بھی غلط فہمی ہوتی ہے اور وہ یہ کہ وی پی کے موجودہ سسٹم پر ہے۔ جس کے لئے بہترین طریق یہ ہے کہ منی آرڈر کے ذریعہ روپیہ بھیجا جاوے۔ اس طرح خریدار کے پاس ایک رسید رہیگی۔ اور دوسرا دفتر کے کام میں بھی بہت کچھ تخفیف ہو جائیگی۔ مثلاً دیکھئے

جناب جمال الدین صاحب شوپیاں کشمیر کے نام ۱۹۱۰ء کا پرچہ وی پی کیا گیا۔ اور جیسا کہ دستور ہے واپس ہوا۔ ایکسال کے بعد اسکی رقم ڈاکخانہ سے بہت سی خرابی سے پہنچی ہے۔ اور مرزا محمد احسن بیگ صاحب شیخ مٹا کے نام ۱۹۱۰ء کا پرچہ وی پی کیا گیا اور ڈاکخانہ سے اسکی رقم نہیں آئی۔ ستمبر ۱۹۱۱ء کو وصول ہوئی۔ اور بابو محمد عبداللہ صاحب کے نام ۱۹۱۰ء کا پرچہ وی پی کیا گیا۔ اور ڈاکخانہ سے اسکی رقم نہیں آئی۔ اب ۱۹۱۱ء کی پہلی یعنی ایکسال کے بعد۔ اب اگر ہم نے اسی وقت ان سے نام ہٹا یا دکھایا ہو۔ تو ہم بھی ان کا حال تھے۔ اور وہ بھی۔ پس میں اپنے معزز ناظرین اور احباب کرام سے گزارش کرونگا۔

التجا

۱۔ کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آریہ و عیسائیوں کے اعتراضوں کے دلائل رد ان شکن جواب پڑھیں اور اسلام کے محاسن کا مطالعہ کریں۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عقائد کا صحیح علم حاصل کریں۔ تاریخی و مذہبی واقعات سے آگاہی پائیں۔ تو رسالہ تشحیذ الاذہان کے خریدار بن جائیں جس کی قیمت سالانہ دو روپے ہے اور حجم ۴۰ صفحہ لکھوائی چھپائی نہایت عمدہ

۲۔ اگر آپ پہلے ہی سے خریدار ہیں تو مہربانی فرما کر سال ۱۹۱۲ء کی پیشگی قیمت ماہ جنوری میں بذریعہ منی آرڈر ادا فرماویں۔ اس طرح ہم اور آپ دونوں مفت کی تکلیف اور اوقات و اخراجات سے بچ جائینگے۔ اور رسالہ اپنے وقت پر اعلیٰ سے اعلیٰ مضامین کے ساتھ آپ کو پہنچا کریگا

۳۔ اگر آپکے نام سے رسالہ جاری ہے اور کچھ بقایا ہے تو براہ عنایت اسکو ادا کرنے کی

طرف متوجہ ہوں اور ماہواری قسط مقرر کر دینے سے یہ قرض بہت جلد اتر سکتا ہے۔ اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض صاحبان کے ذمہ چار چار پانچ پانچ روپیہ بقایا ہے۔ اور زیادہ تر ایسے اصحاب ممبران انجمن تشحیذ ہیں۔

(۴) آپ رسالہ کی ترقی اشاعت اور عمدگی مضامین کے بارے میں کوئی مشورہ دیجئے تو بڑے شکریہ سے قبول کیا جائیگا۔

(۵) آپ اس رسالہ کے لئے یہ عہد کریں کہ پیشگی قیمت دینے والے کم از کم دو خریدار دیں

(۶) اگر خدا تعالے نے آپکو وسعت دی ہے تو حسب استطاعت تشحیذ کو چندہ یا پانچ روپے یا تین روپے سالانہ دیا کریں۔ تاکہ اس نقصان کی تلافی ہو سکے جو نادہندوں کی مہربانی سے قریبا ایک ہزار ایک سو روپے ہے

(۷) بقایا کی وصولی میں مدد دیں۔ اور اپنے ذاتی رسوخ سے یہ روپیہ وصول کرادیں

(۸) علاوہ مشتہر کتب کے ادعیۃ الاحادیث شائع ہوئی ہے جس میں نبی کریم صلعم کی بتائی ہوئی ہر موقعہ و حالات وقت کے مناسب دعائیں ہیں اور طبیب روحانی جس میں دس روحانی امراض کا علاج قرآن مجید و احادیث شریف سے بتایا گیا ہے خرید فرمائیں

(۹) اس انجمن تشحیذ الاذہان کی ایک لائبریری ہے جس میں ہزاروں کے قریب علمی و مذہبی کتابیں رکھی ہیں۔ اور تیس کے قریب روزانہ ہفتہ وار اخبارات و ماہواری رسالے ہیں جو مطالعہ عام کے لئے میز پر رکھے جاتے ہیں آپ بھی کوئی کتاب اس میں دیکر اعانت سے ثواب حاصل کریں کیونکہ فرصت کے وقت کو بیہودہ مشاغل میں خرچ کرنے سے یہ بہتر ہے کہ وسعت معلومات دینی و دنیوی میں کوشش کی جائے۔ قادیان میں آنیوالے مہمان اور دیگر مقیم احباب اس کو بہت فائدہ حاصل کر رہے ہیں

(۱۰) آپ اپنی دعاؤں میں تشحیذ کی ترقی اور اس کے مقاصد کی قبولیت کو بھی رکھیں یہ رسالہ جسکی ایڈیٹری و اہتمام سے منسوب ہے وہ آپکے امام ہمام علیہ السلام کا پیارا بیٹا ہے۔

المشتہر مینیجر تشحیذ الاذہان قادیان ضلع گورداسپور

اردو ترجمہ کتاب فتوحات مکیہ

فتوحات مکیہ جو کہ ایک مشہور و معروف عربی زبان کی بڑی بڑی چار ضخیم جلدات میں
شکل اور دقیق عبارات کی کتاب ہے۔ اسکا اردو ترجمہ نہایت خوبصورت ماہواری رسالہ کی صورت
میں ہم نے چھاپنا شروع کیا ہے۔ اس میں قرآن کریم و احادیث نبویہ کے باریک در
باریک اشارات و لطیف نکات اور حقایق و معارف الہیہ اور علوم لدنیہ کے اسرار
درج ہیں گویا کہ یہ کتاب علوم دین کا بحر ذخار ہے اس کتاب کے مصنف حضرت
شیخ محی الدین ابن عربی حاتمی طائی اندلسی رحمتہ اللہ جو کہ اولیائے کبار سے چھٹی صدی
ہجری میں گزرے ہیں فتوحات مکیہ کے دیباچہ میں لکھتے ہیں جس کا اردو ترجمہ یہ ہے
جو علوم میں نے اس کتاب میں درج کئے ہیں وہ اکثر خانہ کعبہ کا طواف کرتے وقت
یا حرم شریف میں بحالت مراقبہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھولے ہیں اور جلد اول کے
صفحہ ۵ میں لکھتے ہیں کہ اس کتاب کے لکھنے کے لئے مجھ پر خدا تعالیٰ کا تاکیدی حکم نازل
ہوا ہے غرض اس کتاب میں عجیب و غریب اسرار الہیہ اور علوم لدنیہ کے کرشمے
دکھائے گئے ہیں ضخامت رسالہ ۸۰ صفحے کلاں قیمت رسالہ سالانہ ساڑھے
تین روپے) سالانہ مع محصولڈاک پیشگی اگر نمونہ مطلوب ہو تو رسالہ بعوض ۴ آنہ
مع محصولڈاک بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا خریداری رسالہ کی

تمام درخواستیں بنام

ابو عبدالرؤف مینیجر رسالہ ڈاکخانہ چنگا بنگیال
تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی پنجاب بھیجو

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مجرب دوائیں جو

۲۹ برس سے تمام ہندوستان میں استعمال ہو رہی ہیں

آزمائش کیجئیے ڈاکٹر برمن کی بنائی ہوئی دوائیں

[illegible]



[illegible]

دواؤں کے نام

[illegible]

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند اسٹریٹ کلکتہ